[illegible] درین زمان سعادت آغاز مبارک انجام کتاب دافع شکوک مسمی به

تذکرة السلوک

(تالیف دفتر)

از

تالیف علامه زمان حکیم مولوی نجم الغنی خان صاحب رئیس طبیب رامپور

در مطبع منشی ایس محمد ابن علی موسوم [illegible] مطلع العلوم آزاد آباد مقبول جهان شد

مطبوعه ۲۵ جنوری ۱۹۰۴ء

نمبر ۱۰۳ از (۱۲۵۰۸۶)

Marfat.com

Marfat.com

بعون خالق کن فکان و بفضل خلاق زمین و زمان

للہ الحمد کہ درین زمان سعادت آغاز مبارک انجام کتاب دافع شکوک مسمی بہ

تذکرۃ السلوک

۱۳۱۸ھ

از تالیف علامہ زمان حکیم مولوی نجم الغنی خانصاحب طبیب رئیس رامپور

در مطبع منشی ایس محمد ابن علی موسوم بمطلع العلوم مرادآباد مرغوب جہان شد

...ہ باقی
...ی طلب مین
...مقصود اسکا
...سرکی طرف
...اوسکے حظوظ

مولفات مصنف

جناب مولوی حکیم محمد نجم الغنی صاحب ابن مولوی عبدالغنی صاحب بن مولوی عبدالعلی صاحب ابن مولوی عبدالرحمن صاحب ابن حاجی محمد سعید صاحب رامپوری

تاریخ اورما - زبان اردو ساٹھ ستر جز کی کتاب ہے

اخبار الصنادید - ساٹھ ستر جز کی کتاب ہی زبان اردو مین روہیلونکی تاریخ ہے -

مقاصد البلغا - بحر الفصاحت - علم معانی بیان بدیع - عروض وقافیہ وغیرہ کے بیان مین - اردو زبان کی کتاب ہے -

قانون فارسی - اسمین زبان فارسی کی صرف ونحو کو علحدہ علحدہ حصونپر لکھا ہے - سو جز کے قریب اسکی ضخامت ہے زبان اسکی فارسی ہے ؛

رسالہ نجم الغنی یہ قانون فارسی کا زبان فارسی مین انتخاب ہے -

منتہی القواعد - عرف قواعد حامدی - یہ قانون فارسی زبان اردو مین انتخاب ہی -

نجم العقاید - عقاید نسفی کی شرح ہے - زبان اردو مین ساٹھ ستر جز کی ضخامت ہے

تہذیب العقاید یہ نجم العقاید کا اختصار ہے -

میزان الافکار - فن منطق کو زبان فارسی مین بیان کیا ہے اور مواد قیاس کو اس تفصیل سے بیان کیا ہے کہ مروج رسالونمین یہ بات نہین -

مذاہب الاسلام اردو زبان مین اسلام کے تمام مذاہب کو تفصیل سے بیان کیا

خواص الادویہ اس ضخیم کتاب مین ادویہ مفردہ کا بیان ہے - مخزن سے بہت بڑی اور محیط اعظم مین جو بہت سی دوائین چھوڑ دی ہین اونکو بھی ذکر کیا ہے اور محیط کے نقص کتاب کے اول مین ۳۷ نمبرون مین ظاہر کیا ہی - عنبر کافور مونگا - اسفنج - لاکھہ - مازو - شو... بعد تحقیقات انگریزی سی بڑی تفصیل سی لکھا ہی جس سے مخزن اور محیط کی تحقیقات بیکار معلوم ... رسالہ عبدالواسع ہانسوی فارسی زبان مین ہی **شرح** چہل کاف اردو زبان مین ہی ... متخلل شرح وقایہ کے طہر متخلل کے مقام کو عربی مین حل کیا ہے -

Marfat.com

تذکرۃ السلوک

137051

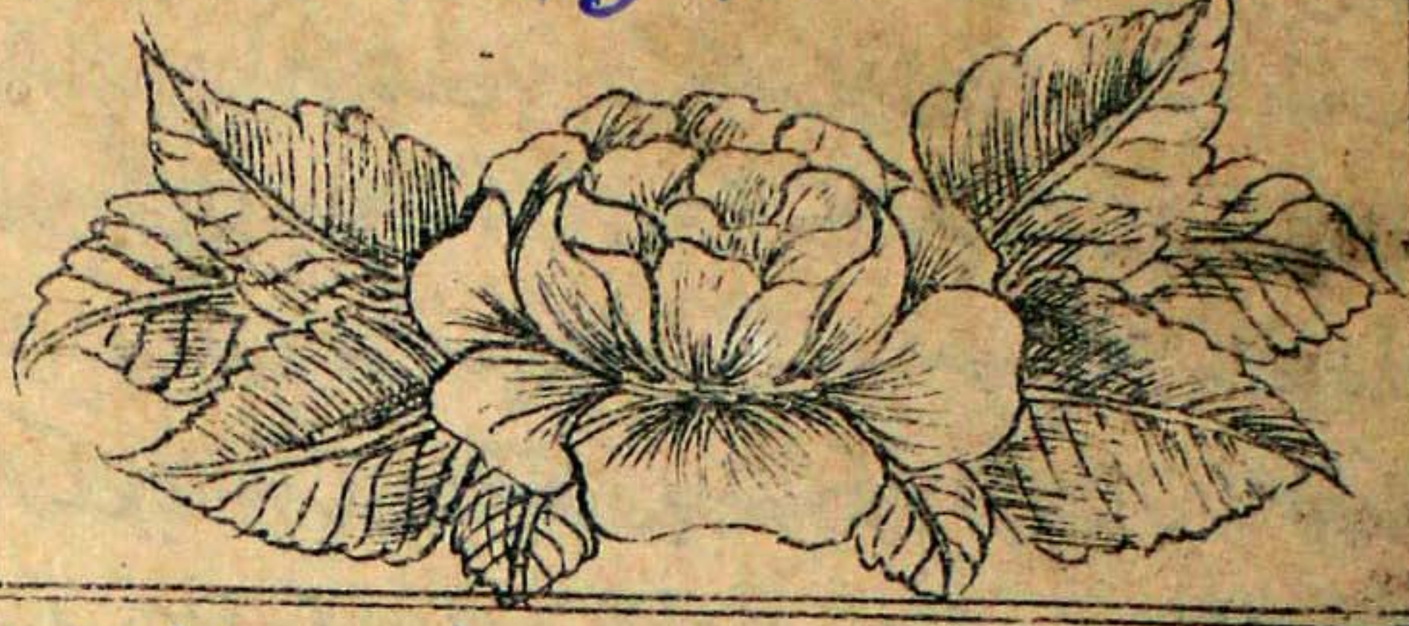

بحم الغنی خانصاحب طبیب رئیس رامپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے قلم کیا ترا بیانِ زبان	کیا ترا مُنہ ہے کیا زبانِ بیان	تو کرے حمد خالقِ اکبر
یا ثنائے جنابِ پیغمبر	تجھکو حاصل کہان لیاقت یہ	تو نے پائی ہے کب فراست یہ
حمد ایزد ہے بحر بے پایان	اسکے ساحل سے دور وہم و گمان	درگذر اس خیالِ مشکل سے
شکر کردم بدم بہ دل سے	کہ خدائے کمال احسان سے	بخشش و رحمتِ فراوان سے
کی عطا اُلفت اہلِ ایمان کی	پیشوایانِ راہِ عرفان کی	آرزو ہے کہ روزِ نشورِ نشور
ہون اونھین کے گروہ مین محشور	یہ رسالہ جو مین نے لکھا ہے	اونھین پاکانِ دین کا صدقہ ہے
	ورنہ میری تھی یہ مجال کہان	تھا نصیب اسقدر کمال کہان

صُوفی متصوف اور تصوف کی تعریف و فوائد

صوفی اہل تصوف کی اصطلاح مین اُس شخص کو کہتے ہین جو اپنی ذات سے فانی اور خدا کی ساتھ باقی اور طبائع سے آزاد اور حقیقۃ الحقائق سے واصل ہو۔ اور **متصوف** وہ آدمی ہے جو اس درجہ کی طلب مین کوشش کرتا ہو اور **متصوف** وہ ہے جسنے اپنے آپ کو صوفیون کی طرح بنا رکھا ہو اور مقصود اُسکا اس سے طلب دنیا ہو۔ جنید اور سُتری رحمہا اللہ نے کہا ہے کہ صوفی وہ آدمی ہے جو خدا کے سوا دوسری طرف متوجہ نہو اور اُسکو خدا کے سوا کوئی اور نہ جانتا ہو۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ صوفی وہ ہے جسے اللہ اور اسکے حفوظ

Marfat.com

نفسانی سے مار ڈالے اور اپنے مشاہدے کے ساتھ باقی رکھے۔ اور **تصوف**[1] اخلاق الہی کے مطابق عادات اختیار کر لینے اور آداب شرع پر ظاہر و باطن کے قائم ہو جانے کو کہتے ہین۔ اور[2] بعض نے کہا ہی کہ تصوف وہ صفات ہین جنکو ہر زبان مین اچھا جانتے ہون اور انکی ضد ہر زبان مین ناپسند ہو۔ اور[3] جنید رح نے کہا ہی کہ تصوف ترک اختیار کا نام ہی اور[4] شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ حواس کی حفاظت اور سانسونکی رعایت کا نام تصوف ہی۔ اور[5] بعض صوفیہ کا قول ہے کہ تصوف طلب مقصود مین کوشش کرنے اور معبود سے انس رکھنے اور دوسری چیزون سے ترک شغل کرنے کو کہتے ہین۔ [6] بعضون نے تصوف کی یون تعریف کی ہی دل کو صاف کرنا مخلوق کی محبت سے اور اخلاق طبیعیہ چھوڑنا۔ اور صفات بشریہ کا مٹا دینا اور نفسانی خواہشون سے دور رہنا اور صفات روحانی اختیار کرنا اور علوم حقیقی کو حاصل کرنا اور جو چیز ہمیشہ کے لئے اولی ہے اسکو استعمال کرنا اور تمام امت محمدی کو نصیحت کرنا اور واسطے اللہ کے وفا کرنا۔ اور شریعت مین رسول کا متبع ہونا۔ اور[7] بعض نے کہا ہی کہ تصوف اعتراض سے اعراض کرنے کا نام ہی اور[8] بعضون نے کہا ہی کہ تصوف کہتے ہین شرافت کے حاصل کرنے اور تکلف کے ترک کر دینے اور ہوشیاری کے برتنے کو اور[9] بعضون نے کہا ہی کہ حقایق کے حاصل کرنے اور دقایق کے بیان کرنے اور خلق کے ہاتھ مین جو کچھ ہی اس سے مایوس ہونے کو تصوف کہتے ہین اور تمام[10] تعریفون مین جو تعریف جامع ہی وہ ایک عارف کا یہ قول ہی کہ تصوف خیال کے صحیح کرنیکا نام ہی اور تصوف کی تعریفین اور بھی کئی طرح سے آئی ہین اور ہمارے نزدیک تصوف ایک ایسا اسم ہی کہ جو ان تمام تعریفون کو جامع ہی اس لئے کہ اوسکے مفہوم مین کوئی ایسی چیز موجود نہین ہی جو ان تعریفون کے ارادہ کرنیکو مانع ہو پس جس عمدہ وصف اور اچھی خصلت کے ساتھ اوسکی تعریف بیان کیجاے وہ درست ہی۔ اور صوفیہ نے کہا ہے کہ تصوف ابتدائی علم ہی اور اوسط اوسکی عمل ہی اور انتہا اوسکی بخشش منجانب اللہ ہی۔ جنید رح نے کہا ہی کہ صوفی کو چاہیے کہ زمین کی مثل ہو جاے یعنی جس طرح زمین عاجز ہی ایسی ہی وہ بھی عاجزی اختیار کرلے۔ سعدی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

در خاک بیلقان رسیدم بہ عابدے ✤ گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن ✤ گفتا برو چو خاک تحمل کن اے فقیہ
یا ہر چہ خواندہ ہمہ در زیر خاک کن ✤ اور لوامع الانوار مین مذکور ہی کہ تصوف ایک ایسا علم ہی کہ وہ اولیا کے دلون مین پیدا ہوتا ہے جبکہ اونکے دل انوار عمل قرآن و حدیث سے منور ہو جاتے ہین پس جو شخص قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہی اوسکو یہ علوم و آداب و اسرار و حقایق حاصل ہوتے ہین کہ جنسے انس و جن عاجز آتے ہین اور نظیر اسکی یہ ہی کہ جب علماے ظاہر کو عمل ان چیزون پر کیا تو اونکو کیسے کیسے علوم و حقایق نصیب ہوے پس تصوف بندہ کے ان اعمال کا خلاصہ ہی جو وہ شرع کے مطابق کرتا ہی اور اوسکے اعمال مین غرضون اور حظوظ نفسانی کو دخل نہین ہوتا۔ جو کچھ کرتا ہی خاص خدا کے لئے کرتا ہے جیسا کہ علم معانی و بیان علم نحو کا خلاصہ ہی۔ پس جس شخص نے تصوف کو ایک مستقل علم مانا ہے اوسکی راے صحیح ہے اور جس نے احکام شریعت مین سے شمار کیا ہی اوسکی راے بھی درست ہی جیسا کہ علم معانی و بیان ایک حیثیت سے مستقل ہے

اور دوسری حیثیت سے نحو کا حصّہ بھی ہی۔ مگر یہ بھی خیال رہے کہ علم تصوف اوسی شخص کو علم شریعت مین سے حاصل ہوا ہے جسنے اتنا تبحر علم شریعت مین حاصل کیا ہی کہ اوسکی انتہا کو پہونچ گیا ہی۔ پھر جب بندہ قوم کے طریق مین داخل ہوتا ہی اور اوسمین اُسکو تبحر حاصل ہوتا ہی تو وہان اسکو اللہ تعالےٰ استنباط کی قوت عطا کر دیتا ہی جو ہو بہو احکام ظاہرہ کی نظیر ہوتے ہین پس وہ طریق واجبات و مندوبات و آداب و محرمات و مکروہات و خلاف اولی مین اسی طرح سے استنباط کرتا ہی جیسے مجتہدین کرتے ہین اور جسطرح مجتہد کا کسی بات کو اپنی راے سے مقرر کر دینا بالکل ہیچ ہی جب تک شرع نے اوسکی نسبت صراحت نہ کی ہو اسی طرح کسی ولی اللہ کا کسی بات کو مقرر کر دینا اپنی طرف سے جب تک شرع مین وہ بات موجود نہو بالکل بیکار ہی ظاہر ہی کہ یہ بزرگوار شرع کے سب معاملات مین صاحب عدالت ہین اونکو اللہ نے اپنے دین کے لئے منتخب کیا ہی پھر کیسے اہل اللہ کے علوم مین وہ بات ہو جو شرع سے خارج ہو شرع نے تو اونکو ہر لحظ اللہ سے ملایا ہی پھر اونکے علوم کیسے شرع سے خارج ہو سکتے ہین جو لوگ علم تصوّف کو شرع سے خارج جانتے ہین وہ اس کوچہ سے نابلد ہین کیونکہ تصوّف کی ایسے شخص مین صلاحیت ہی نہین ہوتی جو علم شرع مین متبحر نہو پس ہر صوفی فقیہ ہی اور ہر فقیہ صوفی نہین جو لوگ صوفیہ سے انکار کرتے ہین وہ اونکے حالات سے غافل ہین۔ مجتہدانِ امت نے اِن بزرگون کی تعریف مین جو کہا ہی ہمکو یہی کافی ہی امام شافعی نے شیبان راعی کو اور امام احمد حنبل نے ابو حمزہ بغدادی صوفی کو اور ابو عبّاس بن شریح نے جنید بغدادی کو اور ابو عمران نے شبلی کو تسلیم کیا ہی امام احمد حنبل ہمیشہ اپنے بیٹے کو صحبتِ صوفیہ کی ترغیب دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ صوفیہ کے اخلاص ایسے مقام مین پہونچے ہین جہان اَورون کو رسائی نہین۔

علم سلوک اور سالک کے معاملات

ابجد العلوم مین لکھا ہی کہ علم سلوک عبارت ہے وجدانیات مین سے ایسی چیزونکے بیان لینے سے جو نفس کے لئے مفید یا مضر ہین اور اسکا نام علم اخلاق اور علم تصوّف بھی ہے اور مجمع السلوک مین لکھا ہی کہ تمام علوم مین سے بہتر وہ علم ہے جسمین حقایق اور منازل اور احوال اور معاملہ اور اخلاص طاعات اور توجہ الی اللہ کا ذکر ہی اسی کو علم سلوک کہتے ہین۔ اور جو کوئی اس مین غلطی کرے اوسے چاہیئے کہ کسی سالک کامل العرفان سے دریافت کرے اور ہدایہ۔ شرح وقایہ۔ منیہ اور قدوری کی طرف رجوع نکرے اور علم حقایق تمام علوم کا ثمرہ اور نتیجہ ہی جب سالک اسکے پاس پہنچتا ہی تو ایک دریاے بے پایان مین پڑجاتا ہی اور یہی علم قلوب اور علم معارف ہی اسی کو علم اسرار اور علم اشارہ بھی کہتے ہین۔ موضوع اسکا اخلاقِ نفس ہے اس لئے کہ اس مین نفس کے عوارض ذاتی سے بحث کرتے ہین جیسے حُب

صوفیہ کے اس قول مین حب الدنیا راس کل خطیئۃ۔ یعنی دنیا کی محبت پر سب گناہونکا مدار ہی حب دنیا نفس کے اخلاق مین سے ایک خلق ہی کہ جسکی نسبت یہ حکم کیا کہ تمام بری عادات کی یہ جڑ ہے اسی طرح بغض الدنیا اس کمالات یعنی دنیا کی دشمنی پر تمام نیکیون کا مدار ہی۔ دنیا سے بغض رکھنا بھی نفس کی ایک خصلت ہی جس کو سب نیکیون کی جڑ بتایا ہے اور غرض اس علم سے خدا یتعالے کا تقرب حاصل ہونا اور بارگاہ جل و علا مین پہونچنا ہی اور اللہ تعالی اپنے بندونمین سے جسپر چاہے احسان کرے تو اسکو طریقہ سلوک عنایت کرتا ہے اور کتنی ہی عارف یہ نکتہ کما حقہ نہ سمجھے بسا اوقات اللہ تعالے ذکر و فکر پر مطلع کرتا ہے کہ اُس سے سالک فنا و بقا کو پہونچ جاتا ہی اور کہنے لگتا ہی کہ اللہ تعالے نے مجھے سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول مین اپنے گمان کے موافق سچا ہے۔ مگر تحقیق یہ ہی کہ طریقت ذکر و فکر سے عبارت نہین ہی بلکہ وہ ایسی حقیقت ہی کہ ملاء اعلی مین منعقد ہی کہ اللہ تعالے آسمانون پر سے حکم کرتا ہے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلی مین اور وہان ٹھہرتا ہی پھر حکم نازل ہوتا ہی اوسکے موافق عالم ناسوت مین پس اللہ تعالے کا ایک داعیہ ہی ملاء اعلی مین کہ ہمیشہ ناسوت مین اوسکی صورت اور جگہ ہی۔ جب تک وہ موجود ہے اور جب وہ طریقہ منسوخ ہوجاتا ہی اور وہ داعیہ جاتا رہتا ہی تو لوگون مین اوسکی صورت اور جگہ باقی نہین رہتی پس اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ اُس طریقہ کو معدوم کردین تو ہرگز نہین معدوم کرسکتے جب تک وہ داعیہ موجود رہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ اُس طریقہ کی کجی کو سیدہا کردین اور اوسکے بگاڑ کو درست کردین تو اونکی قدرت مین نہین

صوفی مصافی صافی اور دل اور صاحب دل کے حالات

شوکانی نے درر الفاخرہ مین لکھا ہی کہ علما کے درمیان اس بات مین اختلاف ہی کہ صوفی کس کو کہنا چاہیئے بعض کہتے ہین کہ صوفی ہر صافی مصافی کا نام ہی۔ صافی وہ ہی جس سے گناہون اور عیبون کی کدورت بالکل دفع ہوگئی ہون۔ اور مصافی وہ ہی جو رتبہ محبت کو پہونچگیا ہو یہانتک کہ لایق دوستی الہی کے ہوگیا ہو اور یہ حالت تمام انبیا کو شامل ہے اور اسی طرح تمام پیروان انبیا کو شامل ہی۔ بعض کے نزدیک صوفی وہ ہی جو اہل صفہ کے طریقے پر ہو صاحب مواہب لدنیہ کہتا ہے کہ مسجد نبوی مین ایک مقام سایہ دار تھا کہ وہان وہ مساکین رہتے تھے جنکے گھر بار نہ تھے اور اُس جگہ کو صُفّہ کہتے ہین تھے اور اوسکے رہنے والون کو اصحاب صفہ اور صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ وہ ستر آدمی تھے کہ کسی کے پاس کوئی چادر نہ تھی سوائے ازار یا کنبلی کے کہ گردن مین باندہ لیتے بعضون کی نصف پنڈلی تک آتی اور بعضون کے ٹخنون تک پہونچتی اور کبھی اہل صفہ چار سو تک ہوجاتا کرتے تھے اور کبھی کم ہوجاتے تھے اور بعضون نے کہا ہے کہ صوفی وہ ہی جو صاحب کشف و کرامات ہو صاف بصیرہ کو تھوڑی سی دیر مین طے کرسکے اللہ کی طرف متوجہ ہو دنیا سے قطع تعلق کیا ہی تمام کامون کو اللہ کی قدرت جانے اسباب عالم کی طرف خیال نکرے اور یہان یہی مراد ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ صوفی وہ ہے جس کا دل صاف ہی

اور خاطر کدورات و خواہشات سے صاف ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی۔ الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب یعنی بدن مین ایک مضغہ گوشت ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام بدن درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہی تو سارا بدن خراب ہوجاتا ہی اسی کو دل کہتے ہین اور صوفیہ کو **صاحبدل** کہنے کی یہی وجہ ہی بعضون نے کہا ہی کہ صوفی وہ ہی جو اس حدیث قدسی کا مصداق ہو من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب یعنے جو شخص میرے دوست کو ایذا دے سو تحقیق خبردار کرتا ہون مین اسکو ساتھ لڑائی کے مگر یہ حدیث ہر نیک آدمی کے حق مین ہی۔ خواہ وہ عرف کے موافق صوفی ہو یا نہو۔

صوفیہ کے شرع سے مخالفت کرنے مین اسرار ہوتے ہین

بعض اہل علم نے کہا ہی کہ صوفیہ کی جماعت نہایت بلند رتبہ اور نہایت مطیع ہی اللہ تعالی انبیا علیہم السلام کے بعد تمام خلق سے اونہین کو دوست رکھتا ہے۔ اور اگر اونکے کچھ قول یا فعل خلاف شرع ہوتے ہین تو وہ ظاہری ہین ایسا ہوتا ہے نفس الامر مین ہرگز وہ شرع کی مخالفت نہین کرتے اور علماے محققین نے جو اونکی توصیف مین بیان کیا ہی اس سے اونکے حال کی بخوبی توثیق ہوتی ہی چنانچہ حلیہ ابونعیم اور صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی اور طبقات شعرانی اور طبقات رافعی وغیرہ سے اسکی بخوبی تصدیق ہوتی ہی اور صوفیہ کا خلاف شرع کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسے حضرت موسیٰ کا خلاف حضرت خضر کے ساتھ کہ حضرت موسی نے حضرت خضر سے ملکر کہا کہ مین اس لئے آپ کے پاس آیا ہون کہ چند روز تمھاری صحبت مین مشرف رہون اور وہ علم کہ خدا نے تم کو بخشا ہے سیکھون۔ حضرت خضر نے کہا کہ آپ کا التماس تو قبول ہے لیکن رفاقت ہماری تمھاری مشکل ہی اس لئے کہ شاید مین علم باطن کی رو سے ایک کام کرون کہ ظاہر اسکا کراہت ہو اور انجام اسکا خیریت اور کرامت ہو اور بغیر حقیقت ظاہر ہونے کے تمسے صبر نہو سکیگا اور عذر و انکار سے پیش آوگے اس لئے مصاحبت کی گرہ ٹوٹ جائے گی حضرت موسیٰ نے کہا انشاء اللہ تعالی مین صبر کرونگا اور تمھارے حکم سے نافرمانی نکرونگا حضرت خضر نے کہا کہ اگر تم میری مصاحبت چاہتے ہو تو جب تک مین نکہون تب تک سوال نہ کیجو بعد اس قول و قرار کے وہ دونون روانہ ہوکر کشتی مین بیٹھے حضرت خضر نے ملاحون سے پوشیدہ دو تین تختے کشتی کے اوکھاڑ کر دریا مین پھینک دیے اور ملاحون سے کہا کہ جلد اپنی کشتی کا بندوبست کرو نہین تو ڈوب جائے گی۔ حضرت موسی نے فرمایا ایسی مضبوط کشتی مین سوراخ کرنا اور اتنے لوگون کے غرق ہونیکا خیال نکرنا نہایت ظلم اور خلاف شرع ہی حضرت خضر نے کہا مین نے تمسے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نکر سکوگے حضرت موسیٰ نے عذر کیا کہ مین نے بھولے سے یہ بات کہی پھر مین نہ بولونگا۔ جب کشتی سے اوتری اور شہر کے پاس پہونچی وہان کئی لڑکے کھیل رہے تھے اونمین سے ایک حسین و ملیح لڑکے کو خضر نے پکڑکر گرادیا اور اوسکا گلا چھری سے کاٹا۔ حضرت موسی نے کہا کہ بگناہ کا قتل کرنا کسی دین و ملت مین جائز نہین تمنے یہ کیا غضب

Marfat.com

کیا - حضرت خضرنے کہا کہ مین آگے ہی کہہ چکا تھا کہ تم صبر نکرسکوگے - پھر حضرت موسیٰ نے عذر کیا اور فرمایا کہ ابکی بار بھول تو مجھکو اپنی مصاحبت مین مت لیجیو اور وہان سے آگے چلے رات کو ایک گاؤن مین پہونچے موسم سردی کا تھا اُس گاؤن والون سے ضیافت مانگی اونہون نے کہا نا نہ دیا - بھوکے پیاسے پڑرہے - فجر کو اُسی گانؤن مین ایک دیوار ٹیڑھی گرنے کے قریب تھی - حضرت خضر نے اُسکو بغیر مزدوری کے درست کردیا - حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اس گانؤن کے لوگون نے بے مروتی سے طریقہ مہمان نوازی سے مُنہ موڑا مناسب تو یہ تھا کہ اونسے مزدوری لیتے اور بھوک کا غلبہ دفع کرتے ایسے بے مروتون سے مُروّت کرنا مناسب نہین ہے - خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو اپنی صحبت سے علیحدہ کردیا اور اُن تینون کامونکی حکمت جو بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے تھے یون بتائی کہ کشتی کے توڑنیکا سبب یہ تھا کہ اُس کشتی کا رستہ ایک بادشاہ ظالم کے شہر پر تھا اور وہ مضبوط کشتیون کو چھین لیتا تھا - اس لئے اوسے توڑ ڈالا کہ بسبب عیب کے اوسکی دست برد سے بچے گی - اور لڑکے کے قتل کرنیکی وجہ یہ تھی کہ مان باپ اوسکے نیک اور موحد تھے اور لڑکے سے سوائے کفر و عصیان و فساد کے کچھ وجود مین نہ آتا تو مین ڈرا کہ اوسکے کفر و فساد کا اثر مان باپ کو پہونچے گا اور وہ اوسکی بدی مین گرفتار ہونگے - اس لئے مین نے اوسے مار ڈالا - خدا اوسکے مان باپ کو فرزند صالح عنایت کریگا اور فائدہ دیوار کے بنانے کا یہ ہے کہ وہ دیوار دو یتیمون کی ہے اور باپ اونکا مرد صالح اور متقی تھا اور اس دیوار کے تلے خزانہ تھا اگر وہ دیوار اب گرتی تو وہ یتیم اُس خزانہ سے بے نصیب رہتے اس لئے مین نے بموجب الہام ربانی کے اُس دیوار کو بنایا کہ بعد اونکے بالغ ہونے کے اگر گرے گی تو خزانہ اونکے ہاتھ لگے گا - اور حضرت عمرؓ نے جب مدینہ مین منبر پر خطبہ مین کہا یا ساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار ہو جاؤ تو صحابہ نے اونکی نسبت کچھ اور گمان کیا جب یہانتک خبر آئی کہ ساریہ نے ملک شام مین اونکی آواز سنی اور اونکے حکم کے موجب دشمنون پر فتحیاب ہوئے تو صحابہ اُس قول کی حقیقت کو پہونچے - اور اس قسم کے بہت سے معاملات ہین جو ثقہ لوگون نے نقل کئے ہین کہ وہ حد تواتر کو پہونچ گئے ہین - اور بعض صوفیہ پر محبت کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ عقل ٹھکانے نہین رہتی - پس ایسی حالت مین شرع سے مخالفت واقع ہونا قابل معذوری ہے -

اور علما کی دوسری جماعت نے صوفیہ کی بڑی ہجو کی ہے اور بہت کچھ تلخ باتین اونکی نسبت لکھی ہین - اور بعض علمائے ظاہر نے جو اِن سے کوئی خلاف کام صادر ہوتے دیکھا یا کوئی فعل اونکا ایسا سُنا جو ظاہر علم کے خلاف تھا یا کوئی دعوی غیر مناسب اونکا پایا جیسے غائب چیزونکا ظاہر ہوجانا یا مُردے کا بات کرنا تو صوفیہ کی تکفیر کرنے لگے حالانکہ یہ ساری چیزین محال نہین نہ شرع کے نزدیک مستبعد ہین اور نہ عقل کے نزدیک ممنوع ہین - سیوطی سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے بیداری مین کئی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور اس بات پر قدرت رکھتے تھے کہ حرم مین نماز

ادا کرلیتے حالانکہ مصر مین مقیم تھے - تحقیق یہ ہی کہ جو کوئی اہل کرامات مین سے ہے وہ اللہ کے نزدیک مکرم ہی اوسکی تعظیم کرنا چاہیئے اور جو بناوٹ سے اونمین اپنی جان کو داخل کرتا ہی اور لوگون کو فریب دیتا ہی اوسپر اوسکے گناہ کا وبال اور عذاب ہی - اور علما کی تیسری جماعت ایسی بھی ہے کہ وہ صوفیہ کے حالات سے کچھ تعرض نہین کرتے نہ برا کہتے ہین نہ اچھا کیونکہ اونہون نے دو چیزین دیکھین - ایک کرامات جو صدق پر دلالت کرتی ہین - دوسرے بعضے کام اونکے خلاف شرع پائے - بہتر یہی ہے کہ جب تک صوفیہ کے حالات کی حقیقت اچھی طرح نہین کھلتی اور اونکے طریقے مین سلوک حاصل نہین ہوتا اُسوقت تک انکی شان مین خوض کرنا بے فائدہ ہے -

صوفیہ کی قسمین

صوفیہ تین قسم کے ہوتے ہین (۱) ظاہر (۲) متشابہ سالک انکے - مگر انکے عقل و حال پر تغیر آجاتا ہی (۳) اہل غربت کہ پہاڑونکے غارون اور جنگلون مین رہتے ہین لوگون سے بھاگتے ہین - یہی لوگ ایسے ہین کہ جنہون نے دنیا پر لات ماری ہی اور اس دار فانی کو بے حقیقت جانکر اُسے طلاق دیدی ہی پھر اونکی دو قسمین ہین -

(الف) طالب و مطلوب - (ب) قاصد و مجذوب - طالب وہ قاصد وہ ہی کہ قرب و محبت الہی کے اسباب مین کوشش کرتا ہی - اور رب کی مراد کا متبع رہتا ہے اور عبادات کے ذریعے سے نفس کی صفات چاہتا ہے اور جو رسته مطلوب کی طرف پہونچا سکتا ہی اوس مین مشغول رہتا ہے - اس قسم کے صوفیہ اکثر ممالک مین پائے جاتے ہین اور طالبین انکے پاس پہونچکر انسے فیض باطنی حاصل کرتے ہین اور وہ صوفی اِن طالبون کے نفوس کی تعلیم و تہذیب کرتے ہین اور انکے رتبے و حالات بدلتے رہتے ہین یہانتک کہ یہ طالبین بھی اوس مرتبہ کو پہنچ جاتے ہین اور کبھی مرتبہ نہایت کو نہین پہونچ سکتے اور طالب و مجذوب اُس صوفی کو کہتے ہین جسکو بغیر تصفیہ باطنی کے شروع ہی سے اللہ کی جانب سے اس مرتبہ عظمیٰ کی توفیق عطا ہو جائے - اسی لیے کہا ہی کہ جذبات حق تعالیٰ مین کا ایک جذبہ بھی ثقلین کی عبادت سے بہتر ہے اور مجذوب کی حالت طالب کی حالت سے بدرجہا بڑھی ہوتی ہی اس لئے کہ طالب کے لئے منزل مقصود تک پہونچ جانا ضرور نہین کبھی پہونچ جاتا ہی اور کبھی باوجود محنت و ریاضت کے نہین پہونچ سکتا

ارباب طریقت سے دعا لینا چاہیئے

علم تصوف کے رستے مین انوار الہی کی قندیلین روشن ہین فیض آسمان بجد ہین ماہ سے ماہی تک تمام اشیا کے حالات اسی مین کہلتے ہین اسی رستے کے چلنے والے دریاے یقین مین غریق ہو رہے ہین جو کچھ سنتے ہین حق سنتے ہین اور جو کچھ دیکھتے ہین حق دیکھتے ہین - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول مین انہین بزرگون سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا تھا واشوقاہ الی لقاء اخوانی من بعدی انکے ادراک کا صحیفہ غیر کے حرف سے پاک ہے انکے آئینہ دل پر کبھی زنگ نہین آتا انکا بادۂ توحید بے رنگ ہی ؎ غلام ہمت آنم

Marfat.com

کہ زیر چرخ کبود + زہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزادست + یہ قوم بہت بڑی عظمت رکھتی ہی انکو مشاہدۂ حق اسطرح حاصل ہوتا ہی جیسے لوگ چودھوین رات کے چاند کو دیکھتے ہین ؎ تامن خبر از طور تصوف دارم + بر ماضی عمر خود تاسف دارم + چون ترک تکلفات رسمی کردم + صد عیش و نشاط بے تکلف دارم + پس اے عزیز اولیاء اللہ کے انکار سے بچ جہانتک ہوسکے - اِنسے حُسنِ عقیدت رکھ - شیخ محی الدین نے فتوحات کے باب ہفتاد و سوم مین لکھا ہے کہ شیخ ابو یزید نے ابو موسیٰ دیلمی سے کہا کہ اے ابو موسیٰ اگر تجھکو کوئی ایسا آدمی ملے جو ارباب طریقت کی باتون کا ماننے والا ہو تو اُس سے اپنے حق مین دعا کرا کہ بے شبہ دعا اوسکی مستجاب ہی - تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل نہین ہو دیکھو اونکو حضرت خضرؑ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے -

جو کچھ اولیا پر نقص ثابت کرتے ہین اُس سے المضاعف او فرقہ اے اسلام پر متوجہ ہے

بزرگونکا قول ہی کہ علما کے سامنے زبان کی محافظت چاہیئے اور سلاطین کے آگے آنکھ کی - اور اولیا کے سامنے دل کی ؎ دل نگہ دار ید اے بیحاصلان + در حضورِ حضرتِ صاحبدلان + اگر یہ لوگ مال کی طرف رغبت کرین تو یہ راحت فقر کے لئے ہی انکو اس سے کوئی حرج نہین - قرآن مین اللہ انہین کے حق مین فرماتا ہی رجالٌ لا تلہیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یعنی وہ مرد ہین کہ نہین غافل ہوتے سودا کرنے مین نہ بیچنے مین اللہ کی یاد سے اور نماز کھڑے رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے اور دوسری جگہ اسکے حق مین فرمایا ہے ممارزقناھم ینفقون - یعنی ہمارا دیا خرچ کرتے ہین کبھی پانی چشمہ سے قوت کے ساتھ نکلتا ہی اور کبھی اوسپر گرتا ہی پانی کب چاہتا ہی کہ گھاس چشمہ کی طرف جاوے نور یقین اُس پانی کی طرح ہی اور عارفون کا دل چشمہ کی طرح اور دنیا گھاس کی طرح امام احمد غزالی سے جو امام حجۃ الاسلام غزالی کے بھائی اور عین القضاۃ ہمدانی کے پیر ہین - ایک شخص نے کہا کہ تم اپنی جان کو درویش سمجھتے ہو اور کئی طویلے گھوڑے اور خچرون کے رکھتے ہو فرمایا کہ مین نے اونکی میٹھی مین گاڑی ہی دلمین نہین گاڑی - جن لوگون نے مطلقاً اولیا سے انکار کیا ہے وہ اپنے اجتہاد مین مخطی ہین - اس لئے کہ اس کام مین اسم و رسم کو مدخل نہین - دل کی حالت اور اسلام کی علامت اور ظاہر مین ایمان رکھنا ظاہر مین اور احسان کے ساتھ قرین ہونا باطن مین یہی کافی ہی اللہ تعالےٰ صورت کو نہین دیکھتا سیرت چاہتا ہے اور جو کچھ اولیا پر نقص و جرح ثابت کرتے ہین اُس سے المضاعف اور طوائف اسلام پر بھی متوجہ ہے شیطان رجیم جو خون کی طرح انسان کی رگون مین جاری ہی اوسنے کسی جماعت کو علما و قرا و وعاظ و فقہا و شعرا و سالکان طریقت مین سے اپنے کام سے بیکار نہین رکھا جس طرح ممکن ہوا ہر اک کو ہر اک طرح کے ساتھ گمراہی و ہلاکت

مین ڈالدیا ہے صرف صوفیہ کا کیا قصور ہی کہ اونھین پر سارے اعتراض ختم کرتے ہین شریک کی خست نے سب مین اثر کیا ہی یہ بالکل انصاف کے خلاف ہی کہ ایک خاص طریقے کو بُرا کہنا اور اُن طریقون کی مدح کرنا جن مین آپ مبتلا ہین ؎

تاکہ ملامت خرۂ اشکبار من ✦ یکبار ہم بضیحت چشم سیاہ خویش ✦ محدث ابوالفرج ابن جوزی نے کتاب تلبیس ابلیس مین صرف اسی قوم کے زلات و خرابات کو نہین بیان کیا ہی بلکہ جمیع طوائف اسلام کی روایات و حکایات تلبیسات کو ذکر کیا ہے اور ہر ایک قوم کے غرور اور مکر و کید اور ریاکاری و فتنہ پردازی کا پردہ کھولدیا ہے۔

حدیث من عادلی ولیا کی شرح

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء اللہ کی جب توصیف کی ہے تو ہم لوگون کی کیا مجال کہ علی الاطلاق اولیاء کی مذمت کرین اور اونسے دشمنی پیدا کرکے اللہ سے حرب کا بیڑا اوٹھائین۔ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے **من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب** یعنی جو شخص عداوت رکھے میرے ولی سے پس تحقیق خبردار کرتا ہون مین اُسکو ساتھ لڑائی کے۔ اللہ نے اپنے ولی کی عداوت کو اپنی عداوت کی برابر قرار دیا اور سبب عداوت ولی کے اپنی لڑائی کے ساتھ خبردار کیا۔ پس ولی سے عداوت رکھنے والا گویا کہ اللہ سے لڑنے والا ہی۔ علما کہتے ہین کہ کوئی گناہ ایسا نہین جسکے کرنے والے کو اللہ نے فرمایا ہو کہ مین اُس سے لڑنے والا ہون سوائے اس گناہ کے اور بیلج کھانے کے کہ اُس مین بھی یہی فرمایا ہے **فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ** یعنی خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اُسکے رسول سے۔ پس معلوم ہوا کہ ان دونون مین خطر عظیم ہے اس لئے کہ اللہ کی لڑائی بندے سے اُسکے خاتمہ بد پر دلالت کرتی کیونکہ جس سے اللہ لڑا نہین فلاح پاتا وہ کبھی اور اس حدیث کے مضمون کی تائید و تاکید اس حدیث صحیح کے ساتھ ہوتی ہی جو ابو ہریرہ سے صحیح مسلم مین مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالے قیامت کے دن فرماوے گا۔ اے بیٹے آدم کے مین بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نکی۔ بندہ کہے گا کہ مین تیری عیادت کسطرح کرتا تو تو ربّ العالمین ہے۔ اللہ فرماویگا کہ میرا فلان بندہ بیمار ہوا تو نے اسکی عیادت نکی اگر تو اسکی عیادت کرتا تو مین تجھسے خوش ہوتا۔ ثواب عطا کرتا پھر فرماویگا اے آدم کے بیٹے مین نے تجھسے کھانا مانگا تو نے مجکو نہ کھلایا۔ بندہ کہے گا اے رب مین تجکو کسطرح کھانا کھلاتا تو رب العالمین ہے۔ اللہ پاک فرماویگا تجھسے میرے فلان بندے نے کھانا مانگا تھا تو نے اسکو نہ کھلایا اگر تو اُس کو کھانا کھلاتا تو مین تجھسے خوش ہوتا ثواب دیتا۔ پھر فرماوے گا اے آدم کے بیٹے مین نے تجھسے پانی مانگا تو نے مجکو پانی نہ پلایا۔ بندہ کہے گا۔ اے رب مین تجکو کس طرح پانی پلاسکتا تو تو ربّ العالمین ہی۔ اللہ فرمائیگا میرے فلان بندہ نے پانی مانگا اور تو نے اُسکو پانی نہ دیا کیا تجکو یہ معلوم نہ تھا کہ اگر تو اسکو پانی پلاتا تو اُسکا ثواب مجھے پاتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء

Marfat.com

اِن درجات کو پہونچتے ہین - پھر جو کوئی اونکے ساتھ عداوت ظاہر کریگا تو وہ اللہ تعالے کے مخالفین مین سے ہوگا - اور اللہ اپنے مخالف سے وہ معاملہ کریگا جو ایک دشمن دشمن کے ساتھ کرتا ہے محمد بن علی شوکانی نے اُس حدیث قدسی کی شرح بڑی تفصیل سے لکھکر اُس کتاب کا نام قطر الولی علی حدیث الولی رکھا ہے اور دار و مدار جملہ کاروبار صوری و معنوی طریقۂ صوفیہ کا سلف سے خلف تک اسی حدیث پر رہا ہی کہتے ہین کہ اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا واسطے فرشتے کے خود رب العزۃ سے سنا ہی یا بذریعہ فرشتے کے کرامتی نے کہا ہے کہ راجح قول اول ہی - صحاح مین لکھا ہے کہ ولی ضد ہی عدو کی یعنی ولی دوست کو کہتے ہین اور اوسکے مقابل مین دشمن ہی پس ولایت عداوت کی ضد ہے - اصل ولایت کی تقرب اور محبت ہی جیسا کہ اہل لغت نے بیان کیا ہے اور اصل عداوت کی بغض و دوری ہی - فتح الباری مین کہا ہی کہ ولی سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا جاننے والا ہو - اوسکی طاعات پر مواظبت رکھتا ہو اوسکی عبادت اخلاص سے کرتا ہو - ابن ہبیرہ نے کہا ہی کہ معنی عادی ولیا کے یہ ہین عاداہ من اجل ولایتہ یعنے اللہ کہتا ہے جو میری دوستی کی وجہ سے کسی کو ایذا دے تو مین اُسکو لڑائی کے لئے خبردار کرتا ہون - ابن حجر نے کہا ہی کہ یہی معنی معتمد ہین اور جو کوئی مقدمہ مالون یا خونون کا اولیاء اللہ مین پیدا ہو یا ایک ولی اور ایک غیر ولی مین ایسا قصہ کھڑا ہو اور حاکم شرع کی رو سے اوسے فیصل کرے تو اس حکم عداوت مین وہ داخل نہین اور حاکم پر جو شرع کا تابع ہی گناہ نہین ہان جو شخص ولی سے مقدمہ کر رہا ہی اور اُسکا معلوم ہی کہ میرا یہ دعوی غلط ہی وہ اللہ کے اس فرمان مین داخل ہی کیونکہ جھوٹا دعوی کرنا سراسر ولی کے ساتھ عداوت ہی - پس ایسا شخص خدا کی طرف سے لڑائی کا مستحق ہی اور قاضی نے کہ اپنے گمان مین قرآن و حدیث کے موافق حکم کیا اور بحث و تلاش مین اجتہاد کیا اور حکم کرنے کی اہلیت بھی رکھتا تھا اُس سے کوئی حکم ولی پر جاری ہونا معادات نہین کیونکہ شرع کی اتباع سب پر لازم ہی - ولی اور غیر ولی دونون پر اسکی تعمیل ضروری ہی اور مجتہد کا کبھی حکم خطا ہوتا ہے کبھی صواب اور خطا پر بھی اسکو اپنے اجتہاد کی محنت کا ایک اجر ملتا ہے پس جو کوئی حکم سے خروج کرے وہ کافر ہی اور جو یہ خیال کرتے ہین کہ اولیا کا رستہ خدا کی طرف قرآن و سنت کے علاوہ ہی وہ غلطی پر ہین - بہت سے آدمیون نے یہ غلطی کی ہی اور لفظ شریعت کو دونون معنی کے لئے شامل سمجھا ہی اور من عادی لی مین لفظ لی جسکے معنی میرے کے ہین ولی پر مقدم واقع ہوا ہے -

اس مین ایک بڑا فائدہ ہی وہ یہ کہ ولی اللہ تعالے کی ذات کے ساتھ مخصوص ہی نہ غیر خدا کے ساتھ بعدیہ علم معانی کا نکتہ ہے اور ولی کو جو اللہ پاک نے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا اسمین اوسکے لئے بڑی رفعت کا مقام ہے اور ابن ابی الدنیا اور ابو نعیم نے حلیہ مین اور بیہقی نے زہد مین اور احمد نے بھی باب الزہد مین جابی بی عائشہ سے روایت کی ہے اوس مین بجائے عادی ولیا کے آذنتہ لی ولیا ہے - یعنی جو شخص کہ ایذا دے

Marfat.com

میرے ولی کو اور ایک اور روایت مین لفظ من اذی ہے اور اسکی اسناد مین عبدالواحد بن میمون عروہ سے ہے اور وہ منکر الحدیث ہی لیکن طبرانی نے اسکو عروہ سے دوسرے طریق سے روایت کیا ہی کہ یعقوب نے مجاہد سے اور اوسے عروہ سے روایت کی اور آذنتہ مد اور بغیر مد کے دونون طرح آیا ہی اور معنی اسکی یہ ہین کہ خبردار کرتا ہون مین اوسکو اور اس مین ایک قسم کی تہدید اور دھمکی ہے اور غرض اس سے یہ ہی کہ ولی سے عداوت نکرنا چاہیئے اور اسکو ایذا نہ دینا چاہیئے اور ایک روایت مین بالحرب کی جگہ بحرب آیا ہے اور معاذ سے ابن ماجہ نے اور ابونعیم نے حلیہ مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین یون روایت کیا ہی من عادلله ولیا فقد بارز الله بالمحاربة یعنی جو شخص کہ دشمنی رکھے خدا کے کسی دوست سے پس تحقیق مقابلہ کیا اللہ کا ساتھ لڑائی کے اور طبرانی اور بیہقی نے ابوامامہ کی حدیث مین باب الزہد مین سند ضعیف کے ساتھ فقد بارزنی بالمحاربة یعنی مقابلہ کیا مجھسے ساتھ لڑائی کے روایت کیا ہی اور میمونہ کی حدیث مین قد استحل محاربی یعنی حلال کیا میری گناہون کو ہے۔ اور ابن منبہ کی روایت مین من اهان ولی المومن فقد استقبلنی بالمحاربة یعنی جس نے میرے دوست مومن کی توہین کی اوسنے سامنا کیا میرا لڑائی کے ساتھ واقع ہی۔ فتح الباری مین کہا ہی کہ محاربہ باب مفاعلت سے ہی جس مین جانبین سے حرب کا ہونا چاہیئے اور جبکہ خالق کی قید مین ہی تو بندہ کو اللہ سے حرب کرنیکی کیا مجال ہے تو پھر یہان لفظ محاربہ کے کیا معنی لئے جاینگے۔ جواب اسکا یہ ہی کہ یہ کلام ایسا ہی کہ اسکو ہر ایک سمجھ سکتا ہے اس لئے کہ لڑائی عداوت سے پیدا ہوتی ہی اور عداوت مخالفت سے پیدا ہوتی ہے اور حرب کی انتہا ہلاکت ہی اور خدا پر کوئی غالب نہین ہوسکتا تو گویا یہ معنی ہونگے فقد تعرض لاهلاکی ایاه یعنی درپے ہوگیا واسطے ہلاک کرنے میرے کے اوس کو حرب کو استعمال کیا اور مراد اوسکی معنی لازمی رکھے اور وہ یہ ہین۔ اعمل بما یعمل العدو المحارب یعنی مین کرونگا اوسکے ساتھ وہ جو کرتا ہی دشمن لڑنے والا اور یون بھی جواب ہوسکتا ہی کہ اگرچہ مفاعلت کا صیغہ استعمال کیا مگر مراد اس سے لڑائی کا وقوع دونون طرف سے نہین پس مراد یہان محاربہ سے خاص خدا کی طرف سے لڑائی کا واقع ہونا ہے۔ جیسا کہ لفظ قد اذنته بالحرب اوپر دلالت کرتا ہی اور یہ بھی ممکن ہی کہ بندہ اللہ کا جب معاند اور دشمنی اولیاء اللہ کے ہوگیا تو بمنزلہ ایسے آدمی کے ہوگیا جسنے اپنے نفس کو اللہ کے ساتھ لڑائی کے لئے قایم کیا اگرچہ اوسکی قید مین ہی اور اتنی مجال نہین رکھتا کہ اس سے لڑائی کرسکے لیکن بندہ کے نفس امارہ نے یہ خیال باطل پیدا کردیا پس وہ اس شخص کا دشمن بنگیا۔ جسکے ساتھ محبت رکھنے کے لئے اوسے حکم تھا۔ باوجود اسکے کہ جانتا تھا کہ اس عداوت پر اللہ مجھسے ناراض ہوگا اور نجات ممکن نہین۔ خاکہانی نے کہا ہی کہ اس حدیث مین پوری تہدید اس بات کی ہی کہ جس سے اللہ محاربہ کرتا ہی وہ ہلاک ہوجاتا ہے اور یہ اعلی درجہ کا مجاز ہے اس لئے کہ جو کوئی جانے اس شخص کو جسکو اللہ دوست رکھتا ہی تو اوس نے اللہ سے مخالفت کی اور جس نے اللہ سے مخالفت کی اوسکو

Marfat.com

اللہ نے دشمن جانا اور جسے اللہ نے دشمن جانا اوسے اللہ نے ہلاک کیا اور جب کہ یہ بات دشمن کے حق مین ہی تو جو اولیا سے دوستی رکھے گا اللہ اوسکو بزرگی عطا کریگا اوسکے ساتھ مہربانی سے پیش آئیگا۔ طوفی نے کہا ہی کہ جبکہ ولی اللہ اُن آدمیون مین سے ہی جسے اللہ نے بوجہ تقوی اور طاعت کی دوست رکھنا ہی تو اللہ اسکو نصرت و حفاظت کے ساتھ دوست رکھے گا اور عادت اللہ اسپر جاری ہی کہ دشمن کا دشمن دوست ہی اور دشمن کا دوست دشمن ہی۔ اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہی تو اولیاء اللہ کا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔ پس جس نے اولیا کو دشمن رکھا وہ مثل اوسکے ہی جسنے اونسے لڑائی کی اور جسنے اونسے لڑائی کی سو اسنے نہین کہ اوسنے اللہ سے لڑائی کی۔ فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے شان ولی کی عجیب عظمت ظاہر ہوتی ہی اس لئے کہ وہ اپنی تدبیرون سے نکلکر اللہ کی تدبیر مین داخل ہوگیا اور اُسکو اپنی جان کی آپ مدد کرنے کی ضرورت نرہی بلکہ اللہ اوسکی مدد پر کھڑا ہوگیا۔ کیونکہ اوسکو اللہ پر بخوبی توکل ہی انتہی۔ اور حق بھی یہ ہے کہ ولی کی عظمت مرتبہ مین کوی شبہ نہین۔ اس لئے کہ اللہ اُسکا سمع و بصر و ہاتھ پاؤن ہوجاتا ہے جیسا کہ ایک حدیث مین آیا ہے کنت سمع الذی یسمع بہ الخ اور جبکہ اللہ اوسکا ہاتھ پاؤن سمع اور بصر بن گیا تو وہ اپنی تدبیر سے نکل گیا اللہ خود اوسکی تدبیر کریگا اور جبکہ اللہ نے دشمن ولی کو حرب کا اذن دیا تو وہ ضرور واقع ہونیوالا ہی جلدی ہو یا دیر مین اور دشمن کی ذات مین ہو یا مال مین یا اولاد مین ان سب پر اللہ کی لڑائی ولی کے دشمن کے ساتھ صادق آتی ہے۔

اشراق اور اشراقیونکی تحقیق اور بعض حکمای اسلام کا بیان

طریق اشراق درمیان تفکر و تصوف کے برزخ ہی اور اشراقیونکی تحقیقات شریف و لطیف ہوتی ہین اور مکاشفات صوری و معنوی انکو حاصل ہوتے ہین اور متقدمین حکما سارے اشراقی تھے اور بعض انبیا ہین اور بعض اولیا اور علوم حکمت کو اونہون نے وحی و الہام سے معلوم کیا ہی۔ کہتے ہین کہ آغاثاذیمون شیث علیہ السلام ہین اور ہرمس ہرامسہ ادریس علیہ السلام ہین انہین نے احکام نجوم و طلسمات و طب کو جمع کیا ہے۔ حضرت لقمان اونکے شاگرد تھے اور فیثاغورس حضرت سلیمان کا شاگرد تھا اور افلاطون حکمای اشراقی کا خاتم ہی اور ارسطو اسکا شاگرد تھا اور شیخ شہاب الدین ابو الفتح یحیی سہروردی معروف بہ شیخ مقتول کہ مرید مولانا شمس الدین تبریزی کے ہین اُنھون نے حکمت اشراقیہ کو اسلام مین رونق دی اور مرتاض و قلندر و مسافر تھے۔ تلویحات مین اونھون نے لکھا ہے کہ مین نے ارسطو کو خواب مین دیکھا وہ افلاطون کی بہت کچھ مدح و ثنا کرتا تھا مین نے پوچھا کہ فلاسفہ اسلام مین سے کوئی بھی اوسکے مرتبہ کو پہونچا ہے۔ جواب دیا کہ اوسکے مرتبہ کو پہونچنا تو بڑی بات ہی اوسکے مرتبہ کے ہزار یا ستر ہزار جزون مین سے ایک جز کو بھی انمین سے کوئی نہین پہونچا۔ پھر مین نے اُن لوگون کا نام لیا

جنہین مین جانتا تھا اوس نے کسی کی طرف التفات نکیا اور جب ابو یزید بسطامی اور ابو محمد بن سہل بن عبد اللہ
شستری اور جنید بغدادی وغیرہ صوفیہ کا نام لیا تو خوش ہوگیا اور کہا کہ یہ لوگ بے شک فلاسفہ وحکمای
بری ہین علم رسمی سے نکل گئے ہین اور علم حضوری والتصالی وشہودی کو پہونچ گئے ہین اور علایق ہیولی سے
مشغول نہ تھے ان لوگون کی جنبش بھی وہین سے ہے جہان سے ہماری ہے اور انکی باتین بھی وہین سے
ہین جہان سے ہماری ہین۔ مولانا قطب الدین علامہ نے شرح حکمت الاشراق مین لکھا ہی کہ افلاطون کہتا ہے
کہ خلوت اختیار کی مین نے اور ریاضت کی مین نے اور خلع بدن کرکے طبیعت کے لباس سے مجرد ہوا مین اور
اپنے مین ایک عجیب حسن وغریب نور پایا مین نے اور اپنے آپ کو اجزاے عالم روحانی مین سے پایا مین نے
اور صاحب تاثیر تھا مین پھر ترقی کی مین نے حضرت ربوبیت تک اور ایک نور مشاہدہ کیا مین نے جسکا وصف
نہ زبان سے ادا ہوسکتا ہی اور نہ کان اسکا وصف سن سکتا ہے۔ ناگاہ میرے اور اوسکے نور کے درمیان
مین فکر حجاب واقع ہوگئی۔ اور مین تعجب مین پڑگیا کہ کس طرح اُس عالم سے تنزل کیا مین نے۔ اور افلاطون
اوسنہین علوم کو بکار آمد جانتا ہی کہ جو انسان کو درجۂ الوہیت تک پہونچا دینے کی صلاحیت رکھتے ہین عالم اس سے
کہ کوئی علم ایسا ہی یا نہین ہی مرکوز افلاطون یہی امر تھا کہ علم وہی ہے جس سے انسان ترقی کرکے عالم بالا مین
شامل ہوجائے۔ تزکیہ روحیہ کی طرف تمامتر تعلیمات افلاطون کو میلان تھا اور غرض دانست علم یہ نہ تھی کہ
انسان کسی طرح کا نفع جسمانی اوٹھائے انہین سب تعلیمات روحانیہ کے سبب حکمای اہل اسلام اس حکیم نامور طبع
کی طرف اشراقیت کی نسبت کرتے ہین۔ کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ حکماے اشراقین بوجہ تزکیہ روحیہ
اس وجہ سے درک حالات پر قادر ہوجاتے تھے کہ عموماً حکماے مشائین یا عوام کو اُس طرح پر صلاحیت ادراک نہی
اور ہے مثلاً اگر دو شخص حکماے اشراقین مین سے چاہین تو سیکڑون کوس سے تصفیہ قلبی کے باعث ہم کلام
ہولین انموذج العلوم کے پانچوین مسئلہ مین جو حدوث عالم کے باب مین ہی محقق دوانی نے لکھا ہے ونقل
عن افلاطون القول بحدوثہ یعنی افلاطون کا مذہب اس باب مین وہی ہے جو اہل اسلام کا ہے
کہ عالم حادث ہے قدیم نہین اور اوسکے قول کی یون تاویل کرنا کہ مراد حدوث سے اوسکی حدوث ذاتی ہی
نہ زمانی درست نہین کیونکہ حدوث ذاتی کی تو تمام فلاسفہ قائل ہین اس مین افلاطون کی کیا خصوصیت ہی
اور شیخ محی الدین بغدادی خلیفہ نجم الدین کبری نے جو ۶۱۶ھ مین فوت ہوئے ہین کہا ہے کہ خواب مین مین نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور اونسے عرض کیا کہ حضور بوعلی حسین بن عبد اللہ بن سینا کے حق مین
کیا ارشاد فرماتے ہین فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہی اوسنے ارادہ اس بات کا کیا کہ ہمارے ذریعہ کے بغیر اللہ سے
مل جاے پس ہمنے اپنے ہاتھ کو اوسکی آنکھ پر دیا جس سے وہ تعزخ مین جا پڑا۔ مولانا جمال الدین حلبی کہتے

ہین کہ مین نے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور ابن سینا کے باب مین کیا فرماتے ہین فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہے کہ اُسکو اللہ نے علم پر گمراہ کردیا پھر مین نے عرض کیا کہ آپ شہاب الدین مقتول کے حق مین کیا فرماتے ہین۔ جواب دیا کہ وہ میرے متبعین مین سے ہی پھر مین نے عرض کیا کہ حضور فخر الدین رازی کے حق مین کیا فرماتے ہین کہا وہ ایک شخص معاتب ہی پھر مین نے عرض کیا حجۃ الاسلام غزالی کے حق مین آپ کیا فرماتے ہین کہا وہ ایک آدمی ہی کہ اپنے مقصود کو پہونچ گیا ہے۔ پھر مین نے عرض کیا کہ آپ امام الحرمین جوینی کے حق مین کیا ارشاد کرتے ہین۔ کہا وہ اُن آدمیون مین سے ہے جنہون نے میرے دین کی مدد کی ہی۔ پھر مین نے عرض کیا کہ حضور ابوالحسن اشعری کے حق مین کیا فرماتے ہین جواب دیا انا قلت وقولی صدق الایمان والحکمۃ یمانیۃ یعنی اپنی حیات مین کہہ چکا ہون اور وہ قول میرا صحیح ہے کہ ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ اور دارمی نے یہ لفظ ابن عباس سے روایت کیا ہے یہ شیخ ابوالحسن اشعری ابوموسی اشعری کی اولاد مین سے ہین اور اشعر مین کا ایک قبیلہ ہی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے ابوموسی اشعری اور اونکے دوستون کی مدح کی تھی جسکا ظہور اور وصول شیخ ابوالحسن اشعری کی وراثت سے ہوا جو اہل سنت وجماعت کے رئیس ہین **فائدہ** بعض حکمای اسلام مثل ابونصر فارابی و ابوعلی وغیرہ کو ساری فرقہ ہای اسلام سے تین مسئلون مین خلاف ہی (۱) حشر اجساد کے منکر ہین (۲) کہتے ہین کہ اللہ تعالی کو جزئیات کا علم نہین ہی بلکہ اونکو وجہ کلی پر جانتا ہی (۳) عالم کو قدیم جانتے ہین نہ حادث۔

ولی۔ اقسام ولایت عامہ و خاصہ۔ ولایت انبیا و اولیا مین فرق

مفاتیح الاعجاز مین لکھا ہی الولی ھو العارف باللہ وصفاتہ بحیث ما یمکن المواظبۃ علی الطاعۃ المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانھماک فی اللذات والشھوات ولی اُسکو کہتے ہین جو بھجانے والا ہو ذات الہی کو اور صفات کو اوسکی جسقدر کہ ممکن ہو مداومت کرنیوالا ہو عبادت کی۔ بچنے والا ہو گناہون سے۔ روگردان ہو لذتون سے درپاے لذات وشہوات مین قیصری نے تعریف ولی کی شرح فصوص کے مقدمہ مین یون لکھی ہی الولی ھو الواقف فی اللہ الباقی بہ مولانا جامی نے نفحات الانس مین کہا ہی کہ ولایت مشتق ہی ولی سے اور ولی دوست کے معنی مین ہے۔ اور ولایت دو قسم پر ہی عامہ اور خاصہ ولایت عامہ شامل ہی تمام اہل الیمان کو چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور اللہ دوست رکھتا ہے اُن لوگون کو جو ایمان لائے نکالتا ہے اونکو تاریکیون سے طرف روشنی کے یعنی شک سے طرف یقین کے باصفات

بشریت سے طرف صفات ربوبیت کے۔ عام مومنین بھی اللہ کے دوست اور ولایت عامہ مین شریک ہین۔
اور ولایت خاصہ خاص ہی ارباب وصال اور اصحاب سلوک کے لئے اور مراد ولایت خاصہ سے فنا ہونا
بندے کا حق کی ذات مین اور باقی رہنا اوسکا ساتھ اوسکے ہی۔ پس تعریف ولایت خاصہ کی یہ ہوئی۔
ھو الفانی فیہ والباقی بہ اور فنا مراد ہی انتہای سیر الی اللہ سے اور بقا عبارت ہی ابتدا سے سیر فی اللہ
سے۔ سیر الی اللہ اسوقت تمام ہوتی ہی کہ سالک اپنے بیابان وجود کو قدم صدق سے یکبار قطع کرے اور
سیر فی اللہ جب حاصل ہوتی ہی کہ خدا یتعالے بندے کو بعد فنای مطلق کے وجود مطہر لوث حدوث سے
عطا کرے کہ بندہ بسبب اس وجود کے عالم اوصاف الہی اور تخلق باخلاق ربانی مین ترقی کرے۔ اور بعضون نے
تعریف ولی کی یون لکھی ہے الولی ھو الفانی من حالہ الباقی فی مشاھدۃ الحق لم یکن لہ عن نفسہ
اخبار ولا مع غیر اللہ قرار ولی وہ ہے کہ فانی ہووے اپنے حال سے اور باقی رہے مشاہدہ مین حق
سبحانہ کے نہ وہ اپنے حال کی خبر رکھتا ہو نہ اوسے غیر خدا کے ساتھ قرار ہو۔ شیخ نجم الدین محمود نے گلشن راز
مین کہا ہے ؎ ولی در پیروی چون ہمدم آید ✤ نبی را در ولایت محرم آید ✤ اور اسکی شرح یعنی مفاتیح الاعجاز
مین لکھا ہے ولی جب متابعت اور پیروی نبی کی کرتا ہی اور تمام حال مین قدم سعی اور اجتہاد کا طریق اطاعت
اور انقیاد مین دھرتا ہی اور ظاہر و باطن اقوال و افعال مین متابعت سے تجاوز نہین کرتا اور ماموربجمیع اوامر
ہوکر مناہی سے گزرتا ہے تو اس صورت مین وہ ولی شریعت اور طریقت مین ہمدم اور ہمراز نبی کا ہوا جیسا نبی کریم کو
مقام محبوبیت کا حاصل ہی ویسا ہی ولی بھی بسبب حسن متابعت نبی کے مقام محبی سے مقام محبوبی کا واصل ہے
محبوبیت سے نبی کی بذریعہ متابعت سرفراز ہے اور نبی کی ولایت و قرب کا ہمراز ہے۔ اور ولایت انبیاء
و اولیا مین فرق اسطرح ہی کہ ولایت کی دو قسمین ہین۔ ایک ولایت عامہ اسمین عالم دنیا کی طرف لوٹنے
آنا لازم ہی۔ تاکہ صاحب ولایت خلق کی تعلیم مین متوجہ ہووے اور اسکی ہدایات اور پیغام رسانی پر احکام اور
حدود قرار پاوین اور اس قسم کی ولایت انبیا کو حاصل ہوتی ہے۔ دوسری منقطعہ ہے جس مین عالم دنیا
کی طرف عود کرنا لازم نہین ہی اسی واسطے ایسے صاحب ولایت پر ابلاغ واجب نہین ہی اور یہ ولایت اولیاء
کی چار قسمین ہین ایک سالک محض دوسرے مجذوب محض تیسرے سالک مجذوب یہ وہ لوگ ہین
جنکا سلوک جذبہ پر مقدم ہی۔ چوتھے مجذوب سالک انکا جذبہ سلوک پر مقدم ہی۔ شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی نے تفہیمات الہیہ مین بیان کیا ہے ومن اعلمک ما الذی لے فھی کالبخت الا انہ
فیہ ظلمۃ وھذا فیہ اشراق فبالبخت یسعد السعد او یشقی الاشقیاء اما البخت
فبدیھی وانما انکرہ قوم لیسوا من اھل التمیز ومن تجلیات الاشراق مثل ان یقال

انک فعلت فی بیتک کذا وکذا وسیکون غدا کذا وکذا یعنی آیا سکھلاؤن مین تجکو کہ کیا ہے ولایت پس وہ مثل بخت کے ہے یعنی جسطرح نصیب اور بخت امر وہبی ہی کہ خدا ہی کی طرف سے حاصل ہوتا ہے ایسے ہی امر ولایت بھی وہبی ہی کوئی اسکو نہین پاسکتا لیکن بخت مین ظلمت اور تاریکی ہوتی ہے نیک اور بد دونون ہوتے ہین اور ولایت مین اشراق یعنی نور ہی نور ہوتا ہی۔ پس ساتھ بخت کے نیک ہوتے ہین نیک لوگ اور شقی ہوتے ہین بدکار لیکن بخت بس بدیہی ہی یعنی ظاہر ہے اور سوا اسکے نہین کہ انکار کیا اُسکا اُن لوگون نے کہ جو اہل تمیز سے نہین اور تجلیات اشراق سے مثلاً یہ ہی کہ کہا جاوے تمنے اپنے گھر مین ایسا ایسا کیا ہوگا اور کل ایسا ایسا واقع ہوگا۔ شاہ صاحب نے اول ولایت کو وہبی ہونے مین بخت کے ساتھ تشبیہ دی ہی اور ثانیاً چونکہ مشبہ اور مشبہ بہ مین مغائرت ہوتی ہی۔ فرق درمیان ولایت اور بخت کے بیان فرمایا کہ بخت مین ظلمت بھی ہوتی ہی اور ولایت مین سراسر نور ہوتا ہے بعد اوسکے بطور تفریع کے فرماتے ہین کہ اسی واسطے بسبب بخت کے سعید لوگ سعید ہوتے ہین اور اشقیا لوگ شقی ہوتے ہین۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ بخت کا انکار کرتے ہین وہ نادان و بے تمیز ہین کیونکہ بخت تو بدیہی ہی پھر اُس اشراق یعنی نور کا بیان فرمایا جو ولایت مین حاصل ہوتا ہے کہ اوسی اشراق کی وجہ سے بعضے حوادث ماضی و مستقبل متجلّی ہو جاتے ہین۔ جسکے سبب اولیاء اللہ خبر دیتے ہین کہ انک فعلت فی بیتک کذا وکذا وسیکون غدا کذا وکذا

انسان کی پیدائش سے کیا مقصود ہے؟

علما اور صوفیہ مین اس مسئلہ مین بڑا اختلاف ہی کہ مقصود اور مطلوب انسان کی پیدائش سے کیا ہی؟ صوفیہ نے کہا ہے کہ مطلوب اس سے یہ ہی کہ لاہوت مین فنا اور ہلاک ہو جاوے اور عالم تعین سے نکل جائے اور لطائف خفیہ کی وجہ سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین۔ شارع نے اِن لطائف کی اصل کو بیان کر دیا ہے اور اِن مطالب کی طرف خواص کی دعوت کی ہی اور بڑی تفصیل کے ساتھ اونکے کانون تک پہونچا دیا ہے اور شرع مین جو معاملات معاش کے قواعد اور عبادات بدنیہ کی ضوابط مذکور ہین اور اِن مطالب کی تفصیل و ضوابط بیان نہین ہوی ہین۔ سو اسکی وجہ یہ ہی کہ ہر ایک آدمی اُن لطائف خفی کو نہین سمجھ سکتا تھا اور نہ سمجھا سکتا تھا اس لئے عوام کی طبائع کی طرف لحاظ کیا گیا۔ ورنہ مقصود اصلی وہی مطالب ہین اور یہ عبادات اور معاملات کے مسائل و قواعد محض اجازت و رخصت کے طور پر ہین اور یہ اس لئے مقرر ہوے ہین کہ تمام بندے اونکو ادا نہین کر سکتے تھے اس لئے انکی اجازت دیدگئی اور علمائے ظاہر کہتے ہین کہ جو کچھ ظاہر شرع نے بیان کیا ہی وہی مقصود اور مطلوب ہے اور انسان کی پیدائش خاص اُنہین کے واسطے ہے اور جسپر ظاہر شرع کو دلالت نہین وہ کسی طرح مطلوب نہین اوسکا ثابت کرنا

Marfat.com

شرع کے مخالف ہو اور ان لطایف خفیہ کے حالات بیان کرنا ایک قسم کا زندقہ ہے - اور قول فیصل یہ ہے
کہ انسان کی صورت نوعیہ کے اعتبار سے مطلوب صرف تہذیب اعضا اور اخلاق ہے - اعمال صالحہ کے ذریعہ
سے اور احوال و مقامات کے ذریعہ سے لطایف یازدہ کی تہذیب مقصود نہین اسلئے کہ انسان ایسے طور پر موجود
ہوا ہے کہ اوسکی سعادت اسمین ہے کہ اس تجلی اور ملاء اعلیٰ کی طرف متوجہ ہو اور شقاوت اوسکی اسمین ہے کہ
ان سے اعراض کرے اور افراد انسان اس طور پر واقع ہوے ہین کہ انکی جماعت عالم برزخ مین اور بعد
اوسکے معذب ہوگی اور اس مہلکہ سے انکو نجات خاص ان کی فکر کے ذریعہ سے میسر نہین ہو سکتی تھی اس لیئے
باری تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ان کی کارسازی کی اور ان کے لئے ایک راستہ تیار کیا اور صورت
اسکی یہ ہے کہ انمین سے ایک شخص کو منتخب کر کے اوسے زبان غیب کا ترجمان بنایا تاکہ انپر اپنی نعمت کو تمام
کردے اس لئے انسان کی صورت نوعیہ نے اپنی زبان حال سے سوائے شرع اور تہذیب اعضا اور
لطایف یازدہ کے مبدء فیاض سے کچھ اور نہین چاہا ہے نوع انسانی اور اوسکے خواص سوا ان چیزون کے
اور کسی بات کو نہین چاہتے جو کچھ شرع سے لازم ہو گیا ہے نوع انسانی کی یہی اصلی تہذیب ہے اور اسکی صورت
نوعیہ اسی کو چاہتی ہے وجود روحانی کا فنا کرنا اور لاہوت کے ساتھ باقی ہونا اور لطایف یازدہ کو لطایف خفیہ
کے حکم مین ہلاک کرنا یہ اوسکے نوع کے اعتبار سے مطلوب نہین ہے اگرچہ اوس کے بعضے افراد مین یہ باتین
بھی پائی جاتی ہین مگر خصوصیت افراد کو نوع مین کوئی دخل نہین ہان انسان کی بعض فردین ایسی اعلیٰ درجہ
کی لطیف اور عالی پیدا ہوئی ہین کہ وہ اپنی لطافت اور علو کی وجہ سے اون مطالب کی خواہان ہین کیونکہ اون
کی طبایع مین ان مقامات کی طرف میل ڈالدیا گیا ہے اور اونمین شوق و قلق ان چیزون کے لئے الہام ہوتا
رہتا ہے اس خصوصیت فردیت کی وجہ سے ان کو ان مقامات کی طرف بھی دعوت کی جاتی ہے اور یہ سر کے بل
اودہر دوڑتے ہین اور چونکہ خدا تعالیٰ کی حکمت مین توفیر ہے اس لئے جو کوئی شخص کسی کمال کیلئے مستعد نکلتا ہے
اوسپر اوس حقیقت کے کمالات کو اور اوس راہ کو بخوبی آسان کر دیا جاتا ہے اور اوس کے مقصد تک اوسکو
جلدی پہونچا دیتے ہین قرآن مین آیا ہے کلا نمد هؤلاء و هؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء
ربك محظورا ہر ایک کو ہم پہونچاے جاتے ہین اونکو اور اونکو تیرے رب کی بخششون مین سے اور تیرے
رب کی بخشش نہین بند کیگئی ہے اور یہ ہرگز خیال نکرنا چاہیئے کہ یہ حکم عام اور کلی ہے اور نوع انسانی کی
تمام افراد کی ان مطالب کی طرف دعوت ہے نہ یہ حکم عام ہے اور نہ دعوت عظمیٰ مین داخل ہے کیونکہ صورت
نوعیہ انسانی اس بات کو نہین چاہتی ہے بلکہ یہ تو خاص ایک طریق ہے خاص خاص آدمیون کے لئے اور
دعوت صغریٰ مین داخل ہے کہ بعض طبایع کی وجہ سے یہ امر مقرر ہوا ہے اور شارع نے ظاہر طور پر

Marfat.com

جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب مراعات معاش و طاعات بدنی سے متعلق ہے اور وہ بیان ان مطالب پر نہ صریحاً محمول ہے اور نہ اشارۃً ہان بعضے آدمی شارع کا کلام سنکر ان باتون کو بھی اوس کے کلام سے بسبب ذکای طبیعت کے سمجھ لیتے ہین اور اوس سے ان مطالب کو نکال لیتے ہین جیسے کوئی لیلی مجنون کا قصہ سنے اور جو کچھ اس کی اور اس کے معشوق کی سرگذشت ہو اوسوقت اپنے خیال مین جمالے بلکہ ہمنے جہان تک غور کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ شارع نے ان اسرار کو حتی المقدور چھپایا ہے تاکہ جو لوگ اون کے لئے مستعد ہون وہ تو جان لین اور سمجھ لین اور جو مستعد نہون وہ اپنے سادہ سادہ طبیعت پر جمے رہین اور جہل مرکب مین نہ پڑجائین رسائل و کتب صوفیہ اگرچہ خواص کے لئے کیمیا کی تاثیر رکھتی ہین مگر عوام کے حق مین سم قاتل اور زہر ہلاہل سے بدتر ہین اللہ اوسکو جزاے خیر عطا کرے جو اسرار باطنی کو غیر مستعدین سے چھپاتا ہے اسلئے کہ کلام شارع کا اوسپر حمل کرنا صحیح نہین مگر بطور مجاز کے ہماری یہہ تقریر اکثر صوفیہ کی خاطر پر بار ہوگی مگر ہمین حق بات کے اظہار سے کام ہے زید و عمرو کی محبت و عداوت اور رد و قبول سے کیا کام +

شریعت طریقت حقیقت معرفت

لفظ شریعت کے دو معنی ہین ایک عام دوسرے خاص معنی عام وہ عقائد و اعمال ہین جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہونچایا ہے اور خلق اور حال اور نیت اور رخصت اور عزیمت اور امر و نہی سب اسمین داخل ہے اور معنی خاص صرف اعمال ہین جو مقابل ہین اعتقادیات کے جیسے عبادات بدنی و مالی اور معاملات بدنی و مالی جب شریعت کو طریقت وغیرہ کے مقابل مین بولتے ہین تو شریعت کے یہی خاص معنی مراد ہوتے ہین - کیونکہ پہلے عام معنی کے اعتبار سے شریعت مین طریقت وغیرہ بھی داخل ہے اوس کے مقابل نہین - غرض جو کچھہ اخلاق اور ثواب عبادات اور نیتون سے بطور عزیمت کے متعلق ہے اور مقصود اصلی ہے وہ طریقت کہلاتا ہے اور جو کچھہ اخلاص اور حین الیقین اور تحصیل مشاہدہ سے اور اوسمین استغراق سے تعلق رکھتا ہے وہ حقیقت ہے اور جو کچھہ اسرار اعتقادات کے مکاشفہ سے متعلق ہے مثلاً جس سے توحید الہی کے اسرار کھلتے ہین اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ساتھہ ہے اور قائم ہے اور جنت و دوزخ کے اسرار اور ولایت اولیا اللہ کے مراتب اور اس قسم کے اور مطالب مکشوف ہوتے ہین اسکو معرفت کہتے ہین اور یہ بھی شریعت کے پہلے عام معنی مین داخل ہین مگر ہر ایک فن کے کاملون نے غیر منصوص کو نکالکر منصوص کے ساتھہ ملادیا ہے اور اپنی طرف سے شرح و بسط کرکے ایک ایک علیحدہ علم قرار دیلیا ہے اور ہر ایک کا ایک اسم علیحدہ مقرر کرلیا ہے مالا بد منہ مین کہا ہے کہ یہ خیال نکرنا چاہیے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے کیونکہ یہہ بات جہل و کفر ہے - طریقت اور شریعت مین کوئی فرق نہین جب درویشون کے پاس رہنے سے دل سے ماسوی اللہ کا اثر مٹ جاتا ہے کہ کسی چیز کا خیال ہو سوا اللہ کے باقی نہین رہتا اور تمام رذائل دفع ہوکر نفس اطمینان کے ساتھہ متصف

اور اخلاص اوسکو حاصل ہوتا ہے تو شریعت اوس کے حق مین معزز ہو جاتی ہے اوس کی نماز مین اللہ کے نزدیک ایک اور ہی تجلی پیدا ہو جاتی ہے اوسکی دو رکعتون مین دوسرون کی لاکھ رکعتون پر فضیلت ہوتی ہے اسیطرح اوسکا روزہ اور صدقہ دوسرون کے روزون اور صدقون سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم راہ خدا مین کوہ احد کی برابر سونا خرچ کرو تو وہ اوسکی برابر نہوے صحابہ راہ خدا مین سیر یا آدہ سیر دیتے ہین اور یہ مرتبہ صحابہ کو قوت ایمان و اخلاص کی وجہ سے حاصل ہوا ہے نور باطن رسول علیہ السلام کو دروشون کے سینہ سے تلاش کرنا چاہیے اور اوس نور سے اپنا سینہ روشن کرنا چاہیے تاکہ ہر خیر و شر فراست صحیح کے ساتھ دریافت ہو سکے +

صوفی کا لقب کب سے مقرر ہوا اور صوفیہ کی ریاضت کے طریقے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اکابر اہل اسلام کسی خاص نام کے ساتھ موسوم نتھے جن لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی وہ صحابہ کہلاتے تھے پھر ان کے زمانہ کے بعد جو لوگ ہوے اور اونہون نے انکو دیکھا وہ تابعین کہلائے ان کے بعد لوگون مین اختلاف ہونے لگا اور مرتبے آدمیون کے متبائن ہوے پس اون خاص خاص لوگون کو جو دین کے کامون مین زیادہ دلچسپی رکھتے تھے زہاد اور عباد کہنے لگے پھر بدعت ظاہر ہوئی اور فرقے مقرر ہونے لگے اور ہر فرقے نے زہد و عبادت کا دعوی شروع کیا خواص اہل سنت جو اپنی جانون کی مراعات اللہ تعالی کے ساتھ کرتے تھے اور دلون کو عقل کے راستون سے روکتے تھے تصوف کے نام کے ساتھ منفرد ہو گئے اور دوسری صدی ہجری مین یہ نام شہرت پکڑ گیا اور جو شخص اول اس نام کے ساتھ موسوم ہوا وہ ابو ہاشم صوفی ہین جنہون نے سنہ ۱۵۰ ہجری مین وفات پائی ہے جن کے حق مین سفیان ثوری نے کہا ہے لولا ابو ہاشم الصوفی ما عرفت دقیق الریاء یعنی اگر ابو ہاشم صوفی نہوتے تو ہم باریک ریاکاری کو نہین سمجھ سکتے سفیان ثوری ہی نے اونکو صوفی کہا پہلے اون سے کوئی شخص صوفی نہین کہلاتا تھا اگرچہ ان سے پہلے بھی بڑے بڑے صاحب ورع زاہد لوگ گذرے ہین اور جس شخص نے اول مسئلہ فنا و بقا مین بات چیت کی وہ ابو سعید خراز ہین کہ صوفیہ کے طبقہ دوم مین سے ہین اور سنہ ۲۸۶ مین انتقال کیا اور ان کے استاد ابو حاتم عطار نے اول علوم اشارات کی باتین کی ہین ابن خلدون نے کہا ہے کہ علم تصوف ایک علم شرعی ہے جو شریعت مین حادث ہوا ہے اور طریقہ اس قوم کا عصر صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے طریقہ حق اور ہدایت تھی اور اصل اس طریق کی یہ ہے کہ اللہ کی عبادت پر جم جاے اوسی کیطرف رجوع کرے سب کو چھوڑ بیٹھے مال دنیا اور زینت اور جاہ کی خواہش چھوڑ دے جیسا عام اشخاص خواہش رکھتے ہین اور مخلوق سے علیحدہ ہو عبادات کے لئے خلوت اختیار کرے اور یہ بات صحابہ اور سلف مین علی العموم تھی جب کہ دوسرے قرن مین اور پھر اوس کے بعد

مسلمانون نے دنیاداری کی طرف زیادہ توجہ کی اور انقطاع دنیا سے کنارہ کیا حرص وہوا مین پھنس گئے
تو جو لوگ ایسے وقت مین عبادت الہی مین مصروف ہونے لگے وہ صوفیہ اور متصوفہ کہلانے لگے - پھر ان صوفیون
نے نہایت مشقت کے ساتھ ریاضت کی اور نفس کشی کا حکم شارع سے سنکر بلا اسکے کہ اعتدال سے کام لین بڑی
جانکاہی کے ساتھ اوسکی تعمیل کی اور رعایت وزن اور تشخیص سے قطع نظر کرکے ہر ایک بیماری نفسانی کی دوا کرنے
لگے یہ اعتقاد تھا کہ مانع سوائے نفس و عادت و رسم کے اور کوئی چیز نہین پس جہان تک ہوسکے کوشش کرکے
نفس شہری و سبعی کو توڑنا ہے اسی وجہ سے ان لوگون نے بالکل عیش و عشرت اور نعمات و لذات سے ہاتھ اوٹھا لیا
جماع مطلقاً چھوڑ دیا عمدہ کھانا عمدہ پہننا ترک کر دیا یہانتک نوبت پہونچی کہ انکی طبیعتین طبایع ناقہین کی مثل ہوگئین
جو خواہشات کو یک قلم بھول جاتی ہین یا اون لوگون کی طبیعت کی مثل بن گئین جو شہریون کی سی آرام اور لذتون سے
ناواقف محض ہوتے ہین ان تمام مصیبتون کے ساتھ یہ لوگ نفس کی زندگی قائم رکھنے کے لئے اوسکی ضروریات مین
سے قدرے قلیل کبھی کبھی دینے بھی لگتے تھے جسطرح دوای تلخ مریض کو دیجاتی ہے تاکہ صحت بدنی مین خلل نہ آجاے
ان لوگون نے رسوائی اور ذلت اختیار کرلی اور سیر و سفر مین رہنے لگے اور نفس کو ایسے ایسے کامون مین لگایا
جس سے وہ جاہ و منصب اور حرص مال و شہوت و حکومت کے خیالات مطلقاً بھول گیا اور ہمیشہ جنگل مین
رہنے لگے موت و ہلاکت سے نڈر ہوگئے نہ انھون نے دنیا سے سروکار رکھا اور نہ دنیا کو ان سے سروکار رہا
اور قوت درّاکہ سے ریاضت لینے لگے تاکہ اذکار الہی کے سوا دل مین کوئی اور چیز باقی نہ رہے حتی کہ نفس کا خیال
بھی دل سے محو ہوجاے اور معاملات و ریاضات مین اختلاف فقہا کو چھوڑ دیا اور اون کے شبہات کو بالکل
نظر انداز کر دیا اور راتدن اتنی عبادت کی کہ اوس سے مافوق ممکن نہین مگر یہ تصوف عامیانہ ہے جو سراسر جادہ
اعتدال سے منحرف ہے اسی لئے اس سے کشود کار نہین ہوسکتا اور یہ لوگ اصل مقصود سے بالکل بے خبر رہتے ہین
اور جس شخص نے اول یہ قاعدہ جاری کیا تھا اوسکا نام حارث محاسبی ہے کہ طبقہ اول مین سے ہین انھون نے
بغداد مین ۲۴۳ھ مین انتقال کیا تھا اور انھون نے چالیس برس تک اس سختی کے ساتھ مراقبہ کیا کہ دن رات
دوزانو بیٹھے رہے کمر کسی چیز سے نہ ٹیکی اسطرح کی ریاضت شاقہ کے بعد بعض مستعدون کو ملائکہ سفلی کیطرح ایک
اور مرتبہ بھی حاصل ہوجایا کرتا تھا اور بعض کو الہام بھی ہوتا تھا کہ بنی آدم کے کامون مین تصرف کرین جسطرح
ملائکہ سفلی تصرف کیا کرتے ہین اور یہی ابدال ہوتے ہین اور بعضون کو اس قسم کے الہام تو نہین ہوتے تھے مگر بعض
قوای امثالیہ انمین جستہ جستہ ظہور کرجاتی تھین اور کشف اور رویاے صادق اور ہاتف کی آواز بلکہ طی ارض
اور پانی پر چلنا انکو حاصل ہوجاتا تھا جب سید الطائفہ جنید کا عہد ہوا جو طبقہ دوم مین سے ہین تو انھون
نے یہ راہ دشوار چھوڑ کر راہ متوسط اختیار کی اور ہر ایک ریاضت کو اپنے اپنے موقع کے مناسب اور وقت

کے موافق کرنا اختیار کیا پھر جنید کے بعد جو کوئی صوفی ہوا وہ اونہین کی طریقت و معرفت پر چلا انکا طریقہ بڑا عمدہ ہے ان کے راستے سے علیحدہ بہت سی ایسی جماعتین صوفیہ کی ہین کہ اون کے مزاج مین دنیا کی باتین پڑگئی ہین اور طرح طرح کے فرقے پیدا ہوگئے ہین۔

بعض ایسے فرقے جنھون نے حضرت جنید کے طریقہ سے علیحدہ راہ اختیار کی

تھوڑے سے ایسے فرقون کا حال یہان بیان کرتا ہون ناظرین کو بطور نمونے کے انکا حال معلوم ہوجائیگا (۱) ایک جماعت ہے کہ بے سمجھے تصوف کا ادعا کرتے ہین عورتون کا لباس پہنتے ہین گلے اور ہاتھ مین زیور پہنتے ہین چوڑیان ہاتھونمین ڈالتے ہین اس فرقہ کا سرگروہ موسیٰ سدا سہاگ تھا اسکی قبر احمد آباد گجرات مین ہے ان کے معتقدین کو ایک بڑا خبط پیدا ہوگیا اور خیالات عادی مین مصروف ہوگئے انکو جو کچھ قبولیت حاصل ہوئی تو وہ جذب کی راہ سے ہے کچھ طریقہ تصوف کی وجہ سے نہین ہے تجلی الٰہی جو انسان کیا پتھر تک پہونچتی ہے اونکے تھوڑا سا اونکو رنگ دیا اگرچہ وہ تجلی علانیہ نہو بلکہ بہت سے پردونمین مخفی ہو اور اس تھوڑی سی تجلی کی وجہ سے انکو بہت بڑا آرام ملگیا اور ان کی نسبت جذبہ نے ان کے مزاجون مین دو چیزین پیدا کین ایک استعداد جو عورتون اور مخنثون کے مزاج کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے دوسری عجیب و غریب وہم جنکی وجہ سے انہون نے محبوبیت اعلیٰ کو دنیا کے معشوقون کی محبت سے ملادیا اور پھر دنیا کی زیب و زینت کی باتین یعنی زنانہ لباس اور زنانہ شکل کو بڑی بیتکلفی اور استقلال کے ساتھ اختیار کرلیا اور یہ سمجھے کہ خدا کی محبوبیت بھی دنیا کے معشوقون کیطرح ہوتی ہے اور ان کے جذبون کی وجہ سے ان کو یہ بات حاصل ہوگئی کہ کبھی کبھی دعا قبول ہونے لگی دلون کا حال جاننے لگے اور آدمیون مین ان کی تقلید سے ایک عظیم الشان شبہہ پڑگیا شیخ محی الدین عربی نے جو ملامتیہ کے ضمن مین فرمایا ہے وتلامذتھم یتقلبون فی اطوار الرجولیۃ یعنی ملامتیہ کے تلامذہ تبدیلی کرتے ہین مردمی کے اطوار مین یعنی زنانی وضع اختیار کرلیتے ہین مردانہ وضع کو چھوڑ دیتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ملامتیہ مین داخل ہین شاید کہ شیخ کے زمانہ مین بھی اس وضع کے لوگ ہونگے یا اون مین اور ان مین کچھ فرق ہوگا دونون کی وضع ایک سی ہو (۲) دوسرا فرقہ یہ ہے کہ امرد پرستی پیشہ کرلیا شراب پینی بے قید رہنے لگے اس قسم کا فرقہ پہلے بھی گذرا ہے کہ کہتے تھے ہم شیخ فخر الدین عراقی و شیخ اوحد الدین کرمانی اور مولوی روم کے طریق پر ہین اسکے بعد ایک فرقہ پیدا ہوا کہ اپنی جانون کو خواجہ خرد کا متبع کہتے تھے اور چارون بزرگ محققین اولیا مین سے تھے اور حقیقت کے بڑے بڑے مقامات طے کئے تھے مگر اور لوگون نے ان کو ناحق بدنام کیا ہے بدمستی بے باکی خود کرتے ہین ان کی تقلید کا نام لیتے ہین (۳) تیسرا فرقہ یہ ہے کہ افیم کھاتے ہین بھنگ وغیرہ مخدرات پیتے ہین مگر شہوت پرستی اور شکم پرستی سے دور ہین اور بالکل تجرید کو اختیار کرلیا ہے یہی لوگ بے قید ہین اور

Marfat.com

اپنے سلسلہ کو خاندان قادریہ وسہروردیہ سے ملاتے ہین ان کے سرگروہون نے اپنے طریقہ مین تجرید اور ترک شہوت ودنیا حاصل کی تہی اور انکو عالم غیب کے ساتھ نسبت میسر ہوگئی تہی مگر متاخرین کو جب یہ کمالات نملے تو بہت سونا اور افیم کھانا اوس کے بدلے اختیار کرلیا اون کی عمدہ باتین تو چہوڑ دین اور اون کے بدلے مین بُری باتین افیم کھانا بہنگ پینا اختیار کرلیا اور یہ سمجھے کہ وہ کیسے تہے اور کس لئے کرتے تہے اور ہم کس واسطے ایسا کرتے ہین اور ان کے آرام طلبی اور ذکر الہی کے ترک کردینے نے انکے اوس خیال کو کہ ہم کو اس صورت مین خدا سے قرب حاصل ہوجاے گا دوبالا کردیا (۴) چوتہا وہ فرقہ ہے کہ اونہون نے مشایخ طریقت کو گانا بجانا سنتے اور وجد کرتے دیکہکر یہ بات اون کی اختیار کرلی اور اتکو اونکا کچہہ نمونہ حاصل ہوگیا کہ قوالی مین جوش وخروش پیدا ہونے لگا پہر اونہون نے اپنی طبیعت حیوانی پر رجوع کیا اور اپنی عادت ناقص کی مناسبت کرنے لگے جو گانے بجانے کے دام مین اسیر ہے اور اپنے رنگ کو اون مشایخ کے رنگ مین ملادیا اور عوام مین یہ شبہہ پڑگیا کہ اگلے مشایخ بہی راگ سنتے تہے اور یہ بہی سنتے ہین تو اس مین کوئی خوبی ہوگی (۵) پانچوان فرقہ وہ ہے کہ اون کے نفسون مین نسبت اویسی نے اثر کیا چونکہ وہم وخیالات کا ان پر غلبہ تہا اور اون کو یہ ممکن نہ تہا کہ بدون اتباع کاملین کے وہ فیض جو کاملون کو ہوتا ہے حاصل کرسکین پس فائدہ دیکہتے ہی ظاہری باتون مین مشغول ہوگئے اور محققین نے ان کے دعوون کو تسلیم نہین کیا خواجہ محمد ہادی جو امیر ابوالعلی کے پیرووں مین سے تہے سید حسن رسول نما کی صحبت مین رہے تہے حکایت کرتے ہین کہ ایک دن سید حسن رسول نما نے ایک قوال سے ایک شعر سنا جس مین محبوب کے کتے کے ساتہہ اپنی جان کو تشبیہ دی تہی سید صاحب کو اس شعر سے بڑی لذت حاصل ہوئی مگر وہ لذت جمتی نہ تہی آتی تہی اور جاتی رہتی تہی سید صاحب ایک کونے مین چلے گئے اور گلے مین اپنے رسی باندہی اور میخ سے باندہکر جہول اپنی کمر پر ڈال لی اور وہی بیت پڑہنے لگے اور میخ کے آس پاس گہومتے تہے اس حرکت سے اون پر لذت کی کیفیت اون مین جم گئی اور کامیابی حاصل ہوگئی (۶) چہٹی وہ جماعت کہ جنون اون کے مزاج پر غالب ہوگیا اور نیم دیوانہ پن اور اصلی بیہوشی ان مین سماگئی اور اس عارضہ کی وجہ سے حواس ان کے بیداری مین بہی معطل ہوگئے خیالات اور اوہام مٹ گئے پس جو چیز عوام خواب مین دیکہتے ہین انہین وہ بیداری مین معلوم ہونے لگے اور بعض اندیشے اور خیالات کہ عوام کے لئے بہت سے پردون مین صورت پذیر ہوتے ان کے نزدیک جلد ہی ظاہر ہونے لگے اور پہر ان کے بڑے بڑے کمالات اور الہامات اور اشراقات لوگون مین مشہور ہوگئے حالانکہ یہ سب بے اصل بات ہے اس لئے کہ کتب طب مین ثابت ہوچکا ہے کہ جب سودا مزاج انسان پر غالب ہوتا ہے تو اوس کے سارے حواس کام سے جاتے رہتے ہین پس وہ جانتا ہے کہ مین خواب مین ہون

137051

حالانکہ جاگتا ہے اور سمجھتا ہے کہ تنہا ہون حالانکہ مجلس مین ہوتا ہے اور ایسے شخص پر آیندہ کی باتین اور دل کے بھید روشن ہو جاتے ہین اور وہ ان کی خبر دیتا ہے اور عرف مین اوسے مجذوب کہتے ہین اور حقیقت مین اوسکا نام فنا ہے ایسے شخص کا اولیا مین شمار و قطار نہین اگرچہ عوام اوس سے خوارق عادات دیکھین اور معتقد ہو جائین اور کبھی آسمانی اسباب کے حادثہ کے واقع ہونے کے ساتھ اتفاق کرتے ہین اور عالم ملکوت مین اوسکی کوئی شکل بند ہجاتی ہے اور اس شکل کی روشنی کا کوئی پرتو اہل صفا کے نفسون پر بھی پڑجاتا ہے پس اگر یہہ پرتو کسی دل پر پڑا تو وہی عزم و ہمت کی شکل ہو گئی اور لوگ کہنے لگے کہ فلان کی دعا سے ایسا کام وقوع مین آیا ہے اور اگر عقل پہ پڑا تو مکاشفہ کی صورت پیدا ہو گئی اور یہہ مشہور ہو گیا کہ فلان درویش کو ایسا مکاشفہ ہوا تھا حالانکہ جسپر یہ پرتو پڑتا ہے کبھی وہ اس تفصیل کو جانتا کبھی نہین جانتا اور بہر تقدیر یارون سے یہ نکتہ بیان کرتا ہے اور وہ اپنے مقامات مین اوسے قلمبند کرتے ہین اور اس شخص کی تاثیر کو خرق عادت سمجھتے ہین حالانکہ حقیقت مین یہ کچھ بھی نہین صرف اسی قدر ہے کہ عالم ملکوت مین جو شکل اوس حادثہ کی بند ہگئی تھی اوسکا پرتو اس شخص پر پڑ گیا ہے اور یہہ بمنزلہ رویا اور خواب کے ہے بہت سے حالات اور سیر لکھنے والون کو یہ شبہہ پڑ گیا ہے (۷) ساتوین ایسے لوگ ہین کہ پاکیزگی کی نسبت ان مین ممکن ہو گئی اور پھر وہ کھنچتے کھنچتے یہان تک آئی کہ ہر چیز مین اونکو وسواس کی نوبت ہو گئی اصل مین یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے کہ عبادی کے پھندے مین پھانسکر وصول مقاصد سے محروم رکھا ہے اور برکات عبادات سے باہر پھینکدیا (۸) آٹھوین وہ جماعت ہے کہ ملائکہ سفلی کی جو طہارت ہے اوسکی مناسبت انمین جم جاتی ہے اس لئے نکاح اور آدمیون ہی جیسا اور ترک حیوانات کر دیتے ہین اور ان کے نفس کو اس معنی سے ایک لذت حاصل ہو جاتی ہے اور اسکو تحقیق کی طرح لازم پکڑ لیتے ہین کچھ فراموشی سے ایسا نہین کرتے بلکہ اصل اور اچھا سمجھکر دانستہ ایسا کرتے ہین اور بہت سی باتون مین شرع کے احکام سے بھی مخالفت کرنے لگتے ہین زبان سندی مین درس اور کشمیری زبان مین رشی ایسے لوگ کہلاتے ہین۔

فائدہ ارسول شاہ کے متبع داڑھی ہونچھ منڈواتے ہین اور سفید کپڑا مانند ٹوپی کے سر پر رکھتے ہین اور پگڑی باندھتے ہین اور بدن اور منہ پر خاک ملتے ہین اور مسکرات پیتے ہین اور توحید وجودی کا راگ زبان سے گاتے ہین حالانکہ اس سے اونکو کچھ مس نہین ہوتا ہے بعضے ان مین سے کھانا کم کھاتے ہین کم سوتے ہین نماز کے تارک ہین رسول شاہ کا سلسلہ خانوادۂ سہروردیہ مین ہے شاہ نعمت اللہؒ کے مرید تھے کوہستان الور مین رہا کرتے تھے وہین مدفون ہوے پھر ایک سانحہ کے سبب سے اون کی ہڈیان اوکھاڑ کر فیروز پور جھرکہ مین دفن کیا

فائدہ ۲ اور خلیفہ کے پیرو داڑہی منڈواتے ہین تہ بند باندہتے ہین کمبلی پہنتے ہین بعضے انمین سے سوائے شراب کے حقہ پیتے ہین اور نماز و روزہ بالکل چہوڑ دیتے ہین اور خلیفہ کے الفاظ اختراعی کو تعلیم باطنی اپنے حق مین جانتے ہین اور وہ کلمات یہ ہین اَلُوْلَتْ لَالَتْ لِیْ لَتْ ہُوْلِیْ لت لالت لولت ہو میم ہو میم ہو بدوح ہو پیر اور پیر کی قبر کا طواف و سجدہ کرتے ہین اور اپنی جانون کو خلیفہ شاہی کہتے ہین اور لوگ انہین نوشہ شاہی کہتے ہین۔

عبادات مین محنت و مشقت کا زیادہ ہونا

بعض بزرگون کا یہ قول ہے کہ جس عبادت مین محنت و مشقت زیادہ ہو وہ عبادت نفس کے رذائل دور کرنیکے لئے زیادہ مؤثر ہے اس لئے ذکر جہر و چلہ و خلوت وغیرہ اختراع کئے ہین اور یہ بات اونہون نے حضرت کے اس قول سے سمجہی ہے فالصوم لہ وجاء یعنی روزہ اوس کے لئے بچاؤ ہے مراد یہ ہے کہ جسکی شہوت غالب ہو وہ اوسکو روزہ رکہنے سے دور کرے جو کہ روزے مین مشقت ہے اس لئے اوسی کو واسطے دفع کرنے خواہشات و شہوات کے تجویز فرمایا اور نماز کو اس کام کے لئے تجویز نہین کیا مگر خواجہ نقشبند اور اون کے امثال نے فرمایا ہے جو عبادت کہ سنت کے مطابق ہے وہ عبادت واسطے ازالہ رذائل نفس و تصفیہ عناصر و حصول قرب الہی کے زیادہ مفید ہے اسی لئے بدعت حسنہ سی بہی مثل بدعت قبیحہ کے بچتے ہین اگر مشقت کو حصول قرب و دفع رذائل مین دخل ہوتا تو رسول کریم اوس سے منع نہ فرماتے ابوداؤد نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوما شددوا علی انفسہم فشدد اللہ علیہم فتلک بقایاہم فی الصوامع و الدیار یعنی تم اپنی جانون پر سختی مت کرو پس سختی کریگا اللہ اوپر تمہارے تحقیق ایک قوم یعنی بنی اسرائیل نے سختی کی اپنی جانون پر تو سختی کی اللہ نے اون پر پس یہ جماعت ہے بقایا اون کی صوامع اور دیار مین مراد اس سے یہ ہے کہ ایسی ریاضت اور مجاہدہ مت کرو کہ نفس اوسکی طاقت نرکہے اور مباح کو اپنے اوپر حرام نہ کرو پس سختی کریگا اللہ اور فرض کردیگا اوسکو اور تمکو اوسکے حق ادا کرنیکی طاقت نہین ہے نصاریٰ کے گرجا کو صومعہ کہتے ہین اور یہود کے عبادت گاہ کا نام دیار ہے اور بعد اس ارشاد کے حضرت نے یہ آیت پڑہی رہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہم علیہم رہبانیت تہی کہ نکالا اوسکو نہین فرض کی تہی ہم نے اونپر رہبانیت سے مراد ہے بہت عبادت کرنا اور لوگون سے انقطاع کرنا اور ٹاٹ وغیرہ پہننا اور زنجیرین گردنون مین باندہنا اور عضو تناسل کاٹ ڈالنا اور جنگل اور پہاڑون مین جا رہنا وغیر ذلک کہ راہب اور زاہد اہل کتاب کرتے تہے پس فرمایا کہ یہ چیزین اونہون نے اپنی طرف سے اختراع کرلی تہین ہمنے اونپر فرض نہین کی تہین آخر کو اوس کے

رعایت کو نہ ادا کر سکے اور اکثر کافر ہوئے دین عیسیٰ کے ساتھ پس یہودی ہو گئے یا نصرانیت قبول کی بطور دین
بادشاہونکے اور رہبانیت چھوڑ دی پس اسطرح تم نہ کرو اور انسؓ سے بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے کہ تین شخص
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کے پاس آئے اور آنحضرت کی عبادت کا حال دریافت کرنے لگے امہات المومنین
نے انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے خبر دی اونھون نے اسقدر عبادت کو کم جانا اور کہا کہ رسول خدا
کے ساتھ ہمکو کوئی برابری نہین قد غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر تحقیق بخشے اللہ نے واسطے اونکے
جو پہلے کئی گناہ اور جو پچھلے تھے پہر اونمین سے ایک نے کہا کہ مین نماز پڑہا کرونگا تمام رات ہمیشہ اور دوسرے نے
کہا مین روزے رکھا کرونگا دن کو ہمیشہ اور نہ افطار کرونگا اور تیسرے نے کہا مین عورتون سے علیحدہ
رہا کرونگا کبھی نکاح نہ کرونگا حضرت جب مکان مین تشریف لائے اور یہ قضیہ سنا تو فرمایا اما واللہ انی لاخشاکم
للہ واتقیکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی
یعنی خبردار ہو قسم ہے خدا کی تحقیق مین بہت ڈرتا ہون بہ نسبت تمہاری اللہ سے اور بہت تقوی کرتا ہون بہ نسبت تمہاری
واسطے اللہ کے لیکن مین روزے بھی رکھتا ہون اور افطار بھی کرتا ہون اور نماز بھی پڑہتا ہون رات کو اور سوتا بھی
ہون اور نکاح بھی کرتا ہون عورتون سے پس جس شخص نے اعراض کیا طریقے میرے سے وہ نہین ہے میرے تابعون
کے زمرے مین سے اور یہ کہنا نچاہیے کہ ہم ریاضت شاقہ سے ترقی دیکھتے ہین اور مکاشفات و صفائی باطن
پاتے ہین جسکا انکار ہم سے نہین ہو سکتا اس لئے کہ کشف کونی و خرق عادات اور تصرف اس جہان مین ریاضت سے
حاصل ہو سکتا ہے حکماے اشراقین اور جوگی لوگ بھی اس سے بہرہ ور ہو سکتے ہین مگر یہ کمالات اہل اللہ کی
نظر اعتبار سے ساقط ہین ازالہ رذائل نفس و قتل وسواس شیطانی بے نور سنت کے غیر ممکن ہے ؎ محال است
سعدی کہ راہ صفا ؎ توان رفت جز در پئے مصطفے ؎ سارے اولیاے خدا سنت کے تابع ہین بعضے اون مین سے
متابعت مین بعض پر فوقیت رکھتے ہین اگر کچھ بدعت بھی اون سے ظہور مین آئی ہے تو بعضے اعمال مین آئی ہے سو ایسے
اعمال قرب الہی کا موجب نہین ہو سکتے اور نیز اگر کوئی بدعت ریاضت کیشون کے اعمال مین پیدا ہو گئی ہے تو اوسکا
سبب خطاے اجتہادی ہے اور مجتہد مخطی معذور ہے بلکہ اسکو ایک درجہ ثواب ملتا ہے اور مجتہد مصیب کو دو
دو درجہ ثواب ملتا ہے اگر ایسا نہو تو عافیت تمام فقہا بلکہ سارے عالم پر تنگ ہو جاے۔

علم تصوف کی تدوین

جب علم مدون ہونے لگے اور فقہا نے فقہ اور اصول اور کلام اور تفسیر وغیرہ مین کتابین بنانا شروع کین تو
صوفیہ مین سے بھی ایک جماعت ایسی ہوئی کہ اوس نے بھی اس طریقہ مین کتابین لکھین بعضے صوفیہ نے
تقوی مین اور حساب نفس مین اعمال کی پیروی پر تصنیف کی قشیریؒ نے رسالہ مین اور سہروردی نے

Marfat.com

عوارف المعارف مین اس قسم کو لکھا ہے اور امام غزالی نے شریعت اور طریقت دونون کو احیا مین جمع کیا اور احکام تقویٰ اور آداب صوفیہ اور اصطلاحات تصوف کو عبارتون مین زیادہ کیا اور انھین کی وجہ سے تصوف طریقہ علمی مین جمع ہوا لیکن ابن تیمیہ نے کہا ہے کلام فی الاحیاء غالبہ جید لکن فیہ اربع مواد فاسد مادۃ فلسفیۃ ومادۃ کلامیۃ ومادۃ ترھات الصوفیۃ ومادۃ الاحادیث الموضوعۃ یعنی احیا مین اگرچہ امام غزالی کا زیادہ کلام جید ہے مگر چار چیزین بری ہین مطالب فلسفہ وکلام اور صوفیہ کے جھوٹے قصے اور احادیث موضوع فواتحہ سبعہ مین لکھا ہے کہ مین نے سنا ہے کہ ایک عالم ظاہری نے ایک کتاب امام غزالیؒ کے رد مین لکھی تھی جسکا شروع یہ تھا الحمد للہ الذی اخرج الغزالی من بین العلماء بتصنیف کالاحیاء اور بعید نہین کہ امام بھی زبان حال سے یہ کہین کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھکو احیا کی تصنیف کی بدولت اون علما کے زمرہ مین سے نکال دیا جو علماے بے راہ ہین کہ حقیقت مین جہال ہین اور علما کا اطلاق ان پر عرفی ہے عین القضاۃ نے اپنے ایک مکتوب مین لکھا ہے کہ اہل باطن مین سے کم لوگ ایسے گذرے ہین جو علم ظاہری بھی رکھتے تھے خواجہ ابو حامد امام غزالی اور اون کے بھائی شیخ احمد غزالی جامع تھے علوم ظاہری و باطنی کے۔ ابن رشد نے اپنے ایک رسالہ کے اوائل مین جہان موزہ حی بن یقظان وابسال وسلامان کا ذکر کیا ہے وہان کئی علماے معقول اور صوفیہ کا بھی حال بیان کیا ہے اوسکے بعد لکھا ہے واما کتب الشیخ ابی حامد الغزالی فھی بحسب مخاطبۃ الجمھور یربط فی موضع ویحل فی اخر ویکفر باشیا ثم یتحلھا ثم انہ من جملۃ ما کفر بہ الفلاسفۃ فی کتاب التھافت انکارھم حشر الاجساد واثباتھم الثواب والعقاب للنفوس خاصۃ ثم قال فی کتاب المیزان ان ھذا الاعتقاد ھو اعتقاد شیوخ الصوفیۃ علی القطع ثم قال فی کتاب المنقذ من الضلال ان اعتقادہ ھو کاعتقاد الصوفیۃ وان امرہ انما وقف علی ذلک بعد طول البحث وفی کتبہ من ھذا النوع کثیر یراہ من تصفحھا وامعن النظر فیھا وقد اعتذر عن ھذا الفعل فی اخر کتاب میزان العمل حیث وصف ان الرای ثلثۃ اقسام رای یشارک فیہ الجمھور فیما ھم علیہ ورای یکون بحسب ما یخاطب بہ کل سائل مسترشد ورای یکون بین الانسان وبین نفسہ لا یطلع علیہ الا من ھو شریکہ فی اعتقادہ ثم قال بعد ذلک ولو لم یکن فی ھذہ الالفاظ الا ما یشکک فی اعتقادک الموروث لکفی بذلک فان من لم یشک لم ینظر ومن لم ینظر لم یبصر ومن لم یبصر بقی فی العمی والحیرۃ ثم تمثل بھذا البیت ؎ خذ ما تراہ ودع شیئا سمعت بہ ؎ فی طلعۃ الشمس ما یغنیک عن زحل یعنی امام حجۃ الاسلام غزالی کی کتابون کے دیکھنے سے معلوم

Marfat.com

معلوم ہوتا ہی کہ جب یہ بطور عام آدمیون کے کلام کرتے ہین تو کسی جگہ مضمون کو باندھتے ہین یعنی اشارہ مین بیان
کرتے ہین اور کبھی کھولتی ہین اور لوگون کی بعض باتون کی وجہ سے تکفیر کرتے ہین اور پھر اونہین باتون پر عقیدہ
قایم کرتے ہین پھر جن باتون کی وجہ سے اونہون نے اپنی کتاب تہافۃ الفلاسفہ مین فلاسفہ کی تکفیر کی ہی
اون مین سے ایک بات یہ ہے کہ وہ حشر اجساد کا انکار کرتے ہین صرف نفسون ہی کے لئے ثواب و
عذاب ثابت کرتے ہین پھر اپنی کتاب میزان مین یہ کہا ہے کہ یہی اعتقاد قطعًا اکابر صوفیہ کا ہے اور پھر
اپنی کتاب منقذ من الضلال مین کہا ہے کہ اعتقاد اس بات کا مانند اعتقاد صوفیہ کے ہے اور تحقیق
غزالیؒ کا یہ حال ہے کہ وہ طول بحث کے بعد واقف ہوے کہ یہی عقیدہ حق ہے اور پہلے زمانہ مین جو تکفیر
کی تھی تب انکی سمجھ ٹھیک نہ تھی اور انکی کتابون مین اسطرح کی باتین بہت ہین کہ کبھی ایک شے کو برا
کہتے ہین اور کبھی اسکو اچھا سمجھتے ہین اون کی کتابونمین تلاش اور غور کرنے سے یہ سارا حال معلوم ہوسکتا ہی
اور غزالی نے کتاب میزان العمل کے آخر مین اسکا عذر بھی کیا ہے جہان یہ بیان کیا ہے کہ آدمی کی رائے تین
قسم پر ہوتی ہی ایک یہ ہے کہ اوسمین آدمی اور لوگون کی رائے کے موافق ہوتا ہے دوسری رائے یہ ہے
کہ لوگ جیسا اوس سے سوال کرتے ہین وہ ویسا اونکو جواب دیتا ہے تیسری رائے آدمی کی خاص اپنے
جی کی ہوتی ہے جسپر کوئی مطلع نہین ہوتا سوا اوس شخص کے جو اوسکا ہم مشرب ہے بعد اس بیان کے
کہا ہی کہ یہ الفاظ جو ہم ذکر کرتے ہین اسمین اگر تجھے کوئی نفع نہین تو بھی اتنا ضرور ہے کہ تجھکو اپنی موروثی عقیدہ
مین شک پڑجاے گا پس اتنا ہی نفع بس کرتا ہے کیونکہ جو شک نہین کریگا نہین بحث کرے گا اور جو بحث
نہین کرے گا نہین بینا ہوگا اور جو نہین بینا ہوگا وہ اندھے پن اور حیرت مین پڑا رہے گا پھر امام نے
ایک شعر متنبی کا بطور تمثیل کے لکھا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ جو چیز تو دیکھتا ہے اوسے لے اور جو تو نے
سُنا ہے اوسے چھوڑ دے آفتاب کے نکلنے مین وہ چیز ہے جو تجھے زحل کی تلاش سے بے پروا کرتی ہے
انتہی مین کہتا ہون کہ اسمین شک نہین کہ اوائل مین امام غزالیؒ کو فلسفہ کے ساتھ زیادہ گرویدگی تھی لیکن آخر
عمر مین وہ سب کچھ چھوڑکر اہل حق کی طرف رجوع ہوگئے تھے ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ مات الغزالی و
البخاری علی صدرہ یعنی جب غزالی مرے تو اوسوقت تک صحیح بخاری اون کے سینہ پر رکھی ہوئی تھی جسکے
مطالعہ مین مصروف تھے اور معاذ اس قسم کی باتین امام کی زندگی مین بھی کہتے تھے اور ان کے جواب مین امام
نے ایک رسالہ لکھا تھا مولانا سعد الدین نے شرح مقاصد مین کہا ہے جو کہ امام نے اثبات حشر روحانی
کا کیا تھا تو لوگ اون پر انکار حشر جسمانی کا اتہام کرنے لگے تھے نعوذ باللہ منہ شیخ محی الدینؒ امام کا نام نہایت
تعظیم سے لیتے ہین اور درۃ الفاخرہ مین لکھتے ہین کہ شیخ ابن زید اندلسیؒ نے کہا کہ احمد بن قاضی قرطبہ نے ایک

Marfat.com

رسالہ امام کے رد مین لکھا تہا اور اوسمین امام پر لعنت کی تہی مین نے اس رسالہ کو بازار مین خریدا اور تہوڑا سا
مطالعہ کیا تہا کہ اندھا ہو گیا پہر جب توبہ کی تو اللہ تعالی نے بینائی واپس دی اور شیخ ابن زید سے روایت
کی ہے کہ مین نے امام غزالی کو خواب مین دیکہا کہ ایک سور کی گردن مین زنجیر ڈالکر کہینچ رہے تہے مین نے
پوچہا یہ سور کون ہے جواب دیا کہ یہ احمد بن قاضی قرطبہ ہے کہ خدا نے مجہے اوسپر مسلط کیا ہے تاکہ دیکہون کہ کس
سبب سے مین اوسکی تردیک لعنت کا مستحق ہوا ہون ؎ اے کہ از کشمکش قال و مقال ؛ نیستت
حالت دریاب کمال ؛ ہیچ نایافتہ در خود اثرے ؛ نشنیدہ ز کسان جز خبرے ؛ قابل کارند معذوری
یا خود از کوشش آن بس دوری ؛ باش کین راہگذارے دگرست ؛ ہر کسے قابل کارے دگرست ؛ لیکن اندر
پے انکار مرو ؛ در جہان منکر این کار مرو ؛ بنگر این حالت مردان را ؛ کوشش و سوز و غم ایشان را ؛
کہ درین رہ چہ طلبہا دارند ؛ در طلبہا چہ تعبہا دارند ؛ زین طلب گر نہ خدا یافتہ اند ؛ اینہمہ بہر چہ شتافتہ اند
در طلب اینہمہ جان بازی چیست ؛ مال و اسباب خدا سازی چیست ؛ کشف اگر نیست قیاس از کجاست ؛ عقل کو
درک حواس از کجاست ؛ بارے ار نیست ترا وجدانے ؛ معتقد باش و بیارا ایمانے ؛ اتحاف مین لکہا ہے کہ شیخ
ابو طالب مکی رح کی تصنیف سے کتاب قوت القلوب ہے محققین نے کہا ہے کہ کوئی تصنیف اسلام مین اسکی مثل
و قابل طریقت مین نہین اور یہی کتاب اصل تصوف ہے اسکے سوا اور جو کتابین سلوک مین تصنیف ہوئین وہ
اس سے ماخوذ ہین جیسے احیاء العلوم اور غنیۃ الطالبین اور عوارف المعارف اور علم تصوف کی تدوین اور اس
فن مین تصنیف کتب سے قبل صدیق فقط عبادت تہا اور اسکے احکام سینہ بسینہ چلے آتے تہے اور زبانی ہی
آپس مین حاصل کرتے تہے جسطرح سارے علوم مدونہ تفسیر و حدیث و فقہ و اصول وغیرہ مین بہی کتب لکہنے
سے قبل یہی اتفاق تہا پر متاخرین صوفیہ نے اور زیادہ مراقب اور کشف حجاب مین کوشش کی اور ریاضت کے
طریقے بہی مختلف ہو گئے اور بات زمین سے آسمان تک پہونچگئی اور جو کچہہ صوفیہ کی تحقیقات و مکاشفات ہین اسکی
صحت یا غلطی برہان عقلی سے ثابت نہین یہ ساری مباحث وجدانیات مین سے ہین جنکا علم انسان کو خود
اپنے نفس یا اپنے قول باطنی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے پہر بعض مصنفین نے ان بیانات مین بہی نہایت
باریکیان نکالنا شروع کین فرغانی نے شرح قصیدۂ ابن الفارض مین یہی کیا ہے اور دوسرے
لوگون نے وحدت مطلقہ کو بیان کیا ابن دہقان نے اس مسئلہ کو بیان کیا مگر اچہی طرح اوسکو کہولکر
نہ کہا پہر کچہہ متاخرین متصوفہ نے کشف اور ماوراء حس مین توغل کیا اور ان مین سے بہت سے وحدت
الوجود اور حلول کے قائل ہو گئے اور ان بیانات مین بہت سی کتابین لکہہ ڈالین ہروی نے کتاب مقامات
مین اور ابن عربی اور ابن سبعین اور اون کے شاگردون نے اپنی اپنی تصنیفات مین اس مسئلہ مین

بہت کچھ زور مارا ہے اور ابن عفیف اور ابن فارض اور نجم اسرائیلی قصائد مین اون کی رای کے پیرو کار ہوئے ان صوفیہ مین سے بعض قدمانے فرقہ شیعۂ اسماعیلیہ و حلولیہ سے زیادہ میل جول رکھا جو ائمہ کی الہیت کے اور اون مین خدا تعالی کے حلول کے قائل تہے اور ان صوفیہ اور اسماعیلیہ نے ایک دوسرے کی باتین اپنے اپنے مذاہب اور کلام مین ملالین اور ایک کے عقائد دوسرے کے عقائد کے ساتھہ مشابہ ہوگئے اور پہر متصوفہ کے کلام مین قطب وغیرہ الفاظ ظاہر ہوئے کہ پہلے اس سے نہ تہے شیخ بوعلی سینا نے کتاب اشارات کی فصول تصوف مین اس مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہا ہے جل جناب الحق ان یکون شرعۃ لکل وارد او یطلع علیہ الا الواحد بعد الواحد یعنی اللہ تعالی کی جناب اس سے برتر ہے کہ ہر ایک پانی طلب کرنے والے کیلئے گہاٹ ہو جاے یا ہر اک اوس سے واقف ہو جاے مگر ایک بعد ایک کے ابن خلدون نے کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر مین کہا ہے وھذا الکلام لا تقوم علیہ حجۃ عقلیۃ ولا دلیل شرعی وانما ھو من انواع الخطابۃ وھو بعینہ ما تقول الرافضۃ ودانوا بہ یعنی شیخ کا یہ کلام ایسا نہین جسپر کوئی برہان عقلی قایم ہو یا شرع سے اوسپر دلیل ہو یہ کلام ظنی ہے کہ یقین کے قابل نہین اور یہ کلام بعینہ وہی ہے جو رافضی کہتے ہین اور اوسے اپنا دین بنا لیا ہے اس لئے کہ شیعہ ولایت کے منکر ہین۔

صوفیہ متاخرین کی وہ باتین جنپر غور کرنا اور رد لگانا چاہیے اور منصور حلاج کے حالات

ابن خلدون نے کہا ہے کہ بہت سے فقیہون اور مفتیون نے ان متاخرین صوفیہ کے اقوال کو رد کیا ہے بلکہ اسمین یہان تک مبالغہ کیا ہے کہ عام طور پر طریقہ تصوف کو برا جاننے لگے اور تحقیق یہ ہے کہ صوفیہ کے کلام اور مسائل مین چار مقام ایسے ہین کہ اون کی تفتیش اور تنقیح کرنا چاہیے (۱) مجاہدہ اور ذوق اور وجد اور نفس کا محاسبہ اعمال پر ذوقون کے حاصل کرنے کے لئے جو آخر کار مقام ہو جاتے ہین (۲) کشف اور جو عالم غیب کے حقایق معلوم ہوتے ہین مثلاً صفات ربانی اور عرش و کرسی اور ملائکہ و وحی و نبوت و روح اور ہر موجود کی حقیقت غائب ہو یا حاضر اور ترکیب موجودات کی اون کے موجد سے (۳) عالم اور موجودات مین تصرفات بطور کرامات کے (۴) وہ الفاظ جو ظاہر مین خلاف شرع معلوم ہوتے ہین اور اونہین شطحیات کہتے ہین۔ ان چارون قسمون کی نسبت آدمیون کے خیالات تین قسم پر منقسم ہین ایک قسم کے وہ آدمی ہین جو ان سب باتون پر سے انکار کرتے ہین دوسری قسم کے وہ ہین جو انکو صحیح جانتے اور مانتے ہین تیسری قسم کے وہ ہین جو ان کی تاویل کرتے ہین اور تحقیق یہ ہے کہ پہلی بات کا کوئی آدمی انکار نہین کرتا صوفیہ کے ذوق اوسمین صحیح ہین اور اوسکا حاصل عین سعادت ہے اور دوسری بات بھی صحیح ہے اوسمین بھی کوئی چیز قابل انکار نہین اگرچہ بعض علما اوس کے انکار کی طرف مائل ہین مگر مقام تحقیق مین اونکا انکار غیر معتبر ہے اور تیسری بات کی نسبت تحقیق یہ ہے کہ کلام

اکثر صوفیون کا اوسمین ایسا واقع ہوا ہے کہ وہ صاف نہین کسیقدر اوسمین پیچیدگی ہی اس لئے کہ یہ بات وجدانی ہی اور صوفیہ کے نزدیک جو صاحب وجدان نہین وہ تصوف کے مزے سے واقف نہین ہو سکتا اور لغات سے صوفیہ کے مقصد بخوبی کھل نہین سکتے کیونکہ انکو تو واضع نے متعارف معانی کے لئے وضع کیا ہے جو اکثر محسوسات ہین اس لئے ہمکو مناسب ہے کہ اون کے کلام کی رد و قدح نہ کرین بلکہ اس طرح چھوڑ دین جیسے متشابہات کو چھوڑ دیتے ہین اور چوتھی بات کی تحقیق یہ ہے کہ صوفی غیب کی باتون پر وقوف رکھتے ہین اور ان کے دلون پر اکثر غیب کی چیزین وارد ہوتی رہتی ہین اور زیادہ تر اوہر ہی مصروف اور اوہر ہی غافل رہتے ہین پس جو کچھہ دل پر وارد ہوا کبھی زبان پر آجاتا ہے باوجودیکہ اون کو اظہار کا قصد نہین ہوتا اور صاحب غیبت قابل بازپرس کے نہین وہ معذور و مجبور رہے پس جو صوفی قابل اقتدا کے ہو اور صفت فضیلت سے آراستہ ہو اوس کے کلام کو اچھے پہلو پر حمل کرنا چاہیے کیونکہ ایسی باتون کو بیان کرنا ایک مشکل امر ہی جن کے سمجھنے کے لئے الفاظ نہین سے ہین جیسا بایزید اور اون کے طور کے صوفیون پر یہ معاملات گذرے ہین اور جسکے فضل و کمال کی خبر نہین وہ ایسی باتون پر ماخوذ ہوتا ہے کہ ہمکو وہ چیز معلوم نہو سکی جس سے اوسکی تاویل ہو سکتی پس جو کوئی ایسا شخص ایسی باتین منہ سے نکالے جسکے حواس قائم ہین اور حال کا غلبہ اوسپر نہو اوسپر بھی مواخذہ واجب ہی اسی لئے فقہا اور اکابر صوفیہ نے حلاج کے قتل پر فتوی دیا اس لئے کہ اونہون نے حالت حضور مین انا الحق کہا تہا اور وہ اپنے حواس مین برقرار تہے کہتے ہین حلاج پر جو کچھہ گذرا اون کے استاد عمر بن عثمان مکی کی بددعا کا نتیجہ تہا کہ عمر نے ایک جزو توحید اور علم توحید اور علم صوفیہ مین تصنیف کیا تہا حلاج نے اوسے خفیہ طور پر نقل کر کے لوگون پر ظاہر کر دیا باتین باریک تہین لوگ سمجھہ نسکے انکار کرنے لگے اور عمر سے نفرت کرنے لگے اونہون نے حلاج کے حق مین بددعا کی کہ یارب اوسپر کسی ایسے کو مسلط کر جو اوس کے ہاتھہ پاؤن کاٹ ڈالے اور آنکھین نکالے اور سولی پر چڑہاوے پھر ایسا ہی واقع ہوا شاہ حبیب اللہ قنوجی مناقب الابرار مین لکھتے ہین کہ جب آوازہ انا الحق کا شائع ہوا تو علما نے ایک محضر لکھا اور حسین بن منصور کے قتل کا فتوی دیا علی بن عیسی حسین پر برہم ہوا اور اونہین قید کر دیا مقتدر باللہ خلیفہ عباسی نے کہا کہ جب تک جنید فتوی نہ دینگے مین حلاج کے قتل کرنیکا حکم نہ دونگا جب جنید کے پاس محضر آیا تو بعضے صوفیون نے کہا کہ اسکی تاویل کرنا چاہیے جنید نے کہا کہ وقت تاویل کا نہین رہا اور لباس صوفیانہ اوتار کر اور علما کے کپڑے پہنکر اوس فتوی پر لکھا کہ ہم ظاہر حال پر حکم کرتے ہین کہ وہ ظاہر کے موافق قابل قتل ہین اور باطن کا حال اللہ جانے شیخ الاسلام کہتے ہین کہ حسین کو بسبب مسئلہ الہام کے مار ڈالا اور اسمین اونپر جور تہا لوگ یہ کہتے تہے کہ حسین جو کچھہ کہتے ہین یہ پیغمبری کا دعوی ہے حالانکہ ایسا نہ تہا یہ بیانات اون کتابون کے موافق ہین جو حلاج

Marfat.com

اولیا مین ہین مگر تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ حسین حامد وزیر مقتدر کی وجہ سے مارے گئے ہین کہ اوسکو حسین کی
قتل پر بڑا اصرار تہا وزیر نے حسین سے بہت بحث کی مگر کوئی بات اوسکے منہ سے ایسی نہ نکلی جو شرع اسلام کے
خلاف ہوتی البتہ اون کی تالیفات مین سے ایک کتاب ملی جس مین مرقوم تہا جب انسان حج کا ارادہ کرے
اور وہ اوس سے بن نہ پڑے تو اپنے مکان مین سے ایک کوٹھری پاک صاف منتخب کرلے اور اوسمین کوئی
شخص تین گھنٹے جب حج کے دن آئین تو یہ شخص اوسکا طواف کرے جو کچھ حجاج عمل کرتے ہین وہ یہ بھی کرے
پھر تیس یتیم اوس کوٹھری مین جمع کرکے اچھا کھانا جو اوس سے ہوسکے اونکو کھلاوے اور کپڑے پہناوے اور
ہر ایک کو سات درم دیدے یہ شخص بمنزلے اوس شخص کے ہوگا جس نے حج کیا ہے وزیر نے یہ کتاب قاضی
ابو عمر کو سنوائی قاضی نے حسین سے دریافت کیا کہ یہ تم نے کہان سے لکھا ہے اونھون نے کہا حسن بصری
کی کتاب اخلاص سے قاضی کے منہ سے نکل گیا ہی حلال الدم (کشتنی) مین نے وہ کتاب مکہ مین پڑہی ہے
اوسمین یہہ کہان ہے وزیر نے قاضی کا یہ لفظ پکڑ لیا اور اصرار کرکے حسین کے مباح الدم ہونے کا فتوی
لکھا لیا جب حلاج کو یہہ خبر ہوئی کہ میرے قتل پر فتوی لیا گیا ہے تو بولے میرا خون تمکو حلال نہین میرا دین
اسلام ہی اور مذہب سنت ہے اور میری اس باب مین کتابین موجود ہین میرے خون سے درگذر و اور خدا
سے ڈرو مگر وزیر نے حلاج کی ایک نہ سنی اور خلیفہ سے اجازت لیکر ایکہزار کوڑے لگوا کر اور ہاتہ پاؤن کٹوا کر
پھر قتل کرا کر دہڑ کو آگ مین جلوا کر سر اون کا بغداد مین لٹکوا دیا اور تاریخ الخلفا مین لکھا ہے کہ حسین کی تشہیر
اسطرح کرکے کہ یہ شخص فرقہ قرامطہ[۱] کا داعی ہے اونکو سولی پر چڑہایا اور لاش کو جلوا دیا۔ سید محمد بن جعفر کی حسنی
کہ چراغ دہلی کے خلیفہ ہین اور بحر المعانی اور بحر الانساب اون کی تصنیفات سے ہین لکھتے ہین کہ ابن عربی صاحب
فصوص لکھتے ہین کہ حسین بن منصور حلاج کو تجلی ذات حاصل نہی اور مقام افراد کا رکھتے تہے لیکن مین کہتا ہون
کہ اون کو تجلی ذات ہوتی تو ہرگز انا الحق نہ کہتے اور ایسا لفظ زبان پر نہ لاتے اس لیئے کہ تجلی ذات مین محویت ہوتی
ہے اور محو کو کیا معلوم کہ مین کون ہون اور کیا ہون کہ یہ جو مشہور ہے من عرف اللہ کل لسانہ جس نے اللہ کو
پہچان لیا اوسکی زبان بند ہوگئی یہ معاملہ تجلی ذات مین ہے اور یہ جو کہتے ہین من عرف اللہ طال لسانہ یعنی
جس نے اللہ کو پہچان لیا اوس کی زبان دراز ہوگئی یعنی خوب بیان کرنے لگا یہ معاملہ تجلی صفات مین ہے بعد اسکے
کہا مین کیا کرون کہ ابن عربی آج زندہ نہین ورنہ مین یہ اون سے کہتا اور ضرور اپنی بات کی داد پاتا شیخ فرید الدین
عطار کہتے ہین کہ مجھے اس سے تعجب ہے کہ درخت موسی سے تو انی انا اللہ کی آواز آوے اور درخت درمیان
مین نہو پھر کیونکر روا نہین رکہتے کہ منصور سے انا الحق کی آواز آوے اور منصور درمیان مین نہو مولانا جلال الدین
رومی نے اپنی وفات کے وقت مریدون سے کہا کہ میرے مرنے سے غمگین مت ہو کہ منصور کے نور نے ڈیڑہ سو

Marfat.com

برس کے بعد شیخ فریدالدین عطار کی روح پر تجلی کی تھی اور اون کا مرشد ہوا تھا۔ نوافح الابرار فی طبقات الاخیار معروف بہ طبقات کبریٰ شعرانی مین حضرت غوث اعظم کے حالات مین مذکور ہے کان رضی اللہ عنہ یقول عثر الحسین الحلاج عثرۃ فلم یکن فی زمنہ من یاخذ بیدہ یعنی حضرت غوث اعظم فرمایا کرتے تھے کہ حسین حلاج کو ایک قسم کی لغزش ہوگئی تھی کوئی ایسا شخص اوس زمانہ مین نہ تھا جو حلاج کو سنبھال لیتا۔ مجدد الف ثانی نے عوارف لدنیہ مین کہا ہے پیش از ظہور غلبۂ حال عدم امتیاز میان اسلام و کفر چنانکہ نزد اہل شریعت کفرست نزد اہل حقیقت نیز کفرست و مذموم اگر اختلافی ہست میان اہل شریعت و اہل حقیقت درصورت غلبہ حال ست در رنگ منصور حلاج کہ مغلوب حال بودہ است اہل شریعت حکم بکفر او کردہ نہ اہل حقیقت اما نزد اہل حقیقت ہم منقصت و ما منکیر اوست از کاملان نمی شمرند و از مسلمانان حقیقی نے انگارند این شعر منصور باین معنی شاہد اوست ؎ کفرت بدین اللہ والکفر واجب ؛ لدی وعند المسلمین قبیح

شیخ الاسلام ہروی نے کہا ہے کہ حلاج پر بہت سی جھوٹی باتین جوڑلی ہین اور کلمات نامفہوم و ناراست اون پر باندھ لئی ہین اور مجہول کتابین اور حیلے اونکی طرف منسوب کرتے ہین اور جو کچھ درست ہی وہ اومین سے ظاہر تہا متقدمین اونہین ملحد جانتے ہین جنمین سے ابن تیمیہ ہین اور متاخرین موحد مانتے ہین اون کے حق مین ایک فرمان لعنت صاحب الزمان کی طرف سے جو شیعہ امامیہ کے نزدیک مہدی موعود اور بارہوین امام ہین اور اعدا کے خوف سے چھپے ہوے ہین کتب امامیہ مین نقل کرتے ہین بلکہ جمہور امامیہ مذہب تصوف کے بالکل مخالف ہین حسین بن منصور اور سفیان ثوریؒ اور بایزید بسطامیؒ اور محی الدین عربیؒ اور اور بہی اکثر صوفیہ متقدمین و متاخرین کی ذم و قبح علماے امامیہ نے اپنے نزدیک بہت کچھ ثابت کی ہے اور بڑے بڑے علماے امامیہ جیسے شیخ ابن بابویہ اور شیخ مفید وغیرہ نے فرقہ صوفیہ پر بہت کچھ لعن و طعن کی ہی اور اس مسلک کو بُرا جانتے ہین خاصکر وحدت الوجود کے تو بالکل مخالف ہین اور قاضی نوراللہ شوستری نے مجالس المومنین مین اور دوسرے بعض علماے امامیہ نے جو صوفیہ کی تعریف لکہی ہی تو اس کے اسباب اور جواب ہین۔

روح کی غذا اور صحت و مرض

جس طرح جسم کے لئے غذا اور صحت اور مرض ہے اسی طرح روح کے لئے بہی یہ باتین ہین قرآن مین جو آیا ہے الا من اتی اللہ بقلب سلیم مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس چنگا دل لیکر او فی قلوبہم مرض اون کے دل مین آزار ہی اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے اور جسطرح ہر مرض جسمانی کے لئے سبب اور دوای مخصوص مقرر ہے جسے سوا طبیب حاذق کے دوسرا شخص نہین جانتا اسی طرح ہر مرض روحانی کے لئے سبب اور دوای مخصوص مقرر ہے جنکو انبیا و اولیا کے سوا دوسرے آدمی نہین جان سکتے اگر کوئی مریض سوداوی معالجات صفراوی مین

ط امامیہ ایک قسم کے شیعہ ہین جنکا اعتقاد یہ ہی کہ زمانہ تکلیف الم فاطمی کبھی خالی نہین ہوتا اور امامت اولاد علی کی فاطمہ ہی سے ہی اثنا عشریہ بہت سی شاخین ہین جنمین سے فرقہ امامیہ محمد بن حسن عسکری تک خاتمہ امامیہ کی اولاد کو امام مانتے ہی اور امام محمد کو مہدی موعود اور خاتم الائمہ کہتے ہین اثنا عشریہ کہلاتے ہی کیونکہ ان کے نزدیک امام بارہ ہین ۱۲ منہ

مشغول ہو تو ضرور مرجاویگا اسی طرح ہر مرض روحانی کا علاج ضرور ہے جس سے تجاوز نہین ہو سکتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی وبدا لھم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون یعنی نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سے جو خیال نہ کرتے تھے تو آپ نے فرمایا اعمال حسبوھا حسنات فوجدوھا فی کفۃ السیأت اس سے مراد ایسے اعمال ہین جنکو نیکیان خیال کرتے تھے اور حقیقت مین برائیان نکلین اسلئے ولی واصل اور مرشد کامل کی صحبت اختیار کرے مسلمؒ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی کوئی مرے اس حال مین کہ نہین اوسکی گردن مین بیعت امام کی مرے گا مرنا جاہلیت کا سا اور جس طرح نبض وقاروہ بدن کے احوال پر دلالت کرتے ہین واقعات احوال نفس پر دلالت کرتے ہین اس لئے سالک اپنے واقعات کو پیر و مرشد کی خدمت مین عرض کرتے ہین اور پیر نفس کی ترقی و تنزل معلوم کرتا ہے اور اوسی کے موافق ذکر وغیرہ کے تعین کا حکم دیتا ہے ثمرہ بن جندبؓ سے بخاریؒ و ترمذیؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے پوچھا کرتے تھے ھل رأی منکم احد رؤیا کیا دیکھا ہے تم مین سے کسی نے خواب اور صرف تصوف کی کتابون کا مطالعہ کرنا اس معاملہ مین مفید نہین دیکھو اگر کوئی شخص بیمار ہو اور وہ اکسیر اعظم یا طب اکبر یا علاج الامراض کو دیکھتا ہے تو کیا اس سے اوسکو آرام ہو جاے گا۔

کمالات باطنی کا آنحضرت کے قول سے ثبوت

جس طرح انسان مین کمالات ظاہری ہین اور وہ کمالات ظاہری یہ ہین اعتقادات صحیح موافق قرآن و حدیث و اجماع اہل سنت وجماعت کے اور اعمال صالحہ جیسے ادا ے فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات اور ترک محرمات و مکروہات و شبہات و بدعات و محدثات اسی طرح انسان مین کمالات باطنی ہوتے ہین صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ ایک اجنبی آدمی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اسلام کیا ہے حضرت نے فرمایا الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا یعنی مسلمان وہ شخص ہے جو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے رسول ہین اور نماز پڑھا کرتا ہے زکوٰۃ دیا کرتا ہے رمضان کے روزے رکھا کرتا ہے اللہ کے گھر کا حج بجا لاتا ہے اگر اوس تک پہنچ سکنے کی قدرت پاتا ہے اوس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ کہا پھر اوس شخص نے سوال کیا کہ ایمان کیا ہے اسکی تعریف مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تومن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتومن بالقدر خیرہ وشرہ یعنی ایمان یہ ہے کہ یقین لاے دل سے اللہ اور اوسکے فرشتون اور کتابون

ورسولون اور روز آخرت پر اور ایمان لاے تقدیر کی بھلائی برائی پر اوس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ کہا پھر
اوس نے کہا کہ احسان کیا ہے اسکی تعریف حضرت نے یون کی ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن
تراہ فانہ یراک یعنی وقت عبادت خدا کے یون سمجھے کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہے پھر اگر یہ جانے کہ اوسکو نہین دیکھتا ہے
تو اسمین تو کچھ شک نہین ہے کہ اللہ اوسکو دیکھ رہا ہے جب وہ شخص سوال و جواب کے بعد چلا گیا تو حضرت نے
فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے کہ تمکو دین سکھانے کے لئے آئے تھے ۔ ارشاد الطالبین مین لکھا ہے کہ عقاید
اور اعمال کے سوا ایک اور کمال بھی ہے جسکا نام احسان ہے اوسی کو درویشون کے عرف مین تصوف و سلوک
و ولایت کہنے لگے ہین جب صوفی پر اللہ کی محبت غالب ہوتی ہے جسکو اصطلاح مین فناے قلب کہتے ہین
تو اوسکا دل محبوب حقیقی کے مشاہدہ مین ڈوب جاتا ہے اور پھر غیر کی طرف متوجہ نہین ہوتا اس حالت مین خدا کو
اگرچہ نہین دیکھ سکتا کیونکہ رویت الہی دنیا مین محال ہے مگر اوسپر ایک ایسی حالت طاری ہوجاتی ہے کہ گویا
خدا کو دیکھتا ہے اور اس حالت کے حاصل ہونے سے پیشتر وہ تکلیف کے ساتھ اپنی جان کو اس حال مین رکھتا ہے
اسی حالت کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ اگر تو اوسکو نہین دیکھتا ہے تو یہ جان لے کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے
دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے جسم مین گوشت کا ایک ٹکڑا ہے
اگر وہ اچھا ہوتا ہے تو تمام بدن اچھا رہتا ہے اور اگر بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ گوشت کا
پارچہ دل ہے اور یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین نعمان بن بشیر سے روایت کی گئی ہے اور اسمین شک نہین کہ دل کا
اچھا ہونا جو بدن کے اچھے رہنے کے سبب ہے اسی کو صوفیہ فناے قلب کہتے ہین جب محبت الہی مین فانی ہوا تو
نفس بھی متاثر ہوکر سرکشی چھوڑ دیتا ہے اور حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کسب کرتا ہے اس صورت مین
سارا بدن شرع کا مطیع ہوجاتا ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کے تمام امت سے افضل ہونے پر سب کا اتفاق
ہے اور علم و عمل مین صحابہ کے ساتھ غیر صحابہ بھی شریک ہین اور باوجود اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
فلو احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ یعنی اگر تم مین سے کوئی خرچ کرے راہ
خدا مین کوہ احد کی برابر سونا تو نہ پہونچے ثواب اوسکا مد ایک اون کے کو اور نہ آدھے مد کو ۔ مد ایک پیمانہ ہے
تخمیناً تین پاؤ پختہ کا ہوتا ہے یہ حدیث بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے پس یہ شرف
صحابہ کو کمال باطنی کے سبب سے حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور صحبت سے انکا باطن منور
ہوگیا تھا اور اولیاے امت نے جو یہ دولت پائی ہے تو پیرون کی صحبت سے پائی ہے اور اون کا باطن ایک
ذریعہ کے ساتھ آنحضرت کے باطن سے منور ہوا ہے اور ان دونون صحبتون مین فرق ظاہر ہے پس معلوم ہوا
کہ کمالات ظاہری کے سوا ایک کمال باطنی بھی ہے کہ اوس کے درجات مین بڑا تفاوت ہے اسی لئے

اسی لئے حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی مجھسے ایک بالشت نزدیکی چاہتا ہے مین اوس سے ایک گز نزدیکی چاہتا ہون اور جو کوئی مجھسے ایک گز نزدیکی چاہتا ہے مین اوس سے ساڑہی تین گز نزدیکی چاہتا ہون اور ایک حدیث قدسی مین یہ آیا ہے کہ بندہ ہمیشہ مجھسے نزدیکی حاصل کرتا ہے نفلون کے ذریعہ سے یہانتک کہ مین اوسے دوست رکھتا ہون اور اوسکی بینائی اور شنوائی اور قدرت ہوجاتا ہون چوتھی دلیل یہ ہے کہ ایک بڑی بہاری جماعت نے جسکا کذب پر اتفاق کرلینا عقل کے نزدیک محال ہی اور اوس جماعت کا ہر ایک آدمی علم و تقوی سے پورے طور پر آراستہ ہے خبر دی ہے کہ ہمکو مشایخ کی صحبت کی وجہ سے جنکی صحبت کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے باطن مین ایک حالت پیدا ہوگئی ہی جو عقائد اور فقہ سے علیحدہ ہے اور اس حالت سے محبت خدا اور دوستان خدا اور اعمال حسنہ کی ساتھ پیدا ہوگئی ہی اعتقادات فقہ مین پختگی آگئی ہے پس یہ حالت کمالات کا موجب ہے پانچوین دلیل اسکی خرق عادات کا وقوع ہے اگرچہ یہ دلیل ضعیف ہے مگر جب تقوی اسکے ساتھ ہو تو سحر مین اور اسمین امتیاز بخوبی ہوجاتا ہے اور کمال پر دلالت کرتی ہے۔

خرق عادت یعنی کرامت

مثلاً عادت اور قانون فطرت اس طرح پر ہے کہ بھوک اور پیاس کھانے پینے سے دور ہوتی ہی اور درخت و پتھر اور حیوانات گاے بھینس وغیرہ انسان سے کلام نہین کرتے کوئی درخت یا پتھر کسی کے بلانے سے بحرکت ارادی نہین آسکتا یا کوئی شخص دریا پر زمین خشک کی طرح نہین چل سکتا یا ایک آدمی کا کھانا صدہا آدمیون کو کافی نہین ہوسکتا نہ سیر آدھ سیر پانی کسیکے ہاتھ لگانے سے لشکر کو سیراب کرسکتا ہے وغیرہ ذلک پس جب ایسی بات ظاہر ہوگی تو اوسکو خرق عادت بولین گے اب یہان سے ظاہر ہے کہ جو کام بذریعہ آلات و اسباب ہون خواہ وہ اسباب مخفی ہون یا ظاہر جیسا کہ دوا سے بیمار کو تندرست کرنا یا کشتی کے ذریعہ سے دریا عبور کرنا خارق عادت نہین ہین پس جو باتین کہ سحر اور طلسم کے ذریعہ سے ہون یا بیر نجات کے شعبدے ہون محققین کے نزدیک خارق عادت نہین کیونکہ اون کے اسباب مخفی ہوتے ہین کہ ہر شخص کی سمجھ مین نہین آسکتے اور ایسا ہی معلوم ہوا ہے کہ سحر کا ایک طور یہ بھی ہے کہ بذریعہ ارواح خبیثہ و شیاطین بعض کام کئے جاتے ہین ان کے لئے اسباب عادی سے کوئی سبب نہین ہوتا ہے اس لحاظ سے اوسکو خارق عادت کہہ سکتے ہین ہان اگر اون شیاطین و ارواح خبیثہ کو سبب مخفی قرار دیا جاے تو خارق عادت نہین پھر اگر یہ خارق عادت مقرون بالتحدی ہو یعنی اگر مجادلہ اور معارضہ اور مقابلہ مین ظہور پکڑے تو وہ معجزہ ہی کہ مخالف کو اوس کے مثل کام کرنے پر عاجز کردیتا ہی اور اگر مقرون بالتحدی نہو تو وہ کرامت ہے مگر معتزلہ نے کرامت کا انکار کیا ہے اور اوسکا

Marfat.com

ابو اسحاق اشعری بھی معتزلہ کے موافق ہے اور ابو الحسین بصری معتزلی اور اوسکا شاگرد محمود خوارزمی کرامات اولیا کے قائل ہین اور تمام اہل سنت کا جایز ہونے پر کرامت کے اولیا سے اتفاق ہے اور دلیل کرامت کے واقع ہونے پر قرآن و احادیث اور تواتر اخبار ہے صحابہ سے اور اون سے کہ بعد اون کے ہین یعنی تواتر معنوی اس طرح کا کہ اوس کے قدر مشترک مین وقت انصاف اور ترک عناد کے مجال شبہہ اور انکار کی نہین ہے فتوحات مکیہ مین لکھا ہے کہ ۵۸۶ھ ہجری مین ایک عالم ہماری مجلس مین حاضر ہوا کرتا تھا جو فلاسفہ کے مذہب پر چلتا تھا اور نبوت کو جسطرح مسلمان لوگ ثابت کرتے ہین وہ اسطرح ثابت نہین کرتا تھا اور خوارق عادات و معجزات انبیا کا منکر تھا اور ایکبار جاڑون کے دن تھے اور مجلس مین انگیٹھی دہکتی تھی اوس فلسفی نے کہا کہ عموماً لوگ کہتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالا اور نہ جلے مگر یہ محال ہے اس لئے کہ آگ بالطبع اجسام قابل کو جلاتی ہے پھر تاویل کرنے لگا اور کہا اوس آگ سے مراد جس کا قرآن مین ذکر ہے نمرود کا غضب ہے اور حضرت ابراہیم کے اوسمین ڈالنے سے یہ مراد ہے کہ نمرود کا غضب اونپر واقع ہوا اور مراد اس سے کہ اوس آگ سے وہ نہ جلے یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے دلیل اور حجت سے نمرود پر غلبہ پایا اس لئے اوس نے غضب اون پر نچلایا جب وہ فلسفی کلام کر چکا تو بعضے حاضران مجلس نے کہا کہ تو یہ کیا کہتا ہے مین تجھے اللہ کے اوس کلام کی کہ ابراہیم پر آگ کو سرد اور سلامتی کر دیا بجائی دکھا دیتا ہون اور میرا مقصود اس سے یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے معجزے سے اعتراض دفع ہو جائے اپنی کرامت کا اظہار مقصود نہین ہے اوس منکر نے کہا کہ یہ کبھی نہین ہو سکتا اوس درویش نے کہا کہ یہ جو آتش انگیٹھی مین دہک رہی ہے وہی ہے جو بالطبع محرق ہے یا نہین منکر نے کہا کہ ہان یہ وہی ہے درویش نے اوس انگیٹھی کو اوس کے دامن مین لوٹ دیا اور دیر تک رہنے دیا اور اپنے ہاتھ سے ہر طرف پھیرا مگر کپڑا نجلا پھر اوس آتش کو انگیٹھی مین ڈالدیا اور منکر سے کہا کہ اپنا ہاتھہ تو ادھر لا جب اوسنے انگیٹھی کی طرف ہاتھہ بڑھایا تو جلنے لگا پھر درویش نے کہا کہ یہ تجھپر روشن ہو گیا کہ آگ کا جلانا اور نچلانا اللہ کے حکم پر ہے منکر معترف ہو گیا اور ایمان لے آیا۔

فائدہ کوئی ولی ہو یا صدیق یہ ضرور نہین کہ اوسکی صحت کی علامت ظہور کرامت ہو اس لئے کہ جایز ہے کہ صاحب کرامت سے اوس شخص کا پایہ جو صاحب کرامات نہین ہے رفیع ہو اور اوسکا حال اس کے حال سے کامل ہو اور وجہ اسکی یہ ہے کہ کرامات کا ظہور زیادہ تر صاحب کرامات کے ایمان کی تقویت اور تائید کے لئے مدد کرتا ہے پس جن کی قوت یقین درجہ کمال پر ہوتی ہے اون کو آثار قدرت کے مشاہدون کی جو حکمت سے خالی ہون احتیاج واقع نہین ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرامات اور خوارق عادات بہت کم سرزد ہوئی ہین اور مشایخ متاخرین سے زیادہ وقوع مین آئے ہین حالانکہ صحابہ کا حال اون سے بہت برتر تھا کیونکہ اون کی چشم بصیرت مین مشاہدہ انوار قدرت کا حکمت سے خالی عجیب و غریب معلوم ہوتا تھا اور نہ اس سے

Marfat.com

انکی تقویت یقین مین کوئی تاثیر پیدا ہوتی نہی اور دوسرون کو چونکہ مشاہدہ اوسکا ہمیشہ حاصل نہ تہا اس لیئے جب اوسمین سے کچھ بھی ان پر ظاہر ہوتا تہا تو استغراق اور استعجاب کی وجہ سے اوس سے متاثر ہو جایا کرتی تہی اور اون کے یقین مین زیادہ قوت آجایا کرتی تہی۔

کرامت کا قرآن سے ثبوت

اول اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہی کہ بی بی مریمؑ کے پاس غیب سے کھانا اور پانی پہونچتا تہا اور صورت استدلال کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ جب جاتے اون کے پاس حضرت زکریاؑ محراب مین پاتے نزدیک اون کے رزق کہا اے مریم تمہارے پاس یہ کہان سے آیا اونہون نے جواب دیا کہ یہ رزق کہ تم دیکہتے ہو خدا پہونچاتا ہے پس حصول اس رزق کا مریمؑ کے پاس یا تو خارق عادت ہوگا یا نہوگا اگر یہ کہا جاے کہ خارق عادت نہین ہے تو یہ کئی وجوہ سے باطل ہی (۱) خدا تعالیٰ کو حضرت مریمؑ کی علو شان اور تمام عورتون پر بزرگی بیان کرنا مقصود ہے اور یہ جب بن سکتا ہے کہ حصول رزق کو خارق عادت مانا جاوے اگر خارق عادت نہ مانا جاویگا تو امتیاز اور شرف درجہ اونکا ثابت نہوگا (۲) جب حضرت زکریاؑ نے یہ صورت دیکہی کہ غیب سے غیر رُت کا میوہ مریمؑ کے پاس آجاتا ہے تو اونہون دعا مانگی کہ خداوندا تو ایسا قادر ہی کہ مریم کو غیر موسم مین میوہ پیدا کرتا ہے تو مجہکو بھی بڑہاپے مین فرزند دے سکتا ہے حالانکہ حضرت زکریا اوسوقت مین اولاد سے مایوس ہو چکے تہے کیونکہ بوڑہے ضعیف تہے اور اون کی بی بی بانج تہی مگر چونکہ زکریاؑ نے مریمؑ کے حق مین خرق عادت ملاحظہ کی تو اونکو اپنے حق مین بھی طمع پیدا ہوا چنانچہ اس مطلب پر یہ قول دلالت کرتا ہے هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً یعنی جب حضرت زکریا نے غیر وقت مین میوہ تازہ دیکہا وجود کلان سالی کے اولاد کی طمع پیدا ہوئی اور دعا کی کہ اے پروردگار میرے مجہکو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بخش اگر حضرت مریمؑ کے پاس میوہ پہونچنا خارق عادت نہوتا تو زکریاؑ کو بھی اس خرق عادت کی آرزو نہوتی کہ اونکی بانج اور بوڑہی بی بی کے بیٹا پیدا ہو جاے (۳) قرآن مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ اور کیا اوسکو اور اوسکی بیٹی کو معجزہ جہان والون کے لئے اور یہ قول جب ہی راست آے گا کہ مریمؑ اور اون کے بیٹے دونون سے خوارق عادت ظہور مین آئین **سوال** جَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ سے مراد یہ ہے کہ حضرت مریمؑ کو بیٹا بے شوہر کے دیا **جواب** بیٹا بغیر باپ کے پیدا ہونا آیت نہین ہی بلکہ اس امر کی صحت کہ یہ بیٹا دعوی بے باپ کے پیدا ہوا ہی موقوف ہی کسی آیت پر اسوجہ سے آیۃ للعالمین سے حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مراد نہوگا بلکہ مراد آیت سے وہ بات ہے جو حضرت مریم کی صداقت اور پاکیزگی پر دلالت کرتی ہو پس صداقت اور پاکی پر دلالت بی بی مریم کی وہی چیز کر سکتی ہی جو خارق عادت ہو اور ظہور اوسکا حضرت مریمؑ کے ہاتھ سے ہوا ہو جیسا کہ بہت سے خارق عادت

Marfat.com

اون کے بیٹے کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے تہے **سوال** بی بی مریمؑ کے پاس جو میوہ وغیر موسم کا آیا کرتا تہا اوسکو
بی بی مریمؑ کی کرامت سمجہنا کیا ضرور ہے حضرت زکریا کا معجزہ کہنا چاہیے جو اوسوقت مین تہی **جواب**
اگر حضرت زکریا کا معجزہ ہوتا تو اونکو بلاشبہہ اوسکی اطلاع ہوتی پھر اونھون نے بی بی مریمؑ سے کیون استفسار
کیا اور ہُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ یعنی اوس جگہہ پکارا زکریا نے پروردگا اپنے کو بھی صاف اس بات دلالت
کرتا ہی کہ جب بی بی مریمؑ نے وہ بیان کیا تو حضرت زکریاؑ کو بوجہ خرق عادت ہونے کے اس بات کا طمع پیدا
ہوا کہ جو خدا بی بی مریم کو غیر موسم کا میوہ پہونچاتا ہے وہ بالضرور مجھے باوجود مایوسی کی حالت کے فرزند عطا
کرسکتا ہے اور اسی بات سے یہ سمجھ لیا گیا کہ حضرت زکریا کو صرف مریمؑ ہی کی زبانی اس خرق عادت کا
حال کھلا پہر اونکا معجزہ کیسی ہوسکتا ہے اور ابو علی جبائی نے کہا ہے کہ یہ فی الواقع حضرت زکریا کا معجزہ تہا
کیونکہ وہ حضرت مریم کی کفالت اختیار کرچکے تہے چنانچہ قرآن مین ہے وکفلہا زکریاء اور سونپا اوسکو حضرت
زکریا کو پس اس لئے حضرت زکریا نے بی بی مریم کے حق مین اللہ سے مجملاً دعا کی تہی کہ اونہین رزق پہونچاتا رہے
اللہ نے اونھین رزق پہونچایا وہ تفصیل سے ناواقف تہے کہ اللہ حضرت مریم کو کیا کیا پہونچاتا ہے اور جب
غیر موسم کی شی اون کے پاس دیکہی سوال کیا سو یہ سوال اون کے معجزہ ہونے کے منافی نہین یا حضرت زکریا
نے بی بی مریم کے پاس معمولی کہانا دیکہکر جو آسمان سے اترا تہا اس خیال سے سوال کیا ہو کہ شاید کوئی
آدمی دے گیا ہو اور حضرت زکریا کے اسی شک کے رفع کرنے کو بی بی مریم نے یہ جواب بھی دیا تھا کہ ھو من عند اللہ
یعنی یہ چیزین اللہ کے پاس سی آتی ہین کسی غیر کے پاس سے نہین ہین بلکہ ابو علی کی ایک تقریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ امر اوس کے نزدیک نہ بی بی مریم کی کرامت ہے اور نہ حضرت زکریا کا معجزہ اس لئے کہ وہ یہ کہتا ہی کہ اللہ
تعالی نے اون دیندار باایمان لوگون کو بی بی مریم کی پرورش کا سبب مقرر کردیا تہا جو عابد زاہد عورتون کو دینی
کی رغبت رکہتے تہے اور اونکی خدمت کرتے تہے اور حضرت زکریا کو بہی یہ حال معلوم تہا کہ مومنین صالحین بی بی مریمؑ کے
پاس چیزین پہونچاتے رہتے ہین اور سوال اس احتیاط کے لئے کیا تہا کہ مبادا کسی ناجایز طریقہ سے اور بدچلن
آدمی کے ہاتہہ سے ایسی عمدہ اور نایاب چیزین بی بی مریم کو ملتی ہین پس مقصود حضرت زکریا کا سوال سے کیفیت حال کا
معلوم کرلینا تہا مگر یہ رای جبائی کی سراسر ضعیف ہے اس لئے کہ جب حضرت زکریا کا یہ معجزہ ہوتا تو اللہ تعالی
اونکو اذن دیتا کہ تم یہ اشیا بی بی مریم کے لئے ہمسے طلب کرو اور جب اونکو اذن طلب حاصل ہوتا تو قطعا خبر ہوجاتی
کہ بی بی مریم کو فلان فلان چیزین اللہ تعالی کی طرف سے پہونچتی ہین پہر وہ بیکار سوال کیفیت حال کے انکشاف
کے لئے ہرگز نہ کرتے اور دوسرے اس قول کے معنی کیونکر کرسی نشین ہون گے ھنالک دعا زکریا ربہ اور اس کے
ذکر سے کوئی فائدہ بہی باقی نہ رہے گا اور تیسری وجہ اگر تسلیم کرلیجاے اور یہ مان جاے کہ یہ بی بی مریم کی

Marfat.com

کرامت نہ تھی بلکہ پرہیزگار دیندار مومن لوگ اونہین چیزین پہونچاتے رہتے تھے تو اس صورت مین بی بی مریم
کی تخصیص کی اس واقعہ کے ساتھہ کیا وجہ ہے بلکہ اس طرح تو اور بھی نیک عورتون کو اللہ رزق پہونچایا کرتا ہے
اللہ نے جو بی بی مریم کو عورتون پر شرف دیا ہے وہ تو اس سے ثابت نہو سکیگا اور جبکہ زکریا کے دل مین یہ کھٹکا
پیدا ہوا کہ مبادا ایسا عجیب بیوقت کا میوہ کسی ناجایز طریقہ سے بی بی مریم کو پہونچتا ہو اور اس لیئے اون سے کیفیت
حال دریافت کی تو صرف بی بی مریم کے جواب سے کیسے اون کے دل کو اطمینان ہوگیا اور اون کے چال چلن
کی طرف سے شک اون کے دل مین کیون باقی نرہا **دوم** اصحاب کہف ایک مدت دراز تک غار مین سوتے رہے
اور کتے نے اون سے بات چیت کی اور غار مین وہ کروٹین بدلتے رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مین اون کے حالات سے
یون خبر دیتا ہے لبثوا فی کھفھم ثلث مأتہ سنین وازدادوا تسعا یعنی رہے وہ اپنے غار مین تین سو نو برس
اور اس عرصہ تک وہ زندہ اور سوتے رہے اور اللہ تعالیٰ اونہین دھوپ سے امن مین رکھتا چنانچہ فرماتا ہے وتری
الشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین واذا غابت تقرضھم ذات الشمال کہ جب آفتاب
طلوع کرتا جھک جاتا اون کے غار سے داہنی طرف اور جب غروب کرتا کترا جاتا بائین طرف اور یہ معجزہ حضرت عیسیٰ کا
اس لیئے قرار نہین دیا جا سکتا کہ اصحاب کہف کا سونا خارق عادت نہین ہے ہان اگر خارق عادت ہے تو یہ امر ہے کہ نبی
اس بات کا دعویٰ کرتا کہ یہ لوگ تین سو نو برس سوتے اور زندہ رہین گے اور پھر بھی تصدیق اس دعوے کی جب
ہوتی کہ اصحاب کہف اتنی مدت تک سو کر بیان کرتے کہ ہم وہ لوگ ہین جو فلان وقت مین اس غار مین سوئے تھے
سو نہ تو حضرت عیسیٰ نے اسکا دعویٰ کیا تھا اور نہ اصحاب کہف نے بیان کیا کہ اون کے معجزہ کی وجہ سے ہم اتنی
مدت تک سوتے اور حیات رہے **سوم** کشف المحجوب مین لکھا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے یہ چاہا کہ ملک سبا سے تخت
بلقیس اوس کے آنے سے پیشتر ہمارے پاس پہونچ جاے تو اللہ تعالیٰ نے اوسوقت آصف کی کرامت لوگون پر
ظاہر کی اور اہل زمانہ پر یہ ثابت کردیا کہ کرامات اولیا جایز ہے چنانچہ آصف کی زبانی قرآن مین فرمایا ہے قال الذی
عندہ علم من الکتب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک کہا اوس شخص نے جسکے پاس علم کتاب کے تھا
مین لے آونگا اوسکو تمہارے پاس پہلے اس سے کہ لوٹ آوے تمہاری طرف نظر تمہاری اگرچہ اختلاف ہے اس کلام
مین کہ قائل اسکا کون تھا بعضے کہتے ہین کہ وہ حضرت خضر تھے یا فرشتہ تھا کہ دفتر مقادیر اوسکے ہاتھہ مین ہے اور اوسوقت
اوسکو خدا تعالیٰ نے بھیجا تھا یا جبرئیل علیہ السلام تھے یا آپ حضرت سلیمان تھے یا کوئی شخص مستجاب الدعوات تھا یا
فرشتہ تھا جو حضرت سلیمانؑ کا مددگار رہتا مگر تحقیق یہ ہے کہ قائل اس عبارت کے آصف بن برخیا وزیر سلیمان تھے اور
وہ اسم اعظم جانتے تھے جب اللہ تعالیٰ سے اس اسم کے ساتھہ دعا کرتے تھے تو دعا اون کی مقبول اور مستجاب
ہو جاتی تھی اونہون نے کہا مین لاتا ہون اوس کے تخت کو اتنی دیر مین کہ آپ آنکھہ نہ جھپکاوگے یا کسی طرف آپ نگاہ

Marfat.com

کرین اور ادہر آنکھ نہ پھیرنے پاوین حضرت سلیمانؑ کو یہ بات مستحیل معلوم ہوئی اور اس دعوی کا اون کے انکار کیا بلکہ
اونکو اجازت دی اور وہ تخت اپنی جگہہ سمیت زمین مین دہنسا اور طرفۃ العین مین حضرت سلیمانؑ کے سامنے زمین شق
ہوئی اور وہ برآمد ہوا اور وسیط مین لکہا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے اوس تخت کو وہان سے وہین ناپید کردیا
اور اون کے روبرو موجود کردیا ظاہر ہے کہ آصف پیغمبر نہ تہے تو یہ بات کرامت ہوگی معجزات مین داخل
نہین ہوسکتی۔

کرامت کا حدیث سے ثبوت

صحیحین مین مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھولے مین تین بچون نے کلام کیا ہے ایک حضرت عیسی
بن مریم نے دوسرے ایک لڑکے نے جریج ناسک کے عہد مین تیسرے ایک بچہ نے اور جریج ایک عابد کا نام ہے
کہ قوم بنی اسرائیل مین سے تہا ایک دن وہ اپنے عبادت خانہ مین نماز پڑھ رہا تھا کہ اوسکی مان اوس سے ملنے کے لئے
آئی اور اوسکو اپنے پاس بلانے لگی جریج نے کہا اے پروردگار مین نماز پڑھتا ہون اور مان بلاتی ہے یہ کہہ کر پھر نماز
مین مشغول ہوگیا اوسکی مان نے دوبارہ آواز دی اور اوسنے وہی بات کہی مان نے تیسری بار پھر پکارا اور وہی جواب
پایا اور نماز مین جریج بدستور مصروف رہا اور مان سے ملاقات نکی اوسکی مان کو یہ امر بہت ناگوار گذرا اور اوس کے
حق مین بددعا کی کہ ای رب تو جریج کو نمارے جب تک اوسکی کسی فاحشہ عورت کے ہاتہہ سے رسوائی نہو جاے راوی
کہتا ہے کہ بنی اسرائیل مین جریج کی عبادت کا تذکرہ ہونے لگا اور اوس زمانہ مین بنی اسرائیل مین ایک عورت بدکار
تہی جسکے حسن کا شہرہ مثالون مین زبان زد تہا اوس نے لوگون سے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین اوس شخص کی آزمایش کرون
اس ارادہ سے وہ جریج کے پاس آئی وہ مرد باخدا اوسکی طرف مائل نہوا اور وہان ایک چرواہا بہی رہا کرتا تھا جو جریج کی
عبادتگاہ کے تلے رات کو سویا کرتا تہا جب اوس فاحشہ کی طرف جریج نے التفات نکیا تو اوس نے اوس چرواہے
سے بدکاری کی اور حمل رہگیا دن پورے ہوئے تو بچہ جنی لوگون سے بیان کیا کہ یہ بچہ جریج کے نطفہ سے ہے بنی اسرائیل
کو یہ بات ناگوار گذری جریج کا مکان توڑوالا اور بہت لعنت ملامت کی اور مارا جریج نے کہا کہ تم لوگون کا کیا حال
ہے اونہون نے کہا کہ تو نے اس عورت فاحشہ کے ساتہہ زنا کی ہے کہ اوسکے ایک لڑکا تجھسے پیدا ہوا اوس نے کہا
کہ تم اوس لڑکے کو میرے پاس لے آؤ وہ لوگ لڑکے کو لے آئے جریج نے کہا کہ اوسکو یہان تک ٹہراؤ کہ مین نماز
پڑھ لون لوگون نے اوسکو ٹہرایا اور جریج نے نماز پڑہی اور دعا مانگی پھر بچہ کے سامنے آکر اوسکے بدن مین انگلی
گڑو کر کہا کہ ای بچہ تیرا باپ کون ہے وہ بولا فلان چرواہا میرا باپ ہے یہ کرامت دیکھکر بنی اسرائیل اپنی فعل پر
بہت شرمندہ ہوے اور جریج سے معذرت کی اور کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہارا مکان عبادت سونے یا چاندی سے
بنوادین اوس نے کہا نہین بلکہ مٹی سے اوسکو بنادو جیسا کہ وہ تہا پس اونہون نے ایسا ہی تیار کرایا جیسا کہ سابق

Marfat.com

مین بنا ہوا تھا اور دوسرے لڑکے کا قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک عورت کے پاس ایک بچہ تھا وہ لڑکا
دودھ پلا رہی تھی کہ اتفاقاً ایک مرد سوار نہایت شکیل وجیہ خوش پوشاک ادہر سے گذرا وہ عورت بولی کہ
ای اللہ تو میرے بچہ کو مثل اسکی کردے بچہ نے اپنی ماں کی چھاتیان چھوڑدین اور کہا کہ ای اللہ میرے تو مجھے ایسا
نہ کرنا یہ کہکر دودھ پینے مین مشغول ہوا ابوہریرہؓ راوی اس حدیث کے کہتے تھے کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی جانب دیکھا تو آپ اوس لڑکے کی دودھ پینے کی کیفیت اپنے کلمہ کی انگلی منہ رکھکر اور اوسکو چوس کر دکھاتے تھے
پھر ادہر سے ایک عورت نکلی اور اوسکے ساتھ بہت سے آدمی تھے کہ اوسکو مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے زنا
اور چوری کی ہے اور وہ بھی کہتی تھی کہ حَسْبِیَ اللہ یعنی اللہ مجھکو کافی ہے یہ حال دیکھکر لڑکے کی ماں نے کہا
کہ ای اللہ تو میرے بچہ کو اسکی مثل نکرنا بچہ نے کہا کہ اے اللہ تو مجھکو ایسا ہی کرنا اوسوقت بچہ کی ماں نے اوس سے
کہا کہ جب ایک خوبصورت مرد نکلا تو مین نے دعا کی کہ اے اللہ تو میرے بیٹے کو اسکی مثل کرنا مگر تو کہتا ہی کہ ای اللہ
تو مجھکو مثل اسکی نکرنا بعد اوسکے ایک عورت نکلی اس حالت مین کہ لوگ اوسکو مارتے ہین اور کہتے ہین کہ تو نے چوری
اور زنا کی ہے مین نے دعا کی کہ اے اللہ میرے بیٹے کو مثل اسکی نکرنا اور تو نے کہا کہ اے اللہ تو مجھکو مثل اسکی کرنا لڑکے
نے کہا ہان سچ ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ وہ نوجوان ستمگار شریر آدمی تھا اسلئے مجھے بُرا معلوم ہوا کہ مین اوسکا
ہوجاؤن اور اوس عورت نے زنا کی تھی نہ چوری ناحق اوسکے اوپر بہتان رکھا گیا تھا اس لئے مین نے کہا
کہ ای اللہ تو مجھکو مثل اسکی کرنا یہ قصہ سار التفسیر کبیر اور فتوح الشام مین بھی موجود ہے اور مسلمؒ نے ابوہریرہؓ سے روایت
کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص جنگل کی زمین مین کھڑا تھا کہ ایک آواز ابر مین سُنی کہ
کوئی کہتا ہی کہ فلان شخص کے باغ کو پانی دے پھر ایک طرف ابر چلا اور اپنا پانی پتھرون کی زمین مین برسایا اور ایک
نالی نے اون نالیون مین سے وہ سارا پانی جمع کرلیا اور وہ شخص اوس بہتے ہوئے پانی کے پیچھے چلا تاکہ معلوم کرے کہ
جسکے باغ مین پانی پہنچتا ہے وہ کون ہی باغ مین پہونچا تو ایک آدمی کو کھڑا ہوا دیکھا کہ پانی کو بیلچے کے ساتھ پھیر رہا
تھا اس شخص نے اوس باغ والے کا نام دریافت کیا اوس نے اپنا نام بتایا جو اس شخص نے ابر مین سنا تھا پھر
باغ والے نے کہا کہ تم میرا نام کیون پوچھتے ہو جواب دیا کہ مینے ایک آواز اس ابر مین سُنی ہی جسکا یہ پانی ہی کہ وہ
آواز اس ابر سے کہتی تھی کہ فلان شخص کے باغ کو پانی دے پس تم اس باغ مین کیا بھلائی کیا کرتے ہو جسکی وجہ سے
اس بزرگی کے لائق ہوے باغ والے بیان کیا کہ جسقدر چیزین پیدا ہوتی ہین اون مین سے تہائی تو اللہ کی
راہ مین دیا کرتا ہون اور تہائی اپنے اور تمام عیال کے خرچ مین صرف کرتا ہون اور تہائی اس باغ مین لگاتا ہون
اور انسؓ سے بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ مین اور ترمذیؒ نے بھی روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
بہت سے پراگندہ بال غبار آلودہ صاحب دو پرانے کپڑون کے ہین کہ نہین پروا کیجاتی اون کی اور نہ اون کی طرف

التفات کیا جاتا ہے بسبب حقارت کے مگر وہ جب قسم کہاوین کہ خدا ایسا کریگا تو اونکو اللہ اوس قسم مین سچا کر دیتا ہے اور اوس کام کو کر دیتا ہے اور اس مطلب کی حدیث ابو ہریرہؓ سے صحیح مسلم مین بھی مروی ہے اور ابو ہریرہؓ سے صحیح مسلم و بخاری مین مروی ہی کہ حضرت نے فرمایا ایک شخص ایک گائی کو ہانکتا تھا جب تھک گیا تو اوسپر سوار ہوا گائے بولی کہ ہم سواری کے لئے نہین پیدا کئے گئے ہین بلکہ ہم کھیتی کے کام کے لئے پیدا کئے گئے ہین جو لوگ وہان موجود تھے بولے کہ سبحان اللہ گائے بولتی ہے حضرت نے فرمایا کہ مین اسپر ایمان لاتا ہون اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی ایمان لاتے ہین اور دونون اوس جگہ موجود نہ تھے اور مسلمؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کیا تم نے سُنا ہے کہ ایک شہر ایسا ہے کہ اوسکی ایک جانب جنگل ہے اور دوسری طرف دریا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہان سُنا ہی یارسول اللہ پھر فرمایا کہ قیامت برپا نہوگی یہان تک کہ اوس شہر والون کے ساتھ ستر ہزار آدمی اولاد اسحاقؑ مین سے جنگ کرینگے اور اولاد اسحاق جسوقت اس شہر کا محاصرہ کرینگی تو اوس شہر والون سے ہتیارون سے جنگ نہین کرینگی بلکہ کہینگی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو ایک جانب اوسکی گر جائیگی اور دوسری بار یہی کہینگی تو دوسری جانب منہدم ہو جائیگی اور تیسری بار کہنے سے رستہ اوس شہر مین داخل ہونے کو اون لوگون کے لئے ہو جاے گا اور وہ داخل ہو کر شہر کو لوٹ لین گے انتہیٰ بعض کے نزدیک مراد اس شہر سے قسطنطینہ ہی اور اسکا فتح ہونا بھی علامات قیامت سے ہے اور بعض کہتے ہین کہ قسطنطنیہ بہت سے کشت و خون کے بعد مفتوح ہوگا یہ کوئی اور شہر ہوگا جو محض تکبیر اور تہلیل اور کرامت سے فتح ہو جائیگا

آثار و حالات صحابہ و تابعین و اولیاے امت سے ثبوت

خلفاے راشدین اور صحابہ کی بہت سی کرامات کتب حدیث وغیرہ مین بالتفصیل مذکور ہین عبدالرحمن بن ابوبکرؓ سے صحیح بخاری و مسلم مین مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اصحاب صفہ کو کہانا کہلانے کی ترغیب کے لئے صحابہ سے فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو شخصون کا کہانا ہو تو وہ تیسرے کو لے جاوے اور جسکے پاس چار کا کہانا ہو تو پانچوین کو یا چھٹے کو لیجاوے پس حضرت ابوبکرؓ تین شخصون کو لاے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس کو لے گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے شب کا کہانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہایا پھر ٹھہرے رہے یہان تک کہ عشا کی نماز پڑہی گئی پھر رسول اللہ صلی اللہ کے گھر بیٹھکر کچھ رات گئے اپنے گھر کو آئے اون کی بی بی بولین کہ تم نے اتنی تاخیر کیون کی کہ مہمان انتظار کرتے رہے حضرت ابوبکرؓ بولے کہ کیا اونکو ابھی کہانا نہین کہلایا بی بی نے کہا کہ اونہون نے تمہارے بغیر کہانے سے انکار کیا حضرت ابوبکرؓ غصہ ہوئے اور قسم کہاکر کہا کہ مین اس کہانے کو ہرگز نہ کہاؤنگا پھر اون کی بی بی اور مہمانون نے بھی قسم کہاکر کہا کہ ہم نکہائینگے حضرت ابوبکرؓ پشیمان ہوے اور بولے کہ یہ غصہ اور قسم کہانی میری شیطان کے اغوا سے تھی پھر کہانا منگایا اور سب نے کہایا حدیث مین اس بیان کے بعد

Marfat.com

یہ عبارت ہی فجعلوا لا یرفعون لقمۃ الا ربت من اسفلھا اکثر منھا فقال لامراتہ یا اخت بنی فراس ما ھذا
قالت وقرۃ عینی انھا الان لاکثر منھا قبل ذلک بثلث مرار فاکلوا وبعث الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فذکر انہ اکل منھا یعنی ہوے ابوبکر اونکے مہمان جو لقمہ اوٹھاتے اوس کے نیچے کہانا بڑھ جاتا ابوبکر نے اپنی بی بی
سے کہا اے بہن ابوفراس کی یہ کیا عجیب بات ہے کہ کہانا بڑہتا جاتا ہے اونہون نے کہا کہ تم اپنی آنکہہ کی ٹہنڈک کی
سے کہا اے بہن ابوفراس کی یہ کیا عجیب بات ہے کہ کہانا بڑہتا جاتا ہے اونہون نے کہا کہ تم اپنی آنکہہ کی ٹہنڈک کی
کہ یہ کہانا پہلے سے اب سہ چند زیادہ ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور اونکی بی بی نے اور مہمانون نے اوسمین سے کہایا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہی بہیجا کہ اونہون نے بہی اوسکو کہایا اور امام مستغفری نے دلائل النبوۃ مین
جابر بن عبداللہ رض سے روایت کی ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی تہی کہ جب مین مرون تو
میری جنازے کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے دروازے پر لیجانا اور کواڑ مارنا اگر کہلجائین تو وہان دفن
کر دینا جابر رض کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر رض نے وفات پائی تو وہان اونکا جنازہ لیگئے اور قبر نبی کے دروازے کے کواڑ مارکر عرض
کی یا رسول اللہ یہ ابوبکر ہین اونہون نے آرزو کی تہی کہ مجھے حضور کے پاس دفن کرنا چاہیے پس دروازہ کہل گیا اور
آواز آئی کہ لے آو اونہین اور دفن کرو اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کسنے دروازہ کہولا اور کسنے آواز دی اور عمر رضی اللہ عنہ کی
بہت سی کرامات منقول ہین چنانچہ ایکبار مدینہ کے محلون مین آگ لگ گئی حضرت عمر رض نے ایک پرچہ پر یہ مضمون لکہکر کہ اے
آگ اللہ کے حکم سے ٹہنڈی ہوجا اوسمین ڈلوا دیا وہ فورًا بجہ گئی اور ایکبار قیصر روم کا سفیر اون کے پاس آیا اور مکان
دریافت کیا سفیر خیال کرتا تہا کہ اون کے رہنے کی عمارت نہایت عالی شان بادشاہون کی سی ہوگی لوگون نے بیان کیا
کہ وہ کہین جنگل مین دودھ دوہتے ہون گے وہ جنگل کو گیا تو دیکہا کہ حضرت عمر کے سر کے تلے درہ تکیہ کی جگہہ رکہا ہوا ہے
اور مٹی پر سو رہے ہین اس بات سے سفیر بہت متعجب ہوا اور دل مین سوچنے لگا کہ جس آدمی کے نام سے بادشاہان روی زمین
تہرّاتے ہین اور اوسکی دہشت سے اہل عالم کا زہرہ آب ہوتا ہے اوسکی یہ کیا حالت ہے اسوقت اکیلے سوگئے ہین بہتر
یہ ہے کہ انکو قتل کرکے قصہ پاک کیا جاے کہ آدمیون کو ان کے ہاتہہ سے مخلصی حاصل ہوجاے جب یہ ارادہ دل مین
مضبوط کرکے تلوار نکالی تو غیب سے دو شیر ظاہر ہوئے اور سفیر کی طرف حملہ کرکے جہپٹے وہ ڈر کر سہم گیا تلوار ہاتہہ سے
ڈالدی حضرت عمر بہی بیدار ہوگئے اور شیر غایب ہوگئے حال دریافت کیا تو سفیر نے سارا واقعہ بیان کیا اور اسلام
لے آیا اگرچہ یہ قصے اخبار احاد سے معلوم ہوئے ہین خبر متواتر کے ساتہہ منقول نہین مگر حضرت عمر کے صاحب کرامات
ہونے مین شک نہین اس لیے کہ یہ بات بالتواتر معلوم ہی کہ انہون نے کبہی زینت دنیا کی طرف میل نہین کیا
اور تکلفات اور خدم وحشم اور ہر طرح کے ٹہاٹ اور دبدبہ کے سامان سے احتراز رکہتے تہے اور پہر شرق سے
غرب تک ملک فتح کرلیا لاکہون آدمیون کو دین اسلام مین داخل کردیا بڑے بڑے شہنشاہون کی سلطنتین خاک
مین ملادین کتب تواریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کے عہد سے اسوقت تک کسی آدمی کے ہاتہہ سے

Marfat.com

ایسے مسلسل فتوحات ظہور مین نہین آئے پس باوجود اسکے کہ وہ نہایت بے تکلف تھے کیونکر ایسی فتوحات عظیم پر قادر ہوئے
سو یہ سب اونکی اعلیٰ درجہ کی کرامت ہی اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین رسول نہین
محدثین ہین اور عمر رضی اللہ عنہ اون مین سے ہین اس مضمون مین اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ علم غیب مین سے کچھ
حصہ اونکو بھی حاصل ہوتا ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب جہجاہا الغفاری نے اون کے ہاتھ
مین سے لاٹھی چھین کر اپنے زانو سے دبا کر توڑ ڈالی تو مرض آکلہ اوس کے زانو مین پیدا ہو گیا اور امام مستغفری نے اپنی
اسناد سے نافع سے اور اونہون نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جسدن حضرت عثمان شہید ہوئے اوس شب مین
آنحضرت کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ اے عثمان تم ہمارے پاس روزہ افطار کروگے چنانچہ اوسی دن وہ مارے گئے
اور حضرت علیؓ کی کرامات مین سے ایک یہہ کرامت منقول ہے کہ ایک غلام حبشی اون کے شیعون مین سے تھا اوسنے
کسی کی چوری کی پکڑا گیا حضرت علیؓ کے پاس اوسکو لائے اقرار کر لیا آپ نے اوسکا ہاتھہ کٹوا ڈالا جب وہ اپنے مکان کو
لوٹا تو راستے مین سلمان فارسیؓ اور ابن کرا ملے غلام سے ابن کرا بولے کہ تیرا ہاتھہ کسنے کٹوا ڈالا ہے اوس نے حضرت
علیؓ کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اونھون نے کٹوایا ہے ابن کرا بولے باوجودیکہ تیرا ہاتھہ اونہون نے کٹوا ڈالا تو اونکی
مدح کرتا ہے غلام بولا کس لئے تعریف نہ کرون کہ اونہون نے حق بات کی اور مجھے دوزخ کی آگ سے نجات دلائی
سلمانؓ نے یہ سارا ماجرا حضرت علیؓ کے آگے بیان کیا اونہون نے غلام کو بلا کر اور اوسکے کٹے ہوئے ہاتھہ کو جوڑ پر
رکھکر چادر سے چھپایا اور دعا شروع کی پس ایک آواز غیب سے ہوئی کہ چادر اوٹھاؤ جب وہ اوٹھائی تو وہ ہاتھہ
جڑا ہوا پایا۔ اور امام مستغفری نے اپنی اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک آدمی سے کوئی بات
پوچھی اوس نے جھوٹ بیان کیا آپ نے کہا تو نے جھوٹ بولا اوسنے کہا کہ مین نے جھوٹ نہین بولا جناب امیر نے
فرمایا اللہ سے دعا کرتا ہون کہ اگر تو نے جھوٹ بولا ہو تو اندھا ہو جاے اوسنے کہا ضرور ایسا کیجئے آپ نے
دعا کی وہ اندھا ہو گیا۔ اور خالد بن ولید کو خبر لگی کہ تمہارے لشکر مین لوگ شراب پیتے ہین وہ ایک رات تلاش کیلئے
سوار ہو کر خفیہ نکلے ایک آدمی گھوڑے پر سوار ملا جسکے پاس شراب کا مشکیزہ تھا پوچھا یہ کیا ہے کہا سرکہ ہی
خالدؓ نے کہا اللہ اوسکو سرکہ ہی کر دے وہ آدمی شراب لیکر دوستون کے پاس پہونچا اور بولا آج ایسی شراب
لایا ہون کہ اہل عرب نے کبھی آجتک نہ پی ہوگی جب اوسکو کھولا تو وہ حقیقت مین سرکہ ہی تھا لوگ بولے کہ
خدا کی قسم تم ہماری واسطے سرکہ لائے تھے اوس نے قسم کھا کر کہا کہ مین سرکہ نہین لایا تھا بلکہ یہ دعاے خالد کا
اثر ہے مولوی جامی نے شواہد النبوۃ مین اور شوکانیؒ نے قطر الولی مین بہت سی کرامات صحابہ کا تذکرہ کیا ہے اور
حکایات انکی کرامات کی ثقات کے ذریعہ سے نقل کی ہین اور اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کی کرامات کا ذکر بڑی
سند کے ساتھہ کیا ہے اور کتب صوفیہ مین بہت سی کرامات اولیاے سلف و خلف کی مذکور ہین خصوصاً بعضے اکابر

مشایخ سے مانند حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کرامات ایسی حد کثرت کو پہونچی ہین کہ بیشمار ہین چنانچہ اون کے زمانہ کے مشایخ سے منقول ہین کہ کرامتین آپ کی مانند ریشمہ مرواریدکی تہین کہ پے در پے صادر ہوتی تہین —

دلائل عقلی سے ثبوت

اور دلائل عقلی بھی وقوع کرامت پر بہت سی قایم ہین **دلیل اول** یہ ہے کہ بندہ اللہ کا ولی اور دوست ہے چنانچہ قرآن مین ہے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون سُن رکھو کہ جو لوگ دوست خدا کے ہین نہ ڈر ہے اوپر اور نہ وہ غم کھاوین اور اللہ بندے کا دوست ہے چنانچہ فرماتا ہے اللہ ولی الذین امنوا اللہ دوستدار ہے ایمان والون کا اور دوسری جگہ ہے وھو یتولی الصّٰلحین وہی دوستی کرتا ہے نیک بندون سے اور ایک جگہ ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ تمہارا دوست اللہ ہے اور اوسکا رسول ذٰلک بان اللہ مولی الذین امنوا یہ سبب اسکے ہے کہ اللہ رفیق اون لوگون کا ہے جو ایمان لاے تو ثابت ہوا کہ اللہ بندے کا دوست ہے اور بندہ اللہ کا دوست ہے اور نیز اللہ بندے کا حبیب ہے اور بندہ اللہ کا حبیب ہے جیسا کہ قرآن مین ہے والذین امنوا اشد حبا للہ ایمان والے زیادہ ہین محبت مین اللہ کی اور دوسری جگہ قرآن مین ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنے والے اور خوش آتے ہین پاک کرنے والے اور جبکہ یہ ثابت ہو چکا تو جو بندہ اپنی طاعت مین اس رتبہ کو پہونچ جاے گا کہ جو بات اللہ کی مرضی کے موافق ہے اوسے بجالاے اور جو خلاف مرضی ہے اوس سے پرہیزگار رہے تو کچھ بعید نہین ہے کہ اللہ تعالی وہی کرے جسکی خواہش اوسکے دلی کی ہو بلکہ اولی یہی ہے کہ اللہ تعالی ایسے بندے کی مرضی و خواہش پوری کرتا رہے اس لئے کہ بندہ باوجود اپنے ضعف و عجز کے جبکہ خدا کی فرمانبرداری مین کوتاہی نہین کرتا تو اللہ تعالی اپنی قدرت اور قوت کے ساتھ کیونکر اوسکے ارادے کو بیکار گی پورا نہ کرسکیگا اسی لئے قرآن مین فرماتا ہے اوفوا بعھدی اوف بعھدکم یعنی پورا کرو قرار میرا تو مین پورا کرون قرار تمہارا **دلیل دوم** یہ ہے کہ اگر کرامت محال ہو تو اسکا استحالہ یا اسوجہ سے ہوگا کہ اللہ تعالی ایسے کام کرنے پر قادر نہین ہے یا اسوجہ سے کہ مومن ایسے کام کی لیاقت نہین رکھتا اس لئے اللہ اوسے وہ عطا نہین کرتا پہلی صورت مین قدرت الہی مین عیب لگتا ہے اور یہ کفر ہے اور دوسری صورت باطل ہے اس لئے کہ اللہ کی ذات و صفات اور احکام و اسما کی معرفت اور اوسکی محبت و طاعت اور اوسکی حمد و توحید پر مواظبت اعلی و اشرف ہے اور مومن کی دعا سے بلا کا ٹلنا اور دشمن پر فتح پانا اور کسی بے زبان کا بولنا اوس سے کچھ مناسبت نہین رکھتا پس جبکہ اللہ تعالی نے مومن کو وہ اعلی النعمتین بلا سوال مرحمت کین تو وہ ادنی چیزون کو سوال کے وقت کیونکر عطا نہین کرسکتا ہے **دلیل سوم** یہ ہے کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ما تقرب الی عبدی

بشیٔ احب الی افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ
الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا یعنی میرے بندے نے
فرایض کے ذریعہ سے جو مجھکو بہت محبوب ہین میرا قرب حاصل کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کرتا
ہی یہان تک کہ مین بھی اوس بندے سے محبت کرنے لگتا ہون اور جبکہ مین اوس بندے سے محبت کرتا ہون تو مین
اوسکی شنوائی بن جاتا ہون جسکے ذریعہ سے وہ سُنتا ہے اور اوسکی نظر بن جاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکا
ہاتھہ ہوجاتا ہون جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پاؤن ہوجاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے یہ حدیث دلالت کرتی ہے
اس بات پر کہ ولی کے غضب مین سوائے اللہ کے اور کا حصہ باقی نہین رہتا اگر غیر کا حصہ باقی رہتا تو اللہ یہ نفرماتا
کہ مین اوسکی شنوائی اور بینائی اور ہاتھہ اور پاؤن بن جاتا ہون شوکانی نے قطر الولی مین کہا ہے کہ تقرب اللہ تعالیٰ
کی طرف صلوٰۃ نافلہ کے ذریعہ سے تمام وقتون مین عمدہ عبادات مین سے ہے مگر وہ اوقات مین ایسا نہین ہے
جو جتنی ان مین کثرت کرتا ہے اوسکو اوسی قدر اللہ کے ساتھہ تقرب حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے
اوسکو دوست رکھتا ہے۔ اور جبکہ یہ ثابت ہوگیا تو معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مقام بہت ہی برتر ہے اور بہتر ہے اس سے
کہ ولی کی دعا سے بلا ٹلجائے اور دشمنون پر فتح حاصل ہوجاے اور کوئی بے زبان باتین کرنے لگے جبکہ اللہ بندہ کو
اوس درجہ تک اپنی رحمت سے پہونچادے تو پھر کیا بعید ہے کہ اوسکی دعا سے بلا ٹالدے اور دشمنون کو مغلوب
کردے اور کسی بے زبان کے لئے زبان کھولدے ابن حجر نے صحیح بخاری مین کہا ہے کہ بعضے جہلا اہل ریاضت مین سے
اس حدیث کے ساتھہ استدلال وسند کرکے کہتے ہین القلب اذا کان محفوظا مع اللہ تعالیٰ کانت خواطرہ
معصومۃ عن الخطاء یعنی جبکہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھہ محفوظ ہوگیا تو سارے خطرات اوسکے خطا سے معصوم ہون گے
مگر اسکو اہل تحقیق رد کرتے ہین اور کہتے ہین لا یلتفت الی شیٔ من ذلک الا اذا وافق الکتاب والسنۃ والعصمۃ
انما ھی للانبیاء ومن عداھم قد یخطی فقد کان عمر رضی اللہ رأس المسلمین ومع ذلک کان ربما
رای الرای فیخبرہ بعض الصحابۃ بخلافہ فیرجع الیہ ویترک رایہ فمن ظن انہ یکتفی بما وقع فی خاطرہ
مما جاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فقد ارتکب اعظم الخطاء اما من بالغ منہم فقال حدثنی قلبی عن ربی
فھو اشد خطاء فانہ لا یأمن من ان یکون قلبہ انما حدثہ عن الشیطان واللہ المستعان انتھی کلام
الفتح یعنی ایسی باتون کی طرف التفات نکرنا چاہیے مگر جبکہ قرآن وحدیث کے ساتھہ موافق ہو اور عصمت ذات پاک
انبیا کے ساتھہ مخصوص ہے اور اون کے سوا اور تمام آدمی خطائین کرتے ہین دیکھو عمر رضی اللہ عنہ تمام مسلمانون کے سردار
تھے پھر بھی اکثر معاملات مین راے دیتے اور بعض صحابہ اون کی راے سے مخالفت کرتے تو وہ اپنی راے کی خطا
تسلیم کرلیتے اور اوس سے پھر جاتے پس جو کوئی یہ خیال کرے کہ میرے دل مین جو کچھہ آتا ہے وہ مجھے رسول علیہ السلام

کی خبر سے کفایت کرتا ہے تو یہ خطا پر ہے اور پھر جو انمین سے اتنا مبالغہ کرتا ہے کہ میرا دل جو کچھ بیان کرتا ہے وہ اللہ کیطرف سے بیان کرتا ہے تو یہ بہت بڑا خطا کار ہے اسکو کیا خبر ہے کہ جو کچھ اسکے دل نے بیان کیا ہے وہ شیطان کیطرف سے نہین ہے اس بات سے مامون رہنے کی کون سی صورت ہے۔ **دلیل چہارم** بخاری و مسلم مین جو ابوہریرہؓ سے حدیث قدسی مروی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جس نے ایذادی میرے ولی کو مین اوسکو خبردار کرتا ہون ساتھ لڑائی کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اولیاء اللہ کا ایسا درجہ ہے تو پھر کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی کرامت اون کے ہاتھ پر ظاہر کردے جیسے اون کی دعا سے بلا کا ٹلنا اور دشمنون پر فتح پانا اور کسی بیزبان کا بولنا اور کسی درندہ کا مسخر ہوجانا اور کھانا پانی اونہین غیب سے پہونچنا جو اوس درجہ سے بدرجہا اولیٰ کمتر ہے **دلیل پنجم** یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ جب کسی آدمی کو کوئی بادشاہ کسی کام کے ساتھ خصوصیت عطا کرتا ہے اور اوسکو اجازت دیتا ہے کہ ہمارے دربار مین حاضر ہوا کرے تو شک نہین کہ یہ شخص ایسے ایسے معاملات اور کارروائیون پر قادر ہوجاتا ہے جنپر وہ لوگ جو بادشاہ کی خدمت مین تقرب نہین رکھتے قادر نہین ہوسکتے بلکہ حق یہ ہے کہ قرب کا حاصل ہونا ہی مشکل ہے اور جب وہ حاصل ہوچکا تو پھر ایسے مناصب کے حصول مین دقت نہین ہوتی اور جبکہ خدای تعالیٰ کی جناب مین کہ وہ مالک الملوک ہے تقرب حاصل ہوا تو پھر یہ کیونکر ممکن نہین کہ صاحب تقرب کے ہاتھ سے کرامات اس عالم مین ظہور پائین باوجودیکہ اس عالم کے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے قرب اور معارف کے سامنے ہیچ ہین **دلیل ششم** ظاہر ہے کہ افعال روح سے صادر ہوتے ہین نہ بدن سے پس جب بندہ طاعت الٰہی پر مواظبت کرتا ہے تو وہ ایسے مقام پر پہونچ جاتا ہے جسکی نسبت اللہ ارشاد کرتا ہے کہ میری بینائی اور شنوائی اوسکی بینائی اور شنوائی اور میرا ہاتھ اور پاؤن اوسکا ہاتھ اور پاؤن ہوجاتا ہے اور جبکہ نور جلال الٰہی اوسکی بینائی بن جاتا ہے تو وہ نزدیک و دور کو دیکھ سکتا ہے اور جب یہ نور اوسکی شنوائی بن جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی بات سن سکتا ہے اور جبکہ یہ نور اوسکا ہاتھ ہوجاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان اور دور و نزدیک پر قدرت رکھتا ہے اور جبکہ یہ نور اوسکا پاؤن ہوجاتا ہے تو مسافت دور و دراز کو پل مارنے مین طے کرسکتا ہے **دلیل ہفتم** یہ دلیل مبنی ہے قوانین حکمت و فلسفہ پر تفصیل اسکی یہ ہے کہ جوہر روح جنس اجسام مین سے نہین ہے جسکے بگڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ وہ جواہر ملائکہ اور عالم آسمانی کی قسم سے ہے اور مبرا ہے خرابی اور بگڑنے سے مگر چونکہ روح بدن سے متعلق ہوجاتی ہے اور اوسکی تدبیر تصرف مین رہتی ہے اس لئے اپنی اصلی حالت کو بھول جاتی ہے اور بالکل بدن کے مشابہ ہوجاتی ہے اس لئے اوسکی قوت گھٹ جاتی ہے کہ کوئی مشکل کام اوس سے صادر نہین ہوسکتا پس جبکہ ریاضت کی وجہ سے معرفت و محبت الٰہی کی خوگیر ہوجاتی ہے اور بدن کی تدبیر و تصرف کی طرف سے توجہ اوسکی کم ہوجاتی ہے اور انوار ارواح مقدسہ آسمانی اوسمین چمکنے لگتے ہین تو اوسکو بھی

Marfat.com

ارواح آسمانی کی طرح قوت اس عالم کے اجسام مین تصرف کرنے کی پیدا ہو جاتی ہے اور نور معرفت صمدی
کی مدد سے ہیولاے عالم دنیا مین ہر طرحکا تصرف کر سکتی ہے اور اسی سے مراد کرامت ہی۔
شاہ ولی اللہ دہلوی نے حسن العقیدہ مین لکہا ہے کرامات الاولیاء وھم المومنون العارفون باللہ وصفات
المحسنون فی ایمانھم حق یعنی کرامات اولیا کی اور وہ لوگ ایمان لانے والے ہین پہچانتے ہین اللہ تعالی کو اور
اوسکی صفات کو احسان کرنے والے ہین اپنے ایمان مین حق ہے اور شاہ صاحب نے حجۃ البالغہ مین کہا ہے کہ کرامات
اولیا منجملہ اون امور کے ہے جو کتاب وسنت سے ظاہر ہوئے ہین اور پہر یہ کہا ہے کہ ہم ان سب امور پر کہ جن مین
کرامات اولیا بہی شامل ہی اللہ کی حجت کے بموجب ایمان لائے ہین اور ہمارے نزدیک دلائل معقول بہی اوسکی
شاہد ہین پس یہان سے ثابت ہوا کہ سید احمد خان نے جو اپنی تفسیر مین لکہا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے
کرامات اولیا سے انکار کیا ہے بالکل کذب وافترا ہے اصل یہ ہے کہ دو فرقے ہین ایک تو فرقہ نیچریہ جنمین سے
ہندوستان مین سید احمد خان سربرآوردہ ہین دوم فرقہ تہیوسوفٹ فرقہ نیچریہ کا تو یہ اعتقاد ہے کہ جملہ شرایع
اور مذہب لغو اور باطل اور محض تضیع اوقات ہے اور معجزات کرامات خوارق عادات سب غلط اور بے اصل ہین
اور بیوسرا فرقہ تہیوسوفٹ اسکا مطلب نیچریہ سے بہی زیادہ فریب دہی کا ہے یعنی یہ لوگ معجزات وکرامات کو برحق
اور صحیح مانتے ہین اور پہر ثابت کرتے ہین کہ ہر ایک آدمی مین یہ قوت خدا نے پیدا کی ہے جو خرق عادت کے
امور کر سکتی ہی اور جسقدر انبیا اور صاحبان اعجاز گذرے ہین سب اسی سر رشتہ کے ذریعہ سے خلایق کو دہوکا
دیتے تہے اور آپ کو موید من اللہ اور رسول اور نبی بیان کرتے تہے اب دیکہئے کہ یہ فرقہ بہ نسبت دہریہ اور نیچریہ کے
زیادہ تر ارباب ہدایت کا دشمن ہی اس لئے کہ دہریہ کا یہ قول کہ ہرگز کسی شخص سے خلاف عادت اور خلاف عقل
ظاہری کوئی فعل صادر نہین ہوتا اسکو تو شاید سچی سچی تاریخین اور لاکہون مشاہدات اور بچشم دیدا امور باطل بہی
کر دین اور یہ دشمن دوست نما جو سب کرامات کو مسلم مان کر پہر اونکی عظمت کو باطل کرنیکا ارادہ کرتے ہین انکی
فریب دہی پہلے فرقہ سے زیادہ ہے لیکن جو لوگ اپنے پچہلے علوم سے آراستہ ہین وہ خوب جانتے ہین کہ پچہلے زمانہ مین
بہی یہ دونون فرقے تہے اور ہمیشہ انکی ابطال اور ردہوا کی ہے کچہہ نئی بات نہین ہان جدید اوسی شخص کو معلوم ہوتی
ہی جسکو اپنے قدیم علوم سے بالکل اجنبیت ہی اہل اسلام کے علوم ایسے مضبوط اور مستحکم ہو چکے ہین کہ اون دونون فرقون
کے رد مین صدہا کتب موجود ہین۔ اور بہت سے ولی اللہ رحمہم اللہ ایسے بہی گذرے ہین کہ اون سے ایک کرامت بہی
صادر نہین ہوئی تو اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ وہ بزرگان طریقت ولی اللہ نہ تہے کیونکہ صدور کرامات ولی
ہونیکو شرط لازم نہین ہان البتہ استقامت علی الدین ولایت مین شرط ہے جیسا کہ تعریف ولی سے کہ اہل عقاید و
اہل تصوف لکہتے ہین سمجہا جاتا ہے الولی ھو العارف باللہ وصفاتہ ما یمکن لہ المواظب علی الطاعات المجتنب

Marfat.com

عن السیئات المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات انتہی ما فی شرح الفقہ الاکبر اس
عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ولی اوسے کہا کرتے ہین جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف ہو بقدر طاقت بشری
اور ولی کی نشانی یہ ہے کہ زہد اور تقویٰ اختیار کرے اور یاد حق مین ہمیشہ مشغول رہے خلاف طریقت وسنت نبوی
کے کوئی کام نکرے اور لذات وشہوات مین منہمک نرہے اعتماد اوسکا خدائے کریم پر ہو ماسوی اللہ سے بالکل قطع تعلق
کیا ہوا امید کسی طرح کی سوائے اوس ذات پاک کے دوسرے سے نرکھے عشق ومحبت نے اوسکے ظاہر وباطن مین بقدر
تفاوت مراتب سرایت کیا ہو پس ولی کے واسطے مواظبت علی الطاعات شرط ہے اور اسی مواظبت کو استقامت
عرف مین کہتے ہین اور بغیر اس استقامت کے ولی ہونا ممکن نہین پس طالب صادق کو چاہیے کہ طالب استقامت کا
رہے نہ طالب کرامت کا کیونکہ نفس خواہش کنندہ اور طالب کرامت کا ہے اور پروردگار تیرا تجھسے استقامت
طلب کرتا ہے جیساکہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین اصحاب طریقت ابو علی جرجانی سے نقل کرتے ہین کن طالبا
للاستقامۃ لا طالبا للکرامۃ فان نفسک متحرکۃ فی طلب الکرامۃ وربک یطلب منک الاستقامۃ
انتہی ما فی شرح فقہ الاکبر اور پھر اوسی کتاب مین شیخ شہاب الدین سہروردی سے نسبت عطا ہونے خرق
عادات یعنی کرامات کے جو بزرگون کو بعض اوقات مین فضلاً من اللہ ہوتی ہین لکھتے ہین کہ حکمت اس کرامات کے
عطا ہونے مین اور فائدہ اس خرق عادات کے صادر ہونے کا بزرگان موصوفین کو یہ تھا کہ اپنی اس خرق عادت
وکرامت کو آثار قدرت دیکھکر یقین زیادہ ہو اور عزم زہد پر اور ارادہ موجبات حرص وہوا سے خارج ہونے پر دنیا
مین قوی ہو اور عبارت اوسکی یہ ہے والحکمۃ فیہ ان یزداد بما یری من خوارق العادات واٰثار القدرۃ
یقینا فیقوی عزمہ علی الزہد فی الدنیا والخروج من دواعی الہوی اور یہ بھی یاد رہے کہ کرامت اولیا
اللہ کی حقیت اون کی زندگی مین ثابت ہے اور صدور کرامات کے بعد ممات کے حق ہونے مین کوئی معتبر روایت صراحۃً
کتاب فقہ وعقائد کی نظر سے نہین گذری باقی اشارۃً موافق تصریح شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اوس کی حقیت کی
بطلان سمجھی جاتی ہے کس لئے کہ اب صدور کرامات یعنی خرق عادات سے اون بزرگون کو کچھ فائدہ نہین کیونکہ وہ
بزرگان دین اس دار المحن اور دار الفراق سے دار العشرت اور دار الوصال کو پہونچے اب کوئی درجہ یقین کی زیادتی
کا باقی نہین رہا اور یہ جو اعتقاد بعض جہلا کا ہے کہ جو خرق عادت حالت حیات مین صادر ہوتی ہے خلاف اہل سنت
وجماعت کے ہے خصوصاً ہمارے فقہاے حنفیہ کے اصول کی بنا پر محض باطل ہے جیساکہ ماہر کتب عقائد وفقہ پر پوشیدہ
نہین ہے اور علم تصوف مین بھی ایسا ہی لکھتے ہین - امام نجم الدین عمر نسفی سے سوال ہوا کہ یہ جو حکایت ہے کہ کعبہ معظمہ
ایک ولی کی زیارت کو جاتا تھا یہ کہنا جائز ہے یا نہین - مفتی ثقلین نے جواب مین کہا کہ خرق عادت بطریق کرامت
کے اہل ولایت کے لئے اہل سنت کے نزدیک جائز ہے -

Marfat.com

کرامت کی قسمین

کرامت کی بہت سی قسمین ہین بعض جزئیات کرامت کی تفصیل ذیل مین ذکر کرتا ہون (۱) مسافت بعیدہ کا تھوڑی سی دیر مین طے کرنا نہر الفائق مین لکھا ہے کہ مسافت بعیدہ کا طے کرنا زمانہ قلیل مین کرامت مین داخل نہین شارح کہتا ہے لیکن شرح عقاید نسفی مین ملا سعد الدین تفتازانیؒ نے طے مسافت کو کرامت مین داخل کیا ہے امام نجم الدینؒ کی متابعت سے علامہ عبد البرؒ ابن شحنہ نے شرح وہبانیہ کی کتاب السیر مین اس قول کو منظوم کرکے پاس لکھا ہے ؎ ومن لولی قال طی مسافۃ + بجوز رجھول لثم بعض یکفر + اثباتھا فی کل ما کان خارقا عن النسفی النجم یروی وینصر + یعنی جو ولی کے واسطے طے مسافت کو جایز کہے وہ جاہل ہے پر بعض علما اسکو کافر کہتے ہین اور اثبات کرامت کا ہر امر خارق عادت مین خواہ طے مسافت ہو یا غیر اسکے نجم الدین نسفی سے منقول اور منصور ہے یعنی اس قول کی نصرت اور تائید امام محمدؒ کے اس قول سے ہے انا نومن بکرامات الاولیاء۔ ہم تصدیق کرتے ہین کرامات اولیا کی۔ شارح وہبانیہؒ کہتا ہے کہ طے مسافت بعیدہ کو زمانہ قلیل مین ولی کے لئے بعض علما جایز نہین کہتے اور اوسکے مجوز کو جاہل کہتے ہین اور بعضے کافر اسی طرح ظہور معجزات کبار کا مانند احیاے میت اور عصا کو سانپ کر ڈالنا اور انشقاق قمر اور انگلیون سے جوش مار کر پانی بہنا اور طعام قلیل مین جماعت کثیر کو سیر کر دینا بطریق کرامت کے ناجایز جانتے ہین اور حق یہ ہے کہ جو شخص مسافت بعیدہ کے قطع کرنیکا اور اون کاموں کا جو انسانون کی طاقت سے باہر ہین کرامت نہین جانتا بلکہ افعال شیطانیہ اور تصرفات ابلیسیہ مین سے تصور کرتا ہے وہ غلطی پر ہے اسلئے کہ جو شخص مجاب الدعوات ہے اوسکو خدا سے مسافت بعیدہ کا تھوڑی سی عرصہ مین قطع کرا دینے کا سوال کرنا اور ایک لحظہ مین دور و دراز شہر و نہین پہونچ جانے کی دعا کرنا ممتنع نہین اللہ تعالیٰ بڑا قادر ہے اوسکے نزدیک ایسے داعی کی دعا قبول کر لینا محال نہین ہے جس شخص نے حلیہ ابو نعیم اور صفوۃ الصفوۃ ابن جوزیؒ کو ملاحظہ کیا ہے اوسکے نزدیک اس بات کی صحت مین کلام نہین اور اجابت دعا کی سب سے بڑی کرامت ہے جسکو اللہ تعالیٰ اس کرامت کے ساتھہ ممتاز کرے وہ ہر کام کی بڑا ہو یا چھوٹا دعا کر سکتا ہے کتب حدیث و سیر مین اس قسم کے معاملات بہت سے موجود ہین اور انبیاے سابقین کی امتون مین بھی اولیاء اللہ بہت سے گذرے ہین اور اون سے ایسی کرامات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم تک پہونچے ہین اور تورات و انجیل و زبور مین بھی ایسی حکایتین موجود ہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون پر ہر طرح کا فضل کرتا ہے ہمکو یہ لایق نہین کہ کسی چیز کا انکار کرین جب تک شرع کے مخالف نہو ہان شرع کے خلاف ہو تو اسکو تسلیم نہ کرنا چاہیے اور صرف اسوجہ سے کہ ایسے عظیم الشان کاموں کا انسان ضعیف البنیان کے ہاتھہ سے سرانجام پانا کیسے ممکن ہو سکتا ہے کرامات سے انکار کرنا انصاف اور ادب کا خون بہانا ہے تمنے اکثر دیکھا

Marfat.com

ہوگا کہ اگر کسی بزدل کے سامنے کسی بہادر کے کارنامے بیان کئے جاتے ہین تو وہ اوسے بہت بعید جانتا ہے
اور وجہ اوسکی یہ ہوتی ہے کہ اوسکی طبیعت جو بزدل واقع ہوئی ہے وہ اک ادنیٰ سے شجاعت کی متحمل بھی نہین
ہوسکتی تو وہ پھر کیسے ایک سخت کام کو قبول کریگی اور اگر کسی کنجوس کے سامنے کسی فیاض کی فیضرسانی بیان کیجاوی
تو وہ بوجہ اسکے کہ اوسکی طبیعت کو لگاؤ اوس سے نہین ہوتا ضرور اوسے تعجب سے سنیگا اور قبول نہ کریگا اسی طرح
اور صنائع و بدائع کا حال ہی جو اوس سے نابلد ہوتا ہے وہ مشکل سے قبول کرتا ہے اور متعجب ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ
کی عنایات کو کسی مقام پر اپنے بندون کے ساتھ دریغ نہین ہے دیکھو بعضے بندون کو نبوت مرحمت کی اور
خلق کے اور اپنے درمیان مین پیغام رسان اور واسطہ بنایا اور بعضون کو سلطنت اور ملک عطا کیا اور تمام رعایا پر
تفوق عطا کیا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بچہ سلطان غیر شریف الاصل ہوتا ہے چنانچہ ملک مصر اور شام اور حرمین وغیرہ
شاہان چراکسہ کو دیا جو غلام تھے اور بازار مین بیچنے کے لئے حاضر کئے جایا کرتے تھے اور تھوڑے سے زمانہ کے بعد
اعلیٰ درجہ کے شہنشاہ بن گئے ایسے ہی بنی قلاوون کو کہ ترکون کے بادشاہی عطا کی اور بنی لوبہ کو کہ مچھلیان پکڑنے
والے کی اولاد تھے خلفاے عباسیہ اور رعایاے ممالک پر حکمران کیا ہندوستان جیسی عظیم الشان سلطنت کو بھی
تحت قدم غلامون کے رکھا تھا اور ہم انسان سے درگذر کرین کہ وہ اشرف المخلوقات ہی اور حیوانات کو دیکھین تو اونمین
یہی حالت جاری ہے جو شجاعت شیر کو دی ہی وہ اوسی ذی روح مین کب ہی اور یہ اللہ کی بڑی مہربانی اور عنایت
ہی اسی طرح کسی کو جثہ قوی دیا ہے کسی کو قوت بڑی عطا کی ہے کسی کو حسن صورت کے ساتھ آراستہ کیا ہے کسی کو ہوا مین
اوڑنا نصیب کیا ہے کسی کو پانی مین اوڑنے کی طاقت بخشی اور جو کوئی خداے تعالیٰ کی عنایات صحابہ کے حق
مین نظر غور سے ملاحظہ کرے تو اوسے پھر اولیا کی کسی بات مین تعجب نہ رہے جامیؒ نے شواہد النبوۃ مین اور شوکانی
نے قطر الولی مین پوری طور سے صحابہ کی کرامات کو بیان کیا ہے اور تابعین اور تبع تابعین وغیرہ کے خوارق کو ثقات کے
ذریعہ سے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے حاصل یہ ہے کہ جو کوئی خیر و شر قدر پر ایمان رکھتا ہے اور طاعات بجالاتا ہی
اور منہیات سے بچتا ہے اوس سے جو کوئی کرامت کی بات ظہور کرے اور شرع کے مخالف نہو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ
اللہ کی بخشش ہی انکار اسکا کسی مسلمان کو حلال نہین ہی اور جو کوئی اسکے برعکس ہو وہ ولی نہین ہی اور نہ اوسکی
ولایت رحمانی ہی بلکہ کرامت اوسکی تلبیس ابلیس ہی اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین اس لئے کہ بہت سے ایسے
آدمی ہوتے ہین کہ جن یا کوئی روح خبیث اونکی خدمت گذاری کرتی ہی اور اونکی خواہشات کو پورا کرتی ہی پس اس
باب مین میزان قرآن و حدیث ہین جو انکا متبع ہو وہ معتمد علیہ ہی اور جو انکی راہ پر نہین وہ شیطان کا نائب ہے
خلاصہ کلام یہ ہی کہ طے مسافت کرامت مین داخل ہی اور اوسکا معتقد جاہل یا کافر نہین اور شرح مسلم النبوت کے
تتمہ خاتمہ مین بحر العلوم نے لکھا ہے ابدال مین سے ایک بزرگ کا روم یا شام مین انتقال ہوا اوسکے جنازہ کی

نماز کے لئے قطب الوقت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الشریف ایک بانصف ساعت مین وہان
پہونچگئے اور آپ کا مقام زمین عراق مین تہا - امام البحر مین نے کہا ہے کہ قول پسندیدہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ
کہ خوارق عادت بطریق کرامت کے جایز ہین سوائے اوس امر کے جو بدلیل قطعی ممنوع الوقوع ہے جیسے قرآن کی
برابر دوسرا کلام ظاہر کرنا اور حق تعالیٰ نے ہمکو قرآن مین آصف ابن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام سی خبر دی
ہی جبکہ سلیمان علیہ السلام نے کہ وہ ملک شام مین تشریف رکہتے تہے چاہا کہ بلقیس کے تخت کو جو یمن مین تہا
اوس کے آنے سے پیشتر یہان حاضر کردیا جاے حق تعالیٰ کو منظور ہوا کہ آصف کا مرتبہ لوگون پر ظاہر ہوجاے
اور کرامات اولیا کے حق ہونے کا سب اعتراف کرنے لگین جب بلقیس نے اپنے ملک سے روانہ ہوکر
منزل بمنزل طے کرکے لشکر حضرت سلیمان سے ایک فرسنگ پر آکر قیام کیا اور حضرت سلیمان نے ملکہ کے
آنے کی خبر پائی تو اہل مجلس سی فرمایا کہ کون ہے تم مین سے ایسا جو بلقیس کے تخت کو اوسکے آنے سے پہلے
میری پاس لائے قال عفریت من الجن انا اٰتیک به قبل ان تقوم من مقامك ایک دیو عفریت نے
عرض کی کہ مین اوسکو اس سے پیشتر لاؤن گا جو حضور اس مقام سے اوٹھین اور حضرت سلیمان صبح سے زوال تک
مجلس حکم مین بیٹہتے تہے حضرت سلیمان نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اس سی بہی جلد پہونچے آصف بن برخیا جو وزیر
اعظم تہے اور اسم اعظم الہی جانتے تہے بولے انا اٰتیك به من قبل ان یرتد الیك طرفك مین اس سی پیشتر
لاؤنگا جو تم پلک مارو اور پہر آنکہہ کو کہولو چنانچہ آصف نے وہ تخت یکماہہ راہ سے لاکر حاضر کیا حضرت سلیمان
نے جب تخت بلقیس کا اپنے روبرو دیکہا تو فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے وہ مجہکو آزماتا ہے کہ مین شکر
کرتا ہون یا کفران نعمت اور چونکہ آصف پیغمبر نہ تہے اس لئے یہ معجزہ نہین کہلائیگا - پس یہ اون کی کرامت
ٹہری (۲) غیب سی کہانے پینے کی چیزون کا ظاہر ہونا اور کپڑا حاجت کے وقت غیب سے میسر آنا چنانچہ
حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین بی بی مریم کے حق مین فرمایا ہے جب بی بی مریم بڑی ہوئین تو بولین کہ مین مسجد کی
خدمت اور عبادت کے لائق ہون - حضرت زکریا اونکو مسجد مین لاے اور حجرہ بنایا کہ بغیر زینہ کے کوئی جا نہ سکتا تہا -
جب حضرت زکریا مسجد سے باہر جاتے تہے تو بی بی مریم زینہ کو اوپر کہینچ لیتی تہین اور وہ در کو مقفل کرجاتے
تہے فلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا یعنی جب حضرت زکریا آتے تو کہانا اون کے
پاس دیکہتے قال یا مریم انی لك هذا پوچہتے اے مریم یہ تیرے پاس کہان سے آیا وہ کہتین هو من
عند الله یعنی اللہ کے پاس سی (۳) پانی پر چلنا - تفسیر کبیر مین لکہا ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علاء بن حضرمی کو ایک لڑائی پر بہیجا رستے مین ایک گہری ندی ملی اونہون نے اللہ بزرگ کے نام کے ساتہہ دعا کی
اور پانی پر چلنے لگے - خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے حالات مین نفحات الانس مین لکہا ہے

Marfat.com

کہ شیخ الاسلام احمد جامؒ چشت کے رستے مین ایک دریا پر پہونچے جو بہرا ہوا جاتا تہا مریدون سے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر آنکھین بند کرو پس جسنے جلدی آنکھہ کہولدی اوس کے جوتے بہیگ گئے اور جس نے ذرا دیر سے کہولی اوس کے جوتے خشک رہے اور سب نے اپنے آپکو دوسرے کنارہ پر پایا اور اخبار الاخیار مین لکہا ہے کہ خواجہ حسین ناگوری (جو بہت بڑے عالم اور درویش کامل تہے اور اول روضہ خواجہ معین الدین چشتی پر اجمیر مین اونہین نے عمارت کی بناڈالی تہی) سماع کی حالت مین جنگل کیطرف نکل گئے اور ایک بہنگی جو اون کے ہاتہہ پر اسلام لایا تہا اور ایک قوال بہی اون کے پیچہے پیچہے ہولئے ناگور کے باہر ایک گہرا تالاب ہے خواجہ اوسی حالت مین اوس تالاب پر اس طرح چلنے لگے جیسے پانی پر چلتے ہین اور بہنگی اون کے پیچہے پیچہے اوس پانی پر چلنے لگا مگر قوال رک رہا۔ شیخ اکبر خضر علیہ السلام کے حالمین بیان کرتے ہین رأیت منہ ثلث اشیاء من خرق العوائد رأیت یمشی علی الماء وعلی الارض ورأیت یصلی فی الھواء یعنی مینے دیکہا کہ وہ دریا پر چلتے تہے اور مسافت بعید کو تہوڑی سے عرصہ مین طے کرتے تہے اور ہوا مین نماز پڑہتے تہے (۱۲) ہوا مین اوڑنا چنانچہ جب غزوہ موتہ مین زید شہید ہوئے تو اونکا علم جعفر بن ابی طالب نے اپنے ہاتہہ مین لیلیا کفار نے اون کے اتنے زخم پہونچاے کہ دونون ہاتہہ کٹ کر گر گئے حضرت جعفر صرف شانون سے مقاتلہ کرتے رہے یہان تک کہ روح نے بدن سے مفارقت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے حالات پر مطلع ہوکر فرمایا کہ جعفر شہید ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے اونہین جنت عطا کی اور دونون ہاتہون کی عوض دو پر دار بازو یاقوت سرخ کے دئے ہین تاکہ فضاے جنت مین اون سے اوڑتے پہرین یہ حدیث ترمذی اور حاکم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے اور ابن سعدؓ نے طبقات مین حضرت علی سے مرفوعاً روایت کی ہے اور طبرانی نے حسن سے روایت کیا ہے۔ بعضے علما نے اسکو ظاہر ہی پر حمل کیا ہے مگر محققین نے صفت ملکی اور قوت روحانی کے ساتہہ تاویل کی ہے اور حق یہ ہے کہ ہوا مین اوڑنے سے دنیا مین زندگی کی حالت مین اوڑنا مراد ہے نہ جنت مین مرجانے کے بعد اور جعفر کو جو یہ مرتبہ حاصل ہوا تہا وہ عالم عاقبت کا معاملہ ہے پس علامہ تفتازانی نے جو شرح عقاید نسفی مین والطیران فی الھواء کے تلے جعفر کے ساتہہ مثال دی ہے یہ بہت بیموقع ہے۔ جعفر کا لقب طیار اسوجہ سے مقرر نہین ہوا ہے کہ وہ دنیا مین اوڑتے پہرتے تہے کرامت کی وجہ سے بلکہ آنحضرت کے اس ارشاد کی وجہ سے اون کو طیار کہنے لگے ہین رأیت جعفرا یطیر فی الجنۃ مع الملائکۃ بجناحین۔ نفحات الانس مین لکہا ہے کہ ابوالخیر تینانی نے ابوعبداللہ بن جلاد کو دیکہا کہ ہوا مین بادل کے اندر اوڑتے جارہے ہین آواز دی کہ مینے پہچان لیا جواب دیا کہ تمنے نہین پہچانا۔ اور اخبار الاخیار مین لکہا ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کچہہ ارشاد کررہے تہے یکایک ہوا مین چند قدم اوڑ گئے اور کہا اے اسرائیلی ٹہہرو اور کلام محمدی سنتے جاؤ یہ کہکر اپنے مقام پر آئے تو اون سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا معاملہ تہا فرمایا ابوالعباس

Marfat.com

خضر ہماری مجلس سے گذر رہے تھے اور تیز جاتے تھے مین اونکے پاس گیا کہ ذرا تیز مت جاؤ اور کچھ کلام ہمارا سنتے جاؤ (۵) بیجان چیزون کا
کلام کرنا شیخ محی الدین فرماتے ہین کہ مین سنتا ہون کہ پتھر خدا کا ذکر کرتے ہین اور اللہ تعالی کی شان مین وہ
باتین کہتے ہین جو ہر ایک آدمی کی سمجھ مین نہین آسکتین اور صوفیہ کی یہی راے ہی کہ عالم سارا حی ناطق ہی یہانتک
کہ جمادات بھی مگر ظہور نطق سب مین موقوف ہی اعتدال مزاج انسان پر صاحب فتوحات نے اپنے پیر شیخ ابو عبد اللہ
غزالی سے نقل کیا ہی کہ اونہون نے کہا ایک دن مین اپنے پیر ابن عریف کے پاس سے اوٹھ کر جنگل کیطرف نکل گیا
اور پھرنے لگا جس درخت اور سبزہ کے پاس سے گذرتا وہ کہتا کہ مجھکو لے لے کہ فلان مرض اور فلان ضرر کو دفع
کرتا ہون مجھے اس حال سے حیرت ہوتی تھی اپنے پیر کے پاس لوٹ گیا اور سارا قصہ اون سے بیان کیا اونہون نے
فرمایا کہ ہم نے تمکو تو اسی وجہ سے توبہ کی تربیت کی تھی تم مین نفع و ضرر کیون موجود تھا جبکہ تم نے اونہون نے کہا
کہ ہم نافع اور ضار ہین ابو عبد اللہ نے کہا اے میرے پیشوا مینے توبہ کی ابن عریف نے کہا کہ خدا ے تعالی نے تمہارا امتحان
کیا ہی ورنہ مین تمکو بغیر خدا ے تعالی کے راہ نہین دکھا سکتا اور تمہاری توبہ کی صدق کی علامت یہ ہی کہ تم اوسجگہ پر
جاؤ اور وہ درخت و سبزہ تم سے کچھ نکہین ابو عبد اللہ کہتے ہین کہ مین پھرا وہ پھر گیا اور مجھسے کسی درخت و سبزہ نے
کچھ نکہا بیہقی اور ابو نعیم نے اپنے دلائل مین قیس سے روایت کی ہی کہ سلمان فارسی اور ابو درداء کے پاس ایک کاسہ تھا
کہ وہ حمد الہی کرتا تھا جسکو ان دونون صحابیون نے سنا اور بی بی فاطمہ سے مروی ہی کہ جب شب اول حضرت علی
میرے بستر پر آئے تو مین نے اپنے کانون سے سنا کہ زمین اون سے باتین کرتی تھی صبحکو مین نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بیان کی آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ تمہین بشارت ہو کہ حق تعالی نے تمہارے شوہر کو وہ رتبہ عطا کیا ہی کہ زمین اونسے
راز کہتی ہی اور جواد سپہر زمانہ آیندہ مین گذرے گا وہ بیان کرتی ہی اور حضرت علی سے ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہی
کہ اونہون نے کہا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مکہ مین تھا ہم مکہ کے بعض گرد و نواح مین نکلے حضرت کے سامنے کوئی
پہاڑ اور کوئی درخت نہ آیا مگر وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ ظاہر یہ ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اوسکو سنتے تھے
پس یہ حدیث معجزہ ہی نبی کے لیے اور کرامت ہے ولی کے لئے اور احتمال ہی کہ حضرت علی کو آنحضرت کے خبر دینے سے
معلوم ہوا ہو اور صحیح بخاری مین عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہی لقد کنا نسمع تسبیح الطعام وھو یوکل یعنی ہم تسبیح
کرنا طعام کا سنتے تھے اس حال مین کہ کھایا جاتا تھا شیخ نجیب سہروردی ایکبار بغداد کے بازار مین سے گذرے اور ایک
قصاب کی دوکان پر پہونچے بکری وہان لٹکتی تھی شیخ کھڑے ہوگئے اور کہا یہ بکری کہتی ہے مین مردہ ہون نہ کشتہ قصاب کے
غش آگیا جب افاقہ ہوا تو شیخ کی قول کی صحت کا اقرار کیا اور توبہ کرلی (۶) جانورون کا باتین کرنا اور وحشی درندونکا
مطیع و منقاد ہوجانا چنانچہ اصحاب کہف کے کتے نے بات چیت کی تھی اور بغوی نے شرح السنہ مین ابن منکدر سے
روایت کی ہی کہ سفینہ غلام آزاد کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملک روم مین لشکر کا راستہ بھول گیا تھا بافید کرگیا

تھے کافرون کے ہاتھ سے بھاگ کر لشکر اسلام کی تلاش مین چلے جاتے تھے ایک بڑا شیر ملا سفینہ نے کہا اے ابو الحارث
(یہ کنیت شیر کی ہے) مین رسول خدا کا مولی ہون اور سارا قصہ اپنی راہ بھولنے یا قید ہونے اور بھاگ آنیکا شیر سے کہا
شیر اون کے سامنے دُم ہلانے اور خوشامد کرنے لگا اور سفینہ کے پہلو مین یعنی برابر چلنے لگا جب شیر کوئی آواز خوفناک
سنتا تو اوسکی طرف قصد کرتا تاکہ دفع کرے پھر متوجہ ہوتا اور آتا اور سفینہ کے پہلو مین چلتا یعنی جیسے عادت رہبرون کی ہے
کہ خبرداری اور محافظت کرتے چلتے ہین یہان تک کہ سفینہ لشکر مین پہونچ گئے پھر شیر لوٹ گیا۔ اور شیخ فرید الدین
عطارؒ نے تذکرۃ الاولیا مین لکھا ہے کہ اویس قرنیؒ نے تین دن تک کچھ کھایا نہ پیا چوتھے روز اپنے روز مجرہ سے
باہر نکلے ایک دینار راہ مین پڑا ملا اوسے نہ اوٹھایا اس خیال سے کہ شاید کسیکا گر گیا ہو اور گھاس کھانیکا ارادہ کیا ایک
بکری ملی جسکے تھن مین گرم روٹی تھی بکری نے وہ روٹی اون کے سامنے رکھدی اویس نے پوچھا کہ یہ کسکی روٹی ہے
بکری نے کہا کہ مین بندۂ خدا ہون جسکے تم بھی بندے ہو جب روٹی اویس نے اوٹھالی تو وہ چلی گئی (۷) آئندہ کی
بلاؤن کو دفع کر دینا اور دشمنون کی مہمات کو سر کر لینا چنانچہ منقول ہے کہ ایکبار مدینہ مین زلزلہ آیا حضرت عمرؓ نے یہ
کھکر زمین پر دو مارا کہ ٹھہر جا وہ خدا کے حکم سے وہ ٹھہر گئی اور پھر مدت تک وہان زلزلہ واقع نہوا اور دارمی نے ابو الجوزاء
سے کہ تابعی مشہور ہے روایت کی ہے کہ ایکبار مدینہ مین بارش نہوئی اور سخت قحط واقع ہوا سب لوگ حضرت عائشہؓ کے
پاس آئے کہ دعا کرین اور تدبیر بتاوین آپ نے فرمایا کہ حضرت کی قبر سے کئی روشندان آسمان کی سمت کھولدو اور کوئی
چیز اون روشندانون اور آسمان کے درمیان حائل نرہے سب نے ایسا ہی کیا اتنا مینہ برسا کہ تمام زمین سیراب
ہو گئی اور گھاس خوب جم آئی عرب نے اوس سال کا نام سال فتق رکھدیا حضرت عائشہ کا تدبیر بتانا اور اوسکا اثر ہونا
اونکی کرامت ہے اور حقیقت مین یہ معجزہ ہے حضرت کا اس لئے کہ کرامتین سب اولیا کی معجزے ہین پیغمبر کے اسی قبیل سے
ہے دریاے نیل کا حضرت عمرؓ کے خط سے جاری ہو جانا یہ اجمالاً مفاتیح الغیب مین تفسیر سورۂ کہف مین نقل کیا ہے اور تفصیل
اسکی ابن جبانؒ نے بھی کتاب العظمۃ مین لکھی ہے کہ جب مصر پر مسلمانون کا تسلط ہو گیا اور عمرو عاص کے سپرد وہان کی
حکومت ہوئی تو ماہہاے حرام کے ایک مہینے مین باشندگان مصر جمع ہو کر عمرو عاص کے پاس آئے اور بیان کیا کہ دریاے
نیل کی قدیم سے یہ عادت ہے کہ جب گیارہوین اور بعضے بارہوین شب اس مہینے کی گذرتی ہے تو تمام پانی اوسکا خشک
ہو جاتا ہے اور جب تک ہم یہ نکرین کہ ایک کنواری لڑکی کو عمدہ عمدہ زیور اور کپڑے پہنا کر اوسمین نہ ڈالین وہ کسی طرح
جاری نہین ہوتا خشک پڑا رہتا ہے اس لئے ہم کسی کی لڑکی ایسی تلاش کر کے اوس کے ماں باپ کو بہت سا مال اسباب
دیکر راضی کرتے ہین اور بہرا سے تیار کر کے اوسمین ڈالدیتے ہین اوسکے گرتے ہی پانی جاری ہو جاتا ہے عمرو عاص نے
جواب دیا کہ ایسی باتین دین اسلام مین ناجایز ہین اور تمام بری باتین جو دین اسلام سے قبل جاری تھین اسلام
اون سب کو اوٹھا دیا ہے تمکو اس کام کی اجازت نہین دیسکتا جب وہ مدت گذر گئی تو واقعی دریاے نیل خشک ہو گیا

Marfat.com

اور تین ماہ تک یون ہی پڑا رہا یہان تک کہ باشندگان مصر ملک چھوڑنے لگے عمرو عاص نے جب یہ حالت دیکھی
تو تمام کیفیت سے حضرت عمرؓ کو مطلع کیا آپنے عمرو عاص کو جواب مین لکھا کہ تمنے اچھا کیا جو ایسی رسم مذموم جاری نکی
اور اپنے خط مین ایک رقعہ رکھدیا اور ہدایت کی کہ اوسکو نیل مین ڈالدیجیو اوس رقعہ مین یہ مضمون تہا کہ خدا کے بندے
عمر کی طرف سے دریائے نیل کو معلوم ہو کہ ہم رسوم جاہلیت کو ہرگز جاری نرکھینگے اگر تیرا بہنا تیری مرضی پر منحصر ہے تو
مت روان ہو اور اگر خدا کے حکم سے تجھمین روانی ہے تو ہم خدا سے التجا کرتے ہین کہ وہ تجھے جاری کردے تجھکو مناسب
ہے کہ اللہ کے حکم سے روان ہو جا اگر جاری نہوگا تو یاد رکھنا کہ خدائے تعالیٰ قہار ہے وہ تیرے جوش و خروش کو تمیں میں
کردیگا عمرو عاص نے وہ پرچہ نیل مین ڈالدیا دوسرے دن صبحکو دیکھا تو سولہ ہاتھہ اونچا اوسمین پانی جاری تہا اوسدن
سے یہ عادت مصریون مین سے موقوف ہوگئی اس قصہ کو ابو الشیخ نے بہی ابن لہیعہ عن قیس بن الحجاج کے طریق سے
روایت کیا ہے اور اسی قبیل سے ہے پینا خالد رضی اللہ عنہ کا زہر اور اوسکا ضرر نکرنا بلکہ اس کرامت کے ظہور سے
دشمنون نے مغلوب ہوکر صلح کرلی تہی تفصیل اسکی یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ مین خالد بن الولید کو
دس ہزار سوار جرار ہمراہ دیکر حیرہ کے فتح کرنیکے لئے بہیجا اہل حیرہ نے ایک مرد پیر کو کہ نام اوسکا عبد المسیح اور زبان
اوسکی فصیح تہی اپنی طرف سے ایلچی بناکر گفتگوے صلح کیلئے خالد کے پاس بہیجا اور سم الساعہ یعنی وہ زہر کہ جسکے کہانے
سے ایکساعت مین آدمی مرجاے اوسے دیدیا کہ یہ خالد کو کسی ترکیب سے کہلادے عبد المسیح خالد کے پاس آیا
خالد کی نظر اوس زہر کی پڑیا پر پڑگئی پوچہا کہ یہ کیا ہے جوابدیا کہ زہر ہے اور اوسکو مینے اپنے پاس اسلیئے رکہا ہے کہ اگر میری
بات تمہاری حضور مین مقبول نہوگی تو مین قوم کی شرم سے اسکو کہاکر مر رہونگا خالد نے اوسکے ہاتھہ سے وہ زہر لیکر بسم اللہ
وباللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء پڑہکر نوش کرلیا اوسکی کچہہ بہی
اثر نکیا عبد المسیح متحیر ہوکر اپنی قوم مین واپس آگیا اور اون سے کہا کہ اے بارہ ان لوگون سے جلد صلح کرلو یہ لوگ کسی کے قابو
مین نہین آنیکے چنانچہ صلح ہوگئی اور خالد نے جزیہ اونکے ذمہ مقرر کیا اور عبد المسیح نے دین محمدی اختیار کیا۔ یہ بیان ابو
یعلی موصلی نے مسند مین اور ابو نعیم نے دلائل مین لکہا ہے اور بہیقی وغیرہ نے بہی ذکر کیا ہے اور صحیح بخاری اور مسلم
مین عروہ بن زبیرؓ سے منقول ہے کہ سعید بن زید بن عمر بن نفیل پر ارویٰ دختر اوس نے مروان کے اجلاس مین دعوی کیا
کہ میری کچہہ زمین دبالی ہے سعید نے انکار کیا اور کہا کہ مین کبہی ایسا نکرونگا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سُنا ہے کہ جو شخص ایک بالشت کسی کی زمین دبالیگا اللہ تعالیٰ قیامت کو اوسکی گردن مین اوسقدر زمین کا سات
طبقات تک طوق ڈالیگا۔ مروان نے اون کے قول کی تصدیق کی اور سعید نے اوس عورت کے حق مین بددعا
کی کہ اللہ تو اوسکو اس جہوٹے دعوے کی سزا مین نابینا کردے اور اوسی زمین مین اوسے ہلاک کر چنانچہ وہ نابینا
ہوکر اوسی زمین مین ایک گڑہے مین گرکر مرگئی (۸) خرق عادت کی ایک قسم کشف ہے اور یہ دو طور پر ہوا کرتا

کشف کونی کہ جو موجودات نظر سے غائب ہین اونپر مطلع ہوجانا چنانچہ بیہقی نے دلائل النبوۃ مین ابن عمرؓ سے روایت کی ہے ان ابن عمر بعث جیشا و امر علیہم رجلا یدعی ساریۃ فبینما یخطب فجعل یصیح یا ساری الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المومنین لقینا عدونا فہزمونا فاذا الصائح یصیح یا ساری الجبل فاسندنا ظہورنا الی الجبل فہزمہم اللہ تعالی یعنی حضرت عمر نے ایک لشکر نہاوند کی طرف بھیجا اور اوسکا سردار ساریہ کو مقرر کیا ایک دن حضرت عمر مسجد مین خطبہ پڑھ رہے تہے اسی حالت مین پکار کر کہتے تہے اے ساریہ پہاڑ کی پناہ پکڑو یعنی اوسکو اپنی پشت کے پیچھے کرلو لوگون نے تعجب کیا بعد اسکے ساریہ کے لشکر مین سے ایک قاصد آیا اور اوس نے بیان کیا اے امیر المومنین ہمسے دشمنون کا مقابلہ ہوا اونہون نے ہمکو شکست دی کہ یکایک ہمنے یہ آواز زور کی سنی کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ پکڑو ہمنے اپنی پشتین پہاڑ کی طرف کین اور اونکو خدای تعالی نے شکست دی آمین حضرت عمر کی کئی کرامتین ہوئین **ایک** تو نظر آنا اوس معرکہ کا مدینہ سے جو مدینہ سے ایکماہ کی راہ ہے اور مقصد الاقصی مین لکہا ہے کہ مدینہ اور لشکر گاہ ساریہ کے درمیان مین تین سو فرسنگ یعنی نو سو میل کا فاصلہ تہا۔ **دوسرے** پہونچنا اونکی آواز کا اور اوسکو سننا تمام لشکر کا **تیسرے** فتحیاب ہونا لشکر اسلام کا اونکی برکت سے اس حالکو واقدی اور لالکائی اور دیرعاقولی اور ابن اعرابی اور ابن عجر اور ابن مردویہ اور حافظ قطرب حلبی وغیرہ نے بہی کئی طریقون سے لکہا ہے **دوسری** کشف الہی اوسے کہتے ہین کہ سالک طریق مین اپنے اور دوسرے سالکون کے حالات معلوم کرلینا اور یہ ظاہر ہوجانا کہ کسکا کس قدر اللہ کے ساتہہ قرب ہے اور ذات و صفات الہی کے علوم کو عالم مثال مین نظر کشفی سے دیکہنا بہی اسی قبیل سے ہے (۹) تاثیر بہی خرق عادت کے قبیل سے ہے اور اوسکی دو صورتین ہین **ایک** تو مرید کے دل مین تاثیر کرے اور اوسکے باطن کو اللہ کی طرف جذب کرے **دوسری** عالم دنیا مین تاثیر کرے کہ اللہ تعالی اوسکی دعا کے موافق ظہور مین لے آوے (۱۰) کسی پوشیدہ بات کا ظاہر اور ظاہر کا پوشیدہ کردینا (۱۱) ایک وقت مین مختلف مقامون مین ظاہر ہونا (۱۲) ایسی طاقت کا ظاہر کرنا جو قوت بشری سے باہر ہو جیسے کسی بڑے سے درخت کا ایک ٹہوکر مین جڑ سے اوکہیڑ ڈالنا اور دیوار پر ہاتہہ مارے سے اوسکا پہٹ جانا (۱۲) انگلی سے کسی درخت اور قلعہ کی طرف اشارہ کرنا تو اوسکا ٹوٹ جانا اور کسیکے سر کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا تو اوسکا دہڑ سے جدا ہوجانا اور اسکے سوا اور بہت سی باتین ہین کہ وہ خرق عادت کے قبیل سے ہین۔ بخاری مین انس رضؓ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کہ دونون صحابی جلیل القدر ہین پیغمبر خدا کے پاس اپنی کسی حاجت مین باتین کر رہے تہے یہان تک کہ رات زیادہ چلی گئی اور نہایت اندہیری رات تہی پہر وہ دونون آنحضرت کے پاس سے باہر نکلے اور اپنے گہر کی طرف چلے اور ہر ایک کے ہاتہہ مین ایک لاٹہی تہی اونمین سے ایک کی لاٹہی روشن ہوگئی اور وہ دونون اوس روشنی مین چلنے لگے جب ایسی جگہہ پہونچے کہ وہان سے ایک کے گہر کو راہ

جدہی جاتی تہی تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور وہ دونون اوسی روشنی مین اپنے اپنے گھر پہونچگئے اور بخاری نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ اُحد مین ایک رات میرے باپ نے مجھکو بلا کر کہا کہ مین گمان کرتا ہون کہ مین آنحضرت کے اصحاب مین اون لوگون سے پیشتر مارا جاؤنگا جو دشمنون کے ہاتھون سے مقتول ہونگے اور مین اپنے بعد ایسا کسی کو نہین چھوڑتا جو میرے نزدیک تم سے زیادہ عزیز ہو سوے ذات آنحضرت کے کہ وہ میری جان سے بھی عزیز ہین اور مجھپر بہت سا قرض ہے وہ میرے بعد تم ادا کر دینا اور اپنی بہنون کے حق مین بھی میری وصیت قبول کرو صبح ہوئی تو وہی سب سے اول قتل کئے گئے اور دارمی نے سعید بن عبد العزیزؒ سے روایت کی ہے کہ جب یزید بن معویہ نے مدینہ پر لشکر بھیجا اور اوس نے حرہ کی جانب سے حملہ کیا اور تین روز تک مسجد نبوی مین اذان نہوئی اور نہ کوئی نماز کے لئے وہان آسکتا تھا سعید بن مسیب اوسمین سے نہین نکلے نماز کا وقت وہ اسطرح پہچانتے تہے کہ اوس حجرہ مین سے جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تہی گلا گھوٹنے کی آواز سنتے تہے اور اکبار حضرت عمر نے لشکر ایک ملک کے فتح کرنیکے لئے بھیجا کچھ عرصہ کے بعد ایک روز پکار کر کہا لبیک لبیک لوگون نے سنکر تعجب کیا اور کسی کو اصل حال معلوم نہوا کہ یہ الفاظ کہنے کا کیا سبب ہے جب وہ لشکر مدینہ کو لوٹا تو امیر لشکر نے آپکے سامنے اپنی کل فتوحات بیان کرنا شروع کین آپنے کہا کہ ان باتونکو تو چھوڑ دو اوس آدمی کا حال بیان کرو جسکو جبرًا پانی مین گھسایا تہا امیر لشکر نے قسم کہا کر کہا کہ مجھے اوس سے کوئی عناد نہ تہا دریا کے کنارے پہونچے تہے اور پانی کا حال معلوم نہ تہا کہ کتنا گہرا ہے اوس سے کہا کہ تو اسمین جاکر دیکھ کہ اترنے کے قابل ہے یا نہین ہوا سرد چل رہی تہی اوسکو جب بہت سردی لگی، تو چلا کر کہنے لگا واعمراہ (ای عمر فریاد کو پہونچو) اور شدت سردی کی وجہ سے مرگیا جب لوگون نے یہ قصہ سنا تو معلوم ہوا کہ لبیک اسکے جواب مین تہی حضرت عمر کو اوس آدمی کی ہلاکت کا حال سنکر کمال افسوس ہوا اور امیر لشکر پر بہت خفا ہوے اور خون بہا متوفی کا دلوایا۔

معتزلہ کے کرامت کے وقوع پر شبہات

معتزلہ اس بات پر جمے ہوئے ہین کہ ظہور کرامت اولیا سے بعید ہے اور اپنے قول کی تائید مین وہ ظہور کرامات اولیا پر کئی طرح شبہے بیان کرتے ہین **شبہ اول** اولیا سے خرق عادت کے وقوع مین معجزہ کے ساتھہ اشتباہ ہوگا پہر اس صورت مین نبی اور غیر نبی مین تمیز کرنا مشکل ہوجاے گا حالانکہ اللہ تعالی نے خرق عادت کے ظہور کو نبوت کی علامت و دلیل بنایا ہے پس جب غیر نبی سے بہی یہ امر واقع ہونے لگے گا تو خرق عادت نبوت کی دلیل نرہیگی تو لازم ہی کہ خرق عادت غیر انبیا کو عطا نہو جیسے کوئی عمدہ کام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اس فن کے عالم کے ہاتھ سے ظہور مین آیا ہے اور ممکن نہین کہ غیر عالم بہی ویسا کام کرسکے اور **جواب** اسکا یہ ہے کہ جب کوئی امر خارق عادت کسی صاحب ولایت سے ظاہر ہو تو اوسکا نام کرامت ہوتا ہے اور جب کسی پیغمبر سے ایسا فعل ظہور مین آتا ہے تو اوسے معجزہ کہا کرتے ہین اور کرامت اولیا بہی درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اس لیے کہ وہ ولی آپکی

امت مین ہی ہے اور آپ کے معجزے انواع قسم کے ہین جو بعثت کے پہلے وقوع مین آئے اونکو ارہاصات کہتے ہین
اور اکثر آپکی حیات مین ظاہر ہوئے اور اکثر آپ کی رحلت کے بعد آپ کی امت کے اولیا اللہ سے ظاہر ہوئے
اور ظاہر ہوتے ہین کیونکہ کرامت جس سے وقوع مین آتی ہے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص ولی ہی اور کوئی شخص ولی
نہین ہو سکتا جب تک اپنے دین مین ثابت نہو اور دینداری اوسکی یہ ہی کہ اپنے رسول کی رسالت کا مقر ہو دل
اور زبان دونون سے اگر ایسا نہوگا تو وہ ولی نہوگا اور جو کچھہ اوس سے صادر ہوا ہے داخل استدراج مین سمجھا جائیگا
جیسے قرآن مین مکر اللہ اور کید اور املا اور اہلاک کے ساتھہ بھی تعبیر کیا ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ کرامت مین معجزہ کے
ساتھہ کچھہ التباس نہین یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ کرامت اور معجزہ دونون خارق عادت ہین تو کرامت اور معجزہ مین
کیا فرق ہی اس لئے کہ معجزہ دعوی پیغمبری کے بعد ہوتا ہے اور ادعاے رسالت سے ولی فورًا کافر ہوتا ہے پھر کرامت
کہان بلکہ وہ استدراج ہے چنانچہ اگر فرعون پانی کو حکم دیتا کہ پہاڑ پر چڑھ جا تو وہ چڑھ جایا کرتا اور اگر دریاے نیل کو
حکم دیتا تو اوسکا پانی گز دن بلند ہو جایا کرتا اور اگر اوسکا کوچ کہین ہوتا تو نیل کا پانی بھی اوسکے ساتھہ ساتھہ چلتا
اور جب وہ ٹہر جاتا تو وہ پانی بھی رک جاتا پس ایسی باتین فرعون کی کرامت نہ کہلائینگی اگرچہ اوسکی قوم کو یہی
دہوکا تہا کہ یہ سارا معاملہ فرعون کی محض قدرت اور اعجاز کی وجہ سے ہے حالانکہ یہ تمام باتین مکر الہی تہین اور اسی
سے اوسکا اور اوسکی قوم کا کفر بڑہتا جاتا تہا اور ایمان سے دور ہو جاتے تہے اسی لئے شیخ الاسلام احمد جامی
نے اپنی ایک تصنیف مین لکہا ہے کہ اگر کسی آدمی کو دیکہو کہ وہ پانی پر سجادہ بچہا کر نماز ادا کرتا ہے یا ہوا مین عبادت
کر رہا ہی مگر شریعت کا پابند نہین ہی تو اوسکی یہ سب باتین شیطانی سمجہنا نہ رحمانی **دوسرا جواب** یہ ہی
کہ خارق عادت کام جس سے ظہور مین آتا ہے تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ آدمی گناہون سے پاک اور بے لوث ہے
پھر اگر خارق عادت کا ظہور مدعی رسالت کے ہاتہہ پر ہو تو وہ معجزہ ہے اور اگر مدعی ولایت کے ہاتہہ پر ہو تو کرامت ہی
ولایت کی تصدیق کریگا **تیسرے** جب نبی دعوی معجزہ کا کرتا ہی تو وہ بالضرور ظہور مین آجاتا ہے اس لئے
اوسپر یقین کرنا واجب ہی اور ولی دعوی کرامت کرتا ہے تو اوسپر وثوق نہین ہوتا اس لئے کہ کرامت کا ظہور
واجب نہین ہے کہ بالضرور ولی سے وہ صادر ہو جائے **چوتھے** معجزہ کا معارضہ ممکن نہین اور کرامت کا معارضہ ممکن ہی
پانچوین خرق عادت دلیل ہے صدق دعوی کی تو جب مدعی نبوت کے ہاتہہ پر واقع ہوگا تو اوسکے نبی ہونیکی
صداقت کریگا اور اگر مدعی ولایت کے ہاتہہ سے واقع ہوگا تو اوسکے ولی ہونے کی صداقت کریگا پھر غیر ولی کو
خرق عادت حاصل ہونے مین نبوت کا کیا نقصان ہے یہ جوابات اون لوگون کی راے کے مطابق ہین جن کے
نزدیک ولی کو اپنی ولایت کا دعوی کرنا جایز ہے اور جن علما کی راے یہ ہے کہ نبوت کے ساتھہ دعوی نبوت کا
شامل ہونا مشروط ہے بخلاف ولایت کے کہ اوسکا دعوی جایز نہین اون کے نزدیک معجزہ اور کرامت مین یہ

Marfat.com

فرق ہے کہ معجزہ دعوی نبوت کے بعد ہوتا ہے اور کرامت کے قبل ولایت کا دعوی نہین ہوتا اسوجہ سے کہ انبیا خلق کو کفر سے ایمان کی طرف دعوت کرنے کے لئے مامور ہین پس وہ معجزہ اس لئے ظاہر کرتے ہین کہ ہمکو دعوی نبوت مین سچا جان کر ایمان لائین دعوی نبوت سے اونکی غرض خلق کی رہبری ہوتی ہے نہ اپنی تعظیم و توقیر سو یہ دعوی صرف اس غرض سے کرتے ہین کہ لوگ ہمسے جاہل نہ رہین کہ یہ جہالت اون کی گمراہی اور ایمان سے محرومی کا باعث ہوگا پس اسمین بجز خلق پر اظہار شفقت اور مہربانی کے ان کا ذاتی کوئی نفع نہین اور ولی کی ولایت سے اگر کوئی غافل رہے تو اوسپر کفر عائد نہوگا اور نہ اوسکی واقفیت موجب ایمان ہے اور جب یہ بات ہے تو ولی کی غرض دعوی ولایت سے یہی ہوگی کہ وہ اپنی تعظیم قائم کرے اور اپنا بڑا آدمی ہونا ظاہر کرے ورنہ جبکہ ولایت مفید خلق نہین تو اوسکا دعوی کرنا کیا ضرور ہے اور جس چیز مین خواہش نفسانی کو دخل ہو اوسکا اظہار جائز نہین خلاصہ یہ ہے کہ کرامت کا ظہور معجزہ کے منافی نہین ہو سکتا کیونکہ اوس کے قبل دعوی ولایت نہین ہوتا اور اسکے قبل نبوت کا دعوی شرط ہے اسی لئے بعض علمایون کہتے ہین کہ صاحب معجزہ اپنے معجزہ کے اظہار کے لئے مامور ہوتا ہے بخلاف ولی کے کہ اوس کے واسطے اخفا لازم ہے **شبہ دوم** یہ ہے کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے کہا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ یعنی میرے بندے نے فرایض کے ساتھہ جو مجھکو بہت محبوب ہین میرا قرب حاصل کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنا تقرب بندے کو ادائے فرایض کے ساتھہ حاصل ہوتا ہے اتنا نوافل کے ادا کرنے سے حاصل نہین ہوتا اور ظاہر ہے کہ فرایض کے بعد جو کچھہ ریاضت اولیا کرتے ہین وہ سب نوافل ہین داخل ہے حالانکہ فرایض ادا کرکے تقرب پانے والے کو تو کرامت حاصل ہوتی نہین جنہین نوافل سے قرب حاصل ہوگا اونہین کرامت کب حاصل ہوگی۔ **جواب** یہ تو مسلم ہے کہ فرایض سے جو قرب حاصل ہوتا ہے وہ اعلی ہے قرب نوافل سے تو جو شخص صرف فرایض پر اقتصار کرکے قرب الہی حاصل کرتا ہے اسکے قرب کی بہ نسبت اوس شخص کا قرب اعلی و کامل ہوگا جو دونون کو ادا کرکے حاصل کرے اور بے شک ولی جب ہی بنتا ہے جو فرایض و نوافل کی بجا آوری مین سرگرم رہے اور جسکو اللہ تعالی کی جناب کے ساتھہ زیادہ تقرب ہوگا اوسکو ضرور کرامت حاصل ہوگی **شبہ سوم** اللہ تعالی فرماتا ہے تحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس یعنی اوٹھالے چلتے ہین بوجھہ تمہارے اون شہرون تک کہ نہ پہونچتے وہان مگر جان توڑکر تب کہنا کہ ولی مسافت دور و دراز کو ایک ذرا دیر مین طے کرلیتا ہے ناجائز ہے اس لئے کہ آیت مذکور پر طعن لازم آتا ہے اور نیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تو کئی دن مین اتنے سے رستے کو بڑے تعب کے ساتھہ طے کیا تو اس بات پر کیون کر یقین آسکتا ہے کہ ولی

اپنے شہر سے ایک دن مین بلکہ آن واحد مین مقام حج مین پہونچ جاتا ہی **جواب** یہ آیت خاص سفر متعارف کے باب مین آئی ہے اور کرامت جو ہے وہ احوال نادرات مین سے ہے تو اس آیت کے عموم سے مستثنے ہوگی

شبہ چہارم اگر ولی صاحب کرامت کسی آدمی پر اپنا ایک روپیہ قرض ہونیکا دعوی کرے تو مفتی اوس سے گواہ طلب کریگا یا نہین اگر طلب کریگا تو یہ عبث ہوگا اس لئے کہ اوسکے ہاتھ سے ظہور کرامت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اپنے دعوی مین جھوٹا نہین ہے کیونکہ جس سے کرامت صادر ہوتی ہی وہ جھوٹا نہین ہوتا ہی اور دلیل قاطع کے موجود ہوتے دلیل ظنی طلب کرنا محض بیکار ہے اور اگر گواہ طلب نہ کریگا تو پیغمبر خدا کے اقوال کا خلاف لازم آئیگا چنانچہ ترمذی نے کہا ہے کہ عمر بن شعیب نے اپنے باپ کی زبانی اپنے دادا سے روایت کی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ شاہد مدعی پر ہے اور قسم مدعا علیہ پر دوسرے نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے کہ بیہقی کی روایت مین اسناد حسن یا صحیح کے ساتھ ابن عباس سے بطریق مرفوع کے آیا ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر شاہد مدعی پر ہے اور قسم اوس شخص پر کہ انکار کرے اور حدیث کا خلاف ممنوع ہے تو معلوم ہوا کہ کرامت باطل ہی **جواب** یہ احادیث متعارف معاملات کے باب مین ہین اور کرامات اولیا امور نادرہ مین سے ہین اس لئے وہ ان کے عموم سے مستثنی ہین **شبہ پنجم** اگر کرامت بعض اولیا کے ہاتھ سے ظہور مین آے تو جائز ہے کہ کل اولیا کے ہاتھ سے بھی ظہور مین آئے اور جبکہ کرامت کا ظہور کثرت کے ساتھ شیوع پاے گا تو خرق عادت نہ سمجھی جاے گی بلکہ موافق عادت کے ہو جاے گی اور خرق عادت کا موافق عادت کے ہو جانا معجزہ اور کرامت کی شان کے منافی ہے **جواب** اللہ تعالی کے مطیع اور ولی کم ہین جیسا کہ وہ فرماتا ہے وقلیل من عبادی الشکور تھوڑے ہین میرے بندون مین شکر کرنے والے اور ابلیس کی زبانی کہتا ہی لا تجد اکثرھم شاکرین نہ پاے گا تو اکثر اون مین شکر کرنیوالے اور جبکہ ایسے لوگون کا وجود کم ہی تو اون سے بہت کم اوقات مین خوارق عادات ظاہر ہونگے اور کمتر ظاہر ہونے مین ایسے امور عادت کے موافق کیسے سمجھے جا سکتے ہین۔

کرامت کا صدور قصد و اختیار سے ہے یا بغیر قصد و اختیار کے

بعض کتب مین لکھا ہے کہ بعض اکابر نے کہا ہے کہ ولی سے کرامت بقصد و اختیار صادر نہین ہوتی بلکہ بے قصد و اختیار صادر ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ کرامت معجزہ کی جنس مین سے نہین ہوتی یعنی ولی سے ایسے عظیم الشان امور ظاہر نہین ہو سکتے جیسے نبی سے ہوتے ہین مثلاً تھوڑے سے کھانیکا بڑھجانا یا انگلیون سے پانی کا بہہ نکلنا وغیرہ اور بعض اہل تحقیق کی راے یہ ہے کہ کرامت کا بقصد و اختیار اور بے قصد و اختیار دونون جنس معجزہ و غیر معجزہ سے واقع ہونا جایز ہے۔

فائدہ شیخ اکبر نے فصوص الحکم کی فص لوطی مین اس آیت کو لکھکر اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا و شیبۃ یعنی اللہ وہ ہے جس نے بنایا تمکو کمزوری سے پھر کمزوری کے بعد زور دیا پھر زور کے بعد کمزوری دیگا اور سفید بال جماتا ہے اسکی تفسیر مین لکھا ہے کہ دو کمزوریون کے درمیان ایک زور ہی پس ضعف انسان کی اصلی حالت ہے اور بڑھاپے مین حالت اصلی عود کرتی ہی ظاہر عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہی مگر حقیقت مین اس ضعف سے مراد تصرف مین ضعف ہے اور اس ضعف کی وجہ سے اوسکی ہمت عالم مین تصرف نہین کرتی حاصل یہ ہے کہ انسان کو کمال عرفان حاصل ہونے سے قبل ضعف ہوتا ہے اور اوسکی ہمت کو کسی طرح تاثیر نہین ہوتی اس لئے کہ ہمت مین تاثیر عرفان کے بعد پیدا ہوتی ہے جب عرفان حاصل ہوا اور فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہوا تو قوی ہوگیا اور قوت تصرف اوسکو حاصل ہوگی اور اوسکی ہمت موثر ہوئی بعد اسکے مقام اعلی پر پہونچ جاتا ہے بقا بعد الفنا اور تفرقہ بعد الجمع مین کسیطرح تصرف کی قوت نہین رہتی اور اسکے دو سبب ہین ایک یہ کہ تمام کائنات مین حق کو مشاہدہ کرتا ہے پس ہمت نہین پڑتی کہ حق تعالی مین تصرف کرے دوسرا سبب یہ ہے کہ یہ مقام خاص عبدیت کا ہے اور عبد کو تصرف لایق نہین یہ مقام بہت ہی اعلی ہے یہ مقام خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اونکی عنایت سے اور انبیا و اولیا کو ملتا ہے پس ساری انبیا مقام عبدیت مین ہین اور اپنی ہمت سے ذرا بھی تصرف نہین کرتے تھے بلکہ ہمت مین اونکی تاثیر ہی نہ تھی ہان جب حکم ربی تصرف کے لئے ہوتا تو تصرف کرتے اپنی ہمت کو صرف نہین کرتے اور جسقدر معجزات ان سے صادر ہوئے وہ سب اللہ کے حکم سے یا انبیا کی دعا سے صادر ہوئے ان کی ہمت کو اسکے ظہور مین دخل نہین اور اوسمکام کی دعا کے لئے انبیا مامور ہوتے تھے اسی طرح کل انبیا مقام عبدیت مین ہین کسیطرح اپنی ہمت سے کام نہین لیتے اور اپنے تصرف کو کسی تاثیر مین دخل نہین دیتے اور ان کے تصرف نکرنے کی دو وجہین ہین کہ یا تو ان مین قوت تصرف بالکل نہین یا یہ وجہ ہے کہ اونکو تصرف کرنیکی قوت دی تو گئی لیکن عبودیت اختیار کرلی اور تصرف سے ہاتھ کھینچ لیا اور جن کاملون سے کچھ خرق عادات ظاہر ہوئے وہ عبدیت کی وجہ سے ہوئے کہ وہ اسکے لئے مامور تھے پس حکم الہی کی تعمیل کرتے تھے۔

ولی کو ولایت کا دعوی کرنا جایز ہے یا ناجائز

علما و صوفیہ کو اختلاف ہی اسمین کہ ولی کو ولایت کا دعوی کرنا جایز ہے یا نہین استاد ابو بکر بن فورک کی رائے ہے کہ جایز نہین اور ابو علی دقاقؒ اور اون کے شاگرد ابو القاسم قشیریؒ کہتے ہین کہ جایز ہی جن کی رائے یہ ہی کہ نہین جایز ہے اون کے دلائل اپنے مدعا پر یہ ہین (۱) جب کسی شخص نے ولایت کا دعوی کیا اوس نے اپنے آپ کو ولی جانا اور اوسکو بموجب اس ارشاد الہی کے امنیت حاصل ہوگئی کہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون سن رکھو جو لوگ خدا کے دوست ہین نہ اونکو ڈر ہے نہ وہ غم کھاوین مگر امن کا حاصل ہونا ناجایز ہے

Marfat.com

اور اسکے کئی سبب ہین **پہلا** سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون نڈر نہین اللہ کے داون سے مگر جو لوگ خراب ہون گے اور نا امیدی بھی ناجایز ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکافرون نا امید نہین اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو منکر ہین ایضاً ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون اور کون نا امید ہوا اپنے رب کی رحمت سے مگر جو گمراہ ہین تحقیق اس باب مین یہ ہے کہ امن تو اوسوقت حاصل ہوتی ہے جبکہ عجز کا یقین کرلے اور نا امیدی اوسوقت ہوتی ہے جبکہ بخل کا یقین پیدا ہوجاے اور خدا کو عاجز یا بخیل سمجھ لینا کفر ہے پس بالضرور امن اور نا امیدی کا حصول کفر ہے **دوسرا** سبب یہ ہے کہ عبادت کتنی ہی زیادہ ہو مگر قہر الہی سب سے بڑا ہے اور جبکہ قہر بڑا ہے تو امن کیسے حاصل ہوسکتی ہے **تیسرا** سبب یہ ہے کہ امن پیدا ہوجانے سے عبودیت اور خدمت ترک کرنے پر آمادگی ہوتی ہے اور عبودیت کے ترک کرنے سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور خدا کی عداوت کا جو برا ثمرہ ہے وہ ظاہر ہے **چوتھا** سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلصون کی تعریف مین فرماتا ہے وَیَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ پکارتے تھے ہمکو توقع سے اور ڈر سے اور ہمارے آگے دبے ہوے تھے بعضون نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ پکارتے تھے ہمکو توقع سے ہمارے ثواب کی اور ڈر سے ہمارے عذاب کی اور بعضون نے کہا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ پکارتے تھے ہمکو توقع سے ہمارے فضل کی اور ڈر سے ہمارے عدل کی اور بعضون نے کہا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ پکارتے تھے ہمکو توقع سے ہماری وصال کے اور ڈر سے ہمارے فراق کے (۲) آدمی ولی جب ہوتا ہے کہ اللہ اوس سے دوستی رکھے نہ اس سے ہوتا ہے کہ اللہ سے دوستی رکھے یہی عداوت کا حال ہے پھر اللہ کی کسی سے محبت و عداوت ایسی چیزین نہین کہ وہ ظاہر ہوسکین بلکہ یہ مخفیات مین سے ہین جنپر کسیکو وقوف نہین ہوسکتا پس ہماری عبادت اور گناہ کو اللہ کی محبت و عداوت مین کوئی دخل نہین اس لئے کہ بندے کی عبادت و عداوت محدث ہین اور اللہ کی صفات قدیم اور غیر متناہی اور محدث و متناہی کو قدیم و غیر متناہی پر غلبہ نہین ہوسکتا اور اس صورت مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بندہ فی الحال گناہگار ہوتا ہے مگر اوسکی قسمت مین ازل سے محبت الہی لکھی ہوتی ہے اسی طرح اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فی الحال بندہ اطاعت شعار ہوتا ہے مگر اوسکی قسمت مین ازل سے عداوت لکھی ہوتی ہے اور وجہ اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ اللہ کی محبت و عداوت یہ دو خاص اوسکی صفتین ہین اور اللہ کی صفات کے لئے کوئی چیز علت نہین ہے اونکا ظہور بغیر کسی سبب کے ہوتا ہے اور جو ذات ایسی ہے کہ اوسکی محبت کسی خاص سبب سے نہو پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ کسی گناہ کی وجہ سے کسیکا دشمن بن جاے اسی طرح جبکہ اوسکی عداوت کے لئے کوئی سبب نہو تو پھر وہ کیسے کسیکی عبادت و طاعت کی وجہ سے اوسکا دوست بن سکتا ہے اور جبکہ اللہ کی محبت و عداوت ایسی چھپی ہوئی چیزون مین سے ہین جنپر کوئی آگاہ نہین ہوسکتا اسی لئے حضرت عیسیٰ نے کہا تھا تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ

انت علام الغیوب تو جانتا ہے جو میرے جی مین ہے اور مین نہین جانتا جو تیرے جی مین ہے تحقیق تو ہی چھپی باتونکا
جاننے والا ہے (۳) کسی شخص کا ولی اور جنتی ہونا موقوف ہے حسن خاتمہ پر اور دلیل اسپر اللہ تعالی کا یہ قول ہے
من جآء بالحسنة فله عشر امثالها یعنی جو کوئی ایک نیکی لایا اوسکو ہے اوس کی دس برابر۔ اس سے معلوم
ہوا کہ جو کوئی نیکی کرے اور خاتمہ تک اوس کے ساتھہ جاے وہ معتبر ہے صرف نیکی کا کرنا معتبر نہین ممکن ہے کہ
صاحب نیکی بد ہو جاے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ کوئی عمر بھر کفر کرے اور آخر مین مسلمان ہو جاے سارے گناہ
اوسکے محو ہو کر اہل ثواب مین سے ہو جاتا ہے اسی طرح کوئی عمر بھر مسلمان رہے نیک کام کرے آخر مین مرتد ہو جاے
تو ساری حسنات اوسکی بھاتی رہتی ہین تو معلوم ہوا کہ اعمال مین خاتمہ کا اعتبار ہے نہ اون اعمالون کا جو خاتمہ سے
قبل کرتا ہے۔ بخاری و مسلم نے سہل بن سعدؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان العبد
لیعمل عمل اهل النار وانه من اهل الجنة وانه من اهل النار وانما الاعمال بالخواتیم یعنی بندہ دوزخیون
کے کام کرتا ہے اور وہ جنتیون مین سے ہوتا ہے اور جنتیون کے کام کرتا ہے اور دوزخیون مین سے ہوتا ہے عمل کا
اعتبار خاتمہ کے ساتھہ ہے اسی طرح اللہ تعالی نے فرمایا ہے قل للذین کفروا ان ینتهوا یغفر لهم ما قد
سلف تو کہدے کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہین اون کو جو ہو چکا اس سے ثابت ہوا کہ ولایت و عداوت اور
صاحب ثواب و عداوت ہونے مین خاتمہ کا اعتبار ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خاتمہ کا کسی کو حال معلوم نہین پس یہ بات
یقینی ہو کہ کسیکی نسبت اس بات کا علم نہین آسکتا کہ یہ ولی ہے اور جب یہ بات ٹھہری تو ولی کو دعوی کرنا ولایت کا
جائز نہین اور جنکا قول یہ ہے کہ ولی کو ولایت کا دعوی کرنا جائز ہے اونکی دلیل اپنے قول کی صحت پر یہ ہے کہ ولایت
کے دو رکن ہین (۱) ظاہر مین شریعت کا متقاد ہو (۲) باطن مین نور حقیقت مین مستغرق ہو اور جبکہ یہ دونون باتین
حاصل ہون اور آدمی کو ان کے حصول کا یقینی طور پر علم آجاے تو وہ یہ ضرور جان لیگا کہ مین ولی ہون اور اسوقت
مین اوسکو جائز ہے کہ ولایت کا دعوی کرے پہلا رکن تو ظاہر ہے اور اچھی طرح شرع کا انقیاد معلوم ہو سکتا ہے
اور دوسرے رکن کی شناخت یہ ہے کہ باطن مین عبادت الہی پر اوسکو فرحت حاصل ہو اور ذکر الہی کے ساتھہ
دل انس رکھے اور کسی چیز کے ساتھہ سوا اے اللہ کے قرار نہو اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس باب مین بہت سی
ایسی غلطیون کے داخل ہونیکا احتمال ہے جن کا سمجھنا مشکل ہے اور قضا سخت ہے اور تجربہ خطر ہے اور جزم قریب ہے
اور عالم ربوبیت تک پہونچنے مین جو رستہ ہے اسمین بہت سے پردے ہین کہ کبھی وہ پردے آتشی ہوتے ہین اور
کبھی نورانی۔ پس محقق راے یہی ہے کہ ولایت کا دعوی ناجائز ہے۔

امتیاز اور تفرقہ کرامت و استدراج مین

صاحب کرامت کرامت کے ظاہر ہونے سے مسرور اور مطمئن نہین ہو جاتا بلکہ اسوقت مین اوسکو اللہ کا

Marfat.com

بڑھجاتا ہے اور قہر الہی سے زیادہ ڈرنے لگتا ہے اس لئے کہ اوسکو یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید یہ استدراج کی قسم سے ہو اور صاحب استدراج کو اپنی خرق عادت کے ظاہر ہونے سے خوشی اور اطمینان پیدا ہوتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ اوس سے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے اور وہ اوسکا مستحق تھا اور اسوقت وہ غیروں کو حقیر جانتا ہے اور اپنی خرق عادت پر تکبر و ناز کرتا ہے اور مکر اور عذاب الہی سے امن مین پڑجاتا ہے اور اپنے سوء خاتمہ کا اوسے ذرا خوف نہین رہتا پس جبکہ کوئی ایسی بات صاحب کرامت مین ظاہر ہو تو وہ یہ یقین کرلیتا ہے کہ یہ کرامت نہ تھی بلکہ استدراج تھا اسی لئے اکثر محققین صوفیہ کہتے ہین کہ حضرت الہی سے اگر جدائی اور انقطاع کا اتفاق ہوا تو وہ اس مقام کرامت مین واقع ہوا اسی لئے محققین کرامت سے اس طرح لرزتے تھے جیسے بلاؤن سے ڈرا کرتے تھے اور کرامت کے ساتھ فرحت و مسرت پیدا ہونا قاطع الطریق ہے اور اس پر کئی دلیلین ہین

(۱) یہ خیال انسان کو اوسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ اپنے دل مین یہ یقین کرلیتا ہے کہ مین اسکا مستحق تھا کیونکہ اگر اوس کے حق مین یہ فرض کرلیا جاے کہ کرامت کا مستحق نہین ہے تو اسوقت مین اوسکو کرامت سے کوئی فرحت حاصل نہوگی بلکہ فضل الہی سے فرحت پیدا ہوگی اور ظاہر ہے کہ مولا کا کرم اس سے افضل ہے کہ اوسکو اپنی ذات سے فرحت حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ کرامت سے فرحت ہونا اپنی ذات سے فرحت کا پیدا ہونا ہے کیونکہ آدمی یہ اعتقاد کرتا ہے کہ میری ذات اوسکی مستحق تھی اور یہ سراسر جہل و نادانی ہے اس لئے کہ ملائکہ کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ ہماری ذات کو کوئی علم و کمال حاصل نہین جو کچھ اللہ نے بخشا ہے وہی جانتے ہین چنانچہ اونکی زبانی اللہ کہتا ہے لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ہمکو علم نہین مگر جتنا تو نے سکھایا اور دوسری جگہ فرمایا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اونھون نے اللہ کو پورا نجانا اور دلیل عقلی سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اللہ پر کسیکا حق نہین ہے کیونکہ اگر اوسپر کسیکا حق ہو تو ضرور ہے کہ وہ اسکے ترک کرنے سے عذاب و مذمت کا مستحق ہوتا حالانکہ کوئی اوسپر حاکم نہین ہے کہ اوسکو کسیکے حق کے ترک کرنے پر مواخذہ کرے پس اوسپر کسیکا استحقاق نہین ہے کیونکہ ساری مخلوقات اوسکی ذات پاک اور قدرت اور افعال کی مملوک ہے اور مملوک کا مالک پر کیا استحقاق ہوتا ہے

(۲) کرامات حق تعالی سے مغائر ہین پس کرامات سے فرحت حاصل ہوئی تو غیر حق کے ساتھ فرحت حاصل ہوئی اور یہ حق تعالی سے حجاب ہے اور جو حق تعالی سے محجوب ہو اوسکو فرحت و سرور کب لائق ہے

(۳) جسکو اپنے دل مین یہ اعتقاد ہوگا کہ مین اپنے عمل کی وجہ سے کرامت کا مستحق ہوا ہون تو اوس کے دل مین اپنے عمل کی بڑی وقعت پیدا ہوجاے گی اور جسکو اپنے عمل کی وقعت ہو بڑا جاہل ہے اگر رب کو جانتا تو یہ بھی ضرور جانتا کہ ساری خلق کی طاعات جلال الہی کے پہلو مین ہیچ ہین اور مخلوق کی ساری شکر گذاریان اوسکی نعمات و عطیات کے مقابلہ مین ہیچ ہین اور ساری مخلوق کے علوم و معارف اللہ کی عزت کے مقابلہ مین

Marfat.com

حیرت اور جہل ہین مقہور نے ایکبار استاد ابو علی دقاق کے سامنے یہ آیت پڑہی الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ اوسکی طرف کلام پاکیزہ چڑہتا ہے اور کام نیک اوسکو اوٹھالیتا ہے علامہ نے اوسوقت کہا کہ اللہ تعالیٰ اوسوقت بندے کے عمل اوٹھاتا ہے جبکہ بندے کے پاس وہ باقی نہین رہتے اور جب تک اوسکی نظر مین باقی رہتے ہین تو اوسکو وہ نہین اوٹھاتا بلکہ دفع کرتا ہے اور جبکہ بندے کے پاس باقی نہین رہتے تو اللہ اوٹھالیتا ہے اور قبول کرلیتا ہے (۴) صاحب کرامات کو جب کرامت حاصل ہوتی ہے تو وہ اپنی جان کو اللہ کے حضور مین ذلیل اور عاجز کردیتا ہے اور جبکہ کرامت کے حصول کے بعد وہ تکبر کریگا سر اوٹھائے گا تو وہ بات جو باعث انہی کرامت کے حصول کی جانی رہے گی تو یہ طریق جو اوسکے ثبوت کا ہے وہی اوسکے عدم کا باعث واقع ہوگا اس لئے مردود ہے یہی وجہ ہے کہ جہان نبی علیہ السلام نے اپنے فضائل بیان کئے ہین اوسکے یہ بہی کہدیا ہے ولا فخر اور مطلب آپ کا اس لفظ سے یہ ہوتا تہا کہ مجھکو اپنی ان کرامات پر افتخار نہین بلکہ باری تعالیٰ پر جسنے یہ کرامات عطا کی ہین افتخار کرتا ہون (۵) کرامات ظاہری ابلیس اور بلعم بن باعور کے حق مین کتنی بڑی بڑی تہین پہر اللہ نے ابلیس کے حق مین کہا وکان من الکافرین یعنی وہ منکرین مین سے تہا اور بلعم باعور کے حق مین کہا فمثلہ کمثل الکلب یعنی اوسکا حال کتے کی طرح ہے اور اسکا قصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کا لشکر ایک بادشاہ پر چلا اوسکے ملک مین ایک درویش صاحب تصرف تہا جسکا نام بلعم اور باپ کا نام باعور تہا بادشاہ نے اوس سے مدد چاہی اوسکو باطن سے منع ہوا پہر بادشاہ نے اوسکی عورت کو طمع دیکر اوسکو راضی کرکے بہیجا وہان اوس درویش نے اپنا عمل چلتا نہ دیکہا تو بادشاہ کو یہ حیلہ سکہایا کہ لشکر حضرت موسیٰ مین فاحشہ عورتین بہیجے اور لوگ بدکاری کرین تو اونپر ذلت پڑے حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے یہ حیلہ چلنے نہ دیا لیکن سیکھانے والا مردود ہوا شاید دنیا مین یا آخرت مین اوسکو یہ عذاب ہوا کہ کتے کی طرح زبان لٹکائے اور علمائے بنی اسرائیل کے حق مین حق تعالیٰ فرماتا ہے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا یعنی جن لوگون کے سر پر تورات حکماً لادی گئی پہر اونہون نے اوسکو انگیز نکیا یعنی اوسپر کاربند نہوئے اونکی مثال گدہے کی سی مثال ہے جسپر کتابین لدی ہین اور ایک جگہہ فرمایا ہے وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءہم العلم بغیا بینہم اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ نے جو دین حق سے مخالفت کی تو حق بات معلوم ہونے کے بعد کی اور آپس مین ضد سے کی۔ ان آیات سے معلوم ہوگیا کہ یہ لوگ جو گمراہی مین پڑگئے اسکی وجہ یہ تہی کہ جو کچہہ اونکو علم و زہد اللہ نے دیا اوسپر فرحت اور تکبر اور غرور کرنے لگے (۶) کرامت غیر ہے کرامت کے عطا کرنے والے سے اور جو چیز کرامت کے عطا کرنے والے سے غیر ہو وہ ذلیل ہے پس جو شخص ذلیل کے ساتہہ عزت افزائی اور فخر سمجہے وہ خود ذلیل ہے (۷) اپنی ذات و صفات کی وجہ سے افتخار کرنا ابلیس و فرعون کی صفات مین سے ہے کیونکہ اوسنے کہا انا خیر منہ یعنی مین آدم علیہ السلام سے بہتر ہون اور فرعون نے اپنی قوم سے

Marfat.com

کہا تہا الیس لی ملک مصر کیا مجھکو نہین حکومت مصر کی پس جو شخص کرامت کا دعویٰ کرے گا تو اوسکی غرض بہی نفس کی زینت اور حرص کی تقویت اور فخر و مباہات ہوگا (۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فخذ ما اتیناک وکن من الشاکرین یعنی لے جو مینے تجھکو دیا اور شکر گزار رہ اور دوسری جگہ کہا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین بندگی کر اپنے رب کی جب تک پہونچے تجھکو موت پس جبکہ اللہ نے عطیہ کبریٰ عطا کیا تو یہ حکم دیا کہ معطی کی خدمتگذاری مین مشغول رہو یہ نہین کہا کہ عطیہ کی فرح مین لگا رہے (۹) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا کہ تم چاہو تو بادشاہت اور نبوت اختیار کرلو اور چاہو تو عبودیت اور نبوت اختیار کرلو تو آپ نے دوسری صورت اختیار کی اور اسمین شک نہین کہ سلطنت دنیا کی کہ مشرق سے مغرب تک ہو اعلیٰ درجہ کی کرامات و معجزات مین سے ہے پہر حضرت نے اوسے ترک کر کے عبودیت کو اختیار کیا اس لئے کہ جب عبد الٰہی ہونگے تو اونکو افتخار مولا کے ساتھہ ہوگا اور جبکہ بادشاہ ہوتے تو افتخار خدم و حشم کے ساتھہ ہوتا (۱۰) مولا کا محب غیر ہے مولا کی چیزون کے محب سے جو مولا کا دوست ہوگا وہ کبہی غیر مولا کے ساتھہ مسرور نہوگا غیر مولا کے ساتھہ محبت کا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص اپنے نفس کے نصیب کا محب ہے اور جو شخص نفس کا نصیب طلب کرتا ہے وہ نفس کا دوست ہوتا ہے اور مولا کا دوست نہین ہوتا بلکہ وہ تو مولا کو حظ نفس کے حصول کا وسیلہ و ذریعہ بناتا ہے اور بڑا بت نفس ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ارایت من اتخذ الٰھہ ھواہ کیا تو نے اوس شخص کو دیکھا جسنے معبود بنایا اپنی خواہش کو پس ایسا شخص صنم اکبر کا عابد ہوگا اسی لئے محققین نے کہا ہے کہ بتون کی عبادت مین وہ نقصان نہین جو نفس کی عبادت مین ہے اور نہ اتنا خوف بتون کی عبادت مین ہے جتنا کرامت سے مسرور ہونے مین ہے (۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ یعنی جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اوسکا گذارہ کردے اور اوسکو روزی ایسی جگہہ سے دے جہان سے اوسکا خیال نہو جو کوئی اللہ پر بہروسا رکہے تو وہ اوسکو کافی ہے اور یہ کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو کوئی اللہ سے نہ ڈرے اور اوسپر بہروسا نہ کرے اوسے یہ چیزین حاصل نہونگی۔

علم غیب

بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ کہتا ہے بندہ جب ادائے فرائض کے ذریعہ سے مجھسے تقرب حاصل کرتا ہے تو مین اوسکو اتنا دوست رکہتا ہون کہ اوسکی شنوائی بنجاتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور اوسکی بینائی ہوجاتا ہون جس سے وہ دیکہتا ہے اور اوسکا ہاتھہ ہوجاتا ہون جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پاؤن ہوجاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے فتح الباری وغیرہ مین لکہا ہے کہ یہ قول دلالت کرتا ہے اوپر

اس بات کے کہ ولی کو مغیبات پر اللہ تعالیٰ اطلاع دے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عالم الغیب فلا یظہر
علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ بھید کا جاننے والا ہے کسیکو خبر نہین دیتا اپنے بھید کی مگر جو پسند کر لیا
کسی رسول کو مانع اوس بات کے نہین اس لئے کہ بعض اتباع رسول کا بوجہ متابعت کے رسول کے ساتھہ داخل
ہونا جایز ہی کیونکہ یہ قول صادق ہے کہ بادشاہ کے دربار مین آج بجز وزیر کے کوئی نہین جا سکتا ظاہر ہے کہ وزیر کے
ساتھ بعض اوسکے خدمتگار ضرور گئے ہونگے غرضکہ جواز اس بات کا کہ ولی کو مغیبات پر اطلاع ہو سکتی ہی اللہ
کے اس قول سے ثابت ہی کہ اوس نے کہا ہے مین بندہ کا سمع و بصر ہو جاتا ہون اور جبکہ اللہ سمع و بصر ہو گیا
تو بعض اسرار الہی پر اطلاع حاصل ہونا ممنوع نہین خاصکر جبکہ یہ کہا کہ میرے ساتھہ سنتا ہے اور میرے ساتھ
دیکھتا ہے اور میرے ساتھ پکڑتا ہے اور رسول کے ساتھ بعض متبعونکا اسرار الہی مین داخل ہونا اس لئے صحیح ہی
کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس رسول کو پسند کرتا ہے اوسکو علم مین سے جسقدر چاہتا ہے اوسپر اطلاع دیتا ہے اور رسول
کو جن چیزون پر مطلع کیا ہے اون کو اپنے مخصوصون کو خبر کر دینے کی ممانعت نہین کی ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہؓ رضی اللہ عنہ کو اون لوگون کے حالات کی اطلاع کی تھی جن کے نفاق کا علم
صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور اونکو بعضے آیندہ کے کامون کی بھی خبر دی تھی خصوصاً فتنون کی جو بعد رسول اللہ علیہ وسلم
کے حادث ہونے والے تھے اور حذیفہ کو ان کی خبر تھی اور صحابہ اون سے اُن فتنون کی حالت دریافت کیا کرتے تھے
چنانچہ حضرت عمرؓ نے اون سے باب کے فتح ہونے اور ٹوٹنے کی خبر پوچھی تھی اور اونہون نے کہا تھا لوٹ جاے گا اور حضرت
عمر نے معلوم کر لیا تھا کہ باب اون کی ذات ہے اور وہ مارے جاوینگے اور یہ اور مثل اسکی تمام کام اللہ کی طرف سے
ہین اور اسی قسم سے ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ لعہد النبی
الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم عن زر ابن
حبیش یعنی قسم ہی اوس خدا کی کہ پہاڑ اوانہ کو اور پیدا کیا تمام ذی روح کو پھیر خدا نے مجھسے یہ عہد کیا ہے کہ مجھکو سوا
مومن کے کوئی دوست نہ رکھیگا اور سوا منافق کے کوئی مجھسے دشمنی نکریگا اور اسی قسم سے ہے قصہ مخدج کا کہ جب
خوارج کے ساتھہ جنگ نہروان مین مارا گیا تو حضرت ابو عبیدہ نے علی مرتضیٰ سے کہا انہ لعہد النبی الیک
قال نعم یعنی یہ وہی شخص ہی جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمکو وصیت کی تھی جواب دیا ہان بلکہ بخاری
و مسلم نے حذیفہ سے روایت کی ہی قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون
فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ یعنی نبی علیہ السلام
نے اون فتنون کی ہم کو خبر دی جو ظاہر ہون گے ایسی کوئی چیز باقی نہین چھوڑی جو قیامت تک ظاہر ہونے والی
ہے کسیکو وہ خبر یاد رہین اور کوئی بھول گیا اور حضرت نے ابو ذر و ابو ہریرہ وغیرہ صحابہ کو بہت سی ایسی چیزون

Marfat.com

کی خبر دی جو قیامت تک ہونے والی ہین چنانچہ اہل حدیث وسیر نے اونکو بیان کیا ہے اور اسی قسم سے ہی قصہ
اہل تتار کے غلبہ کا ممالک اسلام پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر دی تھی اور صحیح مسلم مین ابو ہریرہ سے
مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یکن فی
امتی احد فانہ عمر یعنی امم سابقہ مین لوگ الہام کئے گئے تھے اگر میری امت مین کوئی ایسا ہو تو وہ عمر ہونگے
واضح ہو کہ مراد آنحضرت کی اس قول سے اس امر مین شک اور تردد نہ تھا کہ میری امت مین کوئی محدث نہین ہے
اس لیے کہ یہ امت خیر الامم ہے اور جبکہ اگلی امتون مین موجود تھے تو اس امت مین بطریق اولی موجود ہونگے
بلکہ مقصود اس کلام سے تخصیص و تاکید ہے جیسے کہتے ہین کہ اگر کوئی میرا دوست دنیا مین ہو تو فلان شخص ہوگا
نور بشتی نے کہا ہے کہ محدث دال مہملہ کے فتحہ سے اوس شخص کو کہتے ہین جو صادق الظن ہو اور وہ ہوتا ہے جسکے
باطن مین ملاء اعلی سے کوئی بات ڈالی جاے غرض کہ محدث سے مراد وہ شخص ہے جسے الہام ہوتا ہے اور یہی
قبیل سے ہے فراست مومن کی حدیث جامع صغیر مین لکھا ہے کہ تاریخ بخاری و ترمذی مین ابو سعید سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ عز وجل یعنی
مومن کے فہم سے بچو اس لئے کہ وہ اللہ تعالی کے نور سے دیکھتا ہے۔

اور یہ ایک قسم کا علم غیب ہی۔ اسمین تو کوئی نزاع نہین کہ جس رسول کو اللہ نے پسند کر لیا ہے اوسے علم غیب کی خبر
دیتا ہے کلام اسمین ہی کہ رسول کو جو علوم غیب کے اللہ نے بخشے اون کی خبر غیر کو دینا اوسکو بھی لایق ہے یا نہین شوکانی
نے قطر الولی مین کہا ہے کہ جو کوئی اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ رسول کو یہ جایز نہین کہ اسرار الہی کی کسی کو
خبر دے یہ قول اوسکا نادرست ہے کیونکہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزارون غیبی باتون کی اپنے متبعون کو
خبر دی ہے جیسا کہ احادیث سے ابھی ثابت ہو چکا ہے اور بڑی دلیل اسپر اللہ کا یہ قول ہی یا ایھا الرسول
بلغ ما انزل الیک ای رسول پہونچا جو تجکو اترا تیرے رب کی طرف سے اور اسی وجہ سے کہا ہے وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ اور اگر یہ نکیا تو کچھ نہ پہونچایا تو نے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ بی بی عائشہ رض کہتی ہین من
زعم ان محمدا کتم شیئا مما اوحاہ اللہ الیہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ یعنی جو شخص یہ خیال کرے کہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس چیز مین سے جو اللہ نے اونکی طرف وحی کی ہی کچھ چھپا لیا ہے تو یہ اوس نے اللہ پر
بڑا سخت افترا کیا اور کوئی یہ کہے کہ یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اون احکام شرعی کے لئے ہے جنکی طرف
لوگ محتاج ہین اور علوم غیب کے لوگ چندان محتاج نہین تو ہم کہینگے کہ ہم نے جو اوپر احادیث سے ثبوت
دیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ علم غیب کی اپنے متبعون کی اطلاع دی ہے جواز کے لئے دلیل
کافی ہے اور بڑا استدلال اس بات پر کہ بعضے صلحا اور اولیا بھی بعض اون علوم پر جو اللہ نے پردہ غیب

Marfat.com

مین رکھے ہین ظفریاب ہوتے ہین یہ حدیث ہے کنت سمعہ الذی یسمع بہ الی آخرہ اگر کوئی کہے کہ یہ جو
قرآن مین آیا ہے لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ اپنے بھید کی کسیکو خبر نہین دیتا مگر
جو پسند کر لیا کسی رسول کو اس سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث کنت سمعہ الذی کی دلالت مخصوص ہے اور اس
سے علم خارج ہے اس حدیث نے ثابت کر دیا کہ حدیث مذکور مین علم غیب مراد نہین اگرچہ اللہ تعالی کسی کی سمع و
بصر بن جاتا ہے مگر اوسکو بموجب اپنے اس قول کے کسی مغیبات پر اطلاع نہین دیتا اور سب طرح سے اوسکو
مراتب عطا کرتا ہے غیب کا علم اوسی کو بخشتا ہے جو جامع ہو درمیان مرتبہ ارتضاء رسالت کے اور ولی اگرچہ
اون لوگون مین سے ہے جنہین اللہ نے پسند کر لیا ہے اس لئے کہ محبت کا وصف اوس کے لئے یہ بات ثابت کرتا
ہے کہ وہ ضرور وصف ارتضاء سے بھی بہرہ ور ہے لیکن رسول نہین تو ہم یہ جواب دین گے کہ حضرت نے جو حکم
دیا ہے کہ اس امت مین بھی محدثین ہین اور حضرت عمر بھی اونہین محدثین مین سے ہین اس سے صاف
یہ بات ثابت ہے کہ اس امت کے برگزیدہ لوگون کو بھی علم غیب مین سے کچھ حاصل ہوتا ہے اسلئے کہ محدثین
اونہین کو کہتے ہین جنہین علم غیب کی باتون کا الہام ہو دیکھو حضرت عمر نے ساریہ کو ایک لشکر کے ساتھ نہاوند
کی طرف بھیجا اور جب کفار نے اونپر پہاڑ کی طرف سے حملہ کرنا چاہا اور اوسوقت مدینہ مین حضرت عمر مسجد کے
اندر خطبہ پڑھ رہے تھے یہ حال معلوم کر کے پکارا یا ساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار
ہو جاؤ مگر اتنا عقیدہ رکھنا چاہیے کہ پانچ چیزون کی خبر کسیکو نہین ہے یہان تک کہ اگر کوئی کہے کہ جناب محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ان پانچون کو جانتے تھے تو جان لیجئے کہ اونپر یہ افترا کرتا ہے وہ پانچون یہ ہین **ایک** قیامت کا آنا
دوسرے مینہ برسنا **تیسرے** شکم کا حال دریافت کرنا کہ لڑکا ہے یا لڑکی گورا ہے یا کالا لمبا
قد ہے یا بلند قد سعید ہے یا شقی **چوتھے** آگے کا حال معلوم کرنا کہ کل مجھسے کیا فعل ہوگا **پانچوین**
یہ معلوم کر لینا کہ مین کس زمین پر مرون گا اور صوفیہ کہتے ہین کہ امور آیندہ کی خبر دینا اور مسافت بعیدہ کا
تھوڑے سے عرصہ مین طے کرنا وغیرہ باتین فرشتہ اور جن کے خواص مین سے ہین اگر کوئی اس کا دعوی کرے
اور اوس سے ایسا فعل واقع ہو جاے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اوس نے جن یا فرشتہ کی معاونت سے یہ کام
کیا ہے لیکن جنکو فی الضمیر پر اطلاع ممکن نہین اور تصرف کرنا ملک و ملکوت مین جیسے زندہ کرنا مردہ کا یا زندہ کو
مار ڈالنا اور برزخ سے محبوس کو نکال لینا اور مرید کو عالم ملکوت مین پہونچا دینا یہ تمام معاملات خواص مرتبۂ
الہیہ سے ہین ۔

صوفیہ کے اعتقادات

وجود مغیبات کی جو صورت علمی دل نشین ہوتی ہے اوسی کو اعتقاد اور عقیدہ کہا کرتے ہین اطفال کے

سادہ نفسون مین پے درپے آثار جو منطبع ہوتے ہین اور شروع سے وہ جو بار بار خبرین سنتے ہین اوس سے یہہ
صورت پیدا ہوتی ہی اور جتنا زمانہ گذرتا جاتا ہے اتنا ہی دلون مین رسوخ حاصل ہوتا جاتا ہے اور تمام ظن اور
وہم اوس سے مٹتے جاتے ہین یہی عقیدہ عوام کی تقلید کا موجب ہے پھر اسکے خلاف کسی صورت کے حاصل ہونیکی
گنجایش نہین رہتی بلکہ ایسے عقیدے والا جسکو اپنے عقیدے کے خلاف پاتا ہے اوسے گمراہ اور عقیدہ صحیحہ سے
منحرف خیال کرتا ہے اور ان مین سے جن لوگون نے اپنے اپنے مذاہب پر دلیلین قایم کی ہین اور یہ تصور کیا ہی
کہ ہم اپنی تحقیق پر ہین دائرہ تقلید سے باہر ہین اگر یہہ اپنی حقیقت پر غور کرین تو معلوم ہو کہ یہہ بھی اوسی طرح ائمہ
کی تقلید مین جکڑے ہوتے ہین کہ ان کو اون ائمہ اور علما کے حق مین حسن ظن تہا اور اون کی راے کو اچھا
جانتے تہے اس لئے اون سے دلائل لیکر اپنے عقائد پر جمائے ہین اور پھر یقین اور تحقیق کا مرتبہ بہم پہونچا لیا ہی اور
اختلاف جسقدر پڑا ہے اوسکا سبب خواہشات نفسانی ہین اور پھر تنازع دنیاوی شہرت اور مناصب کے حصول
کے لئے جسکی تلاش اکثر دلون کو ہے زیادہ ترقی کرتے گئے اور جب یہہ اختلاف اگلے شخص کی جانب سے پچھلے شخص تک
شروع ہی سے پہونچتا ہے تو پچھلے کے دل مین جم جاتا ہے اور اسی طرح رفتہ رفتہ فرقون مین منتشر ہو کر بغض و نفاق پیدا
ہو جاتا ہے اور یہی بغض و عداوت سلف سے خلف کو وراثت کے طور پر پہونچکر فرقون تک اسکی ظلمت جمکر جنگ و
خصومت باہم ہوتی ہی اور ایک دوسرے کی تکفیر پر کمر باندہتا ہے پس جہان عنایت ازلی شامل حال ہوتی ہے
اور چاہتی ہی کہ بندے کو اعتقاد صحیح بخشے تو پہلے اوسے آثار اور رسوم کی قید سے بری کر کے فطرات اولی کے ساتھ
مطہر کرتی ہے اور خواہشات نفسانی اور بغض و عداوت کی جڑ اوس کے دل سے کاٹ دیتی ہے تاکہ اوس مین
اعتقاد صحیح کے حاصل کر لینے کی قابلیت آجاے اور حق خالص کا مشاہدہ اوسپر آسان ہو جاے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین اون کی صحبت اور نزول وحی کی برکت سے امت کے نفس رسوم و عادات کی ظلمات سے
پاک و صاف تہے اور بالکل دل سے اغراض دنیا کے خیالات دور تہے سب کی توجہ عالم آخرت کی طرف تہی اور
ہر ایک حق کا طالب تہا اور نور ایمان کی مدد سے حجابون مین سے صورت غیب کا مشاہدہ کرتا تہا اسی وجہ سے اگلی
عقائد اختلاف سے بری تہے سب ایک دل ایک راے ایک زبان تہے جب آفتاب نبوت پردہ غیب مین چلا گیا تو
امت کے نفوس کہ نور رسالت سے منور ہو رہے تہے اپنی خواہشات کو بڑہانے لگے اور تہوڑا تہوڑا نورانیت کو
چہوڑکر تاریکی مین جانے لگے اور دلون کے مزاج اعتدال استقامت سے اختلاف کی طرف منحرف ہونے لگے
اور پھر عقاید مین شیطان نے خرابیان ڈالنا شروع کین اور جتنا عہد رسالت کو بعد ہوتا گیا اوتنی یہہ خرابی بڑہتی
رہی اور اختلاف پہیلنے لگا اور اب تک یہہ بات جاری ہے پس جس شخص کو اس بات کی طلب ہو کہ وہ عقیدہ صحیح حاصل
کرے تو اوسے چاہیے کہ طبقہ اولی یعنی صحابہ کی اتباع اختیار کرے اور محبت دنیا سے دل کو پھیر دے تاکہ نور یقین سے

Marfat.com

اوسکا دیدہ منور ہوجاے اور حق خالص اوسپر کھلجاے اور یہ شرف اوسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے
صدق نیت کے ساتھہ التجا کرے کہ مجھکو نفس کی شر سے بچاے اور اپنی پناہ مین رکھے اور یہ مرتبہ صوفیون کی
خصوصیات مین سے ہے جن کے دل دنیا کی طرف سے بالکل پھرے ہوئے ہین عشق الہی نے اون کے ظاہر و باطن
مین غلبہ کرلیا ہے اور مخلوق کی طرف عام طور پر شفقت کی نظر سے دیکھتے ہین اور عذاب و عداوت و مخالفت خلق سے
آزاد ہین۔ پس علماے صوفیہ علم یقین بلکہ کشف اور ذوق و وجدان سے یہ بات جانتے ہین اور دیکھتے پاتے ہین اور
گواہی دیتے ہین کہ کوئی چیز اللہ کے سوا لائق معبودی اور مسجودی کے نہین وہ ایک ہے اور وہی اس عالم کے
پیدا ہونے کے قبل تہا اور عالم کے مٹ جانے کے بعد بھی وہی رہے گا نہ اوسکی ابتدا ہے نہ انتہا ہے نہ وہ بدلتا ہی
نہ اوسکو فنا ہے ذات اوسکی واجب الوجود ہے یعنی اوسکے وجود کی علت اور کوئی نہین بذات خود موجود تہا اور ہے
اور ہوگا زن و فرزند سے پاک ہے کسی طرح کا نقصان اوسمین نہین ہے اور نہ اوسکو مددگار کی ضرورت ہے نہ اوسکی
کوئی شبیہ نہ نظیر نہ مماثل نہ اوسکا کوئی وزیر نہ مشیر نہ اوسکے حکم کے مقابلہ مین کوئی ضد نہ اوسکے ملک مین کوئی
شریک موجود ہے زندہ ہے دیکھتا ہے سنتا ہے سب نہان و آشکارا اوسپر عیان ہی علم اوسکا کل کائنات
کی نسبت تحت الثریٰ سے ماورائے افلاک تک محیط ہے مگر نہ جان ہی نہ آنکھہ ہے نہ کان ہے نہ دل ہی نہ دماغ
ہی یعنی یہ صفتین اوسمین یون نہین ہین جیسے انسان اور حیوان مین پائی جاتی ہین کیونکہ یہ صفات متعلق بہ اعضاء
جوارح و حواس و جان و دل ہین اور وہ ذات پاک ان سب سے بری ہی اور باایںہمہ سب صفات کامل طور پر اوسمین
موجود ہین کہ اوسکی دریافت سے جن و انس و ملائکہ کل عالم متحیر و مجبور ہے کوئی نہین جان سکتا کہ ذات اوسکی
کیا چیز ہے قدرت اوسکی ایسی ہے کہ اگر چاہے تو سو ہزار عالم اس عالم موجودہ سے سو درجے بڑہکر ایک آن مین
پیدا کردے اور اگر ارادہ کرے تو ایک ذرے مین تمام عالم کو بھر دے خود قدیم ہے اور ارادہ اوسکا قدیم ہے
فیض اوسکا عمیم ہے ذات اوسکی حکیم ہے ہر چیز کھلی ہو یا چھپی اوسپر ظاہر ہے ہر جزو کل کا ماہر ہے خالق ہی رازق
ہے آفریدگار ہے مختار ہے نہ عرض ہے نہ جوہر ہے نہ کل ہے نہ بعض ہے نہ صورت رکھتا ہے نہ جہت رکھتا ہی
نہ ذہنی طرف ہے نہ بائین جانب ہے نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے نہ آگے ہے نہ پیچھے ہے اور پھر سب جگہہ موجود ہے
اور اتصال اور انفصال اور قرب و بعد اور حلول و خروج اور دخول و تغیر اور زوال و تبدل و انتقال سے بری ہی۔

قرب الہی

اللہ تعالیٰ گو کل کائنات سے قریب ہے اور تمام موجودات پر محیط ہے مگر یہ قرب و احاطہ ایسا نہین ہی کہ بشر کے
فہم مین آسکے مراقبہ مین جو کچھہ ارباب کشف اور اصحاب ریاضت کو معلوم ہوتا ہے وہ سب مثال ہی پس مسلمانون کو
اتنی بات پر ایمان لانا چاہیے کہ اللہ بلاشبہ کل اشیا سے قریب اور تمامی کائنات پر محیط ہے مگر اس قرب و

احاطے کی کیفیت کی تحقیق کا درپے نہو کہ کیونکر محیط ہے اور کیونکر قریب ہے اور قرب ومعیت جو ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور خاص بندون کو اوسکے ساتھہ ہے وہ اور طرح کا قرب ہے کہ احاطۂ تقریر وتحریر مین آنہین سکتا جاننے والے اوس کیفیت قرب کے سالکان راہ طریقت وحقیقت ہین درجے اور مراتب اوسکے بے نہایت ہین یا عوام کی سمجھ مین اوسکا آنا دشوار بلکہ محال ہے کیونکہ حال قال مین سمجھین آسکتا ہے اور ایک قسم کا قرب حضرت ذوالجلال کا عوام کو بھی حاصل ہے مگر مشارکت اسمی کے سوا وہ قرب اور کچھہ نہین ہے مختصر یہ ہے کہ یہ مقام بہت دقیق اور یہ راہ نہایت باریک ہے سیدھی راہ شریعت ہے یہ وہ راہ ہے جسکا آغاز خوب انجام اچھا ہے اور جس طرح خدا کی ذات بیچون وبیچگون ہے یہی حال اوسکے قرب کا بھی ہے اور یہی قرب نسبت ہے خالق ومخلوق کے درمیان مین قرب الہی اپنی ذات وصفات مین قرب زمانی ومکانی اور اور قسم کے قربون کی مثل نہین

سوال جبکہ ولایت اوس نسبت بے کیف کو کہتے ہین جو بندے کو خدا کے ساتھہ حاصل ہے تو اوسکا قرب کیون نام رکھا ہے **جواب** یہ مطلب دو باتون کے جاننے پر موقوف ہے **ایک** یہ کہ کشف ورویا دونو اسی کہتے ہین کہ صورت مثالی آئینہ خیال مین مرتسم ہوتی ہے خواب ہو یا بیداری جسقدر آئینہ خیال صاف ہوتا ہے کشف ورویا صادق ہوتے ہین اسی لئے پیغمبرون کی خواب وحی قطعی سمجھی جاتی ہے کیونکہ وہ خطا سے معصوم ہین اور خیالات اون کے صحیح اور باطن اون کا بہت صاف وپاکیزہ ہوتا ہے اور خواب اولیا کی بھی غالبًا صادق ہوتی ہے اس لئے کہ یہ لوگ برکت صحبت پیغمبر اور اتباع شریعت کی وجہ سے اپنے خیالات کی صفائی اور دل کی پاکیزگی حاصل کر لیتے ہین لیکن اسوجہ سے کہ اون کے باطن کی صفائی عرضی ہے ذاتی نہین اور وہ معصوم نہین بلکہ انبیا کی متابعت کی وجہ سے انجلاے باطن اونکو میسر ہوتا ہے اس لئے کبھی کبھی ظلمت اصلی بھی ظاہر ہوکر آئینہ خیال کو مکدر کر دیتی ہے اس لئے ان کے کشف ورویا مین خطا بھی واقع ہوجاتی ہے اور اس خطا کا باعث کبھی کبھی حرام یا مشتبہ کا اوتکاب اور کبھی حد اعتدال سے تجاوز یا عوام کے ساتھہ اختلاط ہوتا ہے اور عوام کی رویا غالبًا کاذب ہوتی ہے کیونکہ ان کے باطن مین بالکل ظلمت بھری ہوتی ہے اور **دوسری** بات یہ ہے کہ عالم مثال مین ہر چیز کی واجب سے ممکن تک مثال موجود ہے اگرچہ اللہ تعالی کی ذات وصفات کے لئے مثل نہین مگر مثال ہے کیونکہ مثل اور چیز ہے اور مثال اور چیز ہے مثل اور مثال باہم متغایر ہین مثل اوسکو کہتے ہین جو تمام صفات مین مساوی ہو اور مثال مین مساوات تمام صفات کی شرط نہین ہے مثلاً عقل کہ آفتاب سے تمام صفات مین مثل نہین باوجود اسکے آفتاب کو مثال عقل بولتے ہین اس مناسبت سے کہ جس طرح محسوسات نور آفتاب سے منکشف ہوتے ہین اسی طرح معقولات عقل سے منکشف ہوتے ہین اور اسی قدر مناسبت ہونیکی کافی ہے اللہ تعالی نے سورۂ نور مین فرمایا ہے مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح یعنی نور الہی کی مثال کہ مومن کے

Marfat.com

دل مین ہو ایک طاق ہے جس مین ایک چراغ دہرا ہو قرآن شریف کی تمثیل جبل سے فرمائی ہے ظاہر ہے
کہ جبل مثل قرآن کے نہین ہے بلکہ اوسکی ایک مثال ہے اسی لیئے حق تعالیٰ کو خاہین دیکھنا جایز قرار دیا ہے جیساکہ
احادیث مین آیا ہے اور یوسف علیہ السلام نے سالہاے قحط کو دبلی گایون کی شکل اور سالہاے ارزانی کو موٹی
گایون کی صورت مین اور گیہون کی بالیون کی شکل مین دیکھا اور بخاری ومسلم نے ابو سعید سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین ایسے لوگون کو جو کرتے پہنے ہوئے ہین جن مین سے
بعضے کرتے ایسے ہین کہ سینہ تک پہونچتے ہین اور بعضے انسے بھی چھوٹے ہین اور میرے روبرو حضرت عمر
لائے گئے اس حالت مین کہ کرتے کو درازی کی وجہ سے زمین پر کھینچتے تھے بعض صحابہ نے کہا یارسول اللہ
آپ نے حضرت عمر کے اس کرتے کے کھینچنے کی کیا تعبیر کی فرمایا مینے اوسکو دین کے ساتھہ تعبیر کیا ہے انتہی
اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز بے مثل ہو اور مادی نہو اوسکا بھی خواب مین دیکھنا ممکن ہی
اور نظر کشفی مین آجاتی ہے جب یہ دونون باتین معلوم ہوگئین کہ وہ نسبت جو اللہ اور بندے کے درمیان
مین ہے جسے ولایت کہتے ہین کبھی نظر کشفی مین قرب جسمانی کی صورت مین متمثل ہوتی ہی اور جس قدر اوس
قرب مین ترقی حاصل ہوتی ہی نظر کشفی مین دکھتی ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت مین سیر کرتا ہے اور یہی
صورت مثالی کی وجہ سے اوس نسبت کو قرب اور اوس ترقی کو سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر من اللہ اور سیر
کہا کرتے ہین اور شیعہ کے بعض فرقے ایسے ہین کہ حلول الٰہی کی حضرت علی مین اور غیر حضرت علی مین قائل ہین اور
ابن مظہر علی کتاب نہج الحق مین دعوی کرتے ہین کہ صوفیہ اہل سنت وجماعت کے بھی حلول کے اپنے غیر مین قائل
ہین اور اتحاد بالغیر کے بھی قائل ہین اور یہ راے ابن مظہر علی مین وحدت الوجود کے مسئلہ کی وجہ سے پیدا ہوئی
ہے اور سبب اسکا حضرات صوفیہ کے مدعا سے ناواقفیت ہے کیونکہ وہ تو حلولیت کی بالکل تکذیب کرتے ہین بلکہ
جس توحید و اتحاد کی صوفیہ وجودیہ قائل ہین اوسکے معنی یہ ہین کہ حق تعالیٰ خارج مین موجود ہے سواے اوس ذات
کے وجود ممکنات کے مرتبہ وہم مین البتہ قائل ہین قال الشیخ الاکبر الاعیان ماشمت رائحۃ الوجود یعنی اعیان نے
وجود کی بو نہین سونگھی ہے اور ممکن کا وجود جو عدم کے بعد مرتبۂ وہم مین صورت پذیر ہوا اس سے وحدت وجود
حقیقی مین کوئی تغیر راہ نہین پاسکتا ہے اور یہ توحید کہ عبارت نفی وجود ممکنات سے ہے خواہ شہودی ہو کہ بسبب
غلبۂ محبت محبوب حقیقی کے غیر محبوب نظر عاشق سے محقق ہوگیا ہو اور سواے واحد حقیقی کے اوسکی نظر مین کچھہ
باقی نرہا ہو گو درحقیقت وجود غیر منتفی نہوا ہو باوجودیکہ حقیقت مین اللہ تعالیٰ کا غیر موجود نہو یہ امر کسی طرح
حلول و اتحاد حق تعالیٰ سے اپنے غیر مین نہین دیتا ہے اور فنا اور بقا اور اضمحلال ذات وصفات صوفی
کا ذات حق تعالیٰ مین کہ صوفیہ اوسکے قائل ہین یہ تمام مراتب علم مین کہتے ہین نہ خارج مین اور انکا قول ہی

Marfat.com

رباعی تا بندہ زخود فانی مطلق نہ شود ٭ توحید بنزد او محقق نہ شود ٭ توحید حلول نیست نابودن تست
ورنہ بگزاف آدمی حق نہ شود ٭ اور امر تحقیقی یہ ہی کہ ریاضات و مجاہدات اور صحبت شیخ کامل سے بلکہ محض فضل الہی سے
صوفی ایسی حالت کو پہونچ جاتا ہے کہ اوسکو حق سے آگاہی دائمی اور اپنے وجود اور توابع وجود سے نسیان
حاصل ہو جاتا ہے ایسے وقت مین علوم و معارف عالی عشق و محبت مین منکشف ہوتے ہین۔ مختصر یہ ہے کہ اللہ
کی ذات ہمیشہ سے وصف وحدانیت کے ساتھہ موصوف ہے کوئی فصیح و بلیغ اتنا رتبہ نہین رکھتا کہ اوسکے اوصاف کو
بیان کر سکے اوسکی تعریف حیطۂ بیان سے باہر ہے اوسکی کنہ کو افکار کا پہونچنا محال ہے بڑے بڑے عقلا اور ارباب
کمال کو اوسکی معرفت مین تحیر ہے جو کچھہ عقل و فہم اور حواس مین آتا ہے اون سب سے اللہ کی ذات مبرا ہے کیونکہ یہہ
سب محدثات ہین اور محدث سواے محدث کے ادراک نہین کر سکتا اوسکے وجود کی دلیل اوسکا وجود ہی ہے اور اوسکے
شہود کی برہان اوسکا شہود ہی ہے اوسکے کنہ کے ادراک مین عاجزی ہے جو کوئی اس بات کا دعوی کرے کہ مین
اچھی طرح واحد کو جانتا ہون اور میرا ادراک وہان تک منتہی ہوا ہے تو خیال اوسکا صحیح نہین یہ انتہا اوسکے ادراک کی
ہوگی نہ واحد کی اور جو کوئی واحد کو اپنی معرفت مین منحصر سمجھے وہ درحقیقت دہوکے مین پڑا ہوا ہے بعض صوفیہ کے قول
سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید تفرقہ اور پریشان خاطری کے دور کر دینے اور جمعیت خاطر کے بہم پہونچنے کو کہتے ہین
اور یہ وصف توحید حالی کے ابتدا مین لازم ہوتا ہے اور اوسکی انتہا مین ممکن ہے کہ کوئی شخص تفرقہ کے وقت دلجمعی
مین مستغرق ہو اور جمعیت کے وقت تفرقہ رکھتا ہو اور اوسکو تفرقہ اور جمعیت دونون ایک وقت مین حاصل ہو
اور کمال بہی توحید کا اسی مین ہے۔

مراتب توحید

توحید کے چار مرتبے ہین اول توحید ایمانی دوم توحید علمی۔ سوم توحید حالی چہارم توحید الہی **توحید ایمانی** یہ ہے
کہ بندہ موافق کلام الہی اور خبر رسول کی اس بات کی تصدیق اور زبان سے اسکا اقرار کرے کہ حق سبحانہ تعالے
معبود ہے وہی عبادت کے لایق ہے اور یہ توحید جب حاصل ہوتی ہے کہ مخبر صادق کی تصدیق کرے اور اوسکی
خبر کو دل سے سچ جانتا ہو اور ظاہر علم سے یہ توحید حاصل کی جاتی ہے اور اس توحید کی وجہ سے شرک جلی سے
بندہ خلاصی پاتا ہے اور مسلمانون کے زمرہ مین شمار ہوتا ہے صوفی لوگ بہی اس ضرورت سے کہ احکام اسلام
اونپر جاری رہین تمام مومنون کے ساتھہ اس توحید ایمانی مین شریک ہین اور دوسرے مراتب توحید کے ساتھہ
متفرد اور مخصوص ہین وہ مراتب عام مومنین کو حاصل نہین۔ **توحید علمی** باطن علم سے جسے علم الیقین
کہتے ہین حاصل کی جاتی ہے اور یہ اسطرح پر ہے کہ بندہ طریق تصوف کے ابتدا ہی مین یقین کرلے کہ موجود حقیقی
اور مؤثر مطلق خدا کے سوا دوسرا نہین اور تمام عالم کی ذات و صفات اور افعال کو ذات و صفات الہی مین

محو اور ناچیز جانے ہر ایک ذات کو اوسی ذات مطلق کا نور سمجھے اور اس یقین کا پورا علم آجاے اور جسجگہہ کوئی علم وقدرت وارادہ وسمع وبصر پاوے اوسے اللہ کی علم وقدرت وارادہ وسمع وبصر کے آثار کا ایک اثر جانے اسی طرح تمام صفات وافعال کو قیاس کر لینا چاہیے یہ مرتبہ صوفیہ کے مراتب مین سے پہلا ہی مرتبہ ہے تھوڑا سا حصہ اسمین سے توحید عام کے ساتھہ بھی لگیا ہے اور اس توحید علمی کے مشابہ ایک مرتبہ ہے کہ کوتہ نظر لوگ اوسے توحید علمی سمجھ لیتے ہین حالانکہ وہ توحید علمی نہین بلکہ **توحید رسمی** ہے اور یہ اس طرح ہے کہ کوئی ذکی الفہم آدمی کتب صوفیہ کے دیکھنے یا کسی سے سن لینے کے بعد بھی مفہوم توحید کا تصور کرلے اور علم توحید کی صورت کا ایک نشان اوسکے دل پر چھا جاے اور اس وجہ سے بحث ومناظرہ مین کبھی کبھی بے مغز بات کہنے لگے اور توحید کا کوئی اثر اوسمین نہو اور توحید علمی اگرچہ توحید حالی سے بدرجہا کمتر ہے مگر کچھہ حصہ اوسکا اسمین ملگیا ہے اسی لئے اس قسم کی توحید والون کو سرور وذوق خوب رہتا ہے اسی لئے کہ توحید حالی کے حصہ کی برکت سے اسکے دل سے رسوم وقیود کی بعضی ظلمتین دفع ہوجاتی ہین چنانچہ کبھی کبھی اپنے علم کے موافق عمل کرنے لگتا ہے اور اسباب سے جو افعال الہی کا آلہ ہین قطع نظر کرسکتا ہے مگر جو کہ ابھی تک ظلمت بہت سی باقی ہوتی ہے اپنے علم کے موافق پورا پورا عمل نہین کرسکتا اور علم کے نتائج اور مقتضیات سے بے خبر رہتا ہے اور اس توحید کا فائدہ یہ ہے کہ بندہ اسکی وجہ سے بعض شرک خفی سے بچ جاتا ہے

توحید حالی اوسے کہتے ہین کہ موحد کا حال موحد کی ذات کا وصف لازم ہوجاے کسی طرح اوسکی ذات سے جدا نہوسکے اور توحید اوسپر اتنا غلبہ کرے کہ بہت سے ظلمات رسوم وجود مضمحل اور بیکار ہوجائین نہایت ہی کم باقی رہجائین اور نور علم توحید اور نور حالی توحید دونون اس طرح ملجائین جیسے کواکب کی روشنی آفتاب کی روشنی مین ڈوب جاتی ہے اور موحد مقام وجود مین جمال وجود واحد کے مشاہدہ مین ایسا مستغرق ہوجاے کہ سوا ذات وصفات واحد کے اوسکو اور کچھہ نہ نظر آئے یہان تک کہ وہ اس توحید کو یہ جانے کہ واحد کی صفت ہے نہ میری اور یہ دیکھنا بھی اوسیکی صفت ہے اور اس طرح قطرے کی مانند تلاطم امواج بحر توحید کے تصرف مین پڑجائے کہ اوسمین بالکل ڈوب جاے یہ توحید نور مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے اور توحید علمی نور مراقبہ سے پیدا ہوتی ہے اس توحید کی وجہ سے بہت سی بشریت کی رسوم اور عادتین مٹ جاتی ہین جسطرح سورج کی روشنی کے سامنے بہت سی تاریکیان زمین سے دور ہوجاتی ہین اور توحید علمی کی وجہ سے کچھہ تھوڑی سی رسوم مٹتی ہین اسکی مثال یہ ہے کہ چاند جب طلوع کرتا ہے تو اوسکے نور سے تاریکی کے بعضے اجزا تو مٹ جاتے ہین اور بہت سے بدستور باقی رہتے ہین اور توحید حالی مین بعضے رسوم کے باقی رہجانے کی وجہ یہ ہے کہ موحد سے ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کا صدور ممکن ہو اور اسوجہ سے حالت حیات مین پورا پورا توحید کا حق ادا نہوسکے اس توحید کی وجہ سے بہت سا حصہ شرک خفی کا زائل ہوجاتا ہے اور خواص موحدون کو اپنی زندگی کی حالت مین کبھی کبھی ایسا واقعہ بھی پیش آجاتا ہے

Marfat.com

کہ حقیقت توحید خالص کی چمک اونکو اسطرح نظر آجاتی ہے کہ جیسے بجلی کوند گئی اور ایسے ہی ہوتے ہوتے تمام شرک خفی جاتا رہتا ہے اس سے بڑھکر اور مرتبہ آدمی کے لئے توحید کا نہین **توحید الٰہی** یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ازل سے بذات خود وصف وحدانیت کے ساتھہ موصوف ہے کسیکی توحید کی وجہ سے اوسکو وحدانیت حاصل نہین توحید حقیقی یہی ہے اسمین کسیطرحکا نقصان نہین ملائکہ اور آدمیون کی توحید اسوجہ سے ناقص ہے کہ اون کے وجود مین نقصان پڑا ہوا ہے -

اسما و صفات الٰہی

صوفیون کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماے حسنیٰ اور صفات علیا بے تعداد ہین ہر ایک نام ایک صفت کی دلیل ہے اور ہر ایک صفت سے ایک معرفت دریافت ہوتی ہے اور ہر ایک معرفت سے ربوبیت اوسکی ظاہر ہے اور اوسکی ربوبیت عبودیت کو چاہتی ہے اونہین سے تنانوین نام تو کتب حدیث مین مذکور ہین جنہین اسماے حسنیٰ کہتے ہین چنانچہ ابو ہریرہؓ سے ترمذی نے اور بیہقی نے دعوات کبیر مین روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان للہ تسعۃ وتسعین اسما من احصیہا دخل الجنۃ یعنی اللہ تعالیٰ کے تنانوین نام ہین جو کوئی اونکو یاد کرے داخل ہوگا بہشت مین اور صوفیہ صافی نے ایکہزار ایک نام معلوم کئے ہین جسمو افق استعداد فہم اور طاقت بشری کے جناب باری نے ظاہر کردئے ہین اور جمال صفات کو اون مظاہر مین مشتاقون کی نظرون مین جلوہ گر کردیا ہے کہ ان کو ہر وقت ان تجلیات سے تسلی حاصل ہوتی رہے اور ہر وقت ایک اسم کے پردے مین سے ایک صفت کا جمال انپر ظاہر ہوتا رہے جس سے ان کے ذوق وشوق کو ترقی حاصل ہوتی رہے اس لئے کہ جب کوئی صفت ان پر روشن ہوتی ہے تو ایک نیا ذوق ان کے دل مین پیدا ہوتا ہے اور ہر دل یہ چاہتا ہے کہ جمال ذات کا دیدار کرین جس کا حصول یوم قیامت تک ممکن نہین اللہ تعالیٰ کے اسما انہین ناموں مین منحصر نہین اوسکے بہت سے نام ہین جنپر کسی کو اطلاع نہین اور اون کے صفات بھی شمار سے باہر ہین صفات حقیقی اشاعرہ کے نزدیک سات ہین حیات علم قدرت ارادہ سمع بصر کلام اور ماتریدیہ نے ان سات پر ایک اور صفت اضافہ کی ہے اوسکا نام تکوین رکھا ہے ان کے نزدیک صفات حقیقی آٹھہ ہین مگر صوفیہ کے نزدیک نہ ان کی نہایت ہے اور نہ صفات اضافی وغیرہ کی نہایت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ زمین مین جتنے درخت ہین قلم بن جائین اور دریا سیاہی ہوجاے اور سات سمندرون سے اوسکا سلسلہ ملادیا جاوے اور اللہ کی باتین اون سے لکھی جائین تب بھی وہ تمام نہین یعنی حق کی باتین صفات کمال پر دلالت کرتے ہین تمام نہون

بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است ۔ صد سال مے تواں سخن از زلف یار گفت ۔ اور جسقدر اللہ

کے اسما و صفات بندون تک پہونچے ہین اور شرع نے حکم دیا ہے کہ اون کے موافق اپنے مین عادات پیدا کرنا چاہیے
تو یہان یہ تصور نہ کرنا چاہیے کہ جو کچھ معنی اون کے متبادر ہین اور جو مراتب ان اسما کے متعارف ہین وہی ہین کیونکہ جو
انسان کے مراتب اور اوصاف کی انتہا ہے اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات کے مراتب و درجات بے انتہا ہین جس طرح
اسما کی انتہا نہین ہے اسی طرح ہر اسم کے معنی اور بطون کی بھی انتہا نہین ہے جس قدر مین جتنا ادراک ہوتا ہے اوسقدر
اون کے معنی اوسکو حاصل ہوتے ہین اور جسقدر جس طالب مین حظ ہوتا ہے اوسی قدر بطن کے ساتھہ خصوصیت
حاصل کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اتصاف صفات کے ساتھہ اوسطرح نہین جسطرح مخلوق اپنی صفات
کے ساتھہ متصف ہوتی ہے کیونکہ جس طرح ذات الٰہی کسی ذات کی مثل نہین اسی طرح اوسکی صفات بھی کسی کے
مشابہ نہین اللہ تعالیٰ نے جو یہ اسما اور صفات ظاہر کئے ہین تو اس سے اوسکی دو مرادین ہین (۱) اللہ
تعالیٰ نے بنی آدم کی استعداد مین ان صفات کی قبولیت کا حصہ رکھا ہے اس لئے اسما کے لباس مین صفات
کی تجلی مقرر کی ہے تاکہ ہر ایک آدمی اپنی استعداد کے موافق جو کچھ اوسکا حصہ ہو اون صفات سے حاصل کرلے۔
(۲) تادیب و تعلیم بندے کی مقصود ہے کہ بندہ اپنی طبیعت سے اللہ کے لئے نام و صفت نہ اختراع کرے بلکہ
نام اور صفت اپنے لئے خود خدا نے مقرر کی ہے اونہین کے ساتھہ اوسے یاد کیا کرے اور تمام صوفیون کا اس
بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت اس حیثیت سے کہ اللہ کی صفت ہے حقیقت ثابت اور معنی متحقق و
متمیز ہے یعنی کریم کے معنی علیحدہ ہین اور غفور کے معنی علیحدہ وغیرہ وغیرہ اور یہ ہر ایک صفت متحقق ہے مگر ذات
الٰہی کے اعتبار سے یہ تمام صفات ایک شے ہین باہم متمایز نہین یعنی وہی ایک ذات رحیم بھی ہے کریم بھی ہے
غفور بھی ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ صفات پروردگار کی عین ہین سب صوفیہ وجودیہ کا اسپر اتفاق ہے یعنی واجب کا اثر
محض ذات پر مترتب ہوتا ہے اور ممکن کا اثر ذات مع صفت پر مترتب ہوتا ہے اور صوفیہ شہودیہ مسماۃ صفات مین
اہل سنت کے ساتھہ اتفاق رکھتے ہین چنانچہ مجدد الف ثانی نے اس بحث کو بڑی تفصیل کے ساتھہ معارف لدنیہ
وغیرہ مین بیان کیا ہے اور صفات الٰہی کا ذات الٰہی پر زائد ہونا ثابت کیا ہے اور مذہب صوفیہ وجودیہ کی توضیح یہ ہے
کہ تمہاری ذات اشیا کے جاننے کے لئے کافی نہین ہے جب تک وہ صفت بھی تم مین قایم نہ ہو جاے جو اشیا کے
جاننے کا مبدء واقع ہو بخلاف خدا کے کہ وہ اشیا کے جاننے مین کسی صفت کا محتاج نہین ہے جو اوسکی ذات کے
ساتھہ قائم ہو بلکہ خاص اوسکی ذات مبدء ہر چیز کے انکشاف کا ہے اور اس اعتبار سے ذات عین علم ہے غرضکہ ذات
و صفات حقیقت مین متحد ہین مفہوم اور مرجع مین متغائر ہین اس بات سے نفی صفات کی پیدا ہوتی ہے باوجودیکہ اوسکے
نتایج اور ثمرات تنہا ذات سے حاصل ہین اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علیؓ نے کہا ہے کمال التوحید
نفی الصفات عنہ اور ایک روایت مین یون ہے کمال الاخلاص نفی الصفات عنہ یہ خیال نکرنا چاہیے

Marfat.com

کہ اس تقدیر پر خدا کو عالم نہین کہہ سکتے اس لیئے کہ عالم سے وہ ذات مراد ہوتی ہے جسپر اشیا منکشف ہون انکشاف کا مبدء
خواہ اوسکی ذات خاص ہو یا کوئی صفت ذات پر زائد ہو اور اس مسلک مین جیسا کہ کہہ سکتے ہین صفات خدا ذات خدا
کی عین ہین اسی طرح کہہ سکتے ہین کہ صفات الہی اپنے مفہوم کے اعتبار سے ذات الہی سے غیر ہین اور یہ بھی کہہ سکتے ہین
کہ صفات خدا نہ ذات الہی کے عین ہین اور نہ غیر ہین -

علم الہی اور علم حضوری حصولی

شیخ قیصری نے شرح فصوص مین کہا ہے کہ حق تعالی کو اپنی ذات کا علم عین ذات ہے اور علم کا علم جناب الہی کو یہ ہے
کہ اوس ذات مقدس مین اشیا کی صورتین حاصل ہین خواہ کلی ہون یا جزئی لا یعزب عنه مثقال ذرة فی الارض
ولا فی السماء غائب نہین رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین مین اور نہ آسمان مین - پس اللہ تعالی اپنی ذات
مقدس کو خاص اپنی ذات کے ساتھہ جانتا ہے یہی صورتین اللہ کا علم ہین شیئ کے جب مشخصات کو دور کر دیتے ہین تو
جو کچھہ باقی رہتا ہے صورت کہلاتی ہے اگر ذات بہت سی چیزون کا محل ہو تو اسمین مضائقہ نہین اس لیئے کہ اشیا
وجود و حقیقت کے اعتبار سے عین حق ہین اور تعین و تقید و تشخص کے اعتبار سے غیر ہین پس حقیقت مین حال و محل
جدا جدا ہین بلکہ ایک ہی چیز نے صورت حالی و صورت محلی مین ظہور کیا ہے نفس الامر اسی علم محیط سے مراد ہے جس کی
تحقیق مین علما و حکما کو بڑی حیرت ہے اور جو خواجہ نصیر الدین طوسی نے کہا ہے کہ نفس الامر عقل فعال کی صور علمیہ کا
نام ہے یہ بھی درست ہے اس لیئے کہ عقل فعال کی جو صور علمیہ ہین وہ حق تعالی کی صور علمیہ ہین اور جتنی ماہیات
ہین وہ اشیا کی صور کلیہ ہین علم حق مین اور اگر کوئی کہے کہ ماہیات و حقایق اشیا کے عین ہین تو یہ بھی صحیح ہے
اور شیخ بوعلی کی راے یہ ہے کہ اللہ تعالی کو علم اشیا کا حصولی ہے جیسا کہ قیصری نے بیان کیا ہے کہ علم حق تعالی کو
اشیا کا علم حصولی ہے اور اپنی ذات مقدس کا حضوری اور تفصیل اسکی اسطرح ہے کہ علم یعنی جاننا دو طرح کا ہوتا ہے
ایک یہ کہ اسمین جاننا اور جاننے والا اور جانا گیا تینون غیر ہون اسکا نام علم حصولی ہے **دوسرے** یہ کہ
اوسمین جاننا اور جاننے والا اور جانا گیا تینون ایک ہون اسکا نام علم حضوری ہے اس لیئے کہ جب جاننا اور
جاننے والا اور جانا گیا تینون ایک ہوے تب آپ کو آپ ہی جانے گا جس طرح سے کہ خدا اپنی ذات کا آپ جاننے
والا ہے اور اوسکی ذات جانی گئی ہے اس صورت مین جاننے والا اور جانا گیا تینون ایک ہوے تب آپکو
آپ ہی جانیگا جس طرح سے کہ خدا اپنی ذات کا آپ جاننے والا ہے اور اوسکی ذات جانی گئی ہے اس صورت مین
جاننے والا اور جانا گیا دونون ایک ہوے اسلیئے کہ ذات شخص کی وہی شخص ہے جبکہ وہ شخص جاننے والا ہوا
اور ذات جانی گئی شہری تو ثابت ہوا کہ دونون ایک ہین اب اس بات پر آیے کہ جاننا کیونکر ایک ہوا اسکا جواب
یہ ہے کہ جسجگہہ جاننے والے اور جانے گئے مین تفاوت ہوگا وہین جاننا ان دونون کے سوا تیسری چیز کا ہوگا اور

Marfat.com

جہان یہ دونون ایکسے جاوینگے وہان وہی جانا گیا جاننا بھی ہے اس صورت مین کہ فلانے کو بڑا علم ہے اور فلانے
بڑی معلومات ہے دونون ایک معنی رکھتے ہین اور ایک مقام مین مستعمل ہوتے ہین اس بیان سے یہ بات واضح
ہوئی کہ جب جاننا اور جانے گئے مین کچھہ فرق نرہا اور جانا گیا اور جاننے والا دونون ایک ٹھہرے تب جاننا
اور جاننے والا بھی ایک ٹھہرا اور نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ جاننے والا اور جانا گیا دونون باہم ایک ہین۔
دلیل اسپر یہ ہے کہ جو دو چیزین آپس مین سب وجہ سے باہم برابر ہون گی تو ان دونون مین سے ایک کی
نظیر بھی دوسرے کی ہو بہو نظیر ہوگی جس طرح سے دو لکیرین ایسی کھینچے کہ آپس مین کم و زیادہ نہون اور یہ بات
کہے کہ ایک لکیر اور کھینچنا چاہیے کہ ان دونون لکیرون مین سے کسی کی برابر ہو ظاہر ہے کہ جب کوئی آدمی لکیر
کھینچے گا اور ان دونون مین سے ایک لکیر کی برابر ہوگی تو یقین ہے کہ جب ایک کی برابر ہونا ثابت ہوا تب
دوسری لکیر کی بھی برابر ہوگی کس لیئے کہ وہ دونون بھی باہم برابر ہین اور اس دلیل سے اور برہان قطعی سے
وہ بات بھی ثابت اور یقینی ہوگئی جو تحریر اقلیدس مین مذکور ہے کہ مساوی کا مساوی بھی مساوی ہوتا ہے
اب سنو آدمی کو جو اپنی ذات کا علم ہے وہ بھی حضوری ہے اور یہ علم کچھہ پڑھنے پڑھانے سے نہین آتا خود بخود اپنی
روح کا علم انسان کو ہوتا ہے جس وقت بدن کے ساتھہ علاقہ ہوا اسی وقت یہ علم انسان کو حاصل ہوا مگر وہ علم
جو حق تعالیٰ کو اپنی ذات کا ہے حضوری قدیم کہلاتا ہے اور وہ علم جو ہمین اپنی ذات کا ہے حضوری حادث
کہلاتا ہے اور بعض کی راے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کے سوا اشیاے موجودہ کا بھی علم حضوری ہے
اس لیئے کہ اہل تحقیق کے نزدیک سب چیزین اوسیکی مظاہر جسمیہ ہین اور سب اوسکی ذات کے ساتھہ متحد ہین
ذات الہی بمنزلہ شخص کے ہے اور اشیا آئینہ خانہ ہین اوس شخص کے بہت سی عکسون کی مثل ہین جو کہ عکس کا
وجود بعینہ شخص کا وجود ہے بلکہ سب ایک وجود اصلی کے ظل ہین اور ظلال کا وجود اصلی کے مقابلہ مین کوئی شمار
نہین اسی دلیل سے ثابت ہے کہ اشیا کا وجود جو صانع کے وجود کا عکس ہے بعینہ صانع کا وجود ہے اور وجود
صانع کے مقابلہ مین اشیا کوئی چیز نہین ہین اس صورت مین اللہ تعالیٰ کو اشیا کا علم اپنی ذات کے علم کے
مشابہ ہے مگر بعض محققین صوفیہ و حکما و علما اس دلیل کو نہین مانتے باطل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ
کو اشیا کا علم حصولی ہے اور وہ ایک نسبت ہے جاننے والے اور جانے گئے کی درمیان مین کہ ایک دوسرے سے
غیر ہوتا ہے جیسے جاننا حق تعالیٰ کا ممکنات کو اور علم حصولی کی بھی دو قسمین ہین قدیم اور حادث قدیم جیسے
اللہ تعالیٰ کو ممکنات کا علم حادث جیسے انسان کو اون چیزون کا علم جو اوسکی ذات کے سوا ہین

اسم کا اطلاق صفت پر

صوفیہ کہتے ہین کہ اطلاق اسم کا صفت پر بھی شائع ہے اور اسکی تین قسمین ہین اس لیئے کہ یا تو ذات الہی پر اور سکو

کسی امر عدمی کی وجہ سے اطلاق کرتے ہین اور اسے **اسم ذات** کہتے ہین جیسے قدوس یا کسی ایسے
امر وجودی کے اعتبار سے اوسکو اطلاق کرتے ہین کہ اوسکا سمجھنا غیر کے سمجھنے پر موقوف نہین ہوتا ہے اسے
اسم صفت کہتے ہین جیسے حی یا کسی ایسے امر وجودی کے اعتبار سے اطلاق کرتے ہین کہ اوسکا سمجھنا
غیر کے سمجھنے کا محتاج ہوتا ہے اسے **اسم فعل** کہتے ہین جیسے خالق اور اسم جامع اللہ اور رحمٰن
ہے اور سب اسماے الہی کی جڑ اور اصل یہ ہین اول آخر ظاہر باطن **اسم اعظم** نہایت مخفی ہے
اور اطلاع اوسپر کشف وصفائی پر موقوف ہے قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے نزدیک اسم اعظم **ھو** ہے اس لئے کہ
وہ ایک حرف ہے واؤ حرف ہا کے ضمہ کے ظاہر کرنے اور کھینچنے کے لئے آخر مین پیدا ہوگئی ہے اور وہ اسم
مطلق ہے نہ معدول ہے نہ مشتق ہے کیونکہ مشتق اشتراک سے خالی نہین ہوتا اسلئے وحدت کی بنا اوسپر بھی
نہین اور ہو اصل تمام اسما کی ہے جیسے سورۂ فاتحہ اصل سارے قرآن کی ہے ۵ اسم اعظم جامع اسما بود؛ صورت
او معنی اشیا بود؛ اسم دریا و تعین موج او؛ این کسی داند کہ او از ما بود؛ کسی نے ابو یزیدؒ بسطامی سے پوچھا کہ اسم
اعظم کونسا ہے فرمایا تو مجھکو اسم اصغر دکھلادے تو مین تجھے اسم اعظم بتادون گا وہ حیران ہوکر رہگیا پھر فرمایا کہ سارے
اسماے الہی عظیم ہین غرض شیخ کی اس قول سے اسم اعظم سے انکار نہین ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا نے اس اسم کو
مخلوق سے پوشیدہ رکھا ہے اسم اعظم کے بیان مین اور بہت سے قول وارد ہوئے ہین بعضون نے کہا ہے کہ بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم اسم اعظم ہے اور بعضون نے حی القیوم کو بتایا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین نے باب ۳۶۷ فتوحات مین امام
محمد بن علی ترمذیؒ کے جواب مین اسکو بیان کیا ہے الاسم الاعظم الذی لا مدلول لہ سوی عین الجمع وفیہ
الحی القیوم فلا بد فان قلت فھو اللہ قلت لا ادری فانہ یفعل بالخاصیۃ وھذہ اللفظ انما یفعل
بالصدق اذا کان صفۃ للمتلفظ بھا بخلاف ذلک الاسم ولکن الظاھر من مذھب الترمذی ان
راس الاسماء الذی اسندوجب جمیع الاسماء انما ھو الانسان الکبیر وھو الکامل اسم اعظم وہ ہے کہ جسکی
کوئی معنی سوا اسکے نہین کہ وہ سب کا عین ہے یعنی ایک ذات مشخصہ یا شخص ہے جو سب مین دائر سائر ہے اور اس
مرتبہ مین حی القیوم ہے پس اگر تو کہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہے تو مین جواب دونگا کہ مین اسے نہین سمجھتا ہون اس لئے کہ اسم اعظم
کہ اپنی خاصیت سے اثر کرتا ہے اور لفظ اللہ مین کوئی ایسی خاصیت نہین بلکہ وہ اوسوقت اثر کرتا ہے کہ جب اوس کے
بولنے والے کی وہ صفت بن جاے یعنی بولنے والا اوسمین فنا ہوجاے برخلاف اوس اسم کے لیکن مذہب ترمذی سے
یہ ظاہر ہے کہ تمام اسما کا مدار کہ جو مبدء ہے سارے اسماے الہی کا انسان کبیر ہے اور وہی کامل ہے اور شیخ
موصوف نے فتوحات کے باب ۷۳ مین فرمایا ہے معلوم عند الخاص والعام ان ثم اسما عاما یسمی الاسم
الاعظم وھو فی اٰیۃ الکرسی واول سورۃ اٰل عمران یعنی یہ بات خاص و عام کو معلوم ہے کہ وہان ایک اسم عام ہے کہ

Marfat.com

جسے اسم اعظم کہتے ہین اور وہ آیۃ الکرسی مین اور شروع مین سورۂ آل عمران کے موجود ہے اور وہ لفظ حی القیوم ہے
کہ آیت کرسی مین بھی آیا ہے اور سورۂ آل عمران کے اول مین بھی آیا ہے اور بعضون نے مالک الملک کو اسم اعظم
جانا ہے اور بعضون نے کلمۂ توحید کو اور بعضون نے اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم کو اور حضرت
امام زین العابدین سے منقول ہے کہ اونہون نے رب العزت سے سوال کیا کہ مجھکو اسم اعظم بتلادے اونکو خواب مین کہا یا
کہ اسم اعظم لا الہ الا اللہ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ مخفی ہے اسماے حسنیٰ مین اور بعضون نے کہا آلم ہے
اور بعضون نے کہا ہے کہ اسماے الہی مین سے جس اسم کے ساتھ اللہ کو بندہ خضوع و استغراق کے طور پر یاد کرے
اسطرح کہ اوسکے باطن مین اوس حالت مین سوا اوسکے کچھہ نہووے وہ اسم اعظم ہے اور دعا اوسکے ساتھ قبول ہوتی ہے
یہ قول حضرت امام جعفر صادقؑ کا ہے اور ابو سلیمان دارانیؒ نے کہا کہ مینے بعضے مشایخ سے اسم اعظم کو پوچھا جواب دیا کہ
تم اپنے دل کو پہچانتے ہو مینے کہا ہان فرمایا کہ جسوقت تم اپنے دل کو دیکھو کہ خدا کی طرف متوجہ ہوا اور نرم ہوا تو اپنی حاجت
مانگو کہ یہی اسم اعظم ہے اور ابو الربیع سے کسی نے کہا کہ مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے کہا کہ اطع اللہ یطعک یعنی
اللہ کی فرمانبرداری کر کہ وہ تیری عرض قبول کریگا حاصل یہ ہے کہ اطاعت کرو اسم اعظم ہے کہ اس سے اللہ مہربان
ہوتا ہے اور دعا قبول کرتا ہے۔

ائمہ سبعہ و امام الائمہ

جس طرح ذات الہی کی کنھ نہین معلوم ہوسکتی اسی طرح صفات الہی کی کنھ بھی نہین معلوم ہوسکتی ہے لیکن جو کہ صفات
الہی کے پرتوے انسان کی ماہیت پر پڑے ہین اس لئے اونکو معتدبہ وجہ کے ساتھ ادراک کرسکتا ہے اور چونکہ
انسان واجب الوجود نہین ہے اس لئے اونکی کنھ کے سمجھنے مین قاصر ہے اور سب صفات کی اصل چھہ صفتین ہین
حیات علم ارادہ قدرت سمع بصر کلام انکو ائمہ سبعہ کہتے ہین اور بعضون نے بجاے سمع و بصیر کے جو اونہی مین متوسط
کو ذکر کیا ہے اور امام الائمہ سب کے نزدیک صفات مین لفظ حی ہے اور مولانا عبد الرزاق کاشیؒ کے نزدیک لفظ علم
ہے جس نے کہ لفظ حی کو امام الائمہ قرار دیا ہے اوس نے اس بات پر لحاظ کیا کہ حیات علم کے لئے شرط ہے
پس علم سے اشرف ہے اور جسنے علم کو امام الائمہ مانا اوسنے اس امر پر خیال کیا کہ علم حیات سے اشرف ہے۔

اسم الہی کی سلطنت و ظہور اور اعیان ثابتہ اور ممتنعات اور مفاتیح الغیب

صوفیہ کہتے ہین کہ ہر زمانہ مین ایک اسم الہی کو سلطنت اور ظہور حاصل رہتا ہے جب ایک اسم کی سلطنت و ظہور کا
دورہ ختم ہوچکتا ہے تو ایک دوسرے اسم مین جسکی سلطنت و ظہور کا دورہ ہوتا ہے یہ اسم مستور ہوجاتا ہے
سبعہ سیارات کا دورہ بھی انہین سے متعلق ہین قرآن مین جو آیا ہے کل یوم ھو فی شان یعنی ہر دن وہ اب
نئی شان مین ہے اسمین شان سے مراد ایک اسم کے ظہور کی نوبت ہے اور کل یوم سے مراد سبعہ سیارہ کے

دورے ہین جسکی مقدار ہزار سال ہے اور اشیاء کی صُوَرِ متمیزہ جو علم حق مین ہین اور عبارت ہے علم حق سے اون کے
مبادی یعنی اسباب اسمائے الہی ہین اور اون صور متمیزہ کو اعیان ثابتہ کہتے ہین خواہ کلی ہون یا جزئی۔
اور یہ صور علمی ازل مین ذات حق سے فیض اقدس کی عنایت سے موجود ہوتی ہین اور اعیان ثابتہ کو ایک نسبت اسمائے
الہی سے ہے اور ایک نسبت اعیان خارجی سے ہے۔ اسمائے الٰہی کے ساتھ یہ اعیان ثابتہ بدن کی نسبت
رکھتے ہین یعنی یہ گویا اون کے بدن ہین اور وہ ان کے ارواح ہین اور یہ اعیان ثابتہ اعیان خارجیہ کے حق مین
ارواح کا حکم رکھتی ہین اور اعیان خارجیہ کو ان کے ذریعہ سے فیض پہونچتا ہے مگر فیض رسی انہین پر منحصر نہین بلکہ
فیض بے واسطہ بھی موجودات خارجی کو ایک خاص وجہ سے جو انہین حق تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہے پہونچتا ہے
اور سارے حقایق ممکنہ اوجود خارج مین موجود ہین اور افراد کا تحقق اوقات معینہ پر موقوف ہے کہ ہر ایک اپنے
اوس خاص وقت مین موجود ہوتا ہے جو اوس کے مستحق ہونے کے لئے مقرر ہے اور ممتنعات کی نسبت بعض کی
راے یہ ہے کہ اونکی صورتین حق تعالیٰ کے علم مین متحقق ہین اور یہ کئی ایسے ناموں کا مظہر ہین جو کبھی ظہور نخانہ حق سے
باہر نہین آتے اور یہ جو حدیث صحیح مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ
ھُوَلَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِی کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَہٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ فِی مَکْنُوْنِ الْغَیْبِ
عِنْدَکَ رواہ ابن مردویہ عن ابن مسعود ای اللہ مین سوال کرتا ہون تجھسے بواسطہ ہر اسم کے جو تیرے لئے ہے جس سے
کہ تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا اور نازل کیا تو نے اوسکو اپنی کتاب مین یا سکھایا تو نے کسی کو اپنی مخلوق مین سے
یا اختیار کیا تو نے پردہ غیب مین اپنے نزدیک انہین اسمائی طرف اشارہ ہے اور انکو مفاتیح الغیب کہتے ہین اور
یہ اون اسماء کے اسباب ہین جو اعیان ثابتہ کے اسباب ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اونکی صورتین علم حق مین نہین
جیسے شریک باری اور اجتماع نقیضین اور علم حق انکو اسطرح احاطہ کئے ہوئے ہے جیسے کہ وہم و عقل علم الٰہی کا
احاطہ کر لیتے ہین کیونکہ ہر ایک غیر موجود کو فرض کر سکتے ہین۔

وہ اسماء جن سے اللہ تعالیٰ کی جسمیت پیدا ہوتی ہے

اس قسم کی باتین جو آیات و احادیث سے معلوم ہوتی ہین کہ اللہ عرش پر ہے اور اوس کے لئے ہاتھ اور منھ ہے اور
اوسکی سمائی مومن کے دل مین ہے یا آخر شب مین آسمان اول پر نازل ہوتا ہے ان سب باتون پر ایمان بالغیب لانا
چاہیے اور یہ جان لینا چاہیے کہ یہ سب سچ ہے مگر ہمکو حقیقت اور کیفیت اوسکی معلوم نہین دل سے ان سب
باتون کو سچ جانے اور درپے انکشاف نہو اور ظاہری معنی جو الفاظ کے ہین اون معنی پر حمل کرنا درست نہین کیونکہ
حقیقت اوسکی بندے کے فہم و ادراک سے باہر ہے وہ ذات پاک ان سب باتون سے بری ہے اور تاویلات بھی
یقینی نہین ہین جیساکہ علما نے کہا ہے استوی علی العرش مین استوی سے مراد تصرف ہے اور ید اللہ فوق ایدیکم

Marfat.com

مین ید سے مراد دست قدرت ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مین وجہ سے مراد اوسکی ذات ہے ان مرادی معنون پر بھی جزم و یقین نہ چاہیے ایمان ان باتون پر اسی قدر کافی ہے کہ یہ سب چیزین اوسکی وحدانیت کی دلیل ہین ذات و صفات الہی مین سوای حیرت کے کچھ ہاتھ نہین آتا انسان کیا ملائکہ بھی حیران ہین بندے کے لئے یہی بہتر ہے کہ اللہ کی صفات مین وہ بات کہے جس سے تشبیہ و تعطیل لازم نہ آئے تعطیل اوسے کہتے ہین کہ اوس ذات مقدس کے لئے صفات کمال ثابت نہ کرے اور تشبیہ یہ ہے کہ اوسکے لئے صفات کمال اس طور پر ثابت کرے کہ مخلوق کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے بندے کو تو یہ حکم ہے کہ اس بات پر ایمان لائے کہ یہ صفات اللہ کے لئے ثابت ہین اور موجود ہین اس بات کا حکم نہین ہے کہ ان صفات کی کیفیت کو بھی جانے۔

جبر و قدر

صوفیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالی بندون کے تمام افعال و اعمال کا خالق ہے اور کسیکو مخلوق مین سے اس بات کی قدرت نہین کہ کوئی فعل ایجاد کر سکے مگر ہان جسکو اللہ تعالی نے جسقدر قدرت عطا کرے وہ اوسقدر کر سکتا ہی فاعل کا وجود کہ اصل ہے اپنے اختیار سے نہوگا تو فعل جو وجود کی فرع ہے یہ بھی بطریق اولی اوس کے اختیار سے نہوگا پس جو چیز جیسے خیر و شر کفر و ایمان اطاعت و عصیان سب کو قضا و قدر الہی ایجاد کرتے ہین اور اسمین کسی کی حجت و اعتراض اوسپر وارد نہین ہو سکتا بلکہ سب پر اوسکی حجت بالغہ ثابت ہے اب یہان ایک شبہ ہوتا ہے کہ جب نیکی اور بدی دونون اللہ کی مخلوق ہین اور حدوث اور ظہور اوسکا اللہ کی مشیت اور ارادہ سے ہوتا ہی تو پھر گناہ اور برے کام پر بندے کو تعزیر اور سزا کی کیا وجہ ہے جو کام بندہ کرتا ہے وہ تو مشیت الہی سے وقوع مین آتا ہے بندہ کا قصور کیا ہے اور باوجود اسکے سزا دینا انصاف کیونکر ہوا حالانکہ اللہ جل شانہ عادل ہے ظالم نہین ہے یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی اپنے نوکر سے کہے کہ جا فلان شخص سے مال چھین لا اور جب وہ حکم بجا لائے تو سزا پائے جواب اس شبہ کا یہ ہی کہ بیشک خداوند تعالی کے کام کو بندے کے کام پر قیاس کرنے سے پیدا ہوا ہی کوئی کہے کہ ایسا کام جو کرتا ہے وہ ظالم اور جابر کہلاتا ہے تو یہ بات خداوند عالم کے کام پر روا نہ رکھنا چاہیے کیونکہ بندہ کا وجود اللہ تعالی کی ملک ہے ظاہر ہے کہ مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ جو تصرف چاہے اپنے ملک مین کرے اللہ تعالی جس طرح لطیف صاحب فضل ہے اسی طرح قہار اور عادل بھی ہے اوسکی ذات کے نزدیک لطف و قہر دونون برابر ہین جسطرح لطف چاہتا ہے کہ ظہور مین آوین قہر بھی اپنا ظہور چاہتا ہے اس صورت مین ہر ایک کے لئے جدا جدا مظہر کی ضرورت ہے تو دونون کا مظہر مومن و کافر اور جنت و دوزخ کا وجود ہے پس اللہ تعالی کی حکمت نے ہر صفت کے ظہر کو اپنی مشیت کے موافق پیدا کیا جسکو لطف کا مظہر کیا اوسکے ساتھ صفت فضل سے ابتدا کی جسکو صفت قہر کا مظہر بنایا اوسکے ساتھ عدل جاری کیا اوس کے فضل و عدل کے لئے کسی سبب اور علت کی ضرورت نہین ہے

Marfat.com

یہان سے معلوم ہوا کہ بندون کے افعال کی وجہ سے سعادت وشقاوت پیدا نہین ہوتین ثواب اوسکا فضل ہے
اور عذاب اوسکا عدل ہے اللہ کی رضامندی اور غضب یہ دو صفت قدیم ہین بندون کے افعال متغیر ہونے سے
ان مین تغیر نہین آتا پس جبر اللہ کی رضامندی ہوتی ہے اوس سے اہل بہشت کے کام کرتا ہے اور جبر اوس کا
غضب ٹوٹتا ہے اوسے دوزخیون کے کام پر مائل کرتا ہے یہ جو کچھ بیان کیا گیا اس سے مراد یہ نہین ہے کہ
آدمی بالکل مجبور ہے کسی طرح کا اختیار نہین رکھتا ہے بلکہ بہت سے کام بندے کے اوسکے اختیار کے تابع ہین
مگر اوسکو اپنے اختیار پر اختیار حاصل نہین مطلب اس بات کا یہ ہے کہ فاعل مختار وہ ہوتا ہے جسکے افعال اوس کے
علم وقدرت اور ارادہ کے تابع ہون جو کچھ اوس نے جانا اور پھر اوسکا ارادہ کیا اور قدرت اس ارادہ اور جانکر
کے ساتھ جمع ہوگئی تو بالضرور موجود ہوگیا انسان ایسے اختیار مین محدود ہے کہ یہ فعل بندہ کا نہین ہے کہ علم و
قدرت وارادہ اوسمین موجود ہون اور ایک ہی وقت مین یہ جمع ہوجائین یہ باتین بندے کے اختیار سے باہر ہین
اس لئے بندہ کو مختار بھی جانتے ہین اور مجبور بھی امام حسن رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے ان اللہ لا یطاع
باکراہ ولا یعصی بغلبۃ ولا یملک العباد من المملکۃ یعنی اللہ تعالیٰ بندون کو اپنی اطاعت پر مجبور نہین کرتا
اور کوئی اللہ کی نافرمانی اوسپر غالب ہوکر نہین کرتا اور نہ اللہ اپنی حکومت سے بندون کو بیکار اور مطلق العنان چھوڑ
دیتا ہے امام جعفر صادق سے کسی نے پوچھا کہ اے ابن رسول اللہ کیا حق تعالیٰ نے افعال کے پیدا کرنے کا کام بندون
کے سپرد کردیا ہے آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ الوہیت بندون کے سپرد کرے
سائل نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ بندون کو افعال کے پیدا کرنے پر مجبور کرتا ہے فرمایا کہ وہ عادل ہے کسی پر جبر نہین
کرتا تو سائل نے کہا حقیقت حال کیونکر ہے فرمایا لا جبر ولا تفویض ولکن امر بین امرین نہ مجبوری ہے نہ سپردگی
بلکہ حقیقت امر متوسط ہے درمیان جبر و قدر کے جبر مذہب جبریون کا ہے اور قدر مذہب قدریون کا جبریہ قائل
ہین کہ آدمی کو بالکل اختیار نہین اوسکی حرکت مثل حرکت جمادات کے ہے اور قدری کہتے ہین کہ آدمی مختار کل ہی
اپنے کاروبار مین مستقل ہے اور اپنے افعال کا آپ خالق ہے پس فرمایا کہ یہ دونون مذہب باطل ہین اور بیچ
افراط وتفریط ہے مذہب حق توسط ہے درمیان دونون کے لیکن عقل اس امر متوسط کے ادراک مین حیران ہے
حقیقت مین حیرانی اونکو ہے جو معتقدات مین بحث و جدال کرتے ہین اور اونکو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہین
جب تک کوئی امر عقلاً راست نہو اور معقول نہ ٹھہرے تصدیق نہین کرتے اور اوسپر ایمان نہین لاتے قدر کا بھید
بحث ومناظرہ اور تحریر وتقریر سے ظاہر نہین ہوسکتا اسکے دریافت کرنے کے لئے آئینہ دل کی صفائی زنگ
طبیعت وہوا سے اور اعراض ماسوی اللہ سے اور خدا کی طرف بالکل رجوع کرنا درکار ہے چونکہ یہ مسئلہ مشکل ہے
اس لئے عوام کو اسمین توغل نہ چاہیے علماے راسخ کو بطور مکاشفہ کے اوسکی صورت بخوبی معلوم ہوگئی ہے۔

Marfat.com

بخاری و مسلم مین جریر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے انکہ ستروں ربکم یوم القیامۃ کما ترون ھذا القمر لیلۃ البدر یعنی تم قریب ہے کہ دیکھوگے اپنے رب کو قیامت کے دن جیسا کہ دیکھتے ہو اس چاند کو چودھوین شب مین اس تشبیہ سے مقصود یہ ہے کہ جسطرح دنیا مین اشیاء کو علانیہ دیکھتے ہین اسی طرح آخرت مین حق تعالیٰ پر علانیہ نظر کیجائیگی اور یہ مراد نہین ہے کہ حق تعالیٰ چاند کی طرح ہے کیونکہ وہ کسی کے مشابہ نہین ہے اور شیعہ کے تمام فرقے سوائے مجسمہ کے انکار دیدار الٰہی کا کرتے ہین اور معتزلہ بھی منکر ہین اور کہتے ہین کہ رویت الٰہی کے لئے شرائط درکار ہین سلامتی حاسہ کی اور مرئی کا جسم دار و کثیف و رنگین ہونا اور نظر کے سامنے آجانے سے اوسکی رویت کا ممکن ہونا اور ثابت ہونا مسافت متوسطہ کا درمیان رائی و مرئی کے اس طرح کہ نہ نہایت دور ہو نہ نزدیک اور ثابت ہونا مقابلہ کا اور نہونا حجاب کا اور کہتے ہین کہ رویت بدون مکان اور بدون جہت سکے یعنی بغیر شرائط مذکورۂ بالا کے محال ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بغیر ان شرائط کے ہوگا یہ شرائط عادی ہین اس لئے انکا ہر جگہ ہونا ضرور نہین درحقیقت بجز وجود رائی و مرئی کے کوئی اور شرط نہین ہے رویت اخروی کو رویت دنیوی سے کونسی نسبت ہے اور باقی کو فانی کے ساتھ کیا نسبت ہے ان کوگون نے دنیا کی چیزون کو دیکھا ہے اس لئے عقبیٰ کے معاملات کو بھی دنیا پر قیاس کرتے ہین اور یہ بڑی غلطی ہے کہ ایک ایسے مرتبے کو جو اوسکے مقام اور حال سے بڑھکر ہو اپنے حال اور مقام پر قیاس کرے امور اخروی کو دنیا مین وہی شخص جان سکتا ہے جو بالکل دنیا اور اوسکی لذات سے قطع تعلق کردے اور دل اپنا آخرت کیجانب متوجہ کردے دل عقبیٰ مین رہتا ہو اور بدن دنیا مین اور دوسری دلیل منکرین کی یہ آیت ہے لاتدرکہ الابصار اوسکو نہین پاسکتین آنکھین اور جواب اسکا یہ ہے کہ ادراک رویت سے خاص ہے پس ادراک کی نفی سے رویت کی نفی لازم نہین آتی اور اک کہتے ہین حقیقت کے جان لینے کو پس یہ ہوسکتا ہے کہ کسی شئ کی رویت حاصل ہو اور اوسکی حقیقت پر اطلاع نہو سکے جیسا کہ چاند کو دیکھتے ہین اور اوسکی حقیقت اور کنہ کا ادراک نہین کرتے اور بعض نے کہا ہے کہ ادراک احاطہ کو کہتے ہین اور عدم احاطہ سے عدم رویت لازم نہین آتی جیسا کہ عدم احاطۂ علم سے عدم علم لازم نہین آتا۔

انسانون اور فرشتون کے باہم فاضل و مفضول ہونیکی تحقیق

تمام مومنون کا اللہ کے فرشتون اور رسولون اور اوسکی کتابون پر بھی ایمان ہے اور ملائکہ کا درجہ باہم متفاوت ہے بعضے بعض سے افضل ہین اور ہر ایک کو اونمین سے خدا کی درگاہ مین ایک جگہ معین ہے اور جناب قرب و معرفت مین ایک مقام معلوم اور مرتبہ خاص ہے کہ اوس سے تجاوز نہین کرتے اور علماے محقق کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیا ملائکہ سفلی سے افضل ہین اور اسمین خلاف ہے کہ ملائکہ علوی سے افضل ہین پس اکثر

اہل سنت اور شیعہ کا یہ قول ہے کہ انبیا ملائکہ علوی سے افضل ہین شیخ ابو الحسن خرقانی کہتے ہین صعدت ظہرت
علی العرش کا طوف به فطفت علیه الف طوفة ورایت حوالیه قوما ساکنین مطمئنین فتعجبوا من سرعة
طوافی وما اعجبنی طوافهم فقلت من انتم وما هذه البرودة فی الطواف فقالوا نحن ملائکة ونحن
انوار وهذا طبعنا لا نقدر ان نتجاوزه فقالوا ومن انت وما هذه السرعة فی الطواف فقلت بل انا
آدمی وفی نور ونار وهذه السرعة من نتائج نار العشق ونور الشوق یعنی مین عرش پر چڑہا تاکہ اوسکا
طواف کرون چنانچہ ہزار مرتبہ طواف کیا اور عرش کے آس پاس ایک قوم کو مین نے دیکہا جو اطمینان کے ساتہہ وہان
موجود تھی اونکو میرے اتنی جلدی طواف کرنے سے تعجب ہوا اور مین اون کے طواف سے متعجب نہوا مینے اون سے
دریافت کیا کہ تم کون ہو اور سردی طواف مین کیسی ہے بولے کہ ہم ملائکہ ہین اور ہم اجسام نورانی ہین اور یہ سردی
ہماری سرشت ہے جسکو ہم نہین چھوڑ سکتے پھر اونہون نے مجھسے پوچہا کہ تو کون ہے اور طواف مین یہ سرعت تیری
کیسی ہے خرقانی رح کہتے ہین مینے جواب دیا کہ مین انسان ہون اور مجھمین نور اور آتش جمع ہین یہ سرعت اوسی آتش
عشق اور نور شوق کی وجہ سے ہے۔

اور معتزلہ اور فلاسفہ اور قاضی ابوبکر کی راے یہ ہے کہ ملائکہ علوی انبیا سے افضل ہین اور یہی راے شیخ
محی الدین کی ہے چنانچہ وہ فتوحات مین کہتے ہین کہ مینے عالم واقعہ مین جناب سرور کائنات سے اس بات کو
دریافت کیا تہا آپ نے ارشاد کیا کہ ملائکہ افضل ہین پہر مینے عرض کی کہ اگر کوئی مجھسے اس بات پر دلیل طلب کرے
تو کیا کہون تو میری طرف یہ اشارہ کیا ان علمتم انی افضل الناس وقد صح وثبت عندکم وهو صحیح انی
قلت من الله تعالی انه قال من ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی ومن ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء
خیر منهم وکم ذاکر الله تعالی ذکرنی فی ملاء وانا فیهم قد ذکر الله تعالی فی ملاء خیر من ذلک الملاء الذی
انا فیهم فما سرت بشیء سروری بهذه المسئلة یعنی یہ بات جانتے ہو کہ مین سب آدمیون سے افضل ہون
اور تم لوگون کے نزدیک ثابت اور صحیح ہے اور یہ عقیدہ تمہارا واقع مین بھی صحیح ہے اللہ کی طرف سے تم سے
کہا ہے کہ اوس نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھکو خفیہ یاد کرے تو مین بھی اوسکو اسی طرح یاد کرتا ہون اور جو کوئی
مجھکو لوگون کے سامنے یاد کرے تو مین اوسکو ایسے شخصون کے یاد کرتا ہون جو اون لوگون سے بہتر ہین جن کے
سامنے مجھکو اوس نے یاد کیا تہا اور اللہ کے یاد کرنے والون نے بارہا اوس جماعت مین بیٹھکر اللہ کو یاد کیا
ہے جسمین مین بھی شریک تہا تو خدا نے اوس یاد کرنے کی عوض مین اوس آدمی کو ایسی جماعت مین یاد کیا جان
کے اشخاص بہتر تہے اوس جماعت کے لوگون سے جس مین مین شریک تہا شیخ فرماتے ہین کہ مین کسی شی
سے ایسا خوش نہین جیسا اس مسئلہ سے خوش ہوا ہون یہ حدیث قدسی جو شیخ نے اپنے کلام مین ذکر کی ہے

Marfat.com

بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے باین الفاظ مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالے انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسہ وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین اپنے بندے کے اوسکی توقع اور گمان کے موافق معاملہ کرتا ہون اگر بندہ عفو کی امید رکھتا ہے تو عفو کرتا ہون اور اگر عذاب کا گمان رکھتا ہے تو عذاب کرتا ہون اور مین اوس کے ساتھ ہون جب مجھکو یاد کرتا ہے پس اگر مجھکو خفیہ یاد کرے الخ اور مولانا عبدالرزاق کاشیؒ نے اصطلاحات مین کہا ہے کہ عقل اول اور ملائکہ مقربین انسان کامل سے اسوجہ سے اشرف ہین کہ اون کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مین اعلیٰ درجہ کے وسائط واقع ہین یا وسائط کم ہین اور انسان کامل جمعیت کی وجہ سے اون سے اکمل ہے اور شیخ علاؤ الدولہ عروہ مین کہتے ہین کہ حق تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالے نے ہر چیز کو خاص ایک کام کے واسطے بنایا ہے پس وہ چیز اوس کار خاص مین افضل ہے لوہا خاص وجہ سے چاندی سے افضل ہے اور چاندی ایک خاص سبب سے لوہے سے بہتر ہے۔

عصمت انبیا

سب انبیا عمداً جھوٹ بولنے سے معصوم ہین اور سہو و نسیان کے طور پر جھوٹ بولنے مین خلاف ہے اوستاد ابو اسحاق اور اکثر ائمہ کے نزدیک یہ بھی جایز نہین کہ وہ بھولکر بھی جھوٹ بولین اور قاضی ابوبکر باقلانی کے نزدیک یہ جایز ہے کہ انبیا کے مُنھ سے جھوٹی بات نکل جاے اور سب انبیا کفر و شرک سے معصوم ہین نہ نبوت کے قبل و نہ بعد نے کفر و شرک کیا اور نہ نبوت کے بعد اوسمین مبتلا ہوئے اور نبوت کے بعد عمداً گناہان کبیرہ کے صدور سے بھی معصوم تھے اور ابو علی جبائی کہتا ہے کہ عمداً صغائر سے بھی بعد از نبوت معصوم تھے۔

اور حقیر کے نزدیک ایک سرّ غامض اور اس مقام پر قابل اظہار ہے وہ یہ کہ عصمت انبیا علیہم السلام کی اگرچہ بہ نص صریح کتاب و سنت ثابت نہین بلکہ بادی النظر مین عصمت کے خلاف ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عصیٰ آدم ربہ یعنی گمراہ کیا آدم نے اپنے رب کا اور دوسری جگہ ہے واستغفر لذنبک معافی چاہ اپنے گناہ کی ایضاً لیستغفر اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یعنی معاف کرے تجھکو اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ اور حدیث صحیح مین حضرت ابراہیم کی نسبت وارد ہے انہ لم یکذب الا ثلث کذبات یعنی حضرت ابراہیم صرف تین بار جھوٹ بولے تھے ان آیات و احادیث سے بالبداہت یہی مستفاد ہوتا ہے کہ انبیا معصوم نہین مگر امر تحقیق یہ ہے کہ وہ معاصی جنس عام مکلفین مواخذہ طلب ہین زنہار حضرات انبیا علیہم السلام سے صادر نہین ہوتے اور نہ وہ معاصی ممکن الصدور ہین اس لئے کہ اصل فطرت انبیا علیہم السلام کی ایسی مادہ فاضلہ اور جوہر علیہ سے واقع ہوئی ہے کہ صدور ایسے معاصی کا جنس عام مکلفین کی نسبت وعید وارد ہین ناممکن ہے

اور ایسے مادہ فاضلہ اور جوہر علیہ کا عطا ہونا اصل فطرت مین امر وہبی ہے نہ کسبی ورنہ کوئی تو نوع بشر سے بحالت اکتساب
ترقی کرتے ہوے مدارج کمال مین اون کے رتبہ کو پہونچتا اور جن معاصی کی نسبت انبیاے کرام علیہم السلام کی طرف آیات
قرآنیہ مین ہے مراد اون سے وہ زلات ہین جو عامۂ مکلفین کے لئے معاصی نہین بلکہ اگر وہ افعال غیر انبیا سے صادر ہون
تو مستوجب ثواب ہون نہ مستلزم عذاب اور یہی مطلب ہے اس قول کا حسنات الابرار سیات المقربین اور ملائکہ کی
حق مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یومرون یعنی اللہ فرشتون سے جو بات فرماتا ہے
اوسکی نافرمانی نہین کرتے اور وہی کرتے ہین جو اللہ حکم دیتا ہے - اس سے عصمت ملائکہ کی ثابت ہوتی ہے اور انبیا
ملائکہ سے افضل ہین تو البتہ معصوم ہین اور ظاہر ہے کیونکہ ارسال رسل اس لئے ہے کہ پیام خدا کا بندون کو پہونچاوین
اور بندے اون کی تقلید اور اتباع کرین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ
فانتھوا یعنی رسول جو کچھ تمکو دے لیلو اور جس سے منع کرے چھوڑ دو پس اگر انبیا سے ظہور معصیت جایز ٹھہری تو اس
صورت مین وہ قابل اتباع کیونکر ہو سکتے ہین اور اخبار اون کے لائق وثوق کسطرح ہو سکتے ہین اور اخبار احاد مفید علم
ویقین نہین کیونکہ احتمال کذب وخطا کا فہم وضبط مین باقی رہتا ہے پھر اگر انبیا مین عصمت نہو اونکی خبر بھی مثل اور خبر احاد
کے مفید علم ویقین نہو عصمت ہی سے احتمال کذب وغلطی کا اخبار انبیا سے دور ہوتا ہے اور اخبار انبیا موجب علم ویقین ہوتے
ہین اگر عصمت انبیا مین نہو تو اخبار اون کے موجب علم ویقین نہون اور حجت خدا کی خلق پر قایم نہو اور فرقہ حشویہ
جو ایسی باتین بیان کرتے ہین کہ جن سے انبیا کا گناہگار ہونا ثابت ہوتا ہے وہ سراسر موضوع ہین اور شیعہ کہتے ہین
کہ کذب انبیا پر تقیہ کی وجہ سے جایز ہے بلکہ واجب ہے اور کہتے ہین کہ یہ قول ابراہیم علیہ السلام کا انی سقیم
یعنی مین بیمار ہون دروغ بطور تقیہ کے تھا یہ درست نہین اور یہ جو حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے انہ لم یکذب
الا ثلث کذبات یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فہم سامعین کے لحاظ سے ہے درحقیقت وہ کذب نہ تھا بلکہ
تعریضات کی قسم سے تھا تقیہ اور غیر تقیہ اخبار سے وثوق دور ہونے کے لئے دونون برابر ہین پس کذب مخبر کا اور گناہگار ہونا
کی بہ نسبت زیادہ برا ہے کیونکہ اعتماد اوٹھ جاتا ہے انبیا اصل فطرت مین اخلاق رذیلہ سے بھی منزہ ہین جیسے عجب اور حسد
اور حقد اور حمیت وغیرہ سے اون کی فطرت پاک ہے کیونکہ رذایل اخلاق معاصی قلب ہین جو معاصی اعضا سے بدتر ہین
اور جو کچھ تبلیغ رسالت سے متعلق ہے اوس مین بھی انبیا سے سہو وغلطی واقع نہین ہو سکتی وہ اس سے بالکل معصوم ہین
مگر جسکا حق تعالیٰ نسخ چاہتا ہے اوسکو فراموش کرا دیتا ہے قال اللہ تعالیٰ ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا یعنی ہم جو کوئی آیت موقوف کرتے ہین یا بھلا دیتے ہین تو اوس سے بہتر یا اوسکی برابر ہو بھیجتے
ہین وقال اللہ تعالیٰ سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ یعنی ما شاء اللہ نسخہ یعنی ہم تجھکو پڑھاوینگے
پھر تو نہ بھولیگا ہان وہ جسکا اللہ نسخ چاہے تو اوسے بھولیگا - وقال اللہ تعالیٰ ثم ان علینا بیانہ پھر مقرر ہمارے ذمہ ہے

اوسکو کہولکر بتا دینا اس لئے کہ اگر احتمال فراموشی یا غلطی کا امور تبلیغی مین ہو تو بے شک وثوق اون کے اخبار سے اوٹہہ جاے اور انبیا دنیاوی معاملات مین اور نفس کے احوال مین اور اذکار قلوب مین تمام آدمیون کی طرح ہین یہی مذہب عامہ متکلمین کا ہے اور حضرات صوفیہ علیہ کا تو قول ہے کہ انبیا علیہم السلام نسیان ذکر الہی سے بھی معصوم ہین۔

انبیا آپس مین فاضل و مفضول ہین

محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیا آپس مین فاضل و مفضول ہین یعنی بعضون کا مرتبہ بعضون سے زیادہ ہے جیسا کہ قرآن شریف مین آیا ہے فضلنا بعضہم علی بعض لیکن اہل ایمان کو اس تحقیق کے درپے نہونا چاہیے کہ کون پیغمبرون مین بڑے رتبے والا ہے اور کون مرتبے مین کم ہے کیونکہ حدیث مین اوسکی ممانعت آئی ہے البتہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بموجب تصریح قرآنی کے سب انبیا علیہم السلام سے افضل و اکمل ہین سب سے پہلے آدم صفی اللہ نبی برحق ہین اور سب سے آخر جناب رسالتمآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خلعت نبوت کا پہنکر تشریف لاے آپ کی ذات مبارک ختم المرسلین ہے آپ پر سلسلہ نبوت کا ختم ہوا جو کچہہ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا سب سچ اور خدا کے حکم کے مطابق ہے آپ کے ارشادات عین اللہ کے احکام ہین اور سب پیغمبرون سے معجزے سچے صادر ہوئے ہین اور وہ معجزے دلیل ہین اون کی نبوت کے حق ہونے پر جیسے ہمارے رسول مقبول سے شق القمر کا معجزہ واقع ہوا یعنی آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے یا پتہر کا باتین کرنا یا درخت کا چلا آنا یا پانی کا چشمہ انگلیون سے جاری ہونا علی ہذا القیاس اور بہت سے معجزے آپ سے ظاہر ہوئے مین ایک قرآن شریف کتنا بڑا معجزہ آپکا ہے جس سے سارے مذہب منسوخ ہو گئے آپ کی شریعت کا آفتاب ایسا چمکا کہ سارا عالم روشن ہو گیا کوئی شخص فصحای عرب سے ایک آیت قرآن شریف کی مثل نہ بنا سکا پچہلے قصے سیکڑون ہزارون برس کے واقعات آئینہ کیطرح کہل گئے جب آپ کی نبوت ثابت ہو گئی تو سب پیغمبرون کی نبوت بھی متحقق ہو گئی اور جب نبوت مین شک نہ رہا تو جتنی باتین انبیا علیہم السلام کی زبان سے نکلین سب سچی ٹہر گئین ہرگز اونمین شک اور شبہ کی گنجایش نہین۔

فائدہ قاضی عضدؒ نے شرح مختصر ابن حاجب مین کہا ہے کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے قبل کسی شرع کی بموجب عبادت کرتے تہے یا نہین مختار یہی قول ہے کہ وہ ضرور عبادت کرتے تہے اب اس مین اختلاف ہے کہ وہ کونسے نبی کی شریعت کے موافق عبادت کرتے تہے بعض کی راے یہ ہے کہ وہ شرع نوح علیہ السلام کے موافق عبادت کرتے تہے اور بعضے کہتے ہین کہ شرع حضرت ابراہیم علیہ السلام کے موافق عبادت کرتے تہے اور بعضون نے کہا ہے کہ شرع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بموجب اور بعضے کہتے ہین کہ شریعت حضرت عیسے کے مطابق اور بعضون کے راے یہ ہے کہ صرف اسی قدر ثابت ہے کہ وہ کسی ایک شریعت کے موافق عبادت کرتے تہے تفصیل ثابت نہین اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ کسی رسول کی شرع کے موافق عبادت نہین کرتے

تھے بلکہ بطور خود عبادت کرتے تھے اور امام غزالیؒ نے اس باب مین توقف کیا ہے کوئی قطعی اور صاف بات نہین کہی ہے

اہل بیت اور صحابہ کی محبت

ہر ایک محبوب کی محبت اس بات کو چاہتی ہے کہ اون لوگون سے بھی محبت رکھی جاوے جو اوس سے دوستی یا قرابت کی نسبت رکھتے ہین نبی علیہ السلام کی اہل بیت اور صحابہ مین سے بعضون کو آپ کے ساتھ نسبت صوری تھی اور بعضون کو نسبت معنوی اور بعضون کو دونون نسبتین حاصل تھین پس یہ نسبت ہمارے لئے موجب ایمان ہے جو اون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور شرف محبت سے حاصل ہوئی تھی اور نسبت معنوی نسبت صوری سے بدرجہا کامل اور بہتر ہے اسی لئے انبیا میراث سوائے علم کے اور کوئی چیز نہین چھوڑتے تھے پس آنحضرت کے علم کے اول وارث اصحاب اور اہل بیت ہین پھر اون سے دوسرون کو یہ میراث پہونچی ہے اس لئے ان کے ساتھ محبت رکھنا لازم ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس مین حضرت کی محبت ہو اور اوسمین اونکی اہل بیت کی محبت نہو کیونکہ اگر انکو صرف نسبت صوری یعنی قرابت ہی حاصل ہوتی تب بھی انکی محبت واجب تھی حالانکہ انکو نسبت معنوی یعنی علم رسول بھی حاصل ہے یا جس دل مین اہل بیت رسول کی محبت ہو اوسمین اصحاب رسول کی محبت نہو۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اعلام الہدیٰ مین کہا ہے اعلم ان میراث النبوۃ العلم وقد توارث اصحابہ واھل بیتہ وقد وجب علیک محبۃ الجمیع فلا یکن ما ئلا الی احدی الجھتین دون الاخری فان ذلک ھوی یعنی نبوت کی میراث علم ہے اور اس میراث کے وارث اصحاب اور اہل بیت رسول علیہ السلام تھے تو ان دونون کے ساتھ محبت رکھنا واجب ہوئی یہ نچاہیے کہ ایک کے ساتھ محبت کرین اور دوسرے کے ساتھ نہ کرین کیونکہ ایسی بات نفسانیت ہے صحابہ وہ لوگ ہین جنھون نے ابتداے دعوت مین اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے پیغمبر خدا کے کو سچ جانا اور اون ہی نے اول آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور بغیر صلاح ومشورہ اپنے عزیزون اور رشتہ دارون کے اپنے قدیمی دین کو چھوڑ دیا اور اپنے دوست اور بھائی بندون سے مخالفت کر کے غاشیہ اطاعت نبوی اپنے دوش پر رکھا اور اپنی جانون اور مالون کو تلف کر دیا اور سختیان اور مصیبتین اپنے اوپر اوٹھائین ابتداے اسلام مین نہ کچھ دنیا کی طمع تھی نہ دولت ومال کی حرص تھی انپر جس شخص کو طعن ہو وہ بنظر تحقیق وتدقیق سے منشا بغض کو ڈھونڈھے تو صرف یہ نکلیگا کہ انمین جو بشریت کی وجہ سے باہم کبھی کبھی خلاف اور مباحثہ واقع ہوا اور نزاع وجنگ وجدل واقع ہوکر دلون مین کبھی کبھی کدورت ونفرت آگئی یہ قصے ارباب ظاہر تک پہونچی اور اونھون نے بار بار سنکر اپنی جانون پر قیاس کر کے یہ خیال کیا کہ اون بزرگون مین یہ حالات ہمیشہ رہی ہون گے اور انکی اصلی عادات ہی ایسی ہون گی اور ارباب ظواہر کے دلون مین یہ مفہوم راسخ ہو گئے پھر

Marfat.com

وراثت کے طور پر سلف سے خلف کو یہ خیالات پہونچے اور جسکو جسکے ساتھہ دوستی ہوئی اوسنے اوسکے مخالف پر تبرا کرنا شروع کیا اور لعن وطعن کرنے لگا اور یہ نہین خیال کیا کہ ایسے معاملات جو اون بزرگوارون مین واقع ہوئے تھے وہ کبھی کبھی بوجہ غلبات بشری کے صفائی قلبی پر بطور امتحان وابتلا کے ظہور مین آگئے تھے مگر بعد جلد دل اون کے ان مکروہات سے صاف ہوگئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے کئے سے توبہ کی انصاف کی طرف رجوع کیا اللہ نے اونکو اور زیادہ مرتبہ دیا یہ ناممکن ہے کہ جب تک بشریت کا علاقہ باقی ہو ظلور نفوس سے بکل رہائی حاصل ہوجاے اگرچہ صحابہ کو بوجہ صحبت خیر البشر کے صفائی قلوب اور طہارت نفوس بخوبی حاصل تھی اور دنیا کی لذات سے اونکو اعراض تھا آخرت کی طرف متوجہ تھی پھر بھی بشر تھے کبھی کبھی بشریت کا ظہور ہوجاتا تھا یہ چاہیے کہ اون کی صفائی قلوب پر لحاظ رکھین جس حالت پر وہ ہمیشہ رہا کرتی تھی اور صفات بشری ونفسانی سے قطع نظر کرنا چاہیے جسکا ظہور کبھی کبھی ہوا ہے وہ آپس مین ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتے رہتے تھے اللہ تعالی نے اونکو باہم ملا دیا تھا اور محبت کا اثر سب مین سب کی طرف سے ڈالدیا تھا رحماء بینہم یعنی مہربان ہین درمیان اپنے اسی کی طرف اشارہ ہے اس لئے انپر طعن ولعن کرنے والے کو چاہیے کہ ان کی خصومت کے باب مین اللہ تعالے کے فیصلہ پر تامل کرے اور جو کوئی انکی برائی اوس تک پہونچے اوس برائی کا دشمن ہوجاے نہ برائی کرنے والے کا محبوب کے ساتھہ محبت کی یہی علامت ہے کہ اوس کے دوستون سے بھی محبت رکھے ورنہ دعوی محبت دروغ ہوجاے گا پس عقیدہ صحیح وسلیم یہی ہے کہ سب سے محبت رکھے کسیکی محبت کو کسی پر ترجیح دینے سے تامل کرے اور اسکی باطن مین اگر کسیکی محبت راجح ہو تو اوسے پوشیدہ رکھے کیونکہ اسپر اظہار واجب نہین ہے امام احمدؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا یھلک فیّ رجلان محب مفرط یفرطنی بما لیس فیّ ومبغض یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی میرے حق مین دو شخص گمراہ ہونگے ایک تو محبت رکھنے والا حد سے زیادہ تعریف کریگا اور وہ باتین میرے حق مین بیان کریگا جو مجھہ مین موجود نہین ہین اور دوسرا دشمن جسکو میرے ساتھہ عداوت اس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ مجھپر بہتان کریگا اور یہ قول جناب امیر کا نہج البلاغہ مین ان الفاظ کے ساتھہ مذکور ہے ھلک فیّ رجلان محبٌ غالٍ ومبغض قالٍ۔

حشر ونشر جنت ودوزخ عذاب قبر منکر ونکیر پل صراط وغیرہ

جتنی باتین قرآن وحدیث سے ثابت ہین اون سب کو صوفیہ صحیح جانتے ہین جیسے حشر ونشر اور بہشت ودوزخ اور قبر کا عذاب اور منکر ونکیر کے سوال وجواب اعمال تولنے کی ترازو کا کھڑا ہونا صور کا پھونکا جانا۔ اعمال نامے یا مین ہاتھ مین ہر شخص کو ملنا اور ہر شخص کو پڑھایا جانا اور پل صراط سے گذرنا یہ سب حق ہین۔ لوح وقلم بھی حق ہین۔ حوض وکوثر بھی حق ہے اور شفاعت بھی حق ہے اور جو جو نشانیان قیامت کی قرآن شریف اور حدیث مین آئی

Marfat.com

ہین سب سچ ہین کوئی شک اون مین نہ رکھے اور نہ شبہ کرے کہ فلان بات کیونکر ہوسکتی ہے عقل اوسے نہین مانتی - خدا کی قدرتون مین عقل کو دخل نہین ممکن ہے کہ اگر ایسی باتین زندیقون تک پہونچین تو وہ ان باتون کے قائل کی عقل پر قہقہے لگائین - بیچارون کو یہ خبر نہین کہ اہل مکاشفات اون کی سخافت عقل اور رکاکت فہم پر ہنستے ہین اور قابل رحم جانتے ہین -

مسائل شرعیہ مین خلاف پیدا ہونا مذاہب مقرر ہونا

مسائل شرعیہ مین بعد رحلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف پیدا ہوا ہے - تاج الدین اسماعیل قونوی نے شرح حاوی مین لکھا ہے کہ اول جماعت صحابہ کا اختلاف ایک میراث کے مسئلہ مین ہوا جسکا نام مسئلہ خرق مقرر ہوا ہے اس لئے کہ اوسمین بہت سی مختلف رائین پیدا ہوئی تہین اور جس جس صحابی نے اپنی مختلف رائے اس مسئلہ مین ظاہر کی تہی سب کو قونوی نے ذکر کیا ہے پھر روز بروز خلاف کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور بہت سے مجتہد پیدا ہوگئے مگر چوتہی صدی سے پہلے کسی مذہب معین کی قید نہ تہی ابو طالب مکی نے کتاب قوۃ القلوب مین کہا ہے ان الکتب المجموعات محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا بمذہب الواحد من الناس واتخاذ قولہ والحکایۃ لہ فی کل شئ والتفقہ علی مذہبہ لم یکن الناس قدیما علی ذلک انتہی یعنی کتابین علم فقہ مین اور مجموعے فتاوون کے نئے بنے ہین اور لوگون کے مقالات کو سند مین بیان کرنا اور کسی ایک آدمی کے مذہب کے موافق فتوٰی دینا اور اوسکے قول کو اختیار کرنا اور ہر معاملہ مین اوس کے بیان کی پابندی ہونا اور مسائل فقہ اوس کے مذہب پر قرار پانا یہ باتین لوگون مین قدیم سے جاری نہ تہین بلکہ اوس زمانہ مین علی العموم مسلمان وضو اور غسل اور نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج اور نکاح اور بیع وغیرہ کی صفات اپنے بزرگون اور شہرون کے معلمون سے حاصل کر لیا کرتے تہے اور جب کوئی بڑا معرکہ پیش آتا تو مفتیون کی طرف رجوع کرتے اور کسی خاص ایک مقام کے مفتی کے فتوے کے مقید نہوتے خواہ اہل مدینہ مین سے ہوتا یا اہل کوفہ مین سے ہر ایک سے اپنا مطلب حل کرتے اور کسی مسئلہ مین سوا صاحب شریعت کے کسی اور کی تقلید نہین کرتے ہان جب کوئی مطلب احادیث و آثار سے واضح نہو سکتا تو علما کے اقوال اور رایون کے اتباع کرتے اور جو لوگ صاحب تخریج ہوتے تو وہ نصوص فقہی کی موجب تخریج کرتے اور جس مین نص نہ ملتی اوس مین بطور خود قواعد مقرر کرتے یہان تک کہ بغداد کو لشکر چنگیز خانی نے پامال کر دیا اور سلطنت اعلی اسلام کی برباد ہوگئی تو لوگون کی رائے مذاہب اربعہ پر قرار پائی اس لئے کہ یہ مذاہب اور مذاہب کی نسبت کسی قدر مدون ہوچکی تہی مگر ابہی تک کوئی تقلید کو واجب نہین جانتا تہا بلکہ عوام کے لئے تقلید کو مستحسن خیال کرتے تہے علما کے حق مین تقلید مکروہ جانتے تہے اور خاصکر بعض اہل کشف اپنے وفور علم و تحقیق کی وجہ سے کسی خاص مذہب کے مقید نہ بنتے شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ مین اس مطلب کو یون

Marfat.com

بیان کیا ہے ان العبد اذا سلك مقامات القوم متقیدا بمذهب ولحد لا یری غیره فلا بد ینتهی به ذلك المذهب الی العین التی اخذ امامه منها اقواله وهناك یری ان جمیع اقوال الامة تغترف من بحر واحد فینفك عنه التقید بمذهب ضرورة ویحکم بتساوی المذاهب کلها اخلاف ما کان یعتمد قبل ذلك یعنی بندہ جسوقت صوفیہ کے مقامات مین چلتا ہے کسی ایک مذہب کو اختیار کرے تو اوسکو کوئی اور مذہب حق نہین معلوم ہوتا پھر برکت سلوک کی وجہ سے اوسکو یہ مذہب بالضرور اوس چشمہ پر پہونچا دیتا ہے جہان سے اوس کے مجتہد نے اپنے اقوال کو لیا ہے اور بندہ اب یہ سمجھتا ہے کہ تمام مجتہدان امت کے اقوال ایک ہی دریا مین سے چلو دن سے پانی لیتے ہین پھر بندہ سے لامحالہ مذہب معین کی تقلید چھوٹ جاتی ہے اور سبکو ایکسا جانتا ہے اور اوسکا وہ پہلا عقیدہ بدل جاتا ہے اس لئے اہل کشف ایک مذہب کو دوسرے پر ترجیح دینے سے ساکت تھے اور اختلاف عزیمت و رخصت پر حمل کیا کرتے تھے جسکو قوت حاصل ہوتی وہ عزیمت کو اختیار کرتا اور جسکی قوت جسمانی و روحانی کمزور ہوتی وہ رخصت کو اختیار کرتا شعرانی نے میزان مین اس بات کو تفصیل کے ساتھہ بیان کیا ہے اور شعرانی سے پیشتر شیخ محی الدین عربی اس قاعدہ کو بتا چکے ہین بعد اسکے علم کی کمی ہوتے ہوتے اور جہل پھیلتے پھیلتے تقلید کی ضرورت نے ترقی کی اور علماے مذاہب اربعہ تمام عالم مین پھیل گئے اور ان مذاہب کی تقلید مقرر ہو گئی ؎

ای از تو کمال عقل و دانش ظاہر ؎ وز بہر تو گشتہ چرخ دوران دائر ؎ گر مشرب تحقیق نہ شد روزی تو
زنہار بہ تقلید نگردی کافر ؎ اور بعض اہل تحقیق جو تقلید کی طرف محتاج نہ تھے وہ خاص اس ضرورت سے تقلید مین پڑ گئے کہ عامہ خلق اون سے منحرف نہو جاے اور برا نہ جاننے لگے اور پھر بھی بعضے ایک مذہب پر چلنا نہ اپنے لئے پسند کرتے تھے اور نہ اور لوگون کو اپنے فتوون پر پابند ہونے کی خواہش رکھتے تھے ابو محمد جوینی نے کتاب محیط تصنیف کی اور اوسمین ایک مذہب پر چلنے کا التزام نہ کیا اور جلال الدین سیوطی اور عبدالوہاب شعرانی نے ایسے بہت سے علما بیان کئے ہین اور بعض اہل اللہ کو ہر ایک فقیہ کے مذہب کی صحت منکشف ہو گئی اور اون کے اقوال کا شریعت محمدیہ کے ساتھہ ارتباط اچھی طرح کھل گیا اس لئے اونہون نے سبکو مسلم سمجھا اور کہا کہ یہ سب شرع کے دائرہ مین داخل ہے اور جو شخص جس طریق پر عبادت کرتا ہے وہ خداے تعالی کے لئے متدین اور اللہ کے نزدیک معذور ہے شیخ احمد ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ مین یہی روش اختیار کی ہے اور جو اس دین مین کہا گیا ہے اوسکو اصل شریعت کے ساتھہ مرتبط بالواسطہ یا بے واسطہ پایا ہے اور کہا ہے کشف نے عن کل ذلك بترتیبه الواقع فی نفس الامر کافی اراه ببصری۔ لفظ اہل سنت عموماً ان مذاہب اربعہ اور دوسرے اصحاب مذہب متبوعہ جیسے سفیان ثوری و داؤد ظاہری کو بھی شامل اہل سنت کا انصار انہین چار گروہ مین نہین ہے اور یہ باعتبار فروع کے ہے اور باعتبار اصول کے یہ لفظ تین گروہ کو شامل ہے

Marfat.com

اشعریہ ماتریدیہ حنابلہ اور شک نہین کہ حق بات کا دوران ہی اصول وفروع مین ہے مسائل اختلافیہ مین مالکی اور شافعی لوگ امام ابوالحسن اشعری کے تابع ہین اسوجہ سے انکو اشعریہ کہتے ہین اور حنفی لوگ امام ابو منصور ماتریدی کے قول کے تابع ہین اس سبب سے انکو ماتریدیہ کہتے ہین اور امام احمد بن حنبل کے مقلد حنابلہ کہلاتے ہین اسی طرح صوفیہ صافیہ جو حنفی المذہب ہیں وہ ماتریدی ہین اور جو مقلد شافعی و مالک تھے وہ اشعری ہین - اور یہہ جو مشہور ہے التصوف لا مذہب لہ اسکے یہ معنی نہین کہ صوفی کا دین مین کوئی مذہب نہین ہوتا اور کسیکا ائمہ مذہب مین سے تابع نہین رہتا اور جو کچھہ اوس کے دل مین آتا ہے اور اوسی اچھا معلوم ہوتا ہے اوسپر عمل کرتا ہے بلکہ توجیہ اس قول کی یہ ہے کہ صوفی کا بعض مواضع مین جو بات جس مذہب کی ورع واحتیاط کے مطابق معلوم ہوتی ہے اوسے اختیار کرلیتا ہے خاص ایک مذہب حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی کا تمام باتون مین متبع نہین رہتا یا صوفی ایسا کرتا ہے کہ اہل حدیث کا مذہب اختیار کرلیتا ہے اور حدیث صحیح مین جو کچھہ پاتا ہے اوس کی اقتدا کرتا ہے مگر یہہ توجیہ بہتر نہین تحقیق بات یہہ ہے کہ صوفی ایک ہی مذہب کا پابند رہتا ہے مگر اوس مذہب مختار مین سے وہ روایات اختیار کرلیتا ہے کہ جن مین نہایت احتیاط ہوتی ہے اور ظاہر حدیث صحیح کے مطابق ہوتی ہین اگرچہ مشہور روایات اوس مذہب کی اوسطرح سے ہون مگر وہ احتیاط کا زیادہ لحاظ رکھتا ہے مشہور اور قول مفتی بہ کا پابند نہین بنتا اگر صوفی ایک مذہب کا پابند نہو تو اوس کے اعمال مین تفرقہ پیدا ہوجاے اور اس سے حالت باطنی مین ضبط باقی نرہے

الہام و وحی

جیسے انبیا علیہم السلام وحی کے ساتھہ مخصوص ہین ایسے ہی اولیا الہام ربانی کے ساتھہ دوسرے مومنین سے امتیاز رکھتے ہین اور الہام و وحی قریب المعنی یعنی دل مین القا کرنا ہین اگرچہ بعض مواقع استعمال مین کسی قدر فرق ہوتا ہے وحی کا اطلاق کتابت اور اشارت اور رسالت اور کلام مخفی پر بھی ہوتا ہے اور عرف شرع مین وحی کے ساتھہ انبیا مخصوص ہین اور الہام مین سب شریک ہین پس وحی خاص ہے اور الہام عام ہے شرعی لحاظ سے غیر انبیا کو صاحب وحی نہین کہتے ہین اور معنی لغوی کے اعتبار سے غیر انبیا پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے بتحقیق صرف لفظی تھی اب اسکی حقیقت اور معنی سے بحث کی جاتی ہے وحی یا الہام خدا تعالی اور اوسکی مخلوق کے درمیان ایک پیغام ہے کہ جسکے ذریعہ سے اپنے خالق سے ہمراز اور ہمکلام ہوتی ہے گو مخلوق کو خالق اکبر سے کچھہ بھی مماثلت اور مشاکلت نہین ہے مگر تاہم ایک ایسا رابطہ ہے کہ گویا وہ اوس کے پاس موجود ہے ہر نوع کی طرف اوسکی ایک وحی ہوتی ہے اس لئے ہر نوع کی ایک شریعت جدا ہے کہ اوسپر اوسکی مخالفت حرام کردیگئی ہے معدنیات کی طرف یہ الہام ہورہا ہے کہ اپنی سختی اور نرمی اور گرمی اور سردی کو محفوظ رکھے انکی صورت نوعیہ ہمیشہ امر الہی مین دست بستہ کھڑی رہتی ہے آگ سے حرارت دور ہونے پانی سے سردی اور رطوبت جدا ہے اور نباتات کو بھی پیغام پہونچتا ہے کہ پانی کو خاک کے ذریعہ سے چوسکر شاخین اور پھول اپنے نکالے اور جسطرح جو چیزین اوس مین رکھی گئی ہین اوسی طرح رہین جہان رنگین ہین وہان رنگین بنی رہین جو پنکھڑی جس شکل کی ہے ویسی ہی نکلا کرے ہر دم انکی

Marfat.com

صورت نوعیہ اپنے فرض کو ادا کرتی چلی جاتی ہے۔ حیوانات پر بھی الہام ہوتا ہے کہ زو مادہ باہم میل جول کرین گرمی مین اپنا گہونسلہ اونچے درختون کی شاخون مین بنائین اسی طرح گاے بہینس پر گوشت کہانا اور شیر پر گہانس کہانا حرام کردیا ہے یعنی انپر گہانس اور اوسپر گوشت کہانا فرض کردیا ہے ذرا اس حکم کو عدول کرین تو وہین نقصان اوٹہائین بلکہ جینا محال ہوجاے الغرض اس الہام مین ہر نوع شریک ہے اور ہر ایک کی شریعت جداگانہ ہے چنانچہ اس آیت مین اسی طرف اشارہ ہے وللہ یسجد من فی السموٰت والارض اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہین (یعنی فرمانبرداری) آسمان والے اور زمین والے لیکن اس الہام و وحی کی جداگانہ زبان ہے اور جس زبان سے ہر چیز اپنے درد دل کو ظاہر کرتی ہے وہ اور زبان ہے دریا پہاڑ اور جنگل اور آبادی جس زبان سے کلام کرتے ہین وہ اور زبان ہے اور جس مین ہم بولتی چالتی ہین یہہ اور زبان ہے اس زبان مین بغیر آواز اور حروف وحی آتی ہے جیسا کہ اس آیت سے پایا جاتا ہے واوحی ربک الی النحل یعنی وحی کی تیرے رب نے طرف مہال کے دوسری قسم وحی اور الہام کی اور بھی ہے جو نوع انسان اور ذی عقل کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ انسان نسبت جمادات و نباتات و حیوانات کے اعلیٰ و مخصوص ہے آسمانی وحی بہی اسکے ساتھ مخصوص ہے الغرض الہام و وحی سے ہر فرد بشر فیضیاب ہے لیکن باعتبار قوت ملکیہ و بہیمیہ کے شدت و ضعف کے علیٰ حسب مراتب حصہ ملتا ہے پس جب کسی قدر قوت ملکیہ اوس طرف متوجہ ہوتی ہے اور بہیمیہ کے پنجے سے نجات پاتی ہے تو اوسپر عالم بالا کی باتین القا ہوتی ہین اور اچہے خیالات پیدا ہوتے ہین اور جب قوت بہیمیہ کی ہوا چلتی ہے تو اوس کے مقتضی کے موافق شہوانی باتین سوجہتی ہین چنانچہ حدیث کے اس مضمون سے کہ ہر بشر کے دل پر ایک نیکی کا فرشتہ الہام کرتا ہے اور بدی کی طرف شیطان بلاتا ہے اسی طرف اشارہ ہے پس انسان کی سعادت اور شقاوت کی باتین کہ جنکا الہام ہونا رحمت الہی کے نزدیک نہایت ضرور تھا اس قابل نہ تھین کہ ہر کس و ناکس کے الہام و وحی پر چھوڑ دیجاتین بلکہ ان کے لئے ایسے شخصون کا الہام ضرور ہے کہ جو قوت بہیمیہ کی تشویشات اور شوائب بشریہ سے معصوم ہون اور اون کا الہام بھی نہایت اعلیٰ طور پر ہو کہ جسکو وحی بواسطہ جبریل کہتے ہین پس یہہ لوگ انبیا ہین کہ اون کو باعتبار اختلاف حالات کے مختلف طور پر الہام ہوتا ہے کبہی تو خواب مین کہ جسکے تین طور ہین **طور اول** ملائکہ کے ذریعہ سے جبکہ اس جسم سے توجہ کم ہوجاتی ہے اور اوس عالم کا ان سے پردہ اوٹہہ جاتا ہے **طور دوم** کبہی دو بدو خداے پاک سے ہمکلام ہوکر مستفید ہوتے ہین **طور سوم** کبہی مغیبات عالم مثال مین متشکل ہوکر دکہائی دیجاتی ہین اور حالت بیداری مین کہ جب ملکیہ کا غلبہ ہوتا ہے تب بہی تین صورتین پیش آتی ہین (۱) فرشتہ جسکو ناموس اکبر یا جبریل کہتے ہین پیغام پہونچاتا ہے (۲) تجلی ذاتی ہوکر خود بخود خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوجاوین جیسا کہ کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو یہ معاملہ پیش آیا اور شب معراج مین یہ بات حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش آئی (۳) عالم ملکوت کا مشاہدہ اور تجلی ہوکر اسرار غیب پر مطلع ہوجاوین چنانچہ نماز کسوف مین یہ بات حضرت کو پیش آئی اور یون بہی ہوسکتا ہے کہ فرشتہ

Marfat.com

غائبانہ آواز سنا کر بتادے کہ جسکو ہاتف غیب کہتے ہین - انبیا تمام بنی نوع انسان مین ہدایت نمائی وارین کے لئے مخصوص
اور اعلیٰ ہین پس ان کے لئے الہام اور وحی بھی ایسے اعلیٰ درجہ کی ہونی چاہیئے جو بعید عن الخطا ہو لیکن الہام کی ان چھ صورتون
مین سے خواب کی تین صورتین اس قابل نہین ہین کیونکہ اکثر خواب مین قوت ہمیمیہ ادراکات عقل صرف کو معارض ہوکر خلط
ملط کر دیتی ہے اس لئے اپنے مناسب صورتون مین دکھاے دیتے ہین لہذا تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے باقی رہین بیداری کی تین
صورتین صورت اولیٰ یعنی جس مین عالم ملکوت منکشف ہوجاے اسکا تو کا راسی بات پر آرہتا ہے کہ وہ خدا سے خود ہمکلام
ہوجاے پس ایک تو اور دوسری یہ صورت کہ فرشتہ پیغام لاوے قابل اطمینان ہین مگر حالت ہمکلامی کی قابل الوقوع ہے
پس زیادہ کار برآری کی یہی صورت ہے کہ ناموس اکبر یعنی جبریل کلام پہونچا دیتے کہ جسکو وحی متلو کہتے ہین اور اسکے علاوہ
اور جسقدر صورتین ہین سبکو وحی غیر متلو اور سنت اور کبھی حدیث قدسی کہتے ہین انبیا سے کمتر درجہ کے لوگون کا الہام غالبًا
پہلی خواب کی تین صورتون پر مبنی ہوتا ہے اور حالت بیداری مین خدا سے کلام کرنا اور بواسطہ ناموس اکبر الہام ہونا خاصہ
انبیا علیہم السلام کا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ غیر انبیا کا الہام ظنی ہے گو اونکو اوسپر پورا اعتماد ہوجاے مگر بغیر
قرائن خارجیہ کے وہ نفس الہام ظنیت کے درجہ سے نہین نکلتا اسی لئے اسکا نام الہام اور اوسکا نام وحی رکھا ہے
اور یہی اصطلاح اس فرق کے لئے مقرر کی ہے راے علماے متکلمین کی ہے اور علماے متکلمین نے جو الہام سے انکار کیا ہے
اونکو غالبًا یہ گمان ہے کہ الہام خطرات قلبی کے قبیل سے ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا کرتا
ہے یا روح محمدی کی جانب سے حاصل ہوتا ہے اس لئے الہام اولیا کا قابل تسلیم ہے مولوی عبدالعلی بحر العلوم نے شرح مسلم مین لکھا ہے
کہ بایزید بسطامی نے ایک محدث کو لکھا تھا کہ تم لوگ میت سے لیتے ہو اور ہم سے حضور سرور کائنات کی طرف منسوب کرتے
ہو اور ہم حی لایموت سے لیتے ہین اگر اولیاء اللہ کے مقامون اور ذوقون کو غور کیا جاے جیسے حضرت محی الدین عبدالقادر
جیلانی اور سہیل ابن عبداللہ تستری اور شیخ ابو مدین مغربی اور شیخ ابو یزید بسطامی اور سید الطائفہ جنید بغدادی
اور شیخ ابوبکر شبلی اور شیخ عبداللہ انصاری اور شیخ احمد نامقی الجامی وغیرہ کے مقامات پر غور کیا جاے تو اس بات کا
علم یقینی حاصل ہوجاے کہ جو کچھ اون لوگون کو الہام ہوتا اوسمین کسی طرح کے شبہ اور احتمال کو گنجایش نہوتی نہی بلکہ
وہ حق اور نفس الامر کے مطابق ہوتا تھا اور اوس کے ساتھ اس بات کا علم ضروری قدرتی طور پر ہوجاتا تھا کہ یہ الہام
جناب باری کی طرف سے ہے مگر ایسا علم بغیر مدد روح محمدی کے نہین مل سکتا اور اگر شیخ اکبر کے کلام مین غور کیا جاے
تو کوئی شبہ اور وہم ہمارا اسمین باقی نرہے کہ جو کچھ اولیا کو الہام ہوتا ہے وہ منجانب اللہ ہے اور الہام اولیا کے صحیح اور حق
ہونے پر بڑی دلیل یہ ہے کہ اس بات کا جاننا ضروریات دین مین سے ہے کہ اولیاے امت محمدی تمام امتون کے اولیا سے
افضل ہین جیسے کہ اس امت کا نبی سب انبیا سے افضل ہے اور اسمین شک نہین کہ اولیاے بنی اسرائیل جیسے بی بی مریم
اور حضرت موسیٰ کی ماں اور زوجہ فرعون کو وحی یعنی الہام ہوا ہے اور اوس کے ساتھ اس بات کا علم ضروری بھی پیدا

ہو جاتا تھا کہ یہ الہام اللہ کی جانب سے ہے پس وہ الہام حجت قاطع ہوتا تھا پھر اگر اولیاے امت محمدی کے الہام کی نسبت یہ علم قطعی حاصل نہو گا تو ان کی افضلیت کی مفضولیت اون سے لازم آے گی اس لیے کہ فضیلت انکو علم مین حاصل ہے سوا علم کے اور باتون مین تفضیل معتد بہ نہین اور یہ درست نہین کہ امت محمدی مفضول ہو اور انبیا کی امتون سے تو ثابت یہ ہوا کہ اولیاے محمدی کے الہام قابل حجت اور موجب یقین علم الیقینی کے - اسجگہ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ تم نے اول مین صدا ہمکلام ہونا ہر چیز کا ثابت کر دیا ہے اور یہان خاص حصہ انبیا کا ٹھہرایا تو جواب اسکا یہ ہے کہ وہان کلام سے مراد ہماری ارتباط خاص ہے اور یہان ایک مواجہ اور کیفیت مخصوص ہے اور فرق الہام اور وسوسہ مین یہ ہے کہ الہام سے صوفی کے دل کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور اوسپر یقین آجاتا ہے اور وسوسہ قلب سلیم قبول نہین کرتا -

کشف کی تفصیل

کشف عالم غیب پر اطلاع کو کہتے ہین اسکی دو قسمین (۱) صوری یہ صورت سے متعلق ہوتا ہے (۲) معنوی یہ حقائق و معانی سے تعلق رکھتا ہے اور صوری کئی طرح پر واقع ہوتا ہے یا مشاہدہ سے یا سننے سے یا چھونے سے شامہ سے مراد یہ ہے کہ کلام غیب کو سنلے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو سنا اور لمس سے مراد یہ ہے کہ دو نور یا دو جسد کامل ملجائین ترمذی نے عبد الرحمن بن عائشؓ اور ابن عباسؓ اور معاذ بن جبلؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رایت ربی عز وجل فی احسن صورۃ فقال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین یعنی مین نے خواب مین پروردگار کو نہایت اچھی صورت مین دیکھا اللہ تعالی نے مجھسے فرمایا کہ ملائکہ کس چیز مین گفتگو کرتے ہین مین نے عرض کی تو ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کونسے عمل ہین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ میرے دونون مونڈھون کے درمیان مین رکھا میرے سینے مین سردی پیدا ہو گئی اور جو کچھ زمین و آسمان مین ہے سب کا حال معلوم ہو گیا حضرت نے یہ آیت پڑھی اسی طرح ہمنے ابراہیم کو تصرف آسمانون کا اور زمین کا تا کہ وہ یقین کرنے والون مین سے ہو جاے اور کبھی کشف صوری قوت شامہ یعنی سونگھنے کی قوت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان للہ فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لھا یعنی اللہ کے لئے تمہارے زمانہ کے دنون مین بوئین ہین تم اونکو دریافت کرو اور یہ بھی فرمایا ہے انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن رحمان کی سانس کو مین یمن کی طرف سے پاتا ہون - برادران حضرت یوسفؑ جب اون سے پیراہن لیکر عمارت مصر سے جدا ہو کر جنگل مین پہونچے تو اوسی ساعت مین یوسے پیراہن حضرت یوسف مشام حضرت یعقوب مین کہ کنعان مین تھے پہونچگئے قرآن مین اللہ تعالے حضرت یعقوبؑ کی زبانی فرمایا ہے قال ابوھم انی لاجد ریح یوسف کہا اون کے باپ نے مین یوسف کی بو پاتا ہون

Marfat.com

اور بھی کشف قوت ذالقہ سے حاصل ہوتا ہے بخاری مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر بن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم یعنی خواب مین مجھکو ایک پیالہ دودہ سے بھرا ہوا دیا گیا مین نے اوسمین سے دودہ پیا اوس دودہ کی سیرابی میرے ناخنون مین سے نکلتی ہوئی معلوم ہونے لگی پھر بچا ہوا دودہ مین نے حضرت عمر کو دیدیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کو علم حاصل ہوگا اور یاد رکھو کہ کشف صوری کا تعلق اگر معاملات دنیاوی سے ہے تو اوسے رہبانیت کہا کرتے ہین اس لئے کہ راہب کو بعد مجاہدہ کے یہ کشف حاصل ہوجاتا ہے مسلم اور ترمذی نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ ابن صیاد سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی راہ مین ملاقات ہوئی تو آپ نے اوس سے کہا کہ ماذا تری قال اری عرشا علی الماء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری عرش ابلیس علی البحر یعنی تو کیا دیکھتا ہے اوسنے کہا کہ ایک تخت پانی پر دیکھتا ہون پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ابلیس کا تخت دریا پر دیکھتا ہے۔ بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب ابن صیاد سے ملے تو بر سبیل امتحان کے اوس سے کہا انی خبأت لک خبئا وخباء لہ یوم تاتی السماء بدخان مبین فقال ھو الدخ یعنی مین نے اپنے دل مین تیرے امتحان کے لئے ایک چیز مقرر کی ہے تو اوسکو بتا وہ کیا ہے اور حضرت نے اوس کے لئے یہ آیت چھپائی تھی یوم تاتی السماء بدخان مبین اوس نے جواب دیا کہ وہ پوشیدہ چیز دخ یعنی دھوان ہے۔ ابن صیاد یہودی تھا اور جب حضرت اوس سے ملے تو وہ بلوغ کو پہونچ چکا تھا بعضے کہتے ہین کہ ایسا کشف استدراج اور گمراہی کے قبیل سے ہے بلکہ صوفیہ کاملین تو امور اخروی کے کشف کو بھی ناپسند کرتے ہین اور اپنے مقصود کو فنا و بقا مین منحصر رکھتے ہین اور عارف محقق کہ تمام مظاہر دنیوی اخروی مین نور حق کا مشاہدہ کرتا ہے اوس سے کوئی ذرہ سرتابی اور اعراض نہین کرسکتا اوسکی شان مین استدراج کیسے جایز ہوسکتا ہے ؎ در ہر چہ نظر کنم تو معبود منی ؛ ہر جا کہ کنم سجدہ تو مسجود منی ؛ گویم بزبان حدیث خوبان ہر دم ؛ اما بدرون دل تو مقصود منی ؛ اور تمام مکاشفات کا منبع دل ہے اور اوس کے لئے حواس ظاہری ہین کیا تم نہین دیکھتے کہ خواب مین دیکھتے ہین اور سنتے ہین سورہ حج مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور کچھ آنکھین اندھی نہین ہوتین بلکہ دل جو سینون مین ہین اندھے ہوتے ہین اور سورہ بقرہ مین کہا ہے ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارھم غشاوۃ اللہ نے اون کے دل مین مہر کردی اور اون کے کان پر اور اون کی آنکھون پر پردہ ہے اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلونکا اندھا ہونا بیان کیا ہے اور جبکہ بینائی اور نابینائی مین عدم وملکہ کا مقابلہ ہے تو ضرور ہے کہ دلون کے لئے بینائی

بھی ہو اور حواس روحانی حواس جسمانی کے اصل ہین جب حجاب اوٹھ جاتے ہین تو اصل و فرع دونون ایک ہو جاتے
ہین اور اس وقت مین حواس روحانی سے جو کچھ ادراک ہوتا ہے وہ حواس جسمانی سے بھی مدرک ہوتا ہے ایک حدیث
خسوف الشمس مین ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ مین دوزخ کی لپٹ سے نماز مین پیچھے ہٹا تھا اور خوشہ جنت کے لینے کے
قصد سے آگے بڑھا تھا اگر وہان کا ایک خوشہ انگور کا لے لیتا تو تم اوسکو ابدالآباد تک کھاتے پھر بھی وہ کم نہوتا چنانچہ
صحاح مین یہ حدیث موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حارث سے کہا کہ تمنے کیونکر صبح کی
اونھون نے جواب دیا کہ مین صبح کو پکا مومن اوٹھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہر حق کے لئے حقیقت ہے پس
تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے حارث نے جواب دیا اعزضت نفسی عن الدنیا واسھرت لیلی واظمأت نھاری
وکانی انظر الی عرش ربی بارزًا وکانی انظر الی اھل الجنۃ فی الجنۃ یتزاورون واھل النار فی النار
یتعاوون مین نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر دیا ہے اور شب کو جاگتا ہون اور دن کو پیاسا رہتا ہون اور گویا مین اللہ
کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہون اور اہل جنت کو جنت مین ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اور دوزخیون کو دوزخ مین ایک
دوسرے سے جدا ہوتے ہوئے دیکھتا ہون حضرت نے فرمایا فالزم یعنی تو نے جان لیا پس اسی پر قائم رہ - یہ یاد
رکھنا کہ عالم مثال مین عرش و کرسی اور آسمان موجود ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عروج روحانی انہین معارج پر ہوا
تھا اور وہ معراج آپکا اوس بدن مثالی کے ساتھ تھا جو عالم مثال مین شخص کے لئے ہے اور اوسوقت آپ غیب کی
حالت مین تھے جو برزخ ہے نوم اور صحو کے درمیان ایک حدیث معراج مین جو واقع ہے کنت بین النائم والیقظان
یعنی مین سونے والے اور جاگنے والے کے درمیان مین تھا وہ اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے - یاد رکھنا چاہیے کہ
نوم یعنی نیند اسے کہتے ہین کہ جب معدہ سے بخارات دماغ پر چڑھین تو حواس مین کسل پیدا ہو کر اپنے کامون سے بیکار
ہو جائین پس اسوقت جو حواس دیکھتے ہین اسے رویا اور خواب کہتے ہین اور غیبت اسے کہتے ہین کہ علوی عالمون سے
حواس پر فیض جاری ہو اور صاحب حال کو عالم دنیا سے عالم غیب کی طرف کھینچے اور حواس کو اس سے لذت حاصل ہو
اور اس لذت کی وجہ سے وہ اپنے کامون سے بیکار ہو جائین اسوقت مین جو کچھ معلوم ہوتا ہے اسے مکاشفہ اور مشاہدہ
کہتے ہین اور صحو اسے کہتے ہین کہ علوی عالمون سے فیض پہونچے مگر حواس ظاہری اپنے کامون سے بیکار نہون اور اس
حالت مین صاحب حال عالم معنی پر پہونچ جائے اسوقت مین جو کچھ دیکھتا ہے اسے معائنہ کہتے ہین مگر صحو انبیا اور اعلیٰ
درجہ کے اولیا کا خاصہ ہے - اوس عروج مین کہ سالک متوسط کو خواب و خیال مین حاصل ہو اور اوس عروج مین جو عالم مثال
مین غلبہ مشاہدہ کے وقت حاصل ہو بڑا فرق ہے اور اولیا اللہ کے کشف و الہام سے ظن حاصل ہوتا ہے اگر دو ایسے
شخصونکا کشف باہم موافق ہو جاے تو ظن غالب کا فائدہ دیتا ہے ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی
نے عبداللہ بن زید سے روایت کی ہے کہ اونھون نے کہا لمّا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل

Marfat.com

ليضرب للناس لجمع الصلوٰة طاف بي وانا نائم رجل يحمل ناقوسا في يده فقلت يا عبد الله اتبيع الناقوس
قال وما تصنع به قلت ندعوا به الى الصلوٰة قال افلا ادلك على ما هو خير من ذلك فقلت له بلى قال
فقال تقول الله اكبر الى اخره وكذا الاقامة فلما اصبحت اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته
بما رأيت فقال انها لرؤيا حق ان شاء الله فقم مع بلال فالقِ عليه ما رايت فليؤذن به فانه اندى
صوتا منك فقمت مع بلال فجعلت القيه عليه ويؤذن به قال فسمع بذلك عمر بن الخطاب وهو في
بيته فخرج يجر رداءه يقول يا رسول الله والذي بعثك بالحق لقد رائيت مثل ما اُرِيَ فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم فلله الحمد - جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس کے تیار کرنے کا حکم دیا تاکہ جب
نماز جماعت کے لیے لوگون کو جمع کرنے کی ضرورت ہو تو اوسکو بجایا جاے مجھکو خواب مین ایک شخص دکھائی دیا جس کے
ہاتھ مین ناقوس تھا مینے اوس سے کہا کہ کیا اسکو بیچتے ہو اوس نے جواب دیا تم اسکو کیا کروگے مینے کہا کہ ہم اس کے
ذریعہ سے نمازیون کو بلایا کرین گے اوسنے کہا کہ مین تمکو اس کام کے لیے ایک ایسی چیز بتاے دیتا ہون جو اس سے
بہتر ہے عبداللہ نے کہا بتلاے اوس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہکر تمام اذان بتادی اسی طرح اقامت سکھائی صبح کو عبداللہ
نے آنحضرت کے سامنے اپنی اس خواب کا حال بیان کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ اگر اللہ چاہے تو خواب حق ہے پھر
عبداللہ سے فرمایا کہ تم بلال رض کے ساتھ کھڑے ہوکر جو تمام الفاظ انہین بتا دو اور اون کے ساتھ آواز دو اون کی
آواز تمہاری آواز سے اونچی ہے عبداللہ نے بلال کو اذان بتادی حضرت عمر اسوقت اپنے مکان مین موجود تھے
وہ اذان سُنکر نکلے اور جلدی کی وجہ سے اپنی چادر کھینچتے جاتے تھے حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہونچکر اون سے عرض کی کہ اوس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے مین نے بھی اسی طرح
خواب مین دیکھا ہے جیسا کہ عبداللہ نے دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب تعریف اللہ کے لیے
ہی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عمل کرنا موافق کشف والہام کے جایز ہے اگر قرآن وحدیث اور اجماع اور قیاس
جلی کے مخالف نہو بیہقی نے بی بی عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ جب صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد
غسل دینے کے لیے تیار ہوے تو باہم اس بات کا اختلاف اون مین پڑا کہ آپ کو برہنہ کرنا چاہیے یا کپڑے مین غسل
دینا چاہیے اوسوقت سب پر اونگھ کا غلبہ ہوگیا اور خواب مین اون کو آواز سنا یا گیا کہ پیغمبر کو کپڑے مین غسل دینا
چاہیے سب اوٹھے اور کپڑے مین غسل دیا اور برہنہ نکیا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر کشف والہام حدیث اور قیاس
جلی کے مخالف ہو تو اوسکے مقابلہ قیاس کو ترجیح دینا چاہیے اس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا قول حجت قطعی ہے اور احتمال کذب ونسیان کا ثقات کی روایات مین ضعیف ہے اور اور قیاس
مین خطا زیادہ واقع ہوتی ہے اور جبکہ دو کشفون مین اختلاف ہو تو جسکی موافقت احکام شرعی کے ساتھ بھی

بجاے اوسکو قبول کرنا چاہیئے کیونکہ صوفی کا مرتبہ ہمیشہ ترقی پذیر رہتا ہے تو پچھلا کشف خدا سے زیادہ قریب اور انبیا سے زیادہ مماثل ہوگا اور اگر یہہ دونون کشف دو آدمیون کے ہین تو اون مین سے صاحب صحو کا کشف سکر سے اولی ہے اس لیے کہ اہل سکر کا کلام زیادہ غلطی کا احتمال رکھتا ہے اور اگر دونون کشف والے صحو و سکر مین یکسان ہین تو اوسکا کبھی شرع کے مخالف نہوا ہوا وس شخص کے کشف سے اولی ہی جسکا کشف کبھی شرع سے مخالفا بھی واقع ہوگیا ہو اسی طرح اوس آدمی کا کشف بہتر ہے جسکا کشف کبھی شرع سے مخالف ہوا ہو اوس کے کشف سے جسکا زیادہ شرع کی مخالف ہوا ہو اور اگر ان باتون مین بھی دونون اہل کشف برابر ہون تو اوس کے کشف کو ترجیح ہے جسکی منزلت اللہ کے حضور مین زیادہ ہی بھ ساری وجوہ اوسوقت ہین جبکہ دونون کشف قوت مین برابر ہون اور اب یہ بھی خیال کرو کہ اگر دو کشف قوت مین برابر ہون اور کئی ولیون سے ظہور مین آئین تو جس کشف کی جانب کثرت ارباب کشف کی ہوگی اوسی کو ترجیح دیجاے گی مثلا ایک کشف تو دو آدمیون پر منکشف ہوا اور دوسرا ایک آدمی پر تو اوس کشف کو قبول کیا جاے گا جو دو کا ہے اور اگر ایک کشف کسی صاحب قوت پر منکشف ہوا اور دوسرا کئی ایسے آدمیون پر جو اوس سے کم مرتبہ ہون تو مانئے کے قابل پہلا کشف ہے اور یہی حال الہام کا ہی۔

ولی نبی کے مرتبے کو نہین پہونچ سکتا اور نبوت و ولایت کی باہمی تفضیل

کوئی ولی کسی نبی کے مقابل نہین یعنی انبیا کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا اللہ تعالے سے قرب اور اوسکے نزدیک فضل و کرامت مین کیونکہ بڑی دلیل اسکی یہہ ہے کہ ولی کیسا ہی بڑا ہوا وسکو ہر پیغمبر پر ایمان لانا فرض ہے اور ظاہر ہے کہ جسپر ایمان لایا جاوے وہ ایمان لانے والے کی نسبت ضرور افضل ہوگا دوسرے ولی خوف خاتمہ سے بری نہین اور پیغمبر مامون العاقبۃ ہین اون کے جنتی ہونے مین کلام نہین تیسرے پیغمبر سب معصوم ہین گناہ اور خطا سے کیونکہ اون کے نفس ایسی مقدس ہین کہ نافرمانی نہین کرتے اور ولی کے نفس کی اگر محافظت ہوگی تو بُرے کامون سے بچتا رہے گا اور بالذات پاک نہین ہی چوتھے اللہ تعالی نے پیغمبرون کی وحی بھیجکر مرتبہ اعلی مرحمت کیا ہے اور اونہون نے فرشتون کا مشاہدہ کیا ہے اور خدا کے پیغام لوگون کو پہونچانے اور پند و نصیحت کرنے پر مامور ہین بخلاف ولی کے اب جو کوئی کہے کہ کسی صحابی کا درجہ مثلاً ابوبکر صدیق یا حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت علی یا حسنین کا درجہ کسی پیغمبر کی برابر یا اوس سے افضل ہے کافر ہوجاے اور جو کوئی کہے میرے مرشد کا درجہ نبی کا سا ہے کافر ہووے اس لیے کہ فقہا کا اسمین اتفاق ہے کہ جو یہہ کہے کہ ولی افضل ہے نبی سے وہ قطعا کافر ہے یاد رکھو کہ عقل کی انتہا ولایت کی ابتدا ہے جسطرح عقل کے لئے بدیہی اور نظری ہے ولایت مین بھی ایسا طور پر وجود ہے اور ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا ہی عقلا اور بچہ کی طرح ہوتے ہین جو ابھی شکم مادر سے پیدا ہوا ہو اور ولی طفل کی مثل ہے اور نبی بالغ کی طرح جب تک عقلا شیمہ طبیعت سے نہین نکلتے فضاے عالم ملکوت کی سیر انکو میسر نہین ہوتی ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے آخر

نہایات الصدقین اول احوال کالانبیاء اور ابن عطا نے کہا ہے ادنیٰ منازل المرسلین اعلیٰ مراتب الانبیاء و ادنی منازل الانبیاء اعلیٰ مراتب الصدقین و ادنیٰ مراتب الصدقین اعلیٰ مراتب الشہداء و ادنی مراتب الشہداء اعلیٰ مراتب الصلحین و ادنیٰ مراتب الصلحین اعلیٰ مراتب المومنین **سوال** ابن مطہر حلی جو مشاہیر علماے شیعہ مین سے ہین کہی بیہقی سے اور کہی بغوی سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من اراد ان ینظر الیٰ آدم فی علمہ و الی نوح فی تقویٰہ والی ابراھیم فی حلمہ والی موسیٰ فی ھیبتہ والیٰ عیسے فی عبادتہ فلینظر الی ابن ابی طالب یعنی جو شخص اس بات کا ارادہ رکھتا ہے کہ حضرت آدم کو اپنے علم مین اور حضرت نوح کو اپنے تقویٰ کے ساتھہ اور حضرت ابراہیم کو اون کے حلم کے ساتھہ اور حضرت موسیٰ کو اون کی ہیبت کے ساتھہ اور حضرت عیسیٰ کو اپنی عبادت مین دیکھے اوسے چاہیے کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو دیکھے اور اس سی ظاہر ہے کہ رسول علیہ السلام نے حضرت علیؓ کو ان انبیا کے ساتھہ برابر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ اولیا بھی انبیا کے درجہ کو پہونچ جاتے ہین **جواب** اسکا یہہ ہے کہ آنحضرت نے جناب امیرؑ کو ان اوصاف مین انبیا علیہم السلام کے ساتھہ تشبیہہ دی ہے اور علم بیان کی اصطلاح مین تشبیہہ اسے کہتے ہین کہ کسی چیز کو ایک ایسی معنی مین دوسری چیز کے ساتھہ شریک کرنا کہ یہ معنی اوس دوسری چیز کے ساتھہ مخصوص اور اوس مین زیادہ ہون اور پھر یہہ بھی ضرور نہین کہ یہہ معنی جو مشبہ بہ مین یعنی دوسری چیز مین پاے جاتے ہین مشبہ یعنی پہلی چیز مین بھی نفس الامر مین موجود ہون کیونکہ کبھی ادعا اور مبالغہ کے طور پر بھی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھہ ایک معنی مین شریک کر دیتے ہین دوسرا جواب یہہ ہے کہ اصول عقائد اسلام مین اختلاف پیدا ہونے سے قبل ہی اسپر اجماع ہو چکا ہے کہ انبیا اولیا سے افضل ہین اور یہہ بھی واضح رہے کہ ہر ایک نبی کے ساتھہ صرف ایک ہی فضیلت مین جناب امیرؑ کی مشابہت تسلیم کیجا سکتی ہے کیونکہ اگر تمام صفات کے مجموعہ کے ساتھہ حضرت علیؓ کو تشبیہہ دی جائیگی تو حضرت علیؓ کل انبیا سے بھی بڑھ جائین گے اس لیے کہ وہ تو صرف ایک ہی فضیلت کے ساتھہ مختص تھے اور حضرت علی اون کی تمام فضیلتون مین شریک ہون گے اور جو ایک نبی مین فضیلت ہے وہ بھی حضرت علی مین ہو گی اور دوسرے نبی کی فضیلت کو بھی اون سے تخصیص ہو جاے گی اور علاوہ جناب امیر کے آنحضرت نے اور صحابہ کو بھی انبیا سے تشبیہہ دی ہے چنانچہ ابوذر کو حضرت عیسیٰ کی زہد مین تشبیہہ دی ہے جیسا کہ ترمذی نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے اور استیعاب مین بھی مروی ہے اور ابو عمرؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت نے ابوذر کو حضرت عیسیٰ کے ساتھہ تواضع مین تشبیہہ دی ہے اور حضرت صدیقؓ کو حضرت عیسیٰ سے اپنی امت کے ساتھہ نرمی کا برتاو کرنے مین اور حضرت عمرؓ فاروق کو حضرت نوحؑ کے ساتھہ اپنی امت پر سختی مین تشبیہہ دی ہے چنانچہ حاکم نے قصہ قیدیان بدر مین یہہ حدیث بیان کی ہے اور ابو موسیٰ کو حضرت داود کے ساتھہ عمدہ لہجہ مین تشبیہہ دی ہے چنانچہ یہہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین موجود ہے اور مراد تشبیہہ سے یہ ہے کہ ان انبیا کے اوصاف مین سے ایک خاص وصف اوس

صحابی مین بہی موجود ہی اور یہہ سمجہنا کہ صحابی نبی کے مساوی ہے سراسر جہل و نادانی ہے ہمارے نبی علیہ السلام کی تشبیہ سے
بالکل یہہ مراد نہ تہی - یہان ایک شبہ وارد ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہی علماء
امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے عالم انبیاے بنی اسرائیل کی مانند ہین - پس اولیاے اللہ مراتب
کمال مین چڑہتے ہوے رتبہ انبیاے بنی اسرائیل کو نہین پہونچے تو مصداق اس حدیث کے کیونکر ہوئے جواب
یہہ ہے کہ یہان کاف بمعنی مثل نہین ہے بلکہ بمعنی مثال ہے اور مثل اور مثال کا فرق مفصل اوپر بیان کر چکا ہے دوسرا
جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث حفاظ حدیث کے نزدیک صحیح نہین ہے چنانچہ زرکشیؒ اور عسقلانیؒ اور دمیریؒ وغیرہ کے
نزدیک بے اصل محض ہے اور سیوطیؒ اسکے راویون کے حق مین قدح کرنے سے ساکت ہین اور شیخ اکبرؒ نے لکہا ہی
کہ جسطرح بعض انبیاے بنی اسرائیل کو جدید شرع قایم کرنیکے لئے حکم نہ تہا اور الہامون کے ذریعہ سے عبادت کرتے
رہتے تہے اسی طرح اکثر اولیاے امت محمدیؐ بہی بدون اسکے کہ کسب و تعلیم کیطرف مشغول ہون امور ضروریہ فرایض و
واجبات جناب الہی سے بذریعہ الہام کے حاصل کرے اون کے مطابق عبادت کرتے ہین مگر اطاعت آنحضرت کی بہی ملحوظ
رکہتے ہین اور اون کی شرع مین کسی طرح کی کمی بیشی نہین کرنے پاتے - اور ہر ایک نبی دو موںہ رکہتا ہے ایک خلق کی طرف
ہوتا ہے دوسرا خالق کی طرف یعنی اوسکو دو توجہ حاصل ہوتی ہین ایک خدا کی طرف جس سے استفاضہ کرتا ہے
جناب باری سے - اور دوسری توجہ بندون کی طرف کہ اوس کے سبب سے بندون کو فیض پہونچاتا ہے اور اوسکا پہلا کمال
ولایت ہے اور دوسرا کمال نبوت کمال نبوت کے حصول سے پیشتر ہی کمالات ولایت کو طے کر لیتا ہے پس کوئی نبی مرتبہ
ولایت سے خالی نہین ہوتا اور ولی کا انتہا مرتبہ یہہ ہے کہ نبی ہو اوسکا ایمان بہ نسبت غیر ولی کے قوی ہوتا ہے اور اس
وصف کے ساتہہ کچہہ اور باتین بہی اوس مین جمع ہو جاتی ہین پس وہ کس طرح نبی کے درجہ کو پہونچ سکتا ہے اور بعضے کہ یہہ
جو کہتے ہین کہ جایز ہے ولی کا نبی سے افضل ہونا یہہ بالکل گمراہی اور کفر ہے اور یہہ جو کلام الہی مین آیا ہے کہ ایک روز
حضرت موسیٰ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ الہی تیرے بندون مین کوئی مجہسے زیادہ عالم ہوے تو بتا حق تعالیٰ نے
وحی نازل کی کہ میرا ایک بندہ ہے خضر نام تجہسے زیادہ تر عالم ہے کہ مینے اپنے علم کے اسرار اوس کے سینہ مین رکہے ہین
اور حضرت موسیٰ مشتاق ہو کر مجمع البحرین مین حضرت خضر کے پاس پہونچے آگے اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہے فَوَجَدَا عَبْدًا
مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے بندون مین سے
ایک بندے کو پایا کہ اوسکو ہمنے اپنے پاس سے رحمت دی تہی اور علم سکہایا تہا اوسوقت خضر نے پوچہا تم کون ہو موسے
علیہ السلام نے جواب دیا مین موسیٰ بنی اسرائیل کا نبی ہون حق تعالیٰ نے مجہکو فرمایا ہے کہ تمہارے مصاحب کرون
اور تم سے کچہہ سیکہون هَلْ اَتَّبِعُكَ اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا حضرت موسیٰ نے خضر سے کہا کیا مین تمہاری
پیروی کرون تاکہ تم مجہے وہ چیزین سکہاؤ جو حق تعالیٰ نے تمکو سکہائی ہین اس بات سے ہمارے مطلب مین نقصان

Marfat.com

انمین آتا اس لئے کہ زیادتی علم مین ہمیشہ مطلوب ہوتی ہے جیساکہ قرآن مین وارد ہے قُل رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اے رب
زیادہ کر میرا علم - ہان بعضے صوفیہ نے نبوت اور ولایت کی باہمی تفضیل مین گفتگو کی ہے اور اس فرقہ کی دو رائین ہوگئی ہین
بعضے کہتے ہین کہ مرتبۂ نبوت افضل ہے اور بعضے مرتبۂ ولایت کو افضل بتاتے ہین جو یہ کہتے ہین کہ مرتبۂ نبوت افضل ہے اونکی
دلیل یہ ہے کہ نبوت کی غایت یہ ہے کہ دوسرون کی تکمیل کی جاے اور ولایت کا مقصد یہ ہے کہ اپنے نفس کی تکمیل ہو وہ
متعدی ہے یہ لازم اور تکمیل غیر اپنے نفس کی تکمیل سے بدرجہا افضل و اعلیٰ ہے چنانچہ احمدؒ اور ترمذیؒ اور ابو داؤدؒ اور
ابن ماجہؒ اور دارمیؒ نے کثیر ابن قیسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان فضل العالم علی
العابد کفضلی القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب عالم کی فضیلت عابد پر اسطرح ثابت ہے جیسے چودھوین
رات کے چاند کو تارون پر ثابت ہے اس لئے کہ عابد عبادت مین مشغول رہتا ہے اور چونکہ فائدہ علم کے رواج بہت ہے
اس کی فضیلت اسکی عبادت پر بہت ہوئی اور ابو امامہ باہلیؓ سے ترمذیؒ نے اور مکحول سے دارمیؒ نے روایت کی
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادناکم عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے
جیسے میری بزرگی تم مین سے ایک ادنی آدمی پر خیال کرو کہ حضرت کی فضیلت ادنیٰ شخص پر کسقدر ہے اور ترمذی و ابن
ماجہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقیہ واحد اشد علی الشیطان
من الف عابد ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدون سے سخت ہے کیونکہ جب شیطان لوگون پر دروازے خواہش
نفسانی کے کھولتا ہے تو عالم پہچان لیتا ہے اور اونکو تدبیر اوسکی دفع کی بتا دیتا ہے بخلاف محض عابد کے کہ وہ اکثر
مشغول عبادت مین رہتا ہے اور شیطان کے جال مین پھنسا ہوتا ہے لیکن جانتا نہین اور جنھون نے ولایت کو
نبوت سے بہتر اور عمدہ جانا ہے وہ خیال کرتے ہین کہ نبوت کا منصب خدا اور اوس کے بندون مین سفارت اور پیغام
رسانی ہے اور نبی کا صرف یہی کام ہے کہ وہ عالم انسانی کی مصلحتون کی درستی اور اونکی خدمت گذاری کے
سرانجام مین مستعد اور سرگرم رہے اور ولی عالم توحید کی سیر کرتا ہے اور اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ نبوت کے معنی
سفارت اور پیغام رسانی کے سمجھنا حالات ملوک پر قیاس کرنا ہے پیغمبری ایسی نہین ہے جیسے سلاطین کے یہان سفارت
کے عہدے ہوتے ہین کیونکہ نبوت کا وہ مرتبہ ہے جسکو نہ کثرت حاجب ہوسکتی ہے وحدت سے اور نہ وحدت روکتی ہے
کثرت سے اور یہ مرتبہ توحید صرف سے جو علی العموم اولیا کا مقام ہے بہت بڑا ہوا ہے پس پھر جو بعضے صوفیہ نے
کہا ہے الولایۃ افضل من النبوۃ یعنی ولایت افضل ہے نبوت سے - اسکے یہ معنی ہین کہ نبی مین جو ولایت ہے
وہ افضل ہے اوسکی نبوت سے چنانچہ مجدد الف ثانی کہتے ہین ان بدایۃ النبوۃ تنتہی دونہا و غایۃ
الولایۃ نہایتہا یعنی ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا کے اس طرف منتہی ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اس قول سے
مراد یہ ہے کہ مطلق ولایت یعنی جو کسیکی ذات کے ساتھ مخصوص و منسوب نہین ہے افضل ہے مطلق نبوت

Marfat.com

سے اس لئے کہ ولایت قریب بحق ہے اور نبوت قرب بخلق اور جب ان دونون کو کسی نبی کی طرف نسبت کر کے مقید کرین تو نبوت اولیٰ ہو گی ولایت سے اسلیے کہ نبی کے کمالات کی انتہا اور ترقی نبوت مین ہے نہ تنہا ولایت کے ساتھ کیونکہ کمال انسان کا بلوغ مین ہی اگرچہ طفولیت کی انتہا بلوغت کی ابتدا ہے اور خواجہ محمد بن علی حکیم ترمذی اور شیخ سعد الدین حموی نے جو کہا ہے نہایۃ الانبیاء بدایۃ الاولیاء اسکا مطلب یہ ہی کہ ولی کی ابتدا یہ ہے کہ احکام شرع کی پیروی اور متابعت کرے اور شرائع جو ہین وہ انتہای کار نبی ہوتے ہین بہرصورت ولایت مقید کو نبوت مقید سے افضل کہین یا ولایت مطلق کو نبوت مطلق سے دونون قولون سے ولی کا نبی سے افضل ہونا لازم نہین آتا اس لئے کہ ولی کو نبی سے افضل نہین کہا ہے اگر کہا ہے تو ولایت کو نبوت سے افضل کہا ہے اور ولایت نبی کو بھی حاصل ہوتی ہی کچھ نبوت موجب زوال ولایت نہین ہے پس جب ولایت کو ولی سے منسوب کرین تو ولایت نبوت سے افضل نہین ہے ولایت کہتے ہین اوس قرب کو جو بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہووے کہ اوسکی برکت سے اوس جناب پاک سے فیض حاصل کرے اور نبوت کہتے ہین اوس درجہ کو کہ خلق کو اوس فیض سے خبر دے تو اس سے یہی معلوم ہوا کہ نبی دونون درجون کا مالک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے جو اوسے قرب ہے وہ غیر کو نہین اور خلق کو بھی اوس فیض سے بہرہ ور کرتا ہے اور ولی کو پیغمبر کے توسط سے فیض ملتا ہے اور وہ اور کو پہونچانے کا محکوم نہین اور تسلی باطن کی جیسی خبر پیغمبر کو ہے کہ اوسکا خلاف ہو نہین سکتا غیر پیغمبر کو ویسی خبر نہین اور تابعدار سے وہ شخص افضل ہوتا ہے جسکی تابعداری کی جاتی ہے اور یہ جو کہا ہے کہ پیدایش انسان مین نور و ظلمت دونون چیزین موجود ہین اور ظلمت نور پر غالب ہے اسلئے ہر زمانہ مین ایک ایسا انسان پیدا ہوتا ہے جسکی خلقت مین ظلمت پر نور کو غلبہ ہوتا ہے وہ اپنے نور سے قوم ظلمانی کو منور کرتا ہے پس اگر وہ انسان خود رو ہے نبی ہے اور اگر پیرو ہے ولی ہے مراد اس خودروی اور پیروی سے تحصیل کمال مین ہے نہ انسانون کی تکمیل مین خلاصہ کلام یہ ہے کہ سب کو اتفاق ہے اسمین کہ نبی کی ولایت اور نبوت دونون ولی کی ولایت سے اعلیٰ اور افضل ہین اگر اختلاف ہے تو نبی کی نبوت اور ولایت مین ہے نہ ولایت ولی اور نبوت نبی اور ولایت نبی اور ولی مین پس ہر ایک نبی افضل ہے اعلیٰ درجہ کے ولی سے اور کوئی ولی خواہ قطب ہو یا صدیق نبی کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا۔

فائدہ جلیلہ۔ حضرت عمرؓ سے ابوداؤدؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان من عباد اللہ لاناسا ما ھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیامۃ بمکانھم من اللہ یعنی بندگان خدا مین سے ایسے آدمی ہین اور وہ جماعت اولیا کی ہے کہ نہ وہ نبی ہین نہ شہید قیامت کے دن خدا تعالیٰ اونکو اپنے نزدیک وہ مرتبہ عطا کرے گا کہ انبیا اور شہدا اون سے رشک کرین گے اور یہ مرتبہ اون کو اسلئے عطا ہوگا کہ وہ للہ فی اللہ محبت رکھتے ہین کسی نا نے رشتے اور مال کی دادوستد کی غرض کو اون کی محبت مین دخل

نہین ہوتا اور حضرت نے ولایت خدا کی اون کے لئے ثابت کرنے کو یہ آیت پڑہی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ خبردار ہو تحقیق دوستان خدا کو نہ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہون گے اور ترمذی کی حدیث قدسی کے الفاظ یہ ہین یقول اللہ تعالیٰ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَھُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَآءُ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ آپس مین میرے عظمت وجلال کی وجہ سے محبت کرتے ہین اون کے لئے نور کے منبر ہونگے جنپر نبی اور شہید رشک کرینگے اور شرح السنہ اور شعب الایمان مین بہی یہی مضمون کمی بیشی کے ساتہہ آیا ہے یہان یہ اشکال لازم آتا ہے کہ انبیا کہ سب لوگون سے افضل ہین اور شہید کہ جان ومال اپنا راہ خدا مین صرف کرتے ہین باوجود اس فضل عظیم کے اونکو ان انبیا پر رشک کرنا کیونکر روا ہے اور رشک مفضول پر نہین کیا جاتا بلکہ ہمیشہ افضل پر کیا جاتا ہے۔ علمانے اسکے کئی جواب دئے ہین (۱) رشک سے مراد یہ ہے کہ انبیا وشہدا اون کے مقام کی تعریف کرتے ہین اوسے اچہا جانتے ہین اور حقیقی معنی مراد نہین (۲) یہ کلام فرض اور تقدیر پر مبنی ہے یعنی اگر انبیا و شہدا کو کسی پر غبطہ یعنی رشک ہوتا تو انپر ہوتا اور مشہور جواب یہ ہے ممکن ہے کہ مفضول مین ایک ایسی صفت ہو کہ وہ فاضل مین نہو حالانکہ اوسمین اور اتنے فضائل وکمالات موجود ہون کہ اون کے مقابلہ مین وہ ایک صفت مفضول کی ہیچ ہے جیسے کہ ایک آدمی کے پاس ہزار گہوڑے نہایت عمدہ ہون اور دوسرے کے پاس صرف ایک بچہیرا ہو کہ وہ بھی پاکیزہ ہو وہ ہزار گہوڑون والا چاہے کہ یہ بچہیرا بہی میرے ہاتھ لگ جاے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود

حق تعالیٰ واحد حقیقی ہے نہ واحد عددی اس لئے کہ واحد عددی اجزا اور ابعاض کے قابل ہے برخلاف واحد حقیقی کے کہ وہ ان سے منزہ ہے واحد عددی کو جملہ اعداد سے نسبت ہے چنانچہ دو کا آدہا اور تین کا تہائی اور چار کا چوتہائی وغیرہ وغیرہ جو عدد فرض کیا جاے واحد عددی اوسکی فرد ہوگا پس اوسکو جملہ اعداد کے ساتہہ نسبت ہے اور واحد حقیقی کو اعداد سے کچہہ نسبت نہین اور واحد عددی اعداد مین ساری ہے مثل ایک عدد کو دوسری بار یا تیسری بار یا چوتہی بار تکرار کرنے سے دو تین چار ہوتے ہین اسی طرح جتنی بار مکرر کرکے اعتبار کریگا تو عدد تازہ حاصل ہو جائیگا اور یہ سریان واحد عددی مین ہے اور واحد حقیقی ان نسبتون سے بری ہے۔ اور مذہب صوفیہ کا توحید مین دو طرح پر ہے ایک **توحید وجودی** اسکا قصہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور اون کے تابعین کی زبان سے پہیلا ہے اور بہت سی کتابین اور رسالے اس کے بیان مین جمع ہو گئے ہین ایک جماعت متاخرین مشایخ کی اسکی قائل ہو گئی ہے مدارک شرع سے بہت دور جا پڑی ہے ایسے الفاظ وعبارات تراشے ہین جو کان سے نہین سُنی جاتے اس عقیدے سے سارا کارخانۂ شریعت وناموس حق تباہ اور برباد ہوتا ہے ان لوگون نے اپنی توحید کا نام **توحید خاصہ** اور توحید اسلامی کا نام **توحید عامہ** رکہا ہے حالانکہ جسکو یہ توحید عامہ

Marfat.com

کہتے ہین یہ وہی توحید ہے جسکے لئے رسول آئے کتابین اُترین اوس کے انکار پر عذاب دنیا نازل ہوا عقاب آخرت مترتب ہوا - بعضے علمانے اپنے رسائل مین مسئلہ وحدت وجود پر دلائل عقلی لکھے ہین اور اوسکا نام برہان قطعی رکھا ہی حالانکہ وہ دلائل بالکل خام ہین ایسے مسائل مین بن سے ظاہر شرع کو نقصان پہونچتا ہو غور و فکر کرنا اور فلاسفہ کے دلائل کے ساتھ استدلال کرنا بالکل بے سود ہے یہ خلاصہ ہے نواب صدیق حسن خان کی تحریر کا جو دعایۃ الایمان وغیرہ مین مذکور ہے اور یہہ قول تشدد و تعصب سے خالی نہین مگر آخرکار نواب صاحب مذکور نے بھی مسلک وحدت الوجود کے سامنے سر جھکا دیا تھا جو اون کے بیان مندرجہ تقصار سے ظاہر ہے - مولوی جامیؒ نے نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص کے حاشیہ منہیہ مین بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حکایت کی کہ وحدت وجود کے مسئلہ مین ایکبار مجھکو نہایت تفکر تھا کہ اسی خیال مین میری آنکھ لگ گئی خواب مین ایک کتاب مجھکو دکھائی جسکے حاشیہ پر بھی چند سطرین لکھی ہوئی تھین کہ توحید کا بھید معلوم کرنا بغیر زوال تشخصات اور فناے رسوم و عادات کے میسر نہین آسکتا اور اس مین عقل کے گھوڑے دوڑانے سے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہی مشہور حکماے ایشیا وحدت وجود کے قائل تھے اہل یورپ مین کم حکما ہین جو اس مذہب کے ہین البتہ ڈی کارٹس کا شاگرد اِسپنوزا مذہب وحدت وجود کا قائل ہے سوا اس حکیم کے اور کوئی شخص حکماے یورپ مین سے پابند وحدت وجود کا نہین معلوم ہوتا ہے اہل علم نے لکھا ہے کہ وحدت الوجود کے معنی یہ ہین کہ وجود یعنی جسکے ساتھ موجودیت یعنی ہستی ہی ایک ہی چیز ہے کہ واجب مین واجب اور ممکن مین ممکن اور جوہر مین جوہر اور عرض مین عرض ہے اور ان اختلافات سے ذات وجود مین اختلاف نہین آسکتا دیکھو شعاع آفتاب کو کہ پاک و ناپاک دونون پر پڑتی ہے مگر فی ذاتہ پاک ہے ناپاک نہین ہوسکتی اور یہ مسئلہ فی نفسہ حق ہی کسی طرح مخالف شرع نہین اس لئے کہ وجود کے ہر مرتبہ کے لئے ان مراتب مین سے ایک علیحدہ حقیقت اور حکم ہی شرع شریف نے ہر ایک مرتبہ کا حکم بیان کر دیا ہے بعضے کو ہدایت کرنے والا بعضے کو گمراہ کرنے والا بعضے کو واجب الاطاعت بعضے کو واجب العصیان بعضے کو حلال بعضے کو حرام بعضے کو پاک بعضے کو ناپاک قرار دیا ہے اور کوتہ بین یہ جانتے ہین کہ یہ سارے اختلافات ذات مین ہین اور یہ بالکل غلط ہے تمام اختلافات اعتبار مین ہین جیسے میدان جنگ مین سوا ے جسم کے کچھ نہین ہے اگر قاتل ہے تو وہی جسم ہے اور اگر مقتول ہے تو وہی جسم ہے اسی طرح سوار بھی جسم ہے غالب بھی جسم ہے مغلوب بھی جسم ہے بعض کتب مین مسئلہ وحدت وجود کا مطلب اس تقریر مین لکھا ہے کہ تمام موجودات مین ایسی چیزین موجود ہین جنکی وجہ سے ہر ایک اپنی احکام و آثار مختص مین دوسری سے ممتاز ہے مثلاً آگ مین وہ چیز پائی جاتی ہے جسکی وجہ سے وہ پانی سے ممتاز ہے اور وہ جلانے اور سوزش پیدا کرنے کی صفات ہین اسی طرح پانی اپنی برودت اور تری اور سیال پن کی وجہ سے آگ و خاک سے متمیز ہے اور اس چیز کو جسکی وجہ سے ہر ایک موجود اپنی تحقق مین ممتاز ہے کبھی ماہیت اور کبھی تشخص اور کبھی وجود خاص کہتے ہین ہمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ موجودات

جس طرح اپنے خاص خاص وجودات مین باہم جدا جدا ہین اسی طرح ایک اور امر مین جسکی وجہ سے ان موجودات نے
وجود پایا ہے اور اوسیکی وجہ سے ان موجودات کے تمام احکام و آثار ظہور مین آتے ہین مشترک ہین پس وہی امر واحد ان
سارے تشخصات کے سانہہ متشخص بنا ہے اور ان ظاہری قیدون کے سانہہ جو موجودات عالم مین پاے جاتے ہین
مقید ہوگیا ہے اور وہی ان تمام مظاہر مین ظہور پذیر ہوا ہے اور وہی ذات باری ہے اور اوسی ذات باری ہین یہ
سارے تشخصات و تعینات لگ کر موجودات بنے ہین اور یہ تشخصات و تقیدات اوس کے صفات اور کمالات ذاتی
اور احوال کا ظہور ہے اور موجودات عالم سے جتنے احکام و آثار ظہور مین آتے ہین یہ سب اونہین احوال و کمالات کا مقتضی ہی
اور بعض صوفیون نے یون کہا ہے کہ وہی ذات مقدس مختلف صورتون مین ظہور کرتی ہے اور ہر صورت مین اپنے احوال
اور صفات کو آشکارا فرماتی ہے اور بہیدا اس مسئلہ مین یہ ہے کہ وہ ذات مقدس یہ چاہتی ہے کہ میرے سوا کوئی
اور چیز وجود اور توابع وجود کے سانہہ متصف نہو اور اوسکی غیرت وحدت واحدیت یہ چاہتی ہے کہ تمام افعال و آثار
میرے ہی طرف منسوب ہون اور میرے ہی سمجھے جائین تاکہ لوگ میرے غیر کو دوست نہ بنائین اور سوا میرے کسی اور کے
محتاج نہون پس جسطرح اشیا مین بوجہ تشخصات اور تقیدات اور ترتب احکام و آثار مختصہ کے باہم مغائرت پائی
جاتی ہی اسی طرح ان تعینات و تقیدات کی وجہ سے اشیا کو ذات الہی کے سانہہ بھی غیریت نفس الامری ہے اور
جب ان تعینات و تشخصات و تقیدات سے قطع نظر کرلین اور سب باتون سے مجرد کرکے اون کی طرف لحاظ کرین تو
ذات باری کے سانہہ سب کو عینیت اور اتحاد حاصل ہے اور اسی طرح باہم بھی سب متحد ہین پس مین کوئی غیریت اور
دوئی نہین جسطرح موج اور حباب اور گرداب اور قطرہ اور برف اور اولے کا حال ہے کہ ان مین دراصل مغائرت
نہین تشخصات اور تقیدات کی وجہ سے غیریت اور دوئی واقع ہوگئی ہے اصل ان سب کی پانی ہے جب اوسمین
ایک خاص تشخص لگ گیا تو پانی سے برف ہوگیا اور اوسی پانی مین اور تشخص و تقید آجانے سے حباب بن گیا علی ہذا
القیاس ۵ وجود وحدت باری مین ان افراد کثرت کو + قیاس موج و گرداب و حباب و آب بہم کیجے +
اور ذات الہی کو جب اوس مرتبہ مین لحاظ کیجئے جو ظہور اور تشخصات کے حصول کا ہے تو اس صورت مین وہ تمام اشیا
کی عین ہے اور جب ان تشخصات اور ظہور کے مرتبہ کو چھوڑ کر اطلاق اور بطون کے مرتبہ پر خیال کیجے تو ذات باری
ان تمام اشیا سے غیر ہے یہ ممکن ہین وہ واجب ہے یہ حادث ہین وہ قدیم ہے یہی معنی ہین ابن عربی کے اس قول کے
جو فتوحات مین ہے الرب حق والعبد حق فیا لیتنی ادری من المکلف یعنی جبکہ اللہ حق ہے اور ثابت اور بندہ وہی
اللہ ہے تو پھر مین نہین جانتا کہ مکلف کون ہے ایضا الحق المنزہ ھو الحق المشبہ حق جسکی پاکی اور عدم مشابہت
مخلوق کے سانہہ بیان کی جاتی ہے وہ وہی حق ہے جو تشبیہ دیا جاتا ہے مخلوقات کے سانہہ ایضا سبحان الذی
خلق الاشیاء وھو عینہا بزرگ ہے شان اوس ذات پاک کی جس نے اشیا کو بنایا اور حالانکہ وہی خود اشیا ہے

قاضی نوراللہ نے مجالس المومنین مین جہان شیخ اکبر کا ذکر کیا ہے وہان اس قول کو لکھکر کہا ہے کہ احتمال اس بات کا ہی کہ عینہا کی جگہہ غیبہا ہو غین منقوطہ کے فتحہ اور یاے تحتانی کی تشدید اور اسکے بعد یاے موحدہ سے ماضی کے صیغہ پر جسکے معنی اخفا ہا ہین یعنی اون اشیا کو چھپا دیا انتہی اگر یہہ تاویل قاضی صاحب کے اور کلام مین شیخ کے تصحیف قرار دینا بیجا ہے اس لئے کہ جب شیخ کا مذہب وحدت الوجود کا مسلم ہے تو پہر ایک لفظ کی اپنی مرضی کے موافق بنا لینے سے کیا کام چل سکتا ہے ایضاً فھو عین ما بطن وعین ما ظھر ما ثم سواہ غیرہ ما ثم من یبطن عنہ سواہ وھو المسمی اباسعید الخراز وغیر ذلک من اسماء المحدثات پس وہ عین ہی باطن کا اور عین ہی ظاہر کا نہین ہے سوا اوس کے کوئی مگر وہی ہے نہین ہے کوئی جو پوشیدہ ہو جاے اوس سے سوا اوسکے اور وہی ابوسعید موچی اور زید و عمرو بکر کے ساتھہ نامزد ہے شیخ کے یہ اقوال بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے ہین مگر شیخ کی مراد وہی ہے جو ہم اوپر ذکر کر چکے ہین چنانچہ اونکا قول ذیل فتوحات مین جو جامیؒ نے شرح لمعات مین ذکر کیا ہے اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے قال فھو عین کل شئ فی الظھور ما ھو عین الاشیاء فی ذواتھا سبحانہ وتعالیٰ بل ھو ھو والاشیاء الاشیاء انتہی صرف ظہور مین اللہ تعالیٰ عین ہر شے کا ہے اور ذاتی طور پر اشیا کا عین نہین ہے اشیا مین اور اسمین فرق ہے اشیا ظلمانی ممکن اور مادی ہین اور وہ واجب ہے ظلمت مادہ سے بری ہی اور ذات الہی کے ان موجودات مین ظاہر ہونے کے کئی طور ہین صوفیہ وجودیہ نے اپنے مکاشفات کے ذریعہ جو کچھہ معلوم کیا ہے اوس کے مراتب مفصلاً بیان کئے ہین توحید وجودی کے باب مین علماے صوفیہ نے کتابین اور رسالے لکھے ہین عمدہ اون مصنفین مین سے یہ لوگ ہین طریقہ قادریہ مین سے شیخ محی الدین ابن عربی و شیخ صدرالدین قونوی اور شیخ عبدالکریم جیلی اور شیخ عبدالرزاق جہنجانوی اور شیخ امان اللہ پانی پتی اور کبرویہ مین سے شیخ جلال الدین رومی و شیخ جلال الدین تبریزی اور سہروردیہ مین سے شیخ فریدالدین عطار اور چشتیہ مین سے سید محمد گیسو دراز و سید جعفر مکی اور نقشبندیہ مین سے خواجہ عبیداللہ احرار و ملا نورالدین جامی و ملا عبدالغفور لاری و حضرت خواجہ باقی باللہ کابلی و علیٰ ہذا القیاس شیخ عبدالرزاق کاشی و شمس فناری و قیصری و سعیدالدین فرغانی وغیرہ اور تصانیف ان بزرگوارون کی موجود و مشہور ہین دوسری توحید شہودی اسکی تدوین اولاً شیخ علاءالدولہ سمنانی نے کی ثانیاً شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے اور علوم عجیب و غریب سکھاے اور اس طرح سنبھالا جیسے گرم کی سرد سے اور سرد کی گرم سے اور تر کی خشک سے اور خشک کی تر سے تعدیل کیجاتی ہی یہان تک کہ اعتدال کامل لوگون مین سما گیا اور باطل جو حق سے مل گیا تہا الٹہ گیا یہی مصداق مجددیت کا ہے وحدت شہود کے معنی بہی سننا چاہیے حقیقت اسکی یہ ہے کہ سالک پر وسط سلوک مین نور حق کا غلبہ ہوتا ہے اور اوسکی توجہ تمام سمتون سے جدا ہو کر اوسی کی طرف منحصر ہو جاتی ہے تو اس حالت مین تمام موجودات اوسکی نظر سے غایب ہو جاتے ہین اور

کہتا ہے سبحانی ما اعظم شانی و انا الحق وغیرہ وغیرہ لیکن سالک جب درجہ انتہا کو پہونچ جاتا ہے تو پھر ہر چیز کو
اصلی حالت مین دیکھتا ہے اور کہتا ہے وما للتراب ورب الارباب یعنی خاک کو خدائے پاک سے کیا مناسبت
اور تمثیل پہلی حالت کی یہ ہے کہ دن مین بسبب غلبہ شعاع آفتاب کے کوئی تارہ نظر نہین آتا اور دیکھنے والا کہتا ہے کہ سوا
آفتاب کے کوئی تارہ موجود نہین اور حالت ابتدارات کی طرح ہوتی ہے کہ رات مین صرف تارے نظر آتے ہین اور آفتاب
نظر نہین آتا لیکن دیکھنے والا یہ ضرور جانتا ہے کہ یہ جو نور تارون مین موجود ہے یہ آفتاب کا ہے اور انتہا مین دونون
چیزین نظر آتی ہین آفتاب بھی اور تارے بھی اور اسکا نمونہ موجود نہین جسکو تمثیل کے لئے بیان کیا جاتا - اور خلاصہ
بیان توحید شہودی کا مطابق تحریر مجدد صاحب کے یہ ہے کہ ذات عالم مین دو چیزین پائی جاتی ہین ایک امر مشترک
دوسرا امر غیر مشترک لیکن نہ وہ امر مشترک ذات صرف ہے اور نہ غیر مشترک بلکہ تمام بھلائیون کا منبع ذات الہی ہے
اور تمام برائیون کا منشا خود ذوات کائنات واقع ہوئی ہین اور تفصیل اس بیان مجمل کی یہ ہے کہ جسطرح اللہ تعالی کی
صفات ثمانیہ یعنی حیات اور علم اور سمع اور بصر اور قدرت اور ارادہ اور کلام اور تکوین خارج حقیقی مین ذات الہی
کے رنگ مین موجود ہین اور یہ تمام صفات باہم بھی اور اوس ذات مقدس سے بھی ممتاز ہین اور اوسی ذات مقدس
مین اوسی امتیاز کے ساتھ حاضر ہین اسی طرح ان کے اعدام متقابلہ بھی جیسے عدم العلم یعنی جہل اور عدم القدرۃ یعنی
عجز اوسی علم مین متحقق ہین اور یہ تمام اضداد اون اسماء و صفات متقابلہ کے انوار اور عکوس اور تجلیات کے ظہور کا
آئینہ ہین اور چونکہ یہ اعدام ذات قابل کے لئے بمنزلے مواد ہین اور وہ عکوس اون مواد کے حق مین صور تونکا
حکم رکھتے ہین جو مادون مین حلول کیا کرتے ہین اس لئے ان دونون مین ایسی پکی آمیزش واقع ہوئی ہے کہ علم الہی مین
بہت سے حقایق مخلوط پیدا ہو گئے ہین اور جب قادر مختار کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ مخلوق کو موجود کرے تو اپنی
ظاہر وجود کا پرتو اون مخلوطون مین سے کسی مخلوط پر ڈالکر خارج مین اپنے بہت سے احوال کے ساتھ مقید کرکے
موجود خارجی بنا دیا اور یہ خارج جو اس مخلوط خارجی کا وطن بنا ہے اوس خارج حقیقی کا ظل و عکس ہے پس مجدد صاحب
کے نزدیک تمام کائنات مین امر مشترک اور تمام کائنات کے حقایق اصلی کی حقیقت وہی مخلوط ہائے ثمانیہ ہین
عدم علم و عدم قدرت وغیرہ اور اون مین جو امور غیر مشترک ہین یعنی وہ چیزین جو ہر ایک کے ساتھ مختص ہو کر پائی
جاتی ہین اس وجود کے خاص خاص پرتوے ہین جو احوال مختلف کے ساتھ مقید ہو گئے ہین اور اونہین کی وجہ سے
خاص خاص احکام و آثار موجودات مین پائی جاتی ہین اور جتنے نقصانات اور شرارتین کل اشیا مین موجود ہین
اعدام کے سبب سے پیدا ہوئی ہین جو حقایق مخلوط کے لئے بمنزلے مواد کے ہین اور جتنی نیکیان اور کمالات کائنات
مین ہین وہ صفات ثمانیہ الہی اور وجود الہی کے عکوس کی وجہ سے پیدا ہوئی ہین خلاصہ یہ ہے کہ تمام کائنات کا
رجوع اوسی ذات مقدس کی جانب ہے اور وہی اللہ سب کا خالق ہے اور اس مدعا پر خود اوسکا یہ کلام شاہد ہے

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ جو تجھکو بھلائی پہونچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھکو برائی پہونچے وہ تیری جان کی طرف سے ہے پس مجدد صاحب کے نزدیک موجود حقیقی وجود اصلی کے ساتھ خارج حقیقی مین ایک ہی ہے اور ہرگز کوئی اس وجود مین اوس یکتا کا شریک نہین اور کسیطرح واقع مین کوئی غیر اوسکا نہ عین ہے نہ اوس سے متحد ہے اور وجود کائنات خارج مین ہو یا علم مین ہر جگھہ اور ہر صفت کے ساتھ اوسی کے وجود اور کمالات کا پرتو ہے مثلاً علم کائنات اوسی ذات باری کے علم کا پرتو ہے اور یہ وہ عکس ہے جو جہل مین کہ علم کی ضد ہے منعکس ہوا تھا اسی طرح قدرت کائنات اوسی ذات پاک کی قدرت کا عکس ہے جو عدم قدرت یعنی عجز مین منعکس ہوا تھا اسی طرح وجود کائنات عکس ہے اوسی ذات پاک کے وجود کا کہ آئینہ عدم مین کہ وجود کا مقابل ہے منعکس ہوا تھا فرق اسقدر ہے کہ جناب مجدد صاحب کے نزدیک شے کا عکس حقیقت مین اوس شے کا عین نہین ہوتا بلکہ صرف مثال ہے چنانچہ اونہون نے اپنے مکاتیب مین اس مضمون کی تصریح کردی ہے اور صوفیہ وجودیہ کے نزدیک گو وجود حقیقی ایک سے زیادہ نہین لیکن اوس ایک وجود حقیقی کو اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھہ مختص نہین سمجھتے بلکہ اوسی وجود کے ساتھہ کائنات کے موجود ہونے کے بھی قایل ہین اور یہ لوگ بھی گو موجودات عالم کو ذات وصفات الہی کے عکوس جانتے ہین لیکن عکس اور ذی عکس کو متحد قرار دیتے ہین پس فرق دونون مذہبون مین عکس کو اصل پر حمل کرنے اور نہ کرنے مین ہے اور یہ نزاع حقیقی ہے نہ لفظی تطبیق ان مذاہب کی نہین ہوسکتی اگرچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے ان دونو مسئلون مین مطابقت کی ہے اور جب سید یحییٰ بہاری نے اس تطبیق پر انکار کیا اور ایک رسالہ مین اس بات کو لکھا تو شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ نے سید یحییٰؒ کے رد مین ایک بسیط کتاب تصنیف کی نام اوسکا دفع الباطل رکھا شاہ صاحب موصوف نے اس کتاب مین دونون مذہبون مین تطبیق دینے کی کوشش کی ہے گو اس تطبیق کی ضرورت نہین اس لئے کہ یہ دونون مسئلے کشف سے ظاہر ہوئے ہین یعنی ایسی چیزون مین موافقت ثابت کرنا تکلف سے خالی نہین مگر اس تطبیق مین ایک عمدہ مصلحت ہے اور وہ یہ کہ دو عظیم الشان جماعتون مین اس سے مصالحت پیدا ہوتی ہے مرزا مظہر صاحبؒ نے رسالہ سید یحییٰ کی تقریظ مین ایسا ہی کہا اور بعض علما یہ کہتے ہین کہ اس تطبیق سے کوئی عمدہ نتیجہ نہین نکلتا ہے اس لئے کہ شرع ان دونون کے ذکر سے ساکت ہے پس مسکوت عنہ مین خوض و فکر کرنا بے سود ہے۔ غلام یحییٰ بہاری نے اپنے رسالہ مین کیا خوب کہا ہے کہ یہ مسئلہ عقائد دینیہ ضروریہ مین سے نہین ہے جسپر بناے اسلام و ایمان ہو اور نہ ایسے مسائل فروعات مین سے ہے جسپر عمل کی صحت اور بخشش کا دار و مدار موقوف ہو بلکہ اصل مین تعلق ان دونو مسئلون کا اوس کیفیت کے ساتھہ ہے جو حادث کو قدیم کے ساتھہ ہے ظاہر قرآن و سنت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام عالم حادث ہے اور اللہ تعالیٰ اوسکا صانع و قدیم ہے اور اس بات کی تصریح قرآن و حدیث مین نہین کہ ان دونون

صانع و مصنوع مین علاقہ عینیت و رابطہ اتحاد بھی متحقق ہے یا دونون مین بالکل غیریت اور مبائنت کلی ہے اور اسی وجہ سے بزرگان سلف اور ائمہ امت نے بھی اس باب مین کوئی کلام نہین کیا اگرچہ یہ دونون مسئلے بطریق رموز و اشارات کے کلام شارع سے مستنبط ہو سکتے ہین چنانچہ حضرات صوفیہ وجودیہ نے اپنے کشف و شہود کی تائید سے اسپر مسئلہ وحدت وجود کا مدار رکھا ہے اسطرح کی ہو الا انہ بکل شیٔ محیط خبردار ہو وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے ایضا کل شیٔ ھالک الا وجھہ ہر چیز سوائے ذات باری کے فنا ہے لبید کا قول ہے الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل خبردار ہو جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ باطل ہے اور ابوہریرہ سے احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے والذی نفسی بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان محمد کی اوس کے ہاتھہ مین ہے کہ اگر تم ایک رسی زمین کی طرف چھوڑو تو وہ رسی حد پر جا پڑے دوسری حدیث مین ہے ان احدکم اذا قام فی الصلوٰۃ فانما یناجی ربہ وان ربہ بینہ وبین القبلۃ فلا یبزقن احدکم قبل قبلتہ رواہ البخاری عن انس یعنی جبوقت تم مین سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور تحقیق اوسکا پروردگار اوس کے اور قبلہ کے درمیان مین موجود ہوتا ہے اس لئے تم مین سے کسی شخص کو اپنے قبلہ کی طرف نہ تھوکنا چاہیئے بلکہ علماے ظاہر نے انہین اشارات کو مقلوب کرکے صوفیہ کو الزام دیا ہے اور کہا ہے بکل شیٔ محیط دلیل صریح ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق مین مغائرت ہے اس لئے کہ محیط اور محاط یعنی گھیرنیوالی اور گھیری ہوئی چیز مین غیریت ہوتی ہے اور کل شیٔ ھالک سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز زمانہ آیندہ مین فنا ہونیوالی ہے نہ یہ کہ فی الحال فنا ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے کل نفس ذائقۃ الموت یعنی ہر جی موت کا مزہ زمانہ آیندہ مین چکھنے والا ہے اگر الفاظ کل شیٔ ھالک سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر شئے فی الحال فنا ہے تو یہان یون ارشاد الٰہی ہوتا ہے کہ ہر جی موت کا مزہ چکھ چکا ہے اس مطلب پر اور بھی بہت سی آیات دلیل ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وانجینا موسیٰ ومن معہ اجمعین ہمنے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اوس کے ساتھہ سب کو بچا دیا اس سے ظاہر ہے کہ تمام چیزین فی الحال ہالک نہین ہین اگر فی الحال ہالک ہوتین تو موسیٰ اور اون کے ساتھیون کو نجات دینے کے کیا معنی ہوتے اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد اھلکنا القرون من قبلکم ہم ہلاک کر چکے ہین قرنون کو تمسے پہلے - اس سے معلوم ہوا کہ مخاطبین اور جو بالفعل موجود ہین وہ ہالک نہین ہین جو ان سے قبل تھے وہی ہلاک ہو گئے تھے پس ہر شے کا فی الحال ہالک ہونا ثابت نہین اور یہ استدلال باطل ہوا کہ ذات باری کے سوا ہر شے ہالک ہے اور لبید کے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہر اک عبادت جو سوا ذات باری تعالیٰ کے ہے وہ عبث اور بیفائدہ ہے نہ یہ کہ ہر اک کی ذات ناچیز اور معدوم ہے اور دلیل اسپر یہ قول الٰہی ہے ربنا ما خلقت ھذا باطلا - اے رب ہمارے تونے یہ باطل نہین بنایا - پس اگر ہر چیز باطل ہوتی تو یون نہین وارد ہوتا یہ کلام الٰہی

Marfat.com

بتاتا ہے کہ مخلوق مین سے کوئی چیز باطل نہین - اور حدیث مین جو ہے کہ رسی اللہ پر گرے اس سے بھی خوب سمجھا جاتا ہی
کہ گرنے والی چیز رسی ہے اور وہ اللہ کی ذات پاک سے مغائر ہے تو معلوم ہوا کہ اشیا ذات الہی کی عین نہین ہین -
یہ جو حدیث مین ہی کہ اللہ تعالی قبلہ کے اور نمازی کے درمیان مین ہے یعنی اوسکے منہ کے سامنے موجود ہے - اس سے
بھی توحید وجودی ثابت نہین ہوتی اس لئے کہ توحید وجودی تو اس بات کو چاہتی ہے کہ ہر جانب آگے بھی پیچھے بھی
اوپر بھی تلے بھی اللہ ہی اللہ ہی - منہ کے سامنے ہونے کی خصوصیت نہین - خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کہ یہ اشارات
ان کے مدعا کو صراحۃً ثابت نہین کر سکتے تو اسی وجہ سے انکو عقائد دینی اور مسائل ضروری اصولی مین سے نہین شمار
کرتے تو اب یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ یہ مسئلہ اولیاء اللہ کے مکاشفات مین سے ہین کہ بعض اولیاء کو توانائی سیر و سلوک اور عرفان
مراتب ملک و ملکوت اور امتیاز مدارج لاہوت و ناسوت مین وحدت وجود منکشف ہوئی اور بعض کو وحدت شہود و شہودی
اور اسکی صورت یہ ہے کہ ولی کو نور مشاہدہ سر سے پاؤن تک گھیرے اور اس طرح پورا استغراق پیدا ہو دے کہ سوا نور
حق کے اپنی آپ کو اور اپنے غیر کو کچھ نہ پائے وہی ایک نور حق پاوے اس نسبت مین اگر حق تعالی کے اطلاق اور تعین کے
شہود کے غلبہ کے سبب اشیاء کو عین حق پاے تو یہ توحید وجودی ہے اور جو اشیاء کو گم کر دیا اور ادن کے سوا جمال
ذوالجلال کا مشاہدہ حاصل کیا اور اشیاء کو نظر سے گرا دیا تو توحید شہودی ہے - محققین علماے صوفیہ وجودیہ نے مسئلہ
وحدت وجود کو کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے کہ کسی طرح شرع کی مخالفت نہین رہتی اس لئے کہ وجود مطلق کو جو عین ذات حق
قرار دیتی ہین اوس کے مراتب ثابت کرتے ہین کسی مرتبہ مین واجب ہے اور کسی مرتبہ مین ممکن اور حادث اور قدیم اور
مجرد اور مادی اور مومن اور کافر اور سگ اور خوک ہے اور اوس وجود کی ذات ان سب قیدون سے بری ہے کوئی
نقصان اوسمین نہین جیسے جسم کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک جوہر ہے جو طول - عرض - عمق تینون چیزین رکھتا ہے یہ
حقیقت سگ و خوک مین کسی طرح نجس نہین ہو سکتی اسی لئے کہا ہے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ۔ گر فرق مراتب
نکنی زندیقی ۔ مناسب یہ ہے کہ اگر مخاطب عامی آدمی ہو اور مراتب کا فرق کرنیکی قدرت نہ رکھتا ہو تو اوسکے سامنے

یہ مسئلہ بیان نہ کرے کہ الحاد و زندیقیت کا موجب ہے چنانچہ بخاری نے کتاب العلم کے باب الرخص بالعلم قوما دون
قوم مین انس رض سے روایت کی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و معاذ ردیفہ علی الرحل قال یا معاذ قال
لبیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سعدیک قال یا معاذ قال لبیک رسول اللہ و سعدیک
قال یا معاذ قال لبیک و سعدیک ثلثا قال ما من احد یشهد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ
صدقا من قلبہ حرمہ اللہ علی النار قال یا رسول اللہ افلا اخبر بہ الناس فیستبشروا قال اذا
یتکلوا - ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر معاذ بیٹھے ہوے تھے آپ نے فرمایا اے معاذ انہون
نے جواب دیا یا رسول اللہ حاضر ہون اسی طرح تین بار سوال و جواب ہوے اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے

Marfat.com

اس بات کی گواہی دے کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے رسول ہین اور یہ گواہی سچی دل سے دی ہی تو اللہ اوسکو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا مین اس بات کی لوگون کو خبر کردون تاکہ وہ خوش ہون آپ نے فرمایا ایسا نکرنا کیونکہ پھر وہ اسی قدر پر مغیم ہو جائینگے۔ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اولیاے سلف نے ان مسائل کا صراحۃً کہین ذکر نہین کیا ہے ہان اشارۃً وکنایۃً بعض کے کلام سے سمجھی جاتی ہین مگر سارے سلف اور ائمہ سلوک قول وحدت شہود پر گذرے ہین اور کتاب وسنت بھی اسی بات پر منطبق ہوتے ہین اگرچہ بطریق اشارۃ النص ہو جسنے اس مسئلہ مین خوض کیا ہے اور اقوال اہل باطن پر اطلاع پائی ہی وہ اسی طرف گیا ہے سید غلام علی آزاد بلگرامی نے مظہر البرکات مین دو تمثیلین ان دونون مذہب وحدت وجود وشہود کیواسطے ذکر کی ہین وہ یہہ ہین ؎

قال اهل الشهود تمثيلا قال اهل القلوب تسهيلا

جو لوگ توحید شہودی کے قائل ہین اونہون نے بطور تمثیل کے کہا ہی؛ اور اہل دل نے سہولت کی راہ سے کہا ہے۔

ان ذالكبرياء والقدم ليس من جنس هذه النسم

تحقیق خدا ے تعالیٰ جو صاحب بزرگی اور قدم کا ہی اس مخلوق کی جنس مین سے نہین ہے۔

سالك سائر الى الله صادح طائر الى الله

سالک چلنے والا ہے طرف اللہ کی بہت بولنے والا اللہ کی طرف اوڑنیوالا ہے

يتجلى فى جماله الاعلى يتجلى فى مثاله الاعلى

مٹ جاتا ہی اوس کے جمال مین کہ بہت بڑا ہی روشن ہوتا ہے اوسکی مثال مین کہ بہت بلند ہے

فيرى انه هو الله ويرى ليس ثم الا هو

پس وہ اپنے آپ کو یہ دیکھتا ہے کہ اللہ ہے اور دیکھتا ہے کہ نہین ہے وہان مگر وہی

الحديد المخضيب بالنار مقتن صبغة من السرى

ایسا لوہا کہ آگ سے رنگین ہے رات کے چلنے والے سے رنگ حاصل کرنیوالا ہے

ان يقل انني انا النار فهو فى الادعاء مختار

اگر یہ کہتا ہی کہ مین آگ ہون تو وہ اپنے اس دعوی مین مختار ہی

لكن النار غير ذى الخضب ما لرب السماء والترب

لیکن آگ اوس رنگین لوہی سے غیر ہی آگ اور خاک کے درمیان کوئی واسطہ نہین یعنی ان دونون مین کوئی مناسبت نہین۔

Marfat.com

قال اهل الوجود تدقیقا قال اهل الصفاء تحقیقا

اور جو صوفیہ توحید وجودی کے قائل ہین اونہون نے بطور تدقیق کے کہا ہی ؛ اور ان اہل صفا نے تحقیق کی رو سے کہا ہی

انما الله واحد قهار لیس فی الدار غیره دیار

اللہ یکتا اور قہار ہے اوسکے سوا مکان مین کوئی آباد کرنیوالا نہین ۔

ماسوی الله عینه ابدا لا نری غیر ذاته احدا

جو کچھہ اوسکے سوا ہی وہ سب ہمیشہ اوسکا عین ہے اوسکی ذات کے سوا ہم کسی کو نہین دیکھتے

انما الله خضرم مواج والوری کلها هی الامواج

اللہ ایک موج مارنے والا دریا ہے اور مخلوقات جتنی ہین یہ سب اسی دریا کی موجین ہین ۔

فالوری من شیون جلوته والبرایا شعاع جذوته

مخلوقات اوسکی تجلیات کے احوال ہین اور خلایق اوسکے انگارے کی شعاعین ہین ۔

اسمعوا المذهبین من آزاد واحفظوا ما روی من الارشاد

آزاد سے توحید شہودی وجود یکی مذہب سن لو اور یاد رکھو جو کچھہ راستی سے روایت کی ہے

پر آزاد نے ایک تمثیل اپنی طبیعت سے نکالی ہے ۔

قال صوفیة من الفقراء عمدة الصاعدین فی الخضراء

اہل تصوف نے فقرا مین سے کہا ہی جو آسمان مین عمدہ طور پر چڑہنے والے ہین

اما الخلق مظهر الباری هو فی کل جزئه ساری

مخلوق اللہ کا مظہر ہے یعنی اللہ نے مخلوقات مین ظہور کیا ہے ؛ اور اللہ مخلوق کے ہر جزو مین سرایت کر رہا ہی

انا القیت فیه تمثیلا للصراط الدقیق تسهیلا

مین نے اوسمین ایک تمثیل پائی ہی جو اوس باریک رستے کے لئے آسانی کرنے والی ہی ۔

البصر واحدا من الاحاد انه خارج من الاعداد

اکائیون مین سے ایک اکائی کو دیکھو کہ تحقیق وہ اعداد مین سے خارج ہے ۔ **فائدہ**

بعض محاسبین نے عدد کی تعریف مین لکھا ہے کہ وہ ایک کمیت ہے جو عدد واحد اور اوس چیز پر اطلاق کیا جاتا ہے جو اوس عدد سے مرکب ہووے پس اس تعریف کے مطابق واحد بھی تعریف عدد مین داخل ہوا اور بعض محاسبین نے ذکر کیا ہے کہ عدد وہ ہے جو اپنی دونون طرف یعنی اپنے اوپر کے عدد اور اپنے نیچے کے عدد کے مجموعہ کا نصف ہو مثلاً خیال کرو کہ چار کے عدد کے اوپر پانچ کا عدد ہے اور اوسکے نیچے تین کا عدد ہے

مجموعہ دونون طرف کا آٹھ ہے اور نصف اسکا چار پس اس تعریف کے مطابق وہ
تعریف عدد سے خارج ہے اس لئے کہ اوسکی طرف بالا مین دو کا عدد ہے اور اوسکی طرف زیرین مین کوئی نہین
کبھی اس دوسری تعریف مین تکلف کرتے ہین تاکہ واحد بھی عدد مین داخل رہے اور اوس تکلف کی صورت یہ ہے
کہ اطراف سے عام معنی مراد لیتے ہین تاکہ عدد صحیح اور کسر اور دونون کے مخلوط کو شامل ہو اس صورت مین واحد تعریف
عدد مین داخل رہتا ہے اس لئے کہ ایک کنارہ اوسکا نصف ہے اور دوسرا کنارہ واحد اور نصف ہے اور ان دونون
کنارونکا مجموعہ دو ہے اور دو کا آدھا ایک ہوتا ہے صاحب خلاصۃ الحساب کہتا ہے کہ حق یہ ہے کہ واحد عدد مین داخل
نہین گو اوس سے اعداد مرکب ہوتے ہین جیسا کہ جزو لایتجزیٰ بذاتہ جسم نہین ہے اجسام اوس سے مرکب ہوتے ہین مگر اونہون
نے شاید کوئی دلیل اپنے دعوی پر پائی ہو مگر علم حساب کے مسائل اسپر دلالت کرتے ہین کہ واحد عدد مین داخل ہے اسلئے کہ تمام
مسائل ہین واحد دوسرے اعداد کا شریک ہے مگر بعض ہین نہین مثلاً نسبت چہارگانہ اور ضرب۔

وھو فی کلھن موجود　　وھو فی کلھن مشھود

اور واحد اون تمام اعداد مین موجود ہے اس لئے کہ سب اوس سے بنتے ہین اور وہ اون تمام اعداد مین دکھتا ہے۔

فکذا اللہ خالق الاشیاء　　حاضر فی السماء والغبراء

یہی حال اللہ تعالی کا ہے　　وہ موجود ہے آسمان اور زمین مین

وھو ربٌّ علا عن الامکان　　لیس من جنس ھذہ الاکوان

اور وہ رب ہے کہ بڑا ہے امکان سے　　اس مخلوق کی جنس مین سے نہین ہے۔

رب **آزاد** راکع سجاد　　رب فاجعلہ واحدا کالاحاد

اے اللہ **آزاد** رکوع اور سجدہ کرنیوالا ہے　　اے رب آزاد کو برگزیدہ کردے

بالنبی الکریم من عدنان　　وباولادہ ذوی الاحسان

نبی کریم کے طفیل سے جو عدنان کی اولاد مین سے ہین　　اور اونکی اولاد کے طفیل سے جو صاحب احسان ہین

فائدہ عدنان حضرت اسمٰعیل کی اولاد مین سے ہین اور آنحضرت کا نسب عدنان تک بلا خلاف ثابت ہے اور عدنان
سے آگے حضرت آدم تک کتاب انساب ابن جوزی سے حاشیہ روضۃ احباب مین تیس شخصون تک ذکر کئے ہین مگر
علما کے قول کے مخالف ہے اعتماد کے قابل نہین اور عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک چالیس آدمی کا واسطہ ہے اور بعض کے
نزدیک سات کا اور بعض کے نزدیک تیس کا اور پھر انمین بھی اشخاص مختلط ہین الفاظ متغیر ہین اب ہم ایک اسبی تقریر
کرتے ہین جس سے اس مسئلہ کی حقیقت اور اس نزاع کی کیفیت بخوبی کھلجائیگی اور معلوم ہوجائے گا کہ جس نے جو مذہب
اختیار کیا ہے وہ قابل معذوری کے ہے جب عارف کی نظر مین اللہ تعالی کی ہستی کے سوا کچھ نہ آئے تو یہ وحدت ہے

اور اگر کبھی وجود اشیا بھی نمودار ہوتا ہے تو یہ ایسا ہے جیسے کوئی خواب مین کچھ دیکھتا ہے اور پھر جو بیدار ہوا
تو بیداری مین وجود اون صور منامیہ کو ملاحظہ کرتا ہے پس عین اس لحاظ مین یہ بات جان لیتا ہے کہ اوس چیز کو
تحقق خارجی حاصل نہین شہود کثرت و حدت کے اندر ایسے ہی ہوتا ہے صاحب لمعات نے کہا ہے الحقیقۃ کالکثرۃ
یعنی جہان انگلی رکھی وہین اوسکا بیچون بیچ ہے پس جسپر ایک صفت پورے طور پر منکشف ہوئی اوسکے ضمن مین
اوسکو عرفان ساری صفات کا حاصل ہوگیا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ عالم کا وجود بمنزلے اعداد کے ہے
کہ محاسب ایک عدد کو دوسرے مین ضرب دیکر آحاد و عشرات و مآت و الوف وغیرہ بناتا ہے اور احکام صادقہ
نفس الامریہ ان مراتب مشار الیہا مین سے ہر مرتبہ اوس کے ذہن مین متحقق ہوتے ہین اور فرد متمیز عن الآخر
کے لئے ایک خاص وجود وہان ثابت ہے حالانکہ ان تمام اعداد و احکام کے لئے ذہن محاسب ہے خارج مین کوئی نام
و نشان نہین اسی طرح علم الہی نے اس عالم کی صورتون کو تکثیر و توفیر عطا کی ہے اور ہر عالم کے ہر ہر فرد اپنے اپنے
احکام و خواص کے ساتھ اوسمین پائے جاتے ہین متمثل ہوئی ہے اور وجود خارجی انکو نہین ملا ہے اور باوجود اس کے
اون کے صدق احکام کو اون کے خارج مین نہ موجود ہونے کے ساتھ کوئی منافات نہین اور اس سے بھی صاف
طور پر یون سنو کہ ہم اپنے خیال مین ایک بڑے سے درخت کے تخم کی صورت باندھتے ہین اور جو کچھ اوس درخت مین
قابلیت شاخون اور پھولون اور پتون و پھلون کی ہے سب کو یکجائی طور پر اوسمین متصور کرین پھر اپنے خیال مین اون
شاخون وغیرہ کو آگے پیچھے بار بار ظہور بخشین یہان تک کہ پورا درخت مرتب ہوجاے پس دونون مرتبے اوس شجر کے
کہ ایک اوسکا اجمال ہے کہ اوس کے تخم ہونیکے مرتبہ عین تھا اور دوسری اسکی تفصیل کہ موافق اوس قابلیت کے
ظہور پکڑا سوا خیال کے دوسری جگھ نہین ہونگی اس بنا پر حقایق عالم کو وجہ اول کے موجب صور معلومہ کہتے ہین
اور دوسری وجہ کی رعایت سے وجود خارجی اوسکا مقرر رکھتے ہین اور یہ دونون باتین علم مین ہین پس یہ جو کہا ہے
الاعیان ماشمت رائحۃ الوجود نہایت صحیح ہے اور یہ جو کہتے ہین کہ عالم کا وجود خارجی یہی ہے یہ بھی درست ہے اسی
سے جسکو معنی مذکور مشہود ہوے اوس نے اپنی ہستی کو محض مضمحل پایا چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ چالیس برس سے
اپنے آپ کو ڈہونڈہتا ہون مگر نہین پاتا ہون اور جسکو یہ معنی مشاہدہ نہ ہوے وہ اپنی ہستی موہوم کی قید مین مبتلا
اور اپنی جان کو موجود سمجھا اور باوصف اسکے یہ بخوبی جانتا ہے کہ زمانہ آیندہ مین مجھے فنا ہونا ہے اور یہ خطا ہے کہ دلیل
پردہ پڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو مآل دونون کا ایک معلوم ہوتا ہے اور وحدت کی
حقیقت مین کوئی خلاف نہین اس لئے کہ توحید وجودی کا حاصل یہ ہے کہ شہود مین بھی غیر نہ معلوم ہو اور یہ حالت
مشاہدہ کی دائمی ہوجاے اور توحید شہودی کا بھی یہی کمال ہے کہ وجود مین مشاہدہ کثرت اعتباریہ کا شہود مین خلل انداز
نہو جب تک یہ حالت پیدا نہو دونون توحید کا قائل حقیقت کو ان کی نہین پہونچا ہے۔ محققین کہتے ہین کہ وحدت

Marfat.com

وجود مین کونسا شک ہے اسلئے کہ وجود معنی واحد ہے اور اشتراک لفظ وجود مین معنوی ہے نہ لفظی اور حقائق اور وجود کی مغائرت
مین کیا شبہ ہو کہ ماہیت اور چیز ہے اور وجود دوسری چیز اگر وجود ماہیت ممکن کا عین ہو تو ممکن واجب ہو جائے اور
اگر ممکن حقیقت وجود کا عین ہو تو واجب ممکن ہو جائے اور حقائق ممکنہ صوفیہ صافیہ کے نزدیک معانی عدمی ہین اور
عدم وجود سے غیر ہے اور یہی حیثیت غیریت کی ممکنات کے ظہور اور امتیاز کا باعث ہوتی ہے جسطرح سے کہ عینیت اور
اتحاد کی وجہ سے موجودات موجود ہوے ہین پس اکابر صوفیہ جو ان دونون حیثیتون سے واقف ہین اونہون نے
اپنے اپنے وقت کے آدمیون کی استعداد کے موافق حقیقت کو بیان کیا ہے۔ شیخ اکبر نے جو دیکھا کہ ہمارے عہد کے لوگ
دوئی مین گرفتار ہین اور خالق و مخلوق مین نسبت عمارت اور معمار کی اور آبخورے و کمہار کی ثابت کرتے ہین اور ممکن کے
وجود کو مستقل اور جدا واجب کے وجود سے جانتے ہین اور اسوجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرب و نسبت اور ولایت کا معاملہ
بالکل مفقود ہوا جاتا ہے اس لئے شیخ اکبر نے عینیت کے اسرار کو بیان کیا اور دوئی اور مغائرت کی بات کو نظرون سے
چھپا دیا تاکہ ظاہر بینون کو باطن کی طرف توجہ ہو اور حقیقت پر رجوع کرین اور حضرت علاؤ الدین سمنانی و شیخ احمد
سرہندی مجدد الف ثانی نے جو اپنے زمانہ مین یہ دیکھا کہ نسبت عینیہ انپر غالب ہے اور زیادہ جاہل لوگ حال کو
چھوڑ کر قال پر اکتفا کرتے ہین اور عبد و معبود اور حلال و حرام مین انکو فرق نہین رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے وجود کو مثل وجود
کلی طبعی کے افراد مین موجود جانتے ہین اس لئے ان بزرگون نے اثنینیت اور دوئی کی نسبت کو بیان کیا تاکہ
یہ لوگ تشبیہ کو چھوڑ کر تنزیہ کی طرف مائل ہون اور پھر نسبت مجہولۃ الکیفیت کو حاصل کرین جب خواجہ محمد ناصر دہلوی کا
عہد ہوا اور دونون نسبتون کی قوت کمال کو اسوقت تک پہونچ چکی تھی اور توحید وجودی و شہودی کی طرفداری مین
گروہ آدمیون کے موجود تھے اور ایک کا حال دوسرے کو معلوم نہ تھا اس لئے انہون نے لواے محمدی کو بلند کیا اور
توحید مطلق کو بیان کرنے لگے اور لفظ وجود و شہود کو جو صوفیون نے نکالے تھے بالکل دور کر دیا اور
بیان کیا کہ فاعل حقیقی جامع تمام صفات ذاتی و فعلی کا وہی ہے حیات و موت نفع و ضرر عزت و ذلت عفو و قہر
قبض و بسط خلق و رزق وغیرہ کا مالک اوس کے سوا کوئی نہین تمام عالم کے اندر اوسی کو حول و قوت حاصل ہے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اپنے اور تمام جہان کے وجود کو اوس کے وجود باقی و دائم کے مقابلے مین محو اور فانی
جاننا چاہیئے اور سب سے قطع نظر کر کے اوسی کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے توحید محمدی اور دعوت نبوی اسی کی طرف ہے
پس جن کے مزاجون پر خلقیت و امکانیت غالب ہے اونکا معالجہ سوا سے توحید وجودی اور فانی فی اللہ کرنے کے
نہین اور جن کے مزاج پر حقیت و الوہیت نے غلبہ کیا ہے اور ادب کے دائرہ سے پاؤن انکا بڑھا دیا ہے انکا علاج
مراتب امتیاز کے اظہار کے سوا کہ یہی توحید شہودی کا مقصود ہے ممکن نہین انکو ہوش مین لاکر باقی باللہ کرنا چاہیے
جو لوگ ان دونون کو چون سے ناواقف ہین اونہون نے دونون گروہ کے حاصل کلام کو بغیر سمجھے افراط و تفریط

سے کام لیا اور آپس مین جھگڑے کرنے لگے دانشمند اور حقایق منزل کا عارف وہی ہے کہ ان جھگڑون کو چھوڑکر عینیت اور اثنینیت کے امر اعتباری پر خیال نہ کرے اور ان غیبی باتون اور مخفی حقیقتون کو علم الہی کے سپرد کردے کہ یہی راہ راست ہے **فائدہ** توحید وجودی و توحید شہودی مین نسبت تضاد کی ہے۔ صوفیہ وجودی کہتے ہین کہ حق تعالیٰ اور عالم مین عینیت حقیقی اور غیریت مجازی ہے جیسے دریا اور حباب کا حال ہے کہ ظاہر مین دونون جدا جدا ہین اور حقیقت مین ایک ہین اور صوفیہ شہودیہ کہتے ہین کہ حق تعالیٰ اور عالم مین غیریت حقیقی ہے اور عینیت مجازی جیسے آگ اور لوہا کہ جب گرم ہوکر سرخ مثل آگ کے ہوجاتا ہے تو عین آتش معلوم ہوتا ہے حالانکہ دونون جدا جدا ہین اسیطرح جب بندہ تجلیات الہی مین مستغرق ہوجاتا ہے تو حباب اور دریا کا ساحل ہوجاتا ہے اور جب افاقہ مین آتا ہے تو اپنی عبودیت کا اقرار کرتا ہے۔ اور مخدوم صاحب میلاپوری نے کہ ۱۳۔ رجب ۱۱۹۶ ہجری مین انتقال کیا ہے یہ راے ظاہر کی ہے کہ حق تعالیٰ اور عالم مین باہم عینیت بھی حقیقی ہے اور غیریت بھی حقیقی ہے اور یہ تیسرا قول ہے کہ انہون نے پیدا کیا ہے۔

تنبیہ - خدا کا طالب وہ ہے کہ اگر اوسے یہ معلوم ہو کہ حق دوسری طرف ہے اور مین اب تک غلطی پر تھا تو اوسے فورًا قبول کرلے اور دوسرون کو بھی وہی بات بتائی جو اوسکو صحیح معلوم ہو اگر وہ قبول نہ کرے تو دو ایکبار یہ کہکر کہ مجھکو تو ایسا ہی تحقیق تھا خاموش ہورہے اور نزاع نہ کرے اگر کوئی اپنے پیر کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہے تو دوسرے کو اوس سے جھگڑا پیدا کرنا کب مناسب ہے یہ کام محبت کا ہے جسکو محبت نہین اوس سے کیا کام ہوسکتا ہے طالب تصوف کو چاہیئے کہ جو کچھ مشایخ کرام سے سنے اوسے حسن عقیدت کے ساتھ مانے اور اپنی جان کو زور کے ساتھ اونکے دامن سے باندھ دے اور اون کے بعضے مسائل مین جو شک و شبہ کا خلجان پیدا ہو اوسے دور کردے اور سلوک کے رستے مین بے دھڑک گھس جاے اگر ذرا بھی تردد کیا تو پھر تمام عمر خلجان مین پڑا رہے گا جب تقلید کے ذریعہ سے اعتقاد مین صحت پیدا ہوجاے گی پھر رفتہ رفتہ صحت ذوق اور سلامت فطرت اوسکو زینۂ تحقیق پر چڑھا دیگا اکثر لوگون کو دیکھا گیا ابتداے حال مین اونکو معنی توحید کی کیفیت اور اس عقیدہ کی صحت مین بڑا تردد اور خلجان رہا اور کسی طرح اونکو تحقیق کا رستہ نہین ملتا تھا اور خیال کرتے تھے کہ بہت سے اولیاے کرام اور اعلیٰ درجے کے مشایخ اس عقیدہ پر تھے کیا ان سب نے غلطی کی اور گمراہ رہے آخر کار ایسا ہوا کہ دونون توحید مین ادل فرق معلوم ہوا پھر ظاہر ہوگیا کہ ان مین صرف نزاع لفظی ہے پھر ان مین جمع کا طریقہ کھل گیا پھر اچھی طرح روشن ہوگیا کہ مین کچھ نہین جو کچھ ہے خدا ہے اور مشایخ طریقت کے اقوال نے بڑی رہنمائی کی کہ ایسے سخت خلجان اور تردد کی دلدل سے نکالدیا اور ایسا پختہ کردیا کہ پھر کسی طرح شبہہ کی گنجایش نرہی کیونکہ ان دونون مسلکون کی جانبداری مین صوفیہ کے بڑے بڑے گروہ ہین جن کے تقوی اور صلاحیت پر گویا سب کو اتفاق ہے اور

ان دونون مشکل مسئلون کا جن کی بنیاد محض کشف پر ہے وہ رتبہ ہو گیا ہے کہ علماے ظاہر و ارباب باطن مین سے کوئی
ایسا نہو گا جسنے انکی طرف توجہ نکی ہو اور اس باب مین کچھ اوس سے تحریراً یا تقریراً منقول نہو۔ بعض نے یہ راے دی ہے
کہ طالب کو چاہیئے کہ کسی ایسے پیر کامل مکمل کی صحبت اختیار کرنے کی کوشش کرے جسکا ظاہر شرع کے موافق ہو اور
باطن مین اوس کے اثر ہو اوسکی خدمت مین رہکر پھر جو کچھ تحقیق کو پہونچے اوسے اختیار کرلے اور اس سے قبل اولیاء اللہ
کے حق مین حسن ظن کا مقتضی ہو کہ حق کو دونون مسئلون مین دائر سمجھے اور اس مین کچھ مضائقہ نہین کہ اولیاء اللہ پر اعتقاد
رکھنے کی وجہ سے کسی ایک مسئلہ کو اپنا مختار بنا لے مگر طعن و تشنیع دوسرے مسئلہ پر نہ کرنا چاہیئے اور نہ اپنے مشایخ کی تقلید
اوس کی رد و قدح مین کرے کیونکہ اونہون نے جو اوسکا خلاف کیا ہے وہ اسوجہ سے کیا ہے کہ اونہون نے آنکھ سے
جس طرح دیکھا ویسا ہی بیان کر دیا اونپر اوس کی حقیقت اوسی طرح منکشف ہوئی اس لئے وہ لوگ اپنے خلاف مین
معذور ہین مگر مقلد معذور نہین حفظ ناموس صوفیہ کے لئے یہی روش نہایت بہتر ہے اسی لئے شوکانی نے ابن عربی
اور اون کی طرح کے صوفیون کی تکفیر سے چالیس برس کے بعد رجوع کیا اور میرے نزدیک سب سے بہتر یہ ہے
کہ ان مسئلون مین مطلقاً غور و خوض بھی نکرے یہی شیوہ تجدد امثال وغیرہ مین رکھے کیونکہ شرع کی طرف سے اون
کے سمجھنے کے لئے ہم مکلف نہین نہ رسول علیہ السلام نے اونکی طرف ہمکو دعوت کی ہے اور ہر ایک محقق کو چاہیے کہ عوام
کے سامنے ایسی باتین نہ کرے بلکہ اس زمانہ مین خاص آدمیون سے بھی چھپاے اور کسیکی ارباب شہود و وجود مین سے
جانبداری نہ کرے کوئی قائل ہو یا منکر کسیکو گمراہ نہ جانے اور جو کچھ متقدمین کہہ چکے ہین اون اقوال سے چشمپوشی
کرے۔ حق تعالیٰ کو مظاہر کونیہ مین ایسا دیکھے جس طرح صورت کو آئینہ مین دیکھتے ہین بشرطیکہ آئینہ درمیان سے
اوٹھ جاے اور وہی صورت منظور رہے اور یہ معنی فقرا کو دنیا مین میسر ہے دیکھیئے عاقبت مین کیا دکھاتے ہین۔
طریقت کے معاملے بہت ہین جو صوفیہ عالی ہمت اور مردان طریقت کو معلوم ہین اصل سب باتون کی یہ ہے کہ تمام
اشیا کے ساتھ حق تعالیٰ کو دیکھے اور ایک لمحہ اس خیال کو دل سے جدا نہونے دے دست در کار و دل بیار کا یہی
مطلب ہے حق تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اوسکو حاضر جاننا اور اوسکی طرف متوجہ رہنا ایسی چیزین ہین کہ غفلت کی جڑ کاٹ
دیتی ہین نسبت کے صحیح ہونے اور جم جانے کی یہ علامت ہے کہ اور حالون مین جیسے کھانا پینا غصہ اور جھگڑا کسی سے
ہمیشہ ہشیار رہے اور ذکر خدا اور توجہ حضور خدا سے ایسی چیزون کے اندر غافل نہ رہے مشایخ نے کہا ہے کہ عالم
از دست و بدو دست بلکہ ہمہ اوست مگر اس طرح کہنا بہتر ہے ہمہ از دست اور یہ دل کے سمجھنے کا کام ہے زبان سے
اسکا بیان کرنا دشوار ہے اگر بیان کرین تو اوسی قدر بیان کرین جتنا شرع کے موافق ہو غور کرنے سے معلوم ہو سکتا
ہے کہ معنی از دست کے وہی حقیقت ہے جو معنی ہمہ اوست کی ہے سواے خدا کے کیا ہے کچھ بھی نہین کان اللہ ولم یکن
شی معہ یعنی اللہ تھا اور اوس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی جو کچھ ہوا اوسی سے ہوا وہی سب کا خالق ہے اور کوئی

Marfat.com

چیز اوس کے ساتھ نہین ۵ عقل در اثباتِ وحدت خیرہ میگردد چرا ؟ انچہ جز ہستی ست ہیچ و انچہ جز حق باطل ست ؛ غایت یہ ہے کہ اہل شریعت ماسوی اللہ کے نیستی کو زمانہ مستقبل کے حوالہ کرتے ہین اور جانتی ہین کہ تمام چیزین کبھی نہ کبھی فنا اور ہلاک ہونگی اور اہل طریقت اونکی نیستی کو اب چشم سے دیکھ رہے ہین اور اون کے نزدیک فی الحال سب فنا ہین اور حقیقت مین مآل دونون برابونکا ایک ہے اور ہر طرح توحید ثابت ہے ہمارے سامنے کسی عبارت مین بیان کرین ہم سب طرح توحید کے معنی سمجھ لینگے ہمارے نزدیک دونون کی تقریر سے توحید ثابت ہے اگر ایک یون کہے عالم اللہ کا مخلوق ہے اور دوسرا کہے عالم اللہ کا مظہر ہے تو ان دونون عبارتون کا ایک مطلب اور ایک مآل ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ جو فائدہ اور ذوق ایسے مسائل کے سکوت مین ہے وہ کہنے مین نہین جتنا چھپائین اوتنا ہی ذوق برکت زیادہ ہو اگر کسی کی زبان سے کبھی ایسی باتین سُننے مین آتی ہین تو غیرت یہ چاہتی ہے کہ اسکے ہونٹھون کو سیدیا جای کہ پھر کبھی ایسی باتین بے محابانہ کرے اور واقعی بات بھی یہ ہے کہ اسکے بیان کرنے مین ہر ایک کے سامنے کیا فائدہ ہے بلکہ ہتک حرمت شرع کے سوا کوئی نتیجہ نہین نکلتا اور ہمنے جو کچھ یہان پر لکھا ہے یہ اوس مشرب عشق و محبت کا اثر ہے جو ہماری فطرت مین پڑا ہوا ہے ورنہ ایسے باریک اسرار علانیہ کہنے کے قابل نہین ۔

ہمہ اوست کی تحقیق

بعضے صوفیہ کی بڑی بھاری غلطی یہ ہے کہ کہتے ہین ہمہ اوست اور پھر عبودیت اور ربوبیت کے لوازم مین بڑا فرق دیکھتی ہین اور حیرت کے دریا مین ڈوب جاتے ہین اور اس غلطی کا حل ان دو مقدمون کے سمجھ لینے پر موقوف ہے ایک تو اوس سہو کے بیان پر جو صوفیہ کو اوس نسبت کے سمجھنے مین پیدا ہوتا ہے جو نسبت ممکنات مین اور ممکنات کے مبدء یعنی نفس کلیہ مین واقع ہے دوسرے اوس سہو کے بیان پر موقوف ہے جو صوفیہ کو اوس نسبت کے سمجھنے مین پیدا ہوا ہے جو اس نفس کلیہ کے اور زمانہ صرف یعنی مبدء المبادی کے درمیان مین واقع ہے پہلے مقدمہ کی تحقیق یون ہے کہ نفس ناطقہ انسانی یا جو کوئی نفس ہو وہ اسی نفس کلیہ کے دریا کا ایک ایک حباب ہے اور اسی کی امواج مین کی ایک ایک موج ہے اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ اہل وجدان نے اس بات کو دریافت کر لیا ہے کہ عالم مین ایک نفس ہے تمام عالم کا وہی ایک مدبر ہے جو کچھ عرش سے فرش تک ہے اوسی کے مقتضا کے موافق ہے اسکا نام نفس کلیہ رکھا ہے اور چونکہ یہ نفس افعال خاصہ کا مبدء ہے اس لئے اسی طبیعت کلیہ بھی کہتے ہین اور جس انتظام کو یہ نفس چاہتا ہے اوسکو مصلحت کلیہ کہتے ہین افلاک کے نفوس جزئی اور عناصر کے طبائع اور نفوس جزئی وحیوانی یہ سب نفس کلیہ کے لئے بمنزلے اون مزاجون کے ہین جو اعضاے بدن اور ارواح کے لئے کہ قوی کو اوٹھائے ہوئے ہین ہوا کرتے ہین اور یہ سب کچھ ایک ہی نفس مین جمع ہین یہی سب کا مدبر ہے سب خلق کو بھی ظہور مین لاتا ہے جسوقت کہ پانی ہوا ہو جاتا ہے اور ہوا پانی بن جاتی ہے تو ان دونون صورتون مین نفس کلی بدستور باقی رہتا ہے پس نفس ناطقہ بھی نفس

کلیہ ہی ہی فرق اسقدر ہے کہ نفس کلیہ نے ہیولی کی استعداد کے موافق ایک خاص طرح پر ظہور کیا ہے اور اوسے نفس ناطقہ
کہنے لگے ہین بعد اس بیان کے خیال کرو کہ ظہور ایک نسبت کا نام ہے جو درمیان ظاہر کے اور مظہر کے پائی جاتی ہے اور اس
نسبت ظہوری مین اور اور قسم کی نسبتون کے احکام مین بڑا فرق ہی مظہر نفوس ناطقہ ہین اور ان مین ظاہر نفس کلیہ ہی اور
ان مین جو باہم نسبت ہی وہ ظہور ہے پس ظاہر تمام وجہون سے مظہر کا عین نہین ہی جیسے نوع انسانی سارے اعتبارات سے
اپنے افراد کی عین نہین ہی نوع انسانی ہر فرد پر محمول ہے مگر ہر فرد کا عین نہین دیکھو نوع ایک فرد پر محمول ہی پس اگر
سارے وجوہ کے ساتھ اوسکے عین ہو تو لازم آتا ہے کہ یہ فرد دوسرے فرد پر محمول ہو جیساکہ نوع اوس دوسرے فرد پر
محمول ہوا کرتی ہے اور اگر سارے اعتبارات کے ساتھ نوع فرد کے غیر ہوتی تو فرد پر انسان محمول نہین ہو سکتا اور
یہ نہین کہہ سکتے کہ فرد انسان ہی جیساکہ ایک فرد انسانی کو حجر نہین کہہ سکتے اسی طرح حیوان نوع انسان و فرس کا سارے
اعتبارات کے ساتھ نہ عین ہے اور نہ سارے وجوہ کے ساتھ غیر ہے اسی طرح ناطق حیوان اور شجر کا نہ ہر طرح عین ہے
اور نہ غیر ہے اور اسی طرح جسم اور مجرد کے ساتھ جوہر سب طرح نہ عین ہے اور نہ غیر ہے اور اسی طرح نفس کلیہ جوہر اور
عرض کا نہ سب طرح عین ہے نہ غیر ہے ہم اس نسبت کی حقیقت کی تحقیق سے درگذر کرتے ہین تب بھی ظاہر ہے کہ
کہ کوئی بھی ان صورتون مین سے صورت لیلو تو ان مین مصداق اتحاد بھی ہے اور مصداق تغائر بھی ہے اور اس وجہ سے
دونون طرح کے احکام صادق ہوتے ہین یعنی احکام فرد و احکام نوع یا یون کہیئے کہ احکام نفس ناطقہ و احکام نفس کلیہ
صادق ہوتے ہین پس عالم کی خصوصیات کو نفس کلیہ کے ساتھ جو نسبت ہے وہ بھی ظہور ہی کہ ان تمام خصوصیات مین
وہی نفس کلیہ ظہور پذیر ہے اور عقل جو یہ تردد کرتی ہے کہ خصوصیت نفس ناطقہ کے احکام نفس کلیہ سے غیر ہین اور یہ بڑی
دلیل اس بات کی ہے کہ دونون مین بڑا تغائر ہے سو یہ تردد عقل کو اپنے قصور کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے اگر یہ کہا جائے
کہ اگر سب کو ایک چیز مین تعین حاصل ہو تو پھر ان کے احکام باہم مختلف کیون ہین اور اگر سب علیحدہ علیحدہ اصل مستقل
ہین تو نفس کلی انکی اصل کیسے قرار پا سکتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس صورت مین مقدمہ بدیہی کا انکار لازم آتا ہی
اس لئے کہ افراد اور نوع مین اور انواع اور جسم مین بھی تو یہی نسبت تسلیم کی گئی ہے اور پھر ادون مین غیریت بھی ہے
اور اتحاد بھی ہے اور احکام بھی علیحدہ علیحدہ ہین جو جواب یہان ہے وہی وہان ہے اور اگر کہین کہ کثرت کا مبدا در اصل
ایک چیز ہے یا نہین پہلی صورت مین تو وہ اصل واحد نہین رہے گی اور دوسری صورت مین ابھی جگہ ہے کہ جس سے
یہ کثرت آئی کیونکہ جب اسکی اصل واحد نہین تو یہ کثرت کہان سے آئی تو جواب اس اعتراض کا بھی یہی ہے کہ یہ انکار مقدمہ
بدیہی کا ہے آخر ہے اصل واحد یعنی نفس کلی ایسا واحد نہین ہے جسکی وحدت حقیقی ہوتی ہے کہ جس مین کسی طرح کثرت کو گنجایش
نہین کیونکہ نفس کلی حضرت وحدت سے صادر ہوا ہے اور اوس جناب مقدس سے دوسرے مرتبہ مین ہے اس لئے نفس
کلی اتنی کثرت کا مبدا بننے کے لئے کفایت کرتا ہے اور جبکہ اسمین اعتبارات اور تعینات لاحق ہوتے گئے تو کثرت

Marfat.com

آتی گئی ہان باعتبار ذات کے واحد ہے پس وحدت اسکی حقیقی نہین جس مین کسی طرح کثرت کی گنجایش نہین ہوتی اور ناقص
عقلین کبھی تو ان کثرات کو اوس نفس کلی کا عین قرار دیتی ہین اور جبکہ بعضے لوازم عینیت کے نہین پاتین تو اس عقیدہ کو چھوڑ
دیتی ہین اور جب غیریت کے بعضے لوازم نہین ملتے تو حیرت مین پڑ جاتی ہین عین اور غیر قرار دینے کے معاملہ مین منحیر ہوتی
ہین اور جو عقلین سلیم ہین اون کو روشن ہے کہ ان دونون مین ایسی نسبت ہے کہ اوسکو سب طرح نہ عینیت حاصل ہے
نہ غیریت اور جو کچھ خصوصیات عالم کے لوازم و احوال ہین نفس کلی ان سے مبرا ہے دیکھو چھوٹا ہونا بڑا ہونا گونگا ہونا
بہرا ہونا انسان کے افراد مین پایا جاتا ہے مگر نوع ان باتون سے ملوث نہین ہو سکتی حالانکہ باعتبار افراد کے کہتے ہین
کہ یہ باتین انسان مین ہین اور جو چیز ایسی ہو کہ وہ اطلاق کا مرتبہ رکھتی ہو اوس کے ساتھہ خصوصیات کیسے چپک سکتی
ہین وہ تو مطلق ہے پس نفس کلیہ کہ اطلاق کے مرتبہ مین ہے وہ کسی خصوصیات کے ساتھہ مقید نہین ہو سکتا جیسے
کسی خاص فرد کی نسبت یہ نہین کھہ سکتے کہ یہہ نوع ہے یا کلی ہے یا مطلق ہے باوجودیکہ مطلق مقید مین موجود ہے
اور اگر نفس کلیہ کی حقیقت کو اطلاق کے مرتبہ سے بھی معرا کرکے غور کرین اس طور پر کہ سوا حقیقت نفس کلیہ کے کوئی
اور اعتبار نفی یا اثبات کا اوسکے ساتھہ ملحوظ نہو جو مرتبہ لابشرط شی کا ہے تو ایسی صورت مین نفس کلیہ مین اطلاق
اور تقیید دونون کے احکام جاری ہو سکتے ہین بغیر اس کے کہ یہ دونون مرتبے اطلاق اور تقیید کے اوسکی ذات خاص
مین کوئی اثر کرین یہان دو نکتے اور قابل جان لینے کے ہین **ایک** یہہ کہ انسان کے سوا اور بھی بہت سی نوعین
پائی جاتی ہین اور انسان کے خواص کے سوا اور بہت سے خواص پائے جاتے ہین اس لئے عقل کو معلوم ہو جاتا ہے
کہ بہت سی نوعین موجود ہین اور اون خواص کی وجہ سے ہر ایک مین فرق معلوم کر لیتے ہین اور نفس کلیہ کے سوا کوئی اور
ایسی چیز موجود نہین جسپر قیاس کرنے سے نفس کلیہ کے وجود کی صداقت ہو سکے اسلئے عقل کو کوئی موقع ایسا
نہین مل سکتا کہ نفس کلیہ کی طرف خیال دوڑاے اور اوسکی تحقیقات کی طرف توجہ ہو اور پھر اسکے سوا نفس کلیہ
نہایت لطیف و بسیط ہے کہ اوس کی انتہا تک عقل کا پہونچنا دشوار ہے لیکن صوفیہ اپنے ذوق خاص کے ساتھہ
اوسکو معلوم کر لیتے ہین کیونکہ ان بزرگون کو نفس کلیہ کے سمجھنے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہین بغیر کسی دوسری
مدد کے خود اوسکو سمجھ لیتے ہین اور وہ اون کے سامنے حاضر ہو جاتا ہے اور ایک رنگ نفس کلیہ کا ان کی عقلون پر
پڑتا ہے اور جس طرح بہینگا اپنے بہینگے پن کو کسی وجہ سے جانتا ہے اسی طرح یہہ بھی نفس کلیہ کو جان لیتے ہین دوسرا
نکتہ یہ ہے کہ فلاسفہ نے جوہر و عرض کے درمیان مین کوئی مشترک حقیقت ثابت نہین کی ہے اور نفس کلیہ کو
جنس اعلیٰ نہین شمار کیا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اون کی عقلون کو نفس کلیہ کا حال معلوم نہوا پس ایسے آدمیونکا
قول اس معاملے مین معتبر نہین اور یہہ نہین کہہ سکتے کہ جب فلاسفہ نے اس باب مین کچھ تحقیق نہین کیا ہے
تو بے اصل بات ہے اور ہمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک ہی حقیقت ہے جسنے مختلف دو لباس پہن لئے

Marfat.com

کہ کبھی قیام نفسہ کے لباس مین ظہور کرتی ہے اور جوہر کہلاتی ہے اور کبھی قیام بغیرہ کے لباس مین نکلتی ہے اور عرض کے ساتھ مسمّی ہوتی ہے ؎ گہے در کسوتِ لیلی فروشد ؛ گہے در صورتِ مجنون برآمد ؛ یہ اسی نفس کلیہ کی نیرنگی ہے کہ کہین جوہر بنکر ظاہر ہوا اور کہین عرض بنکر دکہلائی دیا اور اسی کی وجہ سے عالم مثال مین عوارض جواہر کی شان پکڑتے ہین اور قوت وہم مین جواہر اسی نفس کلیہ کی بدولت عرض ہو جاتے ہین اور یہ اسی نفس کلیہ کی نیرنگی ہے کہ صورت ذہنی موجود خارجی پر صادق آتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ جو نسبت خالق و مخلوق کے درمیان واقع ہے اوسکی نظیر عالم شہادت مین نہین ملتی نہ تو کوئی مادہ ہے کہ جس مین خالق کا تحقق پایا جاے اور اسوجہ سے یہ سمجھ لین کہ خالق کی یہ شان ہوتی ہے اور نہ کوئی ایسی مدت ہے کہ جس سے سابق و لاحق مین کوئی امتیاز تقدم و تاخر کی وجہ سے ہو بجز اسکے کہ جو کچھ ہے اسی کی جانب سے ہے اور وہی کل کا مبدء ہے کوئی دوسری چیز مغائر اوسکے موجود نہین ہر چیز کو مبدء اوسکا ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے جب عقل کو بات نہ ملی تو کچھ معقولات اعتباری کو صانع اور مصنوع سے موافق رسم عالم شہادت کے پیدا کر لیا اور چند اختراعی صورتین جنکے ساتھ عقل مالوف ہے اپنی نظر کے سامنے متمثل کر لین مگر جو میدان خالق و مخلوق کے درمیان ہے وہ عقل سے طے نہو سکا اور سمجھہ مین نہ آیا کہ ان دونون مین کیا نسبت ہے اور عقل نے جسقدر القاب شاہد مین تاثیر و اصدار کے لئے مقرر کئے تھے سب خرچ کر ڈالے کبھی اوسے خالق و مجعول کہا اور کبھی صفت اسم کے ساتھ یاد کیا اور کبھی مظہر اور متنزل زبان پر لائی مگر عقل کو کسیکی تفصیل اور اصلی حالت تو معلوم نہوئی بلکہ ہر ایک کا وہان سے ایک نقلی ثبوت پایا اس لئے عقل اس میدان سے پریشان اور ناکام ہو کر لوٹ گئی پس ابداع یعنی ایجاد کے مسئلہ مین تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک نسبت ہے جسکے باب مین اس بات کا تو علم ہے کہ خالق و مخلوق مین واقع ہے مگر یہ معلوم نہین کہ وہ کیا چیز ہے نہ سارے وجود کے ساتھ ظاہر ہے اور نہ غیر ظاہر ہے پس اہل وجدان یعنی صوفیہ کی ایک قوم نے جو اپنی نظر کو دوڑایا تو اونھین نفس کلیہ نظر آیا اور اوسکا اونھون نے وجود نام رکھا مگر اونھون نے اوسکو ایسا بسیط و لطیف پایا کہ عقل مین اوسکی سمائی ممکن نتھی اس لئے اسی کو واجب الوجود خیال کرنے لگے اور جو کچھ بساطت و لطافت انکو پہونچی تھی اوس سب کو اس وجود کے لئے انھون نے ثابت کیا اور اس بات کے سمجھنے مین بہت پھنسے رہے اور منشاء اس غلطی کا یہ ہے کہ یہ لوگ نفس کلیہ ہی پر جاکر رک گئے اور اوسکو واجب الوجود سمجھ لیا اور انھون نے نفس کلیہ کی کسی وجہ پر اکتفا کر لی کُنھ کو نہ پہونچے اگر کُنھ کو نہ پہونچتے تو یہ غلطی نہ کرتے کہ اوسے مبدء المبادی اور واجب الوجود سمجھ لیتے اور دوسری جماعت صوفیہ کی جو تحقیق مین جماعت اول سے بڑی ہوئی تھی وہ نفس کلیہ سے بھی نکل گئی اور اونھون نے ذات صرف کو اول الاوائل جانا اور سمجھ لیا کہ نفس کلیہ اوس ذات صرف سے صادر ہوا ہے اور یہ صادر اول ہے اور تمام موجودات کی ہیکلون پر یہی وجود پھیلا ہوا ہے لیکن سب کو انھون نے باہم مخلوط کر دیا اور ایک نام کے ساتھ سب کو پکارنے لگے اور ایک

Marfat.com

حساب مین سب کو گن لیا اور یہہ کوئی نئی بات نہین بلکہ صوفیہ کی قدیم سے رسم ہے کہ بعض حقایق کو بعض کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہین اور جو سب سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اوسے دوسرے مین داخل کر دیتے ہین پس ان صوفیہ نے بیانات مین نہایت بے پروائی کی اور بے تدقیق کے یہہ کہدیا کہ ایک ہی وجود ہے کہ اعتبارات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوگیا ہے واجب بھی یہی ہے اور ممکن بھی یہی ہے خالق بھی یہی ہے اور مخلوق بھی یہی ہے متفرق حقائق کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے وہی وجود سب اشیا مین پھیلا ہوا ہے اور اپنی صرافت کے لحاظ سے محض اک ذات ہے اور کچھ نہین اور یہہ غلطی اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ جو نسبت متفرق و مختلف حقیقتون اور نفس کلیہ کے درمیان مین واقع ہے اور جو نسبت اس نفس کلیہ کو واجب الوجود کے ساتھ ہے ان دونون مین تفرقہ نہین کیا ہے اور کچھ ایسے بھی محققین تھے جن کا وجدان تجلی اعظم سے مل گیا تھا یا دلائل سے یا شرائع کی تقلید سے واجب الوجود مین صفات قوی الناشیر اون کے نزدیک ثابت ہو چکی اور نفس کلیہ مین یہہ خواص اونہون نے نہ پائے اور نہ کسی اور چیز مین ان کا مصداق پایا اس لئے اونہون نے دونون نسبتون کا انکار کر دیا۔

فائدہ یاد رکھو کہ معارف انجیلیہ نے جو اقانیم ثلثہ ثابت کئے ہین تو مراد باپ سے نقطہ ذات ہے اور بیٹے سے مراد نفس کلیہ اور روح القدس سے مقصود تجلی اعظم ہے جو خطیرۃ القدس کے دل مین قائم ہے یہان زیادہ باریکی کے سبب نصاریٰ کے ہاتھ بھید نہین آیا اور گمراہ ہو کر رہگئے قرآن نے اس گمراہی کا رد کیا اور عبدیت کے معنی ثابت کر دیئے سبحان اللہ جو ان مردان معرفت زبان حق سے کیا کیا باریک نکتے سنتے ہین اور ہر ایک کو اپنے اپنے محل پر پہونچاتے ہین اور یہہ عجیب ناداں قوم ہے کہ ایک ہی باریکی سے جو حضرت روح اللہ سے صادر ہوئی سرگردان ہو گئے اور ہاتھ پاؤن مارے مگر رستہ نہ پایا یہ بحث لمبی ہے ہمارے مقصود سے علیحدہ ہے اسلئے ترک کیا **تنبیہ** فتاویٰ عزیزی مین لکھا ہے کہ کلام ہمہ اوست کے معنی ظاہری خلاف شرع ہین اگر اوسکا قائل یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ اشیا مین حلول کئے ہوئے ہے یا اشیاء کو اوس ذات مقدس کے ساتھ اتحاد ہے تو یہہ کفر ہے اور اگر یہہ کہے کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ ہر چیز مین خدا کی صفات کا ظہور ہے جیسے آئینہ دیکھنے والے کی صفات کا آئینہ مین ظہور ہوتا ہے تو یہہ کفر نہین مگر ایسے کلام کو کہ خلاف شرع ہے مجلسون اور محفلون خاصکر مجمع عوام مین جو غور کی قابلیت نہین رکھتے کہنا بہت برا ہے۔

عالم صغیر اور عالم کبیر

صوفیہ کے نزدیک فلکیات اور عنصریات کا ایک بدن ہے کہ عقل اول اوسکی روح ہے اور نفس کلیہ اوسکا قلب ہے اور تمام افلاک اور تارون کے نفوس اوسکے قوی ہین شیخ اکبر موافق صوفیہ کے تمام عالم کو ایک بدن تو جانتے ہین مگر یہہ کہتے ہین کہ اوسکی روح عقل اول نہین بلکہ حق ہے جیسا کہ فص حکمی مین اسکی تصریح کی ہے نجم الدین کبریٰ کہتے ہین

Marfat.com

کہ نفس اور شیطان اور فرشتہ کوئی چیز تجھسے خارج نہین ہے بلکہ تو اون کے ساتھ ہے اور اسی طرح آسمان وزمین اور عرش
وکرسی کا حال ہے کہ یہ بھی کوئی ایسی اشیا نہین جو تجھسے خارج ہون اور نہ جنت و دوزخ اس طرح کی ہین بلکہ یہ سب تجھمین
موجود ہین جب تو خالص اور صاف ہو جاے تو یہ ظاہر ہو جائین - اور شرح قصیدۃ النفس سو لفہ مُنَاوِی مین مذکور ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے اس ہیکل انسانی کو بڑا شرف بخشا ہے اور عالم اکبر کی طرح مقرر کیا ہے جو چیزین او سمین ہین وہی اسمین مقرر کی
ہین جو کچھ عالم کبیر مین ملک وملکوت متفرق ہے وہ اس عالم صغیر مین سب ایک جگھہ جمع ہے پس جیسے عالم کبیر مین کھاری
پانی میٹھا پانی اور کڑوا پانی اور غلیظ و تلخ پانی جسے نہین پی سکتے جمع ہے ایسے ہی اس عالم صغیر مین بھی کھاری پانی
دونون آنکھون مین ہے اور میٹھا پانی منھ مین موجود ہے اور کڑوا کانون مین اور غلیظ و تلخ پانی ناک مین اور جس طرح عالم کبیر
مین چاند سورج اور تاری روشنی کے لئے مقرر ہین اسی طرح روح بدن کو سورج کی طرح روشن رکھتی ہے اور جسطرح سورج کے
غروب ہونے کے بعد عالم مین اندھیرا چھا جاتا ہے اسی طرح روح کی مفارقت سے بدن مین اندھیرا ہو جاتا ہے اور عقل چاند
کی طرح ہے اور جسطرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے اور گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اسی طرح عقل بھی روح سے مدد حاصل
کرتی ہے کبھی بڑھتی ہے کبھی گھٹتی ہے اور جیسے عالم مین خمسہ متحیرہ ہین اوسکی مثل بدن مین حواس خمسہ ہین اور پھاڑون
کی نظیر ہڈیان ہین اور پاؤن کی نظیر رگین ہین اور جسطرح دریاؤن مین مچھلیان تڑپتی پھرتی ہین اسی طرح مُنھ مین زبان
مضطرب ہے اور جیسے کہ عالم مین چار قسم کی ہوائین ہین باد مغرب اور باد مشرق جنھین پُروائی اور پچھوا کہتے ہین اور
باد شمال اور باد جنوب انسان مین ایسے ہی چار قوی ہین جاذبہ ماسکہ ہاضمہ دافعہ اور جیسے عالم مین درندے و شیاطین
وبہائم ہین انسان مین اسی طرح طلب قہر غلبہ غضب حقد حسد فجور کھانا پینا نکاح ہے اور جسطرح عالم مین ملائکہ ہین انسان
مین طہارت عبادت استقامت ہے اور جسطرح عالم مین وہ وہ چیزین ہین کہ کچھ آنکھون سے دکھلائی دیتی ہین اور کچھ
نھین دکھلائی دیتین اسی طرح انسان مین ظاہر و باطن ہین انسان کا ظاہر ملک ہے اور باطن ملکوت ہے اور جسطرح
عالم مین آسمان و زمین ہے انسان مین بھی یون ہی علو و سفل ہے -

ذات واحد مین اعراض کے مجتمع ہونیکا نام عالم ہے اور تجدد امثال

فص شعیبی مین شیخ اکبر نے فرمایا ہے کہ ذات واحد مین جو وجود کی حقیقت ہے اعراض کے مجتمع ہونے کو عالم کہتے ہین
ہر ایک سانس اور ہر آن کے ساتھ متبدل و متغیر ہوتا ہے ہر دم ایک عالم معدوم ہوتا ہے اور اوسکی مثل دوسرا موجود
ہوتا ہے اور اکثر اہل علم اس بات سے بے خبر ہین چنانچہ خداے تعالیٰ سورۂ ق مین فرماتا ہے بل ھم فی لبس من
خلق جدید یعنی اون کو شک ہے ایک نئی پیدائش مین - اور علما مین سے کوئی اس بات پر مطلع نہوا ہان اشاعرہ
بعض اجزاے عالم مین کہ وہ اعراض ہین یہ بھید کھل گیا اس لئے اونھون نے کہا ہے کہ اعراض دو زمانون تک باقی نھین
رہسکتے اور سوفسطائیہ کو تو عالم کے تمام اجزا مین کہ جواہر و اعراض ہین یہ مفہوم ثابت ہو گیا مگر ان دونون گروہ نے ایک

Marfat.com

ایک وجہ کے ساتھ خطا کی ہے۔ اشاعرہ کی خطا یہ ہے کہ اونہون نے حقیقت وجود کے علاوہ متعدد جواہر ثابت کئے ہین اور اعراض متبدلہ متجددہ کو اون جواہر کے ساتھ قائم کیا ہے اور اونہون نے یہ خیال نہین کیا کہ عالم کچھ بھی نہین صرف ذات واحد مین اعراض مجتمع ہو گئے ہین جو ہر آن اور ہر دم متغیر اور متبدل ہونے رہتے ہین ہر آن اس ذات واحد سے یہ اعراض زائل ہونے اور اون کی طرح دوسرے اوس سے ملتے رہتے ہین پس بوجہ اس کے کہ اعراض کے زائل ہونے کے بعد ویسے ہی دوسرے پے درپے آتے رہتے ہین اس لئے دیکھنے والے کو یہ دھوکا ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی چیز ہے کہ ہمیشہ رہتی ہے اور سوفسطائیہ کی خطا یہ ہے کہ وہ باوجود اس کہنے کے کہ تمام عالم مین تبدل ہے اس بات پر متنبہ نہوئے کہ ایک ہی حقیقت ہے کہ وہ عالم کے صور و اعراض کو حامل کر لیتی ہے اور طرح طرح کے موجودات بنکر ظہور کرتی ہے پس اوس حقیقت کے ظہور سے یہی مطلب ہے کہ وہ عالم کے صور و اعراض مین جلوہ گر ہوتی ہے جس طرح اون صور و اعراض کے لئے خارج مین بدون اوس حقیقت کے ظہور نہین اور صوفیہ جنکو کشف و شہود حاصل ہے وہ کہتے ہین کہ حق تعالیٰ ہر دم ایک نئے طور پر ظہور کرتا ہے اوسکا ایک ظہور مکرر نہین ہو سکتا یعنی یہ ممکن نہین کہ دو آنون کے اندر ایک ہی تعین اور ایک ہی شان کے ساتھ جلوہ گر ہو بلکہ ہر دم ایک نئے تعین و تشخص کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور یہ بھید اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے نام ہین جو ایک دوسرے کی ضد ہے بعضے نام لطف کے ہین اور بعضے قہر کے اور یہ سب کام مین لگے ہوئے ہین معطل ان مین سے کوئی نہین پس جب ممکنات مین سے کسی چیز کے موجود ہونے کے شرائط حاصل ہون اور موانع اوٹھ جائین تو وہ موجود ہونے کے لئے مستعد ہوتی ہے اور رحمت الٰہی اوسکو وجود بخشتی ہے اور اوس حقیقت کے آثار و احکام حاصل ہوکر ظاہر وجود ایک خاص طور پر متعین ہو جاتا ہے اور موافق اوس تعین کے وہ وجود ظاہر ہوتا ہے پھر بسبب قہر الٰہی کے جو تعینات اور آثار کثرت صوری کا مضمحل کرنے والا ہے اوس حقیقت سے تعین دور ہوتا ہے اور اسی تعین دور ہونے کی حالت مین موافق خواہش رحمت الٰہی کے دوسرے تعین کے ساتھ جو پہلی کی طرح ہوتا ہے وہ حقیقت متعین ہو جاتی ہے اور پھر دوسری آن مین قہر احدیت سے مضمحل ہو جاتی ہے پھر اور تعین رحمت رحمانیت کی بدولت حاصل ہوتا ہے اسی طرح کارخانہ جاری رہتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے پس کسی دو آن مین ایک تعین کے ساتھ ظہور نہین ہوتا ہر دم اور ہر آن مین عالم معدوم ہوتا ہے اور دوسرا اوسکی مثل موجود ہوتا ہے مگر جو اس رمز سے غافل ہین وہ عالم کو ایک حال پر جانتے ہین۔

شیخ ابو طالب مکیؒ نے قوت القلوب مین لکھا ہے لا یتجلی الحق فی صورتہ مرتین ولا فی صورتہ الاثنین یعنی حق تعالیٰ ایک صورت مین دو بار ظاہر نہین ہوتا اور نہ دو کی صورت مین ظہور کرتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسمائے جلالی ہر آن مین موجودات کے وجود کو دور کرتے ہین اور اسمائے جمالی اوسی آن مین پھر اونہین وجود دیتے ہین

Marfat.com

[illegible]

وجود کی بحث

قیصری نے شرح فصوص میں کہا ہے کہ وجود ایک حقیقت ہے نہ اوس میں تعدد ہے نہ تکثر ہے تشخصات اور ظہورات کی وجہ سے متعدد و متکثر ہو کر ارواح و اجسام بن جاتا ہے اور اس لفظ کو کبھی تحقق اور حصول کے معنی میں استعمال کرتے ہیں جو مصدری معانی ہیں اور اعتباری مفہومات ہیں اور اس وجہ سے معقول ثانیہ میں سے ہے جسکے مقابل کوئی چیز خارج میں نہیں بلکہ تعقل میں ماہیات کو عارض ہوتا ہے جیسا کہ حکماء متکلمین نے تحقیق کیا ہے اور کبھی لفظ وجود بولتے ہیں اور مراد اس سے وہ ہستی ہوتی ہے جو بذات خود موجود ہوتی ہے اور سارے موجودات کو اوسکی وجہ سے ہستی نصیب ہوتی ہے اور حقیقت میں سوا اوسکے کوئی خارج میں موجود نہیں سارے موجودات اوسی سے قائم ہیں جیسا کہ کبراے معرفت و عظماے حقیقت کا ذوق اس بات کی گواہی دے رہا ہے اور اس اسم کا اطلاق خدا تعالیٰ پر دوسرے معنی کے وجہ سے ہے نہ اول کے ؎ پناہِ بلندی و پستی توئی ٭ ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی ٭ اللہ تعالیٰ ذات صرف ہے اسما و صفات اور اعتبارات اور نسبتوں سے بری ہے اوس نے جب عالم ظہور میں توجہ کی تو ان چیزوں کے ساتھ موصوف ہوا پہلے ظہور میں کہ خود بخود اپنے اوپر تجلی کی علم اور نور اور وجود اور شہود کی نسبت متحقق ہوئی علم کی نسبت نے عالمیت اور معلومیت کو چاہا اور نور کی نسبت نے ظاہریت و مظہریت کی خواہش کی اور وجود و شہود کی نسبت نے واجدیت و موجودیت اور شاہدیت و مشہودیت کو چاہا اور ظہور نور کو لازم ہے اور ظہور سے پہلے

پوشیدگی تھی پس اسوجہ سے اسم اول اور آخر اور ظاہر و باطن مقرر ہوے یہ حال پہلی تجلی کا ہے پھر دوسری تیسری
چوتھی تجلی مین جہان تک کہ باری تعالی نے چاہا ہے نسبتین اور اضافتین ترقی کرتی ہین کل یوم ھو فی شان
یعنی ہر آن وہ اک نئے حال مین ہے اور یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جتنا نسبتون اور اسما مین ترقی ہو ظہور مین بھی اوسی قدر
ترقی ہوگی اس لیئے کہ اوس مین اب بھی ویسی ہی پوشیدگی باقی ہے اوسکی پوشیدگی اسوجہ سے ہے کہ اوسکی ذات
صرف اور مطلق ہے اور اوسمین جو ظہور کسیقدر ہے وہ تعینات اور اعتبارات اور صفات کی وجہ سے آیا ہے وحدت
صرف اور قابلیت محض ہونا اوسکا تعین اول ہے اور قابلیت محض سے یہ مطلب ہے کہ اوسمین سارے اعتبارات
وصفات سے مجرد ہونے کی بھی قابلیت ہے اور سب کے ساتھ متصف ہونے کی بھی قابلیت ہے اور تمام صفات
واعتبارات سے مجرد ہونیکی قابلیت کا نام مرتبۂ احدیت ہے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن
لہ کفوا احد تو کہدو وہ اللہ ایک ہے اللہ بے احتیاج ہے نہ کسی کو اوسنے جنا نہ اوسکو کسی نے جنا اور اوسکے جوڑ کا کوئی
نہین ہے اور اوس ذات مقدس مین پوشیدگی اور اولیت اور ازلیت بھی ہے اور اوس ذات مقدس کو تمام اعتبارات وصفات
کے موصوف ہونیکو مرتبۂ واحدیت کہتے ہین الھکم الہ واحد یعنی تمہارا رب اکیلا ہے اور اوسکے لئے ظہور اور آخریت و ابدیت کی بھی صفات ہین
اور بعضے صفات مرتبۂ احدیت کے ایسے ہین کہ اونکی ساتھہ اوس ذات مقدس کا موصوف ہونا مرتبۂ جمع کے اعتبار سے ہوتا ہے اور انکی بھی قسمین ہین
ایک وہ کہ اونکا موجود ہونا مشروط ہے ممکنات کے موجود ہونے پر جیسے صفت خالقیت اور رازقیت وغیرہ
کہ جب تک مخلوق و مرزوق نہون اوسوقت تک خالقیت و رازقیت ظہور مین نہین آسکتی **دوسری** وہ ہین کہ
جن کا وجود ممکنات کے وجود پر مشروط نہین جیسے حیات و علم و ارادہ وغیرہ اور بعضے صفات مرتبۂ احدیت کے
ایسے ہین کہ ذات اون کے ساتھہ ممکنات کے مراتب کے اعتبار سے موصوف ہوئی ہے جیسے فصلین اور خاصے اور تعینات
انہین چیزون کی وجہ سے ممکنات باہم ممتاز ہوتے ہین بعضے حقایق ممکنہ ایسی بھی ہین ہین کہ جب اون مین وجود
مع مرتبۂ احدیت ساری ہوتا ہے اور اوسکے سارے احوال و آثار و احکام کا ظہور اونمین ہوتا ہے تو اون مین تمام اسماے
الہی کا مظہر بن جانے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے پس کسی مین ان اسما کا ظہور کم ہوتا ہے اور کسی مین زیادہ کسی مین
غالبیت کے ساتھہ کسی مین مغلوبیت کے ساتھہ ہوتی ہے اور ایسے لوگ انبیا و اولیا ہین مگر وجوب ذاتی کسی کو حاصل
نہین ہو سکتا یہ اوسی ذات خاص کے ساتھہ مخصوص ہے اور بعضے آدمیون کو بعضے اسماے الہی کے ظہور کی استعداد
ہوتی ہے اور بعضون کو بعضے اسما کے ظہور کی استعداد نہین ہوتی پھر اون مین بھی مراتب ظہور کی کمی بیشی ہوتی ہے اور
ذات مقدس مرتبۂ احدیت کے ساتھہ عالم ارواح و عالم مثال و عالم حس و عالم شہادت اور دنیا و آخرت مین تمام
ممکنات کے ساتھہ ظہور کر رہی ہے اور یہ تمام ممکنات مرتبۂ احدیت کی تفصیل ہین اور مقصود سب سے یہ ہے کہ اسماے
الہی کا کمال ظاہر اور متحقق ہو جاے اور غناے مطلق کمال ذاتی کے لئے لازم ہے اور معنی غناے مطلق کے یہ ہین کہ جو

Marfat.com

احوال وصفات مع اپنے تمام احکام ولوازم کے کلی طور پر جملہ مراتب حقائق الہی وحقائق کونی مین جلوہ گر ہین وہ ذات الہی کی پوشیدگی کو اور اس بات کو کہ کل چیزین اوسکی وحدت مین داخل ہین بخوبی جتاتے اور ثابت کرتے رہتے ہین اور اسوجہ سے وہ ذات مقدس تمام موجودات سے مستغنی ہے ان اللہ لغنی عن العلمین اللہ پر وانہین رکھتا جہان کے لوگون کی ۔ اور وجود اللہ تعالیٰ کا مطلق ہے اور تمام اشیا کا مقید ہے اور ظاہر ہے کہ مطلق بے مقید کے اور مقید بے مطلق کے موجود نہین ہوسکتے لیکن فرق یہ ہے کہ مقید مطلق کی طرف محتاج ہے اور مطلق مقید سے مستغنی ہے پس استلزام تو دونون طرف سے ہے مگر احتیاج ایک کی طرف سے ہے جیسے ہاتھہ کی حرکت مین اور کنجی کی حرکت مین جو ہاتھہ مین ہے استلزام ہوتا ہے مگر کنجی کی حرکت ہاتھہ کی محتاج ہے اور ہاتھہ کی حرکت اوس سے مستغنی ہے واللہ الغنی وانتم الفقرآء یعنی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔ اور مطلق کا استلزام کسی خاص مقید کیلئے نہین بلکہ کوئی مقید ہو اور جو کہ مطلق ایک ہی ہے دوسرا نہین اس لئے سارے مقیدات کا قبلۂ احتیاج وہی ہے پس مطلق کی ذات مقید سے مستغنی ہے ورنہ ظہور اسماے الوہیت کا اور تحقق ربوبیت کی نسبتون کا بے مقید کے کب ہوسکتا ہے اور کائنات کا ظہور حق سبحانہ تعالیٰ سے اس طرح ہے جیسے آئینہ مین اشیا کا ظہور آئینہ کی ذات ایک مقرری جسم ہے اور آئینہ کے لئے صفات خارجی بھی ہین جن مین بعضے اوسکی ذات کے لئے لازم ہین جیسے مقدار اور شکل اور رنگ اور شفافی اور سطح کی ہمواری وناہمواری وغیرہ اور بعضی صفات خارجی ذات آئینہ کو عارض ہین جیسے اوسکو ہلایا جاے تو اوپر ہو جانا نیچے ہو جانا سیدھا ہو جانا اولٹا ہو جانا وغیرہ وغیرہ پس ان صفات کے تغیر سے آئینہ مین ضرور تغیر آجاتا ہے کیونکہ ذات آئینہ مین صفات حاصل ہین مگر صورت جو اوس مین دکھتی ہے وہ اوسکی ذات مین حاصل نہین اور نہ کسی آئینہ مین ظہور کرنے سے اوسکی ذات وصفات مین تغیر واقع ہوسکتا ہے اگرچہ ہزارون نیک وبدصورتین اور پاک وناپاک شکلین اوسمین نمودار ہون یہی مراد ہے اس قول سے کہ حق تعالیٰ کی ذات الآن کما کان ہے اور اکثر دعاؤن مین آیا ہے سبحان من لا یتغیر بذاتہ ولا بصفاتہ بحدوث الاکوان پاک ہے وہ ذات جسکی ذات وصفات مین تغیر و تبدل نہین پیدا ہوتا بسبب حادث ہونے موجودات کے اور ساری اشیا کی حقیقتین صفات الہی کی عکس ہین اور ان عکوس کے خارج مین ظاہر ہونے کے لئے چار علتون کے جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ علت فاعلی علت غائی علت مادی علت صوری ۔ جو علت وجود معلول سے خارج ہو اور اوسمین مؤثر ہوا کرتی ہے اور باعث ایجاد معلول ہوتی ہے تو اوسے علت فاعلی کہتے ہین جیسے کمہار آبخورے کی علت فاعلی ہے اور جو علت وجود معلول سے خارج ہوتی ہے اور وجود معلول کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے اور فعل فاعل کے اقدام کا باعث ہوتی ہے اوسے علت غائی کہتے ہین جیسے آبخوری کی ساخت سے غرض پانی وغیرہ کا پینا ہے اور جو علت وجود معلول مین داخل ہوا کرتی ہے اور اوس سے قوام بالفعل کو تعلق رہتا ہے اوسکو علت صوری کہتے ہین جیسے صورت آبخورے کے لئے اور جو علت معلول مین داخل

ہوا کرتی ہے مگر اوس سے معلول کا قوام بالفعل متعلق نہین رہتا بلکہ قوام بالقوہ متعلق رہتا ہے اوسے علت مادی کہتے
ہین جیسے مٹی آبخورے کے لئے اور جب ان حقایق کے خاص آثار اور نتائج مترتب اور حاصل ہوجائین تو اوسوقت
انکا ظہور کامل ہوجاتا ہے سالک کو ہر چیز کی کمال معرفت اجمالی طور پر اوس شے کے ضمن مین اوسوقت حاصل ہوجاتی
ہے جبکہ وہ کثرت کو وحدت مین مشاہدہ کرلینے کے بعد اشیا کی سیر مین اللہ تعالیٰ کے ساتھہ مصروف ہوتا ہے اور
تفصیلی طور پر اوسوقت حاصل ہوتی ہے کہ تمام مبادی اور خواص اور مبدء یقین اور مراتب تنزل پر قوانین حکمیہ و
کشفیہ کے ذریعہ سے محیط ہوجاے اور اگر محسوسات مین سے ہے تو حواس کے ذریعہ سے ادراک کرلینے کو بھی اس
معرفت کی تکمیل مین دخل ہے وجود کی حقیقت کو تمام موجودات ذہنی و خارجی پر حمل کرسکتے ہین مگر اس کے
مراتب متفاوت ہین کہ اون مین سے بعض فوق ہے بعض سے ہر مرتبہ مین اس وجود کو خاص خاص نام و صفات
و اعتبارات حاصل ہین کہ ایک مرتبہ کا نام دوسرے مرتبہ پر اطلاق نہین کرسکتے اور وہ مراتب یہ ہین الوہیت ربوبیت
عبودیت خالقیت مخلوقیت وغیرہ پس مراتب الوہیت کے جو نام ہین اللہ رحمٰن وغیرہ انکا اطلاق ممکنات کے
مراتب پر کفر ہے ذات الہی کو حقیقۃ الحقایق اس لئے کہتے ہین کہ وہ تمام اشیا کی حقیقت ہے اور اوسکی ذات
در اصل واحد ہے نہ اوسمین تعدد ہے نہ کثرت ہے مگر اوس کے ظہورات کثیر ہونے کی وجہ سے اوس مین کثرت
آجاتی ہے کہ کسی مرتبہ مین حقایق جوہریہ کسی مرتبہ مین حقایق عرضیہ ہوکر ظہور کرتی ہے پس جواہر و اعراض
مین کثرت کی وجہ سے اوسمین بھی کثرت معلوم ہوتی ہے ورنہ وہ حقیقت مین واحد ہے نہ اوس مین کثرت
ہے نہ تعدد ہے اور جب کوئی چیز کسی چیز مین ظہور کرتی ہے تو وہ چیز دوسری چیز سے علیحدہ ہوتی ہے ظاہر اور
مظہر دونون ایک ذات نہین ہوتی اور جو کچھہ مظہر مین نمودار ہوتا ہے وہ اوس ظاہر کی صورت اور شبیہ
ہوا کرتی ہے وہ ظاہر کی ذات و حقیقت نہین ہوتی ہے اور مظہر سے جو کوئی کام یا قدرت صادر ہوتی ہے وہ فی
الحقیقت ظاہر کی سمجھنا چاہیے نہ مظہر کی شیخ نے حکمت علیہ مین کہا ہے لا فعل للعین ای الموجود الخارجی
بل الفعل لربہا فاطمأنت العین ان یضاف الیہا فعل یعنی موجود خارجی کے لئے کوئی فعل نہین
بلکہ اوسمین ہر کام اللہ تعالیٰ کا ہے پس موجود خارجی کو اس بات سے اطمینان ہوگیا کہ کوئی کام اوس کیطرف
منسوب کیا جاے اور کسی فعل اور قدرت کو جو بندہ کی طرف منسوب کردیتے ہین اوس کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بندہ
کی صورت مین ظہور کیا ہے خود اوسکی ذات کی وجہ سے یہ بات نہین واللہ خلقکم وما تعملون اللہ نے بنایا
تمکو اور جو کچھہ تم کرتے ہو اور جبکہ یہ ٹہرا کہ ہر چیز کی صفات و احوال و افعال اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہین اور اوسی
کی طرف سے ہین تو اگر کسی شی مین کوئی شر و نقصان کا کام واقع ہوجاے تو وہ حق تعالیٰ کی وجہ سے نہین بلکہ
اشیا مین جو عدمیت کا مادہ پڑا ہے یہ اوسکا سبب ہے اس لئے کہ وجود مطلق فی نفسہ سراپا خیر ہے اور اگر کسی

Marfat.com

وجودی چیز سے کوئی شر کا کام صادر ہوجاے وہی اشیا کے امکان اور عدمیت کا نتیجہ ہے حکما نے اس بات پر کہ وجود سراپا
خیر ہے ضرورت کا دعوٰی کیا ہے اور توضیح کے لیے کئی مثالین بیان کی ہین دیکھو سردی پہلون کو خراب کرتی ہے
اس لئے اون کے حق مین شر ہے مگر سردی کا شر ہونا نہ اسوجہ سے ہے کہ وہ ایک کیفیت ہے کیونکہ اسوجہ سے تو وہ ایک
کمال ہے بلکہ شر وہ اسوجہ سے ہے کہ پہلون کے پختہ اور کامل نہونیکا سبب واقع ہوتی ہے اسی طرح قتل شر ہے
مگر قتل کا شر ہونا اسوجہ سے نہین کہ قاتل کو قتل پر قدرت حاصل ہے یا آلہ قاطع ہے یا مقتول کا عضو کٹ جانے کی
قابلیت رکھتا ہے بلکہ حیات کے زائل ہوجانے کی وجہ سے جو عدمی چیز ہے قتل شر ہے۔ شرح نجات مین امام رازیؒ
نے فرمایا ہے ان الممکن لذاتہ لیس خیرا محضا والواجب الوجود لذاتہ خیر محض ولقائل ان یقول انہم
اتفقوا علی ان العقول الفلکیۃ خیرات محضۃ واتفقوا علی انہا ممکنۃ الوجود لذواتہا یعنی حکما کا یہ
عقیدہ ہے کہ جسکا وجود بذات خود ممکن ہے وہ خیر محض نہین اور جسکا وجود بذات خود واجب ہے وہ خیر محض ہے
تو اسپر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حکما کے نزدیک افلاک کی عقلین خیر محض ہین باوجودیکہ ان کے نزدیک اون کے
اون کی ذاتین ممکن الوجود ہین یا درکہو کہ حق تعالی کی ہستی جو ہے وہ اوسکی حقیقت ہے اور احوال اور نسبتین
اور اعتبارات اوسکی صفات ہین اور ظاہر کرنا اوس جناب مقدس کا اپنی ذات کو ان نسبتون اور اعتبارات کے
لباس مین اوسکا فعل اور تاثیر ہے اور اس اظہار پر جو کچھ تعینات ظاہری مرتب ہوتے ہین یہ اوسکے آثار ہین۔

مبدء و معاد کے باب مین جو کچھ شارع نے فرمایا ہے وہ مجاز ہے یا حقیقت

اور عالم برزخ اور عالم مثال

ابو علی اور اوسکے متبعون کی یہ راے ہے کہ جو کچھ جناب سرور انبیا نے مبدء و معاد کے باب مین بیان کیا ہے وہ
سب مجاز ہے اور کنایہ ہے معانی سے عرب کے لوگ جن کی طرف خطاب ہے وہ جاہل اور نیم وحشی تھے اون معانی کو
سمجھ نہ سکتے تھے اس لئے شارع نے اون کی سمجھ کے موافق بطور تمثیل کے بیان کیا مگر یہ خیال سراسر غلط ہے
تحقیق یہ ہے کہ جسطرح معانی دقیق مثالی صورتون مین متمثل ہوتے ہین کلام مین شارع نے اونہین صورتون
اور شکلون کے ساتھہ بیان ہے مثلاً جن مواثیق کا بیان ہوا ہے حقیقت اسکی یہ ہے کہ خطیرہ قدس مین نوع انسانی
نے اپنی تمام استعدادا اور قوٰی اور احکام کے ساتھہ متحقق ہوکر موافق اوس متحقق کے رب الارباب کے فیض کو
قبول کیا ہے اور اپنے حال اور استعداد کی موافق اوسکی ربوبیت و الوہیت کے حقوق کا اقرار کیا ہے اور یہ معنی
عالم مثال مین اقرار کی صورت پر متمثل ہوگئے اور جسقدر کمالات نوع انسانی کے لئے موافق اپنی استعداد کے
خطیرہ قدس مین مقرر ہوئے ہین اونکو شارع نے بیان کردیا یہی حال معاد کی معاملات کا ہے مثلاً معاد مین جو

حوض کوثر کا بیان ہوا ہے یہ حقیقت مین حضرت ربوبیت کی طرف سے ایک لطف وفیض ہے کہ حضرت رسالت پناہ
کے مبعوث ہونے کے ضمن مین پیدا ہوا ہے اوسی فیض نے عالم مثال مین حوض کوثر کی صورت حاصل کرلی ہے پس
اس صورت پکڑنے اور متمثل ہونے کے اعتبار سے کلام الہی اور احادیث مین بیان واقع ہوا ہے یہان شارع
علیہ السلام نے کسی طرح کا تصرف کنایہ یا مجاز کا اپنی طرف سے نہین کیا ہے بلکہ یہ سب نفس الامری باتین ہین کہ
خلق کو پہونچائی ہین اور جن لوگون کو قوت اشراق و انکشاف مبدء فیاض سے عطا ہوئی ہے وہ اس بات پر متفق
ہین کہ اس عالم حس کے علاوہ کہ جس مین ہماری آنکھون سے ہمکو یہ چیزین دکھائی دیتی ہین ایک اور عالم ہے
جسکو عالم ملکوت کہتے ہین اور کبھی اسکو عالم غیب کہتے ہین اور جب یہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ عالم مجردات محضہ اور
عالم حس کی وہ درمیانی حالت ہے تو اسکو عالم برزخ اور کبھی عالم مثال کہتے ہین اسی طرح ہر قوم کے نزدیک اوسکا
ایک نام ہے اور اس عالم مین ہر ایک مجردات اور اجسام اور اعراض کی یہان تک کہ حرکات وسکنات اور اوضاع
اور ہیات اور مزون اور ربوون کی مثالین بذات خود قائم ہین اور کسی سے متعلق نہین یعنی کسی مادہ محل مین ہو کر یہ چیزین
نہین پائی جاتی ہین اور یہ مثال حس کو مظہر کی مدد سے ظاہر ہوتی ہے جیسے آئینہ مین دیکھکر چیز دکھ جاتی ہے اور
وہ کچھہ اوس سے متعلق نہین ہوتی پس آئینہ اوسکا مظہر ہوا اسی طرح خیال مین کسی چیز کے صورت بندہ جاتی ہے
اسی طرح پانی اور ہوا مین صورتین نظر آتی ہین اور اون سے وہ متعلق نہین ہوتین اور کبھی ایک مظہر سے دوسرے مظہر
مین منتقل ہوجاتی ہے اور کبھی جاتی رہتی ہے جیسے آئینہ بگڑجاے یا خیال مین فرق آجاے اور مقابلہ نہ ہے
تو کچھہ معلوم نہین ہوسکتا غرضکہ یہ عالم بہت بڑا ہے انتہا اسکی نہین بالکل عالم حس کے مقابل ہے جیسے عالم
حس مین افلاک حرکت کرتے ہین ایسے ہی عالم مثالیہ کے افلاک حرکت کرتے ہین اور جیسے عالم حسی اپنے
عناصر و مرکبات کو قبول کرتا ہے اسی طرح عالم مثال مین عالم عقلی کے افلاک کی حرکات و اشراقات جاری ہین اور
عالم مثال مین بھی بستیان اور آبادیان ہین چنانچہ ان مین سے دو شہرون کا نام جابلقا و جابرصا ہے یہ دونون
شہر بڑے بڑے ہین اسی عالم مثال مین ملائکہ اور جن اور شیاطین اور غول بیابانی پیدا ہوتے ہین اس لئے کہ جسطرح
عالم حس مین نفوس ناطقہ ہین اسی طرح اوس عالم مثال مین یہ چیزین ہین مگر فرق یہ ہے کہ یہان نفوس ناطقہ
مادی ہین اور وہان مادے سے علیحدہ ہین اور اسی عالم مثال کی وجہ سے ہے ظہور مجردات کا مختلف اچھی
بری لطیف کثیف صورتون مین جیسی استعداد دیکھنے والے کی ہوتی ہے ویسی ہی صورتین نظر آتی ہین اور اسی مثال پر
مبنی ہین تمام معاملات معاد جسمانی کے اس لئے کہ بدن مثال مین بھی نفس کا تصرف ویسے ہی ہوتا ہے جیسے بدن
حسی مین تمام حواس ظاہرہ و باطنہ کی درستی کے ساتھہ ہوتا ہے پس بدن مثالی عالم مثال مین لذت بھی پاتا ہے
اور درد بھی اوٹھاتا ہے جیسے کہ دنیا مین اپنے جسم کے ساتھہ پاتا ہے اور عالم مثال کی بعضی صورتین نورانی ہین

کہ نیک لوگون کا آرام اسمین ہے اور بعضی ظلمانی ہین کہ اشقیا کا عذاب اوسمین ہے ایسے ہی حال خوابون اور بہت سے ادرکات کا ہے مگر جو کچھہ خواب مین دیکھتے ہین یا جاگتے مین متخیل ہوتا ہے بلکہ مرضون مین یا غلبۂ خوف کے وقت مشاہدہ ہوتا ہے یہ سب صور مقدار یہ کی قسم سے ہے اور وہ عالم مثال سے نہین بلکہ عالم حس سے ہے ایسے ہی بہت سے خوارق عادات کہ اولیا سے منقول ہین یہ بھی اسی قسم سے ہین کہ عالم حس مین پائے گئے ہین مثالی اور خیالی نہین ہین جیسے کوئی ولی ایک شہر مین تھا اور اوسے لوگون نے حج مین دیکھا تو یہ خیالی بات نہ تھی بلکہ واقعی ہے یا کسی کو کہین بند کر دیا اور پھر وہ ظاہر ہو گیا یا بے وقت کہین سے میوہ موجود کر دیا یا تھوڑے سے عرصہ مین بڑی مسافت کو طے کر لیا یہ سب امور بھی باتین عالم مثال کی نہین اور جو کوئی اس عالم کا قایل ہی وہ اس کا ثبوت مکاشفہ اور صحیح تجربون سے دیتا ہے اور بعضون کی حجت یہ ہے کہ جو کچھ جزی صورتین آئینون وغیرہ مین دکھتی ہین یہ بے اصل چیزین نہین ہین واقعی چیزین ہین گو مادی نہین ہین اور نہ عقلی ہین اس لیے کہ انکی مقدار موجود ہے اور نہ یہ اجزاے دماغی مین مرتسم ہین کیونکہ بڑی چیز چھوٹی مین مرتسم نہین ہو سکتی مثلاً ہاتھی انسان کے دماغ مین مرتسم نہین ہو سکتا مگر متکلمین اور حکما اسکے قائل نہین اور کہتے ہین کہ پانی پر چلنا اور ہوا مین اڑنا اور تھوڑے سے عرصہ مین بڑی مسافت کو طے کرنا یہ سب آٹھون اقلیم کے متعلق ہین اسی کو عالم مثال کہتے ہین اسلیے کہ عالم مقدار کی آٹھ قسمین ہین - سات قسمین اوسکی یہ ہفت اقلیم ہین جن مین اجسام عنصری اور مقادیر حسی رہتی ہین اور آٹھون اقلیم مین مقادیر مثالی ہوتی ہین اور یہ عالم حسی صوفیہ کے نزدیک عالم خواب ہے چنانچہ تقریر ذیل سے دنیا خواب ہے ست کا مضمون عیان ہے ظاہر ہے کہ جب انسان عالم نوم مین ہوتا ہے تو جو کچھ خواب دیکھا کرتا ہے اوسے حالت خواب مین صحیح و قرین عقل سمجھتا ہے لیکن جب کیفیت بیداری حاصل ہوتی ہے تو خواب مین جو کچھ نظر آتا ہے اوسی مجرد خیال پریشان جانتا ہے اسی طرح حالت بیداری مین یہ اطمینان جو حاصل رہتا ہے کہ جو کچھ حسیات و وجدانیات ہین وہ یقینی صحیح و درست ہین تو کیا عجب ہے کہ عالم بیداری کی کیفیات محسوسہ بھی مجرد خیال ہون یعنی جسطرح ہم خواب کے محسوسات کے وجود کو بحالت خواب صحیح جانتے ہین اور حالت بیداری مین اونہین محسوسات کو مجرد خیالی سمجھتے ہین کیا تعجب ہے کہ ہماری حالت بیداری کے محسوسات بھی محسوسات خواب کی طرح خیالی ہون گو بیداری کی حالت مین ہم اون کے وجود کی نسبت اطمینان قطعی رکھتے ہین پس یہ بخوبی ممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایک ایسا عالم ہو کہ اوسکے مقابل مین ہماری حالت بیداری ویسی ہی ہو جیسی ہماری حالت بیداری کے سامنے ہماری حالت خواب ہے اور یہ وہی عالم ہے جو حضرات صوفیہ مذہب پر گذرتا ہے ؎ سادہ لوحانیکہ دل بر زندگانی بستہ اند ۔ بر سر یک رواں بنیاد از شبنم نہند + اور اعمال اگرچہ یہان اعراض ہین لیکن عالم مثال مین جواہر ہو جاتے ہین اسی طرح تو نے بھی جاونگے اولیا کو بھی خواب مین عالم مثال کو دکھاتے ہین اور اون اعمال کی حقیقت پر آگاہ کرتے ہین چنانچہ ابوبکر کتانی نے خواب مین ایک خوبصورت جوان کو دیکھا اوس سے مخاطب کیا کہ تو کون ہے اور کہان رہتا ہے بولا کہ

Marfat.com

دلون مین رہا کرتا ہون - پھر ایک بدصورت عورت کو دیکھا اوس سے پوچھا تو کون ہے اور کہان رہتی ہے بولی کہ مین خبیثہ ہون اہلِ نشاط کے دلون مین رہتی ہون بعض آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اس عالم عنصری کے سوا ایک اور عالم (عالم) ہے کہ جس مین اعمال اور اقوال وغیرہ اپنے مناسب ایک صورت خاص مین متشکل ہوتے ہین اور اوس عالم مین بیشتر اشیاء موجود ہو چکی ہین تب اس عالم عنصری مین اسی کی مطابق ظاہر ہوتی ہین اور بہت سی چیزین ہین جنکے اجسام عامہ کے نزدیک نہین اوس عالم مین یہان سے نقل کرجاتی ہین اور سارے آدمی اونکو نہین دیکھہ سکتے - مسلم نے ابو امامہ اور نیز نواس بن سمعان سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز سورہ بقرا اور آل عمران بادل کی صورت مین یا پرندون کی دو ٹکریون کی طرح ظاہر ہو کر اپنے قاری کے حق مین شفاعت کرینگی اور احمد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز اعمال ظاہر کئے جاوینگی نماز بہرزکوٰۃ پھر روزے آوینگے اور ابو موسیٰ اشعریؓ سے احمد نے مسند مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان المعروف والمنکر خلیقتان تنصبان للناس یوم القیمۃ فاما المعروف فیبشر اصحابہ ویعلمہم الخیر واما المنکر فیقول الیکم الیکم وما یستطیعون لہ الا لزوما - عمل مشروع اور نامشروع قیامت کے دن پیدا کئے جاوینگے یعنی آدمیون کی صورت مین کہڑے کئے جاوینگے اون لوگون کے واسطے جن سے وہ سرزد ہوئے ہین عمل مشروع اپنے کرنے والون کو بشارت دے گا اور بہلائے گا اون سے وعدہ کرے گا اور عمل نامشروع اپنے کرنے والون سے کہیگا کہ میرے پاس سے دور ہو جاؤ مگر اون کو اوس سے چھٹکارا نہو گا - اور اسامہ بن زید سے بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فانی لاری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر مین تمہارے گھرون مین فتنون کو اس طرح گرتے ہوئے دیکھتا ہون جیسے مینہ برستا ہے اور بخاری اور مسلم نے ابن عمر اور ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو اسوجہ سے عذاب دیا گیا تھا کہ اوس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہان تک کہ وہ بھوک کے مارے مرگئی اور بخاریؒ اور مسلمؒ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت بدکار جنت مین داخل کیگئی جسنے ایک بہت پیاسے کتی کو پانی پلایا تھا اور صحیح بخاری و مسلم مین قتادہ کے ذریعہ سے مالک بن صعصعہ سے حدیث معراج مین مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قال ھذا سدرۃ المنتہیٰ فاذا اربعۃ انہار نہران باطنان ونہران ظاہران قلت ما ھذا یا جبریل قال اما الباطنان فنہران فی الجنۃ واما الظاہران فالنیل والفرات یعنی جبریل نے کہا کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے وہان چار نہرین تہین اون مین دو چھپی ہوئی تہین مین نے جبریل سے اسکے ظاہر اور مخفی ہونیکی وجہ دریافت کی اونہون نے جواب دیا کہ یہ دونون چھپی ہوئی نہرین بہشت کی ہین اور دونون ظاہر نہرین نیل و فرات

Marfat.com

ہین اور ایک حدیث خسوف الشمس مین ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ مین دوزخ کی لپٹ سے نماز مین پیچھے ہٹتا تھا اور خوشہ جنت کے لینے کے قصد سے آگے بڑہا تھا اور اگر وہانکا ایک انگور کا خوشہ لے لیتا تو تم ابدالآباد تک کہاتے پہر بھی وہ کم نہوتا چنانچہ صحاح مین یہ حدیث موجود ہے اور انسؓ سے بخاری نے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی پہر ممبر چڑہے اور اپنے دست مبارک سے قبلہ مسجد کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مجھکو ابھی تمکو نماز پڑہاتے جنت صورت بنی ہوئی اِس دیوار کے مقابل دکہائی دی - ظاہر ہے کہ جنت و دوزخ اپنے اجسام مقرری کے ساتھ اس قدر مسافت مین سمانے کی گنجایش نہین رکھتین اور مسلمؒ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ یعنی دوزخ کی آگ شہوات ولذات کے ساتھ اور جنت سختیون اور مشقتون کے ساتھ گہیری گئی ہین - اور ابوداؤد اور نسائی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے بہشت اور دوزخ کو پیدا کیا جبریل سے فرمایا کہ جا اور جنت و دوزخ کو دیکھ - اور شرح اسمائے حسنیٰ مین ایک حدیث مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان البلاء لینزل فیلقیہ الدعاء فتتلاحمان الی یوم القیامۃ اگر بلا نازل ہوتی ہے تو اوسکو دعا آسمان وزمین کے درمیان مین ملتی ہے اور دونون قیامت تک کشتی کرتی رہتی ہین - اور عبادہ بن صامت سے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے اول قلم کو پیدا کرکے حکم دیا کہ لکھ اوس نے عرض کیا کہ کیا لکھون ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب لکھ اس سے اشارہ ہے کہ اس عالم کی کل چیزین یہان ظاہر ہونے سے پیشتر سب کو اللہ ہستی مین لایا پہر اوسی کے مطابق یہان ہو رہا ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے پہر اوسی عالم مین جاکر قرار پایا ہے اور وہ عالم کہین آسمان وزمین پر کسی خاص جگہ نہین بلکہ اس عالم کا دوسرا پہلو وہ ہے اور آپ قلم کو کوئی قلم واسطی نہ سمجھیے گا - اور ابن عمر سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے اذا صار اہل الجنۃ الی الجنۃ واہل النار الی النار جئی بالموت حتی یجعل بین الجنۃ والنار ثم یذبح - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبکہ بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین جاوینگے لائی جاویگی موت تو موت کو دوزخ کے درمیان مین لاکر کہینگے پہر ذبح کر ڈالین گے اور سورہ مریم مین ہے فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا یعنی ہمنے اوسکی طرف اپنی روح کو بہیجا اور اوسکے سامنے آدمی صورت ہوگیا اور احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور دونون باہم باتین کرتے اور پہر جبریل چلے جاتے اور سوائے حضرت کے کوئی اونکو نہ دیکہتا اور انسؓ سے بخاریؒ نے روایت کی ہے یضرب بمطارق من حدید ضربۃ فیصیح صیحۃ یسمعہا من یلیہ غیر الثقلین یعنی منافق اور کافر کو فرشتے قبر مین لوہے کے گرزون سے مارتے ہین وہ اتنا چلاتا ہے کہ اوس کی آواز کو وہ سنتے ہین جو اوسکے قریب ہین مگر جن اور انس نہین سنتے - اور ابوہریرہؓ سے ترمذیؒ نے روایت کی ہے کہ جب مردہ کو قبر مین

رکھدیتی ہین تو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو اوسکی قبر ستر گز طول مین اور ستر گز عرض مین کشادہ کردیتی ہین اور اگر منافق ہوتا تو زمین سے کہا جاتا ہے اِلْتَئِمِی عَلَیْہِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْہِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُہٗ یعنی اوسکو دبوچ پس وہ اوسکو اتنا دبوچتی ہے کہ اوسکی داہنی پسلیان بائین سے اور بائین داہنی سے ملجاتی ہین اور براء بن عازبؓ سے احمد داؤد ابو داؤد نے روایت کی ہے یاتیہ ملکان فیجلسانہ یعنی مُردے کے پاس دو فرشتے آتے ہین اور اوسکو بٹھاتے ہین اور ابو سعیدؓ سے دارمیؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کافر پر اوسکی قبر مین ننانوے سانپ متعین کئے جاتے ہین جو اوسکو ڈستے ہین اور قیامت تک ڈستے رہینگے اور ابن ماجہؒ نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا دخل المیت القبر مُثِّلَتْ لہ الشمس عند غروبھا فیجلس یمسح عینیہ ویقول دعونی اصلی یعنی جسوقت مومن قبر مین داخل کیا جاتا ہے تو اوسکو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ آفتاب غروب ہونے کے اس لئے وہ آنکھین ملتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھکو چھوڑ دو تاکہ نماز پڑھ لون بخاری اور مسلم نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اون کے اصحاب نے پوچھا ھل نری ربنا یوم القیامۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم ھَلْ تُضَارُّوْنَ فی رویۃ الشمس بالظھیرۃ صحوا لیس معھا سحاب وھل تضارون فی رویۃ القمر لیلۃ البدر صحوا لیس فیھا سحاب قالوا لا یا رسول اللہ قال ما تضارون فی رویۃ اللہ یوم القیامۃ الا کما تضارون فی رویۃ احدھما یعنی کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھینگے حضرت نے فرمایا ہان دیکھوگے کیا تمکو دوپہر کے وقت جبکہ ابر بھی نہو چاند کو دیکھنے سے کوئی تکلیف معلوم ہوتی ہے یا تمکو چودہوین رات مین جبکہ آسمان ابر سے صاف ہو چاند کو دیکھنے سے کوئی اذیت معلوم ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کسی طرح کی تکلیف نہین ہوتی آنحضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے دیکھنے مین بھی یہی حالت ہوگی اور اسی حدیث مین یہ بھی ہے فیقول ھل بینکم وبینہ آیۃ تعرفونہ فیقولون نعم فیکشف عن ساق یعنی اللہ فرماویگا کہ کیا تمہارے اور پروردگار کے درمیان کوئی علامت ہے جس کے ذریعہ سے تم اوسکو پہچان سکتے ہو بندے جواب دینگے کہ ہان نشانی ہے اوسوقت پنڈلی کھولی جاویگی اور ابو ہریرہؓ کی حدیث متفق علیہ مین یہ بھی ہے حتی یضحک اللہ عنہ یعنی بندہ یہانتک مانگتا رہیگا کہ اللہ اوسکے سوال سے ہنس دیگا اور جریر بن عبد اللہؓ سے بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے کہ تم اپنے رب کو اس طرح دیکھوگے جیسے کہ اس چودہوین شب کے چاند کو دیکھتے ہو اور ابن مسعودؓ سے دارمیؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ مقام محمود کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا ذلک یوم ینزل اللہ تعالیٰ علی کرسیہ فیاط کما یاط الرحل الجدید من نضایقہ وھو کسعۃ ما بین السماء والارض یعنی جسدن اللہ اپنی کرسی پر نزول فرمائے گا تو کرسی مین سے اس طرح آواز نکلیگا جیسے چمڑے کے نئے زین سے تنگی کے سبب آواز پیدا ہوتی ہے حالانکہ اوسمین اتنی وسعت ہوجاویگی جتنی آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ ان احادیث مین غور کرکے

Marfat.com

سے تین باتین سمجھ مین آتی ہین (۱) ان کے ظاہر مضمون پر خیال کیا جاتا ہے تو ایک عالم کی طرف ضرورت داقع ہوتی ہے
جسکا حال ہمنے بیان کیا ہے، حال اہل حدیث کا ہے کہ وہ ظاہر مضامین پر عمل کرتے ہین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات
کی طرف تنبیہ کی ہے (۲) یہ معاملات واقع مین تو نہین ہوتے مگر خیال ان کا پیدا ہو جاتا ہے اور دیکھنے والے کی نظر مین ایک
صورت خیالی موجود ہو جاتی ہے اور نظیر اسکی یہ ہے کہ سورہ دخان مین جو آیا ہے یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۱۰
یعنی اوس دن آسمان مین ظاہر دھوان پیدا ہو جاے گا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہین کہ مراد اس دھوین سے وہ قحط ہے جو
قریش پر پڑا تھا آنحضرت کے زمانہ مین حضرت کی بددعا سے کہ فرمایا خدایا ان پر سات برس کا قحط کر دے جیسے تو نے
مصریون پر حضرت یوسف کے زمانہ مین کر دیا تھا پس قحط مین مبتلا ہو گئے یہانتک کہ ہوا مین ایک چیز دھوین کی مانند دیکھتے تھے
اس لئے کہ بھوکا ضعف بصر کے سبب سے ہوا کو مانند دھوین کی دیکھتا ہے اور ابن ماجشون سے منقول ہے کہ جس حدیث مین
یہ بیان ہے کہ اللہ تعالی کا دیدار قیامت کو ہوگا اور طرح طرح کے حالات پیدا ہونگے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ مخلوق کی نظر مین بدل جائینگے
اللہ کو اترنے والا تجلی کرنے والا اور خلق کو پکارنے والا خلق سے باتین کرنے والا دیکھین گی حالانکہ اللہ تعالی اپنی عظمت پر
قائم ہے اوسمین کسی طرح کا تغیر نہین اور نہ وہ بدلتا رہتا ہے (۳) یا بطور تمثیل کے شارع نے ایسا بیان کر دیا تاکہ دوسرے
معانی سمجھ مین آجائین مگر میرے نزدیک یہ تیسری وجہ کافی نہین ۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے عذاب قبر کے بیان مین ان
تینون مقامون کو خوب کھولا ہے چنانچہ کہا ہے اس قسم کی خبرون کے ظاہری مضامین صحیح ہین اور بھید ان کے پوشیدہ ہین
مگر اہل باطن پر ان کے ساری حالات منکشف ہین پس جسپر ان کی حقایق نہ کھلی ہون تو اوسکو چاہیے کہ مضامین ظاہری کا
انکار نہ کرے بلکہ کم سے کم درجۂ ایمان یہ ہے کہ تسلیم و رضا سے کام رکھے اگر معترض یہ کہے کہ ہم کافر کو مدت دراز تک قبر
مین دیکھتے ہین اور اوسکی محافظت کرتے ہین مگر جو کچھ احادیث مین میت کے بارے مین وارد ہے وہ حالات اوسپر گذرتے
نہین پاتے ہین پس خلاف واقعہ کی تصدیق کرنے کی کیا وجہ ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ ایسی باتون کی تصدیق کے واسطے
تین صورتین ہین (۱) پہلی صورت یہ ہے کہ یہ ساری چیزین صحیح اور درست اور قابل تصدیق ہین واقع مین سانپ کاٹتی
ہین فرشتے گرز لگاتی ہین دوزخ کی طرف کھلجاتی ہین مگر یہ باتین آدمیون کو ان آنکھون سے معلوم نہین ہو سکتین کیونکہ یہ
باتین ملکوتی ہین اور آنکھون مین اسرار ملکوتی کے مشاہدہ کی قدرت نہین اور جو چیز آخرت سے تعلق رکھتی ہے وہ
سب عالم ملکوتی کے قبیل سے ہے اس عالم سے اوسکا تعلق نہین دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم جبریلؑ کے نزول پر ایمان
رکھتے تھے باوجودیکہ جبریل کو آتے جاتے نہین دیکھتے تھے اور اس بات پر اونکو تصدیق تھی کہ پیغمبر علیہ السلام حضرت جبریل کو
دیکھا کرتے ہین اگر تمکو اس بات کا یقین نہین کہ میت پر ایسا ایسا واقعہ گذرتا ہے تو ملائکہ کے وجود پر اور وحی کے
نزول پر ایمان لانا اور بھی تمھارے لئے مشکل ہوگا کیونکہ یہ اوس سے زیادہ باریک بات ہے اور تمکو اس بات کا
یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ وہ چیزین نظر آتی تھین جو امت کو نہین آسکتین تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے

Marfat.com

کہ میت کے باب مین تم اِن اخبار کی تکذیب کروگے اور جسطرح کہ فرشتے اِنس وجن کے مشابہ نہین اسی طرح سانپ بچھو بھی
عالم آخرت کے اس عالم کے سانپ بچھوؤن کے مشابہ نہین یہ اور وہ اقسام علیحدہ ہین اور وہ کسی دوسرے حاسہ سے
معلوم ہوسکینگے (۲) دوسری صورت پہ ہے غور کرو کہ سوتا ہوا خواب مین کیا کیا دیکھتا ہے کبھی اوسکو سانپ کاٹ کھاتا ہے
اور وہ اس سے ایذا پاتا ہے یہان تک کہ کبھی چیخین مارنے لگتا ہے پیشانی پر عرق آجاتا ہے جو دوسرون کو معلوم ہوتا ہے
اور اپنی جگہ سے کود پڑتا ہے اور سوتا ہوا ان سب باتون کو دیکھتا ہے اور تکلیف پاتا ہے اور یہ حالات اوسپر ایسے
گذرتے ہین جیسے جگتے ہوئے پر گذرتے ہین اور جو لوگ اوس کے پاس بیٹھے ہوتے ہین وہ یہ جانتے ہین کہ یہ آرام سے
سو رہا ہے اور نہ کوئی سانپ اوس کے آس پاس ہوتا ہے نہ بچھو اور اوس کے حق مین یہ سب چیزین موجود ہوتی
ہین اور عذاب اوسکو حاصل رہتا ہے اور جبکہ عذاب کاٹنے کی تکلیف مین ہے تو پھر خیالی سانپ مین اور واقعی سانپ مین
کیا فرق ہے (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ سانپ خود ایذا نہین پہونچاتا ہے بلکہ وہ زہر ایذا دیتا ہے جو اوس سے تم مین
سرایت کرتا ہے پھر زہر بھی الم نہین بلکہ اوس کا وہ اثر جو تم مین حاصل ہوا ہے وہ الم ہے اور جبکہ یہ اثر غیر جسم مین
حاصل ہوگا تو عذاب تو بہت ہوگا اور تعریف اس عذاب کی کرنا ممکن نہوگا مگر ایسے سبب کی طرف منسوب کرکے جو عادت
مین جاری ہے بیان کرنے سے کچھ سمجھ مین آسکیگا اس لئے کہ انسان کو لذت جماع مباشرت جماع کے بدون پیدا
ہوجائے تو اوسکو کبھی نہ بتا سکیگا مگر جبکہ وہ کسی چیز کی طرف نسبت کریگا تب بتا سکیگا تو بتانیکا سبب وہی نسبت واقع ہوگی
سبب کا نتیجہ حاصل ہوگا اگرچہ سبب کی صورت معلوم نہوسکے اور سبب کا ارادہ اوسکے ثمرہ کی وجہ سے کیا جاوے گا
کچھ اوس سے ذاتی غرض نہوگی اور انسان کی خراب عادتین جسقدر اوسمین موجود ہین یہ سب اوس کے نفس مین
موذی اور تکلیف دینے والے جانورون کی صورتون مین موت کے وقت ہوجائینگی پس اسوقت درد اِن کے
ایسے ہون گے جیسے سانپ بچھو کے کاٹنے سے ہوتے ہین بغیر اس کے کہ وہان اصلی اور واقعی سانپ بچھو موجود ہون
حکما کی اصطلاح مین عالم مثال کا نام عالم نقوش منطبعہ ہے اور اشراقیہ اسے اقلیم ہفتم اور عالم اشباح کہتے ہین
علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد مین اون سے نقل کیا ہے قال الاقدمون ان فی الوجود عالما مقدارا یا
غیر العالم الحسی لا تتناهی عجائبه ولا تحصٰی مدنه وعلیه بنوا امر المعاد الجسمانی فالبدن
المثالی الذی تتصرف فیه النفس حکمه حکم البدن الحسی فی انه له جمیع الحواس الظاهرة والباطنة
فمثل ذو تتألم متقدمین کہتے ہین کہ ایک عالم مقداری بھی موجود ہے جو اس عالم حسی سے علیحدہ ہے اوس کے
عجائب وغرائب بے انتہا ہین اور شہر اوسکے شمار سے باہر ہین اور اسی پر مبنی ہین احکام معاد جسمانی کے پس بدن
مثالی جس مین نفس تصرف کرتا ہے وہ بھی اسی طرح حواس ظاہری وباطنی رکھتا ہے جیسے بدن حسی رکھتا ہے اور اسی طرح
راحت وتکلیف پاتا ہے ارسطو نے اوثولوجیا مین کہا ہے ورآء هذا العالم سماء وارض وبحر و

Marfat.com

حیوان ونباتات وناس سماویون وکل من فوق ذلك العالم سماوی ولیس هناك شئ ارضی والروحانیون
الذین هناك یزدادون الانس لاینفر بعضهم وکل واحد لاینافی صاحبه بل یسترجع الیه یعنی
اس عالم کے سوا اور آسمان اور زمین اور دریا اور حیوانات اور نباتات اور آدمی ہین اور یہ سب سماوی ہین یعنی
ان مین تغیر وتبدل واقع نہین ہوتا جو کچھ اس عالم مین ہے وہ سب سماوی ہے یہان کوئی چیز ارضی نہین کہ قابل تغیر
وتبدل ہوتی ہے اور جو روحانی یہان موجود ہین وہ سب آپس مین موافق ہین کسی کو کسی سے خلاف اور تنفر نہین
اور فتوحات مکیہ کے آٹھوین باب مین ہے کل نفس خلق الله تعالی فیها عوالم یسبحون اللیل والنهار و
وخلق الله تعالی امن جملة عوالمها عالماً علی صورنا اذا ابصرها العارف یشاهد نفسه فیها یعنی
اللہ تعالی نے ہر نفس مین عالم پیدا کئے ہین جو رات دن ذکر الہی مین مصروف ہین اور اللہ تعالی کے عالمون مین سے ایک
عالم ہماری صورتون کے مطابق ہے جب عارف اوسے دیکھتا ہے تو اپنے نفس کو اوسمین پاتا ہے۔ صوفیہ اس عالم مثال کو عالم
ارواح وعالم اجسام کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہین اور اوسکی امثلہ مین بڑا البسط کیا ہے آئینہ اور خواب سے مثال دی ہے
اور حق یہ ہے کہ معاملات حضرات انبیا کے ارواح کے ساتھہ اور ملائکہ کا نزول اور کار وبار برزخ جیسا کہ قرآن وحدیث سے
مفہوم ہوتا ہے اوس طور سے الگ ہے جو طور اونہون نے بیان کئے ہین +

ملاء اعلی یعنی ملائکہ

اللہ تعالی سورہ مومن مین فرماتا ہے الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربهم ویؤمنون به
ویستغفرون للذین امنوا ربنا وسعت کل شئ رحمة وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلك
وقهم عذاب الجحیم ربنا وادخلهم جنت عدن التی وعدتهم ومن صلح من ابائهم وازواجهم
وذریاتهم انك انت العزیز الحکیم وقهم السیئات ومن تق السیئات یومئذ فقد رحمته
وذلك هو الفوز العظیم یعنی جو لوگ عرش کو اوٹھا رہے ہین اور جو اوسکے گرد ہین اپنے رب کی تسبیح مین مشغول ہین
اور اوسپر یقین رکھتے ہین اور ایمان والون کے گناہ بخشواتے ہین اے پروردگار ہمارے تیری مہربانی وعلم مین ہر چیز
سما گئی ہے اون کو معاف کر جو توبہ کرین اور تیری راہ چلین اور اون کو عذاب دوزخ سے بچا اے رب ہمارے
اون کو بہشتون مین داخل کر جن کا وعدہ تو نے اون کو دیا ہے اور جو کوئی اون کے باپدادون مین اور عورتون مین اور
اولاد مین سے نیک ہو اوسکو بھی معاف کر کے بہشت مین داخل کر بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے اور
بچا اون کو برائیون سے اور جسکو اوس دن برائیون سے بچایا اوسپر تو نے مہربانی کی اور یہی مقصد اعلی ہے۔ احمد اور ترمذی
نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انی قمت من اللیل فتوضات و
صلیت ما قدر لی فنعست فی صلوتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارك وتعالی فی احسن صورة

فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت لا ادری قالها ثلثا قال فرأیته وضع
کفه بین کتفی حتی وجدت برد انامله بین ثدیی فتجلی لی کل شئ وعرفت فقال یا محمد قلت لبیک رب
قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت فی الکفارات قال وما هن قلت مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس
فی المساجد بعد الصلوات واسباغ الوضوء حین الکریهات قال ثم فیم قال قلت فی الدرجات قال
وما هن قلت اطعام الطعام ولین الکلام والصلوٰة باللیل والناس نیام یعنی میں رات کو تہجد کے لئے
اوٹھا میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر میں اونگھ گیا اور مجھ پر نیند غالب ہو گئی اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کو ایک اچھی
صورت میں دیکھا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا اے محمد ملاء اعلے یعنی ملائکہ مقربین کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کی مجھ اسکا
حال معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے تین بار یہی بات پوچھی اور میں نے یہی جواب دیا حضرت کہتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ
اوس نے اپنا ہاتھ میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھا تھا یہاں تک کہ میں نے اوسکی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنی
چھاتی کے درمیان میں پائی پھر مجھ پر تمام چیزیں کھل گئیں اور میں نے پہچان لیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ملائکہ مقربین
کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا کفارے میں جھگڑتے ہیں اللہ نے فرمایا وہ کفارے کیا ہیں میں نے عرض کی
اوٹھ کر جماعت کی طرف چلنا اور نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور کراہیت کے وقت میں اچھی طرح وضو
کرنا (مراد یہ ہے کہ ایسے وقت میں اچھی طرح وضو کرنا جبکہ پانی کا استعمال طبیعت کو ناگوار ہو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا
پھر فرشتے مقربین کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کی کہ درجات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کیا ہیں میں نے عرض کی
کھانا کھلانا اور نرم کلام اور نماز پڑھنا شب میں اوسوقت کہ آدمی سوتے ہوں ابوہریرہؓ سے بخاری و مسلم نے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فاذا صلی لم تزل الملائکۃ تصلی علیہ ما دام فی مصلاہ یعنی بندہ
جسوقت نماز پڑھتا ہے فرشتے ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہیں اوسکے لئے جب تک اپنی نماز کی جگہ میں ہے اور بخاری و مسلم نے
ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان
ینزلان فیقول احدهما اللهم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللهم اعط ممسکا تلفا یعنی ہر روز صبح کو
دو فرشتے اوترتے ہیں ایک اونمیں سے یہ کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنیوالے کو بدلا دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ بخیل کو
نقصان پہونچا اور بخاری نے کتاب التفسیر میں ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قضی اللہ
امرا فی السماء ضربت الملائکۃ اجنحتها خضعانا لقوله کانه صلصلة علی صفوان فاذا فزع عن قلوبهم قالوا
ماذا قال ربکم قالوا الحق وهو العلی الکبیر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت اللہ تعالیٰ کوئی حکم آسمان میں
جاری فرماتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے ہیبت سے اپنے پر گرا دیتے ہیں گویا وہ چکنے پتھر پر ایک سلسلہ دار آواز ہے جسوقت ملائکہ کے دلوں سے
خوف دور ہوتا ہے تو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کیا کہا ہے کہتے ہیں حق کہا ہے اور وہ بڑا بزرگ ہے اور ابوہریرہ سے

Marfat.com

مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ اپنے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو پکارتا ہے جبریل کو اور فرماتا ہے کہ تحقیق مین دوست رکھتا ہون فلان شخص کو تو بھی اوسکو دوست رکھ حضرت فرماتے ہین کہ جبریل اوسے دوست رکھتے ہین پھر جبریل آسمان مین پکارتے ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ فلان شخص کو دوست رکھتا ہے تم بھی اوسکو دوست رکھو تو اہل آسمان اوسکو دوست رکھتے ہین پھر اوس کے لئے قبولیت زمین مین رکھی جاتی ہے اور جسوقت اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو فرماتا ہے کہ مین فلان شخص سے بغض رکھتا ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ حضرت کہتے ہین کہ جبریل بھی اوس سے بغض رکھتے ہین پھر جبریل اہل آسمان سے کہدیتے ہین کہ اللہ فلان شخص سے بغض رکھتا ہے تم بھی اوس سے بغض رکھو حضرت فرماتے ہین کہ اہل آسمان اوس سے بغض رکھتے ہین پھر اوس کے لئے زمین مین بغض رکھا جاتا ہے اور فلاسفہ وحکما قطعاً اون ملائکہ کے قائل نہین جو نظر آتے ہین بلکہ اون کے نزدیک ملائکہ دو چیزون کا نام ہے (۱) نفوس مجردہ بالذات جو اجرام آسمانی سے تعلق رکھتے ہین اور وہ اونکو ملائکہ سماویہ کہتے ہین (۲) عقول مجردہ بالذات وبالفعل ان کا نام فلاسفہ کی اصطلاح مین ملاء اعلیٰ ہے اور یہ دونون قسمین کلام کرنے کی صلاحیت نہین رکھتین اس لئے کہ کلام کرنا اجسام کے خواص سے ہے کیونکہ فلاسفہ کی اصطلاح مین حرف اور آواز دونون اون امور مین سے ہین جو ہوای متموج کو عارض ہوتے ہین پس کلام حقیقی جو سنائی آوے مجردات کی شان سے بعید ہے اور شرع سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہین کہ وہ افاضل ملائکہ ہین اور درگاہ الٰہی سے نہایت قربت کا مرتبہ رکھتے ہین اور ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہین اون لوگون کیلئے جو نہایت نیک طینت ہین اور اخلاق اونکے مہذب ہین آدمیون کی ہمدردی اور اصلاح مین کوشش رکھتے ہین اللہ تعالیٰ ان کی دعا کے سبب سے اونپر برکات نازل کرتا ہے اور جو لوگ گناہ کے کام کرتے رہتے ہین اور فساد پھیلاتے ہین آدمیونکو ستاتے ہین اونپر یہ ملائکہ لعنت بھیجتے ہین پس انکی لعنت کی وجہ سے ایسے لوگونکو ہمیشہ حسرت اور ندامت حاصل رہتی ہے اور ملائکہ سافل کو الہام ہوتا ہے کہ ایسے لوگون کے ساتھ بغض رکھین دنیا مین یا موت کے بعد ان سے برائی سے پیش آوین اور یہ فرشتے اللہ تعالیٰ اور اوسکے بندون کے درمیان سفارت کرتے ہین اور بنی آدم کے دلمین عمدہ کامون کے الہام کرتے ہین یعنی اچھی اچھی باتونکا خطرہ اونکے دلون کسی سبب کے ساتھ ڈالتے ہین اور ان فرشتونکی جماعتین ہین جنکا علم اللہ کو ہے اور انہین جماعتونکی تقسیم کے اعتبار سے نہین رفیق اعلیٰ اور ندی الاعلیٰ اور ملاء اعلیٰ کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور نیک آدمیون کی ارواح بھی مرنے کے بعد ان مین مل سکتی ہین اسی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین اشارہ کیا ہے یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اے نفس مطمئنہ پھر چل اپنے رب کی طرف تو اوس سے راضی ہو وہ تجھسے راضی ہو پھر مل میرے بندون مین اور داخل ہو میری بہشت مین اور ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رأیت جعفرا الطیر فی الجنۃ

Marfat.com

مع الملآئکۃ بجناحین یعنی مین نے جعفر کو بہشت مین فرشتون کے ساتھہ دو بازوؤن سے اوڑتے ہوئے دیکہا ہے اور جس کام کا اس آیت مین اشارہ ہے وہ بہی یہین سے متعین ہوتا ہے فیہا یفرق کل امر حکیم اوسی شب قدر مین ہر کام جانچا ہوا فیصل کیا جاتا ہے اور یہین پر شرائع بہی کسی وجہ کے ساتھہ مقرر ہوتے ہین۔

اب یاد رکھو کہ ملاء اعلیٰ کی تین قسمین ہین (۱) ایک قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہہ جانا کہ وہ انتظام اون پر موقوف ہی اس لیے اللہ نے اجسام نوری پیدا کئے پہر ان مین عمدہ جانین ڈالین (۲) دوسری قسم وہ ہی کہ عناصر کے بخارات لطیف ایک مزاج معتدل پیدا ہو کر لائق اس بات کے ہو جاتا ہے کہ نفوس عالیہ اوسے حاصل ہو جاتے ہین جو فوائد بہیمیہ سے بالکل مبرا ہوتے ہین (۳) تیسری قسم یہ ہے کہ کچھ نفوس انسانی ہین جو ملاء اعلیٰ کے ساتھہ پاکیزگی پیدائش مین مناسبت رکھتے ہین اور ہمیشہ مخابات کے کام کرتے رہتے ہین جنکی وجہ سے ملاء اعلیٰ سے قربت حاصل ہوتی جاتی ہی یہان تک کہ جب مرتے ہین تو ملاء اعلیٰ مین مل جاتے ہین اور اونہین مین سے شمار پاتے ہین اور ملاء اعلیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی طرف ایسے متوجہ ہوتے ہین کہ کسی طرف اونکو التفات نہین ہوتا اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یسبحون بحمد ربہم و یؤمنون بہ یعنی اپنے رب کی تسبیح اوسکی حمد کے ساتھہ کرتے ہین اور اوسپر یقین رکہتے ہین اور ان ملاء اعلیٰ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمدہ انتظام کی خوبی اور ناقص انتظام کی برائی اچہی طرح روشن ہو جاتی ہے اسوجہ سے یہ ملاء اعلیٰ اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرتے ہین اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول مین ویستغفرون للذین امنوا اور ایمان والون کے گناہ بخشواتے ہین اور جو ملاء اعلےٰ سب مین افضل و اعلیٰ ہین نور اون کے جمع ہوتے ہین اور آپس مین مداخل ہو جاتے ہین اوس روح کے پاس جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کے بہت سے منہ اور بہت سی زبانین ہین اور اسوقت مین وہ سارے نور بمنزلے ایک شے کے ہو جاتے ہین اسی کو خطیرۃ القدس و عالم قدس کہتے ہین۔

اور کبھی اس خطیرۃ القدس مین نجات بنی آدم کے حاصل کرنے کے لئے اجماع ہو کر دنیا و آخرت کی ضرورت کے سبب سے ایک جلسہ کھڑا کیا جاتا ہے اور صورت اسکی یہ ہے کہ جب یہ منظور ہوتا ہے کہ بندون کو راہ مستقیم دکہائی جاے اور عبادت اور نیکی کی طرف اونکو مائل کیا جائے اور جور و نفاق اور شر و فساد اون مین سے دفع کیا جاے تو اونمین سے ایک بندے کو منتخب کر کے اوسے کامل کیا جاتا ہے اس انسان کامل کو رسول و نبی کہتے ہین اور اوس کے کمالات کو ایسی قوت اور رواج دیا جاتا ہے کہ جس کام کے واسطے اسے منتخب کیا گیا ہے اوسمین کامیابی حاصل کرتا ہے اور اوسکی اطاعت کا قرون تک دلون مین میلان اور شوق ڈالا جاتا ہے اور اوسکے موافق پر رحمت اور مخالف پر لعنت اوترتی ہی اور اوسکے آگے عالم عناصر و عالم اجسام علوی آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ دست بستہ حاضر کہڑے رہتے ہین اوسکے اشارہ سے چاند پہٹ جاتا ہے درخت اوسکے بلانے سے چلے آتے ہین دو چار قطرے یا سیر آدہ سیر پانی اوسکے ہاتہہ لگانے

سے لشکر کو سیراب کر دیتا ہے حجر و شجر اوس سے کلام کرتے ہین اور اوسکے شوق مین رونے ہین ایک عالم کے قلوب اوسکی طرف
کھچ آتے ہین عصا مارنے سے پتھر پانی بہاتا ہے اوسکی دعا سے مردہ زندہ ہو جاتا ہے اندھے اور جذامی شفا پاتے ہین
اور یہی اجماع خطیرۃ القدس کا اوس شخص منتخب کے دل مین کچھ ایسے علوم تہذیب و تعلیم قوم کے لئے پیدا کر دیتا ہے جسکو
وحی یا رویا یا الہام یا ہاتف غیبی کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور خطیرۂ قدس کی کوئی صورت بھی اوسکو نظر آکر بالمشافہہ
اوس سے کلام کرتی ہے اور اوسکے دوستون کی کار خیر پہ مدد کرتی ہے اور دشمنون کو نیچا دکھاتی ہے معاملۂ نبوت کی
اصل یہی ہے اور اسی خطیرۃ القدس کے اجماع کو نائیدروح القدس کہتے ہین اور اس وقت بہت سی غیر معمولی برکتین
پیدا ہوتی ہین جسکا نام معجزات ہے اور ملاء اعلیٰ کے دوسرے درجہ مین کچھ نفس ہین جنکو ملاء سافل کہتے ہین نجارات لطیف مین
مزاج معتدل کے پیدا ہونے سے ظہور مین آتے ہین جن کی سعادت ملاء اعلیٰ والون کے مرتبہ کو نہین پہونچتی ان کا کمال یہ ہے
کہ جو کچھ ملاء اعلیٰ کی طرف سے ان کے دلون پر ترشح کرتا ہے اوسکے حاصل کرنے کے لئے تیار رہتے ہین جب موافق استعداد
قابل اور تاثیر فاعل کی ترشح ہو جاتا ہے تو اون کامون کو جو منترشح ہوئی ہین لیکر اوٹھتے ہین جسطرح کہ چوپائے اور پرند اپنے
مقتضاے طبیعت کے چیزون کو لیلیتے ہین اس صورت مین یہ جماعت اپنے نفوس کو بہولجاتی ہے جو کچھ ملاء اعلیٰ سے
پہونچتا ہے اوسی مین باقی رہتے ہین یہ ملاء سافل جانورون اور انسانون کے دلون مین تاثیر کرتے ہین اور اس تاثیر سے
اون کا اپنا ارادہ اور اون کے اپنے داون کی باتین اون باتون کے ساتھہ بدل جاتی ہین جو باتین ملاء سافل نے اونکے
دلون مین ڈالی ہین اور یہ ملاء سافل والے بعض طبعی چیزون مین تاثیر کرتے ہین کہ اون کے حرکات اور تغیرات دو چند
ہو جاتے ہین جیسے کسی نے پتھر لڑکہا یا اب اسمین فرشتے نے تاثیر کی سو یہ پتھر زمین پر عادت سے بہت سوا چلے گا اور جیسے
ماہی گیر نے نہر مین جال ڈالا اب ملائکہ کی فوج آئی اور اس فوج نے مچھلیون کے دلون مین ڈالا کہ اس جال مین کہنس کر
تو عادت سے سوا شکار ہاتھ لگیگا اور ان مچھلیون کو خود یہ خبر نہین ہوتی کہ ہم اس جال مین کیسے پہنس گئے صرف الہام کی
پیروی سے یہ کشش اون کے قلوب مین پیدا ہو جاتی ہے اور یون ہی سمجھنا چاہیے کہ دو فوجین لڑین فرشتون نے آکر ایک
فوج کے دلون مین تو شجاعت اور میدان جنگ مین جمے رہنے کے خیالات ڈالے اور غلبے کے حیلے الہام کئے اور
دوسری فوج کے دلون مین اس کے برخلاف باتین پیدا کر دین تاکہ قضاے الہی کا کام پورا ہو جاے اور ایسا ہی کبھی
نفس انسانی پر الہام ہوتا ہے ملامت کرنا یا اوس کا خوش کرنا پس اسوقت فرشتے اپنی پوری کوشش کرتے ہین اور
نفوس انسانی جیسا موقع ممکن دیکھتا ہے اودہر متوجہ ہوتا ہے اور ان فرشتون کے مقابل ایک دوسری جماعت ہوتی
ہے یہ سب باتون مین برخلاف اون فرشتون کے ہوتے ہین خفیف المزاج تہذ خو فکرین ان کی بالکل کارہاے خیر کے
مخالف ہوتے ہین یہ بالکل بڑے کام اور بری باتین نفوس انسانی کو سکھاتے ہین اور تاریک نجارات کی وجہ سے
یہ پیدا ہوتے ہین ان کا نام شیاطین ہے ہمیشہ یہ اس بات کی کوشش کرتے رہتے ہین کہ جن چیزون کی ملائکہ

تدبیر کرتے ہین اونکو سناتے ہین۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندون کے ساتھ دو راہین ہین ظاہری و باطنی

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندون کے ساتھ دو راہین ہین ایک باطنی دوسری ظاہری مراد راہ باطنی سے یہ ہے کہ استعداد عین ثابتہ کی حاصل ہووے اور نفس ناطقہ اپنے نفسانی پسندون سے نکلکر اصل کی طرف جو نفس کلیہ ہے بے کیف میلان کرے اور تجلی اعظم کی جانب جو نفس کا قبلہ ہے متوجہ ہو سارے قوائے نفسانی ان کیفیات مقدس و منزہ کے تابع ہو جائین اور کامل طور پر تہذیب محقق ہو جاے اور راہ ظاہری سے یہ مراد ہے کہ ملاء اسفل کے ملائکہ کی ایک قسم ہے اس شخص سے کوئی رنگ اپنے مناسب حال قبول کرلین اور وہ رنگ برسون تک ترقی کرتے کرتے ملاء اعلےٰ تک پہونچ جاے اور پھر ایک مدت کے بعد تجلی اعظم کے مقصود مین ٹھہر جاے اور نظر عنایت سے کامیاب ہو اور تدبیر عالم مین کہ مصلحت کلیہ پر مبنی ہے داخل ہو اس عنایت کو ملاء اعلیٰ اجمال کے ساتھ سمجھ لے کرے اور ان کے نفسون مین ایک وسعت پیدا کردے اور تفصیل متحقق ہو جاے پھر کسی ایسے وقت مین جو قوائے افلاک کے مناسب ہو چیز جو ملاء اعلیٰ کے نفوس مین متمثل ہو رہی ہے زمین پر نازل ہو اور ملاء سافل کی جمعیتین اپنی استعداد کے موافق اوسے قبول کرین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عنصر اصلی کی مناسبت جو ہمیشہ عناصر اربعہ کی ہے اوس امر متمثل مین سے ایک رنگ قبول کرلیتی ہے جس طرح کہ انوار ظاہر محسوسہ اس ظاہر کے ساتھ قبول کیے جاتے ہین اور مرد کامل اور تمام آدمی اون انوار محسوسہ کے قبول کرنے مین شریک ہوتے ہین اور اور حقیقت مرد کامل کو ان دونون ظاہری و باطنی طریقون مین حصہ عنایت کیا جاتا ہے اس لئے کہ عارف کے لطایف کی ہر نقطے مین سے مسامات اصل کی جانب کھلے ہوئے ہین پس جو کچھ کارخانہ الہی مین موجود ہے سب تیار رکھا ہے اور منتظر اس بات کا ہے کہ زبان مصلحت کلیہ سے کیا حکم ہوتا ہے تاکہ اوس کی تعمیل کیجاے انبیاے سابق کے عہد مین خصوصاً حضرت موسیٰ کے زمانہ مین ظاہری راستہ زیادہ تر منفتح تھا اور باطنی مین سے بھی کسیقدر حصہ دیا گیا تھا تاکہ اہل کمال کی جامعیت کا حکم جاری ہو جاے اور وہ کسیقدر اس مرتبے سے محروم نہ رہین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین دونون راستے کمال کے ساتھ حاصل ہوئے مگر جناب سرور کائنات کے پہلے عہد مین راہ ظاہری کے ساتھ زیادہ مشابہت تھی پچھلا عہد راہ باطنی کے ساتھ مشابہ ہو گیا عبداللہ بن عمرؓ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت سرور کائنات نے فرمایا ہے ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء اللہ تعالیٰ بندون مین سے صرف علم ہی کو نہین اوٹھائیگا بلکہ اوسکو علما کے ساتھ اوٹھالیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایمان حقیقی اور علم باطنی کو بھی بندون مین سے دور نہین کرے گا +

Marfat.com

تقویٰ ولایت کے بدون کامل نہین ہوتا

تقوی کامل نہین ہوتا بدون ولایت کے جبتک حسد و حقد اور کبر و ریا کاری وغیرہ نفس کی برائیان بالکل زائل نہون تقویٰ کامل ہونا دشوار ہے اور یہ باتین بدون فنائے نفس کے میسر نہین آسکتین جب تک اللہ تعالےٰ کی محبت اتنی غالب نہو جائے کہ غیر چیز کی محبت کی دل مین بالکل گنجایش نرہے اسوقت تک تقویٰ اور ایمان مین کمال حاصل نہین ہوسکتا اور یہ فنائے قلب کے بعد حاصل ہوتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فنائے قلب کو صلاح قلب کے ساتھ تعبیر کیا ہے صحیح بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثلث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما و من احب عبدا لا یحبہ الا للہ و من یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ کما یکرہ ان یلقی فی النار یعنی تین شخصون کو ایمان کی حلاوت حاصل ہوتی ہے ایک وہ جسکے نزدیک خدا اور رسول تمام چیزون سے زیادہ دوست ہون دوسرا وہ جو لوگون کے ساتھ محض للہ دوستی رکھے تیسرا وہ جو کفر کی طرف رجوع کرنے کو برا جانے بعد اسکے اللہ نے اسکو اوس کفر سے نکالا ہے جیسا کہ ناپسند کرتا ہی دوزخ مین گرنے کو یعنی لوگ تو عبادت دوزخ کے خوف سے کرتے ہین اور وہ کفر کو دوزخ سے بدتر جانے مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت خالص محبت سے کرے دوزخ کے خوف اور بہشت کے طمع کا لگاؤ نہو۔ رابعہ بصریؒ ایک دن ایک ہاتھ مین آگ اور ایک ہاتھ مین پانی لیکر نکلین لوگون نے دریافت کیا کہان جاتی ہو فرمایا دوزخ کی آگ بجھانے اور بہشت کو آگ دینے جاتی ہون تاکہ آدمی دوزخ کے خوف اور جنت کے طمع سے عبادت نہ کرین مگر یہ مرتبہ اعلیٰ ہے اور وہ دوسرا مرتبہ ہے اگرچہ اس سے وہ بہت کم ہے۔

اولیا کی عبادت کا ثواب عوام کی عبادت سے زیادہ ہے

اولیا اللہ کی عبادت کا ثواب عوام سے زیادہ ہے چنانچہ بخاریؒ و مسلمؒ نے ابا سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تم مین سے راہ خدا مین کوہ اُحد کی برابر سونا خرچ کرے تو اوسکا ثواب میرے صحابہ کے ایک مُد بلکہ آدھے مُد کو بھی نہ پہنچے۔ مُد تخمیناً تین پاؤ پختہ کا ہوتا ہے اور بہیدا اس بات کا یہ ہے کہ تمام عالم دائرہ ظلال کا سایہ ہے اور جب صوفی سیر و ترقی مین دائرہ ظلال تک پہونچکر اوس مین فانی ہوجاتا ہے تو جو قرب اس دائرہ ظلال کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہوتا ہے وہی قرب اس صوفی کو بھی حاصل ہوکر سارا عالم اوس کے ظل کی طرح ہوجاتا ہے اور اہل عالم کے صفات و عبادات اس صوفی کی صفات و عبادات کی گویا ظل ہوجاتی ہین پس جسقدر تفاوت ظل اور اصل مین ہوتا ہے اوسی قدر تفاوت ولی اور غیر ولی کی عبادت مین ہوگا صوفی ہمیشہ ترقی مین ہے پس ہر وقت صوفی کو ایک نیا مرتبہ حاصل ہوتا رہتا ہے جو پہلے

تمام مراتب سے بڑھکر ہوتا ہے اور دلیل اس قول پر وہ حدیث ہے جو عبید بن خالدؓ سے ابوداؤدؒ اور نسائی نے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابیون کو بھائی بنایا اُن مین ایک صحابی کسی جہاد مین
شہید ہوے پھر دوسرے بھی ہفتے یا کچھ دنون کے بعد فوت ہوگئے لوگون نے اُن کے جنازے پر نماز پڑھی حضرتؐ نے
نمازیون سے دریافت کیا کہ تمنے میت کے حق مین کیا دعا کی عرض کیا کہ ہمنے یہ دعا کی کہ اللہ تعالی اون کو بخشدے
اور یار کے ساتھ ملادے آپ نے فرمایا کہ انہون جسقدر نمازین اپنے یار کی شہادت کے بعد ادا کی تھین اور
جسقدر علوم کہ اون کے بعد سیکھے تھے وہ کہان جاوین گے تحقیق ان دونون مین زمین و آسمان کے تفاوت سے
زیادہ تفاوت ہے اور بہیقی مین بھی یہی ہے کہ مقام قرب مین سے ایک اونچہ کا نقطہ بہتر ہے اصل کے ہوتا ہے
اُن نقاط کے لئے جو اوس سے نیچے واقع ہوتے ہین اور یہ اونکے ظل سمجھے جاتے ہین پس جسوقت نقطہ فوقانی
حاصل ہوا تو وہ تمام نیچے کے نقطون سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ اصل کے سامنے ظل کی حقیقت نہین ہوتی اور اس سے
بھی ظاہر ہوگیا کہ جس ولی کو زیادہ قرب الہی حاصل ہوگا اوس کی عبادت کا ثواب بھی اون دوسرے اولیاء کی
عبادت سے جو اوس سے کم رتبہ رکھتے ہین زیادہ ہوگا کیونکہ اوس شخص کے مرتبہ مین جو مرتبہ صفات تک پہونچ چکا ہے
اور اونکے مرتبہ مین جو دائرہ ظل مین پڑا ہوا ہو بہت بڑا تفاوت ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ ولایت نبوت رسالت تینون حاصل تھے اور اس کے معنی کہ فلان ولی فلان نبی کے قدم یا قلب پر ہے

اور ولایت کی چار قسمین ہین اور خاتم الولایت اور مہر نبوت

صوفیہ کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبے حاصل ہین اول ولایت دوسری نبوت تیسری رسالت
اور بمقتضاے اول ما خلق اللہ نوری یعنی اول جو چیز کہ پیدا کی اللہ نے وہ میرا نور ہے تمام اولیاء انبیاء
انوار نور محمدیؐ سے پیدا ہوئے ہین اور تمام اولیا اور انبیا اگلے زمانون مین آپ کے نائب تھے اسی واسطے آپنے
فرمایا ہے لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان عن جابر
یعنی اگر موسی علیہ السلام اسوقت زندہ ہوتے تو اون کو میری متابعت سے چھٹکارا نہوتا پس جناب سرور کائنات
کی ولایت اور نبوت و رسالت تمام ولیون اور نبیون اور رسولون کی ولایت اور نبوت اور رسالت کو شامل
ہے اور ان تمام مراتب مین آنحضرتؐ کو ایک خصوصیت حاصل ہے جو آپ ہی کی ولایت اور نبوت اور رسالت سے
مخصوص ہے اسی طرح اور انبیاء کو بھی ان مراتب مین اپنے اپنے طور پر خصوصیت حاصل ہے اور چونکہ اولیا

Marfat.com

آنحضرت کی ولایت کے وارث ہین اس لئے جو ولی آپ کی ولایت کی خصوصیت کا وارث ہوگا اوسے محمدی کہینگے
اور جو کوئی ولی ولایت موسیٰ کی خصوصیت کا وارث ہوگا اوسے موسوی کہینگے اور جو کوئی خاص لاہنے عیسےٰ کا وارث
ہوگا وہ عیسوی کہلائیگا مگر امت آنحضرت کے اولیا کو اگر کسی نبی کی ولایت خاصہ کی وراثت ملتی ہے تو آنحضرت ہی
کی بدولت اور اونہین کے فیض سے ملتی ہے براہ راست اون انبیا سے کچھ حاصل نہین ہوسکتا اس تحقیق کے بعد
معلوم ہوگیا کہ یہ جو مشہور ہے کہ فلان ولی فلان پیغمبر کے قدم پر ہے اور فلان ولی فلان پیغمبر کے قلب پر ہے
اس قول کے معنی اسی قدر ہین کہ جو کچھ تجلیات اور مقامات اوس پیغمبر کو حاصل تھے وہ اس ولی کو بھی آنحضرت
کے ذریعہ سے حاصل ہین اور فیض دونون کے لئے ایک جنس سے ہے۔ بعد اسکے معلوم کرو کہ ولایت کی
چار قسمین ہین ایک وہ ولایت جو نبوت مطلقہ کا باطن ہے دوسری نبی کی ولایت مقیدہ تیسری ہر نبی کی
ولایت مطلقہ آنحضرت کی ولایت مطلقہ سے دوسرے انبیا کی ولایت کو روشنی پہونچتی ہے اور دوسرے انبیا کی ولایت مطلقہ سے اولیا کی ولایت کو
روشنی حاصل ہوتی ہے چوتھی ولایت مطلقہ عامہ جو نبوت کے ساتھ خصوصیت نہین رکھتی اور برگزیدہ لوگون کو بھی حاصل ہے اور ان مین ہر ایک قسم کا
ایک خاتم ہوتا ہے انبیا کی ولایت کو ولایت عامہ اور غیر انبیا کی ولایت کو ولایت منقطعہ کہتے ہین ولایت
عامہ مین دنیا کی طرف لوٹ آنا لازم ہے تاکہ صاحب ولایت خلق کی تعلیم مین متوجہ ہوے اور اوسکی ہدایات اور پیغام
رسانی پر احکام اور حدود مقرر پائین اور ولایت منقطعہ مین عالم دنیا کی طرف عود کرنا لازم نہین ہے اسی واسطے
ایسے صاحب ولایت پر ابلاغ واجب نہین ہے ولایت مقیدہ محمدی یعنی ولایت خاصہ محمدی کی تین قسمین ہین اون
سے ہر قسم کے لئے ایک ایسا شخص ہوتا ہے جسکی ذات پر اوس قسم کے لوازم کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور جو کچھ اس شخص سے
ظہور مین آتا ہے وہ پیروی کرنے والون کے لئے قاعدہ کلیہ ہوتا ہے پہلی قسم وہ ہے جسکی وجہ سے عالم صورت و معنی
دونون مین تصرف کرتے ہین اور اسکے ساتھ لوگون پر خلافت اور ریاست بھی حاصل ہوتی ہے اسکے خاتم کا خاتم کہنا
ہے اس قسم کا خاتمہ جناب علی مرتضیٰ کی ذات پر ہوگیا ہے چنانچہ ترمذیؒ اور ابو داؤدؒ و احمدؒ نے سفینہ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الخلافۃ ثلثون سنۃ ثم یکون ملکا یعنی خلافت تیس برس
تک ہوگی پھر وہ خلافت بادشاہت ہوجاے گی بعضون نے اس حدیث مین لفظ ملکا کے آگے عضوضا بھی لکھا ہے
جسکے معنی ہین کاٹ کھانے والا اور مراد یہ ہے کہ اوسوقت مین لوگ جور و ظلم اور تکلیف سے امن مین نہون گے اور
عدالت اور دین پر مضبوطی پورے طور پر جاری نہ رہے گی اگرچہ لفظ خلافت کا اطلاق بطور مجاز کے اور اسوجہ سے کہ وہ
گذرے ہوؤن کے خلف ہین سلاطین پر بھی درست ہے لیکن خلافت حقیقی اور اصلی کی مدت تیس ہی برس ہے
اسکی طرف حدیث مذکور مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے دوسری قسم وہ ہے کہ اوسکی وجہ سے عالم صورت
و معنی مین تصرف حاصل ہوتا ہے مگر خلافت حاصل نہین ہوتی اسکے خاتم کو خاتم صغیر کہتے ہین اور اس کے خاتم

امام مہدی ہین جو آنحضرت کی نسل سے ہون گے اور اخیر زمانہ مین پیدا ہون گے پہر اُن کے بعد کوئی ولی سلطان نہین ہو سکیگا تیسری قسم وہ ہی کہ اوسمین صرف تصرف معنوی حاصل ہوتا ہے اور اسکے خاتم کو خاتم اصغر کہا کرتے ہین شیخ محی الدین ابن عربی اور اون کے متبعین کا خیال یہ ہے کہ اس قسم کا خاتمہ شیخ کے نفس نفیس پر ہو گیا چنانچہ فتوحات کے باب چہل وسوم مین فرماتے ہین ؎ انا ختم الولایۃ دون شک ؛ بورثا لہاشمی مع المسیح یعنی مجہپر ولایت کا خاتمہ ہو گیا اسمین شک نہین ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسی علیہ السلام کی ولایت کا وارث ہون۔ شیخ محی الدین بن عربی محمد بن علی بن محمد حاتمی طائی اندلسی مشہور بابن العربی و شیخ اکبر سنہ ۵۶۰ ہجری مین پیدا ہوئے اور سنہ ۶۲۷ ہجری مین وفات پائی اور صالحیہ مین دفن ہوئے علامہ عصر اور عارف کبیر تہے اور اون کے خرقہ کی نسبت تصوف مین ایک واسطے سے حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ تک پہونچتی ہے کیونکہ یہ خلیفہ علی جامع کے ہین اور علی جامع حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے اور اون کے خرقہ تصوف کی دوسری نسبت خضر علیہ السلام تک پہونچتی ہے شیخ صدر الدین قونوی نے کتاب فکوک مین کہا ہے کہ شیخ کی نظر مخصوص تہی جب چاہتے کہ کسی کے حال پر مطلع ہو جائین تو اوسپر نظر ڈالتے اوسکے دنیا و دین کے حالات معلوم کر لیتے۔ شیخ مؤید الدین جندی شرح فصوص الحکم مین کہتے ہین کہ شیخ موصوف شہر اشبیلیہ ملک اندلس مین اول محرم مین خلوت نشین ہوئے تو مہینے تک کچہہ نکہایا پہر حکم الہی ہوا کہ گوشۂ خلوت سے باہر نکلین اور بشارت ہوئی کہ تم ولایت محمدی کے خاتم ہو مگر بعضے شیخ کو کافر جانتے ہین جو سراسر زیادتی ہے اور شارح مختار کہتا ہے کہ مینے مفتی ابو سعود کے معرضات مین ایک سوال کا جواب دیکہا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ کتاب فصوص الحکم مؤلفہ شیخ اکبر مین چند کلمات مخالف شرع ہین اور بعض اہل تکلف نے اون کلمات کے شریعت کی طرف پہیرنے مین تکلف کیا ہے مگر یقینی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ بعضے یہودیون نے اون کلمات کو شیخ قدس سرہ پر افترا کیا ہے اون کلمات مخالف شریعت کو مطالعہ کرنے سے احتیاط کرنا واجب ہے۔ اور نفحات الانس مین لکہا ہے کہ بڑا سبب طعن کا شیخ پر کتاب فصوص الحکم ہی شاید طاعنون کے طعن کا منشا یا تقلید و تعصب ہے یا اونکی مصطلحات سے ناواقفیت ہے یا حقایق و معانی کی باریکی ہے جو شیخ نے اپنی تصنیفات مین درج کئے ہین شیخ موصوف نے فصوص الحکم کے دیباچہ مین لکہا ہی انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مُبَشَّرَۃٍ اُرِیتُہَا فِی العشر الآخر من محرم سنۃ سبع وَعشرین وستمائۃ بمحروسۃ دمشق وبیدہ صلی اللہ علیہ وسلم کتابٌ فقال لی ہذا کتاب فصوص الحکم خُذہُ وَاخرُج بِہ الی الناس ینتفعون بہ فقلت اِسمَع والطاعۃ للہ ولرسولہ واولی الامر منا کما اُمرنا فحققتُ الامنیۃ واخلصتُ النیۃ وجردتُ القصدَ والہمۃ الی ابراز ہذا الکتاب کما حد لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر زیادۃ ولا نقصان یعنی آخر ماہ محرم سنہ ۶۲۷ ہجری مین شہر دمشق کے

اندر جناب سرور کائنات کو مین نے خواب مین دیکہا آپ کے ہاتھ مین ایک کتاب تہی مجہسے فرمانے لگے کہ یہہ کتاب فصوص الحکم
ہے تم اسکو لیلو اور لوگون کو پہونچا دو کہ اون کو اس سے نفع پہونچیگا مینے عرض کیا کہ خدا اور اوسکے رسول اور حاکم
وقت کا حکم ماننا واجب ہے جیسا کہ ہم حکم کئے گئے ہین پس پکا کیا مینے آرزو کو اور اپنے قصد اور ہمت کو ہر ایک طرف سے
فارغ کرکے اس کتاب کے شایع کرنے مین کوشش کی جس طرح کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے معین کر دیا
تہا اور مینے اپنی طرف سے اوسمین کمی بیشی نہ کی فقیر حقیر اس رسالہ کا مؤلف نجم الغنی کہتا ہے کہ حضرت شیخ کی یہ رای ہی
کہ انبیا بہی کبہی خواب کی تعبیر صحیح نہین دیسکتے چنانچہ فصوص مین کہا ہے کہ حضرت ابراہیم کو تعبیر رویا مین خطا واقع ہوگئی کہ
اون کو خواب مین حکم الہی گوسفند ذبح کرنے کے لئے ہوا اور اوسکو مذبوح اون کے بیٹے حضرت اسمعیل کی صورت پر دکہایا
مگر حضرت ابراہیم خواب کی تعبیر صحیح نہ کرسکے اور یہہ خیال کرلیا کہ بیٹے کے ذبح کرنے کے لئے مامور ہین اور دلیل اس مدعا پر
یہ ہے کہ انہون نے جو کچہہ خواب مین دیکہا تہا وہ عالم واقع مین ظہور مین نہ آیا۔ اور مذبوح گوسفند ہوئی تو ثابت ہوا کہ یہ خواب
ضرور قابل تعبیر تہی کہ حضرت ابراہیم سے اوسمین خطا واقع ہوئی اگر قابل تعبیر نہوتی تو اون کے بیٹے کا مذبوح ہونا وقوع
مین آجاتا اور یہہ کہہ نہین سکتے کہ جب ذبح فرزند کا واقعہ موافق خواب کے بیداری مین واقع نہوا تو خواب غلط ہوگی
اس لئے کہ انبیا کی خواب غلط نہین ہوا کرتی ہے پس بہتر یہ ہے کہ تعبیر کی غلطی قرار دیجائے اور یہہ امر نبوت کے کوئی مضر
نہین تو عجب نہین کہ حضرت شیخ نے بہی اپنی اس خواب کی تعبیر مین خطا کی ہو اور اون کی یہ خواب ظاہر پر محمول نہوا امام
یافعی ارشاد مین کہتے ہین کہ شیخ عز الدین عبد السلام ہمیشہ شیخ محی الدین کو زندیق کہا کرتے تہے ایک دن اون کے مریدون
نے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ قطب وقت کو دیکہین شیخ عز الدین نے جواب دیا کہ وہ شیخ محی الدین ہین مرید بولے کہ آپ تو
اون پر ہمیشہ طعن کرتے رہتے ہین شیخ نے کہا کہ یہ طعن کرنا نگاہداشت ظاہر شرع کے واسطے ہے۔ اور علامہ شوکانی
اولاً شیخ کے کلام کو کفر جانتے تہے اور بعد چالیس برس کے اپنے قول اول سے فتح ربانی مین رجوع کیا اور کہا کہ انکی
باتین تاویل کا احتمال رکہتی ہین عبارت اوس مقام کی یہ ہے وقد طالعت الفتوحات والفصوص فرأیت
ما للتاویل فیہ مدخل لاسیما عند ہولاء الذین ہم خلاصۃ الخلاصۃ من عباد اللہ عز وجل
وکان تحریر ہذا بعد تحریر الرسالۃ بزیادۃ علی اربعین سنۃ انتہی حضرت شیخ ولی اللہ بہی اون کی
تکفیر کو پسند نہین کرتے اون سے درگذر کرتے ہین اور واقع مین جب تک کوئی اسلام پر باقی ہی اوسکو کافر کیسے
کہہ سکتے ہین بہر صورت جو کچہہ اونہون نے لکہا ہے وہ حالت سکر پر محمول ہے عبد الوہاب شعرانی نے یواقیت و جواہر
مین اون کے کلام کو ظاہر شرع کے ساتھ موافق کرنیمین بڑی کوشش کی ہے اور شعرانی نے اپنی اکثر تصانیف مین
خصوصاً اس کتاب مین جسکا نام تنبیہ الاغبیا علی قطرۃ من بحر علوم الاولیا ہے شیخ کی بہت تعریف کی ہے اور شیخ
مجد الدین فیروز آبادی نے کہا ہے کہ ان کی کتابون کے خواص سے ہے کہ اون کا جو شخص ہمیشہ مطالعہ کیا کرے

مولانا مؤید الدین جندی نے شرح فصوص مین المبشرہ کے معنی یون لکہے ہین فما عرفہا الناس وتعارفوہا ہی الرویۃ الصالحۃ برای المومن اور عبد الرزاق کاشی نے شرح فصوص مین کہا ہی المبشرۃ فی الاصل صفۃ الرویا ہی من الصفات العالیۃ تقوم مقام الموصوف فلا یذکر معہ الموصوف جامی نے شرح فصوص مین لکہا ہی المبشرۃ ای رویا صالحۃ وہی لا تستعمل مع موصوفہا فلا یقال رویا مبشرۃ غرضکہ مینے مبشرہ کے معنی رویا یعنی خواب کے بیان کئے ہین ۱۲

اوس کا سینہ مشکلات کے حل کرنے کے لئے کھلجاتا ہے - اور مناقب الاولیا مین کہا ہے کہ شیخ محی الدین عربی
خاتم الاولیا ہین ولایت مقیدۂ محمدی اونپر ختم ہو چکی اور شیخ مؤید الدین جندی نے کہا ہے من دلائل ختمیتہ
انہ کان بین کتفیہ فی الموضع الذی کان لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم علامۃ مثل زر حجلۃ نابتۃ یعنی
شیخ اکبر کی ختمیت کی علامت یہ تھی کہ اون کے دونون شانون کے درمیان مین ایک علامت تھی اوس جگہ جہان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون شانون مین ختم نبوت کی علامت تھی اور وہ علامت چھپر کھٹ کے پردے کی
گھنڈی کی برابر اوٹھی ہوئی تھی تاریخ ابو الفدا مین جناب سرور کائنات کے حالات مین لکھا ہے وکان بین کتفیہ
خاتم النبوۃ وھو بضعۃ ناشزۃ حولیھا شعر مثل بیضۃ الحمامۃ تشبہ جسدہ وقیل کان لونہ
احمر قال القاضی شہاب الدین بن ابی الدم فی تاریخہ المظفری وکان ابو رزمۃ طبیبا فی الجاھلیۃ
فقال یا رسول اللہ انی اداوی فدعنی اطب ما بکتفک فقال بداویھا الذی خلقھا انتھی صفحہ ۱۹۱
جلد اول یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون شانون مین مہر نبوت تھی اور وہ ایک ٹکڑا انہا آجزا ی بدن سے
اوٹھا ہوا اوسکے آس پاس بال تھے کبوتر کے انڈے کی برابر تھا اوس کا رنگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن
مبارک کی طرح تھا اور بعضے کہتے ہین اوسکا رنگ سرخ تھا قاضی شہاب الدین نے اپنی تاریخ مظفری مین لکھا ہے
کہ ابو رزمہ نامی ایک طبیب زمانہ جاہلیت مین تھا اوس نے حضرت سے کہا کہ آپ کے دوش پر جو یہ چیز ہے
مین اوسکی دوا کر سکتا ہون آپ اجازت دین تو مین اوسکا معالجہ کرون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جس ذات
پاک نے اسکو پیدا کیا ہے وہی اسکی دوا بھی کریگا حضرت مولوی سید محمد شاہ صاحب محدث رامپوری نے اس مقام مین
مجھکو عمدہ محققانہ جواب دیا تھا کہ اگر اس علامت کو ایک غدہ مانا جاوے جیسا کہ مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ ایک
حدیث مین آیا ہے کہ وہ سرخ رنگ کا غدہ تھا اور مہر نبوت تسلیم کیا جاوے تو اس سے کوئی حرج نہین اس لئے کہ ہم
آمنت باللہ مین داخل ہین اور مومن تو اون کا خاتم النبیین ہونا داخل ہے نہ ختم نبوت کوئی اگر اس بات پر ایمان
نرکھے کہ وہ مہر نبوت تھی تو دین اسلام سے خارج نہین ہو سکتا اسلئے کہ نہ تو خود جناب رسالتمآب نے اوسکے مہر نبوت
ہونے کی تصریح کی ہے نہ قرآن سے ثابت ہے ہان آپ کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان لانا واجب ہے کہ یہ قرآن سے
ثابت ہے کہ حضرت نے بھی اپنی زبان مبارک سے اسکی تصریح کی ہے اوسکا مہر نبوت ہونا بعضے صحابہ نے بیان کیا ہے جیسا کہ
حال مسئلہ تفضیل کا ہے کہ حضرت نے کسی کی کسی سے افضل ہونے کی نسبت صراحت نہین کی ہے بلکہ صحابہ نے اپنی
رای مین بعض کو بعض سے افضل مان لیا تھا چنانچہ بخاری نے ابن عمر سے روایت کی ہے کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل
یعنی صحابہ حضرت کے زمانے مین حضرت ابو بکر کی برابر کسی کو نہین جانتے تھے اون کے بعد حضرت عمر کی

Marfat.com

برابر کسی کو نہین جانتے تھے اون کے بعد حضرت عثمان کی برابر کسی کو نہین جانتے تھے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابہ کو چہوڑ دیتے تھے اون مین سے کسی کو کسی پر تفضیل نہین دیتے تھے شیخ ابن حجر مکی رح نے شرح مشکوٰۃ مین یہ بہی
لکہا ہے کہ مہر نبوت پر یہ عبارت لکہی ہوئی تہی اللہ وحدہ لا شریک لہ توجہ حیث کنت فانک منصور
اور بعضے کہتے ہین کہ رنگ اوسکا سیاہ و سبز تہا اور یہ رنگ بدن کے موافق ہونے کے منافی نہین کیونکہ اگرچہ رنگ بدن کیطرح
وہ مہر نبوت تہی مگر سیاہی یا سبزی یا سرخی کی طرف مائل تہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ مہر نبوت چہپر کہٹ کی گہنڈی کیطرح
تہی جو کرتے کی گہنڈی سے بڑی ہوتی ہے بعضے کہتے ہین کہ اوسکے آس پاس مسّے تہے - اب ہم اس بیان کو ختم کرکے اصل
مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بعض کا یہ گمان ہے کہ خاتم اولیا تمام اولیا سے افضل ہی جیسا کہ خاتم
انبیا سارے انبیا سے افضل ہوتا ہے حالانکہ مشایخ متقدمین مین سے کسی نے بہی خاتم اولیا کا ذکر نہین کیا ہے سوا
ابو عبد اللہ محمد بن علی ملقب بہ حکیم ترمذی کے کہ اونہون نے اپنی ایک تصنیف مین یہ بات بیان کی ہے شیخ الاسلام
کہتے ہین کہ اس کتاب مین حکیم ترمذی نے کئی جگہ غلطی کی ہے پہر ایک گروہ نے متاخرین مین سے گمان کیا ہے کہ وہ
خود خاتم اولیا ہین اور بعض نے خیال کیا ہے کہ خاتم اولیا خاتم انبیا سے افضل ہوتا ہے اور یہ شرع و عقل دونون کے
مخالف ہے اور انبیا و اولیا کے بہی خلاف ہے - بستان المحدثین مین لکہا ہے کہ جب حکیم ترمذی نے کتاب ختم الولایۃ
و کتاب علل الشریعۃ تصنیف کی تو لوگون کو تعجب ہوا اور سمجہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے
یعنی انبیا پر اولیا کو تفضیل دیتے ہین اور حکیم ترمذی نے جو احتجاج کیا ہے اوس سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اونہون
نے حدیث کے اس لفظ سے تمسک کیا ہے یغبطہم النبیون والشہداء یعنی اون اولیا پر انبیا و شہدا کو رشک
ہوگا اور کہا ہے کہ اگر اولیا انبیا و شہدا سے افضل نہوتے تو یہ لوگ اونپر کس لئے رشک کرتے اس عقیدہ کی وجہ سے ترمذ کے لوگون نے
اونکو نکال دیا بلخ پہونچے اور وہان اپنی صفائی عقیدہ کا اظہار کیا اور ان کلمات کا عذر کیا کہ مین مذہب مین تمہارے ساتھ
موافق ہون میری غرض اس سے یہ نہین کہ انبیا سے اولیا افضل ہین انہون نے نوادر الاصول مین بہت سی حدیثین غیر معتبر موضوع
لکہی ہین جاہلون کو ابو عیسیٰ ترمذی رح کے ساتھ جنکی کتاب صحاح ستہ مین داخل ہے اشتباہ ہوتا ہے طبقات شعراوی مین مذکور ہے
کہ حکیم ترمذی رح بیان کیا کرتے تہے کہ مینے کبہی غور و فکر اور تامل کرکے کوئی تصنیف نہین کی ہے اور نہ مجہے یہ منظور ہے کہ کوئی کتاب
میرے نام سے مشہور ہو بلکہ جب مجہکو قبض وقت ہوتا تو آرام کے لئے جو کچھ دل مین آتا لکھ دیتا اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ
ختم ولایت کا قصہ ہے وہ ان کے اسی حال کا نتیجہ ہے خیر ان اہل باطن نے جو کچھ کہا وہ کہا علوم و فنون ظاہری کے اہل
کمال بہی تو اپنی تعلی مین کیا کیا کچھ لکھ جاتے ہین مولوی جامی رح اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہین ؎ در شعر مجو بلند نامی ؛ کین
ختم شدہ است بر نظامی ؛ فیضی کا نلدمن مین قول ہے ؎ فخر الحکما خط جبینم ؛ ختم الشعرا گل نگینم ؛ اور بعضون نے
خاتم الولایۃ کے باب مین مختصر کرکے یون بیان کیا ہے کہ اوس ولایت کا خاتم جو نبوت مطلقہ کا باطن ہے امیر المومنین علی بن

انی طالب ہین اسی لئے آپنے فرمایا ہے کہ اگر اہل کتب اربعہ جمع ہو جاوین تو ہر ایک پر اوسکی کتاب کے موافق حکم جاری کرون
اور ہمیشہ آپ فرمایا کرتے تھے سلونی ما شئتم قبل ما تفقدونی دریافت کرو تم مجھسے جو کچھ تم چاہنے ہو قبل اسکے کہ تم مجھکو
کھو دو اور خاتم ولایت مطلقہ محمدی کے امام مہدی ہین اور ولایت مقیدہ محمدی کے خاتم شیخ اکبر ہین سید علی ہمدانی نے
فص خصوص مین کہا ہے کہ ولایت مقیدۂ محمدی کا خاتم مرتبۂ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے اور خاتم ولایت مطلقہ کا
روح کو اور ولایت عامہ کے خاتم حضرت عیسے علیہ السلام ہین حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین ایکسو چھپن سوال لکھے تھے جن کا
جواب کافی شیخ اکبر نے فتوحات مین دیا ہے مولف فواتح سبعہ نے کہا ہے کہ ان سوالون کے جوابات سے عہدہ برآ ہونا سوا
خاتم الاولیا کے دوسرے کا کام نہ تھا ایک سوال کے جواب مین شیخ اکبر ولایت عامہ کا خاتم حضرت عیسے کے ہونے کی وجہ یہ
لکھتے ہین الدنیا کان لہ بدایۃ ونہایۃ وھی ختمھا فقضی اللہ سبحانہ ان یکون من جمیع ما فیھا حسب تعینھا لہ
بدءً وختامًا وکان من جملۃ ما فیھا تنزیل الشرائع فختم اللہ ھذا التنزیل لشرع محمد فکان خاتم النبیین و
کان اللہ بکل شیء علیما وکان من جملۃ ما فیھا الولایۃ العامۃ ولھا بدء من آدم فختمھا اللہ بعیسے علیہ السلام
فکان الختم لیتساھی البدء وان مثل عیسے عند اللہ کمثل آدم فختم بمثل ما بدء فکان البدء لھذا الامر مبنی
مطلق وختم بہ ایضا یعنی دنیا کے لئے ابتدا و انتہا ہے اور انتہا ہی اسکا خاتمہ ہے پس اللہ نے یہ مقرر کیا کہ جو کچھ دنیا مین
ہو اوسکے لئے ابتدا و انتہا ہو اور دنیا کی باتون مین سے شرائع کا نازل کرنا بھی ہے اس لئے شرائع کے لئے بھی خاتمہ کی ضرورت
ہی تو شرائع کا خاتمہ شرع محمدی پر ہوا تو آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور انہین دنیا کی پیرون مین سے ولایت عامہ کا سلسلہ
بھی ہی اوسکی ابتدا آدم علیہ السلام سے ہے اور خاتمہ اوسکا حضرت عیسے علیہ السلام پر ہوا پس خاتمہ بھی ابتدا کے مشابہ ہو گیا اور
تحقیق عیسے علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام کی سی مثال ہے کہ جیسے حضرت آدمؑ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے ایسے ہی
حضرت عیسےؑ بھی بے باپ کے پیدا ہوئے پس جیسے ولایت شروع کی گئی تھی ایسے ہی اوسکا خاتمہ ہوا کہ ولایت کا کام جسطرح
ایک نبی مطلق سے شروع ہوا ویسے ہی ایک نبی مطلق پر ختم ہو گیا مطلب یہ ہے کہ جیسے ولایت بے باپ کے شخص سے شروع
ہوئی تھی ویسے ہی ایک بے باپ کے شخص پر تمام ہوئی اور بعض کی یہ رائے ہے کہ حضرت عیسیٰ کی روح امام مہدی مین ظہور کرے
گی اور نزول عیسے علیہ السلام سے بھی ظہور مراد ہے اور اس رائے پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہی لا مہدی الا عیسے ابن مریم
علیہ السلام یعنی مہدی عیسے علیہ السلام ہی ہون گے مگر بقول صنعانی یہ حدیث موضوع ہے کذا فی فوائد المجموعہ فی احادیث

الموضوعہ —

حقیقت محمدیؐ

صوفیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے درمیان تضاد و تقابل ہی ہر ایک اسم یہ چاہتا ہے کہ مین دوسرے اسم پر
غالب و ظاہر ہو جاؤن اور اپنے مقابل کو مغلوب و مخفی کر دون اس تقابل و تضاد نے مظاہر مین سرایت کی ہی اس لئے
ایک حاکم کی ضرورت ہے کہ وہ ان اسماء و مظاہر مین عدل قایم کر دے تاکہ ہر ایک اپنے کمال کو پہونچ جائے اور عالم کا

سلسلہ منتظم ہوجاے وہ عالم حقیقت محمدی ہے کہ نبی حقیقی اور قطب ازلی ابدی ہے اسی کو آپ فرماتے ہین کنت نبیا وادم بین الروح والجسد رواہ الترمذی عن ابی ہریرہ یعنی مین نبی تہا اور آدم اوسوقت روح اور جسم کے درمیان ہین مطلب یہ ہے کہ مین نبی تہا اور آدم سے اوسوقت صورت بشری حاصل نہ کی تہی در المنثور مین شاہ ولی اللہ صاحب نے لکہا ہے کہ لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی سوال کیا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے تو یہی روح پر روح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صورت مثالی ظاہر ہوئی کہ جو عالم اجسام مین آنے سے پہلے تہی اور اوسکا فیضان درگاہ مثال مین تہا گویا جب آدم کا خمیر ہو رہا تہا اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس درگاہ مثال مین ظہور تام تہا اور اسی حدیث مین نبوت اوسی سے مراد ہے اور اسی لئے جب آپ عالم جسمانی مین آئے تو آپ کے ساتھ تو اسے مثالیہ عالم جسمانی کی طرف منتقل ہوئے اس لئے وہ علوم ظاہر ہوئے جنکا کچھ حساب نہین اور ترمذی اور دارمی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ ولا فخر یعنی مین اوٹھانے والا ہون علم حمد کا قیامت کے دن آدم اور آدم کے سوا جو ہین اوس علم کے نیچے ہون گے اور ابو ہریرہؓ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا سید ولد ادم یوم القیامۃ یعنی مین اولاد آدم کا قیامت کے دن سردار ہونگا دارمی نے مسند مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی یعنی اگر موسیٰ علیہ زندہ ہوتے تو اونہین میری پیروی کے سوا چارہ نہا عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ حق کیا ہے (جو اول مین سورہ حق والقرآن وفی الذکر مین واقع ہے) جواب دیا کہ کہ مین ایک پہاڑ ہے اوسپر عرش رحمان ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ پہاڑ اشارہ ہے حقیقت محمدی کی جنانچہ اصطلاحات کاشی مین اسی معنی کی تصریح کی ہے اور اوس پہاڑ پر عرش رحمان ہونے سے مراد یہ ہے کہ مدار احکام الہی کا حقیقت محمدی پر ہے اور عرش کا اطلاق حقیقت محمدی پر اس علاقہ کی وجہ سے کیا ہے کہ احکام الہی عرش اور حقیقت محمدی دونون سے ظاہر ہوتے ہین اور باقی تمام انبیا سظاہر کے حاکم تہے یعنی جن چیزون مین اسماے الہی نے ظہور کیا ہے اونپر انبیا کو حکومت حاصل نہی اسما کے حاکم تہے اور ہر ایک اسم کے لئے مظہر ہے جسکی وہ اسم تربیت کرتا ہے اسم اللہ کا مظہر حقیقت محمدی ہے اسی لئے اللہ نے یون فرمایا ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ تو نے نہین پھینکی مٹھی خاک جسوقت پھینکی اور لیکن اللہ نے پھینکی اور دوسری جگہ فرمایا ہے إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ جو لوگ تجھسے ہاتھ ملاتے ہین اللہ کا ہاتھ اون کے ہاتھ پر ہے مراد پہلی آیت کے لکہنے سے یہ ہے کہ اللہ کے ہاتھ سے مقصود رسول کا ہاتھ ہے جیسا کہ صاحب کشاف نے اسکی تصریح کی ہے اور ایک جگہ یون فرمایا ہے وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ اگر کوئی مشرک تجھسے پناہ مانگے تو اوسکو پناہ دے جب تک وہ سنے کلام اللہ کا مراد کلام الہی سے کلام رسول ہے

احکام شرعی کے قبیل سے خلاصہ کلام یہ ہے کہ حقیقت محمدی حق تعالیٰ کی نیابت مین عالم کے ظاہر و باطن کی مربی ہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پورا تصرف اپنی حقیقت کی وجہ سے ملا ہے اور بشریت کے لحاظ سے وہ بندۂ محتاج ہین اسی لئے اللہ تعالیٰ آنحضرت کو حکم دیتا ہے کہ کہو اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ یعنی مین بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہون وحی کی جاتی ہی میری طرف اور دوسری جگہ حضرت کے حق مین کہا ہے لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ جب کھڑا ہوا بندہ اللہ کا اوسکو پکارتا اور بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو یونس بن متی پر تفضیل مت دو اور یہ حقیقت ہر ایک عہد مین ایک ایسی صورت کے اندر جو اوس عہد کے لوگون کے مناسب ہو ظاہر ہوتی رہی قرآن مین جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کوئی فرقہ نہین جسمین نہین ہوچکا کوئی ڈرانے والا اور لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور ہر ایک قوم کے لئے ایک ہادی ہی ان مین سے حقیقت کے ظہورات کی طرف اشارہ ہے پھر وہ حقیقت کامل صورت مین ظاہر ہوگئی اور نبوت اوسپر ختم ہوگئی اس لئے سب آدمیون کو اوس کی اتباع لازم ہے محققین کہتے ہین کہ اس حقیقت کو امی اس لئے کہتے ہین کہ وہ ام الکتاب کی طرف منسوب ہے یہ شعر عرفی بھی مناسب مقام ہی

ے تا مجمع امکان و وجوبت نہ نوشتند ؛ سور و متعین نشد اطلاق اعم را ؛ اطلاق اعم قضیۂ مطلقہ کی جہت عامہ ہے اور منطقیین کی اصطلاح مین عبارت اس سے ہے کہ شے غیر ان زمانون مین سے کسی ایک زمانہ مین موجود ہو اور ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم موافق اصطلاح صوفیہ صافیہ کے امکان وجوب کا مجمع ہے وہ مقدس ذات اپنی حقیقت کے اعتبار سے کہ تعین اول ہی مرتبہ وجوب مین داخل ہی اور صورت کے لحاظ سے کہ بدن عنصری ہے امکان کے مرتبہ مین داخل ہی اس وجوب و امکان کے اجتماع کو مجمع البحرین کہتے ہین اب معنی شعر کے یہ ہین کہ جب تک کاتبان تقدیر نے تجھکو مجمع امکان و وجوب کا نہ لکھ لیا یعنی جب تک تیرے ظہور کو مقدر نہ کرلیا اوسوقت تک اطلاق اعم کا سور متعین نہوا یعنی کوئی تعین غیون زمانون مین موجود نہوئی خلاصہ یہ ہے کہ جب تیری ایجاد اور ظہور مقرر ہوگیا تو بعد اوس کے اور اشیا موجود ہوئین اور یہان اطلاق اعم مین لفظ اعم سے عام مراد ہے تفضیل مقصود نہین اور یہ جایز ہے جیسا کہ میر سید شریف نے حاشیہ قطبی مین تعریف جزئی اضافی مین اور شیخ رضی نے شرح کافیہ مین اسکی تصریح کی ہے اور جبکہ شعر عرفی کے معنی عمدہ طور پر کرکے نشان ہوگئے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ صاحب تقویۃ الایمان نے جو اسکے مضمون ظاہری کو کفر بتایا ہے یہ بیجا ہے۔

صوفیہ کے اخلاق

(۱) توبہ سب سے بڑھکر نوبہ موحدون کی ہے کہ وہ عبارت ہے خلق سے قطع تعلق کرکے خالق کی طرف متوجہ ہونے سے توبہ کے تین رکن ہین ۱ گذشتہ پر ندامت ۲ فی الحال گناہ کی خواہش پیدا ہونے پر ندامت ۳ عزم اس بات کا کہ آیندہ کبھی ایسا کام نہ کرون گا۔ اور توبہ سے چار چیزین حاصل ہوتی ہین ۱ اللہ کی محبت ۲ گناہون سے نجات ۳ بری کمپنی سے بدل جانا ۴ حاملان عرش کا تائب کے حق مین دعا کرنا۔

(۲) **مجاہدہ** یعنی نفس کو ماسوفات کی طرف سے پھیر کر اوسکی خواہش کے خلاف پر متوجہ رکھنا یہ مجاہدہ رہبانیت سے علیحدہ ہی جسکا دستور اگلی امتون مین تہا اور قرآن شریف مین اوسکی مذمت آئی ہی سورۂ حدید مین ہی وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ دنیا چھوڑنا اونہون نے نیا نکالا تہا ہم نے اون پر نہین لکھا تہا شرع کے موافق جو مجاہدہ سخت ہے وہ دائرہ مجاہدہ سے خارج ہے مجاہدہ وہی بہتر ہے جو شرع کے موافق ہو بیہقی نے شعب الایمان مین فضالہ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله و المهاجر من هاجر الخطایا والذنوب یعنی کامل جہاد کرنے والا وہ ہے جس نے اپنے نفس کو مشقت مین ڈالا اور اصل ہجرت کرنے والا وہ ہے جسنے گناہان صغیرہ وکبیرہ چھوڑ دیئے۔

(۳) **تقویٰ** یعنی شرک وبدعت اور گناہ بلکہ شبہات اور فضلات سے نفس کو بچانا پس جو متقی نہین اگرچہ کتنے ہی کشف وکرامات اوس سے ظہور مین آئین وہ ولی نہین۔

(۴) **ورع** قشیریؒ نے اپنے رسالہ مین باب تقویٰ اور باب ورع الگ الگ لکھے ہین اور عوارف مین صرف ورع کو لیا ہے اور کہا ہے کہ ورع کہتے ہین نفس کے بچانے کو ممنوعات مین مبتلا ہونے سے اور قشیریؒ نے کہا ہے کہ ورع شبہات اور فضلات کے ترک کرنے کا نام ہے اور یہ حدیث ذکر کی ہے من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه رواه مالك واحمد عن علی بن حسین رض یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ چھوڑ دے جو اوسکو مفید نہین۔ اور اس حدیث کو ابن ماجہؒ نے ابوہریرہؓ سے اور بیہقی نے شعب الایمان مین دونون سے روایت کیا ہے مراد یہ ہے کہ شبہ اور فضول کو قول اور فعل اور ظاہر و باطن مین ترک کر دینا چاہیے اگرچہ ظاہر شرع نے اوسکی رخصت دی ہو۔

حکایت ابوجعفر حداد کے پڑوس مین ایک محدث حدیث پڑہا یا کرتا تہا لوگون نے ان سے کہا کہ تم اوس کے حلقۂ درس مین شریک ہو کر احادیث کیون نہین سنتے بولے تیس ۳۰ سال کا عرصہ ہوا کہ مین اب تک اِس ایک حدیث کی داد پوری نہین دے سکا وہ حدیث یہ ہے من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه۔

(۵) **زہد** یعنی دنیا کے مال ومتاع سے دل کو پھیرنا بعضے کہتے ہین زہد حرام مین ہوتا ہے اس لئے کہ حلال مباح ہے اور بعضے کہتے ہین زہد حرام مین واجب ہے اور حلال مین فضیلت ہے **اشعار**۔

زاہدے شد بخواب در فکرے ۔ دید دنیا بصورت بکرے
گفت زاہد کہ تو بزینت وفر ۔ بکر چونی بکثرت شوہر
گفت دنیا کہ ہا نو گویم راست ۔ کہ مرا ہر کہ مرد بود نخواست
آنکہ نامرد بود خواست مرا ۔ این بکارست ازان بجاست مرا

(۶) **خاموشی** کہ اسمین جملہ آفات کذب وغیبت سے امن مین رہتا ہے۔ عوام کی خاموشی یہ ہے کہ زبان خاموش رہے اور عارفون کی خاموشی یہ ہے کہ دل خاموش رہے اور درستون کی خاموشی یہ ہے کہ دلون کے بھید نہ کہولین۔

(۷) **خوف الٰہی** اور اسکی دو قسمین ہین ایک عذاب کا خوف یہ تو عوام مومنین کے لئے ہے ایسے خوف والا اہل محبت مین شمار نہین پاتا اگرچہ ایمان باالغیب رکھتا ہے اسلئے کہ اوسکا خوف نفس پر عذاب ہونے کی وجہ سے دلیل اس بات کی ہے کہ وہ نفس کا محب ہے اور جس دل مین نفس کی محبت ہوتی ہے وہ خدا کی محبت کیا رکھیگا کیونکہ جہان اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے وہان دوسری چیز کی محبت کو گنجایش نہین ہوتی دوسری قسم خوف کی خوف مکر ہے یعنی مکر کے خوف سے امن پر دل کا مطمئن نہ رہنا پہچان صفات کو حاصل ہوتا ہے جو صفات جمال و جلال سے تعلق رکھتے ہین اور لطف جلالی کی صورت مین قہر خفی سے مطمئن نہین رہتے اور ہمیشہ خاتمہ سے ڈرتے رہتے ہین اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اولیا کو حسن خاتمہ کی بشارت دی ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ سن رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہین نہ اون پر ڈر ہے نہ وہ غم کھاوین ۔

(۸) **امید** اسکے معنی دل کو آرام و راحت پہونچانا ہے کرم کی امید پر بعضے کہتے ہین امید کے یہ معنی ہین دیکھنا جمال کا بغیر جلال کے جنید کی یہ رائے ہے کہ امید اعتبار کرنا وجود کا ہے کریم سے اور مدار اسکا شرک کے ترک کرنے اور عمل صالح کے اختیار کرنے پر ہے سہل بن عبداللہ نے کہا ہے کہ خوف مرد ہے اور امید عورت یعنی دونون کے امتزاج سے حقائق ایمان حاصل ہوتے ہین ۔

(۹) **خلوت و عزلت** یاد رکھو کہ خلوت اہل صفوت کی صفت ہے اور عزلت وصلت کی نشانی اور مرید کے لئے شروع حال مین عزلت آدمیون سے اختیار کرنا ضرور ہے اور انتہاے حال مین خلوت مناسب ہے تاکہ حق تعالیٰ کے ساتھ محبت مستحکم ہو جاے اور بندہ کا یہ حق ہے کہ عزلت کے اختیار کرنے سے یہ مطلب رکھے کہ میری ذات سے لوگون کو شر نہ پہونچے اور اپنی امنیت و سلامتی لوگون کے شر سے نہ ڈھونڈھے اور عزلت کے آداب مین سے یہ ہے کہ علوم مین سے وہ بات حاصل کرے جس سے عقیدۂ توحید مستحکم ہو اور فرایض ادا ہوتے رہین تاکہ اوسکا حال درست ہو جاے اور اس طرح کی عزلت کہ سب سے کنارہ کرلے بہتر نہین بلکہ عارف کو ایسا ہونا چاہیے کہ خلق کے ساتھ رہے پر اون سے جدا ہو بے ہمہ و باہمہ اسی کو کہتے ہین اور خلوت در جلوت اور سفر در وطن اور خلوت در انجمن کا بھی یہی مطلب ہے ۔

(۱۰) **حزن** اور یہ ایک ایسی حالت ہے کہ دل کو جماے غفلت مین پریشانی اور نہانی سے قبض پیدا ہو جاتا ہے جسطرح خوف گناہ سے بچاتا ہے ایسے ہی حزن کھانے پینے سے روکتا ہے مگر غم عقبیٰ چاہیے کیونکہ غم دنیا برا ہے ؎ غم دین خور کہ غم غم دین ست ؛ ہمہ غمہا فرو تر از این ست ۔

(۱۱) **بھوکا رہنا** اور کم کھانا یہ بھی صوفیہ کی صفات مجاہدہ کے ارکان مین سے ہین جوع اور فقر اور زیستی و تنبہ سستی کے باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین چنانچہ بی بی عائشہؓ سے بخاری اور مسلم نے روایت

Marfat.com

روایت کی ہے ما شبع آل محمد یومین من خبز بر الا واحدھما تمر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر کے آدمیون نے دو دن متصل گیہون کی روٹی نہین کہائی ایک دن گیہون کی روٹی کہاتے تو دوسرے دن کہجور کہاتے اور اونہین سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہی ما شبع آل محمد من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر کے آدمیون نے جو کی روٹی سے دو دن برابر پیٹ نہین بہرا اگر ایک دن روٹی کہائی تو دوسرے دن بہوکے رہی اسی حالت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابو ہریرہؓ سے بخاریؒ نے روایت کی ہی خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا ولم یشبع من خبز الشعیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دنیا سے سفر کرنے تک کبہی جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہین بہرا اب ارباب سلوک کو اس بہوک سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہین بہوک حکمت کا منبع ہی اور فقرا کی حکایات بہوک کے باب مین بہت سی ہین قشیریؒ نے رسالہ قشیریہ مین اسکو تفصیل کے ساتھ لکھا ہی اور صوفیہ کے اقوال اور حکایات بیان کئے ہین مولانا جلال الدینؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ درویش کب گناہ کرتا ہے کہا جب کہانا بغیر اشتہا کے کہاتا ہے۔ بے اشتہا کے کہانا کہانا درویش کے لئے بڑا گناہ ہی۔

(۱۲) **خشوع اور تواضع** قشیریؒ نے رسالہ مین کہا ہے کہ خشوع حق بات کی فرمان برداری کو کہتے ہین اور تواضع امر حق کے تسلیم کرنے کا اور حکم پر اعتراض نکرنے کا نام ہے اور مصباح الہدایت مین لکہا ہے کہ تواضع عبارت ہے اس سے کہ حق تعالی کی حضور مین عبودیت بجا لانا اور خلق کے ساتھ انصاف سے پیش آنا خشوع کا محل دل ہی پہچان اسکی یہ ہے کہ جب اہل خشوع پر غصہ کیا جائے یا اوسکی مرضی کے خلاف کام کیا جائے یا اوسکی بات کو رد کرین تو وہ سر تسلیم خم کردے +

(۱۳) خواہش نفسانی کی مخالفت کرنا نفس جو کچہہ چاہے اوسکو پورا نکرنا صوفیہ اسے ساری عبادات کی جڑ جانتے ہین نفس کے اخلاق ذمیمہ بہت سے ہین اون مین سے ایک حسد ہے دوسری غیبت ہے صوفیہ نے کسی حالت مین غیبت کرنیکو جائز نہین رکھا ہی مگر علماے ظاہر نے بعض صورتین اوسکی جائز رکہی ہین سعدیؒ کا قول ہی ؎ دگر پردہ بر بیحیائی متن کہ او میدرد پردۂ خویشتن ؛

(۱۴) **قناعت** مراد اس سے یہ ہے کہ نفس کو قلت اور کفایت کی حد پر کہڑا کردے کثرت و زیادتی کی طمع چہڑا دے مگر یہ صفت دنیا کے کامون مین چاہیے اور آخرت کے معاملات مین قناعت ناپسند ہی۔

(۱۵) **توکل** مراد اس سے یہ ہے کہ سارے کام اپنے تقدیر کے حوالے کردے ؎ سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے ؛ نزدیک عاقلون کے تدبیر ہے سو یہ ہے ؛ متوکل حقیقی وہ آدمی ہی جو اللہ پر نظر رکہے اور سببون کے ہونے اور نہونے کی وجہ سے اوسکا توکل متغیر نہو سکے یہ مرتبہ اوسی کو حاصل ہوتا ہے جو مقام توحید تک پہونچ جاتا ہے اور قبل اس سے متوکل اپنے مقام کی تصحیح مین ترک اسباب کا محتاج ہوتا ہے اس لئے کہ وجود اسباب کا توکل کو

خراب کرتا ہے اس لئے مجبور رہو کہ ہمیشہ سببون کے دفع کرنے مین مشغول رہتا ہے +

(۱۶) **شکر** یعنی عاجزی کے ساتھ منعم کی نعمت کا دل وزبان سے اعتراف کرنا اس لئے کہ زبان سے اقرار کرنا دوسرون کے گواہ کرنے کو ہوتا ہے اور دل سے اقرار کرنا اپنی جان کے لئے ہے پس ان دونون اقرارون سے کامل ہوتا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ شکر ادا کرنے پر بھی اپنی جان کو ادا سے شکر مین قاصر جانے اور شکر کی بدایت یہ ہے کہ نعمت کو جانتا ہو اور اس بات سے آگاہ ہو کہ اس نعمت کا شکر کرنا واجب ہے اور ہر نعمت کا شکر کرنا یون چاہیے اور شکر کی نہایت یہ ہے کہ موافق اپنے اوس علم کے عمل کرے اور شکر حق پر نعمت بجا لائے ۔

(۱۷) **یقین** سہل کی راے یہ ہے کہ ایمان یقین کا شعبہ ہو تصدیق سے اسکا مرتبہ کم ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ یقین ایک علم ہی جو قدرت کی طرف سے دل مین موجود ہوتا ہے اوسکا حاصل کرنا امر اختیاری نہین اور ابتدا اسکی مکاشفہ ہے پھر معائنہ ومشاہدہ ۔ محمد بن حسین کا قول ہی کہ معرفت کا پہلا مقام یقین ہے پھر تصدیق اخلاص پھر شہادت پھر طاعت اور ان سب کو ایمان کہتے ہین +

(۱۸) **صبر** عرف مین صبر اسے کہتے ہین کہ اپنی ناجایز مراد سے رکنا اور اوسے اختیار نکرنا یا بھ کوئی ماموریہ شے مکروہ معلوم ہو مگر اوسی اختیار کرنا اور ابو محمد جریری نے کہا ہے صبر یہ ہے کہ حالات نعمت ومحنت مین فرق نکرے اور دونون حالون مین دل ٹہرا رہی اور نفس کے صبر کا نام صبر فی اللہ ہے اور دل کے صبر کا نام صبر للہ اور اللہ تعالی کے ذکر ومراقبہ پر ہمیشہ صبر رکہنے کو صبر علی اللہ کہتے ہین +

(۱۹) **مراقبہ** حدیث جبریل مین جو آیا ہے کہ تیسرا جزو دین حق کا احسان ہی اور تعریف اوسکی حدیث مذکور مین یون آئی ہی ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی وقت عبادت خدا کے یون سمجہے کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہی پھر اگر یہ جانے کہ اوسکو نہین دیکہتا ہے تو اسمین تو کچھ شک نہین ہے کہ اللہ اوسکو دیکھ رہا ہے یہ اشارہ ہی مراقبہ کی طرف اسلئے کہ مراقبہ بھی اسی کو کہتے ہین کہ بندہ اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ کو میرے حال پر اطلاع ہی اور بندہ کا اس بات کو جانتے رہنا بھی اس کا مراقبہ ہے اللہ کے لئے اور مراقبہ ہر نیکی کی جڑ ہے اور جب نفس کی اصلاح ہو جاتی ہے ۔ اور طریق حق اختیار کر لیتا ہے اور اللہ کے اور اپنے درمیان مین دل کی مراعات کو سنبھال لیتا ہی اور اللہ کی طرف تصور یعنی دہیان جما لیتا ہے تو اپنے ہی حال مین اللہ کا مراقبہ ہوتا ہے اور یہ جان لیتا ہے کہ اللہ اوسپر نگران ہی اور اسکے دل سے قریب ہے اوسکے حال کو خوب جانتا ہے اوسکے کامون کو دیکہتا ہے باتون کو سنتا ہے اور جو ان باتون سے غافل ہی تو اسکا قرب حاصل کرنا کیسا وصل سے کوسون دور ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے کہا ہے کہ مراقبہ باب مفاعلہ سے ہے تو دونون طرف سے تراقب ضرور ہے مراقبہ کرنے والے کو چاہیے کہ اس بات کا خیال رکہے کہ حق سبحانہ وتعالی میرے حال پر مطلع ہے +

Marfat.com

(۲۰) **رضا** عراقیون اور خراسانیون کا اسمین اختلاف ہے کہ یہہ احوال مین سے ہے یا مقامات مین سے اہل خراسان کہتے ہین کہ رضا انتہاے توکل کا نام ہے اور اہل عراق حال مانتے ہین کہتے ہین کہ بندے کے کسب کو اسمین دخل نہین خدا کی طرف سے دل مین نزول کرتی ہے اور حق یہہ ہے کہ اسکی ابتدا بندے کو کسب سے میسر آتی ہے اس صورت مین مقامات مین سے ہوگی اور انتہا کسب سے حاصل نہین بلکہ احوال مین سے ہے صوفیہ نے رضا کی تعریف مین کئی طرح سے کلام کیا ہے دقاقؒ کے نزدیک رضا یہہ ہے کہ تقدیر پر اعتراض نکرے اور شناخت اوسکی بندے مین یہ ہے کہ اوسکا دل خدا سے راضی ہو ذوالنونؒ کہتے ہین کہ قضا سے مسرور ہونے کا نام رضا ہے اور محاسبیؒ کی راے یہ ہے کہ حکم الہی بندے پر جاری ہو تو اوسکے تلے دل کو ساکن کرنا رضا ہے اور جنیدؒ نے کہا ہے کہ رضا اختیار کا اوٹھا دینا ہے اور رضا کا منشا یقین ہے اور انشراح صدر اوسے لازم ہے جیسا کہ منشا کراہیت شک ہے اور ضیق صدر اوسی لازم ہے بشر حافیؒ کہتے ہین کہ رضا زہد سے افضل ہے اس لیے کہ زاہد راہ مین ہوتا ہے اور راضی منزل مقصود تک پہونچ چکتا ہے

(۲۱) **عبودیت** یعنی پرستش (پوجنا) ابو علی دقاقؒ کہتے ہین کہ عبودیت عبادت سے اتم ہے اس لیے کہ اول بندگی ہے پھر پرستندگی پھر عبودیت یعنی بندہ ہونا عبادت عوام کا حصہ ہے اور عبودیت خاص کا اور عبودت خاص الخواص کا اور عبادت صاحب علم الیقین بجالاتا ہے اور عبودیت صاحب عین الیقین اور عبودت صاحب حق الیقین اللہ تعالی آنحضرت کو شب معراج مین کہ اون کا یہ اعلی درجہ کا مرتبہ دنیا مین تنہا اسی خطاب کے ساتھ یاد کیا ہے اور کہا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی پاک ذات ہے جو لیگیا اپنے بندے کو راتون رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک اسی طرح کہا ہے وَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی پس اگر کوئی اور نام عبدیت سے اعلی اور افضل ہوتا تو اوسکے ساتھ اللہ تعالی یاد کرتا بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ عبودیت اوسوقت صحیح ہوتی ہے جبکہ بندہ بھوک اور برہنگی اور ذلت پر بیتابی ظاہر نکرے اور اوسکی نشانی یہ ہے کہ تدبیر کو چھوڑ کر سب کام تقدیر کے حوالہ کردے ابو علی جوزجانی کہتے ہین کہ رضا عبودیت کا مکان ہے اور صبر اوسکا دروازہ ہے اور تفویض اوس کی کوٹھری ہے پس آواز دروازے پر ہے اور قراعت مکان مین اور آرام کوٹھری مین +

(۲۲) **ارادہ** یہ سالکین کی پہلی منزل ہے کیونکہ یہی ہر کام کا مقدمہ ہوتا ہے مرید ارادہ سے نکلا ہے یعنی وہ شخص جو صاحب ارادہ ہو مگر صوفیہ مرید اوسے کہتے ہین جو ارادہ نرکھتا ہو پس جس شخص مین ارادہ ہوگا وہ ان کے نزدیک مرید نہوگا مشایخ طریقت کہتے ہین ارادہ ترک عادت کا نام ہے آدمیون کی اکثر عادت یہ ہے کہ وہ شہوات و خواہشات کیطرف مائل ہوتے ہین مریدان سے جب تک دور نہین ہوتا وہ مرید نہین پس جو شخص یہ باتین چھوڑ دے وہی مرید حقیقی ہے اور ان کا ترک کرنا مرید ہونے کی نشانی ہے اس لیے ایسی حالت کو ارادہ کہتے ہین اور حقیقت مین ارادہ عبارت ہے اس سے کہ دل طلب حق مین حرکت کرے اور ہر مرید حقیقت مین خدا تعالی کا مراد یعنی ارادہ کیا ہوا ہے اور اگر خدا کا ارادہ

Marfat.com

کیا ہوا نہوتا تو مرید نہوتا اس لئے کہ اللہ کے ارادہ کے بدون کچھ نہین ہوسکتا اور ہر اک اللہ کا ارادہ کیا ہوا مرید ہی اس لئے کہ جب اللہ تعالی خصوصیت کے ساتھ اوسے چاہتا ہے تو ارادہ کی توفیق اوسے دیتا ہے مگر صوفیہ نے یہ فرق مرید و یعنی ارادہ کئے ہوئے ہین نکالا ہے کہ مرید مبتدی کو کہتے ہین اور مراد منتہی کو +

(۲۳) **استقامت** کہ بغیر اسکے کمال کسی کام مین حاصل نہین ہوسکتا جو اپنی حالت پر مستقیم نہین اوسکی سعادتی کوشش بیکار ہے اوسکو کسی طرح ترقی حاصل نہین ہوسکتی سلوک اوسکا صحت سے جاری ہے عبدی کے لئے احکام ابتدائی مین استقامت شرط ہے اور عارف کے لئے آداب انتہائی مین + استقامت بندی کی شناخت یہ ہے کہ اوسکے معاملہ مین کبھی فتور و ضعف واقع نہو استقامت متوسطین کی شناخت یہ ہے کہ اونکی منازلت مین کبھی وقفہ آئے اور منتہی کی استقامت کی پہچان یہ ہے کہ اوسکی محاصلت مین حجاب واقع نہو +

(۲۴) **اخلاص** اسے کہتے ہین کہ عبادت کرنے سے صرف تقرب الہی مراد ہو اور یہ مقصود نہو کہ لوگ مجھے اچھا جانین یا صنع مخلوق پر ظاہر ہو یا لوگ میری تعریف کرین جب یہ وصف حاصل ہوجاتا ہے تو وسوسے اور ریا کی خرد کٹ کر شبہات حکمت دل سے زبان کی طرف اوبلنے لگتے ہین +

(۲۵) **صدق** یہ وہ صفت ہے کہ جس سے ظاہر کو باطن کے ساتھ موافقت حاصل ہوجاتی ہے صدق کا مرتبہ نبوت سے دوسرے درجہ پر ہے اول نبی ہے آخر صدیق اور صدق جڑ ہے اخلاص شاخ اور صادق اوسے کہتے ہین کہ اپنے اقوال مین راست گو ہو اور صدیق کہ اسم مبالغہ ہے اوسے کہتے ہین جو سب احوال مین راست گو ہو +

(۲۶) **حیا** جتنا قرب زیادہ ہوتا ہے اتنی ہی حیا زیادہ ہوتی ہے بے حیا قرب الہی سے محروم ہے اور شقی ہے اور حیا یہ ہے کہ بندہ کے دل مین ہیبت الہی جاگزین ہو اور حیا کی دو قسمین ہین ایک حیاے عام اور یہ اہل مراقبہ کی صفت ہے جو کہ دل حق تعالی کے غیر سے اپنی تقصیر و سیئات پر لرزان رہتا ہے دوسری حیاے خاص اور یہ صفت اہل مشاہدہ کی ہے ان کے دل عظمت شہود حق سے ہمیشہ خوف مین رہتے ہین پہلی قسم مقامات مین سے ہے اور دوسری احوال مین سے ہے +

(۲۷) **آزادی** اسے کہتے ہین کہ بندہ خلق مین سے کسی کی قید و بند مین نہو اور اوسپر دنیا کی حکومت جاری نہو اور صحت آزادی کی علامت یہ ہے کہ دل اشیا مین تمیز نہ کرسکے اور اون کے ساتھ تعلق رکھنا اور نہ رکھنا اوسکے نزدیک یکسان ہو اور تہ اور جواہر اور کنکر اور موتی سب کو ایک طرح سمجھے جو دنیا مین آزاد ہے وہ عقبی مین بھی آزاد ہے اور اصلی حریت یہ ہے کہ عبودیت مین کامل ہو جو عبادت و طاعت الہی مین پورا ہے اوس کی آزادی اغیار کی غلامی سے رہا ہوجاتی ہے ایسا آزاد دائمی قرب ہے اور بڑی آزادی درویشون کی خدمت گذاری مین ہے +

(۲۸) **ذکر** کلمہ طیبہ اور تمام انواع یاد الہی اسی مین داخل کہی ہین اس لئے کہ حدیث مین آیا ہے افضل الذکر

لآ اِلٰہَ اِلا اللہ اور یہ طریقت کا بڑا رکن ہے کہ ہمیشہ چاہیئے اور اسکی دو قسمین ہین ایک دل سے دوسری زبان سے زبان سے ذکر کرتے رہنے سے دل سے ہمیشہ کے لئے ذکر جاری ہو جاتا ہے اور تاثیر ذکر قلب ہی مین ہوتی ہے اور ایک عجیب خاصیت اسکی یہ ہے کہ کسی وقت کی اس مین قید نہین بلکہ بندہ ہر وقت مین اسکے لئے فرضاً یا استحباباً مامور ہے نماز اگرچہ اشرف عبادات ہے مگر بعض وقتون مین ناجایز ہے اور ذکر قلب ہر وقت جایز ہے اور اسکو فکر سے اتم کہا ہے اور کتنی خوبی اس مین ہے کہ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ اسکا بھی ذکر کرتا ہے چنانچہ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ یعنی تم یاد کرو مجھکو مین یاد کرون تم کو اوسنے ارشاد کیا ہے +

(۲۹) **فتوت** اصلی فتوت یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ غیر کے کام مین لگا رہے ابوعلی دقاق نے کہا ہے کہ یہ خلق کامل طور پر حاصل ہونا مشکل ہے مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوت کامل حاصل ہے اس لئے کہ ہر ایک قیامت کو کہیگا نفسی نفسی اور آپ فرمائینگے امتی امتی جنید نے کہا ہے کہ فتوت شام مین ہے اور زبان عراق مین اور صدق خراسان مین فضیل کہتے ہین کہ فتوت لغزشون کے عفو کا نام ہے بعضے کہتے ہین کہ فتوت یہ ہے کہ اپنی جان کو غیرون پر فضیلت نہ دی۔ عمر مکی کہتے ہین کہ فتوت اخلاق حمیدہ کا نام ہے جنید کہتے ہین کہ فتوت یہ ہے کہ فقیر سے نفرت نہ کرے اور امیر سے تعارض نہ کرے حکیم ترمذی کہتے ہین کہ فتوت یہ ہے کہ آنے اور جانے والا دونون صاحب فتوت کے نزدیک برابر ہون وراق نے کہا ہے کہ فتی وہ ہے جسکا کوئی دشمن نہو اور بعض کہتے ہین کہ فتی وہ ہے جو کسی کا بھی دشمن نہو اور بعضے کہتے ہین کہ فتی بت شکن سے عبارت ہے اور حق یہ ہے کہ ہر انسان کا نفس ہی بت ہے جس نے اوسکی مرضی کے خلاف کیا اور اوسے توڑ ڈالا حقیقت مین وہی فتی ہے +

(۳۰) **فراست** اسے کہتے ہین کہ دل کو گواہ کرکے اپنے ہر ایک مخالف کو دل سے دور کردے فراست کا حکم دل پر ہوتا ہے اس کے سامنے نفس کی تجویزین باطل ہو جاتی ہین اور علم فراست کا سوا اللہ کی طرف سے ہونا ہے کہ سہو و غفلت دل سے اوٹھ جاتی ہین بلکہ حقیقت مین فراست اللہ کا حکم ہے جو بندے کی زبان پر جاری ہوتا ہے +

(۳۱) **حسن خلق** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وانک لعلی خلق عظیم یعنی تحقیق تو بڑا خلق رکھتا ہے تو اس ارشاد کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے دنیا کو ترک کرکے اللہ پر بس کی ہے کتانی نے کہا ہے کہ تصوف سراسر حسن خلق کا نام ہے اور جسنے تجھکو حسن خلق سے زیادہ بتایا تو اوسنے تجھپر تصوف مین بڑا بار کرمانی کہتے ہین کہ حسن خلق کی علامت یہ ہے کہ دوسرون کو ایذا نہ دے اور خود ایذا برداشت کرے اور بعضے کہتے ہین کہ حسن خلق یہ ہے کہ آدمیون سے قریب رہ مگر ان مین مسافرانہ زندگی بسر کر +

(۳۲) **جود و سخا** ان کے معنی ترجمہ عوارف مین بذل (بخشش کرنا) بیان کئے ہین بذل خیر رسانی کو

Marfat.com

کہتے ہین اس کی کئی قسمین ہین ایک یہ کہ دوسرے کے بذل کے مقابلہ مین اس سے بذل دافع ہوا اسے بذل غیر کہتے ہین دوسرے یہ کہ اپنی طرف سے خیر رسانی کی ابتدا کرے اور عوض کی توقع رکھنا ہو اسے مکافرہ کہتے ہین یہ دونون مرتبے خواص کے ہین۔ تیسری قسم یہ ہے کہ ابتدا بذل کی اس کی طرف سے ہو اور بدلے کی توقع نہ رکھنا ہو اسکا نام ایثار ہے یہ مرتبہ خواص کا ہے اور ایثار کبھی مال کے ساتھ ہوتا ہے کبھی جان کے ساتھ اور کبھی جہات کے ساتھ کہ جان نثار کر دیتے ہین۔ چوتھے یہ کہ برائیون کے مقابلہ مین بھلائی اور نیکی کرے اسکا نام احسان ہے یہ مرتبہ اخص الخواص کا ہے طریق تصوف کا سلوک بغیر جود و سخا کے میسر آنا مشکل ہے +

(۳۳) **غیرت** اسے کہتے ہین کہ غیر کی شراکت کو مکروہ جانے شبلیؒ کہتے ہین کہ غیرت کی دو قسمین ہین ایک غیرت بشری اس کا اثر نفوس پر ہوتا ہے دوسری غیرت الٰہی اس کا اثر دلون پر ہے وہ محب نہین جو غیور نہین غیرت محب کے لوازمات مین سے ہے +

(۳۴) **دعا ہے** اور اس سے محروم ہونا بڑا قصور ہے کیونکہ اسکے کرنے کے لئے حکم ہے اور جلدی دعا اس شخص کی مقبول ہوتی ہے جو مضطرب الحال ہو ارباب سلوک نے اس باب مین اختلاف کیا ہے کہ دعا افضل ہے یا سکوت مگر بعض نے کہا ہے کہ ایک کو دوسرے پر ہر طرح تفضیل نہین بلکہ کوئی وقت ایسا ہوتا ہے کہ دعا کرنا عمدہ ہوتا ہے اور وہ وقت ہوتا ہے کہ بندہ کے دل مین سچی رغبت اور انشراح اور انفیاد اور دعا کرنے کی خواہش موجود ہو بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ اوسوقت خاموشی اولیٰ ہوتی ہے اور وہ وہ زمانہ ہے کہ بندہ کے دل مین ہیبت اور انقباض اور دعا کی طرف سے بے رغبتی اور وحشت موجود ہو مگر حق یہ ہے کہ دعا ہر طرح افضل ہے اس لئے کہ اوس کے واسطے حکم صادر ہے اور سکوت کے لئے کوئی حکم شارع موجود نہین ترمذیؒ نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا لا یرد القضا الا الدعاء قضاے الٰہی کو کوئی چیز دور نہین کرتی مگر دعا اور جامع ترمذی مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے یون فرمایا اُدعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ اللہ سے دعا کرو تم اوس حال مین کہ تمہین قبول ہو جانے کا یقین ہو اور ابوداؤد احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے نعمان بن بشیرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے الدعاء ھو العبادۃ یعنی دعا ہی عبادت ہے اور یہ آیت پڑھی اُدعونی اَستجب لکم یعنی دعا کرو مجھسے مین قبول کرون گا تیرے لئے اور ایک جگہ فرمایا ہے اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان مین دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہون جسوقت وہ دعا کرتا ہے اور ابن عمرؓ سے ترمذیؒ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے من فتح لکم منکم باب الدعاء ففتحت لہ ابواب الرحمۃ جس کسی کے لئے تم مین دعا کا دروازہ کھولا جائے تو کھولی جاتے ہین اوس کے لئے دروازے قبولیت کے کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو کہ قضا ضروری متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد کرنے مین اس طرح اور اس طرح

Marfat.com

اور اس مین تقدیر مبرم پھر وہ عارف دعا کرتا ہے کوشش ہمت سے اور دعا مین بہت الحاح کرتا ہے یہان تک
کہ وہ قضا ایجاد مین دوسری طرح پر بدل جاتی ہی اور اوسکو ہمت کے موافق پاتا ہے۔ شیخ حماد دباس کا ایک مرید
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت مین بہت عقیدت رکھتا تہا ایکبار سفر تجارت کے لئے شیخ حماد سے اجازت
چاہی اونہون نے ارشاد کیا کہ اس سال سفر مین تمہارے جان و مال ہلاک ہو جائینگے اس لئے کہین جانیکا
ارادہ مت کر وہ شخص حضرت غوث اعظم کی خدمت مین آیا اور اون سے اپنے پیر کی تمام تقریر عرض کی اونہون نے
فرمایا کہ تم بے کھٹکے سفر کرو تمہاری جان و مال دونون سلامت رہینگے وہ شخص آپ کے حکم کی موجب سے سفر کو
چلا گیا اور تمام مال و اسباب فروخت کرکے گہر کو واپس ہوا تو ایک مقام پر رفع حاجت کے لئے ایک جنگل مین
بیٹھا کہ سے ہمیانی کہول کر زمین پر رکھدی اور فارغ ہو کر ہمیانی کو بھولے ہوئے قافلہ مین چلا آیا شب کو خواب
مین دیکھا کہ قافلہ پر ڈاکوون نے حملہ کیا ہے ایک ڈاکو نے ایک اسکے ایک تلوار ماری سر تن سے جدا ہو گیا اس صدمہ سے
گھبرا کر آنکھ کہل گئی مگر اوسکی گردن مین کئی دن تھوڑا سا درد باقی رہا پھر اوسے ہمیانی یاد آئی اور اوسی مقام پر جا کر دیکھا
تو رکھا ہوا پایا جب یہ شخص بغداد مین پہونچا تو اول شیخ حماد اسکو مل گئے اونہون نے کہا کہ تقدیر مین تیری وہی لکھا
تہا جو مینے بیان کیا تہا مگر حضرت شاہ جیلانی نے تیرے حق مین خدا سے دعا کی اللہ نے اون کی دعا قبول کرکے تقدیر کو
بدل دیا اور اوس مصیبت کو خواب و نسیان پر ٹالدیا بعد اسکے وہ شخص حضرت غوث اعظم کی خدمت مین آیا اور سارا ماجرا
عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ مینے جناب باری مین ستر بار یہ دعا کی تہی کہ یارب اوسکی قتل و ناراجی کو خواب و نسیان سے
بدل دے اللہ تعالی نے میری دعا قبول کی۔ امام یافعی ابواب الجنان مین کہتے ہین کہ جب کوئی ابوالحسن شاذلی رح
سے کہتا کہ میرے حق مین دعا کرو تو کہتے کان اللہ لک یعنی اللہ تیرے لئے ہو یہ کلام اگرچہ مختصر ہے مگر جامع ہے
سارے مطالب کے لئے اس لئے کہ جب خدا کسی کے لئے ہو گا تو اوس کے مطالب حاصل ہو جائینگے معتزلہ کا مذہب ہے
کہ دعا لغو ہے اس لئے کہ قضا یعنی تقدیر نہین بدلتی پس دعا سے فائدہ نہین ہو سکتا کیونکہ جس بات کی دعا کی جاتی ہے
اگر وہ مقدر کے مطابق ہی تو اوسکی خواستگاری فعل عبث ہے اور اگر مخالف ہو گی تو اوسکا موجود ہونا ناممکن ہے مگر یہ
قول اون کا سراسر باطل ہے اس لئے کہ قضا کی دو قسمین ہین ایک بعضے سبب سے بدلتی ہی اور ایک نہین بدلتی جو قضا بدلتی ہے
اوسکو معلق کہتے ہین اور جو نہین بدلتی اوسکو مبرم کہتے ہین اور معتزلہ سے ہم یہ بھی کہتے ہین کہ قضا کا نہ بدل سکنا بہی
ہماری دعا کو بیفائدہ نہین اس لئے کہ دعا سے نفع پہونچنا بہی احکام قضا مین سے ہی +

(۳۵) **فقر** کی عبارت ہے اسباب و سامان پر ملکیت نہ رکھنے سے اور اسم فقیر ایسے شخص پر جو دنیا کی طرف رغبت
رکھتا ہو اور مالک کسی چیز کا نہو مجاز کے طور پر ہے حقیقی فقیر وہی ہے کہ خواہش بہی کسی چیز کی اوسکو نہو اور اس مین کلام
ہے کہ فقر افضل ہی یا غنا بعض کا قول ہی کہ مبتدیون اور متوسطون کے لئے فقر بہتر ہے اور منتہیون کے لئے دونون

برابر ہین مگر تحقیق یہ ہے کہ حدیث مین دونون کی فضیلت اور مذمت آئی ہے پس ان دونون مین اشخاص اور احوال اور زمانون کے اعتبار سے تفاوت ہے پس فقر ہو یا غنا وہی بہتر ہے جس مین بندہ اللہ کی مرضی کی اتباع رکھی بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ فقر مین شاہون کی سی ہمت رکھتے ہین اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ لباس شاہی مین فقیرون کے سے کام کرتے ہین پر بھی اسمین شک نہین کہ اوس فقر کو ترجیح ہے جو صبر اور رضا کے ساتھ ہو اور فقرائے محقق کی کئی قسمین ہین ایک وہ ہین جو سامان دنیا سے کسی کو بھی اپنی ملک نہ جانین اگرچہ بہت کچھ رکھتے ہون اور جو کچھ ان کے پاس آتا ہو اوسے راہ خدا مین خرچ کردین اور اوس کے بدلے کی توقع دنیا و آخرت مین نہ رکھین دوسرے وہ ہین جو اپنی طاعات و عبادات کو بھی جو اون سے صادر ہون اپنی ملکیت نہ سمجھین اور اوس کے عوض کے امیدوار نہون تیسرے وہ ہین جو کسی چیز کو اپنی ملک نہ سمجھین سبکو اللہ کی مہربانی اور لطف خیال کرین چوتھے وہ ہین جو اپنی ہستی و ہوہم کو بھی اپنی ملک نہ جانتے ہون نہ ان کی ذات ہو نہ کوئی صفت نہ حال نہ مقام نہ فعل نہ اثر دونون عالم مین کوئی چیز نہ رکھتے ہون اسی وصف کو محو فی محو اور محق فی محق کہا کرتے ہین ۔ ابن عباسؓ سے ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنہا ومعی فقراء المؤمنین یعنی سب سے اول مین بہشت کے دروازون کے حلقے ہلاؤن گا اللہ تعالی میرے لئے بہشت کے دروازے کھولدے گا اور مجھکو اوس مین داخل کرے گا میری ہمراہ فقراء مومن ہون گے اور ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت مین فقرا غنیون سے پانسو برس پہلے داخل ہون گے اور دلیل واضح ہے اسپر کہ فقیر صابر بہتر ہے غنی شاکر سے اور صوفیون کے نزدیک فقر فاقہ اور حاجت سے مراد نہین بلکہ فقرا اون کے نزدیک خدائے تعالی کی طرف محتاج ہونا ہے نہ اوسکے غیر کی طرف اور ثوری نے کہا ہے کہ فقر یہ ہے کہ تسگین ہو مال نہونے پر اور خرچ کرتا ہو ہونے پر اور آنحضرت نے فقر نفس سے پناہ مانگی ہے اور غنا نفس کی تعریف کی ہے اور جو فقر و غنا مولی اسی باز رکھین وہ بری ہین اور حالت فقر بہت گرفتاریون سے باز رکھتی ہے اسلئے حق تعالی نے یہ حالت انبیاء اولیا کیلئے مقرر کی ہے اور دلیل یہ ہے جب کہ فقیر کافر کو غنی کافر سے دوزخ مین ہلکا عذاب دیا جائیگا تو پھر فقیر مومن کو بہشت مین اس سے کیونکر فائدہ نہ پہونچیگا +

وصایای شیخ محی الدین عربی

شیخ محی الدین ابن عربی نے کتاب فتوحات مکیہ کے باب پانصد و ششم مین وصایای حکمیہ ذکر کئے ہین اور نو رسالون مین اون کی تفصیل کی ہے اور فتوحات کو اون پر ختم کیا ہے مین اون کو نہوڑے سے تصرف اور اختصار کے ساتھ یہان ذکر کرتا ہون تاکہ طالبین کو اون سے معرفت اور ہدایت کا راستہ حاصل ہو یہ وصایا ایسے کامل ہین کہ انپر عمل کرنا نہایت ضروری ہے اس لئے کہ خالق کون و مکان کا ایسا ہی حکم ہے بندون کا عمل کرنا سنت الہی اور شریعت رسالت دستگاہی کا بجالانا ہے اور مین نے اون وصایاے نبوی کو نہین ذکر کیا

Marfat.com

جو شیخ علیہ الرحمۃ نے حضرت علیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ذکر کئے ہین اور ہر وصیت کے اول مین لفظ یا علی اور یا ابا ہریرہ ہے اس لیے کہ اگرچہ وہ وصایا خوب ہین کیونکہ اون مین اخلاق حمیدہ پر ترغیب مذکور ہے اور عادات بد کی ممانعت ہے لیکن اہل حدیث کے طور پر وہ روایات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہین ہوسکتین پس اون کو احادیث نبوی اعتقاد نہ کرنا چاہیئے کیونکہ حدیث مین آیا ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ البخاری عن عبد اللہ بن عمر جو شخص عمداً مجھپر کوئی جھوٹی بات جوڑے اوسکو اپنا ٹھکانا دوزخ مین ڈھونڈھنا چاہیئے پس مناسب یہ ہے کہ اون وصایا کو بھی علما اور عارفون کی وصایا تصور کرنا چاہیئے۔

وصیت بندہ جب کوئی گناہ کسی مقام پر کرے تو وہان سے اوسوقت تک نہ ٹلے جب تک کوئی طاعت وہان نہ کرے کیونکہ وہ جگہ جسطرح اوسکے گناہ کی گواہی دے گی اسی طرح اوسکی عبادت کی بھی گواہی دیگی۔

وصیت اللہ کی طرف سے کبھی بدگمان نہونا چاہیئے محسن ذوالجلال کی جناب مین ہمیشہ نیک گمان رکھنا چاہیے مبادا کہ جسوقت بندہ ویسا گمان کرے اور اوسی وقت دم نکلجائے اور دنیا سے بدگمان کوچ کرے۔

وصیت اللہ کا ذکر خلوت اور جلوت مین دل سے اور زبان سے ہر وقت کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ بندہ کا اوسکو یاد کرنا سبب ہے اس بات کا کہ اللہ اوس بندے کو یاد کرتا ہے۔

وصیت ہر وقت اور حالت مین قرب الہی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش رکھنا چاہیئے کیونکہ جتنا قرب الہی حاصل کرنے کی بندہ کوشش کرتا ہے اللہ اوس سے اضعاف بندہ سے قرب چاہتا ہے۔

وصیت اگر کوئی کار خیر ہاتھ سے نہوسکے تو دل مین کار خیر کے نکرنے پر راضی نہونا چاہیئے اور نیت مین ہمیشہ کار خیر کی طرف بندہ کی رغبت رکھنا چاہیئے اور اگر کسی برائی کی طرف دل مین رغبت پیدا ہو تو اوسکے ترک کرنے کا عزم بالجزم کرنا چاہیئے حدیث مین آیا ہے کہ گناہ کو اوسوقت تک بندے کے نامۂ اعمال مین نہین لکھا جاتا جب تک اوس سے وقوع مین نہ آئے اور نیکی کو اوسی وقت لکھ لیتے ہین جس وقت کہ اوس کے کرنے کی نیت پیدا ہوتی ہے گو ابھی کیا نہو خیال کرنا چاہیے کہ یہ کتنی بڑی اللہ کی مہربانی ہے کہ اپنے غضب پر رحمت کو اور قہر پر عفو کو ترجیح اور تفوق دیا ہے۔

وصیت کلمۂ اسلام یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ افضل اذکار ہے اسکے ذکر کرنے کی ہیئت کو کوشش کرنا چاہیئے یہ نفی و اثبات کے درمیان مین جامع ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ کلمۂ توحید ہے اور توحید کی مانند کوئی چیز نہین میزان اعمال مین تمام چیزون سے یہی بوجھل ہوگا۔

وصیت جو لوگ کلمۂ اسلام کے مذاکر ہین اون کے دشمن سے پرہیز رکھنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالی اون لوگون سے

Marfat.com

دشمنی رکھتا ہے جو اوس کے دوستون سے دشمنی کرتے ہین ولی اگرچہ کرۂ زمین کی برابر گناہ جمع کرے مگر اسوجہ سے کہ شرک نہین کرتا خدا سے جب ملتا ہے مغفور ہو کر ملتا ہے۔

وصیت فرایض الہی کو ہمیشہ پورے طور پر بجا لاتے رہنا چاہیئے اور یہ نوافل ادا کرنے سے کامل ہوتے ہین جو خدا سے تعالیٰ سے قرب حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ ہین نقصان ارکان نماز مین جسقدر ترک کرنے یا خطا کرنے سے پیدا ہوتا ہے اون سب کو یہی نوافل حشر کے دن پورا کرینگے شیخ نے کہا ہے لیست النوافل الا کما تکون فی الفرایض وما لا اصل لہ فی الفرایض فذالک انشاء عبادۃ مستقلۃ تسمیہا علماء الرسوم بدعۃ نوافل کی اصل فرایض مین موجود ہوتی ہے کیونکہ جسطرح رکعتون کی تعداد اور سجدہ اور قیام اور قعود فرایض مین ہین ویسے ہی نوافل بھی ہین فقط لفظ نفل و فرض کا فرق ہے اور جس چیز کی اصل فرایض مین نہین ہے تو وہ ایک نئی عبادت کا ایجاد کرنا ہے جیسے صلوٰۃ مکروس ایسی عبادت کو علماے ظاہر بدعت کہتے ہین +

وصیت جس طرح اعمال کی مراعات کرتے ہین اسی طرح اقوال کی مراعات بھی چاہیئے بلکہ خود قول عمل مین سے ہے خدا کو ہر بولنے والے کی زبان کے پاس سمجھنا چاہیئے اور کوئی بات ایسی کہ کہنے اور سننے کی قابلیت نہ رکھتی ہو منہ سے نہ نکالنا چاہیئے گو متقدمہ ایسی باتون کا نہ ہو مگر بچنا چاہیئے اور ایسی بات کو سننا بھی نہ چاہیئے ایک حکیم کا قول ہے کہ کوئی چیز بات کرنے کے لئے زبان سے زیادہ مناسب نہین اسلیئے کہ دو دروازون مین محفوظ ہے ایک دروازہ ہونٹون کا ہے اور دوسرا دانتون کا مگر پھر بھی بہت فضول ہے اور یہ خرابیون کے دروازے کھولدیتی ہے کم بولنا اور بہت سننا فطرت مین داخل ہے دیکھو زبان ایک دی گئی اور کان دو یہ کیا اچانکتہ ہے +

وصیت کسی جاندار کی تصویر نہ کھینچنا چاہیے مصور کو حشر کے دن یہ تکلیف دی جاے گی کہ اوسمین جان ڈالے اور اوس سے یہ کام ہرگز نہ ہو سکے گا اس لئے بڑے سخت عذاب مین مبتلا ہوگا +

وصیت بیمار کی عیادت کرنا چاہیے کہ اسمین عبرت پیدا ہوتی ہے بیمار کے دیکھنے سے اس بات پر تنبیہ ہوتی ہے کہ مین بڑا محتاج اور عاجز ہون میری بہت ادنی حقیقت ہے عیادت سے بہتر کوئی وقت نہین اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اوس کے پاس موجود ہوتا ہے۔

وصیت کسی پر ظلم نہ کرنا چاہیے کہ قیامت کے دن اس سے بڑی تیرگی حاصل ہوگی بندون کو اون کے حقوق واجبی سے روکنا اور اون کی مدد اچھی اور عمدہ کامون مین نہ کرنے سے ظلم پیدا ہوتا ہے ظلم سے زیادہ کوئی بڑا گناہ نہین مظلوم سب سے زیادہ مستجاب الدعوات ہے ؎ بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید۔

وصیت عالم بے عمل کو برا جاننا چاہیئے دوسرون کے اوپر اوس کا یہی حق ہے کہ علم کی توقیر کرتے رہین

Marfat.com

اوسکا علم اللہ کے نزدیک بڑا درجہ رکہتا ہے پس اگر کوئی اوس کے حال بد پر نکتہ چینی کرے گا تو حجاب مین پڑجائیگا اور اگر عالم اپنے علم کی موافق عمل کرتا تو اور زیادہ مرتبہ پاتا اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیت خیر تمام کامون کی جایز ہے اور ہر ایک آدمی کو اوسکے ارادہ کا ثمرہ ملتا ہے اس مقام پر شیخ موصوف نے جورو بچہ مال وجاہ چارونکے فتنے قرار دیکر ہر ایک کی پوری تفصیل کی ہے۔

وصیت جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کیا یا تجھسے لیلیا تو اوسی پر نگاہ رکھے اور اوسی کی طرف سے سمجھے جو کچھ اوسنے تجھے دیا ہے وہ اسی لئے دیا ہے کہ اوس کا شکر بجالاے شکر ہی سے نعمت اور زیادہ ہوتی ہے اور کفران نعمت شیطان کا شیوہ ہے اور جو کچھ اوسنے تجھسے لیلیا ہے وہ اسوجہ سے لیلیا ہے کہ تو صبر کا پہل حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور معیت سے سرفراز ہووے اور جبکہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہوگا اور تجھے اپنا دوست بنالیگا تو تیرے ساتھ وہی معاملہ کرے گا جو ایک محب اپنے محبوب کے ساتھ کیا کرتا ہے اور پھر آخرت کی تمام بلاؤن سے محجوب کردے گا۔

وصیت اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق کو بجالاتا رہے اور اوسکے خلاف سے بچے بڑا حق اوس کا یہ ہے کہ شرک سے احتراز کرے اور شرک دو طرح کا ہوتا ہے جلی وخفی شرک جلی ظاہر ہے اور شرک خفی اسے کہتے ہین کہ جو اسباب عادی دنیا کے معاملات کے لئے اللہ نے بنا دئے ہین اونپر بہروسا نکرلے اور دل کو انہین اسباب کا مقید نکرلے یہہ شرک خفی بہی دین کے لئے ایک بڑی بلا ہے اگرچہ ہمکو یہہ حکم ہے کہ اپنی عیال کے لئے کوشش کرکے اونہین نفقہ پہونچائین مگر یہہ حکم کب ہے کہ ان اسباب پر بہروسا کرلین بہروسا اللہ پر چاہیئے کلام تو اس مین ہے کہ ان پر اعتماد نکرلے اور یہہ غرض نہین ہے کہ ان پر عمل بہی نکرے اعتماد کرنا اور ہے اور عمل کرنا اور۔

وصیت دنیا مین اپنی تعلی کا خیال نکرنا چاہیئے کیونکہ اسکا انجام برا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی درگاہ سے روکر دیتا ہے آدمی کے لئے یہی بہتر ہے کہ کوئی اوسے نہ جانے نہ وہ کسی کو پہچانے یہہ بات جدا ہے کہ ارادۂ الٰہی کسی کو اپنی مہر سے بڑہا دے اور مقبول خلائق کردے کیونکہ یہہ اوسکی خواہش سے نہین مگر خود تعلی کا خواہان نہو اپنے آپ تو ہمیشہ ذلت ومسکنت اور خضوع وخشوع کی خواہش رکھے اور اللہ اپنی طرف سے عطا کرے تو یہہ اوسکا عطیہ ہے اور یہہ مرتبہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مشہود ہوجائے اور خلق وعالم نظر اعتبار سے مفقود ہوجاے +

وصیت دین مین جدل سے بچے خواہ حق پر ہو یا باطل پر دونون حالتون مین مباحثہ اور مناظرہ نکرے اگر یہہ ناحق پر ہے تو اسکے لئے جدل سے بچنا بہت ہی بہتر ہے اور اگر حق پر ہے تو اسکے لئے جنت مین ایک مکان تیار ہوگا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ مناظرہ مین مکابرہ سے بہت کم بچا جاتا ہے تو نقصان کی امید زیادہ اور

مطلع کی کم ہو۔ احیاء العلوم مین امام غزالی نے کہا ہے کہ رجوع جدلی کا دلیل مشکوک فیہ کی طرف ہے اور یہ ضرر تعصب کی وجہ سے ہے جو جدل سے پیدا ہوتا ہے امام زاہدی رح نے تلخیص مین کہا ہے کان ابوحنیفۃ یکرہ الجدل علی سبیل الحق وقال المنازعۃ فی الدین بدعۃ۔

وصیت حُسن خلق اپنا شیوہ رکھے اور بُری باتون اور بد مزاجی سے بچے مگر اخلاق کے برتاؤ کے موقع ہین چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک علیحدہ رسالہ مین ذکر کیا ہے جبتک اون موقعون کی شناخت نہو حسن خلق اور بد خلقی کا تمیز مشکل ہے کیونکہ خلق کے اغراض مختلف ہین اگر ایک بات سے زید کو راضی کر لیا تو عمرو جو زید سے دشمنی رکھتا ہے ضرور ناخوش ہو جائیگا اور جب اوسکے موقع معلوم ہو جائین گے تو ہر ایک کے ساتھ کام اوسکی خواہش کے موجب چلا سکیگا۔

وصیت علم کو ہر وقت استعمال کرتا رہے کیونکہ علم کے قابل و عامل کی ثنا آئی ہے عالم کو کوشش کرنا چاہیے کہ عمل درست کرلے تاکہ ایسا نہو کہ شمع کی طرح دوسرون کو تو منور کرے اور اپنی جان کو جلاتا رہے کمثل الحمار یحمل اسفارا یعنی مانند گدہے کی ہے کہ اوٹھاتا ہے کتابون کو ایسے ہی علما کی شان مین ہے اسی لئے شعراے صوفیہ نے اپنے کلام مین علماے بے عمل دریا کار اور فقہاے دنیا کی بہت کچھ ہجو کی ہے جامی علیہ الرحمۃ نے اس باب مین ایک دلاویز حکایت لکھی ہے جو یہان لاتا ہون۔

عارفے از کوہ بصحرا گذشت	دید عزازیل بدامان دشت	دل ز غم وسوسہ پرداختہ
دیدہ ز نیرنگ تہی ساختہ	گفت باو عارف صحرا نورد	کز چہ درین بادیۂ ہرزہ گرد
طبع تو آسودہ ز وسواس چیست	این قدرت کندی الماس چیست	کار تو در صومعۂ و در خانقاہ
باز چرا ماندۂ از کارگاہ	تفرقہ بخش صف طاعت نۂ	رخنہ گر سلک جماعت نۂ
در صف اصحاب نہیب تو کو	جادوئے جبریل فریب تو کو	شعبدہ انگیزئ خوبت کجاست
خوے بد عربدہ جویت کجاست	رہزن دوران بدل بدسگال	طنز کنان داد جواب سوال
کز برکات علماے زمان	فارغم از کشمکش این و آن	داشت مرا باز ازین جد و جہد
حیلہ گریہاے فقیہان عہد	یک تن ازین طائفہ بوالہوس	از پئے گمراہی کونین بس

وصیت بندگان خدا کی خبرگیری رکھنا چاہیے اور اون کو دوست بنانا چاہیے اور دوست بنانے کی یہ صورت ہے کہ سلام علیک کرتا رہے کہانا کہلاتا رہے اون کے کامون کے پورا کرنے کی کوشش کرتا رہے نامرادونکی مراد بر لانے مین جان و دل سے دریغ نہ کرے +

وصیت مصیبتین جب مال مین اور عزیزون مین پیدا ہون تو بیقراری نہ کرنا چاہیے بلکہ انا للہ وانا الیہ

داجبون کہنا چاہیے +

وصیت قرآن کو پڑہے اور صفات الہی مین جو اوسمین مذکور ہین فکر و غور کرنا چاہئے اہل القرآن اللہ کے مخصوصون مین داخل ہین +

وصیت اوس آدمی کی صحبت اختیار کرنا چاہیے جس سے علم و عمل کا فائدہ حاصل ہو سکے اور اوس شخص کی صحبت سے بچنا چاہیئے جس سے دین و دنیا مین ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہو +

وصیت حدود اپنے بدن پر اور اپنے متعلقین کے بدن پر جاری کرے اگر سلطان ہے تو ابسپر حدون کا جاری کرنا متعین ہے ورنہ اتنا تو ضرور ہے کہ وہ اپنی جان کا مالک ہے اپنی جان پر حد جاری کرنے سے دریغ نہ کرے اعضاے کار خبر لے تاکہ مرے تو اس مواخذہ سے بری مرے +

وصیت راہ خدا مین صدقہ دینا چاہیئے اللہ نے قرآن مین صدقہ دینے والون کا ذکر کیا ہے۔ صدقہ فرض کا نام زکوٰۃ ہے اور صدقہ نفل کا نام تطوع ہے فرض کے ادا کرنے سے بخل کا اطلاق اس سے اوٹھہ جاتا ہے اور تطوع کے درجات مین ترقی ہوتی ہے صفت کرم اور جود و سخا اور ایثار کے ساتھ موصوف ہوتا ہے اور جو کوئی ان دونون مقامون کے سوا مال خرچ کرے تو وہ مسرف کہلاتا ہے اور اسراف بُرا ہے اسمین منعم حقیقی کی نعمت کا کفران ہے

وصیت نفس پر جہاد کرنا چاہیے جہاد اکبر یہی ہے اور اس آیت مین یہی مراد ہے یا ایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار اے ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافرون سے۔ جب اس جہاد پر کامیاب ہو جاے تو اعداے ظاہر سے جہاد کرنا آسان ہو جاے گا اور مراتب شہادت باطن و ظاہر دونون حاصل ہون گے +

وصیت ہر مسلمان کے ساتھ بحیثیت مسلمان ہونے کے رعایت کرنا چاہیے اور سب مسلمانون کا درجہ مساوی رکھنا چاہیے جس طرح اسلام نے ان مین مساوات قائم کی ہے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ یہ صاحب دولت و مالدار ہی حاکم وقت ہے بڑا آدمی ہے اور یہ مفلس ہے محتاج ہے محکوم ہے حقیر ہے ذلیل ہے بلکہ اسلام کو ایک شخص واحد کی طرح جاننا چاہیے اور مسلمانون کو اس شخص کے اعضا سمجھنا چاہیے اسلام کا وجود مسلمانون پر منحصر ہے جس طرح ایک شخص کا وجود اعضا اور تمام قواے ظاہر و باطن پر موقوف ہے ؎ بنی آدم اعضاے یک دیگراند
کہ در آفرینش ز یک جوہراند ؎ چو عضوے بدرد آورد روزگار ؎ دگر عضوہا را نماند قرار۔

وصیت پڑوسیون کے حقوق پر خیال کرے اور جسکا دروازہ زیادہ قریب ہو اوس کا حق مقدم سمجھے اگرچہ ہمسایہ کافر ہو مگر ہمسائگی کا حق ادا کرے اور مہربانی و عنایت سے پیش آتا رہے +

وصیت اگر قدرت رکھتا ہو تو مسلمان ہی کی مدد کرنا چاہیے ظالم ہو یا مظلوم ظالم کی مدد کرنا تو یہ ہے کہ اوسکو ظلم کرنے سے منع کرے اور مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اوسپر سے ظلم دفع کرے +

وصیت اگر ضرورت نہو تو کبھی سوال نہ کرے سوال سے آبرو جاتی ہے اور سائل ذلیل ہوتا ہے +

وصیت مددگارون کے ساتھ دوستی رکھنا چاہیئے خاصکر جو دین الہی کی مدد کرتا ہو تو اوس سے دوستی ضرور چاہیئے اور دین الہی کے مددگارون کی دو قسمین ہین (۱) جس نے ابتدا مدد کی اور ابھی تک یہ نہین سمجھتا کہ مجھپر مدد کرنا واجب ہے (۲) جس نے اپنی جان پر واجب جان کر مدد کی جیسا کہ اللہ تعالی نے حکم دیا ہے یا ایھا الذین امنوا کونوا انصار اللہ - اے ایمان والو تم مددگار ہو اللہ کے - دوسری قسم والیکو مددگار کا اجر بھی ملتا ہے اور واجب بھی ادا ہوتا ہے +

وصیت سچی بات کہنا امانت داری کرنا وعدہ وفا کرنا دروغ بیانی اور وعدہ خلافی سے بچنا چاہیے اور جب کسی سے مخاصمت واقع ہو تو فجور سے بچے کہ یہہ منافق کی علامات مین سے ہے +

وصیت حیا کرنا چاہیے کیونکہ یہہ ایمان کا شعبہ ہے اللہ تعالی بھی حیادار ہے قیامت کے دن مسلمان بڈھون سے شرمائیگا - حیا سے ایک بڑا کام چھوٹ جاتا ہے اور شیخ علیہ الرحمۃ نے اس آیت کے معنی ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ یعنی تحقیق اللہ نہین شرماتا یہ کہ بیان کرے مثال ایک مچھر کی یا بون لکھے ہین انہ لا یترک ان یضرب مثلا ما بعوضۃ یعنی اللہ نہین ترک کرتا ایک مچھر کی مثال بیان کرنے کو خلاصہ یہ ہے کہ شیخ کے نزدیک لا یستحیی لا یترک کی جگہ آیا ہے +

وصیت مسلمانون کو ہمیشہ اپنی نصیحت سے بہرہ مند رکھے اس کار خیر سے کبھی اونکے ساتھ دریغ نہ کرے مگر ناصح کے لئے بہت سے علوم کی ضرورت ہے ایک شریعت کی ضرورت ہے کہ وہ علم زمان و مکان و احوال مردم کو شامل ہے دوسرے علم ترجیح سے واقف ہو تا کہ جب باہم کسی معاملہ مین اختلاف واقع ہو تو اوسے صاف کردے بساست و عدالت اس نصیحت مین داخل ہے +

وصیت اپنے دو وقت کی نمازون کے دربان اپنے اوقات کو منضبط رکھے ایک نماز کو ادا کرچکے تو دوسری نماز کے وقت تک کہیل کود مین اپنے نفس کو مقید نہ رکھے اور یہہ حکم نماز فرض و نافلہ دونون کے لئے ہے مثلاً فجر کے فرض پڑھ لینے کے بعد اشراق نماز نافلہ ہے اور اشراق کے بعد چاشت نماز نافلہ ہے سو ان نمازہاے نافلہ مین بھی اپنے اوقات کی نگہداشت کرے یا فرض عشا کے بعد تہجد ہے حدیث مین آیا ہے صلوۃ علی اثر صلوۃ لا لغو بینہما کتاب فی علیین - نماز کے پیچھے نماز ہے اور ان کے درمیان مین لغو کام نہو لکھی جاتی ہے علیین مین - اور کلام لغو اس سے مراد ہے کہ نماز سے اعمال مین آنے کے لایق نہو +

وصیت فرض نمازون کی پابندی چاہیئے جب اذان ہو تو فورًا جماعت کے ساتھ مسجد مین جاکر ادا کرے کیونکہ مساجد اسی لئے بنائی جاتی ہین اور اذان بھی نماز کے بلانیکو پکاری جاتی ہے حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح اسی مطلب کیلئے

Marfat.com

اذان مین مقرر ہوئے ہین جماعت سنت موکدہ ہے اور یہ اس لئے رکھی گئی ہے کہ یہ جمع ہوکر نماز پڑہین تو دین کے کامون
مین بھی ان کا اجتماع رہے اور متفرق نہون +

وصیت نماز اوّابین کو ہمیشہ ادا کرتا رہے اور نماز اوّابین سے عام لوگ غافل ہین اوس کے وقتون کی عوام کو خبر نہین
اوس کا وقت چاشت سے دوپہر تک اور عصر و ظہر اور وقت مغرب و عشا کے درمیان مین ہے اور یہ نماز نافلہ ہے اور کبھی
نماز تہجد کو بھی نماز اوّابین کہتے ہین اور نماز تہجد کی گیارہ رکعتین ہین اسی کو نماز شب و صلوٰۃ اللیل بھی کہتے ہین - نماز اوّابین کے
نفلی معنی یہ ہین اون لوگون کی نماز جو اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع رکھتے ہین +

وصیت بات چیت مین بھی ورع ہے جس طرح کہ کھانے پینے مین ورع ہے - اور ورع اسے کہتے ہین کہ حرام اور شبہات سے
بچنا اور نیک رویہ اور نیک وضع ہر بات مین اختیار کرنا اور انبیا اور صلحا کی پیروی کرنا اور جلدی کسی کام مین بے ضرورت نہ کرنا
مگر توبہ کرنے مین جلدی کرنا اور نیک کام اور مہمان کی خاطرداری اور تجہیز میت اور لڑکی جب بالغ ہو جائے تو اوسکے
عقد کا بندوبست اور تمام آخرت کے کامون مین سبقت کرنا اور دنیا کے کامون مین آہستگی کرنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ذکر کے وقت درود شریف پڑہنا یہ سب ورع مین داخل ہین +

وصیت جب کسی بُرے کام سے نکل گیا ہو تو پہر اوسمین نہ پھنسے اور اللہ کے ساتھ کوئی عہد لیسا نہ باندہے جو اوسکو
پہر توڑنے کی ضرورت پڑے اور وفاے عہد نہ کرسکے سب سے اول جو عہد اللہ سے بنی آدم نے باندہا ہے وہ قالوا بلیٰ ہے
یہ عہد اللہ کی ربوبیت اور اپنی عبودیت کا ہے اسکی پابندی مین تمام مراتب اسلام و ایمان و احسان موجود ہین - افسوس ہے
اون پر جو بلیٰ کہکر پہر شرک و بدعت و گمراہی مین پڑ گئے چونکہ اول کو آخر کے ساتھ نسبت ہے اس لئے آخر کو اول کے ساتھ
موافق کرلے تاکہ ابتدا و انتہا ایک سی ہو جائے اور جو وعدہ ازل مین کیا ہے وہ پورا ہو جائے +

وصیت جو کوئی حاکم ہو تو اوسکو چاہیئے کہ حکومت انصاف سے کرے اور اپنی خواہش نفس کو انصاف خلق مین
دخل نہ دے کیونکہ یہ شیوہ گمراہون کا ہے +

وصیت دعا کرنے کے لئے جو اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کئے ہین اون کے موافق دعا کرے جیسے
اذان کے وقت اور جہاد کے مقام پر اور بارش کے وقت اور نماز شروع کرنے وقت اور جمعہ کی ساعت وغیرہ مین
اور اسباب قبول بہت سے ہین مگر ان چار کے اندر وہ منحصر ہین ایک زمانہ دوسری جگہ تیسری حالت چوتھی کلمہ
وقت سے مراد یہ ہے ساعت جمعہ یا اذان وغیرہ کے وقت دعا کرے اور جگہ سے یہ مطلب ہے مکہ مین یا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت کے پاس یا اور ایسی ہی جگہ دعا کرے اور حالت سے یہ مراد ہے کہ دعا کرنے والا حالت سجدہ مین
دعا کرتا ہے تو جلد قبول ہوتی ہے ایسے ہی اور حالات پر قیاس کرلو اور کلمہ سے یہ مراد ہے کہ جن الفاظ کی فضیلتین بیان
کی گئی ہین مثلاً اس کلمہ سے اتنا فائدہ ہوتا ہے اور فلان کلمہ اتنی بار پڑہا جاے تو یہ نفع ہوتا ہے اون الفاظ کو دعا مین استعمال

Marfat.com

کرے جب یہ چارون باتین جمع ہو کر دعا کی جاتی ہے تو بلد مقبول ہوتی ہے +

وصیت اپنی شان مین ربوبیت کو دخل نہ دے بندگی سے کام رکھے جس طرح اللہ تعالیٰ مین بندگی کی کوئی چیز نہین اسی طرح بندہ مین ربوبیت کی کوئی بات نہین پس جسطرح اللہ تعالیٰ محض رب ہے اسی طرح بندہ محض بندہ ہی +

وصیت اپنی نفس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت مین مصروف رکھے کوئی حد طاعت کی ایسی مقرر نکرلے جہان پر جاکر ٹھہر جائے اپنے دل مین ہمیشہ مصروفیت طاعت کی فکر رکھے کیونکہ یہ حالت مومن کے لئے نہایت فضیلت کی ہے جو مسلمان مرتا ہے اوسکا عمل ختم ہوجاتا ہے مگر ایسے شخص کا عمل قیامت تک ترقی کرتا رہتا ہے اور قبر کے فتنون سے بچتا ہے +

وصیت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناجات کرے اور مراد اس سے یہ ہے کہ جو احادیث اون سے روایات کی گئی ہین اونہین پڑھے تو چاہیے کہ شروع کرنے سے پہلے اپنے مقدور کی موافق کچھ صدقہ دیدیا کرے +

وصیت کسی مسلمان کو گناہ یا تاویل کرنے سے کافر نہ کہنا چاہیے کیونکہ ابن عمرؓ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے من قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے تو اون دونون مین سے ایک کافر قرار پاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کہنے والے نے سچ کہا تو وہ شخص کافر ہے جسکی اس نے تکفیر کی ہے اور اگر کہنے والے نے جھوٹ کہا اور حقیقت مین وہ کافر نہ تھا تو یہ کہنے والا خود کافر ہوجاتا ہے اور جسکو کافر کہا وہ بدستور مسلمان رہتا ہے +

وصیت اگر کوئی شخص شریعت اور دین اسلام پر برائی لگائے تو اوسے دور کر دینا چاہیئے لوگون کے وہمون اور رایون کو شرع مین کوئی دخل نہین جو کچھ برخلاف شرع دیکھے اوس بات کو رد کرے شریعت کے معاملہ مین کسی کی طرفداری نہ کرے یہان سے ثابت ہوا کہ علما نے جو بعض صوفیون یا فقیہون کی تکفیر کی ہے تو یہ اون کے افوال و افعال کی تکفیر ہے نہ اون کی ذاتون کی یعنی وہ یہ کہتے ہین کہ یہ بات اور یہ کام کفر کا ہے مقصود اس سے یہ نہین ہوتا کہ اوس کام کا کرنے والا یا بات کا کہنے والا کافر ہے پس یہ تکفیر کرنے والے معذور ہین اسی طرح وہ لوگ بھی معذور ہین جن سے اپنے حال یا قال مین بے اختیار ہوکر کوئی ایسی بات صادر پائے کہ اوسکی تکفیر کی وجہ سے تکفیر کی گئی عوام الناس جو اس نکتہ کو نہین جانتے وہ دونون حالتون کو ایک سا سمجھتے ہین اور یہ نہین خیال کرتے کہ ہر ایک اپنی رائے اور حال مین معذور ہے

وصیت اپنی جان کو شریر لوگون مین سے نہ بنائے تاکہ لوگ اوس سے گھبرائین اور ہر ایک جان سکتا ہے کہ مجھ مین اتنی برائی موجود ہے +

وصیت حاکمان ظالم کی حکومت سے مخالفت نہ کرے کہ اس مین اللہ تعالیٰ کا بھید ہے جسے وہی خوب جانتا ہے پس اپنے خیال کو علم الٰہی پر دنیا مین ترجیح نہ دینا چاہیے اگرچہ یہ ظالم ہین مگر ان سے دنیا مین مصلحتون کے کام صادر

Marfat.com

انتظام بھی بہت سے بنے ہوئے ہین اس لئے محکومون کو چاہیے کہ ان کی اطاعت سے اوس کام مین جسمین گناہ الٰہی پیدا نہو سرکشی کرین اگر ظالم ہین تو ان کے ظلم و جور کا بوجھ ان کی گردن پر رہے گا اور اگر نیک ہین تو ہمکو بھی کچھ نہ کچھ ان سے نفع پہونچ جاے گا +

وصیت جو کسی کو نیک کام کی نصیحت کرے تو پہلے اپنے آپ بھی اوس نصیحت کے موافق عمل کرے اس لئے کہ لوگون کی نظر شخص کے فعل پر اوسکے قول کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے اور فعل کسیکا دیکھکر جتنی ہدایت حاصل ہوتی ہے اوتنی اوسکے قول سے نہین ہوسکتی ؎ علم چو داری ز عمل سر مپیچ ؛ دانش بیکار نیرزد بہیچ ؛ چون بیباط عمل سود پاے ؛ بے عملان را بعمل رہنماے ؛ بایدت اول عمل اندوختن ؛ پس دگران را ادب آموختن -

وصیت اللہ سے اگر تو اپنی بخشش چاہتا ہے تو اوس سے یہ سوال کر کہ مجھ گناہ سے بچائے رکھ اور اگر تو گناہگار ہی تو یہ دعا کر کہ اللہ مجھے اس گناہ کے عذاب سے بچا اور اس بات کا بڑا خیال رکھ کہ لوگ تجھے یہ جانین کہ یہ شخص کام کیا کرتا ہے اور اللہ یہ جانے کہ یہ شخص اسکے خلاف کرتا ہے جس حالت پر آدمی مرتا ہے اوسی پر اوسکا حشر ہوتا ہے ایسی کوشش کر کہ مسلمان دنیا سے سفر کرے اور ایسا کام ساتھ لیجا جو قبر مین مونس ہو ؎ خوش باش کہ عالم گذران خواہد بود ؛ روح از پے تن نعرہ زنان خواہد بود ؛ این کاسۂ سرہا کہ تو بینی امروز ؛ زیر قدم کوزہ گران خواہد بود +

وصیت دنیا مین چند روزہ قیام ہے کبھی نہ کبھی یہان سے جانا ضرور ہے پس ایسی بے ثبات چیز پر دل کو نہ لگاے ہر وقت مرنے والون کے حالات سے عبرت حاصل کرتا رہے ؎ جامی آن بہ کہ درین مرحلہ آن پیشہ کنی ؛ کہ ز مرگ دگران مرگ خود اندیشہ کنی - جو یہان سے گئے پھر اون کی خبر ملک عدم سے نہ آئی اور جو عدم سے وجود مین آیا اوسنے اوس شخص کی جگہ کو آباد کیا جسنے یہان سے کوچ کیا اور پھر یہ بھی چلا گیا اور دوسرے دن کے لئے اپنی سب چیزین چھوڑ گیا ؎ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ؛ رفت منزل بدیگرے پرداخت -

وصیت یہ خیال نہ کرے کہ دنیا کی آبادی ہمارے دم سے ہے ہم نہین تو دنیا بھی نہین یہ پرانی بستی ہے اس مین ہم جیسے ہزارون آتے ہین اور چلے جاتے ہین یہ مسافر خانہ ہے لاکھون آدمی اس مین آے محافل عیش و عشرت آراستہ کین مزے اوڑھاے جب آنکھ بند کی تو تمام محفل درہم برہم ہوگئی پھر دوسرے آئے اور اونہون نے کم و بیش اپنے حصہ کی موافق دنیا مین لطف و راحت یا تکلیف و محنت اوٹھائی اور پھر ان کا بھی وہی حال ہوا جو اگلون کا ہوا تھا غرضکہ مکان کو قیام ہے اور مکین کو قیام نہین ؎ گمان مبر کہ توچون بگذری جہان بگذشت ؛ ہزار شمع بکشتند و انجمن باقیست - ؎ دنیا کے جو مزے ہین ہرگز یہ کم نہ ہون گے + چرچے یہی رہین گے افسوس ہم نہ ہون گے + دانا وہی ہے کہ دنیا مین رہکر غافل نہو جاے اور اپنے چند روزہ زندگی مین جو کچھ بن پڑے

Marfat.com

عاقبت کے واسطے توشہ جمع کرلے ؎ دو بیتم جگر کرد روزے کباب ؛ کہ می گفت گوینده باریاب ؛ دریغا کہ بے ما بسے روزگار ؛ بروید گل و بشگفد لالہ زار ؛ بسے تیر و دے ماہ و اردی بہشت ؛ بیاید کہ ما خاک باشیم و خشت ؛

وصیت اللہ سے دعا کرنا چاہیئے کہ خاتمہ بخیر کرے اور صلحاے مومنین مین سے بناے تاکہ اوسکے اولیا مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار مین شمار پائے کیونکہ اللہ تعالی نے رسول کا مددگار جبریل اور ملائکہ اور اپنی ذات مقدس کو اور صلحاے مومنین کو بیان کیا ہے اور فرمایا ہے فان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین والملائکۃ بعد ذلک ظھیرا - اللہ اوس کا رفیق ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اوس کے بعد مددگار ہین - اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا و دین کے کامون مین شر و فساد پیدا کرے وہ کسی طرح رسول خدا کا دوست نہین +

وصیت خدا کے لئے غیرت کرنا چاہیے اور اپنی طبیعت حیوانی کے لئے غیرت نہ کرے اور پہچان اس غیرت کی جو اللہ کے لئے ہے یہ ہے کہ ایسا غیور غیرت اوس وقت کرتا ہے جبکہ اون چیزون کی بے ادبی کیجاے جنکی اللہ نے حرمت رکھی ہے خواہ وہ اپنے لئے ہو یا غیر کے لئے مثلاً آدمی کو اس بات سے غیرت آتی ہے کہ اوسکی زوجہ کے ساتھ کوئی زنا کرے اسی طرح اوسے چاہیئے کہ دوسرے کی عورت کے ساتھ زنا واقع ہو تو غیرت آئے شیخ نے کہا ہے فان فعل شیئا من ھذا وزنی وادعی الغیرۃ فی الدین او المروۃ فاعلم انہ کاذب فی دعواہ فانہ لیس بذی دین ولا مروۃ من یکرہ لنفسہ شیئا ولا یکرہ لغیرہ - یعنی جو کوئی آدمی کسی غیر شخص کی بہن بیٹی وغیرہ کے ساتھ بدکاری کرے اور اسکے ساتھ اس بات کا بھی دعوی ہو کہ مجھے دین کے کامون مین غیرت ہے اور اپنے آپ کو صاحب مروت سمجھے تو یہ جان لو کہ وہ جھوٹا ہے اس لئے کہ ایسا شخص نہ صاحب دین ہوتا ہے اور نہ صاحب مروت جو اپنی جان کے لئے کوئی بات ناپسند کرے اور دوسرے کی جان کے لئے ناپسند نہ کرے +

وصیت اس بات سے بچنا چاہیے کہ اللہ بندہ کو وہان دیکھے جہان جانے کے لئے اوسنے اوسکو منع کیا ہے اور ایسی جگہ نہ دیکھے کہ وہان جانے کے لئے حکم دیا ہے اور یہ ضرور ہے کہ اپنے کام کو بندہ اس طرح کرے کہ خدا کے سوا کوئی اس سے واقف نہو سکے کیونکہ ریاکاری کے دہبے سے بچانیکے لئے یہی بڑا گر ہے +

منازل صوفیہ اور ہر منزل کے نور کا رنگ

صوفیہ کہتے ہین کہ سالک کے لئے بہت سی منزلین و مقامات ہین حضرت ابراہیم نے جو تارون اور چاند سورج کو دیکھا اور پھر اون سے اعراض کیا یہ ہر ایک اشارہ اونہین منازل کی طرف ہے پہلی منزل توبہ و طاعت و ذکر ہے اس مرتبہ مین

ایک نور سبز متمثل ہوتا ہے اور دوسری منزل نفس کا تزکیہ ہے صفات شیطانی و سبعی و بہیمی سے جب تک نفس صفات
شیطانی مین گرفتار ہے اماّرہ کہتے ہین اور جب اِن سے آزاد ہو کر صفات سبعی مین پھنس جاتا ہے تو اوسوقت لوّامہ
کہتے ہین اور جب اِن سے بھی چھوٹ کر صفات بہیمی مین آلودہ ہو گیا تو ملہمہ ہے اور جب اِن سے نجات پالے تو اب
مطمئنہ ہے فرق صفات شیطانی و سبعی مین یہ ہے کہ پہلی کا شر متعدی ہے اور دوسری کا لازم اور سالک کی ترقی نفس
کے طریق مین تنزل ہے اس لئے کہ نفس اماّرہ آگ کی صفت پر ہے اور لوامہ ہوا کی صفت پر اور ملہمہ پانی کی صفت پر اور
مطمئنہ خاک کی صفت پر جب سالک کے نفس کو اطمینان کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو ایک اور نور متمثل ہوتا ہے اور اسوقت
اگر بہت بڑھکر سیر نفس کو حاصل ہو جاتی ہے تو ملکوت سفلی تک ہوتی ہے نفس مطمئنہ کی سیر کی یہی انتہا ہے تیسری منزل
یہ ہے کہ نفس اخلاق حمیدہ حاصل کر لیتا ہے اور اسوقت مین نور سرخ متمثل ہوتا ہے اور دل ذکر کرنے لگتا ہے اور
نور طاعات و اخلاق و صفات روحانیہ کو دیکھتا ہے اور اب ملکوت علوی کی ابتدا تک سیر بھی کر سکتا ہے چوتھی منزل یہ ہے
کہ ماسوی اللہ باطن سے بالکل چھوٹ جائین اور اس مرتبہ مین نور زرد متمثل ہوتا ہے اور اب عالم علوی کے درمیان تک
سیر کر سکتا ہے پانچوان مرتبہ روح ہے اس مرتبہ مین نور سفید متمثل ہوتا ہے اور روح کی سیر کی انتہا ملکوت علوی کی
انتہا ہے چھٹا مرتبہ خفی ہے اس مرتبہ مین نور سیاہ متمثل ہوتا ہے اور سیر خفی کی انتہا عالم جبروت تک ہو۔ ساتوان مرتبہ
غیب الغیوب ہے یہ مرتبہ فنا و بقا کا ہے فنا فی اللہ اسے کہتے ہین کہ سالک کا وجود موہوم وجود حقیقی مین محو ہو جاے جیسے کہ دریا
مین قطرہ معدوم ہو جاتا ہے اور برف آفتاب کے چمکتے ہی پگھلجاتا ہے فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى
صَعِقًا جب نمودار ہوا رب اوس کا پہاڑ کی طرف کیا اوسکو ڈہاکر ریزہ ریزہ اور گر پڑا بیہوش اور بقا باللہ سے
مراد یہ ہے کہ قطرہ دریا سے متحد ہو جاے اور غیر کا دہان دیدۂ دل سے جاتا رہے اور باطل تصور مٹ جاے جسکی وجہ سے
سالک کو غیر معدوم ہوتا تھا اور قطرہ کے وجود کو دریا کے وجود سے غیر جانتا تھا جب تیری یہ خواہش ہو کہ زندگی حاصل
کرے تو حواس خمسہ سے مرجا پہر ان کی مدرکات سے پہر نفس کو عالم قدس کی طرف متوجہ کر اسی کا نام نفس کی حیات ہے
بعد موت کے برف کا انجورہ بنائین پہر اوس مین پانی بھرین اور دریا مین ڈالدین تو خیال کر اوس کا کیا حال ہو گا کوئلہ
جب آگ سے ملتا ہے تو استعداد خفی کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا سلگتا ہے یہان تک کہ جلنے لگتا ہے اور روشنی جو اوسکا
خاصہ ہے اوس سے ظاہر ہوتی ہے اگر زبان رکھتا تو اَنَا النَّار ضرور کہتا جیسا کہ منصور نے اَنَا الْحَقّ کہا جنید کا
قول ہے کہ میرے جبہ مین اللہ کے سوا اور کچھ نہین اور ابو یزید کہتے تھے کہ مین اپنی جلد سے ایسا نکلا ہون جیسے
کینچلی سے سانپ نکلجاتا ہے پس تب بھی مین وہی ہون جو تھا۔ جلد سے مراد یہان تشخص ہے اس لئے کہ صوفیہ کے
نزدیک حق اور خلق مین فرق اطلاق اور تقید کے ساتھ ہے۔ نوری کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو لطیف کیا تو
اوسکا نام حق ہوا اور کثیف کیا تو خلق نام پایا۔ امام جعفر صادق اثنا ے تلاوت قرآن مین بیہوش ہو گئے ہوش مین

Marfat.com

آئے تو لوگون نے سبب خشی کا دریافت کیا کہا کہ مینے ذوق مین آکر ایک آیت کو بار بار اتنا پڑہا کہ اوسکے متکلم سے اوسکو سن لیا
شیخ شہاب الدین سہروردی اس قول کی تاویل یون کرتے ہین کہ امام ہمام کی زبان اوسوقت شجرۂ موسیٰ کی طرح بن گئی تہی
جس نے کوہ طور مین انی انا اللہ کہا تہا حسین بن منصور نے ابراہیم خواص سے دریافت کیا کہ تم کس مقام مین ہو کہا تیس برس کو
عرصہ ہوا جو نفس سے مقام توکل مین ریاضت کراتا ہون حسین نے کہا کہ جبکہ تمنے اپنی عمر کو باطن کی تعمیر مین صرف کردیا
تو تم فنا فی اللہ کے مقام مین سے کب ہو ؎ توحید کہ از شربِ عرفان باشد ٭ در مذہبِ اہلِ عشق ایمان باشد
ہر کس کہ ندیدہ قطرہ باحسرے چیے ٭ حیران شدہ ام کہ چون مسلمان باشد ٭ پروانہ جو نور آتش سے اور اشیا کو دیکھتا
ہے یہ علم الیقین ہے اور آگ کو جو دیکھتا ہے یہ عین الیقین ہے اور آگ مین اوسکا جل جانا حق الیقین ہے ؎ تا قطرہ
نمیشود بدریا واصل ٭ ہرگز نشود مرادِ طبعش حاصل ٭ خود را چہ حجاب نور حق مے سازی ٭ خورشید کسے ندیدہ اندودہ بگل +

فنا و بقا اور تجلی کی قسمین ۔ اور حجاب اور شہود اور مشاہدہ اور شاہد کی کیفیت

فنا کی دو قسمین ہین جزئی و کلی ۔ فنائے جزئی اسے کہتے ہین کہ شخص سالک ایکبارہی محو ہو جائے یا بتدریج اعضا محو ہون
پہر باقی اعضا و حواس و قوی محو ہون اور پہلی صورت سکر کی وجہ سے ہوتی ہے اور دوسری محویت کے سبب سے ۔ اور فنائے
کلی اسے کہتے ہین کہ تمام تعینات ملکی و ملکوتی ایکبارہی محو ہو جائین یا بتدریج محو ہون اسطرح کہ اول ہوالبد محو ہون پہر عناصر پہر فلکیات
پہر ملکوت پہر جبروت پہر سالک محو ہو اور اوسمین پہلی صورت تجلی جلالی کی وجہ سے واقع ہوتی ہے اور دوسری تجلی جمالی
کے سبب سے ۔ غرض فنا کی چار قسمین ہین ۔ اور فنا کا اعلیٰ مرتبہ فنا فی اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام صفات کے ساتھ سالک پر
تجلی کرے اور سالک کل مین فنا ہو جائے اور بقا جو فنا کا مقابل ہے اسکی بہی چار قسمین ہین ان مین سب سے اعلیٰ مرتبہ
بقا باللہ ہے کہ جب سالک فنا فی اللہ سے لوٹتا ہے تو آپ کو عین وجود حق اور اوسکی تمام صفات کے ساتھ متصف
دیکھتا ہے ۔ بخاریؒ اور مسلمؒ اور ابو داؤدؒ نے قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے
مجھکو دیکھا اوسنے حق تعالیٰ کو دیکھا حضرت خواجہ نقشبندؒ سے سوال کیا گیا کہ فنا کتنی وجہ پر ہے تو فرمایا دو وجہ پر ہے اگرچہ
بزرگون نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ وجہون پر ہے مگر سب کا مرجع انہین دونون وجہون کی طرف ہے اول تو فنا وجود
ظلمانی طبعی سے اور دوسری فنا وجود نورانی روحی سے اور اس حدیث مین ان دونون وجہون کی طرف اشارہ ہے
للہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ یعنی اللہ کے لئے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردے ہین پس فنا پہلے تو
بسبب ظہور حق سبحانہ کے ہے اور دوسرے یہ کہ فنا بہی جاتی رہے یعنی وجود نورانی کے لئے کچہ شعور باقی نرہے اس لئے کہ شعور
تو وجود روحانی کے لوازم اور صفتون مین سے ہے جسوقت شعور کا شعور جاتا رہا تو وجود روحانی کا جانا لازم آیا
اس مقام مین روح ذاکر ہے اور قلب ساجد ہے اور اس مقام مین سالک کی صحبت صحیح ہے لیکن اوسکی تربیت

اور مرید کو اوسکی طلب صحیح نہین ہی اور ذکر غلب یہ ہے کہ دل کو حق اور خلق دونون کا حضور یکسان ہو یعنی دونون جمع ہون اور ذکر زبان کے شرح کرنے کی کچھ حاجت نہین اور روح کا ذکر یہ ہے کہ حق سبحانہ کا حضور اوس حضور پر غالب ہو جو خلق کے ساتھ ہی اور ذکر سر یہ ہی کہ غیر حق کا حضور ہووے ہی نہین اور زمانہ سے کچھ خبر نہو اور ذکر خفی یہ ہے کہ روح کا وجود چھپ جاوے جیسے سر مین موجودات چھپ جاتے ہین پس سوائے مذکور کے کچھ باقی نرہے۔ مطلب یہ ہے کہ غیر بالکل جاتا رہے اور اس مقام مین سیر فی اللہ متحقق ہوتی ہی اس لئے کہ بندہ کو فنائے مطلق کے بعد کہ اوسمین ذات وصفات فنا ہو جاتی ہین وجود حقانی کا خلعت ملتا ہی کہ اس وجود کی وجہ سے اوصاف الہی کے ساتھ مشرف ہو جاتا ہی اور اس مقام مین وہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے جسکا بیان اس حدیث قدسی مین ہے کہ جب بندہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو مین اوسکے کان ہو جاتا ہون جنسے وہ سنتا ہے اور اوسکی آنکھین ہو جاتا ہون جن سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکے ہاتھ ہو جاتا ہون جن سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکے پاؤن ہو جاتا ہون جن سے وہ چلتا ہے کیونکہ ذات وصفات فانی اس مقام مین وجود باقی سے بدل جاتی ہین اور جذبات حق کے تصرف اس وقت بندے کے باطن پر برابر ہوتے ہین اور سارے بُرے وسوسے اور خطرے جان سے جاتے رہتے ہین اور حق بندے مین اپنی صفاتون کے ساتھ تصرف کرتا ہے اور بندے کو خود اوسکے تصرف سے معزول کر دیتا ہے پس بندہ اپنے مین آپ تصرف نہین کر سکتا اور اوسوقت بندہ امر و نہی شرعی کے خلاف کرنے سے محفوظ ہو جاتا ہے اور یہ دلیل ہے صحت حال فنا و بقا کی۔

شیخ ابو سعید خراز نے کہا ہی اسی معنی مین ہے کل باطن یخالف الظاھر فھو باطل یعنی جو باطن ظاہر کے خلاف ہو وہ باطل ہی اور فنا و بقا کے بعد سیر الی اللہ و سیر فی اللہ حاصل ہوتی ہے اور اسکے بعد سیر عن اللہ و سیر باللہ نصیب ہوتی ہے اور اس مقام پر مخلوقات کی عقلین نہین پہونچ سکتین یہ مقام انبیا و رسل کا ہے اولیا کو اس مقام مین انبیا کی متابعت کی وجہ سے حصہ ملتا ہے قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنی مین اور میرے پیرو اللہ کی طرف بلاتے ہین بصیرت کے واسطے اور یہ میرا طریقہ ہی اس لئے کہ شیخ ایسا ہوتا ہی جیسے نبی اپنی قوم مین اور اس مقام مین مرید کی طلب اور تربیت شیخ کی اجازت کے بعد صحیح ہی اور اس مقام مین اوس کے فعل کا ہر ایک تصرف اگرچہ اوسکی طرف منسوب ہے مگر اوسکا نہین ہی اس لئے کہ وہ تو تصرفات بشریہ سے بالکل معزول ہی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (یعنی تو نے نہین پھینکا جسوقت تو نے پھینکا بلکہ اللہ تعالی نے پھینکا) ممکن ہے کہ اسی معنی مین ہو۔

اور تجلی کی چار قسمین ہین اول آثاری کہ وجود حقیقی بعض یا تمام جسمانیات کی صورت مین متمثل ہو اور انسان کی صورت مین متمثل ہونا اکمل ہے دوسرے افعالی کہ وجود حقیقی کو صفت فعلی کے اندر دیکھے یا اپنی ذات کو اوس وجود کا

Marfat.com

عین دیکھے جو کسی صفت فعلی کے ساتھ متصف ہو اور اکثر تجلیات صفاتی ہر قسم کے رنگ مین نظر آتی ہین تیسری تجلی صفاتی کہ وجود حقیقی کو صفات ذات کے ساتھ متصف دیکھے یا اپنی ذات کو اوس وجود کا عین دیکھے جو صفات ذات کے ساتھ متصف ہی۔ چوتھی تجلی ذاتی ہے کہ اس تجلی سے سالک فنا ہو جاتا ہے اور اس کا نشان باقی نہین رہتا اور کچھ بھی شعور نہین رکھتا اگر شعور بھی ہو تو دوئی باقی رہے خواجہ عبد اللہ انصاریؒ کہتے ہین ؎ مَا وَحَدَ الْوَاحِدَ مَنْ وَاحِدٌ ؛ اِذْ کُلُّ مَنْ وَحَدَہٗ جَاحِدٌ۔ یعنی اللہ تعالی کو جو واحد حقیقی ہے کسی نے واحد نہین جانا اس لئے کہ جو اُسے واحد کہتا ہے وہ شخص توحید کا منکر ہے کیونکہ جسنے اوسکی توحید بیان کی ہے اشارہ اوسکی عرف کا کیا ہے اوسکی ذات کا نہین کیا اور جب تک عرفیات کو فنا نہ کر دیا جاے توحید پوری نہین ہو سکتی ؎ توحید من ینطق عن نعتہ ؛ عاریۃ ابطلھا الواحد۔ توحید اوس شخص کی جو اوس کے وصف کو بیان کرے عاریت ہے کہ واحد حقیقی نے اوس کا ابطال کیا ہے ؎ توحیدہ ایاہ توحیدہ ؛ و نعت من ینعتہ لاحد۔ یعنی واحد حقیقی کا اپنے آپ توحید بیان کرنا یہی توحید حقیقی ہے اور اوس شخص کا بیان جو اللہ کا وصف بیان کرے صحیح نہین باطل ہے یعنی جو کوئی اللہ کے وصف کو بیان کرتا ہے وہ حق کو چھوڑ کر باطل کو اختیار کرتا ہے شیخ الاسلام ہروی نے کتاب منازل السائرین کو انہین ابیات پر ختم کیا ہے۔

سوال حکما کہتے ہین کہ انسان اپنے آپ سے کبھی غافل نہین ہوتا پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ سالک کو اپنی ذات کا بالکل شعور نہ رہے ؎ شاید مراد یہ ہی کہ سالک کو اس بات کا شعور نہ ہی کہ مین ذی شعور ہون یعنی اپنی شعور کا شعور نہ رکھے اور یہ لازم نہین کہ تجلی لباس نوری مین ملون ہو اور یہ بھی ضرور نہین کہ ہر نور تجلی الہی کا نور ہو جائز ہے کہ طاعت کا نور ہو یا خلق کا نور ہو یا کسی نبی یا ولی کا نور ہو اور تجلی کی دو علامتین ہین (۱) یا تو فنا ہو جاے (۲) یا تجلی کے وقت یہ جانتا رہی کہ یہ تجلی ہے۔ خواجہ عبید اللہ احرارؒ کہتے ہین کہ ماسوی اللہ سے دل کو کاٹنا اس بات کی نشانی ہے کہ دل مین حق تعالی نے وصف احدیت کے ساتھ تجلی فرمائی جسکے بغیر حقایق اسما و صفات تک پہونچنا متعذر ہے اس لئے کہ انوار تجلیات الہی کے عکس کسی دل مین اوسوقت تک نہین ظہور کرتے جب تک وہ تمام اشیا سے خالی نہو جاے اور دل کا خالی ہونا موقوف ہے اسپر کہ اللہ تعالی وصف احدیت کے ساتھ تجلی فرمای اور اس نعمت کے حصول کا بڑا سبب یہ ہی کہ صدق و نیاز کے ساتھ اون لوگون کی صحبت مین رہے جنکے دلون مین اس تجلی نے ظہور کیا ہے اور غیرون کے مشاہدی سے ان کو آزادی حاصل ہو گئی ہے فناے حقیقی کو پہونچگئے ہین کہ نہ اپنا شعور باقی رہا نہ اور ماسوی اللہ کا اور اس فنا کے بعد حق تعالی نے اپنی طرف سے ان کو وجود حقانی عطا فرمایا ہی جسکے سبب سے بیخودی اور سکر سے افاقہ حاصل ہو گیا ہے اور دوسرون کو ان کے وسیلے سے سعادت حقیقی کہ مراد فنا و بقا سے ہے نصیب ہوتی ہے یہ وہ مقام ہے کہ اسمین کوئی چیز ممکنات مین سے بندے کو حق تعالی کے مشاہدے

نہین روک سکتی پس اذکیا پر واجب ہے کہ دل کو موجودات کی گرفتاری سے رہا کرین۔ حجاب اسی گرفتاری کا نام ہے۔
شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ جو کوئی آج اللہ کو چھوڑ کر اپنی جان اور خلق کے ساتھ مشغول ہو گیا وہ دہان دولت مشاہدہ سے محجوب ہو گا ایک قوم ایسی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ماسوی اللہ کے ساتھ مشغول ہے اور ایک اور قوم ہے جو اللہ سے مشغول ہے اور خلق سے دور ہے +

ارباب شہود و وجود کی صحبت مین رہنا دل کو گرفتاری سے جلدی رہائی بخشتا ہے اس لئے ان کی صحبت مین رہنے کا التزام کرنا چاہیئے حق تک پہونچنے اور مشاہدہ کا وہ زمانہ ہے جو خلاصی دل کا زمانہ ہے۔

جب دل کو غیر کے موجود ہونے کا شعور نرہا تو وہ مشاہدۂ حق مین گرفتار ہو گیا اور حق ہی حق باقی رہگیا ؎

تیغ لا در قتل غیر حق براند ؛ در نگر زان پس کہ غیر لا چہ ماند ؛ ماند الا اللہ باقی جملہ رفت ؛ شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت ؛ ماسوی اللہ سے غیبت حاصل ہونے کا زمانہ حقیقت مین وہی زمانہ وصول و شہود کا ہے اس سے زیادہ نہین ارباب کشف و وجود اس معنی کے حاصل ہونے سے قبل ارباب ذوق کو اس مقام کے کاملون مین سے نہین شمار کرتے اس معنی کا ظہور فنا کا مقدمہ ہے اور یہ ایک بشارت ہے اس بات کی کہ مطلع احدیت کا ظاہر شروع ہوا اور اس وقت حقیقت مین ذات حق کے مشاہدہ مین ہلاک ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے غیر حق کا شعور جاتا رہتا ہے بلکہ اس مقام مین اگر ترقی واقع ہوئی تو تجلیات اسمائے الٰہی کے ذوق کا شعور بھی جاتا رہتا ہے۔

فتوحات کے باب ۴۴ مین شیخ کہتے ہین کہ ایک زمانہ مین مجھکو مجھسے لیلیا اسی طرح کا ایک زمانہ مجھپر گذر گیا کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا امامت کرتا اور نماز کے سارے اعمال اچھی طرح پورے کرتا مگر مجھکو کسی طرح اون کا شعور نہوتا تھا جماعت کا نہ امامت کا نہ نماز کا شعور تھا نہ عالم محسوس کا صرف اتنا ہوتا کہ وقت پر غیب سے مجھے خبر کرا دیتے اور مجھے کسی بات کی خبر نہوتی جو کچھ مجھسے واقع ہوتا وہ ایسے ہوتا جیسے سوتے ہوئے سے صادر ہوتا ہے اور وہ اوس سے آگاہ نہین ہوتا حق تعالی نے مجھپر میرے وقتون کو محفوظ رکھا اور میرے ساتھ وہ معاملہ کیا جو شبلی کے ساتھ کیا تھا کہ اون کو نماز کے وقت آپے مین کر دیتے تھے مگر یہ نہین معلوم کہ اون کو اسکا شعور بھی تھا یا نہ تھا ؎

آزردہ زمن حال شب وصل چہ پرسی ؛ نے دل خبرم داشت نہ از دل خبرم بود ؎ آمد خبرے زآمدہ

من بعد خبر نماند مارا ؛ پس جسکو یہ خواہش ہو کہ مقام حضور حق سبحانہ مین رہا کرے تو اوسے شیطانی وسوسون سے آزاد ہونا چاہیئے بلکہ ایسا ہونا چاہیئے کہ فرشتے کو بھی اوس کے حضور پر اطلاع نہ ہے بلکہ اوس کے نفس کو بھی اوسکے وقوف کی خبر نہو اور ہمیشہ اون لوگون کی صحبت مین رہنا چاہیئے جن کے دل ذکر ذات مین مستغرق ہو رہے ہین اور اپنے آپے سے آزاد ہو گئے ہین بعضے اس مطلب کی تعبیر شہود کے ساتھ اور بعضے وجود کے ساتھ اور بعضے تجلی ذات کے ساتھ اور بعضے یاد داشت کے ساتھ کرتے ہین۔ اگر یہ سعادت حاصل نہو سکے تو مشایخ کے ذکر یا توجہ یا جذبہ

Marfat.com

طریقہ اختیار کرکے اس طریقہ مین محنت و مشقت کرے تاکہ یہ سعادت دو دولت عظمیٰ میسر ہو جائے اور ہمیشہ اس شغل اور آگاہی کی نگاہداشت ہر سانس مین رکھے تاکہ حضور مع اللہ مین فتور واقع نہو اور رفتہ رفتہ یہ مرتبہ حاصل ہو جاے کہ نگاہداشت کی بھی ضرورت نہ پڑے بلا تکلف ہمیشہ نسبت دل مین حاضر رہے اور کسی طرح یہ صفت دل سے دور نہ ہو سکے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سالک کو یہان تک اوس کے آپے سے لیلیتے ہین نہ اوسکو اپنی خبر رہتی ہے نہ اس بات کی کہ مقصود سے اوس کا دل واقفیت رکھتا ہے - چاہیے کہ جب حق تعالیٰ تک پہونچ جائے تو ایک طریقۂ مقرر پر اس آگاہی کی نسبت کی حفاظت رکھے تاکہ عوارض نفسانی کی وجہ سے فتور نہ پیدا ہو جاے اور اس نسبت کے ہمیشہ باقی رہنے کا بڑا سبب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے حضور مین کمال عاجزی و انکسار کے ساتھ اس نسبت کے باقی رہنے کی دعا کرتا رہے مشاہدہ کے یہ معنی نہین کہ اللہ تعالیٰ ان آنکھون کے ذریعہ سے دکھ جاتا ہے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ - دل کو ذکر کرتے کرتے اتنی ترقی ہو جاے کہ اوسمین حقیقت ذکر کے سوا جو حروف و آواز سے بری ہے کچھ باقی نرہے اور اس حال مین دل کو مشاہدہ اور حق تعالیٰ کو شاہد کہتے ہین اور پورا ذوق اس مشاہدہ سے اوس وقت حاصل ہوتا ہے کہ طالب کو وصف حضور کی خبر نہو ایسی حضوری ہو کہ اوسمین اس حضور کا شعور نرہے اس لئے کہ جتنا حضور کا شعور ہوتا ہے اوتنا ہے ہی حق تعالیٰ کے حضوری مین نقصان واقع ہوتا ہے ذات مقدس الٰہی اس سے برتر ہے کہ دل کے دیدۂ بصیرت مین آدمی پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نظر حس مین آسکے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ آپ وصال کے پیاسے ہین اون کی تسکین کبھی ایک سر کے مشاہدہ سے نہین ہو سکتی بلکہ انپر تشنگی کا غلبہ ہوتا رہتا ہے مولانا شمس الدین تبریزی ۶۴۲ھ مین شہر قونیہ مین پہونچے اوس زمانہ مین علوم ظاہری کے پڑھانے مین مصروف تھے ایک دن اپنے شاگردون کے ساتھ مدرسہ سے آرہے تھے ایک شخص نے ان کے گھوڑے کی باگ پکڑکر کہا اے امام المسلمین بایزید بزرگ ہین یا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس سوال سے مولانا پر ایک عجیب حالت طاری ہو گئی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے دماغ مین چکر آگیا پھر سنبھل کر جواب دیا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم سے بزرگ ہین بایزید کیا چیز ہین اوسنے کہا پھر اسکا کیا مطلب ہے کہ حضرت تو فرماتے ہین ما عرفناک حق معرفتک اور بایزید کہتے ہین سبحانی ما اعظم شانی جواب دیا کہ بایزید کا ظرف چھوٹا تھا سینہ مین زیادہ گنجایش نرہی اونکی پیاس ایک گھونٹ سے بجھ گئی سیرابی کا دعویٰ کرنے لگے حضور سے نور سے بھی اون کا سینہ بھر گیا اور حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت پیاسے تھے ظرف اون کا بڑا تھا اون کا سینہ وسیع تھا اسلئے اپنی تشنگی کا اظہار کرتے رہے اور ہر روز زیادتی قرب کے مستدعی رہے +

صوفیہ کے شطحیات

اولیا کو کبھی سکر و انبساط کے وقت شطح واقع ہوتا ہے اور شطح اوس کلام کو کہتے ہین جس سے بوئی رعونت

آتی ہو اور ظاہر اوس کا شرع کے مخالف ہو اور یہہ کلام کسی مومن سے صادر ہو۔ ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم اور شوکانی نے شیخ عمر بن الفارض و ابن عربی و ابن سبعین اور ان کے امثال کی بسبب شطحیات کے تکفیر کی ہے اور ملحد بنایا ہے لیکن شرع نے تین آدمیون کو مرفوع القلم کر دیا ہے اون مین سے مجنون اور سکاری بھی ہین اسی لیئے اکثر علماے محقق نے ان اولیا کے اکثر شطحیات سنین اور اونکو پردۂ اغماض مین چھپا دیا ؎ بہ پوشش دامن عفوی بہ زلت من مست ؛ کہ آبروے شریعت باین قدر نرود ؎ و آداب ارباب العقول لذی الھوی کآداب اھل السکر عند اولی العقل یعنی عقلمندون کے نزدیک عاشقون کے آداب ایسے ہین جیسے نشہ بازون کے آداب نزدیک عقلمندون کے ؎ فلا تعذلن ان قال صبٌ متیمٌ ؎ من الوجد شیئا لا یلیق بذی الفضل ؛ پس ملامت کر اگر کسی عاشق اسیر نے وجد کی وجہ سے وہ بات کہی جو ارباب فضل کے لایق نہین۔ اصل یہ ہے کہ شطح سے اغماض کر ؎ تحصیل عشق و رندے آسان نمود اول ؛ جانم بسوخت آخر در کسب این فضائل ؛ حلاج بر سر دار این نکتہ خوش سرایید ؛ از شافعی مپرسید اطناب این مسائل

فائدہ صوفیہ کا مدار شطحیات مین ابوہریرہؓ کی اس حدیث پر ہے جسے بخاریؒ نے روایت کیا ہے کہ کہا حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعائین فاما احدھما فبثثتہ فیکم واما الاخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم یعنی مینے رسول خدا سے دو برتن محفوظ رکھے ہین اون مین سے ایک تو مینے تم مین پھیلا دیا اگر دوسرے کو پھیلاؤن مین تو میرا گلا کاٹا جاے۔ پس صوفیہ جو شطحیات بولتے ہین کہتے ہین وہ دوسرا برتن ہے جسے ابوہریرہؓ نے نہین ظاہر کیا تھا۔ اور ابن بطال نے کہا ہے کہ مراد دوسرے برتن سے وہ حدیثین ہین جن مین قیامت کی علامتین اور فسادون کے حالات اور لوگون کے حالات کا تغیر اور حقوق الہی کے ضائع کرنے کا ذکر ہے چنانچہ ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ حضرت نے فرمایا ہے ھلکۃ امتی علی ید غلمۃ من قریش رواہ البخاری یعنی میری امت کی ہلاکت چند نوجوانان قریش کے ہاتھون مین ہے۔ مجمع البحار مین لکھا ہے کہ ابوہریرہ ان نوجوانون کو اون کے اسماء اشخاص کے ساتھ جانتے تھے اور بسبب خوف فساد کے نہین ظاہر کر سکتے تھے اور مراد ان نوجوانون سے یزید بن معاویہ و عبداللہ بن زیاد اور حجاج اور سلیمان بن عبدالملک وغیرہ ہین جنھون نے نبی کی اہل بیت کو قتل و اسیر کیا اچھے اچھے مہاجرین و انصار کو مار ڈالا خون ریزیان کین اور مال تلف کئے۔ پس صوفیہ کا تمسک اس حدیث کے ساتھ درست نہین اور فقہاے اسلام نے ان کے بہت سے دعوون کی تکفیر کی ہے چنانچہ اونھون نے کہا ہے کہ جو اس بات کا دعوی کرے کہ مین ناسوتیت سے فنا ہو کر لاہوتیت مین ہو گیا ہون وہ کافر ہے۔ اردبیلی نے کتاب انوار الفقہ شافعی مین لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے مینے خدا کو دنیا مین بالعیان دیکھا اور اوس سے بالمشافہہ کلام کیا کافر ہوا اور عقیدہ منظومہ مین ہے ؎ و من قال فی الدنیا یراہ بعینہ ؛ فذاک زندیق طغی و تمردا۔ یعنی جس نے کہا کہ مین نے دنیا مین خدا کو اپنی آنکھ سے

Marfat.com

سے دیکھا ہی وہ کافر ہی کہ سرکشی کی اور سرتابی کی ۵ وخالف کتب اللہ والرسول کلھا ؛ وزاغ عن الشرع الشریف ولا بعدا ۔ اور مخالف ہوا کتاب اللہ اور کتاب الرسول کا تمام ہی اور روگردانی شرع شریف سے کی اور دور ہوا ۵ وذالک من قال فیہ الھنا ؛ یری وجھہ یوم القیمہ اسی دا ۔ اور جس نے یہ کہا کہ دنیا مین خدا کو دیکھا قیامت کے دن وہ روسیاہ ہی ۔

اے برادر اگر تو مرتبہ فقر حقیقی کو پہونچ گیا ہے تو تجھے میری نصیحت کی کوئی حاجت نہین اور اگر نہ پہونچا ہے تو درویشون کے حال وقال پر نکتہ چینی مت کر اور ہر حال مین شرع کی پابندی رکھ کیونکہ شرع ہی سب کا مدار ہی ؎

احکام شریعت ست چون شارع عام ؛ بیرون مرو از راہ شریعت یک گام ؛ ہر کس کہ سر ز حکم شریعت بپچد در مذہب اہل معرفت نیست تمام ۔

صوفیہ کے نفوس غیر کے ابدان مین بھی ظاہر ہوجاتے ہین اور اپنے قالب سے تجرد کر جاتے ہین اور آدم مثالی

کاملون کے نفس عالم ملکوت مین جاتے ہین جیسے کہ ملائکہ اس عالم مین آیا کرتے ہین اور کاملون کے نفس زندگی مین اپنی معمولی بدن کے سوا اور آدمیون کے بدنون مین بھی معلوم ہوتے ہین اور موت کے بعد صورت جسمیہ مین دکھلائی دیتے ہین شیخ سعید الدین جندی شرح فصوص ابن شیخ صدر الدین سے نقل کرتے ہین کہ مین اور شیخ شمس الدین اسمٰعیل دمشق مین شیخ سعد الدین محمد بن مؤید حموی کے پاس مجلس سماع مین پہنچے شیخ سعد الدین سماع کے اندر آئے اور تواضع کے طور پر اپنے دونون ہاتھ سینہ پر رکھے اور اون کے حال نے سب مین اثر کیا جب سماع ختم ہوچکا تو ہمکو اپنے پاس بلا کر معانقہ کیا اور دیر تک ہماری منہ کی طرف دیکھتے رہے اور کہا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس مین حاضر تھے جب یہان سے تشریف لیگئے تو مینے چاہا کہ یہ میری آنکھین کہ اون کے جمال باکمال سے منور ہوئی تھین تمھارے منہ پر کھلین اور شیخ محی الدین نے فتوحات کے آٹھوین باب اور تین سو گیارہوین باب مین لکھا ہے کہ ابو حامد بن ابی الصفر کہتے ہین کہ مین اپنے پیر کے ساتھ ایک سفر مین تھا راستے مین اونکو دست آنے لگے مین پریشان ہوگیا اور پیر سے عرض کی کہ اگر آپ اجازت دین تو اس بگھی کے مالک کے پاس جاکر اوس سے دوا مانگ لاؤن اونہون نے اجازت دیدی جب مین حاکم کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ وہ خیمہ مین ہے اور بہت سے نوکر چاکر اوس کے آس پاس موجود ہین اور شمع روشن ہی مجھے دیکھکر تعظیم کو کھڑا ہوگیا اور بڑی عنایت سے پیش آیا اور کہنے لگا کہ آپ کس لئے آئے ہین مینے اپنے پیر کا حال عرض کیا اوس نے مجھے دوا دیدی اور جب مین رخصت ہوا تو کھڑا ہوگیا اور مشایعت کی جب پیر کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا تو پیر ہنسا اور کہنے لگے کہ مین نے تمکو اس لئے اجازت دی تھی کہ تم اوسوقت بہت مضطر ہو رہے تھے اور

Marfat.com

تو مجھکو خیال ہوا کہ اگر حاکم نے خاطر نکی تو تمکو خجالت ہوگی اس لئے اپنے قالب سے تجرد کرکے اوس حاکم کے قالب
مین ظاہر ہوا اور اوسکی جگہ بیٹھکر تمہاری تعظیم کی اور تمکو رخصت کرکے اپنے قالب مین واپس آگیا اور مجھکو
اس دوا کی کچھہ حاجت نہین ہے۔ اوحدالدین کہتے ہین کہ جب مین پھر اوس حاکم کے پاس گیا تو مجھپر ذرا بھی
التفات نہ کیا اور فتوحات کے باب چارسو آٹھوین مین شیخ اکبر نے فرمایا ہے کہ کعبہ کے حوالی مین ۵۹۹ھ ہجری
مین جمعہ کی نماز کے بعد ایک شخص کو مین نے دیکھا کہ طواف کعبہ مین مصروف تہا معلوم ہوا کہ اوس کا بدن جسد مثالی ہے
جسم عنصری نہین مین نے سلام کیا اور عرض کیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کوئی روح ہین کہ جسد اختیار کرلیا ہے
فرمائے کہ آپ کا نام کیا ہے کہا مین احمد شنبی ہون ہارون الرشید کا بیٹا مینے کہا کہ کیا یہ سچ ہی کہ تمہین شنبی اسلئے
کہتے ہین کہ تمام ہفتے کی معاش کا شنبہ کے دن انتظام کیا کرتے تھے کہا یہ بات صحیح ہے پھر مینے کہا کہ اسکا سبب
کیا ہے کہا آپ نے خاص شنبہ ہی کا دن اس کام کے لئے اختیار کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالی نے یکشنبہ سے جمعہ تک
عالم کو پیدا کیا ہے اور شنبہ کو فارغ ہوگیا اس لئے مین بھی یکشنبہ سے جمعہ تک عبادت کیا کرتا اور شنبہ کو عبادت سے
فارغ ہوکر کسب معاش کرتا شیخ کہتے ہین پھر مینے دریافت کیا کہ آپ کے وقت مین قطب کون شخص تہا جواب دیا کہ مین ہی
قطب تہا اس گفتگو کے بعد وہ جسد مثالی غائب ہوگیا شیخ کہتے ہین کہ مین جب رفقا کی صحبت مین واپس آیا جو مجھسے
احیاء العلوم مؤلفہ امام غزالی پڑھ رہے تھے تو مین نے یہ خیال کیا کہ اونہون نے اوس جسد مثالی کو نہ دیکھا ہوگا مگر میرے
بیٹھتے ہی وہ بولے کہ یہ دوسرا آدمی آپ کے ساتھ کون طواف مین تہا کہ ہم نے آگے اس سے کبھی اس شخص کو نہین
دیکھا تہا۔ اور شیخ نے فتوحات کے ایک مقام پر یہ لکھا ہے کہ مجھے ایکبار خانہ کعبہ کے طواف کرنے مین یہ معلوم ہوا
کہ میرے ہمراہ کچھ لوگ طواف کر رہے ہین اور مین اون کے حالات سے واقف نہ تہا اون مین سے ایک نے دو بیتین
عربی کی پڑھین جن مین سے ایک یہ ہی ؎ لقد طفنا کما طفتم سنینا ؛ بھذا البیت طرا اجمعینا
یعنی تحقیق ہم سب نے اس مکان کا برسون طواف کیا ہے جیسا کہ تم نے طواف کیا ہے۔ جب یہ بیت مین نے سنی تو مجھکو
خیال ہوا کہ یہ ابدان عالم مثال کے ہین اور اوسی وقت اون مین سے ایک نے میری طرف دیکھکر کہا کہ مین تمہارے
اجداد مین سے ہون مین نے اوسے پوچھا کہ آپ کے انتقال کو کتنے سال ہوئے کہا کہ چالیس ہزار برس سے زیادہ
عرصہ گذرا ہے مینے متعجب ہوکر کہا کہ ابتداے پیدائش ابوالبشر آدم سے اسوقت تک کل سات ہزار برس ہوئے ہین
اوس نے کہا کہ تم کس آدم کا ذکر کرتے ہو یہ وہ آدم ہین کہ اول دورہ ہفت ہزار سالہ مین پیدا ہوئے ہین شیخ کہتے ہین
کہ اسوقت مجھے آنحضرت کی یہ حدیث یاد آئی ان اللہ خلق مائۃ الف آدم یعنی تحقیق اللہ تعالی نے
ایک لاکھ آدم پیدا کئے ہین۔ اس حدیث سے اوسکے قول کی بخوبی تائید ہوتی ہی شیخ نے اس باب مین جو اپنی راے
لکھی ہی وہ یہ ہے کہ آدم عالم شہادت مین صرف یہی ایک ہون گے جو ابتداے دورہ ہفت ہزار سال مین پیدا

Marfat.com

ہوئے ہین چونکہ صفت جامعیت کے ساتھہ پیدا ہوئے ہین اور اون مین بہت سی خوبیان اور لطایف تھے ہر وقت اور ہر عہد مین اونہین مین سے کوئی صفت یا کوئی لطیفہ خدائے تعالی کی ایجاد سے عالم مثال مین موجود ہوگیا اور وہی صورت پائی اور اونہین کے نام پر نام رکھا گیا اور آدم منتظر کے تمام کاروبار بھی یہ آدم مثالی کرتا رہا اور عذاب و ثواب کا مستحق ہوا بلکہ اوسکے فنایات کے حق مین قیامت بھی قایم ہوئی اور بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہوا اور پھر کسی وقت مین دوسری صفت یا لطیفہ اونہین آدم منتظر کا ظاہر ہوا اور اسکا بھی ویسا ہی انجام ہوا جیسا کہ لطیفہ اول کا ہوا ہے تو پھر متسبر اظہور وقوع مین آیا جب ظہورات مثالیہ کے تمام دورے پورے ہو چکے تو وہ نسخہ جامع خدا کے حکم سے عالم شہود مین آیا +

افراد۔ قطب غوث۔ امامان۔ اوتاد۔ ابدال۔ رجال الغیب نجبا۔ نقبا۔ بدلا۔ رجبین۔ اخیار۔ عماد۔ قطب ابدال قطب ارشاد

شیخ محی الدین فرماتے ہین کہ افراد اون لوگون کو کہتے ہین جن مین قطب کو تصرف حاصل نہین اور تعداد اون کی طاق ہوتی ہے اور قطب جسے غوث بھی کہتے ہین ایک شخص ہے جو اللہ تعالی کا محل نظر ہوتا ہے اسکو عبداللہ کہا کرتے ہین اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر مین بھی اوسے حکومت و سلطنت حاصل ہوتی ہے ایسے قطب اتنے آدمی تھے خلفاے اربعہ امام حسن معاویہ عمر بن عبدالعزیز متوکل اور متوکل اسرافیل کے قلب پر تھا اور مراد اس سے کہ فلان شخص فلان کے قلب یا قدم پر ہے یہ ہے کہ فیض حق دونون کے لئے ایک جنس سے ہے انتہی کلامہ یاد رکھنا چاہیے کہ متوکل بڑا سخت ناصبی تھا۔ روضۃ الصفا مین لکھا ہے متوکل در حق سادات نہایت بد بودہ البتہ پسر شش منتصر لطف می فرمود۔ اور کتب معتبر تواریخ کے دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ متوکل حضرت علی اور اون کے خاندان سے سخت عداوت رکھتا تھا اور اپنے دربار مین بیٹھکر حضرت علی کی طرح طرح کی اہانت کے ساتھہ نقلین کرایا کرتا تھا۔ ابو الفدا مین لکھا ہے سنہ ۲۳۶ مین متوکل نے امام حسین کی زیارت کے گرد اگرد کی تمام عمارات تڑوا ڈالین، اور حکم دیا کہ کوئی زیارت کو نہ آئے۔ پھر ابو الفدا لکھتا ہے وکان المتوکل شدید البغض لعلی بن ابیطالب ولاھل بیتہ وکان من جملۃ ندمائہ عباۃ المخنث وکان یشد علی بطنہ تحت ثیابہ فخذۃ ویکشف راسہ وھو اصلع ویرقص ویقول قد اقبل الاصلع البطین خلیفۃ المسلمین علیا والمتوکل یشرب ویضحک وفعل کذلک یوما بحضرۃ المنتصر فقال یا امیر المومنین ان علیا ابن عمک فکل انت لحمہ اذا شئت ولا تخلی مثل ھذا الکلب وامثالہ یطمع فیہ فقال المتوکل للمغنیین غنوا غار الفتی لابن عمہ ؛ راس الفتی فی حرامہ ؛ وکان یجالس من اشتھر ببغض علی مثل ابن الجھم الشاعر وابی السمط مروان بن ابی حفصۃ من موالی بنی امیۃ وغیرھما۔ یعنی متوکل حضرت علی اور اون کی اولاد سے نہایت

Marfat.com

بغض رکہتا تہا اور اوسکے مصاحبون مین سے ایک ہیجڑا عبادہ نامی تہا وہ مخنث اپنے پہننے کے کپڑون کے نیچے ایک گل تکیہ باندہکر
توندیلا کر لیتا تہا اور اپنے سر کو کہول لیتا تہا کیونکہ اوسکے تندیا پر بال تہے اور ناچتا تہا اور کہتا تہا آیا توندیلا جسکے سر پر بال
نہین مسلمانون کا خلیفہ علی اور متوکل بیٹہا ہوا شراب پیتا اور ہنستا ایک دن اوس مخنث نے یہ نقل متوکل کے دربار مین
کی اوسکا بیٹا منتصر وہان موجود تہا اوس نے عرض کیا کہ حضرت علی قطع نظر تقدس مذہبی رکہنے کے آپ کے چچازاد بہائی
بہی تو ہین آپ اون کا گوشت کہا لیجئے مگر ایسے پاجی کتون کو نچہوڑیئے کہ آپ کے چچازاد پر حملہ کا طمع کرین متوکل نے بیٹے
کی نہ سُنی اور ارباب نشاط کو حکم دیا کہ یہ مضمون گاو غیرت کری نوجوان نے اپنے چچازاد کے لئے سر جوان کا اوس کی
حرمت مین ہی اور جو شخص اوس وقت مین حضرت علی کی دشمنی مین مشہور تہا اوس سے متوکل کو بہت محبت ہوتی تہی۔
یہ بیان شیخ کے قول کی شرح کے لئے تہا اب مین اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون۔ امامان دو شخص ہین ایک غوث
کی سیدہی طرف ہوتا ہے اسکی نظر عالم ملکوت کی جانب ہوتی ہے اسے عبدالرب کہا کرتے ہین اور دوسرا غوث کی بائین
طرف ہوتا ہی اور عالم دنیا کی طرف نظر رکہتا ہے اسے عبدالملک کہتے ہین اور یہہ عبدالرب سے افضل ہوتا ہے اور اوتاد
چار شخص ہین کہ عالم کے چارون طرف متعین ہین جو مشرق مین ہی اوسے عبدالحی کہتے ہین اور جو مغرب مین ہی اوسے
عبدالعلیم اور جو شمال مین ہے اوسے عبدالمرید اور جو جنوب مین ہی اوسے عبدالقادر کہتے ہین اور ابدال سات آدمی ہین
شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ کے باب ایکسو اٹہانوے فصل اکتیسوین مین کہا ہے کہ ابدال اولیا کی ایک قسم ہے
اللہ تعالی نے ہفت اقلیم کی محافظت کے لئے اونہین مقرر کیا ہے اور یہ سات آدمی ہین ہر ایک اقلیم کے انتظام پر
ایک شخص ان مین سے متعین ہی شیخ کہتے ہین مین حرم مکہ مین ان کے ساتہہ جمع ہوا تہا اور مین نے ان سے سلام علیک
کی اور اونہون نے مجہسے اور مجہسے ان سے بات چیت ہوئی مین نے ان سے زیادہ کسی کو نیک خصلت اور اللہ تعالی سے
مشغول نہین پایا اور ان کی مثل مین نے کوئی آدمی نہین دیکہا مگر ایسا ایک شخص قونیہ مین دیکہا تہا اور شیخ نے کہا ہے
کہ ابدال مین سے ایک حضرت خلیل اللہ کے قدم پر ہے دوسرا حضرت کلیم اللہ کے قدم پر ہے۔ تیسرا حضرت ہارون کے
قدم پر۔ چوتہا حضرت ادریس کے قدم پر پانچوان حضرت یوسف کے قدم پر چہٹا حضرت عیسے کے قدم پر ساتوان حضرت آدم
کے قدم پر اور اسمین خلاف ہی کہ یہہ لوگ قطب و امامان و اوتاد ہین یا نہین۔ ان کو ابدال اس لئے کہتے ہین کہ جب
ایک ان مین سے مرجاتا ہے تو ایک اور آدمی چالیس آدمیون مین سے اوس کا بدل واقع ہوجاتا ہے اور ان چالیس
آدمیون کو تین سو آدمیون مین سے ایک شخص پورا کرتا ہے اور ان تین سو آدمیون کی کمی صلحا مین سے ایک آدمی پوری
کرتا ہے یا ابدال انکو اس لئے کہتے ہین کہ جب کسی جگہہ کوئی ان مین سے جاتا ہے تو ایک جسم اپنی صورت کا اپنی جگہہ چہوڑ
جاتا ہے اور ان پر ابدال کا اطلاق مشروط ہے اس شرط کے ساتہہ کہ یہہ اس بات کو جانتے بہی ہون اور یہ مقرر ہی
کہ ہر مہینے کی ہر روز یہ کسی جہت مین ہوتے ہین انکو رجال الغیب بہی کہتے ہین ہر مہینے کی ۷ و ۱۴ و ۲۲ و ۲۹ کو

Marfat.com

مشرق کی طرف ہوتے ہین اور ۶ و ۲۱ و ۲۸ کو مشرق اور شمال کے درمیان مین ہوتے ہین اور ۳ و ۱۵ و ۲۳ و ۳۰ کو
خاص شمال کی سمت ہوتے ہین اور ۱۳ و ۲۰ کو شمال و مغرب کے درمیان مین ہوتے ہین اور ۴ و ۱۲ و ۱۹ و ۲۷ کو
مغرب کی طرف ہوتے ہین اور ۲ و ۱۰ و ۱۷ و ۲۵ کو درمیان مغرب و جنوب کے ہوتے ہین اور ۸ و ۱۱ و ۱۸ و ۲۶ کو
جنوب کی طرف ہوتے ہین اور پہلی و ۹ و ۱۶ و ۲۴ کو جنوب و مشرق کے درمیان مین ہوتے ہین اور نجبا آٹھ آدمی ہین
کہ خلایق کے بوجہ اوٹھانے پر مشغول ہین اور نقبا بارہ آدمی ہین کہ نفوس کے اسرار سے مطلع ہوتے ہین اور بدلا بھی
بارہ آدمی ہین - ان کو بدلا اس لئے کہتے ہین کہ جب ایک ان مین سے مرجاتا ہے تو باقی مجموعہ کے قایم مقام ہین اور یہہ
ابدال اور نقبا سے غیر ہین اور رجبیون چالیس آدمی ہین ان مین پہلی رجب کو بڑا ثقل پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ثقل دن
بدن کم ہوتے ہوتے پہلی شعبان تک سارا ثقل زائل ہو جاتا ہے شیخ کمال الدین عبدالرزاق کہتے ہین کہ نجبا چالیس آدمی
ہین اور نقبا تین سو اور ابن عساکر نے عبداللہ بن مسعودؓ سے بطریق مرفوع کے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے ان للہ ثلثمائۃ نفس قلوبہم علی قلب آدم علیہ السلام وللہ اربعون قلوبھم علی قلب موسی
علیہ السلام وللہ سبعۃ قلوبھم علی قلب ابراھیم علیہ السلام وللہ خمسۃ قلوبھم علی قلب اسرافیل
علیہ السلام وللہ ثلثۃ قلوبھم علی قلب میکائیل علیہ السلام وللہ واحد قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام
وکلما مات الواحد ابدل اللہ مکانہ من الثلثۃ وکلما مات واحد من الثلثۃ ابدل اللہ مکانہ من الخمسۃ وکلما مات واحد
من الخمسۃ ابدل اللہ مکانہ من السبعۃ وکلما مات واحد من السبعۃ ابدل اللہ مکانہ من الاربعین
وکلما مات واحد من الاربعین ابدل اللہ مکانہ من الثلثمائۃ وکلما مات واحد من الثلثمائۃ ابدل
اللہ مکانہ من العامۃ بھم یدفع البلاء عن ھذہ الامۃ - یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے تین سو شخص ہین کہ دل
اون کے آدم علیہ السلام کے دل پر ہین اور اوسکے لئے چالیس شخص ہین کہ دل اون کے موسیٰ علیہ السلام کے دل پر
ہین اوسکے لئے سات شخص ہین کہ دل اونکے ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہین اور اوس کے لئے پانچ شخص ہین کہ دل
اون کے جبریل علیہ السلام کے دل پر ہین اور اوسکے لئے تین شخص ہین کہ دل اون کے میکائیل علیہ السلام کے قلب پر
ہین اور اوس کے لئے ایک شخص ہے کہ دل اوسکا ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہے جبکہ وہ ایک شخص مرجاتا ہے تو خدا تعالے
اوسکی جگہ اون تین مین سے کسی کو بدل دیتا ہے اور جبکہ کوئی شخص اون تین مین سے مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکی جگہ
پانچ مین سے کسی ایک کو بدل دیتا ہے اور جبکہ پانچ مین سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سات شخصون مین سے کسی کو
بدل دیتا ہے اور جبکہ ان سات مین سے کوئی مرتا ہے تو اوسکے بدلے اللہ تعالیٰ چالیس آدمیون مین سے کسی کو مقرر
کرتا ہے اور جبکہ ان چالیس مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ اوسکی جگہ تین سو مین سے کسی ایک کو مقرر کرتا ہے اور جبکہ ان
تین سو مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ موسکی عوض عوام مومنین مین سے کسی کو بدل دیتا ہے اون کے سبب سے اس امت

Marfat.com

کی بلا دفع کی جاتی ہی بعض عارفین نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذکر نہین کیا ہے کہ کوئی آدمی اون جیسا مقدس کے قلب پر ہے اس لئے کہ عالم خلق و امر مین اللہ نے حضرت کے دل کی طرح کوئی دل شریف اور لطیف پیدا نہین کیا ہے پس کسی کا دل اون کے دل کی برابر و مقابل نہین خواہ ابدال ہین سے ہو یا اقطاب مین سے خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عالم کبھی اولیاء اللہ سے خالی نہین ہوتا ہمیشہ اللہ تعالے کے برگزیدہ اشخاص اسمین موجود رہتے ہین ان کے چھ طبقے ہین اور ان چھ طبقون مین تین سو ۳۰۰ آدمی ہین پہلے طبقے مین تین سو شخص ہین جنھین نقبا کہا کرتے ہین اور دوسرے طبقے مین چالیس بزرگ ہین جنھین ابدال کہتے ہین اور تیسرے طبقے مین سات آدمی ہین جنہین اخیار کہتے ہین اور چوتھے طبقے مین پانچ آدمی ہین انہین عماد کہتے ہین اور پانچوین طبقے مین تین بزرگ ہین پھر اوتاد کہلاتے ہین اور چھٹے طبقے مین ایک ولی اللہ ہے یہ غوث کہلاتا ہے۔ اور قطب الاقطاب اور غوث اعظم اسی سے مراد ہے۔ سارے اولیاء اللہ سے اسی کا مرتبہ اعلی ہے یہی بزرگ باطن نبوت محمدی کا مظہر ہے۔ بعضون نے لکھا ہے کہ افراد تین شخص ہین جنکو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حسن متابعت کی وجہ سے تجلی فردیہ حاصل ہے اور قطب الاقطاب کے درجہ سے خارج ہین اور اوتاد چار آدمی ہین جن سے عالم کے چارون رکن قایم ہین اور مدلاء سات شخص ہین جنکو امناء اللہ کے کہتے ہین اور نجبا چالیس ہین جنکو رجال الغیب کہا کرتے ہین اور تمام اولیا مین کمتر مرتبہ نقبا کا ہے یہ تین سو بزرگ ہین انکو ابدار کہتے ہین یہ ساری قسمین اولیاء اللہ کی قیامت تک دنیا مین رہین گی کیونکہ عالم کا مدار انکی ذوات پر ہے ان کے سبب سے خلایق کی بلائین مندفع ہوتی ہین۔ اور شیخ علاؤ الدولہ عروہ مین کہتے ہین کہ زمین کو طے کر سکتے ہین پانی پر چل سکتے ہین اور آدمیون کی آنکھون سے چھپے ہوئے رہتے ہین اور ایسی تنگ جگہ مین جہان خلایق مجتمع ہو جمع ہوتے ہین مگر جسم ان کا لوگون کے جسمون سے نہین مس کرتا اور سایہ ان کا معلوم نہین ہوتا اور بلند آواز کے ساتھ قرآن و اشعار پڑھتے ہین اور روتے ہین اور وجد کرتے ہین پھر بھی کوئی آواز ان کا نہین سن سکتا اور جسمین کو نفس کر سکتے ہین مفلسون کو دیتے ہین اور شہر و زمین پھرتے چلتے ہین سال مین دو بار ایک جگہ جمع ہوتے ہین کہ ایکبار عرفہ کے دن عرفات مین جمع ہوتے ہین اور ایکبار ماہ رجب مین کسی ایسے مقام پر جمع ہوتے ہین جہان جمع ہونے کے لئے حکم ہوتا ہے بلال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بدلاے سبعہ مین سے تھے اور اہل شہادت مین سے سوا ے ایک آدمی کے کوئی ان کو نہین جان سکتا جب وہ مرتا ہے تب دوسرے کے مصاحب ہو جاتے ہین اور حذیفہ یمانی ان کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین واسطہ تھے اور حذیفہ ان کا سلام نبی علیہ السلام سے اور نبی علیہ السلام کا سلام ان سے کہتے تھے اور یہ حذیفہ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور علم قرآن و حدیث اُن سے سیکھتے تھے اور اُون کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے حذیفہ کے سوا کوئی شخص ان کو نہین دیکھ سکتا تھا اور ان کو خدا کا یہ حکم ہے کہ اپنے وقت کے نبی کی شرع کی

پیروی کیا کرین ہماری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین قطب ابدال عصام فرنی حضرت اویس کے چچا نے جب انہون نے انتقال کیا تو ابن عطا احمد کو یہ منصب ملا جو مکہ اور یمن کے درمیان مین رہتے تھے خواجہ قطب پارسا نے فصل الخطاب مین لکھا ہے کہ جسطرح آسمان مین دو قطب ہین ایک جنوب مین دوسرا شمال مین اور قطب جنوبی کے پاس کا تارہ سہیل ہی اور قطب شمالی کے پاس جدی اسی طرح زمین پر دو قطب ہین کہ ہر ایک کا ایک خاص مرتبہ ہے ایک کو قطب ابدال اور دوسرے کو قطب ارشاد کہتے ہین قطب ارشاد مرتبہ مین سہیل کیطرح ہے اور سیل سارے کواکب سے جرم اور روشنی اور خلائق کو نفع پہونچانے مین بڑا ہے اور قطب ابدال کا مرتبہ جدی کی طرح ہی اور اکثر آدمیون کی نظرون سے مخفی رہتا ہے قطبون کی قبرین غیر لوگون کی سے مخفی ہوتی ہین اور قطب سال مین ایکبار قطبون کی قبرون کی زیارت کرتا ہے اور جو کوئی اس کا طالب ہوتا ہے اوس سے بچتا رہتا ہے اور ایک جگہ مقیم نہین رہتا مگر جبکہ بیمار اور ناتوان ہوجاے اور قطب معالجہ کرتے ہین کہاتے ہین پیتے ہین بلکہ پہلے اس سے کہ ابدال ہون نکاح بھی کرتے ہین اور قطب عمر لمبی پاتا ہے خضر و الیاس سے صحبت رکھتا ہے اور نماز جماعت کے ساتھ خاصکر جمعہ کی ادا کرتا ہے۔

تنبیہ محدثین کہتے ہین کہ ابدال ایک قوم ہے کہ قائم رکھتا ہے خدا ے تعالیٰ اون کی برکت سے زمین کو اور وہ ستر تن ہین چالیس تن شام مین اور تیس اور ممالک مین اور ذکر اون کا حدیثون مین آیا ہے اور سیوطیؒ نے سنن ابوداؤد کی شرح مین کہا ہے کہ ذکر ابدال کا صحاح ستہ مین نہین آیا ہے۔ ابوداؤد کی ایک حدیث مین آیا ہے چنانچہ اوس نے ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هاربا الی مکة فیاتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه وهو کاره فیبایعونه بین الرکن والمقام ویُبعثُ الیه بعث من الشام فیُخسَفُ بهم بالبیداء بین مکة والمدینة فاذا رای الناس ذلک اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فیبایعونه الی اخر الحدیث یعنی جبکہ خلیفہ کی وفات کے بعد اہل حل وعقد کے درمیان اختلاف واقع ہوگا تو مدینہ کے رہنے والون مین سے ایک شخص نکلیگا اور وہ بھاگتا ہوا مکہ کو جائیگا (وہ شخص امام مہدی ہون گے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ ابوداؤد نے اس حدیث کو باب المہدی مین ذکر کیا ہے) مکہ کے رہنے والے اوس شخص کے پاس آکر اوسکو اوسکے مکان مین سے باہر بلائینگے اور اوسکو اپنا امام بنانے کے لئے اوس سے بہت الحاح کرینگے اور وہ شخص اس منصب کے اختیار کرنے سے خوش نہو گا۔ اہل کہ حجر اسود اور مقام اور ابراہیم کے درمیان اوس شخص سے بیعت کرینگے اوس امام پر شام کا ایک لشکر چڑھائی کرے گا یہ لشکر بیدا مین زمین کے اندر دھنس جائیگا (بیدا مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہی) جبکہ لوگ یہ حالت دیکھینگے تو اوس امام کے پاس تک شام کے ابدال اور عراق کی جماعتین آوینگی اور امام سے بیعت کرینگی

Marfat.com

اور حاکم نے بہی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور صحیح بتایا ہے لیکن سیوطی جمع الجوامع مین غیر صحاح ستہ سے ذکر ابدال
مین بہت سی حدیثین لائے ہین اکثر حدیثون مین اون کی تعداد چالیس ہے اور بعضی مین تیس اور ایک حدیث امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ سے لائے ہین کہ ابدال نے اس درجہ کو بہت سی نماز اور بہت سے روزون کی وجہ سے نہین پایا ہے
بلکہ یہ مرتبہ اون کو سخاوت نفس اور سلامتی دل اور مسلمانون کی خیر خواہی کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ای علی میری امت مین وجود ایسے لوگون کا کہ صفت ابدال پر ہون گندک سرخ سے کمتر ہے۔ اور اور حدیث
مین معاذ بن جبل سے آیا ہے کہ جس مین یہ تین صفتین ہون ابدال مین سے ہے۔ رضا بقضا اور صبر ممنوعات سے اور غصہ کرنا
دین خدا کے سبب سے۔ اور امام غزالی احیاء العلوم مین لائے ہین کہ جو کوئی یہ دعا ہر روز تین بار پڑہے اللھم اغفر لی
لامۃ محمد ارحم امۃ محمد اللھم تجاوز عن امۃ محمد اوس کے لئے درجہ ابدال کا لکہا جائے اور شقجات
عالمگیر بادشاہ موسوم بہ کلمات طیبات مدونہ عنایت اللہ منشی بادشاہ موصوف مین لکہا ہے کہ جو کوئی روز تین بار
اسے پڑہ لیا کرے تو ابدال مین سے ہو جائے اللھم اصلح امۃ محمد اللھم ارحم امۃ محمد اللھم فرج
عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عصائب بہی مردان خدا کی ایک قوم ہے جیسے کہ ابدال اور امیر المومنین
علی سے روایت ہے کہ ابدال شام مین ہوتے ہین اور نجبا مصر مین اور عصائب عراق مین اور بعضے کہتے ہین کہ عصائب
سے مراد نیک اور زاہد اور عابد لوگ ہین اور احمد نے اپنی مسند مین شریح بن عبید تابعی سے روایت کی ہے کہ کہا ذکر اہل
الشام عند علی رضی اللہ عنہ وقیل العنھم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ
رجلا یسقی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب یعنی
حضرت علی کے سامنے کسی نے اہل شام کا ذکر کیا اور بعض نے اون سے یہ کہا کہ ای امیر المومنین آپ اہل شام پر لعنت کیجیے
آپ نے جواب دیا کہ ہم اہل شام پر لعنت نہین کرتے کیونکہ ہمنے رسول مقبول کی زبان سے سنا ہے کہ ابدال شام مین ہوتے ہین
اور وہ چالیس تن ہین جبکہ اون مین سے کوئی شخص مرتا ہے تو اللہ پاک اسکی جگہ دوسرے مرد کو بدل دیتا ہے اون کے
وجود و برکت سے مینہ برستا ہے اور اون کی مدد سے دشمنون سے بدلا لیا جاتا ہے اور اہل شام سے اون کی برکت کی
وجہ سے عذاب دور کیا جاتا ہے اور ابدال کا وجود اور حدیثون مین بھی حضرت علی سے آیا ہے اور شیخ ابن حجر نے
ان حدیثون کے ذکر کے بعد اور حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا
کہ امت کے نیک آدمی پانسو آدمی ہین اور ابدال چالیس ہین نہ یہ پانسو کم ہوتے ہین اور نہ یہ چالیس گہٹتے ہین
جبکہ ابدال مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالی اوسکے بدلے پانسو مین سے ایک شخص کو مقرر کر دیتا ہے صحابہ نے عرض
کی حضور اون کے اعمال ہم سے بیان کرین جن کی وجہ سے اون کو یہ مرتبہ ملتا ہے فرمایا کہ اون کی یہ عادت ہے کہ جو

Marfat.com

اونپر ظلم کرے اوسے معاف کرتے ہین اور جو اون کے ساتھ برائی کرے اوس کے ساتھ نیکی کرتے ہین اور جو چیز خدا تعالے نے اونکو دی ہے اوس سے اوسکی خبرگیری کرتے ہین اور تصدیق خدا تعالی کی کتاب مین ہے کہ فرمایا الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین یعنی غصہ کے کھانے والے اور لوگون کے قصور معاف کرنے والے اور اللہ نیکی کرنے والون کو چاہتا ہے انتہی۔ بعض علماے حدیث نے کہا ہے کہ حدیث ابدال واوتاد واقطاب وغوث سراسر موضوع وغلط ہے اگرچہ ابو نعیم نے حلیہ مین اور دوسرون نے بھی اوسکو ذکر کیا ہے اسی طرح وہ احادیث بھی جن مین اولیا۔ نقبا۔ نجبا وغیرہ کی تعداد بتائی ہے غلط ہین۔ سلف نے ان باتون کا ذکر بھی نہین کیا ہان ابدال کا لفظ سلف نے بیان کیا ہے چنانچہ حضرت علی کی حدیث مین جو مسند امام احمد مین آئی ہے موجود ہے اور اوس حدیث مین ان کی تعداد چالیس آدمی شام مین بتائی ہے۔ مگر یہ حدیث منقطع ہے۔ اور مشرکین عرب وترک وہنود واہل فارس وحکماے یونان مین ایسے آدمی گذرے ہین کہ زہد وعبادت اور علم رکھتے تھے اور مکاشفات اور خوارق عادات اونکو حاصل ہوتے تھے لیکن جو کہ یہ ما جاء بہ الرسل پر ایمان نہین لائے اور انبیا کے احکام کی تعمیل نہین کی اس لئے ان کا شمار اعداء اللہ مین ہے اور ان کا کمال ان کے لئے وبال ہو گیا +

خضر والیاس کا بیان اور اس بات کی تحقیق کہ الیاس وادریس ایک ہی شخص ہین یا دونون مین غیریت ہے

خضر کا نام ملکان ہے اور کنیت ابو العباس ہے۔ شیراز کے علاقہ مین پیدا ہوئے تھے اور خضر کے دادا الیاس بن سام بن نوح کے بھتیجے ہین اور خضر کا سلسلہ نسب یون ہے۔ ملکان بن ملیان بن کلیان بن سمعان بن سام بن نوح علیہ السلام اور بعض نسخون مین بجاے ملیان طیان مندرج ہے اور جامع الاصول مین ابن اثیر نے کہا ہے کہ خضر کا نام بلیا بن ملکان اور بقولے کلیان بن ملکان ہے اور خضر والیاس دونون کتب شرعیہ کا مطالعہ اور شریعت کی پیروی کرتے ہین اور خضر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت حدیث بھی کرتے ہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ہے اذا رأیت الرجل لجوجا معجبا برأیہ فقد تمت خسارتہ یعنی جب تو کوئی جھگڑالو اور مونھ زور اور اپنی رای پر غرور کرنے والا آدمی دیکھے تو سمجھ لے کہ اوسپر خرابی اور نقصان کا خاتمہ ہو گیا اور یہ بھی خضر کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار بنی شیبہ کے گھر مین بہت سے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور دشمنون کی کثرت کی وجہ سے غمگین ہو رہے تھے حضرت نے فرمایا ما من مومن یقول صلی اللہ علیہ وسلم علی محمد الا نصرہ اللہ قلبہ ونورہ یعنی جو کوئی مومن مجھپر درود بھیجے تو اللہ تعالی اوسکے دل اور نور کی مدد کرتا ہے۔ اور خضر یہ بھی کہتے ہین کہ مین اور الیاس ایکبار اشموئیل پیغمبر کی ہمراہ ایک دریا کے کنارے پر موجود تھے دشمن اونپر اور اون کے ساتھیون پر غالب ہو گئے اشموئیل نے اپنے دوستون سے کہا کہ یہ کہو

اللہ محمد پر درود بہیجے اور حملہ کرو جب ایسا کیا تو دشمن زک پاکر بہاگ گئے اور بہت سے دریا مین ڈوب کر مر گئے سنہ ۷۲۲
ہجری مین مدینہ کے راستہ مین شتربانون مین لڑائی ہوئی پتہر چلے خضر کے سر پر بہی ایک پتہر لگا اور تین مہینے تک درم رہا
اور کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ ظالم کے پنجہ سے مظلوم کو چہوڑانے کے لئے قطب اور یاران قطب کو بہی مارتے ہین اور برا کہتے
ہین اور حق تعالی خاتم الانبیا کے ظہور سے پیشتر دندان و اعضاے خضر مین ہر پانسو برس کے بعد تجدید کرتا تہا اور جب سے
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور کیا ہے تو اوسوقت سے ایکسو بیس برس کے بعد سے تجدید ہونے لگی ہی سنہ ۷۲۱ مین ساتوین
تجدید تہی۔ اور شیخ علاء الدولہ نے ایک اور کتاب مین سواے عروہ کے لکہا ہے کہ خضر کہتے ہین کہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی مجلس مین یہ کہکر بیٹہے بسم اللہ الرحمن الرحیم صلی اللہ علی محمد تو خدا تعالی ایک فرشتہ اسلئے
تعینات کر دیتا ہے کہ وہ کسیکی اس شخص سے غیبت نہین کرانے دیتا ہے اور جب اوٹہے تو یہی یہی کہکر اوٹہے اس لئے کہ ایک فرشتہ
اللہ تعالی اس لئے مقرر کر دیتا ہے کہ کوئی اسکی غیبت بعد اسکے نہین کر سکتا مگر مولانا عبد الرزاق کاشی نے ان سب اقوال کی
تغلیط کی ہے اور اصطلاحات مین کہا ہے کہ خضر کنایہ ہے بسط سے اور الیاس قبض سے اور یہ سمجہنا کہ خضر ایک شخص انسان ہے
جو زمانہ موسی علیہ السلام سے اب تک بدستور موجود ہی یا کوئی روحانی شخص ہی کہ جب کسی کے لئے کچہہ ارشاد کرنا ہوتا ہے تو اپنے
جسد عنصری مین متمثل ہو جاتا ہے یہ بات میرے نزدیک تحقیق سے عاری ہی۔ اور شیخ صدر الدین قونوی نے کتاب تبصرۃ المبتدی
وتذکرۃ المنتہی مین کہا ہے کہ خضر کا وجود عالم مثال مین ہے صاحب فصل الخطاب نے کہا ہے کہ خضر و الیاس کے وجود سے انکار
کرنا سراسر نادانی و جہل ہی یا یہ سمجہنا کہ یہ دونون نبی نہ تہے اور نہ اب ہین جس سے ختم نبوت مین نقصان عائد ہوتا ہے یہ بہی
اوسکی غلطی ہی۔ اور شیخ محی الدین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وجود خضر کے مقر ہین اور فتوحات کے پچیسوین باب مین
کہتے ہین کہ شیخ ابو العباس عریبی مجہسے کچہہ بات کہتے تہے اور مین اوسے قبول نہ کرتا تہا جبکہ اون سے جدا ہوا تو ایک شخص
مجہسے ملا اور کہا کہ شیخ ابو العباس کی اس بات کو مان لینا چاہیے مین اوسی وقت شیخ ابو العباس کے پاس لوٹکر
گیا تو اونہون نے کہا کہ جب تک خضر تمسے نہ کہینگے تم میری بات تسلیم نہ کروگے مینے کہا کہ دروازہ توبہ کا کہلا ہوا ہے
فرمایا توبہ مقبول ہی۔ اور اونہون نے کہا ہے کہ مینے خرقہ تصوف کا ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن جامع کے ہاتہہ سے
پہنا ہے اور ابن جامع نے خضر علیہ السلام کے ہاتہہ سے پہنا تہا بلکہ بے واسطہ بہی اونہون نے خضر علیہ السلام سے
فیض پایا ہے یہ قول اونکا ہے صحبت انا والخضر علیہ السلام وتأدبت بہ واخذت عنہ فی وصیۃ
اوصانیہا شفاہا التسلیم بمقالات الشیوخ وغیر ذلک۔ اور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے
حالات مین لکہا ہے کہ فرماتے تہے ایکبار مینے چالیس دن تک کچہہ نہ کہایا بعد چالیس دن کے ایک آدمی کچہہ کہانا
لایا اور میرے پاس رکہکر چلا گیا مین نہایت بہوکا تہا نفس نے چاہا کہ کہا لیا جائے مگر مینے کہا کہ مینے جو اللہ سے عہد
کیا کہ جب تک کوئی دوسرا اپنے ہاتہہ سے نہ کہلائے گا مین کچہہ نہ کہاؤنگا اوس عہد کو نہ توڑونگا نفس بہوک کے

Marfat.com

صدر سے الجمع الجمع کرنے لگا اوسوقت میرے پاس ابو سعید مخرمی آگئے اونھون نے جو میرے بیان کی آواز سنی تو کہا اے عبد القادر یہ کیسی آواز ہے میں نے کہا کہ نفس کا قلق و اضطراب ہے لیکن روح ویسی ہی خداوند تعالیٰ کے مشاہدہ میں برقرار ہے شیخ ابو سعید بولے کہ تم میرے مکان کو چلو اور خود پتہ گئے میں اپنے نفس سے کہا کہ کبھی بیابانوں میں خضر کے لئے سے کبھی شیخ دروازہ پر کہ سے ملے ہو اختیار میں تمہارے اے عبد نادر کیا پیرا کہ تمہارا کام باقی نہ تھا جو حضرت کے کی بھی ضرورت پڑی اور ابو بکر وراق نے کہا ہے کہ میرے پیر یعنی یوسف ہمدانی کے پاس ہر ایک یکشنبہ کو خضر علیہ السلام آتے اور دونوں باہم واقعات پوچھتے اور بیان کرتے تھے۔ اور شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ محمد بن علی بن جعفر بغدادی معروف بہ ابو بکر کتانی خضر علیہ السلام کے ساتھ صحبت دار تھے۔

فائدہ جلیلہ شیخ محی الدین نے فتوحات میں کئی جگہ اس بات کو بیان کیا ہے کہ حضرت خضر و الیاس عنصری کے ساتھ باقی ہیں اور فتوحات میں بھی لکھا ہے کہ چار شخص انبیاء و مرسلین میں سے اپنے اجسام عنصری کے ساتھ باقی ہیں (۱) حضرت ادریس جو چوتھے آسمان پر رہتے ہیں اور ساتوں آسمان عالم دنیا میں سے ہیں اور دنیا جب تک باقی ہے باقی رہینگے اور دنیا جب فنا ہو گی فنا ہو جائینگے (۲) حضرت الیاس (۳) حضرت عیسیٰ (۴) حضرت خضر اور یہ چاروں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر چلتے ہیں۔ اور شیخ صدر الدین قونوی نے کہا ہے کہ حضرت خضر کا وجود عالم مثال میں ہے سو شیخ اکبر کے اور اون کے قول میں منافات نہیں اس لئے جائز ہے کہ خضر عالم دنیا میں جسم عنصری کے ساتھ بھی ہوں اور عالم مثال میں بھی رہتے ہوں اور دلیل اسپر یہ ہے کہ اسے محی الدین کے اکثر اولیاء اللہ دنیا میں سے بعض آدمیوں پر مثالی صورتوں میں ظاہر ہوئے ہیں اس میں تو شک نہیں کہ چار شخص مقدس جسم عنصری کے ساتھ باقی ہیں مگر کلام اسمیں ہے کہ یہ چار شخص ہیں یا تین شخص اس لئے کہ شیخ موصوف نے کتاب فصوص الحکم کی فص الیاسی میں کہا ہے کہ الیاس اور ادریس ایک ہی شخص ہیں اور شیخ محب اللہ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیخ کو یہ بات کہ الیاس اور ادریس ایک ذات ہے مشاہدہ سے معلوم ہوئی کہ تمام اولیاء انبیاء کو اونھون نے دیکھا ہے پھر شیخ محب اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ادریس کا نزول شمس حضرت عیسیٰ کے بعد ہے اس تقدیر پر معلوم ہوا کہ حضرت ادریس آسمان سے دنیا میں اونچے اور ہدایت رسول بنے تو یہاں اون کا الیاس ہونا اور شیخ اکبر نے فص الیاسی میں یہ بھی کہا ہے کہ حضرت الیاس قبل نوح علیہ السلام کے نبی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اون کو آسمان پر اوٹھا لیا اور آسمان سے اپنا رسول بنا کر نازل کیا پس اللہ تعالیٰ نے اون میں مرتبہ نبوت و مرتبہ رسالت دونوں جمع کئے اس قول کی مطابق بجائے چار شخصوں کی تین ہی شخص ہوتے ہیں ایک حضرت الیاس کہ وہی حضرت ادریس بھی ہیں۔ دوسرے حضرت عیسیٰ اور یہ دونوں رسول ہیں۔ تیسرے حضرت خضر کہ نبی ہیں

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے کلام مین تعارض ہے اور مولوی جامی نے کہا ہے کہ شیخ نے جو الیاس اور ادریس کو ایک ذات بتایا یہ اون کے مشاہدات پر مبنی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مطہر سے اونھون نے اس بات کو اپنے مشاہدات مین معلوم کیا ہے اسلئے کہ یہ کتاب فصوص الحکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اون کو ملی ہے جو بالکل سچی ہے اور فتوحات مین جو شیخ موصوف نے الیاس اور ادریس کو دو شخص علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے یہ قول مشہور کی متابعت ہے اسصورت مین تعارض دفع ہو گیا اور مولوی صاحب نے تعارض دفع کرنے مین دوسری توجیہ یون کی ہے کہ فتوحات مین دونون کا علیحدہ علیحدہ دو ذات ہونا اسوجہ سے کہا ہے کہ ایک بدن سماوی ہے۔ ایک دنیاوی پس ان دو علیحدہ علیحدہ بدنون کی وجہ سے دو ذات شمار کیا ہے اور فصوص الحکم مین دونون کو ایک ذات اسلئے مانا ہے کہ روح ان دونون اجساد مین ایک ہی تھی مولوی صاحب کی پہلی توجیہ تو اکثر شراح فصوص الحکم کی راے کے مطابق ہے مگر یہ توجیہ صحیح نہین اسلئے کہ شیخ اکبر کا سیاق کلام اسکے خلاف پر شہادت دیتا ہے کیونکہ اونھون نے فرمایا ہے کہ دنیا انمین چار رکن مفرد ہیں بزرگون کے سبب سے باقی ہے اور یہ چار رکن اوتاد ہین اور وہ ان مین سے امام بھی ہین اور ایک ان مین سے مرتبہ قطبیت کا رکھتا ہے پس یہ چارون دنیا مین اوسوقت تک باقی رہینگے جب تک دنیا کو بقا ہے اور یہ چارون شرع محمدی کے قطب ہیں مگر اکثر لوگ اس خطاب سے غافل ہین کہ چارون دنیا مین اوتاد ہین اور ابدان مین سے ایک کی وجہ سے لوگون کے ایمان کی محافظت کرتا ہے اور دوسرے کی وجہ سے ولایت کی محافظت کرتا ہے اور تیسرے کی وجہ سے نبوت کی اور چوتھے کی وجہ سے رسالت کی محافظت کرتا ہے اور ان چارون کی وجہ سے اللہ تعالی دین حنفی کی حفاظت کرتا ہے اور یہ بات شیخ اکبر کشف سے کہتے ہے اور مشہور اسکے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ دین حنیفی کی حفاظت فرمانے اسی امت کے قطب کی وجہ سے کرتا ہے اور یہ بات شیخ اکبر کے خصوصیات مین سے ہے اور شیخ نے کہا ہے کہ وہ ولی جو اس امت کا قطب ہوا کرتا ہے چونکہ وہ انہین چارون کے قدم پر ہوتا ہے اسلئے اوسکے وجود سے حفاظت ظہور مین آتی ہے اور مولوی جامی نے دوسری توجیہ جو بیان کی وہ احتمال صدق کا رکھتی ہے اوس تقدیر پر کہ اون دونون مختلف بدنون مین سے ایک سماوی ہے اور دوسرا دنیاوی۔ بدن سماوی تو مثالی ہوا اور دنیاوی عنصری ہو مگر یہ توجیہ فتوحات کی عبارت سے لگا نہین کھاتی کیونکہ اوسکی عبارت سے تو صاف یہ بات ثابت ہے کہ دونون جسم عنصری ہین اور فصوص الحکم کے اس قول سے کہ الیاس قبل نوح کے نبی تھے پھر اللہ نے اون کو آسمان پر اوٹھا لیا پھر رسول بنا کر دنیا مین اوتارا یہ بات پائی جاتی ہے کہ الیاس اسی جسد عنصری کے ساتھہ دنیا سے آسمان پر اوٹھائے گئے اور اوسی جسد عنصری کے ساتھہ پھر دنیا مین نازل کئے گئے اسی وجہ سے شیخ محب اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ادریس کا نزول دنیا مین مثل نازل ہونے حضرت عیسی کی ہے۔

شیخ اکبر کے دونون قولون کے تعارض دفع کرنے کی بہتر صورت ہے کہ ادریس نبی تھے اور رسول نہ تھے اسلئے کہ

اول رسول نوح علیہ السلام ہین جیسا کہ حدیث شفاعت سے ثابت ہے اور ان کو ایسا مقام ولایت کا حاصل تہا جو نبی کے لائق ہوتا ہے جو رسول نہین ہے اور اسوجہ سے حضرت ادریس حکمت قدوسیہ کے ساتہہ خصوصیت رکہتے تہے جب زمین پر آئے تو رسول ہوئے اور اب انکو ولایت مین وہ مقام ملا جو رسول کے مناسب ہوتا ہے اور اسوقت مین حکمت الیاسیہ کے ساتہہ مخصوص ہوئے پس دونون ایک ہی ذات ہین اور تغائر دونون مین اعتباری ہے کہ ولایت بنوبہ حاصل ہوئی اور حکمت قدوسیہ کے ساتہہ خصوصیت رکہنے کی وجہ سے الیاس کہلائے پس یہ ذات مین کہ اجساد عنصری اور حیات دنیاوی کے ساتہہ باقی ہین تین تن اور تین شخص ہین مگر مرتبہ اور مقام کی وجہ سے چار مانے گئے پس اوس مقام کے اعتبار سے کہ جس مین ادریس کہلاتے ہین مقام روحانی اون کا فلک شمس ہے اور اوس مقام کے اعتبار سے کہ جس مین الیاس کہلاتے ہین اپنے جسد کے ساتہہ زمین پر رہتے ہین +

کامل حکیم - خلیفہ - مؤید بروح القدس - ہادی - امام منذر و نذیر نبی شہید صالح

صانع عالم نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے حسب ارادۂ خود مخلوقات کو پیدا کر کے انتظام اور بندوبست کامل طور سے کیا اور ہر ایک کو انتظام دنیوی کے امور اون کے مناسب عطا کئے درندون کو دانت اور پرندون کو پر درختون مین پہل پہول رنگ برنگ دئے غرضکہ یہ گلشن عالم صد بہار عجیب طرح پر ہے کہ جسکو عقل ہی دیکہکر حیران ہے کہین خزان سے پتے جہڑتے ہین کہین صبا کے جہونکون سے غنچے کہلتے ہین کہین چاند سورج کی چمک سے طرح طرح کے فائدے اوٹہائے جاتے ہین سب حیوان و شجر و حجر و بحر و بر اوسکی خدائی کا اقرار کرتے ہین وہ اپنے اس گلشن عالم کی نیرنگیون کا تماشا دیکہتا ہے جو دل مین آتا ہے کرتا ہے حضرت انسان کو اشرف المخلوقات کا خلعت پہنایا پہر اوسکو فکر معاش و معاد مین پہنسایا شجر حجر درند پرند بوجہ نہونے عقل کلی کے فکر معاد سے آزاد رکہے گئے حضرت انسان کو جون ہی شرف حاصل ہوا ساتہہ ہی اوسکے ہزارون تکلیف اوٹہانے کا روادار ہوا اور یہ حفظ امانت یعنی شرف خداداد اسی کے حصہ مین کما قال اللہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا و اشفقن منہا و حملہا الانسان یعنی ہمنے آسمان اور زمین اور پہاڑ کے آگے امانت پیش کی وہ نہ اوٹہا سکے اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اوسکو اوٹہا لیا + آسمان ہاے اپنے بنتے ہوئے کشیدہ قامتی مین دیوانہ زدند + اوس رحیم و کریم کو اپنے پیارے انسان کے دین و دنیا و معاش و معاد دونون کے انتظام کرنے پڑے انتظام معاش کو قواے نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ عطا کئے کہ جسکے ذریعہ سے اپنی ضروریات کو اچہی طرح پورا کرتا اور بجا لاتا ہے اوسکے بعد دوسرے اسباب معاش کے پیدا کرنے کو بعض اشخاص ممتاز کئے اور اونکو علی حسب مراتب وہ قوتین بخشین اور اون کے دلون مین الہام کیا کہ جس سے طرح طرح کے فنون ایجاد کئے گئے اور ہر ایک جدا جدا

فن کرنے لگا اور ایک دوسرے کو فائدہ بخشنے لگا کہ جس سے حالت تمدنی پیدا ہوئی انتظام معاد کے لیئے عقل دی مگر محض عقل سے کام چلنا دشوار ہوا کیونکہ اکثر عقل کو قوت وہمیہ سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہو کر تنگ آجاتی ہے مثلاً بہت اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے آدمی گھبراتا ہے حالانکہ بحکم عقل وہان سے نہین گر سکتا مگر وہم ایسا گھیر لیتا ہے کہ آخر لڑکھڑا کر گر ہی پڑتا ہے اور عقل ہمیشہ حواس کے ذریعہ سے کام کرنے کی عادی ہے ہر وقت انسان کی عقل ایک سان نہین رہتی لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپے مین کئی حالت پر رہتی ہے علیٰ ہذا القیاس تندرستی اور بیماری مین بھی بہت فرق ہوتا ہے پس انسان کی اصلاح حال و تہذیب نفس و نفع آخرت کے واسطے اوس منتظم حقیقی نے چند برگزیدہ لوگون کو پیدا کیا جنکو **فہیم** کہتے ہین اونکو بذریعہ الہام طرح طرح کی قوتین بخشین انکی قوت ملکیہ نہایت علو پر ہوتی ہے انکو دلون سے حجاب جسمانی دور کیئے جاتے ہین انکو عالم ملکوت کے عجائب اسرار دکھائے جاتے انکے چند اقسام ہین۔

(۱) **کامل** یہہ وہ ہین جو عبادت سے تہذیب نفس کرنے کے علوم رکھتے ہین۔

(۲) **حکیم** ان کو اخلاق حمیدہ و تدبیر منزل وغیرہ کے علوم دیئے جاتے ہین۔

(۳) **خلیفہ** ان کو سیاست کلی و عدل و انصاف کے علوم ملتے ہین۔

(۴) **موئید بروح القدس** وہ لوگ جن سے عالم بالا کے لوگ کلام کرتے اور دکھائی دیتے ہین۔

(۵) **ہادی** وہ ہین کہ جن کے دل و زبان پر نور اور وہ فیض رکھا گیا ہے کہ اونکی صحبت سے لوگ مراتب کمالیہ کو پہونچتے ہین اون کو ہر دم ہدایت نمائی کا خیال رہتا ہے۔

(۶) **امام** وہ ہین جو ملت و مذہب کی اصلاح کے علوم اور اونکے زندہ کرنیکے طریقے سکھاتے ہین۔

(۷) **منذر و نذیر** وہ ہین کہ علایق جسمانی سے دور ہو کر عالم حشر و قبر کے احوال پر مطلع ہو جاتے ہین یا کسی قوم کی آفات و بلیات پر واقف ہو کر لوگون کو اوس سے خبردار کرتے ہین۔

(۸) **نبی** وہ انسان ہے کہ قوت نظریہ و عملیہ مین مرتبہ کمال رکھتا ہو اور خدا تعالیٰ نے اوسکو ہدایت خلائق کے واسطے مبعوث کیا ہو اور خدائے تعالیٰ نے ہر آدمی کو دو قوتین دی ہین ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ قوت نظریہ اوسکو کہتے ہین کہ ہر چیز کو اوس قوت سے پہچان لیوے اور قوت عملیہ اوسکو کہتے ہین کہ جو نیک اور بد آدمی سے ہوتا ہے اوسی قوت سے صادر ہوتا ہے سو حق تعالیٰ نبی کو بلا واسطہ تربیت فرماتا ہے اسواسطے کہ تاثیر انوار کی اوسکی قوت نظریہ مین ایسی بخشی ہے کہ غلطی اور شبہہ اوسکی نظر مین ہرگز نہین آتا اور اوسکی قوت عملیہ کو وہ ملکہ دیا ہے کہ بسبب اوسکے ہر نیکی اوس رغبت کے ساتھ ہونے لگتی ہے اور ہر بدی سے محفوظ رہتا ہے یہان تک کہ معصوم ہو جاتا ہے اور بسبب قوت عملیہ کے عقل اوسکی کمال کو پہونچ جاتی ہے اوس کے بعد خلقت کی تعلیم کے لئے اوٹھایا جاتا ہے اور اوسکی طرف وحی آتی ہے اور عوام کے واسطے اوسکے ہاتھ سے خوارق عادات جنکو معجزہ کہتے ہین ظاہر ہونے لگتے ہین اور خواص کے واسطے اوس کے

Marfat.com

اخلاق کریمہ بخشتے ہین اور علوم صادقہ نصیب کرتے ہین اور بیان شافی اور حجت واضح اوسکو عطا فرماتے ہین اور صحبت مین اوسکی انوار برکات پیدا کرتے ہین +

(۹) **رسول**- اوسکو ان سب اوصاف نبوت کے علاوہ شریعت جدید اور کتاب آسمانی بھی ملتی ہے اور اوسکے سرد ہمتی جسکو وہ نفس قدسی عطا ہوتا ہے اوسمین اوسکی انوار اس طرح منعکس ہوتے ہین جسطرح آفتاب کے انوار آئینہ مین اور پھر اوسکی یہ عادات ہونے لگتی ہین تو اوسکو کرامت اور اوس شخص کو **ولی** کہتے ہین پس رسول بمنزلہ آفتاب اور ولی بمنزلہ آئینہ کے اس سے خوب معلوم ہو گیا کہ جس مین ایسے کمالات ہون وہ نبی ہے نہ یہ کہ نبوت کسی قوت کا نام ہے جو انسان کے دماغ مانند اور قوی کے تعلق رکھتی ہے بھی خاص فیض الٰہی مخصوص لوگون کو عطا ہوا ہے اب یہ مرتبہ محنت و ریاضت سے کبھی نہین ہو سکتا کیونکہ انتظام تا بشریعت محمدی سے ہو چکا ہے +

(۱۰) **صدیق** وہ ہے کہ قوت نظریہ اور عملی مثل قوت نظریہ انبیا کے ہوتی ہے خواہ نبی ہو خواہ نہو ہے ہوتے ہین بلکہ اور عمل اول سے ایسے حاصل ہوتے ہین کہ نفس کو ہرگز شک و شبہ نہین ہوتا ہے اور ہمیشہ یہ ہی قصد مین تردد نہ کرے یعنی اللہ پر توکل کرکے اوس کام کو کرنے لگے اور اس بات پر چندان خیال نہ کرے اور اگر پیش مین اوسکے بڑی سی بڑی مصیبت آجائے تو ادھر سے اودھر نہ دیکھے بلکہ سوائے خیال حق تعالیٰ کے دوسری طرف خیال نہ کرے اور ظاہر اور باطن مین ایکسا ہووے اور خواب کی تعبیر خوب جانے +

(۱۱) **شہید** وہ ہے کہ جو نبی نے اوسکو پہونچایا ہے اوس حکم کو ایسے یقین کے ساتھ قبول کرے کہ گویا آنکھ سے دیکھتا ہے اور اللہ کی راہ مین اپنی جان اور جو سب چیزون سے آسان جانے گو وہ شہید ہو یا نہو اللہ کے نزدیک وہ شہید ہے اور قوت عملیہ اوسکی اپنے کمال مین نزدیک قوت انبیا کے ہوتی ہے +

(۱۲) **صالح** وہ ہے کہ اپنے ظاہر کو فاسد باتون سے پاک کرے اور اپنے باطن کو برے عیبون سے بچائے اور ہمیشہ سے دور رہے اور یاد حق مین ایسا محو ہووے کہ گنجایش دوسری چیز کی اوس کے دل مین نہ رہے +

حق تعالیٰ ان تمام اقسام کے برگزیدہ لوگون کو دوست رکھتا ہے اون کے رزق کی کفالت کرتا ہے بلکہ عزت سے دیتا ہے کہ اسیرون کو اوس عزت سے نہین ملتا اور ظاہر مین سب لوگون سے اونکو امتیاز دیتا ہے اور دشمنون سے اونکو محفوظ رکھتا ہے اور اون کے دلون مین اپنی عزت اور عظمت ڈالتا ہے اوسکے سبب سے کسی بادشاہ اور امیر کی عزت کو خیال مین نہین لاتے اور کلمۂ حق کہہ دیتے ہین اور اون کی خدمت کے واسطے کمر نہین باندھتے اور حق تعالیٰ اون کی ہیبت کو بلند کر دیتا ہے ہرگز دولت اور نصیب کے خیال مین نہین کرتے ہین اور اوسکے دلون کو روشن کر دیتا ہے کہ اوس کی حق کے اشاری کو پہچان لیتے ہین اور اون کی صورتون مین وہ ہیبت پیدا کر دیتا ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ جبارون سے کانپتے ہین اور بڑے بڑے سرکش اون سے دب چلتے ہین +

Marfat.com

ملاحدہ کہتے ہین کہ اولیا پر تکلیف نہین اور فقہا کہتے ہین کہ یہہ کفر ہے

ملاحدہ کہتے ہین اولیا پر تکلیف نہین اور اس آیت کے ساتھہ استدلال کرتے ہین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اپنے رب کی عبادت کر یقین آنے تک اور فقہا کے نزدیک یہہ کفر ہے اس لئے اس آیت مین الیقین سے مراد موت ہے سب مفسرین کا اسپر اتفاق ہے کذا قال الملا علی قاری فی شرحہ علی فقہ اکبر پس ہر شخص موت تک تکلیف عبادت مکلف رہتا ہے بشرطیکہ عاقل بالغ ہین خواہ کوئی نبی ہو یا ولی یا مومن صالح ہو یا کوئی اور ہو کسی سے بھی عذر شرعی احکام شرعی معاف نہین جسطرح اور سب پر فرض واجب ہین اسی طرح ولی نبی پر جسقدر خطابات تکلیف شرعی مین وارد ہین سب عام ہین کسی کی اسمین خصوصیت نہین بعض گمراہ لوگ جنکو مباحیین کہتے ہین اونہون نے یہہ قرار دے رکھا ہے کہ جب بندہ صدق دل سے ایمان لائے اور نہایت محبت رکھے اور صفائی قلب اسے حاصل ہو جائے تو اوس سے شرع کی امر و نہی دور ہو جاتی ہے اور ہر گناہ اوسکو مباح ہوتا ہے پھر اوسکے سبب اللہ اوسکو دوزخ مین داخل نہ کریگا اور اونمین سے بعض تو یہ کہتے ہین کہ اسدرجہ مین سب عبادات ظاہری اوسکے ذمہ سے دور ہو جاتی ہین فقط تفکر آیات اوسکی عبادت ہوتی ہے سو یہہ کفر اور گمراہی ہے کیونکہ سب سے محبت الہی اور صفائی قلب اور ایمان مین انبیا علیہم السلام کامل ہین خصوص جناب سید الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے ہر ایک کمال مین اکمل ہین کوئی فرد بشر اونکی برابر نہین تو اون کے لئے تو اور زیادہ تکلیف شرعی نہی ساقط ہو جانا تو درکنار سب سے الگ خاص آنحضرت پر نماز تہجد فرض تھی کہ شب بیداری کرتے ہوئے پائے مبارک ورم کر آتے ہے ترمذی نے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس اشد بلاء قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینہ فان کان فی دینہ صلبا اشتد بلاءہ وان کان فی دینہ رقۃ ابتلی علی دینہ یمشی علی الارض ما لہ ذنب یعنی نبی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ کون شخص محنت و مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے فرمایا انبیا اور اون کے بعد وہ شخص جو انبیا سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے آدمی اپنے دین و دیانت کے موافق مبتلا کیا جاتا ہے جتنا زیادہ اپنے دین مین پختہ ہوتا ہے اوسکی مصیبت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے اور جو دین مین کچا ہوتا ہے تو اوسکی مصیبت بھی کم ہوتی ہے پس جو شخص اپنے دین مین پختہ ہوتا ہے وہ ہمیشہ مصیبت مین گرفتار رہتا ہے اور اوسکی مغفرت اس مصیبت کی وجہ ہو جاتی ہے یہان تک کہ وہ گناہون سے پاک ہو کر زمین پر چلتا ہے یہی وجہ ہے کہ انبیا پر ایک ذرا سے سہو سے بھی بہت بڑا عتاب الہی نازل ہوتا تھا۔ ابو سعید خراز نے کہا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔ زبدۃ الاسرار وغیرہ مین لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے تھے کہ مینے سیاحت مین ایکبار ایک نور دیکھا کہ اوس سے افق منور ہو گیا اور اوسمین سے ایک صورت ظاہر ہوئی اوس صورت نے مجھسے پکار کر کہا کہ اے عبد القادر مین تمہارا پروردگار ہون مینے تم پر تمام چیزون کو حلال کر دیا جسکو چاہے استعمال کرے مینے یہ سنکر کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم دور ہو اے لعین فوراً وہ نور تاریکی سے مبدل ہو گیا اور وہ صورت

وہ حیران بنگئی اور کہا اے جلالقادر تنے بڑے ہاتھ سے نجات پائی اپنے علم و فراست کی وجہ سے تونے اوس طرح سترہ دیا ہے
کو گمراہ کر دیا ہے۔ اور یہ جو بعضی کتابون مین کہا ہے اذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب یعنی جب بندہ کو اللہ تعالیٰ
دوست رکھتا ہے تو کوئی گناہ اوسے نقصان نہین پہونچا سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اوس بندہ کو گناہ
کرنے سے روکتا ہے اور یہ معنی نہین ہین کہ امر و نہی اوس سے ساقط ہو جاتے ہین اور یہی مراد ہے اس سے بھی کہ لا ینفع
مع الشرک شئی کذا لا یضر مع الایمان شئی یعنی جس طرح نہین نفع پہونچاتی شرک کے ساتھ کوئی چیز اسی طرح نہین
نقصان دیتی ایمان کے ہوتے کوئی چیز۔ اور یہ جو بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ سالک جب مقام معرفت تک پہنچ جاتا ہے
تو اوس سے تکلیف عبادت دور ہو جاتی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ عارف سے عبادت الہی اوسوقت بلا دقت اور
کلفت کے صادر ہوتی ہے اور اوس عبادت کی مشقت اور بوجھ اوس سے ساقط ہو جاتا ہے نہایت طبیب خاطر سے
انجام دیتا ہے فوائح سبعہ مین لکھا ہے حکی عن الخضر علیہ السلام فی انہ کان یقول ان الناس یقولون انی
حلولی وانی اقول بسقوط التکلیف عن عباد اللہ وکیف اکون حلولیا وانا اری فی الوجود سوی اللہ
وکیف اقول بسقوط التکلیف ولی وِرْدَیْنِ حال صباحی ومسائی ما فاتنی من زمن موسی الی ھذا
الوقت ولکن اقول لا کلفۃ فی عبادۃ الخواص۔ یعنی خضر علیہ السلام سے حکایت کی گئی ہے کہ لوگ یہ کہتے ہین کہ
مین حلول کا قائل ہون اور یہ میری رائے ہے کہ بندگان خدا سے تکلیف عبادت ساقط ہو سکتی ہے سو یہ خیال لوگون کا
صحیح نہین اس لئے کہ مین تو سوا اللہ کے کسیکو موجود نہین دیکھتا پھر مین کیسے حلولی ہو سکتا ہون اور مین سقوط تکلیف کا
کیسے قائل ہو سکتا ہون کیونکہ میرے دو ورد ہین کہ ایک کو صبح کے وقت پڑھا کرتا ہون اور دوسرے ورد کو شام کے وقت
موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے اب تک اون مین سے کوئی وِرد فوت نہین ہوا پھر تو یہ قول ہے کہ خاصان خدا کو عبادت
خدا مین کلفت و مشقت نہین رہتی بڑے ذوق و شوق کے ساتھ عبادت کرتے ہین۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ اولیاء
خواص قرآن و حدیث کی تاویل کے ساتھ مکلف ہین اور عوام ان دونون کی تفسیر کے ساتھ مکلف ہین اور تحقیق یہ ہے
کہ تمام آدمی ظاہر قرآن و حدیث کے ساتھ مکلف ہین مگر اسکے ساتھ خواص کو تاویل کی بھی تکلیف ہے اور تاویل مین بہت
سے طبقے ہین ہر ایک آدمی کو خواص مین سے اوس قدر تاویل کی تکلیف ہے جسقدر اوس کے عروج و صفائی کے مناسب ہے
اور محققین ارباب سلوک نے جو کچھ قرآن کے معانی مین اشارات اور اعتبارات بیان کئے ہین یہ حقیقت مین فن تفسیر کی
قسم سے نہین بلکہ حقیقت اسکی یہ ہے کہ قرآن کے مطالب سننے کے وقت سالک کے دل پر کچھ چیزین نظم قرآن کے درمیان
مین ظاہر ہوتے ہین اور جو حالت وہ سالک پر کرتے ہین اور جو حجت کہ اوسکے حاصل ہوتی ہے مثلاً کوئی
لیلی مجنون کا قصہ سنے اور اوسوقت اپنے معشوق کو یاد کرے اور جو کچھ معاملہ اوسکے اور اوسکے معشوق کے درمیان
گذرا ہو وہ اوسکے دل پر گذرے۔ ارباب سلوک حقایق و دقایق نکالنے کے ساتھ ظاہری معنی کا انکار نہین کرتے +

Marfat.com

اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان مین فرق - اور صوفی و فقیر - مرتبۂ ولایت کے ساتھ قوم و پیشہ کا آدمی ممتاز ہوسکتا ہے - جو باتین غنی کے لئے مدح کا باعث ہین وہی فقیر کے لئے طعن و مزلت کا موجب ہے

شیخ الاسلام نے کتاب الفرقان مین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان مین لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے کوئی ایسی چیز نہین جو مباح ہو اور اون کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہو جسکی وجہ سے اونکو اور لوگون سے تمیز حاصل رہے پس نہ کسی لباس سے یہ ممتاز ہوسکتے ہین کیونکہ جبکہ کوئی لباس سب مسلمانون کے لئے مباح ہے تو اونکو کوئی خصوصیت اوسکے ساتھ نرہے گی جو چاہے گا وہ اسے استعمال کریگا اسی لئے کہتے ہین کہ بہت سے صدیق جس قبا مین ہوتے ہین اوسی قسم کی عبا مین بہت سے زندیق بھی ہوتے ہین بلکہ جب تک ظاہر مسلمان کا شرع کے خلاف نہو تو اوس کے حالات اصلی معلوم نہین ہوسکتے جو چاہے دعویٰ کرے پس صوفیہ کے لئے ایسا مخصوص کوئی جامہ نہین جو دوسرون سے امتیاز کا باعث ہو یعنی دوسرون کو اوسکا استعمال کرنا کسی حکم سے ناجایز ہو اسی لئے اولیاء اللہ ہر زمرہ اور ہر گروہ کے جامہ مین ہوتے ہین پھر بعد اسکے لفظ صوفی اور فقیر پیدا ہوئے اور ظاہر مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لفظ صوفی صوف سے مشتق ہوا ہے اسلئے کہ خلاف عام آدمیون کے ایسی لوگ بجاے عمدہ لباسون کے صوف پہننے لگے تھے - عربی مین بھیڑ کے اون کو صوف کہتے ہین اور اول صوف آدم علیہ السلام نے پہنا تھا جسوقت بہشت سے نکالے گئے تھے اور آخر مین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور تمام پیغمبرون نے صوف پہنا ہے ؎ چون کلیم اللہ درین راہ مخوف + با صفاے سر خود پوشیدہ صوف + صاف شواہق نہان و آشکار + صوفیان صاف را اینست کار + عطار نے پندنامہ مین کہا ہے ؎ ہمچو صوفی در لباس صوف باش + در صفتہاے خدا موصوف باش + اور فقراء کے لفظ سے اہل سلوک مراد ہوتے ہین اور لوگون کو اس معاملہ مین اختلاف ہے کہ افضل صوفی کا مسمّی ہے یا فقیر کا جسے فارسی مین درویش کہتے ہین اور افضل غنی شاکر ہے یا فقیر صابر افضل ہے اس مسئلہ مین جنید اور ابو العباس بن عطا مین بہت بحث رہی تھی مگر خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ تقویٰ پر سارا مدار ہے صرف نام کو مسمّی مین دخل نہین حسین بن علی بن متوکل علی اللہ یمنی کا شعر ہے ؎ لاتحسبن لباس الصوف فی ملاء + تدعی بہ بین اہل الفضل بالصوفی + مت خیال کر کہ اونی لباس پہننے کی وجہ سے تو مجمع فضلا مین صوفی شمار پاے گا - وانما من صفی قلبہا ومال الی + صفاۃ النفس من اوساخہا صوفی + جو اپنا دل صاف رکھتا ہے اور نفس کی برائیان دور کرتا ہے اوسکے ساتھ خلوص کیا جاتا ہے - اور زمرۂ اولیاے خدا مین افضل انبیا کا گروہ ہے پھر انبیا مین سے مرسلین کی جماعت ہے اور مرسلین مین سے اولوالعزم افضل ہین اور وہ نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام ہین اور اولوالعزمون مین سے خاتم نبوت یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہین

اور اولیاء اللہ کے شرع مین دو طبقے ہین ایک طبقے کو سابقین مقربین کہتے ہین اور دوسرے کا نام اصحاب یمین ہے دونون
فرقے فرائض کو بجا لاتے ہین اور کوئی تکلف مندوبات و فضول مباحات مین نہین کرتے اور سابقین مقربین فرائض
کے بعد نوافل بھی ادا کرتے ہین اور واجبات اور مستحبات کو نہین چھوڑتے اور محرمات و مکروہات کو بالکل چھوڑ دیتے ہین
اور اللہ تعالیٰ کی یہ اک بڑی مہربانی اور عنایت ہے کہ مرتبۂ ولایت کے ساتھ ہر قوم اور پیشہ کا آدمی ممتاز ہو سکتا ہے
شرافت نسب اور علو حسب پر یہ منصب منحصر نہین دیکھو ابو حامد اسود زنگی تھے اور ابو الخیر حبشی احمد ذوالنون مصری کے باپ
نوبی تھے کہ ایک قوم حبشیون کی ہے اور ابو نصر کے باپ زین ساز اور زین فروش تھے اور ابو الحسن جولاہے تھے اور
شیخ ابو الحسن علی بن حمید الصعید کے باپ رنگریز تھے اس لئے ابن الصباغ انکا عرف ہے اور عبد الملک موچی اور ابو محمد
موزے بنانے والے اور ابو عبد اللہ جلاد یعنی درے لگانے والے تھے اور ابو حفص لوہار تھے اور ابو العباس قصاب تھے
اور علی رامیتنی بنی کا کام کرتے تھے اور ابو علی دقاق (بہ تشدید قاف اول) کندی گر تھے اور حمدون دہوبی تھے اور
ابو جعفر ماہی گیر تھے اور سری سقطی (بفتح سین و کسر رائے مہملہ و تشدید یائے تحتانی) کو سقطی اس لئے کہتے ہین کہ وہ سقط
فروشی کرتے تھے اور سقط ادنیٰ درجہ کے سامان و اسباب کو کہتے ہین۔ زبان فارسی مین سقطی کو خردہ فروش اور ہندی مین بساطی
کہتے ہین۔ ابو الخیر تیناتی زنبیل بنایا کرتے تھے اور ابو الحسن بڑہی تھے اور جنید بغدادی کے باپ کاچ بیچا کرتے تھے اس لئے
ان کا لقب قواریری و زجاج ہے اور شیخ احمد قشاشی پھٹی پرانی جوتیان اور دوات و پرانے قفل اور کیل کانٹے بیچا کرتے تھے اور فرید الدین
عطار تھے اور بہاء الدین نقشبند تھے اور نقشبند ایک خرقہ کا نام ہے کمخواب بننے والے کو نقشبند کہتے ہین۔ بہاء الدین اور اون کے
باپ دونون اس پیشہ مین مشغول تھے کذا فی سفینۃ الاولیاء اور محمد بن یوسف معدان معمار تھے ان کے فضل و کمال کے
جنید بھی قائل تھے اور امیر پر قوم کے کہار تھے شیخ یاسین مغربی حجام تھے اور حسین بن منصور حلاج یعنی دہنی نہ تھے بلکہ وجہ تسمیہ
ہے کہ ایک دن اپنے ایک مرید دہنی کی دکان پر گئے اور اوسے کسی کام کو بھیجدیا اور خود اس خیال سے کہ اوسکا کام حرج ہوا
انگلی سے اشارہ کیا تو روئی علیحدہ ہو گئی اور بنولے علیحدہ ہو گئے بلکہ اکثر علماے سلف غلام تھے جیسے عکرمہ و نافع و حسن بصری
فائدہ جو باتین غنی کے لئے مدح کا باعث ہین وہی فقیر کے لئے طعن و مذلت کا موجب ہے اس لئے کہ درویش جرات کرے
تو کہتے ہین کہ سر ہارے پھرتا ہے اور اگر سخاوت کرے تو کہتے ہین کہ مسرف ہے اگر حلم کرے تو بے عزتی اور بزدلی پر حمل
کرتے ہین اگر وقار کرے تو کاہلی جانتے ہین اگر زبان آوری اور فصاحت ظاہر کرتا ہے تو کہتے ہین زیادہ گو ہے اور اگر
کم گو ہو تو گداے متکبر بتاتے ہین اگر عزلت اختیار کرے تو کہتے ہین مراقی ہے اور اگر لوگون سے میل جول پیدا کرے تو کہتے ہین
مسخرہ اور ہزل گو ہے اور اگر کھانے پینے اور لباس مین تکلف کرے تو اوسے تن پرور شکم بندہ بتاتے ہین اور اگر اچھے
کپڑے نہ پہنے اور اچھا نہ کھائے تو محتاج و مفلوک کہتے ہین اور اگر ایک جگہ رہے بسے تو کہتے ہین خام آدمی ہے بسم اللہ کے
گنبد مین بیٹھنے والا ہے اور اگر سفر اختیار کرے تو کہتے ہین کہ سرگشتہ و بخت برگشتہ ہے اور اگر تجرد اختیار کرے تو کہتے ہین

Marfat.com

ناک سنت ہی اور جو نکاح کرے تو کہتے ہین شہوت پرست اور بندۂ نفس ہے غرضکہ دنیا آدمیون کی نظر مین اتنی عزیز ہے کہ دلمندون کے عیبون کو ہنر جانتے ہین اور فقر ظاہری ایسا محقر ہے کہ محتاج کے کمالات کو عیب گنتے ہین اور حقیقت مین یہ قلب ماہیت ہی اور اسکا انجام مصیبت پر مصیبت اور آفت پر آفت ہی۔ قرآن شریف مین زندگی دنیا کے لئے مثال بیان کی ہی اور ماہیت حیات کو اوس مثال مین اسطرح ذکر کیا ہے اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الاخرۃ عذاب شدید ومغفرۃ من اللہ ورضوان وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور لوگو جانے رہو کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا اور ظاہری طمطراق اور آپس مین ایک دوسرے سے بڑھکر مال اور اولاد کا خواستگار ہونا ہے زندگی کی مثال مینہ کی سی مثال ہی کہ زمین پر برستا ہے اور اوس سے کھیتی لہلہانے لگتی ہے اور کاشتکار کھیتی کو دیکھکر خوشیان کرنے لگتے ہین پھر پک کر خشک ہو جاتی ہی تو اے مخاطب اوسوقت تو اوسکو دیکھتا ہے کہ پیلی پڑ گئی ہی پھر آخرکار روندمین آجاتی ہی۔ غرض دنیا کی زندگی چند روزہ رونق ہے اور آخرت مین دنیا کی زندگی کے دو انجام ہین بعض کو عذاب سخت اور بعض کو خدا کی طرف سے گناہون کی معافی اور خوشنودی اور دنیا کی زندگی تو نری دہوکے کی ٹٹی ہی۔ اور اسکی موئدہ آیت ہر فاما من طغی واثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی المأوی جسنے شرارت کی اور دنیا کا جینا بہتر سمجھا اوس کا ٹھکانا دوزخ ہی اور دوسری جگہہ جناب باری نے آدمی کی شکایت کی ہی کہ اوسنے دنیا کو اختیار کر لیا ہے بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم وموسی بلکہ اختیار کرتے ہو تم زندگی دنیا کو اور آخرت بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی تحقیق یہ لکھا ہے پہلے صحیفون مین ابراہیم اور موسی کے یہ آیت صریح ہے اس بات مین کہ عاقبت کی خیر و خوبی اور اسکا باقی رہنا حضرت ابراہیم و موسی علیہما السلام کے زمانہ سے اس زمانہ تک برابر ماثور چلی آتی ہی کسی امت کے لئے اور کسی زمانہ مین اور کسی جگہہ یہ اجازت نہین ہوئی کہ عاقبت کو چھوڑکر دنیا اختیار کر لو گویا دنیا کی پستی و بیوفائی پر تمام انبیا علیہم السلام کا اتفاق ہے اور ہر زمانہ اور ہر قرن مین آیات الہی اوسکی ناپائداری پہ شہادت دیتی رہین۔ عمر خیام نے دنیا کی بے ثباتی اور دنیا داردن کا کیا اچھا فوٹو اس نظم مین اوتارا ہی ؎

دوشم با عقل در سخن بودم ؛ کشف شد بر دلم مثالے چند ؛ گفتم اے مایۂ ہمہ دانش ؛ دارم الحق بتو سوالے چند
چیست این زندگانے دنیا ؛ گفت خوابے ست یا خیالے چند ؛ گفتم از بہر چہ حاصلست بگو ؛ گفت در دسر و وبالے چند
گفتم این نفس کے شود رامم ؛ گفت چون یافت گوشمالے چند ؛ گفتم اہل ستم چہ طائفہ اند ؛ گفت گرگ و سگ و شغالے چند
گفتم این بحث اہل دنیا چیست ؛ گفت بیہودہ قیل و قالے چند ؛ گفتم اہل زمانہ در چہ فن اند ؛ گفت در بند جمع مالے چند
گفتمش چیست کد خدائی گفت ؛ ساعتے عیش و غصہ سالے چند ؛ گفتم اورا مثال دنیا چیست ؛ گفت زالے کشیدہ خالے چند
گفتمش چیست گفتہائے خیام ؛ گفت پندست حسب حالے چند

دل مین ایک روزن ہی جو ملکوت آسمان کیجانب کہلا ہوا ہے

دل مین ایک روزن ہی جو ملکوت آسمان کی جانب کہلا ہوا ہے جیسے کہ دل کے باہر پانچ دروازے حواس خمسہ کے عالم محسوسات کیطرف کہلے ہوئے ہین اسی طرح دل کے اندر کا دروازہ عالم ملکوت کی جانب کہلا ہوا ہے اور جیسے کہ آئینون کو مقابل مین رکہنے سے ایک کا عکس دوسرے پر پڑتا ہے اسی طرح جب دل صاف ہوجاتا ہی اور دل کا روزن کشادہ ہوجاتا ہے اور جو کچھ دوسرے لوگ خواب مین دیکھتے ہین وہ اسے بیداری مین دکہتا ہے اور جسکے لئے یہ راہ کہل گئی وہ بڑے بڑے کام دیکھتا ہے اولیاء اللہ کے علوم اسی راستہ سے آتے ہین نہ حواس کی راہون سے جب تک کہ محسوسات کے ساتھ مشغولی ہی عالم ملکوت کی مناسبت سے دوری ہی ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ۔ اللہ نے اون کے دلون پر مہر کردی ہی اونکے کان اور آنکھون پر پردہ ہی۔ اس آیت مین اسی بات کی طرف اشارہ ہی دل روشن آئینہ کی طرح ہے اور اخلاق زشت دہوین کی مثل ہین کہ دل کو مکدر کردیتے ہین اور پہر وہ کسی طرح حضرت الوہیت کی طرف راہ نہین پاسکتا اور عمدہ اخلاق نور کی مثل ہین جو تاریکی معصیت کو دل سے کہو دیتے ہین پس جو حرکت وسکون کیا جاتا ہے اوس سے ایک صفت دل مین حاصل ہوتی ہی اور اوس جہان مین ہی اور رہتی ہی اس جہان مین جسکا دل روشن ہوا اور اللہ کی معرفت سے آراستہ ہوگیا وہ شخص ضرور اوس جہان مین ملاء اعلی کا رفیق ہوگا اس آیت مین اسی طرف اشارہ ہی فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ مقام راستی مین ایسے بادشاہ کے پاس بیٹھے جسکا سب پر قبضہ ہی اور جسکا دل تاریک ہی اور منھ اوسکا اس عالم کی طرف ہے وہ اوس عالم مین نگونسار اور زیر بار ہوگا اسی مطلب کی طرف اس آیت مین اشارہ ہی ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رؤسہم اور کبہی تو دیکھے جسوقت منکر سر ڈالے ہونگے

صوفیہ کا شجرہ۔ ٹوپی قینچی۔ خرقہ۔

اللہ تعالی کا یہ بہی اس امت پر احسان ہی کہ اب تک اسمین سلسلہ ظاہر و باطن دونون طرح پر حضرت خاتم النبیین تک ثابت اور جاری ہی اگرچہ پچھلے لوگون نے پہلون سے بعض باتون مین اختلاف کیا ہے پہلے زمانہ مین اہل سلوک مین ارتباط کا طریق صحبت اور تعلیم اور آداب تہذیب نفس کا سکہانا تہا خرقہ اور بیعت کا رواج نہ تہا پیران طریقت نے پیری اور مریدی کے ثبوت کے لئے علامتین مقرر کی ہین ایک کاغذ ہوتا ہی جسمین پیرون کے نام لکہتے ہین اور اوسے شجرہ کہتے ہین اسلئے کہ شعبون اور شاخون کے اعتبار سے درخت کے ساتھ مناسبت رکہتا ہے اور رسول خدا کی بیعت بہی درخت کے تلے واقع ہوئی تہی پس اس شجرہ کو لکہکر مریدون کو دیتے ہین۔ دوسری ٹوپی ہی کہ سر کا لباس ہی اور سر تمام اعضا سے شریف ہی اور عقل کا مقام اور حواس خمسہ کا مجمع بہی ہی اور زبان کہ کلام کا آلہ اور منھ کہ کہانے پینے کا مکان ہے اور چہرہ کہ خاص و عام کا منظر ہی سب سر مین داخل ہین گویا کہ سر تنہا پورا انسان ہی اور لباس اوسکا مختصر سا ہے اس لئے کہ ایک گز کپڑے مین کئی ٹوپیان بنتی ہین اس لئے ٹوپی کو انابت کی علامت مقرر کیا ہی تاکہ معلوم ہو کہ مرید برادری مین پیر کا ہمسر ہوگیا اور کار انابت کو بسر و چشم قبول کیا اور سر سے تائب ہوا اور سرگردانی سے پناہ پائی۔ تیسری قینچی ہی کہ دو تین بال سیدہی اولٹی طرف سے تراش کر جمع کرتے ہین اسلئے

Marfat.com

کہ فردای قیامت کو ہر بال بندہ کے اعمال پر گواہی دیگا تو یہ بال اوسکے صدق اثابت پر گواہ رہین مگر عورتون کے سر پر
چینچی نہین چلاتے اور بعضے کہتے ہین کہ چینچی چلانے سے مراد یہ ہے کہ بندے اور مولیٰ کے درمیان جو علائق تھے وہ کٹ گئے۔
چوتھی خرقہ پہنانا اور یہ رسم مشایخ مین عام ہی اور اسکی بڑی تفصیل ہی اور اسکی سند حسن بصری تک پہونچاتے ہین اگرچہ
یہ سند اہل حدیث کے نزدیک معتبر نہین اور خرقہ کی حقیقت صرف رسوم ہی شرع سے اسکا حکم جاری نہین ہی چنانچہ شرح برنج
مین مذکور ہی وما یروی من الخرقة والعمامة والقلنسوة والمکتوب لیس فی الاحادیث الصحاح ولا الحسان
ولا المراسیل انما هو موضوع فمن یفعل ذلک فلیس بمثاب لعدم السنة ومن ترکه وجحده فلیس بمعاقب
وانما الارادة الحجة الصادقة والاقتداء فی الاعمال الصالحة انتہے جو کچھ خرقہ اور عمامہ اور ٹوپی اور شجری
کے باب مین نقل کیا گیا ہے یہ نہ احادیث صحیح سے ثابت ہے نہ حسن سے نہ مرسل سے یہ بالکل موضوع ہے جو کوئی انکو عمل مین لائے
اوسکو نہ ثواب ہی اسوجہ سے کہ یہ سنت مین سے نہین ہے اور جو اسکو ترک کرے اور نہ مانے نہ اوسپر عتاب ہی مشایخ کے
ساتھہ ارادت رکھنا تو یہ ہے کہ اون سے سچی محبت رکھے اور نیک کامون مین اونکی پیروی کرتا رہے۔ البتہ بیعت شرع سے
ثابت ہی اور پیری و مریدی مراد بیعت سے ہی عرف مین بیعت ہی کو پیری مریدی سے کہتے ہین۔ نفحات مین فرغانی سے نقل ہی
کہ شیخ الشیخ شہاب الدین سہروردی نے نسبت خرقہ کی ابو القاسم جنید تک کی ہی جنہین سلطان المحققین و اعدل
المشایخ و طاؤس العلماء و لسان القوم و لسان التصوف کہتے ہین اور آگے نہین کی اور جنید سے حضرت محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وسلم تک صحبت سے نسبت دی ہی خرقہ سے نہین دی۔ مگر شیخ مجد الدین بغدادی نے کتاب تحفۃ البررہ مین لکھا ہے
کہ خرقہ کی نسبت متصل ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث درست متصل مفیض ہی اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ کو خرقہ پہنایا اور تمام اس سلسلہ کا ذکر کیا ہے مگر محققین اہل حدیث نے انکار کیا ہے اس اتصال کا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باوجود اسکے ہمیشہ اوسکو ابو القاسم جنید بغدادی اور اون کے طبقے والون تک منسوب کرتے
ہین۔ اور ایک جماعت صوفیہ کی حدیث ام خالد و معاذ سے استنباط کرتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو کوئی
عنایت فرمائی اور معاذ کو جب یمن کی طرف روانہ کیا تو عمامہ پہنایا اور حق وہی ہی جو سہروردی نے کہا ہے اور ہیئت کذائیہ
اور طریقۂ مشائخ صوفیہ کا اتصال ہرگز اہل حدیث کے طریقہ پر کہ مدار صحت و سقم احکام کا انپر ہے ثابت نہین اور صرف
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی صحابی کو کوئی کپڑا دیدینا اس مطلب پر دلیل نہین ہو سکتا ہان جنید کی طرف اوسی منسوب
کرتے ہین مضائقہ نہین اسلئے کہ اصطلاح مین مضائقہ نہین شیخ عبد الحق دہلوی نے اکمال مین لکھا ہی کہ حضرت
کی خلافت کے دو سال باقی رہے تھے جو حسن بصری مدینہ مین پیدا ہوئے اور حضرت عثمان کے قتل کے بعد بصرہ کو
چلے گئے حضرت عثمان کو دیکھا اور اون سے سنا بھی تھا اور کہا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ سے بھی مدینہ مین ملے تھے لیکن بصرہ
مین حضرت علی سے ملنا انکا صحت کو نہین پہونچا اور کہتے ہین کہ حضرت عائشہ اور طلحہ کو بھی دیکھا تھا مگر اون سے حدیث کا

Marfat.com

سُننا ثبوت کو نہیں پہونچا ہان دوسرے صحابہ جیسے ابو بکر ثقفی وانس بن مالک وسمرۃ بن جندب وعمران بن حصین وابو ہریرہ و
ابن عباس سے روایت کرتے ہین اور ان سے تابعین مین سے بہت سے لوگون نے روایت کی ہے بعض نقاد کہتے ہین
کان یدلس فیقول عن فلان ولم یکن سمع منہ یعنی حسن بصری کہ سند یا کرتے تھے کہ یہ روایت فلان سے ہے
حالانکہ اوس شخص سے اونہون نے اوس حدیث کو نہین سُنا ہوتا تھا لیکن ابن المدینی کہتے ہین کہ مراسیل حسن بصری کے جو
ثقات سے روایت کی ہین صحیح ہین۔ مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ جو ذکر کرتے ہین کہ حسن بصری نے حضرت عمار سے
کہنا ہے یہ قول ابن الصلاح اور ابن وہب کے نزدیک باطل ہے۔ قرۃ العینین مین شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ یہ جو
مشہور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرقہ طریقت حضرت علی کو پہنایا اور اونہون نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کو حسن
بصری نے علی سے فیض صحبت حاصل کیا ہے یہ قول بالکل بے اصل ہے جناب امیر کے ساتھ حسن بصری کی صحبت نہین رہی ۴۶
اگر صحبت رہی ہوتی اور ذکر و شغل حق جناب امیر سے سیکھا ہوتا تو ضرور حسن بصری اوسے بیان کرتے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شخص
مرشد کامل کی صحبت مین فیض پاتا ہے وہ لوگون کے سامنے بیان کرتا ہے اور حسن بصری کہ فقیہ و محدث و مذکر تھے اونہون نے
کبھی ذکر تک بھی نہ کیا حالانکہ معاملات قضا و فقہ کی روایات جناب امیر سے حاصل کرکے لوگون کے سامنے بیان کین مگر ان
روایات سے بھی یہ ثابت نہین ہوتا کہ حسن بصری جناب امیر کی صحبت مین رہے ہین بلکہ محققین ائمہ حدیث تو اس کو تسلیم ہی نہین
کرتے اور کہتے ہین کہ حسن بصری کا جناب امیر کی صحبت مین رہنا صحیح نہین اس لئے کہ کوئی روایت حسن بصری کی جناب امیر سے
بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد وغیرہ کے نزدیک متصل نہین ہے بلکہ اکثر روایتین حسن بصری کی حضرت علی سے قیس بن
عباد کے ذریعہ سے ہین اور جو لوگ یہ کہتے ہین کہ جناب امیر اور حسن بصری معاصر تھے اس لئے صحبت اور بغیر واسطہ حدیث کی
روایت صحیح ہے یہ امر محققین اہل حدیث کے نزدیک نامعتبر ہے اور تیسیر الوصول مین ہے کہ حسن بصری مدینہ مین پیدا ہوئے
تو حضرت عمر فاروق کی خلافت کے دو برس باقی تھے اور قتل ذوالنورین کے بعد بصرہ مین آئے اور بعضے کہتے ہین کہ اونہون
نے مدینہ مین جناب امیر سے ملاقات کی تھی اور بصرہ مین اون سے نہین ملے تھے اسلئے کہ جب امیر بصرہ مین آئے تو یہ اون کے
وادی القری مین تھے جو سرحد حجاز کے متصل ہے اور قرآن مین مذکور ہے اور بصرہ کا قصد رکھتے تھے اور اگر یہ کہا جائے کہ علم سلوک
کے لئے صحبت کی کیا ضرورت ہے مرشد کامل کی ایک نظر کافی ہے کہ ایک لمحہ مین دل اوس سے اثر قبول کر لیتا ہے پس حسن بصری
نے کس سے بیعت ہون طریق سلسلہ جناب امیر ہین کر دل نے اونکے فیض صحبت کی ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ حسن بصری نے
تصریح کہین منقول نہین کہ بیعت فلان بات صحبت جناب امیر سے حاصل کی ہے اور اسمین کسی طرح شک نہین کہ تلمیذ کے دل کا
مرشد کے دل سے اثر حاصل کرنا بڑی صحبت کا محتاج ہے کوئی صوفی ایسا نظر نہین آتا جو مدتون شیخ کی خدمت مین رہا
ہو اور علم سلوک اوس سے نہ سیکھا ہو اور اوسکی کرامات و اشارات روایت نہ کئے ہون گفتگو معاملات اور واقعات اور
روایات مین و امکان عقلی کا کہ اور امور قوی ہوتا ہے یہان ذکر کرنا نہ چاہیے ابنہ انس بن مالک و معقل بن یسار و

وعبداللہ بن معقل وجندب وغیرہ سے حسن بصری کی صحبت بہت رہی اور ان سے معاملات شریعت کی روایت کی ہے منشاء
اس شبہہ کا صوفیہ کے شجرے ہین کہ اون مین ذکر کرتے ہین کہ حسن بصری نے قواعد باطنی جناب امیر سے حاصل کئے ہین اور خرقہ
اون سے پہنا ہے حالانکہ خرقہ کا رواج اوسوقت مین نہ تہا اور تصوف اور صوفیہ کی رسمین صحابہ اور تابعین کے زمانہ مین بالکل
نہ تہین کسب اور نکاح اور لباس کو ترک کرنا اور خانقاہون مین بیٹہنا اوس زمانہ مین عادت نہ تہی وہ تو عبادت کو اپنے
وقت مین ادا کرتے رہتے تہے اور عقل و دل و نفس کو احکام شرعی کی پابندی کے ساتہہ مہذب و پاک و صاف بنانے
ہوئے نہ جناب امیر اور نہ جناب حسنین اور نہ امام زین العابدین علیہم السلام سے رسوم تصوف کی روایت سنی گئی اور
جسقدر یہہ بزرگوار بیان کرتے تہے وہ سب وعظ و نصیحت کے طور پر عموماً مسلمانون کے واسطے ہوتا تہا اور زہد و
فقر کی باتین کچہہ کچہہ بطور تالیف فرمایا کرتے تہے اور ظہور کرامات و خرق عادات بہی اوس عہد مین قلیل الوقوع تہا۔ حافظ
ابن حجر نے کہا ہے لیس فی شئ من طرقها ما یثبت ولم یرو فی خبر صحیح ولا حسن ولا ضعیف انه صلی الله
علیه وسلم البس الخرقة علی الصورة المعتادة بین الصوفیة لاحد من الصحابة ولا امر احدا
من الصحابة بفعلها وکل ما یروی صریحا فی ذلك فهو باطل قال ثم ان من الکذب المفتری قول من
قال ان علیا البس الخرقة للحسن البصری فان ائمة الحدیث لم یثبتوا للحسن من علی سماعا فضلا ان
یلبسه الخرقة وکذا قال الدمیاطی والذهبی والعلائی والمغلطائی والعراقی والحلبی وغیرهم
مع کون جماعة منهم لبسوها والبسوها تشبیها بالقوم نعم ورد لبسهم لها مع الصحبة المتصلة
الی کمیل بن زیاد وهو صحب علی بن ابی طالب رضی الله عنه من غیر خلاف فی صحبته له بین ائمة
الحرج والتعدیل وفی بعض الطرق اتصالها باویس القرنی وهو اجتمع بعمر وعلی وهذه صحبة لا طعن
فیها وکثیر من السادات تکتفی بمجرد الصحبة کالشاذلیة وابو اسحاق المبنوی والشیخ یوسف
العجمی یجمع بین تلقین الذکر واخذ العهد واللبس وله فی ذلك رسالة انتہی۔ یعنی ثبوت خرقہ کا کسی
طریق اور کسی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف سے نہین پہونچا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح خرقہ کسی صحابی کو پہنایا ہو
جو صوفیہ کے یہان متعارف ہے اور نہ کسی صحابی کو آپ نے یہ حکم دیا کہ تم اس طرح خرقہ پہنایا کرنا اور جو کچہہ اس باب مین
روایت کرتے ہین وہ سب غلط ہے اور ابن حجر کہتے ہین بڑا در دغ اور بہتان اس باب مین یہ ہے کہ کہتے ہین حضرت علی نے
حسن بصری کو خرقہ پہنایا اس لئے کہ ائمہ حدیث نے تو یہہ بہی ثابت نہین کیا کہ حسن بصری نے حضرت علی سے احادیث سنی
ہین پہر اون کا انکو خرقہ پہنانا کیسے ثابت ہو سکتا ہے یہی قول دمیاطی و ذہبی و علائی و مغلطائی و عراقی و حلبی وغیرہ کا
ہے باوجودیکہ ان مین سے ایک جماعت نے مشابہت صوفیہ کے خیال سے خرقہ پہنا بہی ہے اور پہنایا بہی ہے ہان
صوفیہ کے فرد کو صحبت متصلہ کے ساتہہ پہنانا کمیل بن زیاد تک ثابت ہوا ہے کہ ہر ایک مرید و خلیفہ نے اپنے پیر سے پہنا

اور سلسلہ ایسا سلسلہ کہیں تک یہ ہم پہونچ جاتا ہے اور کہیں نے حضرت علی کی صحبت اوٹھائی ہے کہیں کی صحبت ثابت نہیں اور بعض طریقون مین خرقہ کا سلسلہ اویس قرنی سے ملتا ہے جو حضرت علی و عمر سے ملتے اویس کی دونون سے ملاقات ہونے مین کسیکو کلام نہین اور بعض پیشوایان صوفیہ جیسے مشائخ شاذلیہ و ابو السعود جنون صحبت کو کافی سمجھتے ہین اور شیخ یونس عجمی نے تلقین ذکر اور بیعت اور خرقہ تینون کو جمع کیا ہے اور اس باب مین اون کا ایک رسالہ بھی ہی اور شیخ عبداللہ عیدروس باعلوی نے کتاب الخرقہ مین امام غزالی کی احیاء العلوم سے نقل کیا ہے کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے جو قصاص کو مسجد سے نکلوا دیا اور حسن بصری کو نہ نکلوایا تو اس سے معلوم ہوا کہ حسن نے حضرت علی کو دیکھا ہے اور یون ہے سماع اوس کا حضرت علی سے ثابت کیا ہے سیوطی کا یہ قول ہے اثبتہ جماعۃ وھو الراجح یعنی سیوطی کہتے ہین کہ میرے نزدیک کئی وجہ کے ساتھ حضرت علی سے حسن بصری کا سننا ثابت ہی اور اون وجہ کو شیخ محمد یحییٰ الآبادی معروف بہ شاہ خوب اللہ نے ایک رسالہ عربی مین جو اپنے خلیفہ شیخ عبدالکریم بصری کے لئے لکھا سیوطی سے نقل کیا ہی مگر ان مین سے بعض وجہین استدلال کی قابل نہین مخدوش ہین پر بھی اون سب وجہ کا حاصل یہ ہی کہ حسن بصری نے حضرت علی کو دیکھا اور اون سے روایتین سنین خرقہ کا ثبوت اتنے سے نہین ہوتا ہے اگرچہ صوفیہ کی جماعت کثیر اسکو ثابت کرتی ہی مگر جب تک نقادان علم حدیث کے طور پر ثبوت کو نہ پہونچے قابل التفات نہین آجتک یہ معلوم نہ ہوا کہ اس قول کا ماخذ کیا ہے باوجودیکہ اوسوقت تصوف کا نام ونشان بھی نہ تھا اور اشارات باریک جیسے توحید اور وجود اور فنا و بقا کی قسم کے منتہی اور ہمنے مانا کہ یہ بات ثابت بھی ہے کہ حضرت علی نے حسن بصری کو خرقہ پہنایا مگر غایت کہ فعل صحابی کا ہے جو محققین اہل اصول کے نزدیک حجت نہین ہی اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ مین اور ملا علی قاری نے موضوعات کبیر مین رواج خرقہ کو خیر القرون سے ثابت کیا ہے اور خیر القرون تین زمانہ ہے جسکے عمدہ ہونے کی آنحضرت مخبر صادق نے خبر دی ہے۔ اور تحقیق یہی ہی کہ سید الطائفہ جنید بغدادی جنکا انتقال ۲۹۷ھ یا ۲۹۸ھ یا ۲۹۹ھ مین ہوا ہے خرقہ کی رسم جاری کی پھر بیعت کی رسم پھیلی اور ان تمام باتکے سلسلہ کا ارتباط اتصال ہے صورتون مین اگر کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے تو اس سے مقصود اصلی مین نقصان لازم نہین آتا اور خرقہ اور بیعت کی کچھ اصلیت سنت سے ثابت کی ہی گو اس موجودہ طریق مین اور اوسمین تطبیق نہین مثلاً خرقہ کی اصل یہ ہی کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف ایک لشکر پر سردار کرکے بھیجا تو اون کے سر پر عمامہ باندھا اور بیعت تو آنحضرت سے بخوبی ثابت ہی اگرچہ اصطلاح کا اختلاف ہو گیا ہے سو اسمین کچھ مضائقہ نہین اور اگلے وقتون مین علما مین استماع احادیث و اخذ قرآن کا ارتباط حقیقی سبقیہ جاری تھا ایک دوسرے کو اپنی اپنی سماعت تمام یا بعض کتب احادیث و قرات اور اجازت کا رواج ہوا اور یہ ساری باتین فی الحقیقت صحیح ثابت ہین سو رہ گئین جو کچھ اختلاف ہے وہ قابل اعتراض نہین سنت سنیہ سے ہر ایک کے لئے کچھ نہ کچھ اصل ثابت ہے صوفیہ نے

Marfat.com

یہ رسم جاری ہی کہ اپنے خاص خاص مریدون کو خرقہ پہناتے ہین جسمین ٹوپی عمامہ کرنا قبا چادر تہ بند مین سی جو کچھ میسر ہوتا ہی اور خرقہ کی تین قسمین ہین (۱) خرقہ ارادت اوسے کہتے ہین کہ جب شیخ نور بصیرت اور حسن فراست سے مرید مین یہ بات معلوم کرے کہ اوسکو طلب حق مین سچا ارادہ ہی تو اوسکو خرقہ پہنادے تاکہ دل اوسکا نسیم ہدایت ربانی کی خوشبو پانی سے کہ خرقہ اوسکا متحمل ہوتا ہی روشن ہو جائے جس طرح دیدۂ حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے سے بینا ہو گیا تہا (۲) خرقۂ تبرک اسے کہتے ہین کہ کسی شخص کو خرقۂ مشایخ سے عقیدت ہو اور تبرکاً وہ خرقہ طلب کرے تو اوسے دے۔ ایسے شخص کو اپنے ارادے کے چھوڑنے اور شیخ کے ارادے کے قبول کرنے سے کوئی غرض نہین ہوتی اسکو وہ باتون کی ہدایت کرتے ہین ایک تو یہ کہ ہمیشہ احکام شرع کی پابندی رکھے دوسرے اہل طریقت سے صحبت رکھے کیونکہ ممکن ہے کہ اونکی صحبت سے کوئی اثر قبول کرلے اور خرقۂ ارادت کے قابل ہو جائے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کو خرقۂ ارادت نہ دینا چاہیئے جو ارادت نہ رکھتا ہو اور صدق عزیمت اوس سے ظاہر نہو اور خرقۂ تبرک ایسے شخص کو دینا چاہیئے جو مشایخ سے حسن ظن رکھتا ہو (۳) خرقۂ ولایت اوسے کہتے ہین کہ جب پیر مرید مین آثار ولایت کے پائے اور تکمیل و تربیت مین پہونچ جانے کی اوسمین علامات نمایان ہون اور یہ چاہے کہ اوسے اپنا نائب و خلیفہ مقرر کرے اور کسی ملک کو بہیجے اور اوس کو خلق مین تصرف و تربیت کی اجازت دے تو اوسے اپنی ولایت کا خلعت پہنائے تاکہ خلق مین اوسکا کام جاری ہو۔

فائدہ سلسلۃ الذہب مین لکہا ہی کہ ابوسعید ابوالخیر کے پاس ایک خرقہ تہا جس مین عبادت کیا کرتے تہے کہتے ہین کہ یہ خرقہ حضرت ابوبکر سے ان تک پہونچا تہا اور ۲۲ مشایخ نے اسکو پہنا تہا شیخ الاسلام احمد نامقی جامی تک مشایخ مین اسکا پتہ چلا۔ بایزید بسطامیؒ ایک دن سر راہ چلے جا رہے تہے ایک آدمی اون کے قدم پر قدم رکہتا تہا اور کہتا تہا کہ مردون کے قدم پر قدم اس طرح رکہنا چاہیے اور کہا اے شیخ اپنی پوستین مین سے تہوڑا سا ٹکڑا مجہے عطا کردو کہ اوس کی برکت سے دین کے کام کے لایق ہو جاؤن بایزید نے جواب دیا کہ پوستین کی کیا حقیقت ہی اگر بایزید کا پوست بہی تجہکو بہا دیجئے تو فائدہ نہ دیگا جب تک بایزید کے سے عمل نہ کرے گا۔ جنید کے سے کہا کہ مجہے بہی خرقہ دیدو تو مریدون نے کہا آپکا کیا حق ہی اگر ہمارے لیے سہی ایک مرقع پہنا کر دکہا دیا کہ اگر مجہکو معلوم ہو جائے کہ خرقہ اور مرقع کرۂ زمین کا تو بین ہی اور آگ کا پہننے مین دریغ نہ کرون لیکن مجہکو ہر وقت یہ آواز آ رہی ہی لیس الاعتبار بالخرقۃ انما الاعتبار بالحرقۃ یعنی سوز دل چاہیئے نہ لباس ظاہری ؎ دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع ۔ خود باز علمہاست کہ مہیدہ بری دار ۔ حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست ۔ مہدیش صفت باش کلاہ تتری دار۔

بیعت کا بیان

بیعت لغت مین معاہدہ کرنے کو کہتے ہین اور متکلمین کی اصطلاح مین ہاتہہ عہد و پیمان کے ساتہہ دینا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح مین عقیدت کا ہاتہہ مرشدون کے دست ارشاد مین دینا ہے اور جسطرح خرقہ کی قسمین ہین اسی طرح بیعت کے

Marfat.com

کئی طرح ہین ایک گناہون سی توبہ کے لئے بیعت یہ ہر مسلمان کے لئے عام ہے دوسری بیعت سلسلہ صالحین مین داخل
ہونے کے لئے برکت کے قصد سے اور یہ بھی عام ہے۔ تیسری بیعت تحکیم کہ شیخ کو مجاہدہ کرنے کے طریق مین اپنی لئے
حکم مقرر کرے اور بڑی کوشش کے ساتھ اس راستہ کو اختیار کرے اور یہ بیعت اس بات کا عزم مصمم کرنے کی ہوتی
ہے کہ احکام الہی کی بجاآوری اور ترک مناہی پر ظاہر و باطن کو بہ قدر کھونگا اور اللہ تعالی سے نہایت خلوص کے
ساتھ دل کو لگاؤن گا۔ اور یہ طریقہ اہل ارادت کا ہے۔ اور بیعت کی ہیات مین بڑا اختلاف ہے ملک عرب کے
صوفیون کی بیعت اس طرح ہے کہ پیر اپنے سیدہی ہاتھ کی ہتیلی مرید کے سیدہی ہاتھ کی ہتیلی پر رکھتا ہے اور ہر ایک
اپنی انگلیون کو دوسرے کی انگلیون سے ملائے رہتا ہے اور پہر سورۂ الحمد اور قرآن کی کچھ آیتین پڑہتا ہے طالب
کہتا ہے اللھم انی اشھد لک الخ پہر پیر دعا کرتا ہے اور ضروری ضروری باتون کی وصیت کرتا ہے اور یہ قرآن
کی اوس آیت سی بھی ثابت ہے جسمین ہے ید اللہ فوق ایدیھم یعنی اللہ کا ہاتھ اون کے ہاتھون پر ہے پہلے زمانہ مین بیعت
کئی باتون کے لئے تھی اور اب صرف ایک مقصود کے لئے رائج ہے کہ وہ جنت کی طلب ہے اور یہ بات اصل مقصود کو ضرر
نہین قال اللہ تعالی ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما
ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عٰھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجرا عظیما یعنی مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہین تجھسے
اے محمدؐ وہ اللہ سی بیعت کرتے ہین اللہ کا ہاتھ اون کے ہاتھون پر ہے جو عہد شکنی کرتا ہے تو اپنی ذات کی مضرت پر عہد
توڑتا ہے اور جسنے اوس کام کو پورا کیا جسپر اللہ سے عہد کیا تہا اوسکو اللہ عنقریب اجر عظیم عنایت کرے گا۔ یہ آیت بیعت کے
ثبوت پر دلالت کرتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دراصل بیعت یہ ہے کہ آدمی عہد کرے کہ اپنی جان کو امام سے دریغ نہ کریگا اور عہد کو
ہمیشہ پورا کرنے پر مستعد رہیگا اور آخر مین عہد کو توڑنے والونکے وبال کو ذکر کیا اور جو وفاے عہد کرتے ہین اون کے لئے
اجر عظیم کا وعدہ فرمایا بعد اسکے اللہ تعالی نے ان بیعت کرنے والون کے حق مین ارشاد کیا لقد رضی اللہ عن المومنین
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل اللہ السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ومغانم
کثیرۃ یاخذونھا یعنی خدا راضی ہوا اون ایمان والون سے جنہون نے درخت کے نیچے تجھسے بیعت کی اور اون کے دلون کا
اخلاص اس سے ظاہر ہو گیا اور اون کے دلون کو طمانیت اور تسکین دیدی اور اون کی شکستگی دور کرنے کے لئے اون کو
بہت ہی جلد بہت سی غنیمتین دین اور آیندہ بڑی بڑی فتوحات اور غنائم کا وعدہ کیا سکینہ سی مراد دل کی طمانیت اور نفس
کی تسکین اور امن ہے اور بعض کہتے ہین کہ مراد اس سے صبر ہے اور پہلی بات ظاہر مین مناسب معلوم ہوتی ہے اور صوفیہ کی اس
ہے کہ سکینہ سی نسبت اور قربت اور جمعیت خاطر مراد ہے اور دیکھو بات بیعت کا مقصود اصلی اور غرض اعلی ٹہری تو بیعت
صوفیہ کی بھی اس بات کے لئے قرآن سے اور حضرت کے فعل سے ثابت ہو گئی اور سورۂ ممتحنہ مین اللہ تعالی فرماتا ہے
یاایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن

Marfat.com

اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن
واستغفر لھن اللہ ای نبی جب آوین تیرے پاس مسلمان عورتین عہد کرنے کو اس بات پر کہ اللہ کا کسیکو شریک نہ ٹہراوین
اور چوری نکرین اور اپنی اولاد کو نہ ماریں اور بہتان نہ لگائین اور کسی حکم شرعی مین تیری نافرمانی نہ کرین تو اونسے
بیعت قبول کر اور اون کے لئے معافی چاہ اللہ سے - یہ بیعت فتح مکہ کے دن وقوع مین آئی تہی چار سو ۷۰ عورتین تہین
مگر آنحضرت نے بیعت کے وقت کسی سے مصافحہ نہین کیا بلکہ بیعت کلام کے ساتھہ کی تہی چنانچہ بخاری نے ایک حدیث
عائشہ کی روایت کی ہی اوسکا لفظ ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبایع النساء بالکلام بھذہ الآیۃ لا
نشرکوا باللہ شیئا قالت وما مست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرءۃ الا امرءۃ یملکھا
مراد ملک سے عقد نکاح ہی یا ملک یمین - مروی ہوتے ہین عقل اون کی کامل ہوتی ہی اور دین کامل ہوتا ہی اسلئے اون سے
سکینہ اور عہد کے مستحکم کہنے کی بیعت لی اور عورتین کم عقل اور ناقص الدین ہوتی ہین اسلئے اون سے ترک معاصی اور نیک
کی نافرمانی کرنے اور نیک کام کرنے پر بیعت لی اور مردون کی بیعت مصافحہ کے ساتھہ واقع ہوئی اور عورتون سے صرف
کلام کے ساتھہ اور احادیث سے بھی بیعت کا ثبوت بخوبی پہونچتا ہے چنانچہ ابن ماجہ نے عوف بن مالک اشجعی کی روایت
کی ہی کہ آنحضرت نے چند فقراء مہاجرین سے بیعت پر لی لا تسئلون الناس شیئا قال فلقد رأیت بعض اولئک
النفر یسقط سوطہ فلا یسئل احدا ینا ولہ ایاہ یعنی لوگون سے کسی چیز کا سوال نہ کرین اون مین سے بعض کا یہ حال تہا
کہ کوڑا اگر جاتا تو اپنی سواری سے اوتر کر اوٹہا لیتا تہا اور کسی سے اوسکے اوٹہا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تہا اور احمد اور
ابن مردویہ نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہی بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی
النشاط والکسل وعلی النفقۃ فی العسر والیسر وعلی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر وعلی ان نقول فی اللہ
بالحق لا تاخذنا فیہ لومۃ لائم وعلی ان ننصرہ اذا قدم علینا یثرب فنمنعہ مما نمنع منہ نفوسنا وازواجنا
وابناءنا ولنا الجنۃ فمن وفی وفی اللہ ومن نکث فانما علی نفسہ - یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے
اس بات پر بیعت لی کہ دکہ سکہ مین فرمانبردار رہین اور سختی ہو خواہ فراخی راہ خدا مین خرچ کرتے رہین اور لوگون کو نیک کام
بتاتے رہین اور برے کام سے منع کرتے رہین اور اللہ کے معاملہ مین حق بات کہنے سے نہ چوکین اور اس بات مین
کسی کے برا کہنے اور ملامت کرنے سے نہ ڈرین اور جبکہ آنحضرت مدینہ مین تشریف لائین تو اون کی مدد کرین اور اونہین
اون چیزون سے بچاوین جن سے اپنی جانون اپنی عورتون اور مال بچوان کو بچاتے ہین اور ہمارے لئے جنت ہی اور جو
شخص عہد کو پورا کرتا ہی تو اللہ اوسپر فرمانبرداری کا بدلا عطا کرتا ہے - اور جو شخص عہد شکنی کرتا ہے تو اوسکا وبال اوسکی
جان پر ہی - اور بخاری و مسلم نے عبادہ بن صامت سے ان الفاظ کے ساتھہ روایت کی ہی بایعنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وعلی اثرۃ علینا وعلی ان لا ننازع الامر اھلہ

Marfat.com

وعلی ان نقول بالحق اینما کنا فی اللہ لا نخاف فیہ لومۃ لائم یعنی ہم نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر
بیعت کی کہ ہم سختی اور آسانی اور خوشی و ناخوشی کے وقت فرمانبرداری کرتے رہین اور اونکو اپنی جانون پر ترجیح دیتے رہین
اور اہل حکومت سے حکومت نہ نکالین اور جہان ہون حق بات کہین اوسکے کہنے مین کسیکی ملامت سے نہ ڈرین اور بخاری
بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کنا اذا بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ یقول لنا
فیما استطعتم یعنی جسوقت ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم کی بجاآوری اور فرمانبرداری پر بیعت کرتے تو آپ
ہمسے فرماتے کہ جو کچھ تمہاری قدرت مین ہے یعنی تم سے اطاعت و فرمانبرداری اوس چیز مین مطلوب ہے جو تمہاری طاقت
مین ہو اور ایک روایت عبادہ بن صامت سے بخاری و مسلم کی یہ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحولہ
عصابۃ من اصحابہ بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا الی آخرہ - یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
صحابہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی آپ اون سے فرمانے لگے کہ تم مجھسے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ شریک
نہ کرو اور نہ چوری کرو نہ زنا کرو نہ اپنی اولاد کو ہلاک کرو نہ کسی پر تہمت لگاؤ اور نہ کار نیک مین نافرمانی کرو۔ عمرو بن عاص
سے صحیح مسلم مین مروی ہے اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ابسط یمینک فلابایعک الی آخر الحدیث
یعنی مین حضرت رسول مقبول کے پاس حاضر ہوا اور اون سے عرض کی کہ حضور اپنا داہنا ہاتھ کھولدین تاکہ مین بیعت کرون
حضرت نے اپنا ہاتھ کھولدیا پھر مینے اپنا ہاتھ کھینچ لیا حضرت فرمانے لگے اے عمرو تمکو کیا ہوگیا جو اپنا ہاتھ کھینچ لیا عمرو نے
عرض کی کہ مین حضور سے ایک شرط چاہتا ہون حضرت نے وہ شرط دریافت کی عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ مجھسے جسقدر
گناہ اسلام لانے سے پیشتر سرزد ہوچکے ہین وہ معاف ہوجائین حضرت نے فرمایا کیا تمکو نہین خبر کہ اسلام
لانے سے وہ تمام گناہ زائل ہوجاتے ہین جو اوس سے پیشتر واقع ہوئے ہون اور فتح مکہ کے دن کوہ صفا پر آنحضرت
بیعت لیتے تھے اور حضرت عمر فاروق پہاڑ کے نیچے عورتون سے بیعت لیتے تھے کما اخرجہ ابن ابی حاتم عن مقاتل قال
انزلت ھذہ الآیۃ یوم الفتح فبایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجال علی الصفا وعمر یبایع النساء
تحتھا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرج نحوہ ابو جریر وابن مردویۃ عن ابن عباس اور ابو داؤد
اور بیہقی اور طبرانی اور ابو یعلی وغیرہ نے ام عطیہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ مدینہ مین تشریف فرما ہوئے
تو انصار کی عورتون کو ایک مکان مین جمع ہونے کا حکم دیا اور حضرت عمر کو اپنی جگہ بیعت لینے کو اسے بھیجا چنانچہ در منثور
مین جلال الدین سیوطی لکھتے ہین کہ ابن سعد اور عبد الرحمن ابن حمید اور ابو داؤد اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن مردویہ اور
بیہقی نے ام عطیہ سے روایت کی ہے کہ اونہون نے کہا ہے جسوقت آنحضرت مدینہ مین تشریف لیگئے آپنے انصار کی عورتون کو
حکم دیا کہ ایک جگہہ جمع ہوجاوین اور عمر فاروق کو عورتون کی طرف بھیجا۔ حضرت عمر دروازے مین کھڑے ہوئے اور سلام کیا
اور کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہارے پاس آیا ہون کیا تم بیعت اس بات پر کرتی ہو کہ کبھی شرک نہ

چوری اور زنا نہ کرو گی ہمنے کہا ان پر عمر فاروق نے باہر سے دروازے کے اندر ہاتھہ بڑہایا اور ہمنے بہی دروازے کے اندر سے
اونکے طرف ہاتھہ پہیلائے۔ ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہی قال بینا
نحن قائلون اذ نادی منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایها الناس البیعة البیعة نزل روح
القدس فنزلنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو تحت شجرة سمرة فبایعنا فذلك قوله تعالیٰ
لقد رضی اللہ عن المؤمنین الآیه فبایع لعثمان باحدی یدیه علی الاخری فقال الناس هنیا
لابن عفان یطوف بالبیت ونحن ها هنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو مکث کذا وکذا
سنة ما طاف حتی اطوف یعنی ہم ایک دن دوپہر کے وقت سو رہے تہے ایک شخص نے حضرت کے حکم سے پکارا کہ
بیعت کے لئے چلو وحی آئی ہی ہم اون کے پاس گئے اور وہ اوسوقت ایک ببول کے درخت کے تلے تشریف رکہتے تہے
ہمنے اون سے بیعت کی یہ آیت اوسی بیعت کے باب مین اتری ہی لقد رضی اللہ عن المومنین الخ حضرت عثمان اہل مکہ
کے پاس گئے ہوئے تہے وہان موجود نہ تہی تو آنحضرت نے اونکی طرف سے عقد بیعت کو اس طرح پورا کیا کہ اپنے ہی ایک
ہاتھہ سے دوسرے ہاتھہ پر بیعت لی اور صحابہ آپس مین کہنے لگے کہ عثمان بڑے خوش نصیب ہین کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف
کرنے ہونگے اور ہم یہان پڑے ہوئے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ اگر حضرت عثمان برسون وہان رہینگے تب بہی بغیر
ہمارے طواف نہ کرینگے اور بخاری نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہی کہ ہمنے اس بات پر حضرت سے بیعت کی تہی
کہ غنیم سے کبہی منہ نہ موڑینگے اور احمد اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے جابر سے روایت کی ہی کہ آنحضرت نے
فرمایا لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرة یعنی کوئی آدمی اون لوگون مین سے جنہون نے درخت کے تلے بیعت
کی دوزخ مین نجائیگا۔ ان تمام احادیث سے ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی اور احادیث ثبوت بیعت کے
باب مین قرآن شریف کے موافق ہین اور یہ دلیل ہین بیعت کے چاہنے پر اور ان سے ثابت یہ بہی ہوتا ہی کہ غائب کی
بیعت حاضر کی نیابت کے ساتھہ صحیح ہی اور یہ بہی ان سے ظاہر ہے کہ بیعت کا وفا کرنا مغفرت کا سبب ہی اور توڑنا
بیعت کا موجب عذاب کا ہی خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی فعل ثبوت کو پہونچے اور
یہ بہی ثابت ہو جائے کہ آپکو اوسکا بڑا اہتمام تہا اور اس بات کی تصریح نہو کہ یہ فعل دین مین سنت ہی بلکہ لفظ امر کا استعمال
اوس باب مین جناب الٰہی کی طرف سے آپ کو ہوا ہو تو اوسکے وجوب مین شک نہین جیسا کہ فبایعهن (یعنی بیعت
قبول کرو ان سے) سے ظاہر ہی مگر تحقیق یہ ہی کہ بیعت سنت ہے واجب نہین اس لئے کہ اصحاب نے رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے بیعت کی اور اوسکے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گناہگار رہنے پر
دلالت نکی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نکیا گویا اجماع اسپر ہوگیا کہ وہ واجب نہین اور اگر بیعت تقوی کی کی جب
ہوتی تو ضرور اسکے تارک پر انکار وارد ہوتا تو معلوم ہوگیا کہ بیعت سنت ہی اسلئے کہ سنت کی حقیقت یہی ہے کہ فعل مسنون

Marfat.com

بلا دلیل وجوب تقرب الی اللہ کا موجب ہو اور احادیث مشہورہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوا ہے کہ لوگ بیعت کرتے
تہے آنحضرت سے کبہی ہجرت اور جہاد پر اور کبہی اس بات پر کہ ارکان اسلام یعنی صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ پر قایم رہینگے اور کبہی اس
بات پر کہ کفار کے مقابلہ مین سے فرار نکرینگے چنانچہ بیعت الرضوان اسی لئے تہی اور کبہی سنت نبوی پر جمے رہنے پر اور بدعت سے
بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شایق ہونے پر اور جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت و اہتمام کے
نہ بر سبیل عادت کے ثابت ہو تو وہ فعل سنت نبی سے کم نہین اور چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تہا
تو بیعت کے مسنون ہونے مین اب کچہہ شک و شبہ نہین - اور اس آیت مین ان الذین یبایعونک الخ بیعت کرنے والون
کے حالات کو بیان کیا ہے اور اس آیت مین لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ بیعت کرنے سے اللہ کے خوش ہونے
اور مبایعین کو طمانیت عطا کرنے کا اظہار ہے اور اس آیت مین اذا جاءک المؤمنات الخ عورتین جب بیعت کرنیکے
قصد سے آوین تو اون سے بیعت لینے کا حکم ہے اور احادیث سے یہ ثبوت کو پہونچتا ہے کہ عام طور پر عورتین ہون یا مرد سب سے
بیعت لینا چاہیئے اس صورت مین قرآن و حدیث سے بیعت ثابت ہے اور اسکی قسمین اور غرضین بہی ثبوت کو پہونچتی ہین
پہر اسکا بالکل انکار کرنا نہ چاہیئے جب تک کوئی دلیل اسکے عدم ثبوت بلکہ ممنوع ہونے پر قایم نہو حالانکہ کوئی بہی دلیل
اس بات پر نہین - باقی رہا یہ بیان کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خلیفہ تہے اوسکی زمین مین اور اللہ تعالی نے
جسقدر حکمت اور قرآن اونپر اوتارا تہا اوسکے عالم تہے اور قرآن اور حدیث کے معلم تہے اور امت کے پاک کرنے والے
تہے پس جو فعل حضرت نے خلافت کے لئے کیا وہ خلفا کے واسطے سنت ہو گیا اور جو تعلیم قرآن و حکمت اور تزکیہ امت
کے لئے کیا وہ علماے راسخین کے واسطے سنت ہوا تو ہمکو چاہیئے کہ بیعت مین کلام کرین کہ وہ کون سی قسم مین سے ہے بعضے
لوگون نے یہ گمان کیا ہے کہ بیعت منحصر ہے قبول خلافت اور سلطنت پر اور وہ جو صوفیون کی عادت ہے کہ باہم اہل
تصوف سے بیعت لیتے ہین اسکا ثبوت شرع سے نہین مگر ان لوگون کی یہ راے فاسد ہے اسلئے کہ نبی علیہ السلام کبہی ارکان
اسلام کے قایم رکہنے پر اور کبہی سنت کے اختیار کرنے پر بیعت لیتے تہے اور صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث سے ثابت ہے
کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ عنہ کو اون سے بیعت لیتے وقت یہ شرط کیا کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی
لازم ہے والنصح لکل مسلم اوسی مقام کا فقرہ ہے اور حضرت نے قوم انصار سے بیعت لیتے وقت یہ شرط کر لی کہ خدا کے
کام مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرین اور جہان رہین حق بات کے کہنے سے نہ چوکین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے انصار کی عورتون سے بیعت لی اور شرط کر لی کہ نوحہ کرنے سے پرہیز کرین ان کے سوا اور بہت سے امور
مین بیعت ثابت ہے اور وہ سب امور تزکیہ نفس اور امر معروف و نہی عن المنکر کی قسم سے ہین تو صاف ثابت ہو گیا کہ
بیعت قبول خلافت پر منحصر نہین بعضے یہ شبہہ کرتے ہین کہ اگرچہ کئی طرح کی بیعتین حضرت سے ثابت ہین لیکن صحابہ کرام
کے وقت سوای بیعت اتباع اور غزا کے اجرا نپائی تو معلوم ہوا کہ بیعت توبہ کی کچہہ اصل نہ تہی ورنہ خلفا کے زمانہ مین

Marfat.com

بھی جاری رہتی۔ یہ شبہ بھی فاسد ہی اس لئے کہ جب حضرت سے ایک فعل ثابت ہے تو اور کے فعل کی کیا حاجت رہی حضرت متبوع ہین اور صحابہ تابع نہ بالعکس دوسرا جواب یہ ہی کہ بیعت چند قسم پر ہے بعض بیعت خلافت کی اور بعضی بیعت اسلام لانے کی اور بعضی بیعت تقوٰی اختیار کرنیکی اور بعضی بیعت ہجرت اور جہاد کی اور بعضی بیعت جہاد مین ثابت قدم رہنے کی۔ مسلمان ہونے کی بیعت خلفاے راشدین کے زمانہ مین اس لئے متروک تھی کہ داخل ہونا لوگون کا اسلام مین اونکی زمانہ مین اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تھا نہ بسبب تالیف قلوب اور اظہار دین اسلام کے اور نہ وہ لوگ اسلام مین اپنی خوشی اور رغبت سے داخل ہوتے تھے اور دوسرے سلاطین اسلامیہ کے وقت مین اسلئے متروک ہوئی کہ ان مین اکثر ظالم و فاسق ہوئے سنن دین کے پھیلانے مین کوشش اچھی طرح نہین کرتے تھے اور بیعت تقوٰی اسوجہ سے متروک ہوگئی تھی کہ خلفاے راشدین کے زمانہ مین تو بسبب کثرت اصحاب کے اسکی ضرورت نہ تھی کیونکہ نبی کریم کی صحبت کی برکت سے وہ لوگ نورانی ہوچکے تھے پس اونکو تصفیہ باطن کے لئے بیعت خلفا کی ضرورت نتھی اور عہد خلفا کے بعد اسوجہ سے بیعت تقوٰی متروک ہوگئی کہ اس بات کا خیال پیدا ہوگیا تھا کہ مبادا لوگ یہ گمان کرین کہ بیعت لینیوالے اپنکو خلیفہ سمجھتے ہین اور اپنی خلافت پر بیعت لیتے ہین اور اس گمان سے فساد کھڑا ہو۔ اور اسوقت مین اہل تصوف نے بیعت کی جگہ خرقہ دینا تجویز کرلیا تھا رفتہ رفتہ جب بیعت رسم ملوک و سلاطین مین معدوم ہوگئی تو حضرات صوفیہ نے فرصت کو غنیمت جانکر شروع کردی پس حضرات صوفیہ اس رسم بیعت کے مٹ جانے کے بعد اسکے جاری کرنے کی وجہ سے اس حدیث مرفوع کے مصداق ہوگئے جو ترمذی نے بلال بن حارث مزنی سے اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احیا سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا۔ یعنی جس نے میری ایسی سنت کو رواج دیا کہ جو میرے بعد چھوڑدی گئی تھی تو اوسکے لئے ثواب اون لوگون کی مثل ہی جنھون نے اوسپر عمل کیا بغیر اسکے کہ اون کے ثواب مین سے کچھ کم ہوجاے۔ تیسرا جواب یہ ہی کہ خلفا کے وقت مین بیعت تو بہ رائج تھی چنانچہ صحیح بخاری مین روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے وقت خلافت خلیفۂ سوم کے بمشورۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم حضرت عثمان کو خلیفہ مقرر کردیا اور بیعت کے وقت یہ کہا ابایعک علی سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ والخلیفتین من بعدہ یعنی مین تمہاری بیعت کرتا ہون کتاب خدا و سنت رسول اللہ و طریقۂ شیخین پر اور بروایت امام احمد یہ مروی ہی ابایعک علی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ وسیرۃ ابی بکر و عمر یعنی مین تمہاری بیعت کرتا ہون کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طریقہ ابوبکر و عمر پر انتہی پس جس بیعت کا اون روایتون مین ذکر ہے ظاہر ہے کہ وہ بیعت تقوٰی ہی خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اسمین داخل ہین اگر کوئی یہ کہی کہ جو بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ تک کرتے رہے وہ اسلام اور جہاد کی بیعت تھی اور جو بیعت توبہ تھی وہ بعد ہجرت کے ترک ہوگئی پس یہ بیعت جو مشایخ صوفیہ مین مروج ہے سنت مستفیضہ سے

تو یہ کہنا اوسکا جہل و نادانی پر محمول ہوگا اس لئے کہ اگر مطلق بیعت ہی لیجاوے تو وہ بیعت توبہ سے خارج نہوگی بیعت توبہ جن
تو کل اقسام بیعت کے داخل ہیں بیعت توبہ کیا ہے گناہون سے توبہ کرنا اور امور شرعیہ کی تعمیل کا وعدہ کرنا ہے اور یہی بیعت اسلام
بھی ہے کہ اوسمین شرک و کفر اور دوسرے گناہون سے تائب ہونا اور بجا آوری احکام شرعیہ کا عہد کرنا ہوتا ہے اسی طرح بیعت جہاد
بھی ہے کہ اوسمین ثبات و صبر و استقلال کا اقرار کرنا اور نافرمانی رسول اللہ و نزاع باہمی اور میدان جنگ مین بھاگنے
سے بیزار ہوتا ہے پس جب بیعت توبہ کا ترک ثابت ہو جاے گا تو بیعت مطلقہ کا بھی ترک لازم آئے گا حالانکہ یہ مطلق بیعت
نص قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پس تفرقہ کرنا بیعتون مین باطل ہے بیعت توبہ بیعت اسلام بیعت تقویٰ سب ایک ہی
ہین اور بیعت جہاد انکی ایک فرد ہے اور سواے اسکے اور اقسام کی بیعتین بھی مسنون ہین اور ہر زمانہ مین جاری ہین چنانچہ
صحیح بخاری مین ہے صفحہ ۷۰ باب البیعۃ علی اقامۃ الصلوٰۃ اور صفحہ ۱۰۸ باب البیعۃ علی ایتاء الزکوٰۃ اور صفحہ ۱۰۹ باب من
بایع الامام الناس اس باب مین بہت سی حدیثین ہین اور قسم قسم کی بیعت کا اسمین ذکر ہے مثلاً سچ بولنا اور دینی معاملات
مین کسیکی ملامت سے نہ ڈرنا اور مسلمان بھائیون کا خیر خواہ رہنا اور مطابق کلام اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت خلفاے
راشدین کے عمل کرنا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک ایسے امور مین امام کے ساتھ بیعت کرنی سنت ہے اور صفحہ ۱۰۸
جلد ثانی مصنفے شرح موطا مین ہے باب البیعۃ علی ارکان الاسلام و ترک الکبائر و غیر ذلک من احکام الشرع اور اس باب مین
عورتون کی بیعت کا بھی ذکر ہے پس بیعت صرف خلافت کے واسطے خاص نہین ہے بلکہ عام ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا اور بیعت توبہ
اور استغفار کی جو حضرات صوفیہ مین معمول ہے اصل اسکی اوسی سنت نبوی سے ثابت ہوتی ہے اسی واسطے مسوی شرح موطا کے
باب مذکور مین مسطور ہے وفیہ دلیل علی ان البیعۃ غیر مقصورۃ علی قبول الخلافۃ و الذی یتعاھدہ مشایخ
الصوفیۃ اصل وجیہ یعنی اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ بیعت صرف خلافت پر موقوف نہین ہے اور جو صوفیون مین
بیعت کا رواج ہے اوس کے لئے شریعت مین اصل و ماخذ ضرور ہے اور اس آیت مین بھی بما عاہد سے تعمیم بیعت کی سمجھی جاتی ہے
اور ایفاے عہد و پیمان کے واسطے جو وعدہ نرک معاصی و بجا آوری احکام شرعیہ کا ہے حق تعالیٰ کی طرف سے وعدہ عطاے
اجر عظیم ہے وہ آیت یہ ہے ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما یعنی جسنے پورا کیا کام جسپہ اوسنے
اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کیا تھا عنقریب اوسکو اللہ تعالیٰ بڑا ثواب دیگا اور ظاہر ہے کہ بنا کارخانہ بیعت کی ثابت ہے
اپنے پیر سے معاہدہ کرنا گویا خدا اور رسول سے معاہدہ کرنا ہے اور علماے شریعت و ہادیان طریقت نائب رسول اللہ و انبیا ہین
انبیا ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی حق تعالیٰ کی طرف سے نائب ہو کر بیعت لیتے تھے چنانچہ یہ آیہ کریمہ اسپہ نص
صریح ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنی تحقیق جو لوگ تجھسے بیعت کرتے
ہین بیشک وہ اللہ سے بیعت کرتے ہین اللہ کا ہاتھ اون کے ہاتھ پر ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کوئی چیز کتاب و سنت سے
ثابت ہو اور اوسکی اصل قرآن و حدیث مین موجود ہو اور اوسکے خلاف پر شارع سے کوئی حکم وارد نہو تو امت مین سے

Marfat.com

ایک جماعت کے ترک کردینے سے اوسکی ممنوعیت ثابت نہین ہوسکتی بلکہ اگر کسی آیت محکم یا سنت قائم پر تمام امت عمل نکرتی ہو اور دلیل اس طرح پائی جائے کہ کوئی دوسری دلیل اوسکے معارض و مزاحم موجود نہو اور نہ وہ کسی دوسری دلیل سے منسوخ ہو اور نکوئی دوسری اوسکے مساوی یا اوس سے بہتر دلیل پائی جاوے تو اوس دلیل پر عمل کرنا جسکے پاس وہ پہونچے اوسکے لئے واجب ہے اور امت کے عمل نکرنے سے کوئی دلیل بیکار نہین ہوسکتی ہے چنانچہ علماے اصول نے اس ضابطہ کو بیان کیا ہے۔

مسئلہ بیعت کے مشروع ہونیکی حکمت یہ ہے کہ سنت الہی یون جاری ہے کہ امور خفیہ جو نفوس مین پوشیدہ ہین اونکا ضبط افعال اور اقوال ظاہری سے ہوا اور افعال و اقوال امور قلبیہ کے قایم مقام ہین چنانچہ اللہ اور اللہ کے رسول اور قیامت کی تصدیق امر مخفی ہے تو ایمان کا اقرار بجاے تصدیق قلبی کے قایم مقام کیا گیا اور اسی اقرار پر احکام ایمان کے دائر ہوگئے جیسے رضامندی بائع اور مشتری کی قیمت کے دینے مین امر مخفی پوشیدہ ہے تو ایجاب و قبول کو قایم مقام رضامندی مخفی کے کردیا اور اسی ایجاب و قبول پر احکام بیع کے دائر ہوگئے اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقوی اختیار کرنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اوسکے قایم مقام کردیا اور اسی پر اوسکے احکام یعنی وجوب ایفاے عہد و حرمت عہد شکنی وغیرہ دائر ہوے +

مسئلہ بیعت لینے والے یعنی پیر و مرشد کے لئے چند شرطین ضروری ہین **اول** یہ کہ کسی قدر علم قرآن و حدیث سے واقفیت رکھتا ہو اور علم اصول فقہ اور اصول حدیث اور تمام جزئیات فقہ اور فتاوون کا یاد رکھنا ضرور نہین اور عالم ہونا مرشد کا اس لئے مشروط ہے کہ بیعت سے غرض یہ ہے کہ مرید کو مشروعات سکھائے اور ممنوعات سے روکے اور اوسکی رہنمائی طرف تسکین باطن کی کرے اور صفات رذیلہ اوسکی دور کرے پس جو شخص عالم اور واقف ان امور سے نہوگا اوس سے یہ کیونکر متصور ہوگا۔ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ اگر علما اولیا اللہ نہین تو پھر خدا کا کوئی ولی نہین ہے اسی لئے گلے وقتون کے صوفی بڑے بڑے علما گذرے ہین اسی طرح علماے سلف بھی صوفی ہوا کرتے تھے اور لقب یہ ہر ایک کا ایک خاص نام کے ساتھ غلبۂ حالت کی وجہ سے ہے جسکو علوم قرآن و حدیث کی درس و تدریس مین مشغول پایا اوسکو عالم کہنے لگے اور جسکو اعمال صالحہ مین سرگرم اور تزکیہ نفس و صفائی باطن و حسن نیت مین مشغول پایا تو اوسکو صوفی کہنے لگے ورنہ علم و معرفت دونون سے ایک ہی مقصود ہے۔ مخدوم اخی جمشید راجگیری قنوجی کہ مخدوم جہانیان کے یا شاہ شرف بوعلی قلندر کے خلیفہ ہے کہتے ہین کہ اللہ تعالے کبھی جاہل کو ولی نہین بناتا اور اپنی کتاب مین کہتا ہے واعرض عن الجاهلين۔ پس جہان کی صحبت سے اعراض واجب ہے اللہ تعالی اپنے اولیاء کو علوم ظاہری سے بے نصیب نہین کریگا جبکہ اون سے علوم باطنی کا دریغ نہین کرتا۔ شیخ احمد نامقی جامی امی تھے بائیس برس کی عمر مین توبہ کی توفیق عطا ہوئی ۱۸ برس ریاضت کی ۴۰ برس کی عمر مین علم لدنی کے دروازے اونپر کھل گئے تین سو جزو سے زیادہ کاغذ پر علم توحید و معرفت و علم سر و حکمت و روش طریقت و اسرار حقیقت کو لکھا اور تمام تصنیفون مین قرآن و احادیث سے استدلال کیا کوئی حکیم و عالم اون کے کلام پر اونگلی نرکھ سکا۔

احادیث صحیحہ مین تفضیل علم کا مابدہ اکثر بیان آیا ہے احمد اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور دارمی نے کثیر بن قیس سے

Marfat.com

روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علے سائر الکواکب یعنی عالم کی فضیلت عابد پر اسطرح ہی جیسے چودھوین رات کے چاند کو تمام تارون پر فضیلت حاصل ہی اور ابو امامہ باہلی سے ترمذی نے اور مکحول سے دارمی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم یعنی عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے میری فضیلت تم مین سے ایک ادنی آدمی پر اور اب معاملہ عجیب بالعکس ہوگیا ہے کہ فقرائے جہال کو اسوقت مین یہ خبط سمایا ہے کہ پیری مریدی مین علم کا ہونا ضرور نہین بلکہ علم درویشی کو مضر ہے اسلئے کہ شریعت کچھ اور ہے اور حقیقت کچھ اور ہے سردار جماعت صوفیہ کرام اور امام ارباب طریقت یعنی حضرت جنید بغدادی فرماتے ہین کہ جسنے قرآن کو نہ یاد کیا اور احادیث کو نہ سیکھا اوسکی پیروی معاملات تصوف مین نہ کرنا چاہیے اسلئے کہ ہمارا علم اور ہمارا مذہب کتاب وسنت کے ساتھہ مقید ہے اور یہ بھی انہین کا قول ہی کل طریقۃ ردتہ الشریعہ فھو زندقۃ یعنی جس طریقت کو شریعت رد کرے وہ بالکل کفر ہے اور سری سقطی نے فرمایا ہی تصوف تین چیزون کا نام ہے **ایک** یہ بات کہ نور معرفت نور ورع کو نہ بجھائے دوسری یہ بات کہ علم باطن کی کوئی ایسی بات مُنہ سے نہ نکالے جو ظاہر قرآن وحدیث کے مخالف ہو۔ تیسری یہ کہ کرامت کوئی ایسی اوس سے ظاہر نہو جس سے محارم الہی کی حرمت کا تہنک ہوتا ہو انتہی۔ یہ بھی جہال کی شامت ہی کہ جن مرشدون کا نام صبح وشام ذکر کرتے ہین اون کے کلام سے بھی غافل ہین کہ وہ کیا فرماتے ہین۔ ان جس پیر ومرشد نے متقی علما کے ساتھہ بہت مدت تک صحبت رکھی ہو اور اون سے ادب سیکھا ہو اور حلال وحرام کی تلاش رکھتا ہو اور قرآن وحدیث سنکر ڈر جاتا ہو اور اپنے افعال اور اقوال اور حالات کو قرآن اور سنت کے موافق کر لیتا ہو تو امید ہے کہ اوسکو بے علمی کی حالت مین اسقدر معلومات بھی کفایت کرینگے **دوسری** شرط عدالت وتقوی ہے پس واجب ہی کہ کبیرہ گناہون سے مجتنب ہو اور صغیرہ گناہون پر مصر نہو اور کبیرہ گناہ وہ ہین جنپر قرآن یا حدیث مین دوزخ کا یا اللہ کے غصہ کا صاف وعدہ دیا ہو یا حد مقرر فرمائی ہو اور صغیرہ وہ ہے کہ جس سے منع فرمایا ہو اور کچھہ زیادہ نہین کہا اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے اور مراتب کبیرہ کے متفاوت ہین بعضے بہت بڑے اور بُرے ہین بعض سے اور حدیثون مین جو مذکور ہوئے ہین حصر نہین مذکور ہوئے بلکہ جو مناسب پوچھنے والے کے ہوتا بیان فرماتے۔ مولانا جلال الدین دوانی وغیرہ نے کبیرہ یہ نقل کی ہین شرک کرنا اور ناحق خون کرنا اور زنا کرنا اور اغلام کرنا اور چوری کرنا اور اس باب مین مدد کرنا اور جادو سیکھنا اور شراب پینا یا کوئی اور منشی چیز پینا اور اپنے محارم سے نکاح کرنا اور جوا کھیلنا اور ہجرت کا ترک کرنا کفار کے ملک سے اور کفار سے دوستی کرنا اور جہاد کا ترک کرنا باوجود قدرت اور غلبۂ کفار کے اور سود کھانا اور مردار کا اور سور کا گوشت کھانا اور رشوت کھانا اور کاہن کی تصدیق کرنی اور کسی کا مال ظلم سے لیلینا اور پاکدامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت کرنا اور جہوٹی گواہی دینا اور روزہ رمضان کا قصداً بے عذر توڑنا اور جہوٹی قسم کہانا اور بشنۂ قرابت کاٹنا اور مسلمان ماں باپون کو ناحق

ستانا اور اون کی نافرمانی کرنا اور کافرون کے مقابلہ سے لڑائی مین بہاگنا اور مال یتیمون کا ناحق کہانا اور ناپ تول مین
خیانت کرنا اور نماز آگے پیچہے وقت سے پڑہنا اور مسلمانون سے ناحق لڑنا اور آنحضرت پر افترا کرنا اور رسول کو اور قرآن کو
اور فرشتون کو برا کہنا اور ان سے انکار کرنا اور اون کے ساتہہ تمسخر کرنا اور ضروریات دین سے انکار کرنا اور ترک کرنا
نماز اور زکوٰۃ اور حج اور روزہ رمضان کا اور حضرت کے صحابہ کو برا کہنا اور بے عذر گواہی کو چہپانا اور رشوت لینا اور
خاوند جورو مین لڑائی ڈلوانا اور غیبت کرنا اور اسراف کرنا اور قزاقی کرنا اور فساد پہیلانا لوگون کے مال و دین خراب کرنا
اور باجہ پر گانا اور حمام مین لوگون کے روبرو ستر کہولنا اور بخل کرنا اور اداے واجب سے اور گناہون پر مدد کرنا اور گناہون پر رغبت
دلانا اور خودکشی کرنا اور اپنے کسی عضو کو کاٹ ڈالنا اور پیشاب اور منی سے بدن اور کپڑے کو صاف نہ کرنا اور داڑہی منڈانا
اور ضد دینے کی وجہ سے ایذا دینا اور تقدیر کی تکذیب کرنا اور اپنے سردار و آقا کے ساتہہ عہد شکنی کرنا اور نسبون مین عیب نکالنا
اور ٹخنے سے نیچے پائنچے کرنا بطور تکبر کے اور گمراہی مین ڈالنا لوگون کو اور نوحہ کرنا اور برا طریقہ نکالنا اور کسیکو خوجہ کرنا اور اپنے
محسنون کی ناشکری کرنی اور حرم مین کجروی کرنا اور چغلخوری اور جاسوسی کرنا اور جتنے کہیل کہ حرام ہین اونکو کہیلنا اور نرد کے
ساتہہ کہیلنا اور مسلمان کا مسلمان کو کافر کہنا اور بی بیون کے درمیان عدل نہ کرنا نوبت مین اور جلق لگانا اور حائضہ سے
صحبت کرنا اور گرانی غلہ سے خوش ہونا اور جانور سے فعل بد کرنا اور عالم کو اپنے علم پر عمل نکرنا اور خوبصورت امرد کو بری نیت سے
دیکہنا اور کسیکے گہر مین جہانکنا اور کسیکے گہر مین بغیر اوسکے اذن کے گہس جانا اور دیوثی اور قرمساقی کرنا اور امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر باوجود قدرت کے ترک کرنا اور قرآن کو بعد سیکہنے کے بہلانا اور حیوانات کو جلانا اور عورات کو بلا سبب اپنے خاوند کی
نافرمانی کرنا اور رحمت خدا سے ناامید ہونا اور خدا کے عذاب سے نڈر ہونا اور علما کی حقارت کرنا اور ذہبی نے علم سیمیا کو بہی
کبائر مین شمار کیا ہے۔ **تیسری** شرط یہ ہے کہ دنیا کا تارک ہو اور آخرت کی طرف راغب ہو طاعات موکدہ کا محافظ ہو
اور جو اذکار احادیث صحیح مین منقول ہین اون کا پابند ہو مدام دل کا تعلق اللہ پاک سے رکہتا ہو اور یادداشت کی مشق
کامل اوسکو حاصل ہو۔ **چوتہی** شرط یہ ہے کہ پیر و مرشد مشروع کام کے لئے حکم کرتا ہو اور خلاف شرع سے روکتا ہو اور
اپنی راے اور فہم پر مستقل ہو اور ایسا نہو کہ راے اوسکی خام ہو اور ایک بات پر جما نرہے اور عاقل ہو تاکہ اوسی کے امر و نہی پر
اعتماد کیا جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ یعنی گواہی اونکی مقبول ہے جن گواہون سے تم راضی ہو
اور جبکہ رضا گواہون مین معتبر ہوئی تو بیعت لینے والے مرشد مین بطریق اولیٰ معتبر ہوگی۔ **پانچوین** شرط یہ ہے کہ
بیعت لینے والا مرشد ان کامل کی صحبت مین رہا ہو اور اون سے زمانہ دراز تک ادب سیکہا ہو اور اون سے باطن کا
نور اور اطمینان حاصل کیا ہو صحبت کامل اس لئے مشروط ہوئی کہ عادت الہی یون جاری ہوئی ہے کہ مراد نہین ملتی جب تک
مراد پانے والون کو نہ دیکہے جیسے انسان کو علم حاصل نہین ہوتا مگر علما کی صحبت سے اسی پر اور پیشون اور کمالون کو قیاس کر لینا
چاہیئے اور جریان عادت الہی کا بہید یہ ہے کہ انسان اس نہج پر مخلوق ہوا ہے کہ یہ اپنے کمالات کو حاصل نہین کر سکتا

Marfat.com

بدون اپنی بہائی بندون کی مشارکت اور معاونت کے بخلاف اور حیوانات کے کہ اون کے کمالات پیدائشی ہین اور کسبی
نہایت کم ہین چنانچہ تیرنا حیوانات مین پیدائشی کمال ہے اور آدمیونکو بدون سیکھے نہین آتا اور بیعت لینے والے کے لئے ظہور کرامات
اور خوارق عادات شرط نہین اور نہ ترک پیشہ وری شرط ہے اسلئے کہ ظہور کرامات اور خوارق عادات نتیجہ ہے مجاہدات اور
ریاضت کشی کا اور کمال کی شرط نہین اور پیشہ کا ترک کرنا شرع کے مخالف ہے اور جو درویش صاحب حال اپنے حال کے غلبہ
کی وجہ سے پیشون کی طرف متوجہ نہین ہوتے اون کے فعل کو ترک کسب پر دلیل نہ پکڑنا چاہیے اور حتی المقدور تہوڑے پر قناعت
کرنا چاہیے اور شبہات سے پرہیز کرنا چاہیے یعنی مال مشتبہ اور پیشہ مکروہ اور مشتبہ سے بچنا ضرور ہے اور نہ عبادت شاقہ کا اپنے
اوپر لازم کرنا شرط ہے جیسے ہمیشہ روزے رکہنا اور تمام رات جاگنا اور نکاح نکرنا اور مزیدار کہانے نکہانا اور جنگل یا پہاڑون
مین رہنا اسلئے کہ یہہ باتین تشدد فی الدین اور تشدد علی النفس مین داخل ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم یعنی اپنی جانون پر سختی مت کرو ایسا کروگے تو اللہ تعالی تمپر
سخت گیری کرے گا۔ اور اللہ تعالی فرماتا ہے وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ یعنی اونہون نے گوشہ گیری
اپنی طرف سے نکالی تہی ہمنے اوسکو اونپر نہین لکہا تہا **مسئلہ** بیعت کرنے والا چاہیے کہ عاقل بالغ راغب طالب ہو
کیونکہ حدیث مین آیا ہے عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صبی لیبایعہ فمسح علی راسہ ودعا بالبرکۃ ولم یبایع
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لڑکا لایا گیا تاکہ آپ اس سے بیعت لین تو حضرت نے اوس کے سر پر ہاتہہ پہیرا
اور اوسکے حق مین برکت کی دعا کی اور بیعت نہ لی جبکہ نابالغ اور مجنون خود ایمان کا مکلف نہین تو تقوی اور اجتہاد
فی الطاعات کا اوسکے حق مین کیا مذکور ہے اور بعضے مشایخ بچون اور مشرکون کی بیعت کو برکت اور نیک فالی کے لئے
جایز رکہتے ہین اور اس تجویز کی موئد یہہ حدیث صحیح مسلم کی ہے کہ حضرت زبیر اپنے بیٹے عبد اللہ کو بیعت کے لئے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور وہ سات یا آٹہہ برس کے تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونکو اپنی طرف متوجہ
دیکہکر مسکرائے پھر اون سے بیعت لی اور اسی کے مثل ہے یہ بات کہ علمائے سلف بچون کو درس حدیث مین شریک
کرتے تہے اور محدثون مین اونکو لکہتے تہے اور بعض کو تبرکاً وتیمناً اجازت بہی دیتے تہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے سیوطی کو
کہ اوسوقت اونکی عمر تین سال کی اجازت عطا کی اور شیخ ظہیر الدین عبد الرحمن بن شیخ نجیب الدین کے حالات مین
مولوی جامی نے لکہا ہے کہ شیخ شہاب الدین نے اپنے خرقہ مین سے تہوڑا سا کپڑا اسلئے بہیجا کہ جب شیخ ظہیر الدین پیدا ہون
تو اون کو یہ پہنانا چاہیے **مسئلہ** بیعت کی تین قسمین بیان ہوئی ہین اون مین سے پہلے دو طریقون مین بیعت کا
پورا کرنا اور عہد کا وفا کرنا یہ ہے کہ کبائر کو ترک کرے اور صغائر پر اصرار نرکہے اور واجبات سنتہائے موکدہ پر مواظبت
رکہے اور عہد شکنی اور بیعت کا توڑنا یہ ہے کہ گناہان کبیرہ کا ارتکاب کرے اور صغیرہ پر اصرار رکہے اور واجبات اور سنتہائے
موکدہ پر عمل درآمد نرکہے اور تیسرے طریقے مین بیعت کے پورا کرنے سے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ اس ہجرت اور مجاہدہ اور

Marfat.com

ریاضت پر ثابت قدم رہے یہان تک کہ اطمینان کے نور سے روشن ہوجائے اور بلا تکلف اوسکی عادت اور خصلت ہوجاے
اور جبکہ یہ مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے تو مرید کو کبھی بعضی مباح چیزون کی اجازت دیجاتی ہے بعضے مزون اور آسایش کے سامانون
کے استعمال کا حکم دیا جاتا ہے اور بعضے ایسے کامون کی اجازت دیجاتی ہے کہ اون مین طول مدت درکار ہوتی ہے جیسے علوم
دینی کا درس کرنا منصب قضا کا اختیار کرنا اور عہدہ شکنی عبارت ہے اسکی خلل اندازی سے قبل از نورانیت دل کے **مسئلہ**
تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے چنانچہ صحیح بخاری مین سلمہ سے مروی ہے قال بایعنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تحت الشجرۃ فقال لی یا سلمۃ الا تبایع قلت یا رسول اللہ قد بایعتہ فی الاول قال وفی الثانی یعنی ہمنے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے تلے بیعت کی جب آپنے مجھسے فرمایا اے سلمہ تم بیعت کیون نہین کرتے مینے عرض کی کہ مین اول ہی
بیعت کر چکا ہون آپ نے فرمایا دوبارہ بھی سہی - یہ دو بیعتین ایک حالت مین ایک وقت مین واقع ہوئین اور بخاری کی کتاب
الجہاد مین ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے ثم عدلت الی ظل الشجرۃ فلما خف الناس قال یا ابن الاکوع الا تبایع یعنی
مین بیعت کر کے ایک درخت کے تلے چلا گیا جب بھیڑ چھٹی تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ تم بیعت کیون نہین کرتے اور ایک
روایت مین یہ زیادہ کیا ہے فبایعتہ الثانیۃ یعنی دوبارہ مینے بیعت کی - ابن بطال کہتے ہین کہ حضرت نے دوبارہ
اسلئے سلمہ سے بیعت لی کہ اون کی شجاعت کا حال معلوم تھا اور جانتے تھے کہ اون کو دین اسلام کے کام مین پوری توجہ
ہے اور بہادر اور دلیر آدمی ہین اس لئے اون سے دوبارہ بیعت لی کہ اون کو اس سے فضیلت حاصل ہو اور حافظ نے
فتح الباری مین اس قول پر نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ سلمہ مین اوسوقت یہ اوصاف موجود نہ تھے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فراست سے یہ چیزین اون مین معلوم کرلین اسلئے کہ دوبارہ بیعت کو کہا غرضکہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ تکرار بیعت جایز ہے
اور دوبارہ بیعت طلب کرنا بیعت لینے والے کی طرف سے ثابت ہے اور اس مین بیعت کرنے والے کیلئے اس قسم کی
فضیلت ہے جیسا کہ اس موقع پر شارحون نے ثابت کیا ہے اور حضرات صوفیہ سے بھی تکرار بیعت ثابت ہوئی ہے لیکن
دو پیرون سے بیعت کرنا اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اوس پیر مین جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہین اور اسی طرح
اوسکی موت کے بعد اور اوسکی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اوسکی ملاقات کی توقع باقی نہین رہی دوسرے پیر سے بیعت کرنیمین
مضایقہ نہین اور بغیر کسی ایسے عذر کے دوسرے مرشد سے بیعت کرنا کھیل کی مشابہ ہے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا
ہے اور مرشدون کے دلون کو اوسکی تعلیم و تہذیب سے پھیکا کرتا ہے اور اوسکو ہرجائی سمجھکر التفات نہین فرماتے ہین
اور بیعت کا توڑنا بہت برا ہے بیعت کو پورا اور وفا کرنا چاہیئے چنانچہ ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے
فرمایا ہے اوفوا ببیعۃ الاول فالاول - امام بخاریؒ نے ایک باب علیحدہ بیعت اعراب کے بیان مین لکھا ہے اور اوسمین
حدیث جابر بن عبداللہ ذکر کی ہے اوس حدیث مین ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت سے کہا اقلنی بیعتی فابی ثم جاءہ
فابی ثم جاءہ فقال اقلنی بیعتی فابی فخرج فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ کالکیر تنفی

وتنصح طیبہا یعنی میری بیعت کو پیر دو حضرت نے یہ سنکر انکار کیا پھر اوسی کریہی کہا آپنے انکار کیا پھر آیا اور کہا کہ میری بیعت پھیر دو آپ نے انکار کیا بعد اسکے وہ مدینہ سے نکل گیا تو آپ نے فرمایا کہ مدینہ مثل بٹی کے ہے کہ میل اپنا دور کرتا ہے اور اپنی خوبی کو خالص کرتا ہے۔ اس تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ جبکہ بیعت لینے کے بارے مین عورت و مرد سے بہت سی حدیثین موجود ہین تو ایسے اخبار معتبر کے ہوتے انکار کرنا بیعت کا ناجایز ہے اور یہ بخوبی ثابت ہوا ہے کہ صوفیہ تمام اقسام بیعت کو کہ سنت سے ثابت ہے ادا کرتے ہین اور تمام امت مین سے یہی جماعت اس سنت کے زندہ کرنے کی فضیلت کے ساتھہ مخصوص ہے اور اون کی کسی قسم کی بیعت اصل سنت سے خارج نہین اور اصطلاحات اور محاورات کا فرق اصل مقصود کو مضرت نہین پہونچا سکتا ہے۔ بیعت کا ثبوت بہت سی احادیث سے ہے سب کو یہان ذکر کرنے سے کتاب کو طوالت ہوگی جسقدر کہ ہمنے بیان کیا افادۂ بیعت اور اقسام بیعت کیلئے عورتون اور مردون کے حق مین کافی ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ صوفیہ نے جو طریقہ لیا ہے یہ حقیقت مین زندہ کرنا اوس سنت کا ہے جو شاہان اسلام کے دین مین سستی اور بے پروائی کی وجہ سے فوت ہوگیا تھا +

مریدون کے آداب اور اس بات کا ذکر کہ اللہ ہر قوم و ملک مین ہادی دین مقرر فرماتا ہے

طلب کرنا طریقت کا اور کمالات باطنی کا حاصل کرنا واجب ہے اس لئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا اوس سے ڈرنا چاہیئے مطلب یہ ہے کہ کمال تقوی اختیار کرو یعنی مومن کے ظاہر و باطن مین مرضی الہی کے خلاف کوئی چیز عقائد یا اخلاق مین سے نرہے اور اعمال مین سے پورے پورے تقوی کے ساتھہ ہون تم دیوبانے والے ہوتا ہے اور جب اللہ نے حکم دیا تو ایسا کرنا واجب ہوگیا اور کمال تقوی بدون ولایت کے حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ نفس کی برائیان جیسے حسد و حقد اور تکبر و ریاکاری و فتنہ وغیرہ جنکی حرمت قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہے جب تک زائل نہون کمال تقوی حاصل نہین ہوسکتا اور اِن کا زوال دو چیزون سے متعلق ہے ایک فنائے نفس کے ساتھہ دوسری صلاح بدن کے ساتھہ جو صلاح قلب کا ثمرہ ہے اور اسے صوفیہ فنائے قلب کہتے ہین اور ولایت فنائے نفس سے مراد ہے صوفیون نے کہا ہے کہ جس راہ کے ہم درپے ہین وہ کل سات قدم کی مسافت ہے یعنی قلب اور روح اور سر اور خفی و اخفی اور نفس کا فنا ہونا اور بدن کی اصلاح ہونا۔ تقوی بہت سے نفل پڑھنے کے ساتھہ تعلق نہین رکھتا بلکہ تقوی اوسی وقت حاصل ہوتا ہے جب واجبات کو بجا لائے اور منہیات سے پرہیز کرے اور فرائض و واجبات کا ادا کرنا بدون اخلاص کے کسی طرح معتبر نہین اللہ تعالی فرماتا ہے واعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین عبادت کرو اللہ کی خلوص کے ساتھہ اور منہمانت سے بچا بدون فنائے نفس کے حاصل نہین ہوسکتا پس کمالات ولایت کا حاصل کرنا واجبات سے

Marfat.com

مگر جو کہ ولایت کا حاصل ہونا ایک مشکل کام تہا ہر کسکی قدرت مین نہین اور تکلیف اللہ نے ہر بندے کو اوسکی طاقت
کے موافق دی ہی اسلئے یہ حکم دیا فاتقو اللہ ما استطعتم یعنی ڈرو اللہ سے جہان تک ڈر سکو پس اوس چیز کے کرنیکا
حکم دیا جاتا ہی جسکی تحصیل ممکن ہو اور جسطرح ولایت کے بہت سے مراتب ہین اسی طرح تقوی کے بہی بہت سے مراتب
ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اعلمکم اتقیکم عند اللہ یعنی تم مین جو سب سے زیادہ عالم
ہو اللہ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ متقی ہے مگر جسقدر آدمی مراتب قرب الہی مین ترقی کرتا ہے اور خوف و ڈر اوسپر غالب
ہوتا ہے اتنا ہی متقی ہوتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم اللہ کے یہان اوسکی بڑی عزت
ہو جو بڑا پرہیزگار ہو اور بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ جناب سرور کائنات نے فرمایا ہے اکرمھم عند اللہ
اتقیھم آدمیون مین بہت مکرم خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ اور حیلہ تقوی کی انتہا نہین تو اسلئے
کوشش مقامات قرب و تحصیل تقوی مین ہمیشہ واجب ہوئی اور زیادتی علم باطنی کی طلب ضروری ٹہری اللہ تعالی فرماتا
قل رب زدنی علما کہو اے رب زیادہ کر میرا علم اور مراتب قرب سے قناعت کرنا کامل پر بہی ایسے ہی حرام ہی جیسے ناقص پر
حرام ہی۔ حضرت موسی نے حضرت یوشع سے فرمایا لا ابرح حتے ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا یعنی مین نہونگا
جب تک نہ پہونچونگا دو دریا کے ملنے کی جگہ تک یا چلا جاؤن برسون تک۔ مراد یہ ہی کہ حضرت خضر کے مکان تک پہونچونگا
کہ تعلیم الہی سے اوسکا پتہ معلوم ہوا تہا جب حضرت موسی کی حضرت خضر سے ملاقات ہوئی تو اون سے کہا کہ مقصود
اس سفر سے یہ ہے کہ چند روز تمہاری صحبت مین رہون اور وہ علم کہ خدا نے تمکو بخشا ہے سیکہون جب طلب کمالات باطنی
کی واجبات سے ٹہری تو پیر کامل مکمل کی تلاش بہی ضروریات سے ہے کہ حق تک پہونچنا بغیر توسل پیر کامل مکمل کے بہت مشکل
ہی اسی لئے حق تعالی نے ہر بستی مین ایک عالم ڈرانے والا بہیجا اور ہر قوم کے لئے ایک راہنما مقرر کیا جیسا کہ قرآن مین آیا ہی
وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر نہین کوئی قوم مگر گذرا اوسمین ڈرانے والا خواہ رسول ہو خواہ رسول کی راہ پر۔
اس آیت کا مفاد یہ ہی کہ ہر ایک قوم مین ایک ڈرانے والا گذرا ہے جو قبائح کے ارتکاب اور حقوق کے اتلاف سے ڈراتا
رہا ہی عام اس سے کہ وہ نذیر انبیا مین سے ہوا ہو یا علما مین سے یا اولیا و عارفین مین سے مگر فارس اور ترکستان
اور حبش اور مصر اور سوڈان اور ہندوستان اور چین اور جاپان اور امریکا وغیرہ ممالک کے باشندون کے تواریخی حالات
مین تفتیش کی جاتی ہی تو کسی پیغمبر کا نشان معلوم نہین ہوتا بلکہ یہان کے آدمی تو نبی کا مفہوم بہی نہین پہچانتے تو اسکی
وجہ یہ ہی کہ اللہ تعالی نے ہر ایک ملک کے لوگون کی طبائع کے میلان کے موافق ہدایت کا طریقہ جاری رکہا ہی اور
اور جسطرح ہر ایک فرقہ اور ملک کے رہنے والون کی استعداد اور علوم مخزونہ مین اختلافات ہین اسی طرح حق تعالی نے
اون کے ساتہہ معاملہ مختلف طور پر کیا ہے ملک عرب مین مین سے شام و مصر تک ہدایت الہی ایک ہی رنگ مین ظاہر
ہوئی اور انبیا و رسل کو بہیجا اون کے ہاتہون سے معجزات ظاہر کرائے اور کتابین نازل کین اسلئے کہ ان ممالک کے رہنے والے

Marfat.com

علم غیب کا آنا اگرچہ بعض آدمیون کے ذریعہ سے بعض آدمیون کو ہو سبب بعد زمان یا بعد مکان کے اس طریقہ پر جاتی نہی
کہ قاصد آئے اور پیغام زبانی پہونچا دے یا تحریر ہمراہ لائے ہان نشان راستی اوس قاصد سے طلب کیا کرتے تھے چنانچہ انبیا
و ملوک و سلاطین مین اب بھی یہ مروج ہے کہ خریطہ اپنے سفیر و وکیل کے ہاتھ بھیجتے ہین اور تصدیق کی غرض سے بعضے اپنے
خاص خاص چیزین اوسکے ساتھہ کر دیتے ہین پس اہل عرب اور شام کی ہدایت کا طریقہ یون ہی مقرر ہو گیا اور جو قومین اس طریقہ پر
اعتماد نہین کرتی تھین اونمین اور اسلوب اختیار ہوا جو اون کے خیالات کے مطابق تھا مثلاً ہنود حق کے ظہور کو بعض چیزون مین اور
کلام کرنے کو زبان حق کے ساتھہ یا صادر ہونے اون افعال کے جو مرتبۂ الوہیت کے ساتھہ مخصوص ہین جیسے خوارق عادات
اور مخلوقات کی حکمرانی حق کی نہایت جانتے ہین اس لئے ان کے ساتھہ اس قسم کا معاملہ ہوا اور بید کے چار دفتر لکھوائے گئے
اور مدت دراز تک ہدایت ان مین یون ہی جاری رہی یہان تک کہ بیاس نامی ایک شخص پیدا ہوا اور اوس نے شیطان کے
اغوا سے اون کے تمام مذہب کو برباد کر کے شرک اور بت پرستی پھیلا دی پھر تمام ہندو بید کی توحید کو ترک کر کے مشرک ہو گئے
اور صورت پرستی اختیار کر لی اور ان کی بت پرستی کی حقیقت یہ ہے کہ جو بعض ملائکہ خدا کے حکم سے دنیا مین متصرف ہین یا بعض
کاملون کی روحون کا وفات کے بعد اس عالم مین تصرف باقی ہے یا بعض زندہ آدمی کہ اون کے عندیہ مین مثل حضرت خضر کے
زندہ جاوید ہین اونکی تصویرین بنا کر اونپر متوجہ ہوتے ہین اور اس توجہ کی وجہ سے مدت دراز کے بعد اوس شخص کے ساتھہ جسکی
وہ صورت ہے مناسبت حاصل کر لیتے ہین اور اس مناسبت کی وجہ سے اپنی دنیا و آخرت کی حاجات روا جانتے ہین اور
یہ بات کفار عرب کے اعتقاد کے ساتھہ مناسبت نہین رکھتی اس لیئے کہ وہ بتون کو بالذات متصرف و مؤثر جانتے تھے تصرف
الٰہی کا آلہ نہین مانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ خدائے زمین ہین آسمان کا خدا اللہ ہے اور یہ شرک ہے اور ہندوؤن کا سجدہ بھی
تحیت ہے سجدۂ عبادت نہین کہ ان کے طریقے مین ماں باپ پیر اوستاد وغیرہ بزرگ کو سلام کی جگہ سجدہ کرتے ہین جسے ڈنڈوت
کہا کرتے ہین اور دین اسلام مین ہر طرح کا سجدہ منسوخ ہو گیا ہے ورنہ پہلی امتون مین جایز تھا جیسا کہ حضرت یوسف اور اون کے
بھائیون کے قصے مین وقوع مین آیا ان ہنود مین شرائع کا اختلاف موافق اختلاف اقوام کے جیسے کالیستھہ اور کھتری اور جہان
اور برہمن قدیم سے جاری ہے اور ایسی باتین ہماری پرانی شرایع مین بھی تھین اس لئے کہ بنی اسرائیل کی نسلون مین سے ہر ایک
نسل کے لئے خاص خاص احکام تھے بلکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی شرع مین بھی خصوصیت بعض قومون کی بعض حکمون کے ساتھہ
موجود ہے دیکھو بنی ہاشم کو مصرفیت خمس اور حرمت تنفیل کے ساتھہ مخصوص کیا ہے اور تمام قریش اختصاص
خلافت کے ساتھہ ممتاز ہین اور مشرکین عرب کے لئے جزیہ نہین اون کے لئے یہی حکم ہے کہ یا اسلام قبول کرین یا تلوار فاصل
کلام یہ ہے کہ اوتار ہنود مظاہر حق گذرے ہین خواہ بشر کی قسم سے ہین یا شیر و مچھلی وغیرہ کے قبیل سے اور نظیر اسکی عصاے موسیٰ
اور ناقۂ حضرت صالح ہین لیکن اس فرقہ کے عوام نے بسبب قصور فہم کے ظاہر و مظہر کے درمیان فرق نہین کیا اور سب کو معبود
سمجھکر گمراہی مین پڑ گئے اسی طرح اور قومون کے ساتھہ معاملہ ہدایت الٰہی کا ہوا کہ اون کے طبائع مین عابدون اور زاہدون اور

تارک الدنیا لوگون اور گوشہ نشینون کی عظمت اور بزرگی ملحوظ رکھنے کا اعتقاد مستحکم تہا نو اون کے ذریعہ سے ہدایت کی گئی یہی وجہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی آیات مین خالص لفظون کا ذکر کیا ہے تو منذر و نذیر کا بہی ذکر کیا ہے سورہ یونس مین ہی لکل امۃ رسول ہر فرقہ کا ایک رسول ہی سورہ شعرا مین ہے وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون ذکری وما کنا ظالمین یعنی ہمنے کسی گاؤن کو بے اسکے ہلاک نہین کیا کہ آگاہ کرنے کو اون کے پاس ڈر سنانے والے آئے ، اور اونہون نے نمانا اور ہم ظالم نہین ہین یہ آیات علی العموم شامل ہین ہر ایک بستی کو خواہ ایشیا مین ہو یا افریقہ مین یا یورپ مین اور وہ ہادی خواہ رسول ہو یا کوئی عابد و زاہد و عالم غرضکہ حجت کا تمام کرنا جناب الہی کی طرف سے جملہ بنی آدم کیلئے ثابت ہی اگرچہ ہمکو تفصیلوار حالات اون شخصون کے اور اون کے نام اور پیدائش کے وقت اور برس معلوم نہون مگر اسمین شک نہین کہ رحمت عامہ آلہی نے بندون کی مصلحتون کی رعایت کو ان ممالک وسیع مین باقی نچہوڑا ہوگا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور تک ہر قوم ایک ہادی کے دین پر ہوگی اور جب اون کا ظہور ہوا اور سب قومونکی طرف بہیجے گئے اور اون کا دین سب دینون کا ناسخ مقرر ہوا تو جو اونکا معتقد نہوا وہ کافر ہے اور اون سے جو اگلی قومین ہادیون کے دین پر رہین وہ کافر نہین اور آنحضرت کے نہونیکے زمانہ مین اون کے وارث اونکے قائم مقام ہین کثیر بن قیس سے احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم یعنی پیغمبرون کے وارث علماء ہین پیغمبرون نے دینار و درم کا وارث نہین چہوڑا بلکہ اونہون نے علم کی وراثت چہوڑی ہے پس وارثان ظاہر علماء ظاہر ہین جو لوگون کو صریح قرآن و حدیث کی طرف کہینچتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی عادت اس بات پر جاری ہی کہ جب تک آدمی اہل علم کی صحبت اختیار نہ کرے اگرچہ کتب بینی انتہا درجہ کو کرے مگر علم حاصل نہین ہوتا اسی طرح مرید جب تک اہل دل کی صحبت و خدمت مین نرہے صاحب دل نہین ہوسکتا اگرچہ سینہ مین دل سرگرم فغان ہو مگر چونکہ علم لدنی ایک پوشیدہ چیز ہے اور جس باطل کے ساتہہ اشتباہ رکہتا ہے اسلئے جہان امید نفع عظیم کی ہے نقصان کا اندیشہ بہی ساتہہ ہی پس بیعت کرنے مین اور کسی کے ہاتہہ مین ہاتہہ دینے مین عجلت نہ کرے مبادا کہ اسکا ہاتہہ شیطان کے ہاتہہ مین جو انسان کی صورت مین ہو چلا جائے اور نعمت ایمان زائل ہوجائے جب تک شیخ کامل مکمل نملے کسی کا مرید نہو سہ ای بسا ابلیس آدم روی ہست پس بہر دستے نباید داد دست + اور ہر کامل مکمل کی تلاش کی یہ صورت ہے کہ درویشون سے اکثر ملاقات کرتا رہے اور اون سے بہت ملے اور بیباکانہ کسی درویش پر اعتراض اور عیب جوئی نہ کرے اور آپ متابعت کرنے مین جلدی نہ کرے مگر بہت سے تامل اور تفحص کے بعد اور صورت اس تامل و تفحص کی یہ ہے کہ اول یہ دیکہے کہ یہ درویش شرع کے احکام کا بہی پابند ہے یا نہین اگر شرع کا پابند نہو تو بیعت نکرے اگرچہ خرق عادت اوس سے بہت کچہہ سرزد ہو اس لئے کہ احتمال نفع کا یہان کم ہے اور ضرر کا احتمال زیادہ ہے مخدوم اخی جمشید کا قول ہے کہ طالب صادق کو چاہیئے کہ قدم

Marfat.com

متابعت شریعت حضرت رسالت پناہی مین کیے اور اعمال مین اون کی پیروی کرے اور جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے
اوسمین سے سر مو بھی فرق نہ کرے ہمیشہ سنت پر مستقیم رہے۔ اگر کوئی دریا پر چلتا ہو یا آگ مین گھس پڑتا ہوا خلق کو کرامت
دکھاتا ہو اور اللہ کے فرایض مین سے کوئی فرض ترک کرے یا حضرت کی کسی سنت مین عمداً نقصان کرتا ہو تو وہ شیطان
سے کم نہین اور اسکی کرامت استدراج و مکر اللہ ہے ؎ جنگ دجال از درون و رنگ ابدال از برون + دام در دان
در ضمیر و رنگ شاہان در خطاب + اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تطع منہم اثما او کفورا یعنی اون مین سے گناہگار
اور کافر کا تو کہا مت مان پس اول گناہگار کی اطاعت سے منع کیا پھر کافر کی اطاعت سے اسلئے کہ کافر کی صحبت سے سبب
ظہور کفر کے مسلمانون کو اسقدر مضرت نہین جیسے کہ مسلمان گناہگار کی صحبت اوسے مضر ہوتی ہے پھر تنے اکثر دیکھا ہوگا کہ مسلمانون کو
باوجود اختلاط کفار و ہنود کے رات دن کے معاملات مین اسقدر نقصان اسلام مین نہین پہونچتا جتنا اثر فاسق مسلمانون کی
صحبت سے پہونچتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا
یعنی اوسکا کہا مت مان جسنے جسکا دل اپنی یاد سے غافل کیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی متابعت کرتا ہے اور اوسکا کام حد شرع سے
نکلا ہوا ہے جو شخص مستقیم الاحوال ہو اور ولایت کا دعویٰ اپنی ذات کے لیے رکھتا ہو نہ یہ کہ اپنے اجداد کے کمالات کی وجہ سے
مرید کرتا ہو جیسا کہ پیرزادون کا دستور ہے تو دعوی اوسکا صحیح ہے لیکن صحت دعوی پر دلیل کی ضرورت ہے اور وہ دلیل
ظہور کرامات ہے جن کے ساتھ شرع کی متابعت اور قرآن و حدیث پر استقامت بھی ہو کیونکہ شیخ کامل مکمل کی شناخت صرف ظہور
خرق عادات اور ملاحظہ کرامات ہی نہین اس لئے کہ ایسی چیزین جوگیون اور فلاسفہ کو بھی حاصل ہین پس یہ باتین سعادت
کی علامات نہین بلکہ شیخ کامل مکمل کے صدق کی یہ علامت ہے کہ ظاہر شرع پر مستقیم اور قرآن و حدیث پر عامل ہو تاکہ اطلاق
متقی کا اوسپر صحیح ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ولایت کو تقوی مین حصر کیا ہے ان اولیاءہ الا المتقون یعنی اوسکی دوستی
کے وہی لایق ہین جو متقی ہین۔ سو متقی کے کوئی اوسکا دوست نہین ہو سکتا ملامت اوسکی دوستی کے ساتھ مشکل سے جمع ہوتی ہے
اور غالب کا اعتبار ہے۔ شیخ الاسلام ہروی نے کہا ہے ملامت اسکا نام نہین ہے کہ کوئی شرع کی بیحرمتی کا کام کرے تاکہ لوگ اوسکو
ملامت کرتے رہین بلکہ ملامت یہ ہے کہ حق سبحانہ کے کام مین باک نہ کرے۔ مین کہتا ہون کہ یہ ملامت کی تفسیر اس آیت کے
مطابق ہے لا تخافون فی اللہ لومۃ لائم۔ یعنی اظہار دین خدا مین اور اوسکی تائید و تقویت مین ملامت کرنے والون کی
ملامت سے نہین ڈرتے اور شرع و عقل کا حکم یہ ہے کہ دفع ضرر کو جلب منفعت سے اہم سمجھنا چاہیے پس جان احتمال ضرر کا ہو
اوس سے بھاگے اور جو ظاہر مین متقی ہو اوس سے ملنا چاہیئے اور اوسکے ہاتھ مین ہاتھ دینا برا نہین اس لئے کہ ضرر کا احتمال ہان
مقصود ہے کہ نفع پہونچے یا نہ پہونچے اور سب سے بہتر ولایت کی دلیل یہ ہے کہ اوسکے دیدار و صحبت سے خدا یاد آئے اور ہاتھ سے
اللہ سے دل سرد ہو جائے توبیخ حسنات کی اور اجتناب و بیزاری سیئات سے حاصل ہو اور اوسکی صحبت مین ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی
حضوری حاصل ہو اور یاد خدا مین دل کو اطمینان حاصل ہو جتنے مین صلاح کرے اوس نسبت اور حالت مین جو اوس بزرگ کی

Marfat.com

اسے پہونچی ہے قوت دیکھے اور جتنے گناہ اوس سے سرزد ہون اون سے اوسکے بے آرامی پیدا ہو اور اس نسبت وحالت مین
نقصان آنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے اذا سرتك حسنتك وساءتك سيئتك فانت مومن
رواہ احمد عن ابی امامۃ یعنی جسوقت تجھکو اپنی نیکی اچھی اور اپنی برائی بری معلوم ہو تو اسوقت تو مومن ہے۔ یہ کنایہ اسی
اطمینان وبے آرامی وتنگدلی سے ہے لیکن عوام الناس اور غبی لوگ تاثیر صحبت اول صحبت مین نہین معلوم کرسکتے اسلئے اوسکے
ایسے مرید ہے کہ عالم وعاقل وعادل ہو دریافت کرے اور تاثیر صحبت کا حال پہونچے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاسئلوا اهل الذكر
ان كنتم لا تعلمون پوچھو یاد رکھنے والون سے اگر تمکو معلوم نہین۔ اور ابوداؤد نے جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے انما شفاء العی السوال یعنی بیماری نادانی کی شفا علما سے پوچھنا ہے۔ پس اگر کوئی شخص گواہی
دے اوسکی تاثیر صحبت پر اور اس بات کا احتمال ظاہر نہو کہ اسنے طلب جاہ ومال کے لئے یہ فریب گانٹھا ہے اور پیر عاقل بھی ہے
احمق اور غلط کار نہو تو ایسے پیر کی تصدیق کرنا چاہیئے اور اگر کئی ایسے آدمی کسی پیر کی نسبت ایسی شہادت دین تو غلبہ ظن
حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ کثرت روایات کی حد تواتر کو پہونچتی ہے پس یقین حاصل ہو جاتا ہے لیکن غلبہ ظن کا بھی مرد مستقیم الاحوال
کی خدمت مین عقیدت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے اسلئے مرد متقی کی صحبت مین ضرر کا احتمال نہین ہے اور نفع اگرچہ یقینی نہین
لیکن احتمال پھر بھی اسکا ہے پس ایسے مرشد کی صحبت مین نفع کی جستجو چاہیئے اگر حاصل ہوا جہاد ورنہ دوسری جگہ رجوع
کرے اگر کسی پیر کی خدمت مین عرصہ تک حسن اعتقاد کے ساتھ رہنے سے بھی نفع حاصل نہوا اور اوسکی صحبت کی تاثیر
نہ پڑے تو مرید پر واجب ہے کہ اوسکی صحبت کو ترک کردے اور دوسرا پیر تلاش کرے ورنہ مقصود ومعبود وہی پیر
ٹھہرے گا نہ خدا اور یہ اچھا نہین۔ حضرت عزیزان علی رامیتنی پیر طریقہ نقشبندیہ فرماتے ہین ؎ باہر کہ نشستی ونشستی
جمع دلست + وز تو نہ رمید صحبت آب وگلست + زنہار ز صحبتش گریزان مے باش + ورنہ نکند روح عزیزان بملت
لیکن اگلے پیر سے بد اعتقاد نہو جائے ممکن ہے کہ وہ صاحب کمالات ہو مگر اسکا حصہ اوس کے پاس نہوا سی طرح اگر
شیخ کامل ہو اور دنیا سے گذر جائے اور مرید درجہ کمال پر نہ پہونچا ہو تو یہ واجب ہے کہ دوسرے پیر کی صحبت اختیار کرے
کیونکہ مقصود اللہ تعالیٰ ہے نہ خاص پیر حضرت مجدد فرماتے ہین کہ حبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو صحابہ
حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کرلی اور مقصود اس بیعت سے صرف دنیاداری کے کام نہ تھے بلکہ کمالات باطنی کا حاصل
کرنا بھی مدنظر تھا اور یہ خیال کرنا نہ چاہیئے کہ اولیاء اللہ کا فیض بعد الوفات بھی جاری ہے پس طلب دوسرے پیر کی
عبث ہے اس لئے کہ اولیاء کا فیض موت کے بعد اسقدر نہین ہوتا کہ ناقص کو کامل کرسکین ہمنے مانا کہ اموات سے فیض
حاصل کرسکتے ہین مگر اسمین شک نہین کہ صحبت مین مطالب کا حل اور کمالات کا اخذ ہوسکتا ہے وہ انتقال
کے بعد ممکن نہین۔ اور جبکہ مرید کو ایسے پیر کی صحبت حاصل ہو جائے کہ اوسکی تاثیر اسمین اثر کرلی ہے فعاوس کی
صحبت کو غنیمت سمجھے اور راہ سلوک مین دولت مضبوط پکڑلے بعد اوس کے عشق ومحبت کو دل مین مضبوط کرے اپنے

Marfat.com

نفس کو بطور مردہ بدست زندہ کے اوسکے ہاتہہ مین سپرد کردے اور احوال اور واردات سے جو کچہہ پیش آوی اوسے شرع کی ترازو مین تولتا رہے اگر شرع کے موافق ہو قبول کرے ورنہ رد کردے اور وجد و شوق وغیرہ جو کچہہ بے اختیار وارد ہو اوسمین معذور ہے اور اپنے قصد و اختیار سے کوئی حرکت مخالف شرع کے نکرے اکابر نے بہی اپنے اختیار سے کوئی فعل ایسا نہین کیا اور اہل باطل کا اعتبار نہین اور جو پیر شرع پر مستقیم ملجاے تو اللہ تعالی سے دعا کرتا رہے کہ مجہے اوسکی محبت سے ہمیشہ بہرہ مند رکہے اور اوس پیر کے احکام کا ہمیشہ مطیع رہے اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکہے کہ کوئی ایسی حرکت نکرے کہ پیر کی ناخوشی کا موجب ہو کیونکہ پیر کی رضامندی اللہ کی خوشی کا سبب اور ترقیات کا موجب ہے اور اوسکی ناخوشی سے فیض اور فتوحات بند ہوتے ہین - اور پیر کی اطاعت مین تقصیر کرنے سے ترقیات رکتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون - اے ایمان والو اپنی آوازون کو نبی کی آواز پر اونچا مت کرو اور اوس سے بات بلند آواز سے مت کرو جیسے آپس مین باتین کرتے ہو کہین ضائع نہو جاوین اعمال اور تمکو خبر نہو -

خواجہ عبید اللہ کہتے ہین مرید وہ ہے کہ ارادے کی آگ مین جل گیا ہو اوسکی تمام مرادین مٹ گئی ہون دل کی بصیرت سے آئینہ پیر مین اپنی مرادون کا جمال دیکہا ہو اور تمام چیزون کی طرف سے توجہ اوٹہا کر جمال پیر کو قبلہ توجہ بنا لیا ہو اور پیر کی بندگی مین آزادی کو دیدیا ہو اور نیاز و اخلاص کا سر پیر کے آستانہ پر رکہدیا ہو تمام باتون کو چہوڑ کر اپنی سعادت کو پیر کی قبولیت مین منحصر سمجہا ہو اور اپنی شقاوت کو پیر کے رد کرنے مین منحصر جانا ہو بلکہ اپنی جان کو ہیچ سمجہہ لیا ہو اور دوسرون کے وجود مین بہی تفرقہ و شعور اوسکو حاصل نرہے ؎ آن را کہ در سراے نگارے ست فارغ ست + از باغ و بوستان و تماشاے لالہ زار + اور مولانا جلال الدین رومی رح کہتے ہین کہ حضرت خداوند شمس الدین تبریزی کا قول ہے کہ مرید قبول یافتہ کی یہ علامت ہے کہ کسی طرح غیرون کے ساتہہ صحبت نرکہے اور بیگانون کی صحبت مین کبہی پہنس بہی جاے تو اس طرح بیٹہے جیسے منافق مسجد مین اور بچہ مکتب مین اور قیدی جیل مین **مسئلہ** رسالہ مبدء و معاد مین مجدد صاحب نے لکہا ہے کبہی پیر اپنے مرید کو کہ ابہی ناقص ہوتا ہے اجازت تعلیم طریقت کی دیتا ہے تاکہ مریدون کے اجتماع کے ضمن مین وہ ناقص کامل ہو جائے - مولانا نقشبند نے مولانا یعقوب کو درجہ کمال تک پہونچنے سے پیشتر ہی اجازت تعلیم طریقت کی دیدی تہی اور فرمایا تہا کہ اے یعقوب جو کچہہ تمکو ہم سے فائدہ پہونچا ہے وہ لوگون کو پہونچاؤ پہر مولانا یعقوب کا کام خواجہ علاؤ الدین عطار کی خدمت مین سرانجام پایا اسی لئے نفحات الانس مین مولوی جامی رح نے مولانا یعقوب کو مرید اول خواجہ علاؤ الدین کا کہا ہے اور دوبارہ خواجہ نقشبند سے نسبت دی ہے -

مسئلہ بعضے صوفی کہتے ہین کہ مرید کو ضرور ہے کہ اپنے پیر کو دوسرے مشایخ پر تفضیل دیوے اور بعضے کہتے ہین کہ یہہ

عقیدہ باطل ہی اللہ تعالیٰ سورہ یوسف مین فرماتا ہے فوق کل ذی علم علیم ہر جاننے والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے
بعضے کہتے ہین کہ تفضیل کی دو صورتین ہین ایک باختیار کہ یہہ سمجھے کہ میرا پیر میرے حق مین دوسرون سے انفع ہے اور
یہہ بات صحیح ہے۔ دوسری بے اختیار اور یہہ سکر اور فرط محبت کے ثمرات مین سے ہے اور جب محبت کامل ہو جاتی ہی تو محب
کی نظر مین سوا اپنے محبوب کے اور کے فضائل کم سماتے ہین پس اس صورت مین مرید بسبب سکر کے معذور ہے اور ان
دونا ویلون کے سوا اس بات کے اور معنی نہین۔ جب مرید کو ذکر اور اشغال کے درمیان تفرقہ یا وسواس یا قبض معلوم
ہو تو چاہیئے کہ سرد پانی سے غسل کر ڈالے اور جو ٹھنڈے پانی سے اپنے مزاج مین نقصان سمجھے تو گرم پانی سے نہا ڈالے اسکے
بعد خلوت مین داخل ہو اور دو رکعتین پڑھے اور بہت گریہ وزاری و عاجزی سے استغفار کرے اور اپنے حال اور وقت کیطرف
متوجہ ہو اور جو اپنا وقت اور وہی تفرقہ رہے تو اپنے پیر کا اپنے خیال مین تصور باندھے جو اوسکا مربی ہی کہ اوسکی برکت سے
تفرقہ جاتا رہے اور جمعیت حاصل ہو اور جو اسپر بھی تفرقہ نہ جائے تو کہے یا فعّال لشدید کے ساتھہ اور جو اس سے بھی
تفرقہ نہ جائے تو کہے کہ یہ تفرقہ خدا کی طرف سے ہے اوس سے موافقت کرے تو آپ عین جمعیت مین ہو جائیگا اور ایسا بہت
کم ہی کہ تفرقہ اس لحاظ سے بھی رہے اور جو ایسا خطرہ آئے کہ متعلق اعمال سے ہے جیسے رغبت گھوڑے خریدنے کی یا اور
کچھہ جو شرع مین مباح ہے تو وہ کام کرے یا اوسے اپنے دل سے نکال ڈالے یہان تک کہ اوس خطرہ کو دشمن جان لے اور
کوشش کرے اوسکے دفع کی اور خطرات کی کئی قسمین ہین اسطرح کہ اگر دل مین کسی حق بات کا خطرہ پیدا ہو اور کوئی دوسرا خطرہ
پیدا ہو کہ اوسکی مزاحمت نکرتا ہو تو یہ خطرہ ربانی وحقانی ہے اور اگر کوئی دوسرا خطرہ اوسکی مزاحمت بھی کرتا ہو تو یہ خطرہ
ملکی کہلاتا ہے اور اگر وہ خطرہ کسی باطل بات کا ہو اور تھوڑی سی توجہ سے زائل ہو جائے تو شیطانی ہی اور اگر یہہ خطرہ باطل
تھوڑی سی توجہ سے زائل نہو سکے تو نفسانی ہے اور پچھلے تین خطرون کا دفع کرنا مرید کو لازم ہی اور خطرۂ ربانی کو قایم رکھہ
اور خطرون کو پہچاننا اور تمیز کرنا بہت مشکل ہے اور بعض بیان کرتے ہین کہ خطرۂ نفسی قلب کے نیچے سے پیدا ہوتا ہی اور
خطرۂ شیطانی قلب کی بائین طرف سے اور خطرۂ ملکی قلب کی دائین طرف سے اور جو خطرہ حقانی و ربانی ہوتا ہے وہ قلب
کی اوپر کی جانب سے ہوتا ہے اور اوسے وہ جان لیتا ہے جو صاحب تقویٰ اور زاہد اور پرہیزگار ہو حلال طیب کھاتا ہو
اور ہمیشہ خطرون کی نگہبانی کرتا ہوا اپنے دلمین خطرہ کو آنے نہ دیتا ہو اور مقصود یہہ ہے کہ وقت کی رعایت رکھے کیونکہ کوئی
شئی وقت سے زیادہ عزیز نہین ہی کیونکہ وقت سیف قاطع ہے جب وقت گیا تو پھر ہاتھہ نہین آتا ۵ گیا وقت پھر
ہاتھہ آتا نہین ۔ حفظ اوقات ذکر اور مراقبہ اور نماز اور تلاوت قرآن شریف سے ممکن ہے **مسئلہ** فتوحات مین لکھا ہی
کہ رویم نے کہا ہے من قعد مع الصوفیۃ وخالفھم فی شئ مما یتحققون بہ نزع اللہ نور ایمان فی قلبہ یعنی
صوفیہ کے ساتھہ رہکر اونکی مخالفت اون چیزون مین کرنا نہ چاہیے جو اونکے نزدیک متحقق ہین اسلئے کہ ان فعلون سے اللہ تعالیٰ
نور ایمان کو دل سے نکال لیتا ہے اور یہین سے یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ مرید کو پیر پر اعتراض کرنا نچاہیے کیونکہ فیض حاصل

Marfat.com

نہین ہوسکتا اور دلیل اسپر حضرت موسٰی و خضر علیہما السلام کا قصہ ہے کہ جب موسٰی نے اون سے کہا کہ مین تمہارے پاس رہکر وہ علوم جو خدا نے تمکو بخشے ہین سیکھون گا تو حضرت خضر نے جواب دیا کہ اگر تم میری مصاحبت چاہتے ہو تو میرے کسی کام پر اعتراض مت کیجیو مگر جب موسٰی نے اعتراض کئے تو دونون مین جدائی ہوگئی اور حضرت خضر نے کہا ھٰذا فراق بینی وبینك اب جدائی کی تیاری کیجیے اور رفاقت سے امید قطع کیجیے موسٰی علیہ السلام کا اعتراض شرع کی رعایت کی وجہ سے تھا کہ اون کامون کے اسرار سے مطلع نہ تھے۔ شیخ مؤید الدین جندی کہتے ہین کہ مینے اپنے پیر شیخ صدر الدین سے سنا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی کی خواجہ خضر سے ملاقات ہوئی تو خضر نے اون سے کہا کہ مین نے حضرت موسٰی بن عمران کے لئے ایکہزار مسئلے جمع کئے تھے اون کی وفات ولادت سے ملاقات کے زمانہ تک جو کچھ اونپر گذرا تھا مین نے مہیا کیا تھا اونھون نے اون مین سے تین مسئلون پر بھی صبر نکیا اور اگلی امتون کے قصے محض تلاوت قرآن کے لئے نہین نازل ہوئے ہین بلکہ مقصود اول سے یہ ہے کہ اس امت کے متفکرین ان سے عبرت پکڑین اور جبتک ہماری شرع مین اونکا نسخ موجود نہو اونسے نصیحت حاصل کرنا چاہیے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر عمر بھر مین کوئی فعل ایسا پیر سے صادر ہو کہ بظاہر شرع کے مخالف معلوم ہو تو اوسکو سکر پر یا مجاز پر یا عدم دریافت معنی پر حمل کرنا چاہیئے اور اگر وہ گناہ بھی ہو تب بھی ولی کو برا نکہے اسلئے کہ اولیا معصوم نہین ہین آخر بشر ہین خواہشات بشری رکھتے ہین عصمت خاصہ انبیاء کا ہے سو اون کے کوئی معصوم نہین اور عصمت کے یہ معنی ہین کہ صغیرہ و کبیرہ کا صدور عمداً و خطاً ممکن نہو اور خواب و بیداری اور ہذیان و سکر مین عقل کے اندر خلل نہ آئے غفلت پیدا نہو اور یہ صفت انبیا مین ضروری ہے تاکہ وحی مین اشتباہ پیدا نہو اور غیر انبیا مین اسکا قائل ہونا اجماع کے خلاف ہے۔ جنید سے کسی نے پوچھا کہ اگر عارف سے زنا واقع ہو تو کیا ہوگا جواب دیا کان امر اللہ قدرا مقدورا یعنی اللہ کا حکم مقرر ہو چکا ہے۔ ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اون سے نوشتۂ تقدیر کے زور سے زنا واقع ہوگیا حق تعالیٰ نے پھر توبہ کی توفیق دی کہ اپنے اوپر رجم جاری کرائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات البتہ نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو مطلق گناہ نہ کرنا ملائکہ کا کام ہے اور گناہ پر اصرار رکھنا ابلیس کا کام ہے اور گناہ کرنا اور پھر اوسپر نادم ہوکر اوسکا ترک کرنا بنی آدم کا کام ہے جب آدم علیہ السلام نے شیطان کے اغوا سے نافرمانی الہی کی اور درخت مین سے کھالیا اسکے بعد اللہ تعالیٰ اون کے حال مین فرماتا ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی باتین سیکھ لین پھر اللہ کی طرف متوجہ ہوا تحقیق اللہ ہی معاف کرنے والا ہے یہان آدم سے مراد فقط ذات ابوالبشر نہین بلکہ تمام ذریات منظور نظر ہین جو کہ اصل کار سے باخبر ہے جانتا ہے کہ تفصیل اجمال کے ساتھ ہے آدم علیہ السلام کی ذریات صلب آدم مین مستتر ہین جیسے پتے پھل پھول تخم مین مستتر ہوتے ہین اور پانی کا عنصر رگ و ریشہ شجر مین ساری و منتشر ہوتا ہے +

Marfat.com

کاملون اور مرشدون کے آداب

کاملون کو بھی مزید طلب لازم ہے طلب قرب خدا مین قناعت کرنا نہ چاہیئے بلکہ قرب الہی کا حق تعالیٰ سے سوال کرتے رہنا چاہیئے بی بی عائشہ سے ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اوٹھتے تو فرماتے اللّٰھم زدنی علما ای اللہ زیادہ کر میرا علم - صاحب مجاہدہ کو چاہیئے کہ جہد و ریاضت اور تحصیل مراتب قرب مین قصور نکرے اس لئے کہ جب تک جان باقی ہے مجاہدہ بھی باقی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی اپنے رب کی وہان تک عبادت کر کہ تجھے موت آئے - مغیرہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو یہان تک قیام کیا کہ آپ کے پاؤن سوج گئے آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اتنی مشقت کیون کرتے ہین حالانکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ تمام مغفور ہو چکے ہین آپنے جواب دیا افلا اکون عبدا شکورا کیا نہون مین بندہ شکر گذار - یعنی اللہ تعالیٰ نے جو میرے سب گناہ بخشدئے ہین تو پس مین کیا مشقت عبادت کی چھوڑدون اور بندہ شکر گذار نہ بنون بلکہ یہ نعمت مغفرت کی اور جسقدر نعمتین مجھے عطا ہوئی ہین اوس کے شکرانہ مین مجھے بہت سی عبادت کرنی چاہیئے تاکہ مین بندۂ شکر گذار بن جاؤن حضرت علی سے منقول ہے کہ فرمایا جس قوم نے رغبت جنت اور آرزوے ثواب کے واسطے عبادت کی تو یہ عبادت سوداگرون کی ہے اور دوزخ اور عذاب کے ڈر سے عبادت کی تو یہ عبادت غلامون کی ہے اور جس قوم نے شکر گذاری کے لئے عبادت کی تو یہ عبادت احرار یعنی آزادون کی ہے بوعلی سینا نے بھی اوس عبادت کو جو رغبت جنت کے لئے کرین ناپسند کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایک قسم کی تجارت ہے کمالات مین اسکا شمار نہین اور صوفیہ کی ایک جماعت نے بھی یہی راے اختیار کی ہے اور کہا ہے کہ گناہ کا ترک کرنا دوزخ کے خوف سے بے حقیقت ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ یہ بات مقصود قرآن کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سورۂ اعراف مین بندہ کو سمجھاتا ہے وادعوہ خوفا وطمعا پکارو اوسکو ڈر اور طمع سے اور سورہ توبہ مین فرماتا ہے ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان الجنۃ - اللہ نے خرید لی مسلمانون سے اون کی جان اور مال کو اس قیمت پر خرید لیا کہ اون کے لئے بہشت ہو اور سورۂ صافات مین کہتا ہے ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم کیا مین تمکو ایک ایسی سوداگری بتاؤن جو تمکو عذاب دردناک سے بچائے اور اور بھی جگہ قرآن مجید مین اس قسم کا ارشاد کیا ہے اور انبیا علیہم السلام کی دعوت بھی جنت کی طرف رغبت اور دوزخ سے بچنے کے لئے تھی اس انکار سے کارخانۂ دین و ملت مین برہمی پیدا ہوتی ہے ذات خاص الہی کی طلب کہ تمام شوائب حدوث سے مبرا ہو غیر معقول ہے مقصود اصلی رضاے الہی کی طلب ہے جو جنت مین داخل ہونے اور دوزخ سے بچنے کا سبب ہے اعمال صالحہ جنت کی آبادی کا ایک سبب ہے جیسے کہ گناہ دوزخ کا مادہ ہے **مسئلہ** کامل اگر کسی کو اپنی ذات سے زیادہ کامل پائے تو چاہیئے کہ اوس سے فیض حاصل کرے بلکہ اپنے سے کم مین بھی اگر کوئی فضیلت کی خصوصیت پائے تو وہ بھی طلب کرے دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے علم کی

تحصیل کی تھی اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے بخاریؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو درود یون سکھایا ہے اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم یعنی اے اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسی رحمت بھیجی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے مبدٔ تعین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مبدٔ محبوبیت خالص ہے اور ابراہیم علیہ کا مبدٔ خلت ہے اور خلت پایۂ متین محمدی کا زینہ ہے صاحب ولایت محمدی کے لئے ولایت ابراہیمی ضرور ہے کیونکہ بغیر سیڑھی کے اوپر چڑھنا دشوار ہے لیکن جو کہ محبوبیت خالص نہین چاہتی کہ محبوب پایۂ زینہ پر ٹھہرے اور مقام خلت مین بھی ایک فضیلت عظیم ہے گو محبوبیت خالص کے زینہ کا پایہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مقام خلت کی فضیلت بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضے متبع حاصل کرین تاکہ وہ منصب عالی بھی اوس سرور محبوبان کے تحت مین ہو جاوے انتہی ۔ بعضے نافہم مجدد صاحب کی اس تقریر پر اعتراض کرتے ہین مسئلہ اولیاء اللہ کہ تکمیل و ارشاد کی قدرت رکھتے ہین اونکو چاہیے کہ لوگون کو بتادین تاکہ وہ اون سے فیض باطنی حاصل کرین اور نالائقون کے طعن و تشنیع کا خوف اونکو نچاہیے ۔ ثوبان سے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ ۔ یعنی میری امت مین سے ایک جماعت حق پر ہمیشہ ثابت رہیگی اور دشمنان دین پر غالب رہیگی اون کا مخالف اونکو ضرر نہین پہونچا سکیگا یہان تک کہ اللہ کا حکم آوے ۔ مخلوق کو حق تعالیٰ کی طرف بلانا انبیاء کا منصب ہے اور اولیاء انبیا کی نیابت مین کام کرتے ہین پس اس منصب عظمیٰ کو سفہا کی انکاری وجہ سے چھوڑنا چاہیے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاؤا بالبینات والزبر ۔ اگر یہ تجھکو جھٹلاتے ہین تو تجھسے پیشتر بھی بہت سے رسول جو نشانیان اور صحیفے لائے تھے جھٹلائے گئے ہین اور منصب ارشاد بہت عالی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ہے سکا ثواب سب عبادتون سے زائد ہے ۔ ترمذی نے ابی امامہ باہلی سے روایت کی ہے ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان احدھما عابد والآخر عالم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وملائکتہ واھل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو شخصون کا ذکر ہوا کہ ایک اونمین سے عابد ہے ہمیشہ تمام شب عبادت کرتا ہے ۔ ان کو رتبہ رکھتا ہے اور دوسرا عالم ہے کہ تعلیم خلق مین مشغول رہتا ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت سے دریافت کیا گیا کہ افضل دونون مین سے کون ہے آپ نے جواب دیا عالم کی بزرگی عابد پر اس طرح ثابت ہے جیسے میری بزرگی تم مین سے ایک ادنیٰ شخص پر پھر حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور اہل آسمان و زمین یہان تک کہ اپنے سوراخون مین چیونٹیان اور مچھلیان نیک کام کے تعلیم دینے والے کے حق مین دعاے خیر کرتی ہین ۔ پس پیر مرشد کو چاہیے کہ اظہار طریقہ رحیمی ہو اور مریدون پر مہربان اور

رحیم ہو کیونکہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مین سے ہے اللہ تعالی فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم
عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم تمہارے پاس تم مین سے رسول آیا ہے جسپر بھی بات شاق ہے
کہ تم ایذا مین پڑو تمہاری تلاش رکھتا ہے اور ایمانداروں کے حال پر شفیق و مہربان ہے - اور پیر کو چاہیئے کہ ترش رہو اور ارادتمندون
کو ڈانٹے نہین مگر اسلام کے معاملہ مین ایسا کرے تو مضایقہ نہین اور شفقت رکھے نرم بات کہے سخت کلامی نکرے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی کرتے تھے اور اگر اپنے حق مین اون کی تقصیرات کو دیکھے تو درگذر کرے کہ عفو کرنے مین اخلاق الہی
کے ساتھ مناسبت ہے اور مخلوق کی رضامندی کے لیئے طالبون کو دور نکرے اللہ تعالی فرماتا ہے ولا تطرد الذین یدعون
ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ ما علیک من حسابھم من شیء وما من حسابک علیھم من شیء فتطردھم
فتکون من الظالمین یعنی اون کو مت بگھا جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہین اور اوسکی خوشنودی چاہتے ہین تیرے اوپر
اونکی وجہ سے کوئی مواخذہ نہین اور نہ تیری وجہ سے اونپر کچھ مواخذہ ہے جس خیال سے تو اونکو بہکا کر بے انصافون مین شمار
پائے - اور پیر کو چاہیے کہ مریدون سے منفعت مالی یا بدنی کا متوقع نہو اس لیئے کہ ارشاد عبادت ہے اور اجرت عبادت پر
لینا جایز نہین اللہ تعالی فرماتا ہے لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوۃ الدنیا یعنی اپنی آنکھین اون سے نہ پھیر
اس حالت مین کہ زینت زندگی دنیا کا ارادہ رکھتا ہو اور پیر کو نہ یہ چاہیے کہ بعض مریدون کو بعض پر ترجیح دے ہان ایسے مرید کو
ترجیح دینا مضایقہ نہین جو خدا کا زیادہ طالب ہو دیکھو ابن ام مکتوم صحابی نابینا حضرت کے مخلص تھے حضرت ایک دن ایک
رئیس قریش کو سمجھا رہے تھے وہ اوسوقت اگر اپنی طرف مشغول کرنے لگے کہ وہ آیہ کیونکر ہے اوسکے معنی کیا ہین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس رئیس کو اونپر ترجیح دی اگرچہ مصلحت یہی اوسوقت اسی مین تھی مگر اللہ تعالی کو یہ بات ناپسند ہوئی اور آیہ
پیغمبر پر یون نازل فرمایا عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری
اما من استغنی فانت لہ تصدی وما علیک الا یزکی واما من جاءک یسعی وھو یخشی فانت عنہ تلھی
یعنی تیوری چڑہائی اور منہ موڑا اس سے کہ آیا اوس کے پاس اندھا اور تجھکو کیا خبر ہے شاید وہ پاک ہو جاتا یا سوچتا تو سمجھتا
اوس کے کام آتا وہ جو پروا نہین کرتا سو تو اوسکی فکر مین ہے اور تجھپر اوسکے پاک نہونے کا کچھ گناہ نہین اور وہ جو آیا تیرے پاس
دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے سو تو اوس سے تغافل کرتا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ جو خدا کی طلب مین زیادہ مصمم ہو اوسکی تعلیم مین
زیادہ کوشش چاہیئے اور جو اس طرح کے نہون اونپر اوسکو ترجیح دینا چاہیئے اور صاحب ارشاد کو چاہیے کہ وقار کے ساتھ رہے
اور لوگون سے زیادہ اختلاط نہ کرے کیونکہ اس صورت مین اوسکی شوکت آنکھون مین کم ہو جائیگی اور دروازہ فیضیابی کا
بند ہو جائیگا اور نہ کوئی ایسی حرکت کرے جو خلق مین اوسکی بے اعتباری کا سبب واقع ہو کیونکہ یہ بات کارخانہ ہدایت و
ارشاد کے مخل ہے اسی لئے صوفیہ نے کہا ہے ریاء العکاماین خیر من اخلاص المریدین مسئلہ کبھی پیر کو مرید کے
باطن مین تصرف کرنے اور اوس کا مرض دفع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور اوسکے دو طریق ہین ایک تو یہ ہے کہ جسوقت

کسی کو بیماری ہو جائے تو وضو کرے اور دو رکعتین پڑہے اور اللہ کی طرف بہت عجز وانکسار کے ساتھہ رجوع کرے اور اللہ سے دعا کرے کہ اوس شخص کو اوس سے صاف کردے جو اوسے عارض ہوا ہے اور دوسرا طریق یہہ ہے کہ اپنے تئین صاحب مرض وعصیت بنائے اور اوس کی جگہہ آپ ہو اور اوس کے دفع کرنے مین نہایت مشغول ہو اور حضرت عزرائیل کے نزول سے قبل اوس کے دفعیہ کی کوشش کرے کیونکہ جب وہ نازل ہوئے تو اونکا خالی جانا محال ہے اور بدل ضرور ہے۔ اور بیماری مین مدد کی کئی صورتین ہین اول تو یہہ کہ متوجہ ہو ہمت کے ساتھہ اوس بیماری کے زائل ہونیکی طرف دوسری یہہ کہ اس سے اپنے اوپر بیماری کو اوٹھالے۔ تیسری یہہ کہ متفرق خطرون کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہو اور مرض کے زائل کرنے سے متعرض نہو اسلئے کہ بیماری مین درجے بلند ہوتے ہین کیونکہ بیماری قوائے دماغی کی صفائی کا باعث ہے اور جب دماغ پاک صاف ہوگیا تو اوس قوت دماغیہ سے وہ نور مطلق متعلق ہوگا جو لبسیط ہے اور تمام موجودات کو محیط ہے اور تمام کائنات کا مقصود ہے اور خطرے اس معنی کے حصول سے مانع ہین اور یون بھی طالب حقیقی مین تصرف کرتے ہین کہ اوسکو اپنے سامنے بٹھائے اور اوس سے کہے کہ کل خطرون سے اپنے نفس کو خالی کرلے پھر متوجہ ہو ہمت کے ساتھہ واسطے اوٹھادینے حجاب ظلمانی کے پھر حجاب نورانی کے اور جب اوسے غیب حاصل ہو جائے تو اوس کے واسطے توجہ نہ کرے مگر جو کوئی گرہ پڑجائے تو اوسے کہولدے ؛

ولایت کا جھوٹا دعوی کرنے والے اور دنیا طلب

جو کوئی جھوٹا دعوی ولایت وارشاد کا کرتا ہے مال واسباب اور عزت حاصل کرنے کے لئے وہ شیطان کا خلیفہ ہے اللہ کا ولی نہین بہت سے ملحد موحدون کی صورتون مین پھرتے ہین اور بہت سے زندیق شکلین صدیقون کی سی بنائے ہوئے ہین اس لئے تمیز ان لوگون مین مشکل ہے طالبین صادق اس تیر سے خون دل کھا رہے ہین ؎ نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند ؛ نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند ؛ ہزار نکتہ باریکتر ز مو اینجاست ؛ نہ ہر کہ موبشکافد قلندری داند ؛ غلام ہمت آن رند عافیت سوزم ؛ کہ باگدا صفتی کیمیا گری داند ؛ خیال رکھہ کہ اہل مکر کا شکار نہو جائے اور شیطان کے فریب مین آکر راہ نہ بھول جائے ؎ صوفی نہاد دام سر حقہ باز کرد ؛ بنیاد مکر با فلک حقہ باز کرد ؛ اے دل بیا کہ ما بہ پناہ خدا رویم ؛ زانچہ آستین کوتہ و دست دراز کرد ؛ فردا کہ پیشگاہ حقیقت شود پدید ؛ شرمندہ رہروے کہ عمل بر مجاز کرد ؛ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے وصایا مین مذکور ہے کہ صوفیان یمنی سے بھاگنا چاہیے کہ راہ دین کے یہ لوگ چور ہین مسلمانون کو تباہ کرتے ہین۔ شارح وصایا شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے کہا ہے کہ ان لوگون کی چوری اور رہزنی ظاہری چوری اور رہزنی سے بہت بدتر ہے اسلئے کہ آدمی اکثر اوقات ظاہری چورون اور ڈاکوؤن سے بچ بھی جاتا ہے مگر ان چورون کے ہاتھہ سے بچنا مشکل ہے اسلئے کہ اہنمایون کی صورتین بناکر رہزنی کرتے ہین۔ خواجہ عبداللہ انصاری نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے کہ اب ایک ایسی قوم پیدا ہوئی ہے کہ ان کے یہان سوا رنگ

بہنگ کے اور کچھ نہین ان کے پاس دام بھی ہے دانہ بھی ہے شمع بھی ہے قندیل بھی ہے حیہ بھی ہے زنبیل بھی ہے سرائے بھی ہے دکان بھی ہے گانا بھی ہے بجانا بھی ہے خانقاہ بھی ہے مریدون کا گروہ بھی ہے کوئی صوف پھنے ہوئے ہے کسی کے بال الجھے ہوئے ہین غرض تمام حالتین ایسی رکھتے ہین کہ اگر آدمی ایک بار ان کے پاس آگیا تو صاف بچکر جانا دشوار ہے مقصود انکا شجرہ و خرقہ ہے نہ اخلاص اور سوز دلی۔ زاہدون کو دیکھتے ہین تو اون کے طور کی باتین کرتے ہین اور مثل طوطیون کے چہکتے ہین اگر کسی دولتمند کو دیکھ لیتے تو اوس کے لپٹنے کی فکر کرتے ہین جو کوئی پریزاد ملجاتا ہے تو چاہتے ہین اوس سے کاربرآری کرین انتہیٰ حاصلہ مولوی جامی کہتے ہین ؎

ای کہ ببر شکمت گردنِ آز	سوے کاسہ چو صراحی مدران	چون خم بادہ ہمین داری کام	کہ کنی پر شکمِ خود ز حرام
ہر چہ بر سفرہ ز خوان تو نہند	ہر چہ در کام و دہان تو نہند	بخوری خواہ کدر خواہ صفی	گاو و خر زیست بدین خوش علفی
دانہ ریزی بکف آید خرمن	خار کاری بدر اندر دامن	ہر کہ لاغر بود و خرفربہ	ہست ازین فربہت آن خر بہ
نانِ خود باتره و دوغ زنی	بہ کہ از خوان شہ آروغ زنی	دلق و درع ہمین آرائی	عطسہ تزویر بران می سائی
باشد اینہا ہمہ دعوی یعنی	صوفی و قتم و صاحب معنی	تا فتد سادہ دلے در دامت	طعمہ چاشت دہر باشامت
یک کلہ داد کلہا بخری	غیر تعلیم ہنر نخیری	چون بدل افتدت از شہر گرہ	باگروہے روی از شہر بدہ
کہ فلان ست زنیکو کیشان	مخلص و معتقدِ درویشان	زیر صد بار دی از ناداری	تو نزاد و بار شوی سر باری
کند از مفلسی آن بے مایہ	رختِ خانہ گرو ہمسایہ	بہر تو سفرہ و خوان آراید	شربت و میوہ بر آن افزاید
تو ہم از دین و خرد ہر دو بری	بہ نشینی و بشہوت نخوری	تف برین صورت و سیرت کہ ترا ست	تف برین عقل و بصیرت کہ ترا ست
دزدی و راہزنی بہتر ازین	کفن از مردہ کشی بہتر ازین	این نہ صوفی گری و درویشی ست	نامسلمانی و کافر کیشی ست

اکثر ہمارے وقت کے درویش بھی آرام مین پڑے ہوئے ہین آرایش کا سامان تلاش کر رہے ہین نہ انکو عرفان کی چہرہ ہی نہ احسان کی بھ آدمیون سے صورت مین ممتاز ہین اور باطن ان کا کدورت سے بھرا ہوا ہے ؎ گویند جماعتی کہ راہے داریم + وز کسوتِ عارفان پناہے داریم + گر تاجِ نمد کمالِ ایشان باشد + ما نیز ازین نمد کلاہے داریم

اللہ تعالیٰ ایسے لوگون کی مذمت کرتا ہے ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا یعنی اوس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ابتداے طلب مین بعض لوگون کی نیت مین دنیا طلبی ہوتی ہے مگر انتہا مین دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین مگر یہ حالت کم ہے۔ عبدالکریم بن ہوازن ابو القاسم قشیری مرید ابو علی دقاق نے کہ ربیع الاول ۴۶۵ھ مین اس جہان سے رحلت کی ہے اپنے رسالہ مین سچے صوفیون کی بہت کچھ مدح کرنے بعد اونکی نسبت لکھا ہے ثم ان المحققین من ہذہ الطائفۃ القرض اکثرہم ولم یبق فی زماننا ہذا من ہذہ الطائفۃ الا اثرہم کما قیل ؎ اما الخیام فانہا لخیامہم + واری نساء انحی غیر نسائہا۔ حصل۔ الفترۃ

فی ھذہ الطریقۃ لابل اندرست الطریقۃ بالحقیقۃ مضی الشیوخ الذین کان بھم اھتداء وقل الشاب
الذین کان لھم لسیرھم وسنتھم اقتداء وزال الورع وطوی بساطہ واشتد الطمع وقوی رباطہ
وارتحل عن القلوب حرمۃ الشریعۃ فعدوا اقلۃ المبالاۃ بالدین اوثق ذریعۃ ورفضوا التمییز بین الحلال
والحرام ودانوا بترک الاحترام وطرح الاحتشام واستخفوا باداء العبادات واستھانوا بالصوم
والصلوات ورکضوا فی میدان الغفلات ورکنوا الی اتباع الشھوات وقلۃ المبالاۃ بتعاطی المحظورات
والارتفاق بما یاخذونہ من السوقۃ والفسوان واصحاب السلطان ثم لم یرضوا بما تعاطوہ من سوء
ھذہ الافعال حتی اشاروا الی اعلی الحقائق والاحوال وادعوا انھم تحرروا عن رق الاغلال وتحققوا
بحقایق الوصال وانھم قائمون بالحق تجری علیھم احکامہ وھم محو ولیس للہ علیھم فیما یواثرونہ
او یذرونہ عتب ولا لوم وانھم کوشفوا باسرار الاحدیۃ واختطفوا عنھم بالکلیۃ وزالت عنھم
احکام الشریعۃ وبقوا بعد فنائھم بانوار الصمدیۃ والقائل عنھم غیرھم اذا نطقوا والنائب عنھم سوھم
فیما تصرفوا بل صرفوا - یعنی صوفیہ محققین ہین سے اکثر دنیا مین باقی نہین رہے اور اس زمانہ مین اس محققین گروہ مین سے کسی کا
نام و پتا نہین چلتا جیسا کہ ایک شاعر نے بیان کیا ہے کہ یہ خیمے تحقیق اونکے خیمون کی طرح ہین مگر قبیلے کی عورتین وہ عورتین
نہین معلوم ہوتین اس طریقے مین فتور ہی نہین پڑگیا بلکہ علم طریقت حقیقت مین پرانا پڑگیا ہے جن مشایخ کے سبب سے لوگونکو
ہدایت ہوئی تھی وہ چلے گئے اور جن نوجوانون کو اون پیشواؤن کے طریقون اور راستون سے ہدایت ہوئی تھی وہ نایاب
ہوگئے درع جاتا رہا اور اسکا فرش لپٹ گیا اور طمع بڑھگیا اور طمع کے تعلقات قوی ہوگئے اور دلون سے شرع کی
حرمت جاتی رہی اور بے پروائی کو دین کا پکا ذریعہ بنالیا اور حلال وحرام مین سے تمیز جاتا رہا حرام کو ترک کرنے لگے شرم کو
چھوڑدیا عبادات کے بجالانے مین کمی کی اور نماز روزے کی وقعت دل سے اوڑادی اور غفلت اختیار کرلی ممنوعات کا بین
دین کرنے لگے اور بازاری لوگ اور عورتین اور والیان ملک کے مقربون سے نفع اوٹھانے لگے اور اس طرح اونھون نے
اپنی خواہشات اور بے پروائی کی متابعت کی اور پھر اون برے کامون پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ اور آگے کو بڑھے اور ادعا
کیا کہ ہم غلامی کے طوقون سے آزاد ہوئے اور حقایق وصال تک پہونچگئے اور وہ حق کے ساتھہ قائم ہین اونپر احکام حق
جاری ہین اور وہ محو ہین اور جو کچھہ کہ وہ کرتے ہین اور چھوڑتے ہین اونمین اونپر اللہ کا عتاب اور ملامت نہین اور اونپر
احدیت کے اسرار کھل گئے ہین اور اون لوگون سے وہ اوچک لیگئے ہین جن سے وہ لیتے ہین اور اونپر بشریت کے احکام
باقی نہین رہے اور وہ فانی ہوکر نور صمدی کے ساتھ باقی ہوگئے ہین اور جب وہ بولتے ہین تو اونکے حال کو کوئی اور بیان
کرتا ہے اور جب وہ کوئی کام کرتے ہین تو کوئی اور اونکا نائب ہوتا ہے بلکہ پھیرے گئے ہین اور اون سے یہ کام کرواے گئے
ہین مطلب یہ ہے کہ وہ اس بات کا دعوی کرتے ہین کہ جو کام ہم کرتے ہین جو بات ہم کہتے ہین وہ خود ہماری طبیعت سے

نہین ہوتی اللہ تعالی ہماری طرف سے کرتا ہی اور اللہ ہی ہماری طرف سے بولتا ہے بلکہ اللہ ہی ہم سے ہر ایک کام کرواتا ہے
ہماری راے کو کسی کام مین دخل نہین ؎ بزیر دلق ملمع کمند ہا دارند + دراز دستی این کوتہ آستینان بین
اور ابو بکر بن محمد بن اسحاق بخاری کلاآبادی اپنے رسالہ تعرف لمذہب التصوف مین محققین صوفیہ صافی منش کے اوصاف
و محامد بیان کرنے کے بعد لکھا ہے ھم فی حیاتہ اھل صفة وبعد وفاتہ خیار امتہ لم یزل بدعوا الاول
الثانی والسابق التالی بلسان فعلہ اغناہ ذلک عن قولہ حتی قل الرغب وفتر الطلب فصار
الحال اجوبة ومسائل وکتبا ورسائل فالمعانی لاربابہا قریبة والصدور برفعہا رحیبة الی
ذہب المعنی وبقی الاسم وغابت الحقیقة وحصل الرسم وصار التحقیق حلیة والتصدیق زینة
وادعاہ من لم یعرفہ وتحلی بہ من لم یصفہ وانکرہ بفعل من اقر بلسانہ وکتمہ بصدقہ من اظہرہ
ببیانہ وادخل فیہ ما لیس منہ ونسب الیہ ما لیس فیہ فجعل حقہ باطلا وسمی عالمہ جاہلا و
انفرد المتحقق فیہ ضنا بہ وسکت الواصف غیرة علیہ فنفرت القلوب منہ وانصرفت النفوس عنہ
فذہب العلم واہلہ والبیان وفعلہ یعنی صوفیہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین اہل صفہ تہے اور
بعد وفات جناب سرور کائنات کے خیار امت ہین ہمیشہ اونمین سے پہلا دوسرے کو اور اگلا پچھلے کو ہدایت کی طرف
اپنے افعال کے ذریعہ سے بلاتا تہا اور زبانی دعوت کرنے کی فعل کی ضرورت نہ تہی یہان تک کہ لوگون کی رغبتین کم ہوگئین
اور طلب مین فتور پڑگیا اور ایسے لوگ باقی نہ رہے جو صرف افعال کے دیکھنے سے ہدایت حاصل کرتے تہے پس وہ
حال یعنی تصوف سوال وجواب اور مسائل بنکر کتب مین مدون ہوگیا پس معانی ارباب تصوف کے لئے قریب تہے
اور دل اون معانی کے سمجھنے کے لئے کشادہ تہے یہان تک کہ وہ معانی بہی جاتے رہے اور صرف نام باقی رہگیا اور
حقیقت غائب ہوگئی اور رسم حاصل ہوگیا اور ایک آرایش رہگئی اور تصدیق ایک زینت بنگئی اور تصوف کا وہ شخص
دعوی کرنے لگا جو اوسے نہین جانتا تہا اور تصوف سے ایسا شخص مزین ہوا جو بہ وصف نہین رکھتا تہا اور زبان
سے وہ شخص اقرار کرنے لگا جو دل سے کام نہین کرتا تہا اور پورے طور پر اوس شخص نے چہپایا جو اوسے اپنی زبان سے
ظاہر کرتا تہا اور تصوف مین وہ شخص داخل ہوگیا جو اوسمین سے نہ تہا اور اپنی جان کو تصوف کی طرف ایسے شخص نے
منسوب کیا جو اوسمین سے نہ تہا اسوجہ سے حق باطل ہوگیا اور اس علم کے عالم کا نام جاہل ہوگیا اور جو علم تصوف کا
محقق تہا وہ بخل کرنے لگا اور جو عالم تصوف کا بیان کرنے والا تہا اوسکو اس بیان سے غیرت آئی سو اوسنے
سکوت اختیار کیا اسلئے دلون کو علم تصوف سے نفرت پیدا ہوگئی اور نفوس اوسکی طرف سے پہر گئے پس علم
تصوف اور صوفیہ اور اوسکا بیان اور کام سب جاتے رہے ۔ خطیب حافظ القدس مین نواب صدیق حسنخان
نے لکہا ہے کہ اب تہوڑے زمانہ سے کہ جسکو پچاس سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا تصوف صحیح اور سلوک صافی کا

کارخانہ خراب ہوگیا ہے اور معرفت کا شہر ویران اور برباد ہوگیا ہے اور جو کچھ کہین کم کم دیکھا اور سنا جاتا ہے وہ سراسر دہوکا اور فریب ہے اسی طرح تمدن علم بھی اٹھہ گیا جو لوگ اسوقت عالم ہونے کا دعوی کرتے ہین وہ دنیا طلبی کے درپے ہین اور ایسے بہت کم علما ہین جن کی نیت مین دنیا طلبی نہین دونون قومون مین یہان تک نفسانیت اور تعلی اور کپ شپ سما گئی ہے کہ دونون طریقون پر اطمینان نہین رہا مبطل اور محق کے درمیان تمیز کرنا مشکل ہوگیا ہے انتہی - مگر زمانہ اب بھی سچے صوفیہ اور صادق ارباب سلوک سے خالی نہین بصیرت درکار ہے دیکھو ابوجہل کو آفتاب نبوت نظر نہ آیا اسوجہ سے کہ اوسکی بصیرت مین فرق تہا اور توفیق ایزدی رفیق نہ تہی - میر عبد الجلیل بلگرامی مثنوی امواج خیال مین صوفیہ صافی کی یون تعریف کرتے ہین ؎

از فرقۂ طالبان مولے	رنگینیٔ بزم وصف اولے	وحدت نگہانِ کثرت آثار	از بادۂ نفی غیر سرشار
اطوار وجود دیدہ یکرنگ	حیرت بہ نگاہ کردہ ہمسنگ	مینا شکنانِ بزم ہستی	مدہوشِ شرابِ حق پرستی
دل کردہ ز بہرِ یادِ خود فرش	الرحمن استوی علی العرش	طے ساختہ وادیٔ شریعت	جا کردہ بمنزلِ حقیقت
وا کردہ نظر بحسن جاوید	از دیدۂ سرمہ سائے توحید	سرگرم طوافِ کعبۂ دل	فرمانِ نفس کردہ بسمل

اولیاء کو جو انعامات اللہ تعالی نے عطا کئے ہین اونکو کہولین کیونکہ نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور نواب صدیق حسن خانصاحب کی اون باتون کا جواب جو حضرت پیران پیر کے حق مین اونہون نے لکہی ہین

اولیاء کو یہ بات جایز ہے کہ اون انعامات کو جو اللہ تعالی نے اون کے حق مین عطا فرمائے ہین ظاہر کرین اور مرتبہ قرب الہی اور درجۂ ولایت کو لوگون پر کہولین چنانچہ حضرت غوث اعظم کی تالیفات اور شیخ اکبر کی تالیفات اور مجدد الف ثانی کی تالیفات ان سے بہری پڑی ہین اللہ تعالی فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث یعنی احسان اپنے رب کا بیان کر اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الحدیث بالنعمۃ شکر یعنی نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور ترک کرنا نعمت کے بیان کرنے کا کفران نعمت ہے چنانچہ بیہقی نے یہ لفظ اس حدیث پر زیادہ کیا ہے وترکہ کفر اور ابن جریر نے اپنی تفسیر مین ابی لیسرہ غفاریؓ سے روایت کی ہے کہ مسلمان لوگ یعنی صحابہ جانتے تہے کہ نعمت کی شکرگذاری یہ ہے کہ اوسکو ظاہر کرے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اگر شکر کروگے تو تمکو اور دونگا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے اور دیلمیؒ نے مسند الفردوس مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ممبر پر چڑہے اور کہا الحمد للہ الذی صیرنی کما لیس لی فوقی یعنی اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اوس نے مجھے ایسا کیا کہ کوئی مجھسے بالا نہین پہر ممبر سے اُتر آئے لوگون نے اس کلام کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مین نے یہ بات اللہ کی شکرگذاری

کے لئے کہی ہے اور اس معاملہ مین صحابہ اور سلف صالح کے اقوال بہت سے ہین اور خود قرآن کریم مین حضرت سلیمان اور داؤد سے
حکایت کی ہے کہ اونہون نے کہا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین - شکر اللہ کا جسنے ہمکو بڑہایا
اپنے بہت سے بندون ایمان والون پر - اور جو کچھہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اون کے فضائل کے باب مین مروی ہے چنانچہ
ابوہریرہؓ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا انا سید ولد آدم یوم القیامۃ - یعنی مین اولاد آدم کا سردار
ہون قیامت کے دن اور انسؓ سے ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا انا اکرم ولد آدم علی ربی
یعنی مین بزرگترین اولاد آدم ہون پروردگار کے نزدیک اور بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا انا سید الناس یوم القیامۃ یعنی مین بنی نوع انسان کا سردار ہون قیامت کے دن - اور دوسری
حدیث مین حضرت نے فرمایا ہے انا اکرم الاولین والآخرین رواہ الترمذی و الدارمی عن ابن عباس
یعنی مین تمام اگلے پچھلون سے بزرگ ہون - اور مسلم نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا انا اکثر الانبیاء تبعا
یوم القیامۃ وانا اول من یقرع باب الجنۃ یعنی قیامت کے دن میرے متبع زیادہ ہونگے اور مین ہی اول جنت کا دروازہ
کہلواؤنگا - یہ سارے قول شکر نعمت کے لئے ہین نہ مفاخرت کے لئے غرضکہ نیت صالح چاہیئے اور یہ جو سورہ نجم مین آیا ہے فلا
تزکوا انفسکم - مت پاک کہو تم اپنی جانون کو - تو مراد اس سے یہ ہے کہ تفاخر مت کرو تزکیہ نفس اور اظہار نعمت بظاہر ایک ہی
معلوم ہوتی ہین لیکن حقیقت مین ان دونون باتون مین مغائرت ہے اگر کمالات کو اپنی جان کی طرف نسبت کرے اور خالق کی طرف
سے نہ سمجھے اور یہ خیال کرے کہ مین ایسا کامل ہون اور یہ نجانے کہ مجھے اللہ نے یہ کمالات عطا کئے ہین تو یہ تزکیہ نفس
اور تکبر ہے اور اگر اون کمالات کو خدا کی طرف منسوب کرے اور اپنی جان کو اون کا منشا جانے اور اپنی طرف اون کمالات
کو مجازاً منسوب کرے اور یہ جانے کہ سارے کمالات کا اللہ ہی دینے والا ہے پھر اون کو یاد کرکے شکر حق بجالائے
اسکو اظہار نعمت بولتے ہین - یہ بات اگرچہ عوام کی نظرون مین تزکیہ نفس کے ساتھہ التباس رکھتی ہے لیکن خدا کے
نزدیک التباس نہین ہے قرآن مین ہے واللہ یعلم المفسد من المصلح اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والا اور درست
کرنے والا - تزکیہ نفس اولیاء اللہ سے جو رذائل نفس سے مبرا ہین متصور ہین مگر اظہار نعمت پس اگر ایسی بات انبیاء سے
ظاہر مین آئے تو اعتراض نہ کرنا چاہیے کہ نیک گمانی کے لئے ہمکو حکم ہے مگر مرید کو چاہیے کہ مگر سے امین نہ ہے اور اپنی کمالات کو
خیال مین نہ لائے اپنے ہمیشہ متہم رکہے اور جب مرتبہ کمال کو پہونچ جاے اور اکابر کی شہادت اور الہامات سے پتے درپتے
ملہم ہو اوسوقت اظہار کرے تاکہ لوگ اوسکی منزلت معلوم کرکے اوس سے استفادہ کرین اور اوس سے کمالات کے مشتاق
ہوین اب اس بات پر غور کرو کہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جو یہ کہا ہے قدمی ھذہ علی
رقبۃ کل ولی اللہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنون پر ہے یہ بہی شکر نعمت کی قبیل سے ہے نہ تزکیہ نفس ہاں سکر و
سطح کے طور پر اور نواب صدیق حسن خان نے تفسیر مین ایک جگہ یہ کہا ہے کہ این سخن از وے اگر بصحت رسد خدا و

کہ مراد وے بدان چیست یا از وادی سکر ست کہ اہل حال را پیش مے آید۔ مین کہتا ہون کہ اس تاویل کی کیا ضرورت ہے صاف یہہ ہی کہ یہہ شکر نعمت کے اظہار کے لئے ہے۔ اور ریاض المرتاض مین نواب صاحب نے بہی اس اظہار کو جایز قرار دیا ہے یہ کلام تمام کاملین آفاق مین مشہور ہے اور مشایخ متقدمین نے خبر دی ہے اور مشایخ عصر نے شرقاً و غرباً حاضراً و غائباً یہ کلام سنکر اطاعت کی اور گردن جہکائی اور تمام ارباب احوال نے یہ بات سنکر تصدیق کی۔ بہجۃ الاسرار کا مولف کہتا ہے کہ مجہسے بعضے مشایخ نے ذکر کیا ہے کہ شیخ ابو بکر بطائحی اور شیخ ابو احمد عبداللہ بن علی بن موسیٰ ملقب بہ حفی کہتے تہے کہ عراق مین ایک آدمی پیدا ہوگا جو کہیگا میرا قدم ہر ولی خدا کی گردن پر ہے اور اولیاے عصر اوسکے اس قول کی تصدیق اور اطاعت کرینگے اور وہ اپنے وقت مین یگانہ آفاق ہوگا وہ شخص کرامات کا ایک عالیشان مظہر ہوگا اور شیخ عقیل نے ایک سوال کے جواب مین کہا کہ اک جوان عجم مین ایسا پیدا ہوگا کہ وہ قطب وقت ہوگا اوسکی کرامات کا خاص و عام اقرار کرینگے وہ کہیگا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اولیا اوسکے پاون پر گردن رکہینگے کاش مین بہی اگر اوس زمانہ مین ہوتا تو اپنے سر کو اوسکے قدم پر رکہتا اور جو کوئی آدمی اوسکی کرامات کی تصدیق کرے گا اللہ اوسکو فائدہ پہونچائے گا۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ایام جوانی مین تاج العارفین شیخ ابوالوفا کے پاس جایا کرتے تہے ایک دن شیخ موصوف نے کہا کہ اے عبدالقادر جو مرغا بولتا ہے وہ خاموش ہوجاتا ہے مگر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب تمہارا مرغا بولیگا تو پہر قیامت تک خاموش نہوگا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے اپنے پیر و مرشد ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی کی زبانی بیان کیا ہے کہ شیخ حماد جو اعلیٰ درجہ کے اولیا مین سے تہے حضرت عبدالقادر جیلانی ابتداے حال مین اون کی صحبت مین رہتے تہے ایک دن مین شیخ حماد کے پاس بیٹہا ہوا تہا کہ وہ بہی آئے اور بیٹہ کر چلے گئے شیخ حماد نے کہا کہ اس جوان عجمی کا قدم ایک زمانہ مین اولیا کی گردنون پر بلند ہوگا اور اللہ تعالیٰ یہ کہنے کی اجازت دے گا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اس واقعہ سے پیشتر بہت سے مشایخ نے خبر دی ہے شیخ عدی بن مسافر ایک درویش کامل تہے حضرت عبدالقادر ہمیشہ اون کی نسبت کہتے تہے کہ نبوت اگر مجاہدہ کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتے تو شیخ عدی پاتے اون سے کسی نے پوچہا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے پیشتر جو اولیاء اللہ گذرے ہین اون مین سے بہی کسی نے ایسی بات کہی ہے جواب دیا نہین اور شیخ عدی نے کہا ہے حضرت عبدالقادر نے یہ کہکر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یہ ظاہر کیا ہے کہ میرا مقام و مرتبہ اپنے وقت مین یکتا ہے شیخ عدی سے سائل نے کہا کہ ہر ایک عہد اور زمانہ مین ایسے اولیا گذرے جو یکتاے وقت تہے کوئی اون کے مرتبہ مین اون کا شریک نہ تہا اپنے مقام مین فرد تہے پہر اونہون نے کیون ایسا نہین کیا جواب دیا کہ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ کہنے کا حکم نہین دیا تہا اور ان کو حکم دیا اولیاء اللہ نے اس حکم کی تعمیل کی ہے جیسا کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو امر الہی کے سبب سے سجدہ کیا تہا شیخ ابوالنجیب سہروردی نے اپنا سر جہکا دیا اور تین بار کہا میرے سر پر میرے سر پر میری سر پر شیخ ابوالثنا محمود بن احمد گردی اور شیخ بقا بن بطو اور شیخ ابو سعید قیلوی اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ علی بن ہیتی

Marfat.com

اور شیخ احمد رفاعی وغیرہ پچاس مشایخ سے منقول ہے کہ ہم اون کی مجلس مین حاضر تھے کہ آپ نے کہا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اسوقت پچاس سے زیادہ ملک عراق کے مشایخ موجود تھے سب نے اپنی گردن جھکادی اور شیخ علی بن ہیتی اوس تخت پر چڑھ گئے جسپر عبدالقادر جیلانی بیٹھے ہوے تھے اور اون کا قدم اپنی سر پر رکھہ لیا ان کے دوستون اور مریدون نے پوچھا کہ تم نے یہہ کیون کیا جواب دیا کہ حضرت عبدالقادر کو حکم ہوا تھا کہ یہہ بات کہین اور جو تعمیل سے سرتابی کرے اوس ولی کو مرتبہ ولایت سے معزول کردین پس مینے چاہا کہ میرا اول نمبر اون لوگون مین ہو جو مطیع ہین اور یہہ شیخ علی اون چار لوگون مین سے ہین جنکی نسبت مشایخ عراق کہتے تھے کہ یہہ گونگے اور مبروص کو تندرست کرتے ہین اونمین سے باقی تین یہ ہین حضرت عبدالقادر جیلانی اور شیخ بقا بن بطو اور شیخ ابو سعید قیلوی اور جو جو مشایخ اس جلسہ مین موجود تھے اونہون نے اپنے مقامات سے سر گردنین جھکالین اور انقیاد کا منقول ہے کہ شیخ ابو مدین شعیب نے ایک دن اپنی گردن جھکادی اور کہا کہ مین اونہین مین سے ہون بار خدایا مجھکو اور میری نوشتہ کو گواہ کرتا ہون کہ مینے قبول کیا اور اطاعت کو حاضر ہون مریدون نے حقیقت حال دریافت کی جواب دیا کہ ابھی حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مین کہا ہے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ شیخ خلیفہ اکبر کو خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر زیارت کرتے تھے اونہون نے آنحضرت سے خواب مین دریافت کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر ایسا کہتے ہین فرمایا کہ یہ قول اونکا صحیح ہے اور وہ قطب وقت ہین مین اون کی رعایت کرتا ہون اور شیخ احمد رفاعی اور شیخ ابو سعید قیلوی نے ایک سوال کے جواب مین کہا تھا کہ یہہ بات شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کہی ہے اور یہ قطبیت کی زبان ہے اور قطبون مین سے بعضے زمانہ کے قطبون کو سکوت کا حکم ہوتا ہے پس اوسکو سکوت کے سوا چارہ نہین اور بعضون کو کہدینے کا حکم ہوتا ہے پس وہ ضرور کہدیتے ہین اور ایسے قطب مقام قطبیت مین اکمل ہوتے ہین یہ شفاعت کی زبان ہے چار مشایخ ایسے ہین جو قبر مین بھی تصرف کرتے ہین جیسے کہ حیات مین تصرف کرتے تھے ایک شیخ عبدالقادر دوسرے شیخ عقیل منجی تیسرے شیخ حیات بن قیس حرانی۔ چوتھے معروف کرخی۔ بہجۃ الاسرار اور اوس کے منتخبات مین زیادہ تفصیل دیکھنا چاہیے نواب صدیق حسن خان نے تقصار مین لکھا ہے کہ مشہور یہہ ہے کہ حضرت شیخ کے اس قول مین تمام زمانہ کے اولیا مراد ہین لیکن شیخ احمد نقشبندی رحمہ اللہ یہ کہتے ہین کہ یہ حکم اوسے زمانہ کے اولیا سے مخصوص ہے اگلے اور پچھلے زمانہ کے اولیا اس سے مستثنے ہین جیسا کہ شیخ حماد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ مناقب الاولیا مین لکھا ہے کہ ہمیشہ اون کا وقت ہے جب تک اون کی ولایت باقی ہے نوالصفا کہتے ہین کہ صحیح شیخ احمد رحمہ اللہ کا قول ہے اس لیے کہ اس امت کی صفت مین حدیث مین آیا ہے مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ یعنی ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت کا حال مینہ کی طرح ہے جس کا حال نہین معلوم ہوتا کہ اوس کا اول بہتر ہے یا آخر۔

Marfat.com

تنبیہ عمران بن حصینؓ سے بخاریؒ و مسلمؒ و ابو داؤدؒ و نسائیؒ و ترمذیؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرُ امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یعنی میری تمام امت مین وہ عصر بہتر ہے جسمین مین موجود ہون پھر اوس زمانہ کے لوگ بہتر ہین جو میرے عصر سے ملے ہوئے ہین پھر وہ لوگ بہتر ہین جو اون سے متصل ہین - پس اس حدیث کی پہلی حدیث معارض نہین ہو سکتی کہ پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ نہین معلوم ہوتا کہ میری امت مین سے اول کے لئے ثواب زیادہ ہے یا آخر کے لئے اور یہ مطلب نہین کہ اس امت کا اول افضل ہے یا آخر پس جبکہ حدیث مزید ثواب پر محمول ٹھہرے گی تو تفضیل پہلون پر نہ نکلے گی اور یہ بھی ہے کہ فضل اون تینون قرنون کو باعتبار مجموع اوس قرن کے ہے نہ باعتبار فرد فرد اون کے اس صورت مین لا یدری اولہ خیر ام آخرہ سے صحابہ و تابعین کی تمام امت پر فضیلت مین نقصان لازم نہین آتا اور دلیل عقلی بھی اسی کی مقتضی ہے کہ متقدمین کو متاخرین پر تفضیل حاصل ہو اس لئے کہ یہ لوگ واسطہ ہین درمیان پیغمبر اور جماعت متاخرہ کے کیونکہ انہین کے ہاتھون سے دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوا حضرت کا دین انہین سے پھیلا انہین کے ذریعہ سے علم نبوت اور احکام ملت پچھلون کو پہونچے اسکی اسکی مثال یون سمجھنا چاہیے کہ ملت کا کام دیوار کی طرح ہے کہ ہر اینٹ متفرع ہے نیچے کی اینٹ پر نیچے ہی کی اینٹ سے اوپر کی اینٹ کو استقامت حاصل ہے اسی طرح نیو تک خیال کر لینا چاہیے اسی طرح ہر قرن متاخر نے شرائع اسلام اور علوم و ہدایات مین مدد قرن متقدم سے حاصل کی ہے یہان تک کہ یہ شارع تک پہونچا ہے جو خدا کی جانب سے شریعت حقہ لے واسطہ لائی ہین اور نواب صاحب نے اس کتاب مین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے حق مین کہا ہی مرتبہ او در علم و ولایت بغایت رفیع ست اما نچندانکہ خداوند تعالیٰ شانہ را گذاشتہ دوگانہ او گذارند - اس اضافت مین اگر مراد نواب صاحب کی یہ ہے کہ یہ دوگانہ سیدنا غوث اعظم کی عبادت سمجھکر ادا کیا جاتا ہے جیسا کہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہی تو یہ رائے اون کی سراسر غلط ہے اور اونکو اس دوگانہ کی مطلقاً خبر نہ تھی اس دوگانہ کی نیت علماے باعرفان ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہین نویت ان اصلی رکعتین صلوۃ الاسرار تقرباً الی اللہ تعالیٰ و انقطاعاً عما سواہ الخ نیت کرتا ہون مین اس بات کی کہ پڑہون مین صلوٰۃ اسرار کو واسطے نزدیکی اللہ تعالیٰ کے اور واسطے چھوٹنے اون چیزون کے جو اللہ کے سوا ہین - نواب صاحب نے اسے حضرت غوث اعظم کا دوگانہ خیال کیا افسوس جس شخص کو اوس نماز کی نیت تک نہ معلوم ہو وہ باطل کرنے کے درپے ہو - اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ مین شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے بہت سے فضائل و محامد لکھے ہین اور اونکو مرتاض مسند نشین افادہ و افاضہ کہا ہے اور شرق و غرب عالم کو اون کے فیض سے منور بیان کیا ہے اور آخر مین لکھا ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اونکی ملاقات سے مشرف ہوئے تھے اور بعضے اذکار و اشغال سلسلہ علیہ قادریہ کے اون سے حاصل کئے تھے مگر نواب صاحب کو یہ معلوم نہوا کہ یہ دوگانہ خاص انہین شیخ وجیہ الدین نے اونہین بتایا تھا اور اون اشغال سلسلہ شریفہ قادریہ مین سے

Marfat.com

یہ دوگانہ بہی تہا اگر نواب صاحب کو اس بات کی خبر ہوتی کہ دوگانہ غوثیہ بہی شیخ وجیہ الدین نے بتایا تہا تو شیخ علوی کی کبہی
ایسی ستایش نہ کرتے اور اون کے فیض کو طول وعرض مشرق ومغرب مین نہ پہیلاتے یہ جو کچہہ تعریف لکہی ہے وہ صاحب
سبحۃ المرجان کی تقلید سے لکہی ہے عبارت سبحۃ المرجان کی یہ ہے ملاء شرق العالم وغربہ من لوامع البرکات
جسکا ترجمہ نواب صاحب نے یون کیا ہے سالہاے دراز بر مسند افادہ واستفاضہ بنشست وشرق وغرب عالم را از فیض
اقدس معمور ساخت - بلکہ اسی تقلید کی بدولت بہاری غلطی یہ کی ہے کہ اخبار الاخیار سے شیخ علوی رح کا سنہ وفات
سنہ ۹۹۷ھ نقل کئے ہین اور مادہ تاریخ وفات سبحۃ المرجان سے نقل کیا ہے جو یہ ہے لھم جنات الفردوس نزلا -
حالانکہ عدد اسکے سنہ ۹۹۸ھ ہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس دوگانہ کو نماز غوثیہ اور صلوٰۃ الاسرار بھی کہتے ہین اور اہل سلسلہ کو
حضرت غوث اعظم سے پہونچا ہے تحفۃ القادریہ مؤلفہ ابو المعالی محمد مین کہ بہجۃ الاسرار وخلاصۃ المفاخر ومفتاح الاخلاص
گیلانی سے بنایا ہے ترکیب اس دوگانہ کی یون لکہی ہے کہ دو رکعتین پڑہے اول رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ
کافرون گیارہ بار اور دوسری رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑہے پہر پیغمبر خدا پر گیارہ مرتبہ
درود بہیجے اور نماز کو تمام کرنے کے بعد عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور گیارہ بار حضرت غوث اعظم کا نام لیکر اپنی حاجت
بیان کرے اور شیخ عبد الحق دہلوی رح نے ترکیب اسکی بہجۃ الاسرار کے دونون خلاصون مین یون لکہی ہے کہ دو رکعتین پڑہے
کہ ہر رکعت کے اندر سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑہے پہر حضرت پر درود وسلام پڑہکر نماز کو تمام کرے
اور پیغمبر خدا کو یاد کرے اور مصلی کو چاہیے کہ نماز کے بعد گیارہ قدم بغداد کی طرف چلے اور حضرت غوث اعظم کا نام لے اور اپنی حاجت
یاد کرے اور التجا اور عاجزی حضرت غوث اعظم کی شان مین کرے - مین خیال کرتا ہون کہ اس نماز کی پوری حقیقت اور
حالت اگر نواب صاحب کو معلوم ہو جاتی تو شاید اونکی ارادت لفظی بہی درگاہ غوثیت سے جاتی رہتی اور آپکی تعریف
مین کبہی ایسا نہ لکہتے کہ در عالم ظاہری بمرتبۂ اجتہاد رسیدہ ودر باطن کمتر کسے باو می تواند رسید اور اسی کتاب مین نواب صاحب
نے یہ بہی لکہا ہے کہ لفظ غوث الثقلین وقطب الاقطاب وغوث اعظم وامثال آن ہر چند بر زبان خامہ بسیارے از ترجمہ نویسان
دانشمند جاری شدہ اما خالی از کراہت وبدعت بلکہ نوعے از شرک نیست اسم اعظمش ہمین عبد القادر بسند ست
کہ خبر از عبودیت تامۂ او میدہد انتہے - نواب صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ الفاظ غوث الثقلین وقطب الاقطاب اونکی
شان مین کراہت وبدعت بلکہ شرک سے خالی نہین سو اس دعوی پر کوئی دلیل نہین اور کسی طرح قابل قبول نہین
اول تو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ لفظ غوث کا اطلاق سواے ذات باری کے اورون پر ناجایز ہے اور یہ ثابت کرنا
مشکل ہے اللہ تعالی کے نود ونہ نامون مین سے بہت سے نام ایسے ہین کہ ذات واجب تعالی اور ذات مقدسہ انبیاء
اولیاء اکابر مشترک الاستعمال ہین اور محاورہ اور استعمال مین گفتگو کی بہت گنجایش ہے اور خود نواب صاحب نے
اس کتاب کے صفحہ ۲۰۰ مین سید طیب کے ترجمہ مین لفظ قطب نقل کیا ہے جبکہ سید موصوف کی ستایش قطب کیساتھ

کیجا سکتی ہی تو کیا حضرت غوث اعظم کی شان مین قطب الاقطاب نہین کہہ سکتے ہین اور اسی کتاب مین نواب صاحب نے لکھا ہی
شیخ رحمۃ اللہ علیہ در غنیۃ الطالبین امام ابو حنیفہ را از مرجیہ نشان دادہ وگفتہ از مشرق تا مغرب ہیچ ولی از اولیا
حنفی المذہب نیست جز فلان انشی اسمین علماے محققین کو کلام ہے یہان تک کہ شیخ القطب عبد الوہاب شعرانی اس بات
کے قائل ہین کہ اس عبارت کو معاندین نے غنیۃ الطالبین مین اپنی طرف سے داخل کر دیا ہے بلکہ محققین کو تو اسمین بھی
کلام ہی کہ غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم کی تصنیف ہے اب مین سب قیل وقال سے درگذر کرکے کہتا ہون کہ غنیۃ الطالبین
مین ۷۳ فرقون کے ذیل مین مرجیہ کو بھی بیان کیا ہے اور مرجیہ کے ضمن مین اون کے بارہ فرقے ذکر کئے ہین اون مین سے
حنفیہ کو بھی ان الفاظ کے ساتھ یاد کیا ہے اما المرجیہ فتفرقوا اثنا عشر فرقۃ الجھمیۃ وفلانۃ وفلانۃ
والحنفیۃ واما الحنفیۃ فھم اصحاب ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت زعموا ان الایمان ھو المعرفۃ
والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ الخ ایمان سے خیال کرنا چاہیے کہ غنیۃ الطالبین مین اون
اصحاب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو مرجیہ قرار دیا ہے جو ارجا کے قائل ہون یعنی اس بات پر یقین رکھتے ہون کہ اللہ
اہل معاصی کو ضرور ثواب دیگا ایمان کے ہوتے کوئی معصیت ضرر نہین کرتی ہے جس طرح کہ ہمراہ کفر کے کوئی طاعت نفع
نہین دیتی ہے اور نواب صاحب نے خاص امام ابو حنیفہ صاحب کا نام ذکر کیا حالانکہ اون کے فرمانے مین اور ان کے
بیان مین بڑا فرق ہے اور نواب صاحب نے جلد اول دین خالص مین ایک حدیث جبیر بن مطعم کی جو ابو داؤد نے روایت
کی ہی نقل کرکے کہا ہے وقد ثبت من ھذا الحدیث ان الختم المشھور بین الناس یقولون فیہ یا شیخ
عبد القادر شیئا للہ لا ینبغی ان یقال ذلک لان فیہ الایتان باللہ شفیعا عند الشیخ والشیخ
وان کان کبیرا لاولیاء ولکن اللہ سبحانہ اکبر من کل کبیر واعلی من ان یستشفع بہ لدی امیر
او فقیر نعم لو قال یا اللہ اعطنی شیئا کذا وکذا للشیخ عبد القادر لکان جائزا عند بعض الفقہاء
ترجمہ اسکا نواب صاحب نے وعایۃ الایمان مین یون کیا ہے اللہ پاک کو کسی کے پاس اوسکی مخلوق مین سے شفیع ٹھہرانا
شرک ہے حدیث جبیر ابن مطعم مین آیا ہے ایک اعرابی نے کہا اے رسول خدا ہمارے لئے پانی مانگو ہم شفیع لاتے ہین
تم پر اللہ کو قربان یا سبحان اللہ دیر تک یون ہی فرمایا کئے کہا ویحک انہ لا یستشفع باللہ علی احد یعنی اے
کم بخت تو اتنا نہین جانتا کہ اللہ کو کسیکے پاس شفیع بنا کر نہین لیجاتے ہین اللہ کی شان اس سے بڑی ہے رواہ ابو داؤد بعد اسکی
نواب صاحب لکھتے ہین کہ اس جگہہ سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ختم جس مین یا شیخ عبد القادر شیئا للہ کہا جاتا ہے ہرگز
درست نہین کیونکہ اس لفظ مین اللہ کو شفیع بنا کر سامنے شیخ کی لایا جاتا ہے مانا کہ شیخ کبیر الاولیا ہین لیکن اللہ ہر کبیر سے اکبر ہے
ہان اگر یون کہتا یا اللہ اعطنی شیئا اوکذا للشیخ عبد القادر تو نزدیک بعض فقہا کے جایز ہوتا انتہی وہابیہ مین ہے
من قال شیئا للہ بعض یکفر + ویخشی علیہ الکفر بعض یقرر + یعنی جسنے کہا شیئا للہ تو بعض اوسکو کافر

کافر کہتے ہین اور بعض یہہ تقریر کرتے ہین کہ اوسپر خوف کفر ہے اور درّ مختار مین بھی اسی کے اتباع سے کلمۂ شیئاً للہ کو کفر لکھا ہی علامہ
ابن شحنہ نے شرح وہبانیہ مین لکھا ہے لعل وجھہ انہ طلب شیئاً للہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ غنی عن کل شئی والکل مفتقر
ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکنہ ان یقول اردت اطلب شیئاً لاجل اللہ تعالیٰ
انتھے یعنی شیئاً للہ کے کفر ہونے کی شاید یہہ وجہ ہے کہ قائل نے یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لئے مانگی حالانکہ حق تعالیٰ ہر چیز سے غنی ہے
سب چیز اوسکی محتاج ہی اور لایق یون ہے کہ اس قول مین عدم تکفیر کو ترجیح دی جائے اس لئے کہ اسکی تاویل یون ہوسکتی
ہی کہ قائل کہے کہ مین نے یہہ ارادہ کیا کہ مین شے کو طلب کرون اللہ تعالیٰ کے اکرام کے واسطے - ردالمحتار حاشیہ درالمختار مین
علامہ شامی نے شارح وہبانیہ کے قول کے بعد کہا ہے قلت فینبغی ویجب التنبہ علی عن ھذہ العبارات وقد مرّ
ان ما فیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح لکن ھذا ان کان لا یدری ما تقول
اما ان قصد فالظاھر لا باس بہ انتھے یعنی جب شیئاً للہ کے کفر کا احتمال ہی تو اس سے بچنا جایز یا واجب ہی اور یہہ
قبل اس سے بیان ہوچکا ہے کہ جس بات مین علما کا خلاف ہے کہ بعضے اوسے کفر قرار دیتے ہون اور بعضے کفر نہین مانتے ہون
تو اوسکے مرتکب سے توبہ و استغفار کرانا چاہیے اور اوس کی عورت کا اوس سے نکاح از سر نو کرانا چاہیے مگر جو شخص شیئاً للہ کہی
اور اوسکے معنی اوس کے ذہن مین نہون اور یہہ نہ سمجھے کہ مین کیا کہہ رہا ہون اوسوقت اوسکے کفر کا احتمال پیدا ہوتا ہے اور
اب اس حال مین اوس سے توبہ کرانا چاہیے اور نکاح کی بھی تجدید چاہیئے اور جبکہ کہنے والا اسکے معنی سمجھتا ہو اور اس کلام سے
اوسکا مقصود یہہ ہو کہ مجھے اکرام الہی کی وجہ سے کچھ دو تو اس حالت مین کچھ مضایقہ نہین اور اسکا قائل کسی طرح کافر
نہین - اس تحقیق سے مستفاد ہوا کہ جو بعضے لوگ ہر ماہ کی ۱۱ تاریخ کو ختم غوثیہ پڑھتے ہین اوسمین درود شریف و سورہ فاتحہ
و الم نشرح و یسین وغیرہ پڑھتے ہین اور یہہ جملہ پڑھتے ہین یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ تو یہہ لفظ بطور
وظیفہ کے پڑھنا ناروا نہین - اسی لئے حضرت استادنا و مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری نور اللہ مرقدہ نے ایک
سوال کے جواب مین کہا ہے کہ بطریق ورد کے جملۂ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ جایز ہے انتھی اور دوسرے
سوال کے جواب مین جناب موصوف یون فرماتے ہین کہ اگر شیئاً للہ کو اس معنی سے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے
کوئی چیز عطا کرو تو یہہ معنی فاسد ہین کہ اسمین تو ہم حق تعالیٰ کے محتاج ہونے کا پیدا ہوتا ہے اور اگر مقصود یہہ ہی کہ بجہت
اکرام الہی کے کچھ دو تو یہہ صحیح ہین اور اسمین کسی طرح کی ممانعت نہین اور بلا قصد معنی فاسد صحیح بطور عمل و تبرک کے بھی
جایز ہے لیکن ترک اولی ہے بہرحال حکم کفر بمجرد پڑھنے ان کلمات کے خلاف تحقیق ہے اور اوس حدیث کے مفہوم مین اور
اس بات مین بڑا فرق ہے اللہ کو کسی کے پاس شفیع بنا کر لیجانا اوسے ہے اور اکرام الہی کی وجہ سے کوئی چیز مانگنا اور ہی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس اعرابی کے سوال سے اس لئے برا مانا کہ ظاہر عبارت سے برابری کا قدرت مین اور مشارکت کا
کام مین وہم پیدا ہوتا تھا اور وہ زمانہ شرک کے زور و شور کا تھا اسلئے حضرت نے منع کیا اور ختم غوثیہ والون کا تو یہہ مقصود

ہوتا ہے کہ اکرام الہی کی وجہ سے آپ ہمپر کچھ دیجیے اور اللہ سے ہماری مقصد برآری کے لئے دعا کیجئے اللہ اسکا ثواب آپکو دیگا۔

قرب الہی کی علت موجبہ اور اوس مین ترقی کرنا کسب سیر نفسی سیر آفاقی۔ سالک مجذوب۔ پیغمبر یا ولی کی روح سے فیض اویسی

یاد رکھو کہ قرب الہی کی علت موجبہ جذب ہی یعنی اللہ تعالی بندی کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور یہ جذب کبھی بغیر وسیلے کسی چیز کے ہوتا ہے اسکا نام اجتبا ہی اللہ یجتبی الیہ من یشآء۔ اللہ چن لیتا ہی اپنی طرف جسکو چاہے اور کبھی کسی چیز کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہہ دو چیزین ہین **ایک** عبادت صحیحہ **دوسری** انسان کامل مکمل کی صحبت پس جو جذب عبادات کی وجہ سے حاصل ہوا وسے برکات عبادت کہتے ہین۔ اور جو صحبت کے ذریعہ سے حاصل ہوا وس کا نام پیر کی تاثیر ہی۔ یہ کلام علت فاعلی مین ہی اور علت قابلی ایک استعداد ہی کہ اللہ تعالی نے انسان مین رکھی ہی اور کلام پاک مین اوسکی خبر دی ہی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ ابوہریرہؓ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ یعنی ہر ایک بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے یعنی اوسمین قبول اسلام کی استعداد ہوتی ہی مگر اوسکے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی کر دیتے ہین۔ استعداد انسانون کی متفاوت ہین ابوہریرہؓ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ یعنی آدمی کان ہین جیسے سونے چاندی کی کانین یعنی اخلاق اور صفات مین متفاوت ہین موافق استعداد ذات کے جیسے ایک کان ہے کہ لوہمین لعل و یاقوت پیدا ہوتے ہین اور اون مین چاندی اور اور مین سونا اور مین لوہا پیدا ہوتا ہے اور قرب الہی سے روکنے والے نفس کے بد اخلاق اور عناصر کا خبث اور لطایف عالم امر کا غفلت مین اور انسان کامل مکمل کی صحبت اور عبادت سے یہ سب برائیان بھی جاتی رہتی ہین اسلئے ناقصون کو دو چیزون کی ضرورت ہی (۱) کسب اور مراد اس سے یہ ہی کہ موافق تجویز شیخ کامل مکمل کے عبادات و ریاضات ادا کرنا ہی (۲) شیخ کامل مکمل کی کشش۔ یہ دونون چیزین نفس کو پاک صاف کر کے نسبت عطا کرتی ہین اور قرب الہی تک پہونچاتی ہین خاک کے گڑھے سے نکالکر اوج افلاک پر چڑھا دیتی ہین اولیا اکثر طریق سلوک کو جذب سے مقدم جانتے ہین اسلئے کہ ان کے نزدیک موانع کا دفع کرنا تحصیل مقاصد سے مقدم ہی۔ پس پیرون کو چاہیے کہ مریدون کو اذکار و ریاضات کرنے کے لئے حکم دین اور اپنے انفاس سے اونکی مدد کرتے رہین تاکہ عالم خلق و امر کے لطایف ستہ کی وصاف ہو جائین۔ عالم الامر کہتے ہین عالم روحانی کو جسکو عالم الغیب و عالم الآخرۃ بھی ہی اور عالم الخلق نام ہے عالم جسمانی کا جب مرید کے نفس مین عمدہ اخلاق آجائین اور زہد اور توکل اور توبہ اور صبر اور تمام اوصاف صدق و صفا اور مقامات عشرہ اوسکو حاصل ہو جائین اور قرب حاصل کی قابلیت پیدا کرے تو اوسوقت پیر کو چاہیے کہ اوسکو خدا کی طرف جذب کرے اور قرب الہی عطا فرمائے ایسے سالک کو مجذ

کہا کرتے ہین اور اس سیر کا نام سیر آفاقی ہے جو کہ یہ سیر بہت دور و دراز ہے اور اسکے بہت سے شعبے ہین اس لئے حق تعالی
نے خواجہ نقشبند کو الہام کیا کہ جذب کو سلوک پر مقدم کیجیے مرید کو اول ساتھ توجہ القاء ذکر کے لطائف عالم امر مین اللہ تعالی
کی جانب کرتے ہین تاکہ قلب و روح و سر و خفی و اخفی اپنے احوال مین فانی و ہلاک ہو جائین اور اسے سیر نفسی کہا کرتے ہین
اس سیر نفسی کے ضمن مین اکثر سیر آفاقی بھی حاصل ہو جاتی ہے اسلئے کہ لطائف عالم امر سے ساری ظلمتین اور کدورتین
برطرف ہو جاتی ہین اور قرب بھی حاصل ہو جاتا ہے بعد اس کے تزکیہ نفس و تصفیہ قلب و قالب کے واسطے مرید کو ریاضت
کرنے کے لئے حکم دیتے ہین اور اوسکو ان ریاضات اور پیر کی امداد سے نفس و عناصر کا تزکیہ بھی حاصل ہو جاتا ہے اس قسم کے
سالک کو سالک مجذوب کہتے ہین اور اس سیر کا نام اندراج النہایۃ فی البدایۃ ہے اس لئے کہ جذب جو آخر مین ہوتا ہے
وہ ابتدا مین مندرج ہو گیا اور جب بعد فنا ہونے لطائف عالم امر کے ریاضت کے لئے حکم کیا گیا اور صولت و شدت نفس کی
لطائف عالم امر کے نزدیک ہونے کی وجہ سے کم ہو گئی اس لئے ریاضت اوسپر آسان ہو گئی اور عبادت کا ثواب فنائے
لطائف کے بعد زیادہ ہو گیا اس لئے یہ سیر سہل بھی ہے اور جلدی بھی واقع ہوتی ہے اور اگر مرید اس سیر مین کمال سے پیشتر
مر جاتا ہے تو محروم مطلق نہین ہوتا اس لئے کہ ذکر قلب ابتدائے صحبت ہی مین اوسے میسر ہو چکتا ہے اور برکات عبادات کا
حال یہ ہے کہ عبادات کامل سے قرب الہی اسطرح ترقی پاتا ہے کہ اعتبار کے قابل ہے اور عبادات ناقص سے بھی قرب حاصل
ہوتا ہے لیکن غیر معتد بہ ہوتا ہے اس لئے کہ ناقصون کی عبادات کا ثواب کاملون کی عبادت سے بہت کم ہے اور یہ ثابت
ہو چکا ہے کہ سارے عالم کی عبادت ولی کے عبادت کے مقابلہ مین ظل اور عکس کا حکم رکھتی ہے اسی طرح ناقص اور کامل کی
برکات مین بھی فرق ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیر جو مریدون کو ریاضت اور مجاہدہ کے لئے حکم دیتے ہین تو مقصود اس سے
عناصر کا تصفیہ اور نفس کا تزکیہ ہوتا ہے حصول قرب مد نظر نہین ہوتا بلکہ تصفیہ و تزکیہ بھی محض عبادت سے حاصل نہین ہو سکتا
جب تک پیر کامل کی صحبت بھی اوس کے ساتھ نہو مسئلہ ناقص اور کامل دونون اپنے سے زیادہ کامل کی صحبت سے
فیضیاب ہو سکتے ہین جیسے حضرت یوشع اور اون کی مثل اورون نے حضرت موسی سے فیض پایا تھا ناقصون کو ولایت حاصل
نہین ہو سکتی بدون تاثیر صحبت کاملون کے اس لئے تنہا عبادت سے اون کو ولایت نہین مل سکتی ہے اور جذب مطلق جسے
اجتبا کہتے ہین ان کے حق مین متصور نہین کیونکہ ان کو حق تعالی سے کوئی مناسبت نہین پس عوام کے حق مین فیض پہونچنا بغیر
وسیلہ ایک ایسے شخص کے جو باطن مین اللہ تعالی سے مناسبت رکھتا ہو اور ظاہر مین بندگان خدا سے اوسکو مناسبت ہو ممکن
نہ تھا وہ واسطہ جو دونون کا برزخ ہو وہ رسول ہے یا اوسکا نائب اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا ہے لو کان فی الارض
ملائکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا من السماء ملکا رسولا۔ اگر زمین مین فرشتے آرام سے پھرتے ہوتے
تو ہم اونپر کوئی فرشتہ پیغام لیکر آسمان سے اوتارتے۔ اسی لئے رسول علیہ السلام کی وفات کے بعد اون کی قبر مقدس سے
فیض نہین پہونچ سکتا کیونکہ مناسبت صوری موجود نہین اس دوسرے واسطہ کی ضرورت ہے جو پیغمبر کا نائب و وارث ہو

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان العلماء ورثۃ الانبیاء رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ والدارمی عن کثیر بن قیس تحقیق عالم پیغمبرون کے وارث ہین پس علماے ظاہر و باطن دونون پیغمبر خدا کے وارث ہین اور جس طرح واسطہ ہونا پیغمبرون کا ممکنات اور واجب الوجود کے درمیان لابد تھا کیونکہ ہدایت واجب الوجود کی نسبت ممکنات کے کہ باخود متغائر ہین بالواسطہ ہونا چاہیے اسی طرح پیغمبر اور امت کے درمیان علما اور اولیا کا واسطہ ہونا ضرور ہے **مسئلہ** جب سالک مرتبہ کمال کو پہنچ جاتا ہے اور جناب الہی کے ساتھ اوسکو مناسبت حاصل ہوجاتی ہے اوسوقت جناب الہی سے اوسکو بے واسطہ بھی فیض حاصل ہوتا ہے اور عبادات سے ترقیات پاتا ہے **مسئلہ** خداے پاک نے بعضے آدمیون کو استعداد نہایت قوی دی ہے کہ پیغمبر یا کسی ولی کی روح سے اوسکو فیض پہونچتا ہے اور اوسے مرتبۂ ولایت تک پہونچا دیتا ہے اور ایسے شخص کو اویسی کہتے ہین اس لئے کہ اویس قرنی کو کہ بڑے درجہ کے تابعین مین سے ہین بے حاصل ہوے صحبت خیر البشر کے فیض جناب سرور کائنات سے حاصل ہوا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مسلم نے روایت کی ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان خیر التابعین رجل یقال له اویسؓ وله والدة وکان به بیاضٌ فمروہ فلیستغفر لکم حضرت عمر نے کہا ہے کہ آنحضرت اپنے اصحاب سے فرمانے لگے کہ تابعین مین سے ایک عمدہ شخص ہوگا جسے اویس کہتے ہین اوس کی ماں موجود ہے اور اوس شخص کے بدن پر برص کا داغ ہے جب تمہاری اوس شخص سے ملاقات ہو تو اپنے لئے دعاے مغفرت کی استدعا کرنا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اہل خیر و صلاح سے دعا کرانا چاہیے اگرچہ طالب افضل ہو اور بعضے کہتے ہین کہ دعا اون سے چاہنے کی ہدایت اسلئے فرمائی تھی کہ اون کا دل خوش ہوجاے اور یہ توہم اون کے دل سے مٹا یا کہ اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے تخلف کیا اس لئے کہ اس حضوری سے وہ صرف اپنی ضعیف والدہ کی خدمت کرنے کی وجہ سے محروم رہے تھے اور اونکا آنا صحابہ کے پاس اس بات کے مخالف نہین اس لئے کہ اونہون نے کسی ایسے شخص کو حضرت کی حیات مین نہ پایا! جو اون کی ماں کی خدمت گذاری کرتا جب یہ موقع ملا تو صحابہ کے پاس حاضر ہوے اور حدیث اسپر بھی دلالت کرتی ہے کہ اویس کثرت ثواب مین خدا کے نزدیک سارے تابعین سے بہتر ہین ورنہ امام احمد نے کہا ہے کہ افضل تابعین سعید بن سعید ہین اور مراد انکے افضل ہونے سے یہ ہے کہ حدیث علوم و احکام کے جاننے مین یہ افضل تابعین ہین طیبی نے خلاصۃ الاصول مین لکھا ہے کہ ابو عبداللہ بن خفیف کہتے ہین کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے کہ سارے تابعین سے افضل بن مسیب ہین اور اہل کوفہ کہا کرتے تھے کہ اویس افضل ہین اور اہل بصرہ حسن کو افضل بتاتے تھے اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین سید التابعین لکھا ہے اور شیخ عبدالحق دہلویؒ نے اکمال فی اسماء الرجال مین لکھا ہے کہ اویس زہد و عبادت مین مشتہر تھے۔ شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین اور مولانا عبدالرحمن جامی نے شواہد النبوۃ مین اور شاہ حبیب اللہ قنوجی نے مناقب الابرار مین اویس اور حسن بصری کا ذکر تصوف کے طریق پر کیا ہے +

ریاضت کے ساتھ تاثیر صحبت مرشد بھی حصول ولایت کے لئے ضرور ہے

اجتبا - ہدایت - مرادیت - مریدیت - جذب مطلق - بعد موت کے ترقی ہی یا نہین

ریاضت تنہا بے تاثیر صحبت مرشد کے ازالۂ رذائل نفس اور حصول ولایت کے لیئے کافی نہین تاثیر صحبت انبیا کہ بالاصالۃ کمالات نبوت رکھتے ہین کافی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اول ہی صحبت مین بشرطیکہ ایمان رکھتا ہو رذائل نفس دور ہوتے اور اوس کے ساتھ کمالات نبوت و کمالات ولایت بھی حاصل ہونے اور تاثیر صحبت اون شخصون کی بھی جو نبی تو نہین مگر کمالات رکھتے ہین جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور جو اون کے مشابہ ہین واسطے دفعہ رذائل نفس اور حصول ولایت کے کافی ہے مگر اتنی جلدی ان کی صحبت سے فائدہ نہین ہو سکتا کہ ایک دو صحبتین کفایت کر سکین بلکہ مدت کے بعد تاثیر پیدا ہوتی ہے اور دوسرے اولیا کی تاثیر صحبت بدون ریاضت مرید کے کفایت نہین کر سکتی اور اگر صرف جذب کسی ولی سے حاصل ہو بغیر ریاضت اور سلوک کے تو بھی اور بات ہے جذب الہی کا فائدہ کہ بے توسط کسی کے انبیا کے باب مین ہے صرف اجتبا ہے۔ اسی طرح وہ جو انبیا کے ذریعہ سے ہے اسکا فائدہ بھی صرف اجتبا ہے اور جو اولیا کے توسط سے ہے اوسکا فائدہ صرف ہدایت ہے اور بھی فائدہ اثابت پر موقوف ہے اور جو جذب اون لوگون کے ذریعہ سے کہ کمالات نبوت رکھتے ہین خواہ وہ اصحاب ہون یا غیر اصحاب اسکا فائدہ اجتبا ہے جسکے ضمن مین ہدایت بھی کسقدر ہوتی ہے یا ہدایت ہے کہ اوس کے ضمن مین کسیقدر اجتبا ہوتا ہے اول کو مرادیت اور دوسری کو مریدیت کہنا لاین ہے واللہ یجتبی الیہ من یشآء ویھدی الیہ من ینیب اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اوس شخص کو جو رجوع لاتا ہے **مسئلہ** جذب مطلق سے مراد اجتبا ہے جیسا کہ انبیا کو ہوتا ہے بسبب اوس مناسبت کے جو مبدء فیاض سے اون کو حاصل ہوتی ہے اور یہ مرتبہ اولیا کو بھی حاصل ہے مگر اوسوقت کہ مناسبت پورے طور پر اللہ تعالی کے ساتھ اون کو پیدا ہو جاے اس لیئے کہ جذب مطلق سے روکنے والی عدم مناسبت ہے اور جب وہ مناسبت کے ساتھ بدل جاتی ہے تو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ صوفی جب سیر مرید کو پہونچتا ہے تو واصل ہوتا ہے اور دوسری منازل طے کر کے مقام محبوبیت کو پہونچ جاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے محبوب خدا کا ہو جاتا ہے اور اسوقت مین اوسکا اجتبا اثابت پر موقوف نہین رہتا جب اوسکو اور ترقیات حاصل ہونگی تو سیر مرادی مین ہونگی **مسئلہ** کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اجتبا و جذب مطلق مرید کو بغیر پیر کی مدد کے میسر ہو جاتا ہے اس صورت مین مرید پیر سے افضل ہو جاتا ہے۔ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ نے کہا ہے کہ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اللہ تعالی بندۂ امی کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور اوسکے لیئے کسی اوستاد کی ضرورت نہین چھوڑتا۔ ابوالحسن شاذلی سے کسی نے پوچھا ہمارا مرشد کون ہے جواب دیا کہ قبل اس سے عبد السلام بن مشیش تمہارے واسطے دریاؤن سے سیراب ہوا ہون جن مین سے پانچ آدمی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے اربعہ اور پانچ روحانی ہین جبرئیل و میکائیل و عزرائیل و اسرافیل اور روح القدس مگر یہ ایسی حالت مین ہی کہ پیر سے افضل ہو جاے حق تربیت پیر سے نہین چھٹ سکتا اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ ترقی قرب الہی مین نہین چیز سے واقع ہوتی ہے (۱) برکات عبادات

Marfat.com

(۲) تاثیر مشائخ (۳) جذب مطلق پس یہ خیال کرو کہ برکات عبادات کی قوت سے اور قربت ایک ہی مقام میں حاصل ہوتی ہے ترقی ایک مقام سے دوسرے مقام کو یعنی ولایت صغریٰ سے ولایت کبریٰ کو عروج اور اوس سے ولایت علیا پہ ترقی اور وہان سے کمالات نبوت تک نہیں حاصل ہو سکتی ہاں تاثیر صحبت سے ترقی ایک مقام سے دوسرے تک ہو کر مقام پیر تک ہو جاتی ہے اور جذب مطلق سے ترقیات ایک مقام سے دوسرے تک بہت ہی کم حاصل ہوتی ہے فائدہ شیخ محی الدین اپنی بعضی تصنیفات میں لکھتے ہیں سنہ ۵۹۸ھ میں شیخ اوحدالدین حامد کرمانی شہر قونیہ میں میرے مکان پہ فروکش تھے اونہوں نے بیان کیا کہ ہمارے ملک میں خواجہ یوسف ہمدانی ایک درویش کامل رہتے تھے جو ساٹھ برس سے زیادہ عرصہ سے سجادہ پیری و ارشاد پر بیٹھے ہوئے تھے ایک دن اپنے زاویہ میں موجود تھے کہ دل میں باہر چلنے کے لئے خیال آیا مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں جانا چاہیے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اوس کی باگ ڈھیلی کر دی کہ جہاں خدا چاہے اوسے پہنچا دے وہ گھوڑا اونہیں شہر سے باہر لایا اور ایک ویرانے میں ایک مسجد تھی وہاں جا کر کھڑا ہو گیا شیخ گھوڑے سے اوترے اور مسجد میں گئے دیکھا کہ ایک نوجوان سر ڈالے بیٹھا ہے تھوڑی دیر میں سر اوٹھایا ہے تو وہ ان اہلیت شمار تھا اوس نے کہا اے ابو یوسف مجھکو ایک مسئلہ میں اشکال پیدا ہو گیا ہے اور اوسے بیان کیا شیخ نے اوسے حل کر دیا پھر اوس نوجوان سے کہا کہ جب تجھکو کسی مسئلہ میں اشکال پیدا ہو تو شہر میں آکر مجھ سے دریافت کر لیا کر اور مجھکو تکلیف مت دیا کر شیخ نے کہا کہ اوس نوجوان نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ جب مجھے کوئی مشکل پیش آئیگی تو یہ شہر تیرے مثل بے وقوف سے بھرا ہے۔ شیخ ابن العربی کہتے ہیں کہ میں نے اس بیان سے جانا کہ مرید صادق اپنے صدق کی وجہ سے پیر کو اپنی طرف تحریک کر سکتا ہے مسئلہ اکثر صوفیہ کی یہ رائے ہے کہ بعد موت کے ترقی نہیں ہے اور دلیل اسپر یہ آیت ہے یا ایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ والکافرون ھم الظالمون۔ یعنی اے ایمان والو خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ وہ دن آوے جس میں نہ خرید و فروخت ہے اور نہ دوستی ہے اور نہ سفارش اور جو منکر ہیں وہی گناہگار ہیں۔ مگر شیخ محی الدین کہتے ہیں کہ بعد موت کے ترقی ہے اور مجنیے جنید اور شبلی اور بایزید کو فائدہ پہونچایا اونہوں نے ترقی کی لیکن معرفت خدا میں ترقی ممکن نہیں ہے کہ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی۔ جو کوئی اس جہان میں اندھا ہے وہ اوس جہان میں بھی اندھا ہے۔ اور یہ جو ابو ہریرہ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ یعنی جب آدمی مرتا ہے اوسکا عمل موقوف ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث شیخ کے کلام کے منافی نہیں اس لئے کہ جس ترقی کا شیخ نے ذکر کیا وہ عمل کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ وہ فضل و رحمت الٰہی کی وجہ سے ہے اور حدیث میں یہ مراد ہے کہ نماز و روزہ وغیرہ جو زندگی میں آدمی عمل کرتا ہے کہ ثواب اوسکا ذخیرہ ہوتا ہے بعد مرنے کے لیکن آئندہ کو منقطع ہوا کیونکہ جب تک کرتا رہا ثواب مذکور سے گا نہ پائے گا +

انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ خوشنودی مولیٰ کی تلاش میں رہے کہ اوسی کے ہاتھ میں ہے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے انسان مین اپنی قرب و معرفت کی استعداد رکھی ہے یہ استعداد ہدایت بالفعل کی مستلزم نہین ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین ہم نے آدمی کو اچھی ترکیب مین بنایا پھر ہم نے اوسکو سب سے نیچے پھینک دیا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے مگر ماں باپ اوسکو یہودی یا نصرانی وغیرہ کر دیتے ہین۔ یہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین کہ باوجود اس فطرت کے استعداد افراد انسانی کی کیفیت مین مختلف ہے پس جیسے کانون مین اختلاف ہوتا ہے کہ جو قابلیت سونے مین ہی وہ لوہے اور تانبے مین نہین اور لوہے کی قابلیت سونے مین مفقود ہی اسی طرح افراد انسانی مین مختلف اور متغایر قسم کی استعداد بین ہوتی ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لقد خلقکم اطوارا یعنی اللہ نے تمکو مختلف طور پر بنایا۔ صفات نفس و عناصر کی وجہ سے جو شدت و ضعف وغیرہ کی کیفیات افراد انسانی مین پیدا ہین یہ ہدایت و ضلالت دونون مین ظاہر ہوتی ہین پس اسی وجہ سے کسی شخص مین کم گمراہی ہوتی ہی کسی مین زیادہ اور کسی مین ہدایت کم ہوتی ہی کسی مین زیادہ یہ حدیث اسی مطلب پر دلالت کرتی ہی خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام رواہ الشیخین عن ابی ھریرۃ یعنی جو کہ جاہلیت مین بہتر اور بزرگ تھے وہی اسلام مین بھی عزیز اور بزرگ ہین۔ یعنی جنکے جوہر ذات مین صفات تھین کہ اونکی وجہ سے جاہلیت مین ممتاز سمجھے جاتے تھے وہ اون صفات کی وجہ سے اسلام مین بھی مکرم و معزز ہوئے غایت یہ کہ جاہلیت مین کفر و ظلمت اور معصیت کے ساتھ ملوث تھے اور خواہشات نفسانی مین گرفتار ہو رہے تھے اور اب طہارت ایمان اور نورانیت طاعت و علم کے ساتھ منور ہوئے اور حق کے تابعدار بن گئے۔ احمد اور ترمذی نے انسؓ سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ارحم امتی ابوبکر و اشدھم فی امر اللہ عمر و اصدقھم حیاءً عثمان۔ یعنی میری امت مین نہایت ترسناک ابوبکر ہین اور نہایت سخت اللہ کے کام مین عمر ہین اور تمام امت مین سب سے زیادہ باحیا عثمان ہین اور حضرت علی کی شان مین فرمایا اقضاھم علی یعنی حضرت علی احکام خصومت کو خوب جانتے ہین اور زید بن ثابت کے حق مین آیا ہے افرضھم زید بن ثابت یعنی تمام امت سے زیادہ فرائض دان زید بن ثابت ہین اور ابی بن کعب کی نسبت حدیث مین وارد ہوا ہے اقرؤھم ابی بن کعب یعنی سب سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہین اور معاذ بن جبل کی نسبت فرمایا ہے اعلمھم بالحلال والحرام یعنی حلال و حرام سے زیادہ واقفکار معاذ بن جبل ہین۔ ابوسعید سے ترمذی نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ یعنی حسن اور حسین دونون بہشت کے جوانون کے سردار ہین اور قرآن شریف مین صحابہ کی شان مین آیا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینھم سخت ہین کافرون پر مہربان ہین آپس مین اور یہ تمام اقوال نص ہین اس بات مین کہ کیفیات انسانی مختلف ہین اور استعداد انسانی کے مختلف ہونے کا دوسرا سبب یہ ہی کہ انسان کے مربی اسماے الہی کے ظلال ہین کہ انہین کی وجہ سے انسان کو تعین حاصل ہوتا

Marfat.com

ہذا اسلئے یہ انسان کے تعین کے مبدء ہین اور ظل کے بھی مراتب ہین کہ ہر اک کا تعین موافق اوس مرتبہ کے ہوتا ہے اور مراتب
کی کمی بیشی مشیت الہی پر موقوف ہے - ان مین سے بعضے ظل اسم ہادی کے ہین اور بعضے اسم مضل کے پس اس قسم کی استعداد
کی وجہ سے ہر ایک فرد انسانی مین ہدایت و ضلالت ہوتی ہے یہی استعداد ہدایت و ضلالت کو مستلزم ہے سو جس شخص
کے تعین کا مبدء اسم ہادی کا ظل ہے وہ ہدایت کو پہونچتا ہے اور جسکا مبدء تعین اسم مضل کا ظل ہے وہ گمراہ ہوتا ہے لیکن
یہہ بھی یاد رکھو کہ اگر کسی شخص کے تعین کا مبدء و سبب اسم ہادی کا ظل ہوتا ہے تو اوسکے لئے یہہ ضرور نہین کہ وہ خواہ مخواہ
مرتبہ ولایت کو بھی پہونچے ہان جسکو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس مرتبہ پر پہونچادے تو اوسکو مراتب کا فرق اس
طور پر ظاہر ہوگا کہ جس شخص کا مبدء تعین یعنی ظل جتنا اپنی اصل سے کہ وہ اسم الہی ہے قریب ہوگا اوسقدر اوسکی ولایت
اعلیٰ درجہ کی اشرف ہوگی **مسئلہ** اس دوسری قسم یعنی ضلال کی وجہ سے جو اختلاف استعدادون مین ہوتا ہے اوس کا
ثمرہ ولایت مین ظاہر ہوتا ہے خاص کر ولایت صغریٰ مین اور پہلی صورت کی وجہ سے جو اختلاف ہوتا ہے اوسکا ثمرہ تمام
مقامات مین ظاہر ہوتا ہے اس لئے کہ ولایت صغریٰ مین جو اولیا کی ولایت ہے فیوض مبادی تعینات کا معاملہ لطائف
عالم امر کے ساتھہ ہوتا ہے اور کچھہ اسمین سے ولایت کبریٰ مین بھی ہوتا ہے اور ولایت کبریٰ کے اکثر دوائر مین فیوض
مبادی تعینات کا معاملہ نفس کے ساتھہ ہوتا ہے ولایت کبریٰ انبیاء کی ولایت کو کہتے ہین اور ولایت علیا مین جو ملائکہ کی
ولایت ہے عنصر عناصر یعنی پانی ہوا آگ کے ساتھہ معاملہ ہوتا ہے اور کمالات نبوت مین عنصر خاک کے ساتھہ معاملہ
ہوتا ہے اور اس سے آگے وجدانی وادراکی نہین +

اسمائے حسنیٰ اور اون کے اظلال

اللہ تعالیٰ کے لئے اسمائے حسنیٰ قرآن و حدیث سے ثابت ہین اور اوس ذات مقدس کی صفتین دو قسم کی ہین
وجودی و سلبی - صفات وجودی کی دو قسمین ہین (۱) حقیقی محض جیسے حیات و بصارت وغیرہ (۲)
حقیقی اضافی جیسے علم و قدرت - اور صفات سلبی اونہین کہتے ہین کہ نسبت سلب کی بدون باری تعالیٰ کے صفت
نہین پڑسکتین جیسے جسم اور جوہر اور عرض کہ اللہ تعالیٰ کو تنہا ان کے ساتھہ موصوف نہین کرسکتے اور یہہ نہین
کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے یا جوہر ہے یا عرض ہے جب سلب کو ان کے ساتھہ لگاؤ ہوجاتا ہے تو اوسوقت
یہہ اللہ تعالیٰ کے صفت واقع ہو ہوسکتی ہین مثلاً اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے اس تفصیل کے بعد
معلوم کرو کہ کشف اولیا سے یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اسماء صفات الہی کے ظلال ہین اور جیسے اسماء صفات کی
ذاتین انبیاء و ملائکہ کے لئے تعین کا مبدء ہین اسی طرح یہہ ظلال دوسرے لوگون کے تعین کا مبدء ہین اور یہان
یہہ نہین کہہ سکتے کہ عقل و شرع اسماء صفات الہی کے لئے ظلال ہونا تجویز نہین کرتے اس لئے کہ ظل کے ثابت کرنے سے
تو یہہ شبہ کا وہم پیدا ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اصل کامل طور پر لطیف نہین اسی لئے مجدد رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فرمایا ہے کہ اوس کے لئے ظل نہین ہی اور وجہ وغیرہ اعتراض کی یہہ ہے کہ ظلال سے مراد یہہ نہین ہے جو عوام سمجھتے ہین اور
وہ یہہ کہ کسی چیز کا سایہ ہو بلکہ مراد یہہ ہی کہ مخلوقات الہی مین سے ایک قسم کے لطایف ہین جنمین اسماء وصفات الہی
کے ساتھ بخوبی نسبت حاصل ہی اور اس مناسبت کی وجہ سے وہ اسماء صفات الہی کے اور عالم کے درمیان واسطہ
ہین فیض وجود اور توابع وجود کے پہونچانے کے لئے یعنی انہین کے ذریعہ سے اسماء وصفات الہی سے عالم کو وجود وغیرہ
ملتا ہے اور اس مناسبت کی وجہ سے ان لطائف کو مجاز کے طور پر ظل کہنے لگے ہین یا سکر کی حالت مین ایسا خیال
کرلیا ہے جیسا کہ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس قسم کے علوم جن سے نسبت خدائے تعالی اور اوس کی مخلوق کے
درمیان ثابت ہوتی ہی شرع سے ثبوت کو نہین پہونچتی یہہ ساری باتین معارف سکریہ ہین سے ہین خارج مین توبالذات
وبالاستقلال خدائے پاک کی ذات اور اوسکی صفات ثمانیہ حقیقیہ یعنی حیات - ارادہ - علم - قدرت - سمع - بصر - کلام
تکوین موجود ہین اور جو کچھہ ان کے سوا ہے وہ اللہ تعالی کی ایجاد سے موجود ہوا ہے اور یہہ سب ممکن ومخلوق وحادث
ہی اور کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہین ظلیت عالم کا علم سالک کو راہ مین بہت کام آتا ہے اور کشاں کشاں اصل
کی طرف لیجاتا ہے - قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس موقع پر لکھا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کے لئے ستر ہزار
حجاب نور وظلمت کے ہین کہ اگر یہہ حجاب دور ہو جائین تو اوس کے مونھ کی روشنی خلق کے انتہاے نظر تک کو جلادے
سو شاید مراد ان حجابون سے یہی ظلال ہین اور مطلب حدیث کا یہہ ہے کہ اگر ظلال پیدا نہوتے تو سارا عالم معدوم
ہو جاتا کیونکہ رب العالمین کی ذات بے پرواہے اور سبعون یعنی ستر کا لفظ جو حدیث مذکور مین آیا ہے اس سے تعداد خاص
مراد نہین بلکہ کثرت مراد ہی اور یہہ لفظ کلام عرب مین کثرت کے لئے مستعمل ہے اور اس حدیث مین جو نور وظلمت کے حجابون کا
ذکر ہے وہ صوفیہ کے اس قول کا بڑا موئد ہے کیونکہ وہ کہینگے مومنین کے موجود ہونے کے اسباب جمیع بہاے نورانی ہین جو
اسم ہادی کا ظلال ہین اور کفار کی پیدائش کے اسباب جمیع بہاے ظلمانی ہین جو اسم مضل کے ظلال ہین انتہی تحقیق
یہہ ہی کہ یہہ استدلال تکلف سے خالی نہین اور ظل کا انکار بھی بے محل ہے اس لئے کہ حدیث صحیح مین سلطان کو ظل اللہ
کہا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان السلطان ظل اللہ
فی الارض یعنی بادشاہ سایہ خدا کا ہے زمین مین اور حدیث صحیح مین صلحاے امت کو ظل الہی کے تلے داخل ہونے کی
بشارت دی ہی نہایت یہہ ہے کہ صوفیہ ظلال کی تاویل کرتے ہین اور علماے ظاہری کے نزدیک تاویل کی ضرورت نہین
کہ خود خداوند تعالی اور اوس کے رسول نے اس لفظ کو استعمال فرمایا ہے اور سید عبد السلام مشیش نے جو کہا ہے
اللھم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی وروحہ سر حقیقتی وحقیقتہ جامع عوالمی یتحقق
الحق الاول انتہی - یعنی اے اللہ حجاب اعظم کو میری روح کی زندگی کردے اور اوسکی روح کو میری حقیقت کا سر بنادے
اور اوسکی حقیقتون کو میرے عالمون کا مجموعہ کردے یہان حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی جیسا کہ اوپر

Marfat.com

پھر قول جو اس عبارت سے پیشتر ذکر کیا ہے دلالت کرتا ہے وحجابك الاعظم القائم لك بين يديك يعني حجاب عظيم تيرا جو تيرے پاس کھڑا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو حجاب اعظم سے اسلئے تعبیر کیا کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مخلوقات مین اول و اعظم ہے جیسا کہ صوفیہ نے حضرت کے اس قول مین بیان کیا ہے اول ما خلق اللہ نوری اور اسی سے اور حقیقتین نکلین ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت واسطہ ہے درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی الانبیا ہے اس لئے کہ انبیا کی ارواح نے علوم اور معارف اوس روح پاک کے ذریعہ سے حاصل کئے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم مین اور واسطہ ہے اللہ مین اور قوم مین اسی طرح روح مکرم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح مین اور واسطہ ہے اللہ مین اور ارواح مین

مسئلہ اسماء صفات الہی کو جو تعینات کا مبدء کہتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی سارے عالم سے غنی ہے اللہ تعالی کی صفات و ظلال اوس کا فیض یعنی وجود و توابع وجود کے پہنچانے کے لئے واسطہ ہوتی ہین پس ہر شخص کا عین اوس کے وجود کی فرع ہے یا عین وجود ہے پس اسماء صفات الہی کو اشیا کی تعینات کا مبدء قرار دینا یہ ایک اصطلاح ہے اور یہ اسماء و صفات اگرچہ خود بھی تعینات کا مبدء واقع ہو سکتی ہین لیکن ظلال کے پیدا کرنے اور اونکو فیضرسانی کا ذریعہ بنانے مین کوئی حکمت ہوگی جسکو خدا ہی خوب جانتا ہے اگر عالم کے لئے خود اسماء و صفات الہی مبادی تعینات واقع ہوتے اور ظلال توسط نہوتا تو سارا عالم انبیا و ملائکہ کی طرح معصوم ہوتا اور ہر ایک کی ذات کا مقتضی جذب مطلق ہوتا حالانکہ اللہ تعالی کے صفات جمالی و جلالی کا مقتضی یہ ہے کہ بعضے آدمی مومن ہون اور بعضے کافر اور بعضے صالح اور بعضے فاسق تاکہ رحمت وغیرہ صفات کے آثار ظہور مین آتے رہین اللہ تعالی فرماتا ہے ولو شئنا لاتينا كل نفس هداها ولكن حق القول مني لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين۔ یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دیتے لیکن ہم یہ بات مقرر کر چکے ہین کہ دوزخ کو آدمیون اور جنون سے بھر نگے +

انبیا اور ملائکہ کے مبادی تعینات مین تفاوت عالم مثال مین تمام عالم دائرہ کے طور پر نظر کشف مین معلوم پڑتا ہے۔ دائرہ ظلال۔ ولایت صغری۔ ولایت کبری۔ کمالات نبوت مین ترقی

انبیا اور ملائکہ کے مبادی تعینات مین یہ تفاوت ہے کہ صفات الہی مین دو اعتبار جاری ہین ایک تو یہ کہ انکو خود بھی وجود حاصل ہو دوسرے یہ کہ ذات الہی کے ساتھ قایم ہین پس پہلے اعتبار سے یہ مربی ہین انبیا کے اور دوسرے اعتبار سے ملائکہ ہین۔ ملائکہ کی ولایت انبیا کی ولایت کی بہ نسبت جناب الہی کے ساتھ زیادہ قرب رکھتی ہے لیکن ملائکہ کو اپنے مقام سے ترقی نہین ہے جیسا کہ اس ارشاد سے ثابت ہے وما منا الا له مقام معلوم ہم مین جو

Marfat.com

اوسکے لئے ایک مقام ہے مقرر اور انبیا کو مقام ملائکہ پر ترقی ہے بلکہ ان کے مقام سے اور اوپر بھی کہ وہ کمالات نبوت و رسالت
و اولوالعزمی وغیرہ مین ترقی ہین اسی لئے انبیا کو ملائکہ پر تفضیل دی جاتی ہے جیسا کہ عقیدہ اہل حق کا ہے اگرچہ بعضے اس کے
خلاف بھی ہین اور بسبب ریاضت و عبادت اور متابعت صاحب شریعت اور تاثیر صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ بے واسطہ یا باسطہ حاصل ہو صوفی اپنے مقام سے ترقی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی اقربیت کے مقام مین پہنچ جاتا ہے
کہ اوسکو اللہ تعالیٰ سے اتنا قرب میسر ہو جاتا ہے جتنا اوسکے اصل یعنی ظل کو ہے جو اس صوفی کے تعین کا مبدء ہے اور
اسی وقت مین صوفی پر اطلاق ولی کا موافق اصطلاح کے ہوتا ہے اور مراتب قرب کے اگرچہ بے مثل ہین کہ اونکی کیفیت
بیان مین نہین آسکتی مگر عالم مثال مین تمام عالم دائرہ کے طور پر نظر کشفی مین معلوم پڑتا ہے اسکو عالم امکان کہتے ہین
اور عرش مجید قطر کی صورت پر دکھلائی دیتا ہے اور تلے کی قوس مین عناصر اربعہ اور نفس ناطقہ آتا ہے اور لطایف پنجگانہ
عالم امر اوپر کی قوس مین ظاہر ہوتے ہین اور دائرہ سے گذر جانے کے بعد ظلال اسماء و صفات بھی دائرہ کی صورت
مین دکھتے ہین اور صوفی اپنے آپ کو عالم مثال مین دیکھتا ہے گویا کہ سیر و ترقی کرتا ہے یہان تک کہ دائرہ ظلال مین
پہنچ جاتا ہے اور اپنی اصل سے مل جاتا ہے اور اپنے آپ کو اصل کے رنگ مین پاتا ہے اور اوسمین اپنی ذات کو فانی
اور ہلاک دیکھتا ہے یہان تک کہ پھر کوئی اثر اور نشان اور اپنا ثبوت نہین پاتا اور اصل کے وجود کے ساتھ اپنے آپ کو
باقی جانتا ہے اسی سیر کا نام اصطلاح مین سیر الی اللہ ہے اور یہ دائرہ ظلال اولیا کی ولایت صغریٰ کا دائرہ ہے
اکثر اولیا نے اسی دائرہ ظلال کو دائرہ صفات بتایا ہے اور صفات کو ذات الٰہی کا عین جانا ہے اور اس سکر کی حالت
مین انا الحق بول اوٹھے ہین۔ پھر جب اپنے مبدء تعین سے ترقی کی اور دائرہ ظلال مین سیر واقع ہوئی تو اس سیر کو
سیر فی اللہ کہنے لگے اور حقیقت مین یہ سیر الی اللہ ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات غیر متناہی ہین ظلال صفات
بھی اسی طرح غیر متناہی ہین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما عندکم ینفد وما عند اللہ باقٍ جو کچھ تمہارے پاس ہے
تمام ہو جاتا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے ؎ اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم + وز ہر چہ
گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم + مجلس تمام گشت و بپایان رسید عمر + ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم + پس اگر ولایت
صغریٰ مین کوئی مراتب ظلال کے موافق سیر کرے تو ابدالآباد تک تمام نہو لیکن ہر ایک کو مراتب ظلال مین اوسی قدر تعین اور
مقدر مین ہے سیر کرتا ہے اور ظل کا ظل بھی ہوتا ہے اور پھر اس ظل کا ایک اور ظل ہوتا ہے اور ان کی کوئی تعداد اور
مراتب مقرر نہین اللہ کی مشیت پر موقوف ہین اور ہر ایک اونچا ظل تلے کے ظل کی اصل ہوتا ہے صوفی کی اصل وہ ظل ہے
جسکی وجہ سے اوسکو تعین حاصل ہوا ہے پھر اس ظل کی اصل ایک اور ظل ہے پھر اسکی اصل اور ظل ہے اسی طرح جہان تک
خدا چاہے پس صوفی مراتب مین ترقی کر کے اپنی اصل تک پہنچ جاتا ہے اور وہان فنا ہو جاتا ہے اور پھر وہان سے بھی
ترقی کر کے اوس اصل کی اصل مین فنا ہو جاتا ہے اسی طرح جس ظل مین داخل ہوتا ہے اوسمین اپنے آپ کو فنا دیکھتا ہے اور

Marfat.com

اور اوس اصل کے وجود کے ساتھ اپنے آپ کو موجود پاتا ہے اس بیت کے یہی معنی ہین ؎ ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام + بعد اسکے اگر عنایت الہی صوفی کے شامل حال ہے تو یہان سے عروج ہو کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی متابعت کی وجہ سے دائرہ اسماء و صفات مین داخل ہو جاتا ہے اور یہ دائرہ اوس دائرہ ظلال کی اصل ہے اسی لئے
اسے دائرۂ اصول کہتے ہین اور پھر اس مین سیر واقع ہوتی ہے اور صوفی اسکی تکمیل کرتا رہتا ہے اس سیر کو سیر فی اللہ کہتے
ہین اور اب ولایت کبریٰ مین شروع ہوتا ہے جو انبیا کی ولایت ہے دوسرون کو ولایت کبریٰ انبیا ہی کی پیروی کی بدولت
نصیب ہوتی ہے اور لطایف بیچگانہ عالم امر کے عروج کی انتہا اسی دائرہ کی انتہا تک ہے یہ دائرہ اسماء و صفات دائرہ اصول
ہے اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس سے آگے بھی عروج واقع ہوا تو یہ دائرۂ اصل حاصل ہو جاتا ہے اور اس سے گذر جانے
اور طے کر لینے کے بعد دائرۂ فوقانی ظاہر ہوتا ہے مجدد صاحب رح کہتے ہین کہ جو کہ یہان قوس کے سوا کچھ اور ظاہر نہوا اس لئے
اوسی قوس پر اختصار کیا ہے اور اس مین شاید کوئی بعید ہوگا کہ اوسپر اطلاع نہ بخشی یہ تینون اصول اسماء و صفات کے کہ مکور
ہوئے ذات الہی ہین صرف اعتبارات مین ان تینون اصول کے کمالات نفس مطمئنہ سے خصوصیت رکھتے ہین اور نفس کو بھی اسی
مقام پر اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور اسی مقام مین شرح صدر حاصل ہوتا ہے اور سالک اسلام حقیقی کے ساتھ مشرف
ہوتا ہے اور نفس رضا کے مقام پر پہونچ جاتا ہے یہ مقام منتہی ہے انبیا کی ولایت کا جسے ولایت کبریٰ کہتے ہین مجدد صاحب
کہتے ہین کہ جبکہ سیر یہان تک حاصل ہو چکی تو خیال ہوا کہ شاید کام پورا ہو چکا غیب سے ندا ہوئی کہ یہ ساری تفصیل اسم ظاہر
کی تھی جو اوڑنے کا ایک بازو ہے اور اسم باطن ابھی باقی ہے جو اوڑنے کا دوسرا بازو ہے۔ اسم باطن سے جن اسماء کا
تعلق ہے وہ ملاء اعلیٰ کے تعینات کے مبادی ہین اور ان مین سیر کا شروع کرنا ولایت علیا مین قدم رکھنا ہے یہ ولایت
ملائکہ کی ہے اور اس وقت مین ولی کو ولایت ملائکہ مین ترقیات حاصل ہوتی ہین۔ مجدد صاحب رح کہتے ہین کہ اسم ظاہر
و باطن کے دو بازو حاصل ہونے کے بعد جو اوڑنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ ترقیات بالاصالۃ آگ اور ہوا اور پانی کے
عناصر کو نصیب ہین کہ ملائکہ کو ان تینون عناصر کی وجہ سے حاصل ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ بعضے ملائکہ آگ اور
برف سے پیدا ہوئے ہین اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح مین اس طرح مصروف رہتے ہین سبحان اللہ من جمع بین النار و الثلج
یعنی پاکی ہے اللہ کو جس نے آگ اور برف کو ایک جگہ جمع کیا۔ اور جب اس سے بھی اوپر سیر واقع ہوتی ہے تو کمالات نبوت
مین شروع ہوتا ہے یہ کمالات ذات مقدس انبیا کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہین جو کامل لوگ انبیا کے اتباع مین
نہایت ثابت قدم ہین اونکو بھی اس تبعیت کی وجہ سے کچھ ان کمالات مین سے حاصل ہو جاتا ہے اور لطایف انسانی
کے درمیان بڑا حصہ ان کمالات مین سے حاصل ہو جاتا ہے اور لطایف انسانی کے درمیان بڑا حصہ ان کمالات
مین سے عنصر خاک کے لئے ہے اور سارا عالم خلق و امر اسی عنصر خاک کے تابع ہے اور جو کہ یہ عنصر بشر سے مخصوص ہے
اس لئے خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہوئے ہین پھر دوسری حقیقت اس مقام مین ظاہر ہوتی ہے اور معلوم

Marfat.com

کہ سارے کمالات ولایت صغریٰ و ولایت کبریٰ و ولایت علیا کے کمالات نبوت کے ظلال و مثال و شبیح ہین اور دائرہ کمالات نبوت مین جب مرکز پر پہونچتے ہین تو وہ مرکز دائرہ کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے اور یہہ دائرہ کمالات رسالت کا ہی کہ بالاصالۃ انبیاے مرسل ہی کے ساتھ مخصوص ہی اور جو کسی کو حاصل ہوتا ہے تو انہین کی پیروی سے میسر ہوتا ہے اور جب اوس دائرہ ثانی کے مرکز پر پہونچتے ہین تو وہ مرکز بھی دائرہ کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے یہہ دائرہ بھی انبیاے اولوالعزم کے کمالات کا ہے اور سارا عالم گویا اعراض ہے کہ قیام اوس کا حق تعالیٰ کی صفات کے ساتھہ ہی اور یہہ منصب اوس شخص کو دیتے ہین جسکے ساتھہ اشیا کا قیام ہی بعضے اولیا ایسے عالی رتبہ بھی ہوتے ہین کہ انبیا کے اتباع کی وجہ سے اونکو بھی یہ منصب عطا ہوتا ہے۔ مجدد صاحبؒ کہتے ہین کہ جب یہہ سیر بھی مین نے پوری کرلی تو اب یہہ خیال ہوا کہ اگر آگے قدم سیر کے لئے بڑہایا جاے گا تو عدم محض ہوگا مگر معلوم ہوا کہ ابھی مقصود حاصل نہین اور عنقا ہاتھہ نہین لگا بلکہ ابھی تک اللہ تعالیٰ انتہا درجہ کی دوری اور بعد مین ہے اور دوری اوس جناب مقدس کو کچھہ اسوجہ سے نہین ہے کہ وہ پردون کے پیچھے ہے اور حجابون کی آڑ مین ہے کیونکہ اس مقام تک کوئی پردہ باقی نہین رہتا سب اوٹھہ جاتے ہین بلکہ اوس کا عظمت و جلال ادراک سے روکتا ہے۔ بعضے کامل مرد ایسے بھی ہوتے ہین کہ اونکو انبیا علیہم السلام کے طفیل سے بارگاہ عظمت و کبریا کے اندر بھی جگھہ ملجاتی ہی اور جو معاملہ انبیا کے ساتھہ کیا جاتا ہے وہی اون کے ساتھہ بھی عمل مین آتا ہے اس مقام کا رئیس بھی عنصر خاک ہے ایسے مرتبہ کا آدمی ایک مدت دراز کے بعد ظاہر ہوتا ہے +

لطائف خمسہ عالم خلق و لطائف خمسہ عالم امر ہر ایک لطیفہ عالم امر کا جسم انسانی مین مقام اور ہر ایک لطیفہ عالم امر کی ولایت کسی اولوالعزم پیغمبر کے قدم کے تلے ہونا۔ اولیا کے قدمون کا تفاوت۔ لطائف کے رنگ عالم کبیر۔ عالم خلق اور عالم امر کے اجزا مراتب عشرہ۔ شیونات اور صفات مین فرق۔ ترقی مقامات مین اور نفس ناطقہ اور روح کا بیان اسم ذات کا ذکر ہر ایک لطیفہ مین جاری کرنا۔ سیر لطایف

شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن شیخ احمد سہرندیؒ نے اور اکثر مشایخ طریقہ احمدیہ نے خطون مین لطایف خمسہ عالم خلق و لطائف خمسہ عالم امر کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے مین بھی ان مین سے کچھہ مطالب مناسب مقام اخذ کرتا ہون معلوم کرو کہ پانچ لطیفہ انسانی کہ قلب و روح و سر و خفی و اخفی ہین عالم امر سے ہین ان کا مقام فوق العرش ہی جسے لامکان کہتے ہین اور اسکا نام عالم ارواح بھی ہی حق تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے اون لطایف کو بدن انسان سے تعشق و تعلق دیکر وہان سے نیچے اوتار کر ہر ایک کو اپنی خاص جگھہ مین انسان کے بدن مین

Marfat.com

جو اوس کے مناسب تہا رکہا ہے لطیفہ قلب کو سینہ کی بائین طرف اوس عنصر مین رکہا ہے جسے عرف مین قلب یا دل کہتے ہین
اور اوسکی صورت صنوبری ہے - روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اوس کے مقابل دائین جانب اخفی کو جو تمام لطائف
سے بہتر ہے سینہ کے بیچ مین اور سر کو درمیان قلب اور اخفی کے اور خفی کو درمیان روح اور اخفی کے رکہا ہے اور ہر ایک
اس لطیفہ کی ولایت کسی اولوالعزم پیغمبر کے قدم کے تلے ہے چنانچہ قلب کی ولایت حضرت آدم کے قدم تلے ہے اور
روح کی ولایت حضرت ابراہیم کی اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ کی اور خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ کی اور اخفی کی ولایت
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے تلے ہے اور اولیا کے قدمون کا تفاوت انہین لطیفون کی وجہ سے ہے پس جو حضرت
آدم کے تلے ہے اوسکو قلب کی ولایت حاصل ہوتی ہے اور وہ ولایت کے ایک درجہ کی استعداد رکہتا ہے اوس کے
پانچ درجون مین سے اور جو حضرت ابراہیم کے قدم کے تلے ہے اوسکی ولایت روحی ہے اور اوسکو پانچ درجون مین سے دو درجون
کی ولایت کی استعداد ہے اور جو حضرت موسیٰ کے قدم کے تلے ہے اوسکی ولایت ولایت سری ہے اور وہ ولایت کے
درجات خمسہ مین سے تین درجون کی استعداد رکہتا ہے اور جو حضرت عیسے کے قدم کے تلے ہے اوسکی ولایت ولایت خفی ہے
اور وہ ولایت کے پانچ درجون مین سے چار درجون کی استعداد رکہتا ہے اور جو حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے
قدم کے تلے ہے اوس کی ولایت ولایت اخفی ہے جو سب ولایت کے درجون سے اعلیٰ ہے اور اس صاحب ولایت کو پانچون
درجون کی قابلیت ہے اور لطائف کے رنگ ہر شخص نے اپنے کشف و نظر کے موافق کہے ہین اور اوسپر معاملات اور حالات کو
مقرر کیا ہے جو زیادہ مشہور ہے وہ یہہ ہے کہ قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور
سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ہے **مسئلہ** انسان جسکو عالم صغیر کہتے ہین اون دس اجزا سے مرکب ہے جن کی اصلین عالم کبیر
مین ہین اور عالم کبیر تمام کائنات کو کہتے ہین عالم خلق و امر دونون اس مین داخل ہین اون مین سے پانچ جزو عالم خلق مین سے
ہین ایک نفس اور چار عنصر اور پانچ عالم امر سے ہین قلب اور روح اور سر اور خفی اور اخفی جس طرح چار عنصر کی اصلیت
دنیا مین موجود ہے اسی طرح ان لطایف خمسہ کی اصلین عالم امر مین ہین اور لامکان مین عرش کے اوپر موجود ہین ان لطائف
مین سے دل ایسا لطیفہ ہے جو عرش سے اوپر ہے اور باقی تمام اصول سے تلے ہے اسی لئے دل کو عالم خلق و امر مین برزخ
قرار دیا ہے کیونکہ عالم خلق کی منتہا عرش ہے اور چونکہ عرش عالم خلق کی منتہا ہے اوس کا مونہہ عالم امر کی طرف ہے اسلئے
اوسکو بھی برزخ کہتے ہین اور اصل قلب سے اوپر اصل روح ہے اور اوس کے اوپر اصل سر اور اوسکے اوپر اصل خفی اور اوسکے
اوپر اخفی - اللہ تعالیٰ نے ان لطایف کو عرش سے اوتار کر انسان مین رکہا پس لطیفہ قلب کو اوس مضغہ گوشت مین جگہہ
دی جو سینہ مین بائین طرف ہے اور عرف مین اوسے دل کہتے ہین - اصل اس لطیفہ کی حق کی صفت اضافی ہے کہ اوسے
فعل اور تکوین کہتے ہین اسکا کمال یہہ ہے کہ حق جل و علیٰ کے فعل مین فانی ہو جاوے اور اوسی فعل سے بقا پائے اس وقت
سالک اپنے آپ کو مسلوب الفعل پاوے گا اور اپنے افعال کو اللہ تعالیٰ ہی کے افعال سمجہے گا قالب قلب اور تجلی فعلی اسی سے

کنایہ ہی اور اسکا نشان یہہ ہے کہ قلب ما سوی اللہ کو بالکل فراموش کردیگا اور جب سالک فنائے قلب سے مشرف ہوا
اولیا کی جماعت مین داخل ہوگیا اور یہہ فنائے قلب بغیر طے کرنے دائرۂ امکان کے کہ زمین سے عرش تک ہے اور بغیر قطع
کرنے ان مراتب عشرہ یعنی زہد صبر توکل رضا تسلیم قناعت لوگون سے یاس فقر فراغ ریاضت حاصل
نہین ہوتی اور جو شخص حضرت آدم کا مشرب رکھتا ہوگا اوسکا وصول درگاہ قدس کی طرف اسی لطیفہ کی راہ سے ہوگا
کیونکہ قلب مربی ہے ولایت حضرت آدم کا اور ایسے شخص مین ولایت کے پانچ درجون مین سے ایک ہی درجہ کے حصول
کی استعداد ہوگی مگر پیر کامل کی کشش کی اور بات ہے اور فنائے قلب اوس تجلی افعالی کا اثر ہے جو اوسکی اصل ہے
کیونکہ قلب افعال الہی کا ظل ہی اسکے بعد بقائے قلب افعال ایزدی کا مظہر ہی اس لئے کہ ہر ظل کو اپنی اصل کی طرف رسنا ہے
اوسمین فنا ہونے کا اور اوس سے باقی ہونے کا اور لطیفۂ روح کی اصل جو قلب سے بہت لطیف ہے حق کی صفات
ثبوتیہ ہین اور صفات ثبوتیہ کو افعال الہی کی بہ نسبت ذات الہی کی طرف ایک قدم کا قرب حاصل ہی۔ سالک اس لطیفہ کی
فنا حاصل ہونے کے بعد جو تجلی صفاتی کے ساتھ مربوط ہے اپنی صفات کو اپنے سے مسلوب پائیگا بلکہ جناب حق سے منسوب
کرے گا اور لطیفہ روح کی بقا یعنی صفات ثبوتیہ سے ہے اور یہہ صفات مربی ہین ولایت نوحی اور ولایت ابراہیمی کے
کہ یہہ دونون ولائتین روح اور صفات ثبوتیہ سے مربوط ہین ان دونون ولایتون مین صرف اختلاف اعتبارات کا فرق
ہی چنانچہ ولایت ابراہیمی تفصیلی ہے اور ولایت نوحی اوس سے مجمل ہے پس جو شخص ان دونون انبیا کا مشرب رکھتا ہوگا اوسکی
سیر جناب قدس کی طرف اسی لطیفہ سے ہوگی مگر اول مراتب قلب کا قطع کرلینا ضرور ہے اور ولایت کے پانچون مرتبون مین
سے صرف دو مرتبون کے حصول کی استعداد ایسے شخص مین ہوگی اور پیر کی کشش کی اور بات ہے اور لطیفہ سر لطیفۂ روح
سے بہت لطیف ہی اور اسکی اصل ذات حق تعالی کے شیونات ہین اور شیونات بمقابلہ صفات کے ذات حق کی طرف ایک
قدم نزدیک ہین۔ یہان سے ثابت ہوا کہ ذات حق تعالی کی طرف افعال الہی سے ایک قدم زیادہ قرب صفات ثبوتیہ کو
حاصل ہے اور شیونات صفات ثبوتیہ سے بھی ایک قدم زیادہ قرب اللہ تعالی کی طرف رکھتے ہین اور لطیفۂ سر کی فنا و
بقا انہین شیونات سے متعلق ہی اور جو کوئی موسوی مشرب ہوگا اوس کا پہونچنا درگاہ قدس مین اسی لطیفہ کی راہ سے ہوگا مگر
اول لطیفہ قلب و روح کا طے کرلینا ضرور ہے اور اس لطیفہ والے کو ولایت کے پانچ مرتبون مین سے تین مرتبون کے
حصول کی استعداد ہوگی اور پیر کی کشش کی اور بات ہے اور شیونات اور صفات مین یہہ فرق ہے کہ ان کی اصطلاح مین
شیون اون مفہومات کو کہتے ہین جو ذات الہی مین مندمج یعنی داخل ہون وہ ایسے معانی نہین جو ذات الہی پر زائد ہون
بو معانی ذات الہی پر ذات ہوتے ہین وہ صفات کہلاتے ہین اور لطیفۂ خفی لطیفہ سر سے بہت لطیف ہے اور اصل
اسکی صفات سلبی ہین جن سے اللہ تعالی کی تنزیہ و تقدیس واجب ہے اور شیونات ذاتی اور صفات ثبوتی سے رقیت
رکھتی ہین اور اس لطیفہ کو فنا و بقا اپنی اصل سے ہے اور جو عیسوی المشرب ہوگا اوسکو جناب قدس مین راہ اسی لطیفہ

Marfat.com

کے ذریعہ سے ہوگی مگر پہلے اون تینون لطایف کا طے کرنا ضرور ہوتا ہے اور اس مشرب والے کو مراتب خمسہ ولایت مین
سے چار مرتبون کے حصول کی استعداد ہوتی ہے ہان کوئی پیر کامل چاہے تو اوس کے خلاف بھی ہوسکتا ہے اور لطیفہ اخفی
کہ تمام لطایف سے الطف و احسن ہی اور حضرت اطلاق سے نہایت قرب رکھتا ہے ایک مرتبہ ہی جو جامع ہے اسماء صفات
و شیون اور اشارات و تنزیہات و نقد لیسات کو اور یہہ مرتبہ تنزیہ اور احدیت کے درمیانمین بمثل برزخ کے ہی اس لطیفہ کی فنا و بقا
اوسی مرتبۂ مقدسہ کے تحت مین ہی اس مرتبہ والیکو پانچون مراتب حصول کی استعداد حاصل ہوتی ہی اور محبوبیت کا درجہ رکھتا ہی اور یہہ ولایت
ولایت محمدیؐ ہی اور مربی اس ولایت کا حقیقۃ الحقایق ہی اور یہہ ولایت تمام ولایتون سے اعلیٰ اور اشرف اور اقرب اور افضل ہی اور سب ولایتین اسمین
جمع ہوتی ہین اور اسمین معاملہ نفس سے پڑتا ہی اور اوسکی فنا اور بقا دونون اکمل ہین پھر معاملہ اونکی اصلون سے اور اصلین
کی اصلون سے پڑتا ہے یہان تک کہ منتہی ہوتا ہے ذات حق تعالیٰ تک اور وہان ترقی فنا سے نہین بلکہ ایک اور امر ہے کہ وہ
اپنے مقام مین ظاہر کیا گیا ہے اور لطایف خمسہ عالم امر کا عروج ولایت کبریٰ کے دائرہ تک ہے جو تین دائرون اور ایک
قوس کو شامل ہی جب اوس دائرہ سے ترقی کرے اور دائرہ اصل اور اصل الاصل مین سیر کرے تو نفس سے معاملہ پڑیگا
اور نفس کو پوری فنا اور کامل بقا اور شرح صدر اور اسلام حقیقی اور اطمینان کی حاصل ہوجانے کے بعد مقام رضا پر ترقی
ہوگی اسکے بعد جب ولایت علیا مین سیر ہوگی تو عنصر ناری و آبی و ہوائی سے معاملہ پڑے گا اور اگر وہان سے بھی خدا تعالےٰ
کے فضل سے ترقی ہوئی تو کمالات نبوت مین سیر حاصل ہوگی اور معاملہ اجزاے ارضی سے پڑے گا اور جو یہان سے بھی
ترقی ہوئی خواہ وہ کمالات رسالت مین ہو یا حقایق ثلثہ یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت نماز مین تو معاملہ اوس
ہیئت وحدانی سے پڑیگا جو اجزاے عشرہ عالم خلق و امر کا مجموعہ ہے اور اس مجموعہ کے ساتھ معاملہ پڑنے سے قبل ہر
جزء کا جدا جدا بھی کمال حاصل ہوتا ہے بعد اسکے معاملہ انسانون کی سمجھ سے باہر ہے۔ شفاء العلیل مین لکھا ہی وللشیخ
احمد السھرندی اشغالٌ اخری فلنذکرھا بالاجمال اعلم ان اللہ تعالی خلق الانسان سبعۃ
لطائف ھی حقائقُ مفرزۃٌ بحیالھا کما ھو ظاھر کلام الشیخ وابناعہ او جھاتٌ و اعتباراتٌ للنفس
الناطقۃ فھی تسمی باعتبار قلبا و باعتبار آخر روحا الی غیر ذلک وھو الذی اختارہ سیدی الوالد
وصورنی صورتھا فرسم دائرۃ وقال ھی القلب ثم دائرۃ اخری فی ھذہ الدائرۃ فقال ھی الروح الی ان
الدائرۃ السادسۃ وقال ھی انا وسمعتہٗ یقول بعضھا فی البعض انتھے۔ یعنی شیخ احمد سرہندی کے طریقے مین
اور اشغال ہین ہم اون کو مجمل طور پر ذکر کرتے ہین معلوم کر کہ حق تعالیٰ نے انسان مین چھ لطیفے پیدا کئے ہین جن کے
حقایق بذات خود جدا جدا ہین چنانچہ شیخ موصوف کے اور اون کے تابعین کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے یا لطایف ستہ
نفس ناطقہ کے جہات اور اعتبارات ہین تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے قلب کہلاتا ہے اور دوسرے اعتبار سے اوسکا
نام روح ہے وغیرہ وغیرہ اور یہی قول ہمارے والد مرشد کا مختار ہے اور مجھکو اون لطایف کی صورت بنادی تو اول

ایک دائرہ یعنی کنڈل بنایا اور کہا کہ یہ دل ہے پھر اوس دائرہ کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ روح ہے یہان تک
کہ چھٹا دائرہ لکھا اور کہا کہ یہ مین ہون یعنی حقیقت انسانی جسکو آدمی عربی مین انا تعبیر کرتا ہے اور فارسی مین من اور
ہندی مین مین بولتا ہے اور مینے والد سے سُنا کہ فرماتے تھے بعض لطایف بعض کے اندر ہین اور یہ تو سابق اس سے
معلوم ہو چکا ہے کہ ہر لطیفے کو بدن کے بعضے حصہ سے ارتباط ہے اور جہان جہان لطایف خمسہ رہتے ہین وہ جگہین
بھی معلوم ہو چکی ہین چھٹا لطیفہ نفس سے مراد ہے اور اوس کا مقام دماغ کے پہلے حصے مین ہے جسے بطن اول کہتے
ہین - اخفیٰ سب لطایف مین الطف اور احسن ہے اور روح الطف ہے قلب سے اور ہر ایک عضو مین جہان جہان
یہ لطایف رہتے ہین نبض کی مانند حرکت ہے تو مشایخ مجددیہ مین معمول ہے کہ ہمت اور توجہ سے اسم ذات کے ذکر کو
ہر لطیفے مین لطایف مذکورہ سے القا کرتے ہین اور حرکت کی محافظت کا حکم دیتے ہین اور توجہ لینے والا حرکت کو
محسوس پاتا ہے اور اوسکے ساتھ اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفہ مین درجہ بدرجہ ارشاد فرماتے ہین اور ہر لطیفہ کا ذکر
قوی ہونے کے بعد نفی واثبات کی تعلیم کرتے ہین کہ خیال کی زبان سے زیر ناف سے کلمۂ لا کو دماغ تک پہونچاوے
اور کلمۂ اللہ کو داہنے مونڈھے پر یا پستان راست پر پہونچاوے اور کلمۂ الا اللہ کو لطایف خمسہ پر پھیرتا ہوا دل پر
ضرب کرے - شیخ آدم بنوری کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد مرید کو اسم اللہ کی تعلیم کرے جو کہ اسم ذاتی ہے اور خود متوجہ اوسکے
قلب صنوبری کا ہو کر اوس لطیفۂ نورانی کے باطن سے جو اوسمین امانت رکھا ہوا ہے اور اوسے قلب کہتے ہین کہلائے
جب مرید نے اسم ذات کے ذکر مین لذت پیدا کی تو نفی واثبات کی تعلیم کو بطریق مشہور اکبس تک پہونچاوے پھر لطیفۂ
روحی کے ذکر کی تعلیم فرماوے کہ جمعیت و لذت یہان بھی حاصل کرے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک کو ان دو لطیفون مین
تجلیات ظاہر ہوتی ہین مگر ان کا مغلوب نہو جائے بلکہ حق تعالیٰ کی تنزیہ کو نظر قلبی سے یقین کرے اسکے بعد تعلیم لطیفۂ
سری کی کرے جب لذت و جمعیت خوب پیدا ہو جائے تو تعلیم لطیفہ خفی کے کرے بعد جمعیت اس لطیفہ کے اخفیٰ کی تعلیم کرے
یہان بھی لذت حاصل کرے ان کی اصطلاح مین اس سیر کو سیر لطایف کہتے ہین جب تکرار سے سالک کو یہ سیر تمام ہو جائے
اور اپنی استعداد کے موافق اجمال یا تفصیل اس سیر کی حاصل ہو جائے تو پھر لطیفہ قلبی پر لائے اور تعلیم یادداشت
اسمی کی کرے اسلئے کہ پہلے اس سے تکرار اسمی نہ تھی اور یادداشت اسمی کا طریقہ یہ ہے کہ اسم اللہ کو قلب اندرونی سے
جو ایک نور مخفی ہے مدد راز کے ساتھ کھینچے جیسے تانبے کے برتن سے آواز نکلتی ہے اور جہان تک ہو سکے قطع نہونے دے
اور جو قطع ہو تو پھر نئے سرے سے شروع کرے جب نسبت ایسی قوت پکڑ لے کہ اپنے قلب مین بلکہ جمیع لطایف مین بلکہ
تمام بدن مین جو نورانیت کے ساتھ اوس آواز محض کو یکسان پائے تو ذکر لطایف جو بدن کے ذریعہ سے تھا تمام ہوا اب
لطایف کے ذکر مین جو بے واسطہ نفظون کے ہے کوشش کرنی چاہیے پھر بعد یادداشت اسمی کے مسمّٰی کی تعلیم کرنی چاہیے
یعنی مکان خاص قلب کو نظر مین رکھکر لطیفۂ نورانی مین نظر ڈالکر ایمان محض سے حق سبحانہ تعالیٰ کو حاضر بے پردہ یقین کرے

Marfat.com

مگر کیفیات اور جہات کو نظر سے گرادے اور کبھی اس امر سے غافل نہو اگر غفلت ہو جاے تو پھر حاضر کرے یہان تک کہ نور مشاہدہ سر سے پاؤن تک گھیرے اور پورا استغراق پیدا ہو کہ سوا نور حق کے اپنی ذات کو اور غیر کو نہ پاے وہی ایک نور حق پاے اس نسبت مین اگر حق تعالیٰ کے احاطہ اور معیت کے شہود کے غلبہ کے سبب اشیا کو عین حق پاے تو اوسکو ان کی اصطلاح مین توحید وجودی کہتے ہین اور جو اشیا کو گم کیا اور جمال ذوالجلال کا مشاہدہ اشیا کے اندر حاصل کیا اور اشیا کو نظر سے گرادیا تو توحید شہودی کہتے ہین۔ یاد رکھو کہ یہ دونون مرتبے ولایت خاصہ مین کہ اولیاے امت کی ولایت ہے ظاہر ہوتے ہین اور اس سے پہلے جو تجلیات وغیرہ سبر لطایف سے یادداشت اسی تک پیش آتی ہین اولیا کی ظل ولایت مین ہین اور پہلی ولایت کامل ہے بہ نسبت دوسرے کے۔ سالک چاہیے کہ ان مشاہدات و تجلیات سے لذت پاکر بے پروا نہو جاے بلکہ طالب ترقی کا ہو کہ اسکے آگے بھی ترقیات ہین +

مستحسنات صوفیہ

مستحسنات صوفیہ سے مراد یہ ہے کہ اس قوم نے چند باتون کو اپنے اجتہاد سے وضع کرکے مستحب قرار دیکر طالبون کی اصلاح حال کے لئے اختیار کر لیا ہے اور کوئی دلیل ظاہر سنت مطہرہ سے اون مستحبات پر صوفیہ کے پاس نہین ہے جیسے خرقہ کا پہننا اور خانقاہ کا بنانا اور چلہ مین بیٹھنا وغیرہ وغیرہ اور ان کی غرض اس سے یہ ہے کہ مریدان رسوم کی پابندی کر باطن کو اون کے جمعیت حاصل ہووے اور آفات سے بچین اور عادات اون کے محفوظ رہین رابطہ محبت الہی کو استحکام حاصل ہو اور نظیر اسکی مسائل اجتہادیہ فقہ اور اون کے اصول کا استخراج ہے اسی طرح کتب کا تصنیف کرنا علوم سکھانا شیخ احمد ولی اللہ نے فرمایا ہے نسبت صوفیہ کی خلعت کبری ہے اور رسوم ان کے کسی لایق نہین صوفیہ کے رسوم کئی طرح کے ہین خرقہ خانقاہ چلہ وغیرہ جنکو مین یہان بیان کرتا ہون +

خرقہ۔ خرقہ رنگین۔ درویش کو کوئی خاص لباس اپنے لئے مقرر نہ کر لینا چاہیے

صوفیہ مریدون کے حال کی ابتدا میں تصرف کرتے ہین تو اون سے معمولی لباس اور ترواکر دوسرا جامہ پہناتے ہین اور سنت مین سے کوئی سند اسپر نہین بجز حدیث ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص کے جو ابو داؤد نے روایت کی ہے قالت اُتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثیاب فیھا خمیصۃ سوداء فقال من ترون اکسو ھذہ فسکتوا فقال ایتونی بام خالد فاتی بھا فالبسھا بیدہ فقال ابلی واخلفی مرتین وجعل ینظر الی علم الخمیصۃ ویشیر بیدہ الی ویقول یا ام خالد ھذا سنا یا ام خالد ھذا سنا یعنی ایکبار چند کپڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاے گئے اون مین ایک سیاہ ٹوپی تھی آپ نے فرمایا کہ مین اسکو کسے اوڑہاؤن صحابہ خاموش رہے آپ نے فرمایا کہ ام خالد کو بلا لاؤ وہ بلائی گئین آپ نے وہ لوئی اپنے ہاتھ سے ام خالد کو اوڑہادی اور دو بار کہا کہ یہ کپڑا پرانا ہو پہر آپ اوس کے کناروں کی دھاریان ملاحظہ کرنے لگے اور اپنے ہاتھ سے ام خالد کو

دکہاتے تہے اور فرماتے تہے اے ام خالد یہہ دہاریان کیا اچہی ہین۔ پس اس روایت سے صوفیہ کی خرقہ پہنانے پر استدلال
کرنا نہایت بعید ہے ورنہ اللہ تعالی نے جو یہہ فرمایا ہے یا ایہا المدثر قم۔ ای لحاف اوڑہنے والے کہڑا ہو اور یا ایہا المزمل
قم اللیل۔ ای کپڑا اوڑہنے والے رات کو کہڑا رہا کر۔ یہہ دلیل ہو اس بات پر کہ اللہ تعالی نے حضرت کو خرقہ پہنایا اسی طرح حلہ
سیراء حضرت علی کو بخشنا بہی اسکی دلیل نہین ہو سکتا۔ صحیح بخاری و مسلم مین حضرت علی مرتضی کی ایک حدیث روایت کی ہے کہ
کہا اهدیت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلہ سیراء فبعث بہا الی فلبستہا فعرفت الغضب فی وجہہ
فقال انی لم ابعث بہا الیک لتلبسہا انما بعثت بہا الیک لتشققہا خمرا بین النساء۔ یعنی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس تحفہ کے طور پر حلہ سیراء لایا گیا اوسکو آپ نے میرے پاس بہیجدیا مین نے اوسے خود اوڑہ لیا آپ اس بات سے
ناخوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ مینے تو یہہ تمہارے پاس اس لئے بہیجا تہا کہ عورتون کی اوڑہنیان اس کی بناؤ گے نہ یہ کہ
خود اپنے کام مین لاؤ اس لئے کہ سیراء ایک قسم کی ریشمی چادر ہے کہ زرد خط اوسمین ہوتے ہین اور خرقہ کی تین قسمین
بیان کی ہین ایک خرقہ ارادت دوسرا خرقہ تبرک تیسرا خرقہ ولایت اور اون کی تعریفین بیان کی ہین ہمارے
نزدیک کوئی قسم شارع سے ثابت نہین۔ محدثین نے اسکا انکار کیا ہے کہ حسن بصری کو جناب مرتضی نے خرقہ پہنایا۔
اگرچہ صوفیہ نے اسکے ثابت کرنے مین بڑی کوشش کی ہے اور بعضے علماے متاخرین جنکو تر و خشک مین تمیز نہین جیسے
سیوطی اور اونکی طرح کے اور محدثین صوفیہ کے اقوال کو تسلیم کرتے ہین۔ بی بی عائشہ رض سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عائشۃ ان اردت اللحوق بی فلیکفک من الدنیا کزاد الراکب و
ایاک و مجالسۃ الاغنیاء ولا تستخلفی ثوبا حتی ترقعیہ۔ یعنی ای عائشہ اگر مجہسے دنیا و آخرت مین اتصال
چاہتی ہو تو دنیا کے سامانون مین سے اسی قدر پر کفایت کرو جتنا توشہ ایک مسافر سوار کے لئے ضروری ہوتا ہے اور دولتمندون
کی صحبت سے بچتی رہو اور کپڑے کو پرانا سمجہکر کبہی مت پہینکو اوسکو پیوند لگا کر کام مین لایا کرو۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث
غریب ہے اور اسکی سند مین صالح بن حسان ہے جسکی حدیث منکر ہے خیر جو کچہ ہو مگر اس حدیث سے اصلیت درویشون کے
مرقعہ کی اور اون کے زہد کی دنیا مین اور دولتمندون سے گریز کرنے کی ثابت ہے اور یہی مقصود ہے اور اس مطلب کے موید ہے
حدیث سوید بن وہب کی کہ اونہون نے ایک شخص سے نقل کی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مین سے تہا اور اوسنے
اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من ترک لبس ثوب جمال وھو یقدر علیہ وفی روایۃ
تواضعا کساہ اللہ حلۃ الکرامۃ رواہ ابو داؤد۔ یعنی جو شخص لباس فاخرہ پہننا چہوڑ دے حالانکہ اوسکو اتنی
مقدرت ہو اور ایک روایت یون ہے کہ لباس فاخرہ زہد و تواضع کی وجہ سے چہوڑ دے تو اللہ تعالی اوسکو بہشت مین
نہایت پاک جوڑا عطا کرے گا۔ اسمین شک نہین کہ اس سنت کی پابندی اور اس حکم کی تعمیل اس امت مین جیسی
کہ حضرات مشایخ و صوفیہ سے ہوتی ہے ویسی دوسرے لوگون سے معلوم نہین اور اگر یہہ تسلیم بہی کر لیا جاے کہ خرقہ پہننا سنت سے

ثابت نہین مگر چونکہ اسمین بہت سے فوائد ہین اور سنت کے مزاحم بھی نہین ہی اسلئے مستحسن ہے کیونکہ مصالح طریقی کا اتباع
مشروع ہے وجہ یہہ کہ ملبوسات مین ایک قسم کا مزہ ہے پس جو لباس نفس کو پہننے کی عادت ہوئے تو اسمین ضرور اوسکو
مزہ حاصل ہوگا۔ پس اس لباس صوری کے تغیر سے عادت مین تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور تغیر عادت مین تغیر عبادت ہی
دوسرا فائدہ یہہ ہی کہ ایسے لباس پہننے سے اخوان الشیاطین اور دنیا داروں کی صحبت سے امن رہتی ہی اس لئے کہ وہ
اپنی مرضی کے موافق لباس نہین پاتے تو اوس شخص سے ملتفت نہین ہوتے اور یہہ بھی ہے کہ لباس صوری پیر کی ولایت کا
سایہ ہی جو مرید کے وجود پر پڑتا ہے اور شیطان اہل ولایت کے سایہ سے بھاگتا ہے اس لئے حدیث مین آیا ہے ان الشیطان
لیفر من ظل عمر یعنی شیطان حضرت عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ اور مرید کے لئے جس طرح صحبت اخیار کی واجب ہی تاکہ
رنگ ادنکا حاصل کرے اسی طرح تصوف کی ابتدا مین اشرار سے جدائی بھی واجب ہے تاکہ اخیار کی صحبت قبول کرنے کی
طرف دل مائل رہی اور خرقہ رنگین کا مسئلہ اسی مسئلہ کی فرع ہے اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ خرقہ سفید کے میلے ہونے کے بعد اوسکے
دہونے مین اہل معاملات و مراقبات کو پریشان خاطری ہوتی ہے اگرچہ حدیث مین وارد ہے خیر ثیابکم البیض یعنی
عمدہ کپڑا تمہارا سفید ہے۔ مگر جو لوگ رات دن عبادت الہی مین مستغرق ہین اونکو کپڑے کے ہمیشہ سفید رکھنے مین اوقات کی محافظت
نہین ہوسکتی اور اوراد و اشغال مین خلل پڑے گا اس لئے انکو رنگین کپڑا پہننا چاہیے اس لئے کہ نوافل کی فضیلت لباس کے
سفید رکھنے سے بدرجہا زائد ہے اور جبکہ ایک فضیلت کی مباشرت سے دوسرا افضل ترک ہوتا ہے تو اوس فضیلت کا ترک کرنا
فضیلت ہی اگرچہ اس کام کے لئے سیاہ جامہ موزون ہے کہ اوسپر ہر قسم کا میل کھپ جاتا ہے مگر بعضے کہتے ہین کہ سیاہ
رنگ اوس کے لئے مناسب ہی جو ظلمات صفات نفس مین ڈوبا ہوا ہو اور اہل ارادت کا حال ایسا نہین ہے اس لئے کہ برکت
پرتو نور ارادت و طلب حق نے جو اون مین موجود ہے اون کی ظلمت وجود کے کچھ حصہ کو دفع کردیا ہے اسلئے ان کے لئے
سیاہ کپڑا پہننا نامناسب ہے اور چونکہ ابھی بالکل ظلمات نفوس سے فراغت نہین پائی ہے اور پورے طور پر صفائی
حاصل نہین ہوئی ہے اسلئے سفید کپڑا بھی نہ پہننا چاہیئے بلکہ ان کے لئے جامہ نیلگون مناسب ہے کیونکہ یہہ رنگ نور و ظلمت
اور صفا و کدورت سے ملکر بنتا ہے سفید کپڑا اون مشائخ کو چاہیئے جو بالکل کدورت صفات سے چھٹ گئے ہون بعضے کہتے ہین
کہ مرید کے لباس کا رنگ شیخ کی رائے پر ہے جیسا وہ مناسب وقت دیکھے ویسا تجویز کرے اور کسی خاص لباس کو بطور
تمغہ درویشی کے شہرت کے لئے استعمال کرنا مستحسن نہین اسلئے کہ درویشی منجی دربالی نہین اور نہ فقیری شعبدہ بازی و
نقالی ہی بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ دل دنیا سے نہ لگائے اور عقبیٰ کی طرف میل کرے اور اسکے آثار یہہ ہین توکل رضا
استقامت خلاد ملامین اور یہہ کرامت سے فوق ہے اور ہر طاعت سے بالا ہے اگر یہ مرتبہ کسی کے نصیب مین ہے تو اسکے
لئے اظہار کی ضرورت نہین خود بخود لوگون کو معلوم ہوجائے گا زاہل حقیقت مین وہ ہے جسکا نفس ناطقہ ذات صرف کی
طرف کہ تمام اضافات سے منزہ اور جملہ اعتبارات سے مبرا ہے متوجہ ہو اور ایمان حضرت غیب الغیب پر پیدا کرے

Marfat.com

اور حواس عشرہ کو کہ آلات ہین اور مظہر ہین صفات کے اللہ تعالی کی صفات سے بہرہ یاب کرے اور جس چیز کی شرع شریف نے
اجازت دی ہے اوسمین سے بقدر اپنے حصے کے لیلے اور بطور حلال کے اوس سے نفع اوٹھاے اور جس چیز کی شرع مین مخالفت
آئی ہے اور حرام ہوگئی ہے اوس سے بچے اور اپنی مغفرت اسی مین سمجھے اور مشتبہات مین وقوف کو اپنی عادت کرے اور
سمجھ لے کہ اگرچہ یہ بہی منعم حقیقی کے نعمات مین سے ہے لیکن میرا اوسمین حصہ نہین رکہا ہے اور میرے لیئے اوسمین فائدہ نہین
رکہا ہے پس اوس کی طرف دست درازی کرنا اوس چوری کے مشابہ ہے جسکی سزا ہاتہہ کاٹنا ہے پس جب شخص کی یہ حالت
ہوگئی وہ حق و باطل سے رہا ہوگیا ایمان اوس کا کامل ہوگیا اللہ کی نعمت اوسپر تمام ہوگئی اس سعادت کے حصول کے
بعد اوسکو اگر کچہہ دنون دنیا مین زندہ رکہین اور دوسرون کی ہدایت کا آلہ بناوین تو بڑی خوش نصیبی ہے ورنہ خود
وہ مرتبہ کمال کو پہونچ ہی چکا ہے اور جو کچہہ اوسکی پیدائش سے مقصود تہا وہ اوسکو حاصل ہوچکا ہے خالص دوست
بن گیا ہے اوس نے روٹی یہان کی کہائی اور کام وہان کا کیا دنیا اور اہل دنیا کو داؤن دیگیا بس شہرت کے لیئے لباس
اختیار کرنا خیال خام ہے کیونکہ عنقریب عنقا کی طرح نظرون سے غایب ہوجائے گا اور رہما کی طرح بے نشان رہجائیگا
پس دنیا کی گمنامی و ناموری دونون برابر ہین نہ یہان کی شہرت و قبولیت کام کی نہ عدم شہرت و نامقبولیت سے
کوئی حرج ناموری تلاش کرنا مثل نگین کی رو سیاہ ہونا ہے اور بلند آوازی چاہنا مثل ڈہول کے دور سے خوش کرنا ہے
اسلیئے کپڑون مین تکلف کرنے کے درپے نہو اور صورت ایسی نہ بناے کہ خواہ مخواہ درویشی معلوم ہو اگر کسی کو اللہ تعالے
بے قصد عمدہ لباس کے ساتھ آراستہ کرے تو کیا مضایقہ ہے اوس کے کار باطن مین کوئی خلل اس سے نہین پڑسکتا
پس خواہ نخواہ اپنی صورت بگاڑنا ژولیدہ مو پریشان روے ہونا چاہیئے کہ اسمین اللہ تعالی کی نعمت کا کفران ہے
اور زاہدان خشک کی طرح صوف پوشی کا مقید ہونا چاہیئے کہ یہ معرفت الہی سے بعید ہے قل من حرم زینۃ اللہ
التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق - یعنی تو کہہ کس نے اللہ کی زینت اور کہانے کی پاکیزہ چیزین ممنوع
کی ہین جنکو اللہ نے اپنے بندون کے لیئے پیدا کیا ہے - جو کچہہ موجود ہو جاے کہالے اور جو کچہہ پہنا مین پہن لے یہ دنیا
مہمان خانہ ہے جیسے کہین رہے - مرزا مظہر صاحبؒ نے لکہا ہے کہ ہمیزہ کہانے کو اگر شکر گذاری کے لیئے کسبقدر مزیدار کہاوین
تو مضایقہ نہین بلکہ یہہ اچہا ہے اور جو لوگ مزیدار کہانے کو پانی ملاکر بدمزہ کر لیتے ہین یہہ عجیب معلوم ہوتا ہے اسلیئے کہ ہمیزہ
کہانے سے تہ دل سے شکر ادا نہین ہوسکتا ہان ظاہر زبان کے ساتھ شکر کے الفاظ نکلتے ہین اور زبانی شکر شکر کی
صورت ہے - شکر کی حقیقت نہین بلکہ زبانی شکر صبر کا ایک شعبہ ہے کہ معنی اسکے نفس کا قید کرنا اور روکنا ہین پس یہہ
معنی مستلزم ہین شکر کے خلاف کو اور اتباع سنت کے بہی خلاف ہین حالانکہ نفس کی مخالفت کے لیئے سنت کی
اتباع ہی بہت سخت ہے اور اس کہانے کی جو تجلی خاص ہے اوس کی بہی حق تلفی لازم آتی ہے ایکبار مرزا صاحب کے
سامنے کسی نے کہانے کو ہمیزہ کر لیا ان کو ناگوار گذرا اور کہا کہ اس کہانے کی تجلی کا خون تمنے اپنی گردن پر لیا اور اس قسم کی

Marfat.com

سہل جملہ کات ثقہ صوفیون کی شان سے نہین اسی طرح جامہ نفیس کو میلا اور خراب کر لینے اور عمدہ لباس چھوڑ کر موٹا کپڑا
پہن لینے سے بھی نعمت خداوندی کی شکر گذاری کا ترک اور طریقہ سنت کی مخالفت لازم آتی ہے +

خانقاہ

خانقاہ کا بنانا اور پھر اس بات کے ساتھ مخصوص کرنا کہ آسمین خاص صوفیہ ہی رہین ایک نئی رسم ہے کہ سنت صحیح
اس کا پتا نہین چلتا جو خانقاہ کہ اول دنیا مین بنی وہ ملک شام کے ایک شہر مین جسکا نام رملہ ہے تیار ہوئی تھی ا
اوسکو ایک عیسائی امیر نے بنوایا تھا اور سبب اس کا یہ تھا کہ وہ امیر شکار کو گیا تھا راستہ مین دو درویشون کو دیکھا کہ
ہوئے اور ایک نے دوسرے کو گلے لگایا اور وہین بیٹھ گئے اور جو کچھ کھانے کو پاس تھا وہ دونون نے نکالا اور کھا
چلتے وقت امیر کو انکی الفت اور معاملہ پسند ہوا اون مین سے ایک کو بلا کر دریافت کیا کہ وہ دوسرا شخص کون تھا
تم سے اوس سے کیا واسطہ تھا اور اب وہ کہان کو گیا جواب دیا کہ مجھے کچھ حال معلوم نہین امیر نے متعجب ہو کر کہا کہ
پھر کیسی الفت تھی کہ تم نے اوس کا باہم بناؤ کیا درویش نے کہا کہ بھ ہمارا طریق ہے امیر نے کہا کہ تمہارے لئے
مکان ہے کہ وہان جمع ہوتے ہو جواب دیا کہ کوئی ایسا مکان نہین امیر نے کہا کہ مین تمہارے لئے ایک مکان تیا
کراتا ہون وہان جمع ہوا کرو اور رملہ مین ایک خانقاہ بنوادی +

کہتے ہین کہ خانقاہ کو صفہ کے ساتھ مشابہت و مناسبت ہے مسجد نبوی مین ایک مقام سایہ دار تھا کہ
مساکین رہتے تھے جنکے گھر بار نہ تھے اور کوئی شخص جب مدینہ مین آتا اگر اوسکا کوئی جان پہچان ہوتا تو اوسکے
اوترتا ورنہ صفہ مین اوترتا اور اون کو اضیاف الاسلام کہتے تھے ۔ طلحہ کہتے ہین کنت فیمن نزل الصفہ یعنی مین
صفہ مین اوترا تھا لیکن صفہ کی کیفیت کو خانقاہ کی کیفیت کے ساتھ اور ساکنان صفہ کی حالت کو صوفیہ کے
مطابق کرسکنا مشکل ہے اسلئے کہ صفہ مسجد نبوی مین ایک مقام تھا جہان مساکین صحابہ رہتے تھے کوئی جدا
مسجد سے نہ تھا اور نہ اوس صفہ سے وہ مقصود تھا جو خانقاہ سے ہوتا ہے پھر جو کہ مراد اوس مکان سے ہے جو
ذکر الہی کے ساتھ مشغول ہونے کو اور خلق سے خلوت حاصل ہونے کو بناتے ہین اور کوئی ثواب اور اجرت اوسپر
نہین کرتے اور عادات کی قسم سے ہے نہ عبادات کی اس لئے اوسکو اختیار کرنے مین کوئی مضایقہ نہین ۔ مصباح الز
مین لکھا ہے کہ خانقاہ کا اوس وضع پر بنانا جو اوسکی اصل وضع ہے بدعت ہے دین اسلام کی زینتون مین سے ایک زینت
اور اس زمانہ مین جو اس قاعدہ مین خلل بوجہ کم ہو جانے علوم صوفیہ کے پیدا ہو گئے ہین تو اس سے اصل وضع اور خا
کی صحت مین خلل لازم نہین آتی اور خانقاہ بنانے مین بڑے بڑے فائدے ہین ۔ ایک یہ کہ ایسی جماعت کے
اور رہنے کا مکان ہے جن کے لئے مکان ہے نہ گھر ۔ دوسرے باہم صحبت اور اجتماع حاصل ہوتا ہے جسمین
دوسرے کے احوال پر اطلاع ایک دوسرے کی رفیق ہوتی ہے اسلئے ہر ایک ڈٹ کر عبادت اور ذکر الہی کرتا

Marfat.com

اہل خانقاہ دو قسم کے لوگ ہین مسافر و مقیم اور مقیم بھی تین قسم کے لوگ ہین **اہل خدمت اہل صحبت اہل خلوت**
اور مناسب یہ ہی کہ جو کوئی مسافر خانقاہ مین اترے اور یہ معلوم ہو جاے کہ وہ یہان کے رہنے کے قابل نہین ہوا اوسکو کہانا
کہلانے کے بعد شیرین کلامی کے ساتھ وہان سے رخصت کردین۔ بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ کہا قام اعرابی
فبال فی المسجد فتناولہ الناس فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ وھریقوا علی بولہ سجلا من ماء
او ذنوبا من ماء فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین۔ یعنی ایک اعرابی نے کھڑے ہوکر مسجد نبوی مین
پیشاب کردیا لوگ اوسپر جھپٹے حضرت نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور جہان اوسنے پیشاب پھر دیا ہے اوس جگہہ ایک ڈول بھر
پانی ڈالدو تمکو اللہ نے آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجا ہے مشکل مین ڈالنے کے لئے نہین بھیجا۔ سجل سین مہملہ کے کسرہ اور جیم
کے سکون سے اوس ڈول کو کہتے ہین جسمین پانی ہو عام اس سے کہ بھرا ہوا ہو یا کسی قدر خالی بھی ہو اور ذنوب ذال معجمہ کے
فتحہ اور نون کے ضمہ سے اوس ڈول کو کہتے ہین جو پانی سے پورا بھرا ہوا اور اہل خانقاہ کو چاہیے کہ جس طرح عبادت الہی
سے بہرہ یاب ہون اسی طرح خدمتگذاری کا بھی درجہ حاصل کرین اور ہر ایک کو چاہیئے کہ دوسرے معاملات دنیاوی مین معاونت کرے

چلہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین صحبت سنت نہی اور اسی کو افضل جانتے تھے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کی تعریف صحبت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ کی جاتی ہے کہ اون کو برکت صحبت خیر البشر سے طرح طرح کے فوائد حاصل ہوتے تھے
اس لئے ان کی مدت صحبت بہتر سمجھی جاتی تھی لیکن پھر طالبان دین نے اپنے دین کی سلامت رکھنے کے لئے خلوت
کرلی اگرچہ خلوت حضرت کے وقت سنت نہ تھی مگر اون کے عہد نبوت سے قبل اوسکو بہتر جانتے تھے اسی لئے
آپ بھی نزول وحی سے قبل خلوت پسند کرتے تھے اور غار حرا مین جاتے اور وہان ذکر الہی مین
مشغول رہتے اور خلوت کی صورت ایک ایسا مجموعہ ہے کہ اتنی مخالفات نفس و ریاضات سے بنا ہی (الف)
کھانا کم کھانا (ب) کم سونا (ج) کم بولنا (د) لوگون سے نہ ملنا (ر) ذکر الہی ہمیشہ کرنا (س)
دل مین خطرات نہ آنے دینا (ص) ہمیشہ مراقب رہنا۔ صوفیہ کی سند خلوت کے باب مین یہ حدیث ہی کہ حضرت
عائشہؓ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے قالت اول بدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی
الرؤیا الصادقۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء
وکان یخلو بغار حرا فیتحنث فیہ (وھو التعبد) اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع
الی اھلہ ویتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلھا حتی جاءہ الحق وھو فی غار
حرا فجاءہ الملک فیہ الحدیث۔ بی بی صاحب فرماتی ہین کہ ابتدا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچی خوابین
دیکھا کرتے تھے اور آپ جو خواب دیکھتے وہ اس طرح ظہور مین آتی جیسے صبح کے وقت کی سپیدی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

خلوت اختیار کی اور آپ نے خلوت کے لئے غار حراء کو پسند کیا وہین متعدد راتون مین عبادت مین مشغول رہنے لگے (تحنث عبادت کرنے کو کہتے ہین) اور اپنی ضروریات کی چیزین آپ وہین لیجایا کرتے تھے تاکہ مکان کو نہ آنا پڑے پھر آپ اپنے مکان کو لوٹتے اور یہان سے اوسی قدر راتون کے لئے ضروری سامان لیجایا کرتے یہان تک کہ اوس غار مین آپ پر حق اوترا اور رب العالمین کے پاس سے فرشتہ پیغام لیکر آیا - اور صوفیہ نے خلوت کے لئے خاص چلہ اسلئے اختیار کیا ہے کہ حدیث مین آیا ہے من اخلص لله اربعین صباحا ظهرت ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه - یعنی جس نے خاص دل سے اللہ کو چالیس دن یاد کیا اوس کے دل سے زبان کی طرف حکمت کے دریا موجین مارنے لگتے ہین - اور آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا چالیس دن تک خمیر ہوا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے میقات پر چلہ کو پورا کیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلة واتممناها بعشر فتم میقات ربه اربعین لیلةً - ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتونکا وعدہ کیا تھا اور ہمنے اون کے ساتھ اور دس راتین پوری کین - تب اللہ کی مدت چالیس رات کی پوری ہوئی +

تسبیح کا بیان

تسبیح کا رواج بھی بہت ہے اس لئے مین یہہ مناسب سمجھتا ہون کہ اس بارے مین بھی تھوڑا سا لکھون اور اوسکے ثبوت اور سلسلے کو بیان کردن سُبحہ بضم اول ڈورے مین پرے ہوئے دانون کو کہتے ہین - عرف مین اسی کا نام تسبیح ہے اور تسبیح کے معنی لغت مین سُبحان اللہ سبحان اللہ کہنا اور خدا کو پاکی کے ساتھ بیان کرنا ہے اور مجازاً ڈورے پروے ہوے سو دانون کو کہتے ہین اور یہہ استعمال ذی آلہ کا اسم کا ہے آلہ پر پس قسم مجاز کی ہے - سیوطی نے لکھا ہے کہ بعضے سلف اسے مسبّحہ بھی کہتے تھے اور بعضون نے اس کا نام حبل الوصل اور بعضون نے رابطة القلوب بھی رکھا تھا - سعد بن ابی وقاص سے ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے انه دخل مع النبی صلی الله علیه وسلم علی امرأة وبین یدیها نوًی او حصًی تسبح به فقال الا اخبرك بما هو ایسر علیك من هذا او افضل الحدیث - یعنی سعد کہتے ہین کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس پہونچا اور اوس کے آگے کھجور کی گٹھلیان یا کنکریان تھین شک راوی کو ہوا ہے کہ گٹھلیان تھین یا کنکریان وہ عورت اون کے ساتھ سبحان اللہ کو کہتی تھی حضرت نے فرمایا کیا مین تجھکو ایک ایسی چیز نہ بتادون جو اس کام سے زیادہ آسان اور بہتر ہو - شیخ عبدالحق دہلوی نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ اس طرح کی تسبیح جو اب متعارف ہے حضرت کے زمانہ مین نہ تھی یعنی گٹھلیون اور سنگریزون پر پڑھتے تھے اور بعضے ڈورے مین گرہین دیتے جاتے تھے لیکن یہہ حدیث اس تسبیح کے جایز ہونے کے لئے اصل صحیح ہے کیونکہ حضرت نے جایز رکھا اور ظاہر ہے کہ تسبیح متعارف اوسی کے حکم مین ہے کیونکہ پروے ہوئے دانون اور بغیر پروے ہوئے دانون کی گنتی کے باب مین کوئی فرق نہین ہے اور جو کوئی یہ کہتا ہے کہ تسبیح کا گننا بدعت ہے اوس کا قول قابل اعتماد نہین ہے اور مشایخ نے کہا ہے کہ یہہ کوڑا ہے شیطان کے لئے - ملا علی قاری نے مرقات مین شرح حدیث مذکور مین

Marfat.com

کہا ہے کہ یہ عمدہ اصل ہی تسبیح کے جواز کے لئے کیونکہ نبی علیہ السلام نے اس عورت کے فعل کو برقرار رکہا منع نہ کیا اور اسمین
کوئی فرق نہین کہ دانے بکہرے ہوئے رہین یا کسی ڈورے مین پرو لئے جائین اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابن
عمرؓ سے روایت کی ہی قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعقد التسبیح - یعنی مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکہا کہ اونگلیون پر سبحان اللہ کو پڑہتے تہے اور ابو داؤد نے ایک روایت مین ہمیشہ اور زیادہ کیا ہے یعنی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سیدہی ہاتھ کی اونگلیون پر سبحان اللہ کو پڑہتے تہی - اور ترمذی کی روایت مین بیدہ کا لفظ ہے
اور ترمذی نے کنانہ غلام آزاد کردہ بی بی صفیہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تہین دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بین یدی اربعۃ آلاف نواۃ اُسبح بہا قال لقد سبحت بہذہ الا اعلمک باکثر مما سبحت فقلت
بلی قال قولی سبحان اللہ عدد خلقہ - یعنی بی بی صفیہؓ کہتی ہین کہ میرے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے میرے
ہاتہون مین چار ہزار گٹھلیان تہین جن سے مین ثناے الہی کرتی تہی حضرت نے فرمایا کہ تم ان کے ساتھ تسبیح الہی کرتی ہو
کیا مین تمکو ایک ایسی چیز نہ بتاؤن جو اس سے زیادہ بہتر ہو جس سے تم تسبیح کرتی ہو مین نے عرض کی کہ فرمائیے حضرت نے
ارشاد کیا سبحان اللہ عدد خلقہ (یعنی پاکی ہے اللہ کو اوسکی مخلوق کی تعداد کی برابر) کہا کرو - ترمذی کہتے ہین کہ یہ
حدیث غریب ہی اسناد اسکی معروف نہین اور حاکم اور طبرانی نے بہی اوسکو روایت کیا ہے اور حاکم اور ترمذی وغیرہ نے
بسیرہ بنت یاسر سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نساء المؤمنات علیکنّ بالتسبیح والتہلیل
والتقدیس واعقدن بالانامل فانہن مسئولات مستنطقات ولا تغفلن فتنسین الرحمۃ
یعنی ای ایمان والی عورتو تم سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور سبحان الملک القدوس یا سبوح قدوس
رب الملائکۃ والروح کا کہنا لازم کرلو اور انگلیون پر تسبیحات مذکورہ کو گنو اس لئے کہ اون سے قیامت مین سوال
ہوگا اور وہ گویا کرائی جائینگی اور تم غافل مت ہو یعنی ذکر مت چہوڑو اگر ذکر چہوڑو گے تو ثواب سے محروم ہوگے - اس سے
معلوم ہوا کہ انگلیون پر پڑہنا اذکار کا افضل ہے اگرچہ تسبیح پر پڑہنا بہی جایز ہے - محمد حجازیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث
حسن ہی اور ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد اور نسائی نے بہی اسکو روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو صحیح بتایا ہے اور ابو
داؤد نے کتاب النکاح مین ابو نضرہ سے روایت کی ہے کہ مجہسے طفاوہ کے ایک شیخ نے بیان کیا ہے تثویت
اباھریرۃ بالمدینۃ فلم ار رجلاً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد تشمیرا ولا اقوم علی
ضیف منہ فبینما انا عندہ یوما وھو علی سریر لہ کیس فیہ حصی او نوی واسفل منہ جاریۃ لہ سوداء
وھو یسبح بہا حتی اذا نفد ما فی الکیس القاہ الیہا فجمعتہ فاعادتہ فی الکیس فرفعتہ الیہ فقال
الا احدثک عن رسول اللہ الخ یعنی مین ابو ہریرہ کے مکان پر مدینہ مین جاکر مہمان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ مین اون سے بڑہکر کوئی مہمان نواز نہ تہا مین نے ایک دن اونکو دیکہا کہ ایک تخت پر بیٹہے تہے اور پاس ایک

Marfat.com

تھیلی رکھی تھی جسمین گٹھلیان یا کنکریان بھری تھین اور حبشی عورت تلے کھڑی تھی اور حضرت ابوہریرہ اونپر ذکر الہی کرتے تھے
جب وہ تھیلی مین سے کل نکل گئین تو اوس خالی تھیلی کو اوس عورت کے سامنے ڈالدیا اوس نے پھر اوس مین وہ بھردین
اور حضرت ابوہریرہ کو تھیلی دیدی اور ابن سعد کی روایت مین آیا ہے کہ ابوہریرہ جن گٹھلیون پر تسبیح الہی کرتے تھے
وہ آپس مین رگڑتے رگڑتے ایسی ہوگئی تھین کہ بعضی گٹھلیون کا بعضا حصہ سفید نکل آیا تھا اور امام احمد بن حنبل نے
اپنی مسند کی کتاب زہد مین یونس بن حبید کی مان سے روایت کی ہے کہ میرے پڑوس مین ابوصفیہ رہتے تھے وہ کنکریون پر
حمد و ثنائے الہی کرتے تھے اور ابن عساکر نے ایک روایت مین ذکر کیا ہے کہ ابوصفیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام
آزاد کردہ کے لئے ایک نطع یعنی چمڑا بچھایا جاتا جس مین کنکریان ہوتین اون سے وہ سبحان اللہ وبحمدہ تک پڑھا کرتے پھر وہ
اوٹھا لیا جاتا پھر ظہر کی نماز کے بعد وہ بچھایا جاتا اور اون سے شام تک یاد الہی کرتے۔ اس روایت کو بغوی نے بھی
معجم الصحابہ مین ذکر کیا ہے اور عبداللہ محمد بن سعد بصری کاتب واقدی نے حکیم سے روایت کی ہے ان سعدا بن
وقاص کان یسبح بالحصے یعنی سعد کنکریون پر سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے سعد کے اک غلام
آزاد کردہ سے روایت کی ہے ان سعدا کان یسبح بالحصے والنوی۔ یعنی سعد کنکریون اور گٹھلیون پر سبحان اللہ پڑھا
کرتے تھے اور امام احمد نے اپنی مسند کی کتاب زہد مین قاسم بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے کان لابی الدرداء نوی من نوی
العجوۃ فی کیس فکان اذا صلی الغداۃ اخرجھن فسبح بھن حتی تنفد۔ یعنی ابودرداء کے پاس عجوہ
کی (کہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے) گٹھلیان ایک تھیلی کے اندر تھین جب صبحکو نماز پڑھتے تو اونہین سبحان اللہ پڑھتے یہان تک
کہ سب تھیلی کی گٹھلیان ختم ہوجاتین۔ اور ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابوسعید خدری کنکریون پر سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے
ان تمام آثار و اخبار سے ثابت ہوگیا کہ انگلیون پر گن کر ذکر الہی کرنا یا کنکریون اور گٹھلیون پر گننا مستحب ہے کسی طرح ممنوع نہین
اور ظاہر ہے کہ گٹھلیون وغیرہ پر اس طرح پڑھنا کہ وہ بکھری ہوئی ہون اور اس طرح پڑھنا کہ وہ کسی ڈورے مین پروئی ہوئی ہون
دونون ایک ہے کسی طرح فرق نہین اور جبکہ پہلی صورت جایز ہے تو دوسری بھی جایز ہوگی بلکہ آثار صحابہ سے یہ بھی ثابت ہے
کہ وہ بطور تسبیح عرفی کے بھی استعمال مین لائے ہین چنانچہ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء مین ابوہریرہ کے پوتے نعیم سے روایت
کی ہے کہ میرے دادا کے پاس ایک ڈورا تھا جس مین ایک ہزار گرہین لگی ہوئی تھین جب تک وہ اون گرہون پر سبحان اللہ کا
ذکر نہین کر لیتے تھے نہین سوتے تھے۔ اور ابن سعد نے طبقات مین جابر سے روایت کی ہے کہ ان سے ایک عورت نے
بیان کیا کہ بی بی فاطمہ بنت امام حسین بن حضرت علی ایک ایسے ڈورے پر جسمین گرہین لگی ہوئی تھین سبحان اللہ پڑھا کرتی
تھین۔ ان روایات سے ظاہر ہوگیا کہ عرف مین جسکو تسبیح کہتے ہین وہ بھی جایز ہے اس لئے کہ ڈورے مین گانٹھین دیکر استعمال
کرنے مین گانٹھون کی جگہ ہڈی یا لکڑی کے دانے یا گٹھلیان پرو لینے مین کوئی فرق نہین جیسے کہ ڈورے مین گانٹھین دیلی
جاتی ہین ایسے ہی ڈورے مین یہ چیزین پروئی جاتی ہین دونون مین کوئی تفاوت نہین ہوتا بلکہ دیلمی نے مسند الفردوس مین

سند طویل کے ساتھ حضرت علی سے مرفوعًا روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نعم المذکر السبحۃ یعنی اچھی یاد دلانے والی سُبحہ ہے پس سیوطیؒ کی رائے رسالۂ منحۃ فی السبحہ مین یہ ہے کہ اس حدیث مین سبحہ سے مراد یہہ تسبیح متعارف ہے مگر بعض محققین یہہ کہتے ہین کہ عجب نہین کہ سبحہ سے مراد یہان صلوٰۃ نافلہ ہو کیونکہ لفظ سبحہ اس معنی مین بہی آیا ہے اور یہہ جو سبحہ اس زمانہ مین معروف ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تہی بہی نہین اس حدیث کی شرح مین من توضاء فاحسن الوضوء ثم اتی الجمعۃ فاستمع وانصت غفر لہ ما بینہ وبین الجمعۃ وزیادۃ ثلثۃ ایام ومن مس الحصا فقد لغا رواہ مسلمؒ عن ابی ہریرۃ۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر نماز جمعہ مین حاضر ہوا اور خطبہ سُنا (اگر قریب تہا) اور چُپ رہا (اگر دور تہا) تو بخشے جاتے ہین اوس کے لئے وہ گناہ جو اس جمعہ کے اور اس سے پہلے جمعہ کے درمیان مین ہوئے ہین بلکہ اس سے بہی تین دن زیادہ کے گناہ معفور ہو جاتے ہین اور جس نے کنکریون کو چہوا تو یہہ فعل عبث ہو ملا علی قاریؒ نے مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مین کہا ہے کہ کنکریون سے چہونے سے زمین کا سجدہ کے لئے برابر کرنا مراد ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ چہونے سے یہہ مراد ہے کہ تسبیح پہیرے اور دانون پر شمار کرے جیسا کہ طیبی نے ذکر کیا ہے مگر یہہ قول صحیح نہین اس لئے کہ یہہ تسبیح مشہور و معروف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین رایج نہ تہی غرضکہ اس تحقیق سے یہہ ثابت ہے نعم المذکر السبحۃ مین سبحہ سے مراد صلوٰۃ نافلہ ہے تسبیح کا احتمال قابل تسلیم نہین مگر یہان یہہ کہہ سکتے ہین کہ اگرچہ سبحہ متعارف حضرت کے عہد مین نہ تہی مگر حدیث مذکور مین سبحہ سے بہی تسبیح مراد لینے مین کوئی خرابی نہین اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی چیزون کی خبر دی ہے جو آپ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوئی ہین اور ہونگی شاید یہہ بہی اسی قسم سے ہے کہ آپ نے اس تسبیح عرفی کی نسبت اس حدیث مین خبر دی ہو اور اس حدیث کی صحت مین کلام کرنے سے تسبیح کے جواز مین نقصان نہین آسکتا اوس لئے کہ فضائل اعمال کے معاملات مین ضعیف حدیث بہی معتبر ہے اسی لئے سیوطی نے اس حدیث کے ساتہہ استدلال کیا ہے۔ اور ملا علی قاریؒ نے بہی مرقات مین باب الذکر بعد الصلوٰۃ مین اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت علیؓ سے سند ضعیف کے ساتہہ مرفوعًا روایت کی گئی ہے نعم المذکر السبحۃ اور ابن حجر نے لکہا ہے کہ ذکر الہی گٹہلیون اور کنکریون پر کرنے کے باب مین صحابہ اور تابعین اور امہات المومنین سے بہت سی روایات آئی ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو کرتے دیکہا اور اوس سے منع نہ فرمایا مقرر رکہا۔

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ تسبیح کی سند مین لکہتے ہین کہ مجہکو تسبیح سید عمر شیخ عبداللہ بصری مکی کے نواسے نے دی ہے اور کہتے تہے کہ مجہکو تسبیح میرے نانا شیخ عبداللہ نے دی ہے اور شیخ عبداللہ کو اون کے پیر محمد بن محمد سلیمان مغربی نے دی ہے وہ کہتے تہے مجہکو ابو عثمان خزائری نے دی ہے اونکو ابو عثمان

Marfat.com

مقری سے پہونچی ہے اور ابو عثمان کو سید احمد حجی سے پہونچی ہے انکو سید ابراہیم نازی سے پہونچی ہے اونکو ابو الفتح مراغی سے پہونچی ہے اون کو ابو العباس احمد بن ابو بکر رواد سے اونکو محمد بن یعقوب شیرازی معروف بہ مجد الدین ابو طاہر فیروزابادی لغوی صاحب قاموس سے اونکو جمال الدین یوسف بن محمد دمیری سے اونکو تقی الدین ابو ثنا محمود بن یعلی سے اون کو مجد الدین عبد الصمد بن ابو الحبیش مقری سے اونکو اپنے والد سے اونکو ابو الفضل محمد بن ناصر سے اونکو ابو محمد عبد اللہ سمرقندی سے اونکو ابو بکر محمد بن علی سلامی حدادی سے اونکو ابو نصر عبد الوہاب بن عبد اللہ بن عمر سے اونکو ابو الحسن علی بن حسن بن قاسم صوفی سے تسبیح پہونچی ہے - ابو الحسن کہتے ہین مجھکو تسبیح ابو الحسن مالکی سے پہونچی ہے اور مین نے اون کے ہاتھہ مین تسبیح دیکھکر اون سے عرض کی کہ اے حضرت ابہی تک آپ ہاتھہ مین تسبیح رکھتے ہین اونہون نے کہا مین نے اپنے پیر و مرشد جنید کو اسی طرح دیکھا ہے اور مین نے اون سے کہا تہا کہ حضرت ابہی تک آپ تسبیح ہاتھہ مین رکھتے ہین تو جواب دیا کہ مینے اپنے پیر سری بن مغلس سقطی کو اسی طرح دیکھا تہا اور سری فرماتے تہے کہ مینے اپنے پیر معروف کرخی کے ہاتھہ مین تسبیح دیکھی تہی اور مینے بہی اون سے یون ہی دریافت کیا تہا جس طرح تم نے مجھسے دریافت کیا ہے تو اونہون نے ارشاد کیا کہ ہم نے اسی طرح اپنے مرشد بشر حافی کے ہاتھہ مین تسبیح دیکھی تہی اور مین نے اون سے اسی طرح استفسار کیا تہا جیسا کہ تم نے مجھسے دریافت کیا ہے تو وہ فرمانے لگے کہ مینے اپنے پیر عمر مکی کے ہاتھہ مین تسبیح دیکھی تہی مینے بہی اسی طرح اون سے سوال کیا تہا جس طرح تم نے مجھسے سوال کیا ہے وہ فرمانے لگے مینے اپنے پیر حسن بصری کے ہاتھہ مین تسبیح دیکھی تہی اور اون سے مین نے عرض کیا کہ اے حضرت آپ باوجود اس قدر عظمت و شان کے اور ایسی اعلیٰ درجہ کی عبادت کے ابہی تک اپنے ہاتھہ مین تسبیح رکھتے ہین اونہون نے کہا کہ ہاں ایک شئے ہے کہ ہم ابتدا مین اس کا استعمال کرتے تہے تو ہمنے انتہا مین بہی ترک نہ کیا مین اس بات کو پسند کرتا ہون کہ ذکر الہی دل اور ہاتھ اور زبان سے کرون - سالم بن عبد اللہ بن سالم بصری مکی نے رسالہ امداد مین کہا ہے کہ شیخ ابو العباس رواد کہتے ہین کہ حسن بصری کے قول سے ظاہر ہوا کہ تسبیح صحابہ کے عہد مین موجود تہی اور ابتدا حسن بصری کی اصحاب رسول اللہ کے ساتہہ تہی کیونکہ جب وہ پیدا ہوئے تو حضرت عمر کی خلافت مین سے ابہی دو برس باقی تہے اور انہون نے حضرت عثمان و حضرت علی و طلحہ رضی اللہ عنہم کو دیکہا تہا اور جب باغیون نے حضرت عثمان کو مدینہ مین محصور کرکے ماہ ذیحجہ ۳۵ھ ہجری مین شہید کیا تو اوس زمانہ مین یہ بہی مدینہ مین آئے ہوئے تہے اور عمران کی چودہ برس کی تہی اور انہون نے حدیث کی روایت بہت سے صحابہ مثل حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ و عمران بن حصین و معقل بن یسار و ابو بکرہ و ابو موسیٰ و ابن عباس و ابن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے کی ہے مگر اون کی صحبت حضرت علیؓ سے روایت کرنے مین خلاف مشہور ہے شیخ عابد نے کہا ہے کہ سخاوی کہتا ہے کہ اس مسلسل کو اکثر اہل مسلسلات نے ذکر کیا ہے اور عمار اس کی روایت کا علی ابو الحسن صوفی پر جن کی نسبت یہ مشہور ہے کہ یہ دل سے وضع کیا کرتے تہے اور عمر مکی کی روایت حسن بصری سے مفضل ہے اور مفضل سے مراد وہ روایت ہے کہ جسکے انتہائے سند سے دو راوی برابر ساقط ہو گئے ہون

مگر اس مین شک نہین کہ حسن بصری تک تسبیح کا سلسلہ اور کئی طریقون سے سخاوی وغیرہ نے پہونچایا ہے اور سیوطی نے ایک اور طریق سے ابو الفضل بن ناصر تک اس سلسلہ کو ملا کر پھر آگے سند مذکور کے ساتھ پہونچایا ہے - یافعی مولف مرآۃ الجنان ارشاد و تطریز مین لکھتے ہین کہ ایک بزرگ نے جنید کے ہاتھہ مین تسبیح دیکھکر کہا کہ باوجودیکہ آپ ایسا مرتبہ رکھتے ہین پھر بھی ہاتھہ مین تسبیح رکھتے ہین جواب دیا کہ یہہ ایک ایسا طریق ہے جسکی وجہ سے مین اللہ تک پہونچا ہون اسے چھوڑنے کو جی نہین چاہتا اور مینے خواب مین آنحضرت کے پاس دو تسبیحین دیکھی تھین - ملا علی قاری مرقات مین کہتے ہین کہ بعضے مشایخ کا قول یہہ ہے کہ تسبیح شیطان کے حق مین کوڑا ہے اور جس کسی نے اسکو بدعت خیال کیا ہے اوس کا قول مردود ہے - حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی مین بعد ذکر حدیث سعد کے لکھا ہے کہ تسبیح عرفی مین کوئی بات ایسی نہین جو مکروہ جاننے کے قابل ہو اور در المختار مین بھی لکھا ہے لا باس باتخاذ السبحۃ بغیر ریاء کما بسطہ فی البحر - یعنی تسبیح کے استعمال کرنے مین جو ریاکاری کے لئے نہو مضائقہ نہین جیسا کہ بحر الرایق مین اسکی تفصیل کی ہے - اور بحر الرایق مین حدیث سعد کے ذکر کے بعد کہا ہے کہ اس قسم کی احادیث سے ثابت ہے کہ تسبیح معروف کے استعمال کرنے مین شمار ذکر الہی کے لئے کوئی مضایقہ نہین کیونکہ تسبیح عرفی مین صرف اسی قدر زیادتی کیجاتی ہے کہ دانون کو ڈورے مین پرو دیا جاتا ہے سو اس قدر زیادتی سے مضمون حدیث مین کوئی خرابی لازم نہین آتی اور اس قدر زیادتی ممنوع سمجھنے کے قابل نہین ہو سکتی ہان اگر تسبیح کے استعمال سے ریاکاری مقصود ہو تو بیشک ممنوع ہونے کے قابل ہے -

اور بعض آدمی تسبیح کے رکھنے پر اس طرح شبہات کرتے ہین کہ تسبیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین نہ تھی پس بدعت ہوگی اور حدیث مین آیا ہے کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ رواہ احمد و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجۃ - یعنی محققون نے جو نئی بات ہے بدعت ہے اور جو بدعت ہے گمراہی ہے - جواب اسکا یہہ ہے کہ جس بدعت کی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہی کا حکم کیا ہے وہ بدعت شرعی ہے کہ نہ قرون ثلثہ مین پائی گئی ہو اور نہ ادلہ اربعہ مین سے کسی دلیل سے اوسکا ثبوت نکلتا ہو اور عبادت مین کثرت کرنا بدعت نہین اور تسبیح کا استعمال ایسا نہین اسلئے کہ احادیث سے اذکار الہی کا مطلقاً گننا ثابت ہوا ہے - دوسرے حسن بصری نے تسبیح کو استعمال کیا ہے - تیسرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بھی نعم المذکر السبحۃ ایک طرح پر تسبیح ثبوت کو پہونچتی ہے - چوتھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب مین بعض اکابر کو تسبیح کا جواز ثابت ہوا ہے پس تسبیح کا ناجایز ہونا کسی طرح ثابت نہین ہوتا دیکھو ابن مسعود کہتے ہین ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن - یعنی جو چیز مسلمانون کو اچھی معلوم ہو وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے - اس حدیث کو احمد اور بزار اور طیالسی اور طبرانی اور ابو نعیم وغیرہ نے روایت کیا ہے بلکہ امام محمد نے موطا کے باب قیام رمضان مین کہا ہے کہ یہہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور پوری حدیث اس طرح ہے ما رآہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن و ما رآہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیح - پس علماے حنفیہ وغیر حنفیہ کے نزدیک یہہ حدیث مرفوع ہے اور ایک جماعت

کہتی ہی کہ ابن مسعودؓ پر موقوف ہے - اَب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور فقہا و محدثین اور صوفیون مین تسبیح رایج تہی اور سب نے اسکو پسند کیا تو یہہ گمراہی کیسے ہو سکتی ہے - **دوسرا اعتراض** یہ ہی کہ تسبیح کے استعمال کرنے مین ریاکاری کا شبہہ ہی اس لئی اس سے بچنا چاہیے اور جواب اسکا یہہ ہے کہ اگر داغ مین ریا کے لئے تسبیح لیجاتی ہی تو بیشک ممنوع ہے اور تسبیح ہی پر کیا موقوف ہے ہر کار مباح و مستحب جسمین ریا کا شائبہہ ہو وہ ممنوع ہے مگر جیکہ ریا کا لگاؤ نہو تو تسبیح جائز ہے - **تیسرا اعتراض** یہہ ہی کہ اگر کوئی خوبی تسبیح مین معلوم ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور استعمال فرماتے اور اپنے اصحاب کو بہی اسکا شوق دلاتے جواب اس کا یہ ہے کہ یہہ بات نہین ہے کہ جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا وہ ناجایز ہے اس لئی کہ جس چیز کی طرف رغبت کی یا اوسے مقرر کیا یا کسی کی نظر آپ کے سامنے پائی گئی وہ بہی خوبی سے خالی نہین - پس جن فقہا نے تسبیح کو بدعت کہا ہے اور بُرا جانا ہے اون کا قول نامقبول ہے -

بلکہ تسبیح مین کئی خوبیان ہین (۱) اللہ تعالی کا ذکر اسکی وجہ سے زیادہ کیا جاتا ہے (۲) یاد الہی کا باعث ہے اس لئی کہ جب انسان اسکو دیکہہ لیتا ہے تو اوسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ یاد الہی کا آلہ ہے (۳) اس مین جماعت صوفیہ اور علما و محدثین کی تقلید ہے - احمد اور ابو داود نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی من تشبہ بقوم فھو منھم یعنی جو شخص کسی قوم کے ساتہہ مشابہت پیدا کرلے تو وہ اوس قوم مین سے ہے یعنی اوس کے لئی گناہ و خیر اوس قوم کی سی لکہی جاتی ہین - یہ کلمہ جامع ہے بہت سی باتون کو یعنی مشابہت عام ہے خواہ اخلاق مین ہو یا افعال مین یا لباس مین ہو یا کہانے مین ہو یا پینے مین ہو یا رہنے مین ہو یا مکان بنانے مین ہو وغیرہ وغیرہ (۴) تسبیح سے بہت سے ایسے اذکار ادا ہو سکتے ہین جن کا شمار انگلیون پر دشوار ہے اور اگر اون اذکار مسنونہ کو انگلیون پر شمار کیا جاے تو دل کو مشغولی پیدا ہو اور خشوع جاتا رہے - نوری ہمیشہ تسبیح ہاتہہ مین رکہتے تہے اون سے کسی نے کہا تستجلب الذکر یعنی کیا ذکر کو کہینچنا چاہتے ہو جواب دیا لا بل استجلب الغفلۃ یعنی ذکر کو کہینچنا نہین چاہتا بلکہ غفلت کو دور کرنا چاہتا ہون +

صوفیہ کے احوال

صوفیہ کے احوال بہت سی چیزین ہین (۱) مشایخ کا ادب رکہنا اون سے مخالفت نہ کرنا (۲) توحید (۳) کرامات اولیا (۴) معرفت (۵) محبت (۶) شوق (۷) خواب (۸) موت کے وقت کے احوال (۹) خوالی کی مجلس - پہلی تین باتون کا ذکر تو اوپر اس کتاب مین ہو چکا ہے باقی ہر ایک حال کی تفصیل علحدہ علحدہ ذکر کرتا ہون +

معرفت

اللہ تعالی فرماتا ہے وما قدروا اللہ حق قدرہ - یعنی اونہون نے اللہ کو پورا نہ جانچا - اسکی تفسیر صوفیہ نے اس طرح کی ہو ما عرفوا اللہ حق معرفتہ - یعنی اونہون نے اللہ کو اچہی طرح نہ پہچانا - قشیری نے کہا ہے کہ معرفت علم کو کہتے ہین

پس ہر علم معرفت ہی اور ہر معرفت علم اور ہر عالم باللہ عارف ہے اور ہر عارف عالم ان دونون لفظون کا مفہوم و مطلب
لغت مین ایک ہے اور صوفیہ کی اصطلاح مین عارف اوس شخص کی صفت ہے جو حق سبحانہ و تعالی کو اسما و صفات سمیت
جانتا ہو اور اپنے معاملات مین صادق ہو اور بد اخلاقیان اور برائیان اوسکی جاتی رہی ہون اور ہمیشہ ان کے حالات کا
نگران ہو اور خدا کی طرف متوجہ ہو اور اپنے حالون مین خدا کے ساتھہ راست باز ہو اور تمام نفس کی خواہشین اوس سے جاتی
رہی ہون اور اپنے دل مین خدا کے سوا کسی دوسری چیز کا خطرہ نہ آنے دے جب خلق سے اجنبی ہو گیا اور نفس کی آفات سے
بری ہو گیا اور تمام خواہشون اور چیزون سے پاک ہو گیا اور ہمیشہ خدا کے ساتھہ مناجات رکھنے لگا اور ہر وقت خدا تعالے
کی طرف اوسکو رجوع حاصل ہو گیا اور اللہ تعالی کی طرف سے اوسپر اسرار کا الہام ہونے لگا وہ شخص عارف ہے اور اوسکا
حال معرفت ہے۔ مصباح الہدایت مین مذکور ہے کہ معلوم مجمل کی جزئیات کو تفصیلوار جاننے کا نام معرفت ہے۔ مثلاً علم
نحو مین یہ جانے کہ ہر ایک عامل لفظی و معنوی کا یہہ عمل ہے تو اس اجمالی طور پر جاننے کو علم نحو کہتے ہین اور جب عبارات کے
پڑھنے کے ضمن مین بے غور و فکر ہر ایک عامل کو تفصیلوار جاننے لگے اور اون کے استعمالات کے مواقع اچھی طرح معلوم
کرکے مثالین نکالنے لگے اور عبارات کے درمیان اون کے حالات پر مطلع ہوتا رہے اور یہ سمجھہ لے کہ یہ مقام اس عامل
کے لانے کا ہے اور اوس کے لانے کا نہین اس کا نام نحو کی معرفت ہے اور اسکو فکر و تامل کے ساتھہ جاننے کا نام تعرف
نحو ہے اور اس سے غافل ہونے کو باوجود علم کے سہو و خطا کہتے ہین۔ پس اولاً اجمالی طور پر یہ جان لے کہ موجود حقیقی
اور فاعل مطلق اللہ تعالی ہی تو اسکا نام علم توحید ہے اور اسکے بعد جو کچھہ حالات گذرتے ہین اور جو کچھہ حوادث پیش آتے
ہین اور جو کچھہ کام ہوتے رہتے ہین ان تمام واقعات مین ذات الہی کو اس طرح پہچان لے کہ تمام حالات اور واقعات
مختلف اور متضاد کو من جانب اللہ سمجھے مثلاً کہین ضرر پہونچتا ہے کہین نفع حاصل ہوتا ہے کسیکو دیتے ہین کسی کو نہین
دیتے کہین قبض واقع ہوتا ہے کہین بسط پیدا ہوتا ہے ان سب کا فاعل بے توقف اور بے تامل اللہ پاک کو جانے
اور سمجھے کہ وہی نافع وہی ضار ہے وہی معطی وہی مانع ہے وہی قابض ہے وہی باسط ہے۔ اسے معرفت الہی
کہتے ہین۔ پہلی صورت توحید مجمل علمی تھی اب مفصل عینی ہو گئی۔ بدون اسکے معرفت الہی اور عارف کا اطلاق کسیپر
صحیح نہین اور اگر اول مین اس سے غافل ہو مگر جلد یہ علم اوسپر کھلجاے اور فاعل مطلق کو روابط اور وسائط کی صورتون
مین پہچان لے تو ایسے شخص کو متعرف کہتے ہین عارف نہین کہتے اور اگر بالکل غافل ہو اور وسائط و روابط اور حق تعالے
مین فرق نہ کر سکے جتنے کام دنیا مین جاری ہین اون کی تاثیرات کو ان ظاہری واسطون اور رابطون کی طرف منسوب
کرے تو ایسے شخص کو ساہی و لاہی اور مشرک خفی کہتے ہین مثلاً کوئی شخص صوفی کی کسی بات پر انکار کرے اور صوفی اوس
شخص سے رنجیدہ ہو تو یہہ صوفی لاہی و ساہی ہے اس لئے کہ اوس نے یہہ نہین پہچانا کہ یہہ انکار بھی فاعل مطلق کی جانب
سے ہے اگر یہہ پہچان لیتا تو کبھی اوسپر خفا نہوتا۔

اور معرفت الہی کے لئے مراتب مقرر ہین (۱) ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے سمجھے (۲) جو کوئی کام خدا کی طرف سے واقع ہو تو یہہ سمجھے کہ اوسکی کسی صفت کا نتیجہ ہے (۳) اللہ تعالیٰ کی مراد کو ہر تجلی کے ظہور مین پہچان لے (۴) صفت الہی کو اپنی معرفت کی صورت مین پہچانے اور اپنے آپ کو علم و معرفت بلکہ دائرۂ وجود سے بھی خارج سمجھے جنید سے کسی نے دریافت کیا کہ معرفت کیا ہے بولے المعرفة وجود جهلك عند قيام علمه یعنی اللہ کو جان لینے کے بعد اپنے آپ سے غافل ہو جانے کا نام معرفت ہے۔ سائل نے کہا زیادہ شرح فرمائیے بولے هو العارف و المعروف یعنی وہی پہچاننے والا ہے اور وہی پہچانا گیا ہے۔ اور سہل عبداللہ تستری نے کہا ہی المعرفة هی المعرفة بالجهل یعنی جہل کے پہچان لینے کا نام معرفت ہے اور جتنا مراتب قرب مین زیادتی ہوتی ہی عظمت الہی کے آثار زیادہ کہلتے جاتے ہین اور جناب باری کی معرفت کے معاملے مین حیرت پر حیرت بڑہتی جاتی ہی اور یہہ جو کچھ بیان ہوا یہہ بہی علم معرفت ہے نہ معرفت اس لئے کہ معرفت وجدانی چیز ہے جسکا بیان مشکل ہے لیکن علم معرفت کا مقدمہ ہے پس معرفت بے علم کے محال ہے اور علم بے معرفت کے سراسر وبال

محبت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ یعنی اللہ آگے لائیگا ایک ایسی قوم کو جن سے وہ محبت رکھتا ہی اور وہ لوگ اوس سے محبت رکھتے ہین۔ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت رکھتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ مین فلان بندے سے محبت رکھتا ہون تو بہی اوس سے محبت رکھ الحدیث عبادہ بن صامت سے بخاری نے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ و من کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بہی اوسکی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو مکروہ جانتا ہے اللہ بہی اوسکی ملاقات کو مکروہ جانتا ہے۔ یہان سے خیال کرو کہ محبت کا کتنا بڑا مرتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محبت کی گواہی دی ہی اور اس بات کو بیان کیا ہے کہ مین اپنے بندہ سے محبت رکھتا ہون۔ اللہ تعالیٰ کی تو یہہ صفت ہے کہ وہ بندے سے محبت رکھتا ہے اور بندے کی یہہ صفت ہے کہ وہ اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ علما کے نزدیک محبت ارادہ مگر صوفیہ کے نزدیک ارادہ نہین ہے اس لئے کہ ارادہ قدیم سے متعلق نہین ہو سکتا مگر یہہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب و تعظیم کے ارادہ پر حمل کرین اور محبت رحمت سے خاص ہے اگر خدا چاہے کہ بندے کو ثواب اور انعام پہونچاے تو اسکا نام رحمت ہی اور اگر یہ چاہے کہ اوسکو اپنے قرب اور احوال عالیہ کے ساتھہ خصوصیت بخشے تو اسے محبت کہا کرتے ہین اگرچہ ارادہ ایک ہی صفت ہی مگر اوس کے تمام تعلقات کی وجہ سے مختلف ہین۔ صوفیہ نے محبت کی تعریف طرح طرح سے بیان کی ہے بعض نے کہا ہے محبت اسے کہتے ہین کہ ہمیشہ دل سے مائل رہنا اور تمام چیزون پر محبوب کو

Marfat.com

ترجیح دینا اور اوسی کو اختیار کرنا اور حبیب کے ساتھہ ہر وقت موافقت رکھنا صفات محبوب مین محو ہوجانا اوسکی ذات مین محبوب کا
ثابت ہوجانا اور دل کا مرادات رب سے موافقت کر لینا اور باوجود سرگرم خدمت گذاری ہونے کے ترک حرمت کا خوف
لگا رہنا اور نفس کو مستقل رکھنا اور حبیب کی طرف سے قلیل کو بھی کثیر جاننا طاعت مین مصروف رہنا مخالفت سے بچنا اور
اوسکی صفات کا صفات محبوب کے ساتھہ بدل جانا کسی نے مجنون کو خواب مین دیکھا اور اوس سے دریافت کیا کہ تیرے ساتھہ
حق تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ مجھکو بخشدیا اور تمام محبین پر مجھے حجت بنا دیا - یہ جواب دلیل ہے اس بات پر کہ محبوب
کا عشق لیلی کے ساتھہ مجازی تہا اور حقیقت مین محبوب اوس کا حق تعالیٰ تہا ؎ دلیل عشق حقیقی ست عشقہاے
مجاز + بآفتاب رسد شبنم از نظارۂ گل + جنید نے کہا ہے کہ محبت انتہا درجہ کا میل ہے بدون پہونچنے مقصود کے
اور ایک تشویش ہے کہ محبوب کی طرف سے دل مین پڑجاتی ہے یا فتنہ ہے کہ دل مین مراد کی طرف سے پیدا ہوجاتا ہے
ابو علی دقاق نے اسکے معنی جبك الشئ یعمی ویصم (یعنی آدمی کو کسی شے کی محبت ہوتی ہے تو اندہا اور بہرا ہوجاتا ہے)
یون بیان کئے ہین یعمی عن الغیر غیرۃً وعن المحبوب ھیبۃً یعنی غیر کو تو غیرت کی وجہ سے نہین دیکھہ سکتا ہے اور
محبوب کو اوسکی ہیبت کی وجہ سے یحیی ابن معاذ نے ایکبار ابو یزید کو لکھا سکرت من کثرۃ ما شربت من کأس محبۃ
یعنی مین نے اس کثرت سے مئی محبت الہی کے جام لئے ہین کہ بیہوش ہورہا ہون - ابو یزید نے جواب مین لکھا غیرك
شرب بحور السماوات والارض وما روی بعد ولسانہ خارج ویقول ھل من مزید - یعنی تمہارا غیر دریاے
آسمان وزمین کو چڑہا گیا ہے اور پہر بہی سیراب نہین ہوا زبان اوسکی پیاس کے مارے نکلی ہوئی ہے اور کہتا ہے کچہہ اور
بہی ہے اور یہ شعر لکہے ؎

عجبت لمن یقول ذکرت الصفی ... وھل النسی فاذکرہ ما نسیتُ

تعجب ہے مجہے اوس شخص سے جو یہ کہے کہ مینے دوست کو یاد کیا اور کیا مین دوست کو بہولتا ہون پس مین یاد کرتا ہون اوسکو
جسکو مین بہولا ہوا ہون -

اموت اذا ذکرتك ثم احیا ... ولولا حسن ظنی ما حییتُ

مرجاتا ہون مین جسوقت یاد کرتا ہون تجہکو پہر زندہ ہوجاہون - اور اگر میرا گمان نیک ہوتا تو مین زندہ نہین ہوتا

فاحیا بالمنے واموت شوقاً ... فکم احیا علیك وکم اموتُ

زندہ ہوتا ہون مین تیری آرزو سے اور مرتا ہون مین شوق کی وجہ سے + پس مین کبہی تجہپر مرتا ہون اور کبہی جیتا ہون

شربت الحب کاسا بعد کاس ... فما نفد الشراب ولا رویتُ

شراب محبت کے جام پر جام مینے پی لئے + مگر نہ شراب نبڑی اور نہ مین سیراب ہوا -

عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے جسکو کچہہ بہی محبت عطا ہوئی اور اوسکو اوس قدر ڈر نہین دیا گیا تو سمجہہ لینا چاہیے کہ

Marfat.com

وہ فریب دیا گیا ہے اور بعضے کہتے ہین محبت بیہوشی ہے جس بغیر دیدار محبوب کے ہوش مین نہین آسکتا اور جو مستی محبوب کے دیدار کے وقت حاصل ہوتی ہی وہ بیان سے باہر ہے ؎ مست مئی بیدار گردد نیم شب + مست ساقی روز محشر بامداد ذوالنون کے پاس لوگون نے محبت کا چرچا کیا بولے کفوا عن هذه المسئلة لا تسمعها النفوس فتدعيها یعنی رکو اس مسئلہ سے تاکہ لوگ اوسکو نہ سن لین اس ذکر کو چھوڑ دو۔ پھر یہ شعر پڑھی ؎

الخوف اولیٰ بالمسی اذا تالّه والحزن

خوف وملال گناہگار کے لئے بہتر ہے + جبکہ وہ پریشان ہو۔

والحب یحمل بالتقی وبالنقی من الدرن

محبت پرہیزگاری اور پاکیزگی کے ساتھ اچھی ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام احوال عالیہ کا مبنا محبت پر ہے جس طرح سارے مقامات شریفہ کی بنیاد توبہ پر ہے اور چونکہ محبت خالص موہبت یعنی بخشش ہی اس لئے اون سارے احوال کو جو اوسپر مبنی ہین مواہب کہتے ہین۔ اور بعضے اسے کہتے ہین کہ باطن کو کسی خوبی پر میل پیدا ہو پس اگر یہ میل صفات کی خوبی پر ہو تو یہ محبت عام ہی اور جو محبت خوبی ذات کی وجہ سے پیدا ہو تو وہ محبت خاص ہے۔ محبت عام مین یہ ہوتا ہے کہ برائیونکو چھوڑ کر خوبیان چن لیتے ہین اور محبت خاص مین نہ کچھ باقی رہتا ہے اور نہ چھوٹتا ہے۔ ابوداؤد سے جو ترمذی نے روایت کی ہی کہ حضرت نے فرمایا اللهم اجعل حبّك احبّ الیّ من نفسی وصالی واهلی ومن الماء البارد۔ یعنی اے اللہ اپنی محبت کو میرے نزدیک میری جان اور مال اور اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی پیارا کردے۔ اس حدیث مین اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے اور محبت کے لئے کئی علامتین ہین اون مین سے **ایک** علامت یہ ہی کہ محب کے دل مین سوا محبوب کے اور کسی چیز کی محبت نہو خواہ وہ دنیا کی ہو یا آخرت کی اور تم خیال کرو کہ کیسے ہو سکتا ہی کہ ایک دل مین دو محبتین جمع ہون ؎

در خلوت دوست جان نگنجد	شادی وغم جہان نگنجد	چشمت کشد ولبت دہد جان	مرگ آید ودر میان نگنجد
اے خواجہ تو مرد خود فروشی	رخت تو درین دکان نگنجد	ما را چہ مجال در حریمت	سر نیز بر آستان نگنجد
	یا دوست گزین کمال یا جان	ایک خانہ دو میہمان نگنجد	

دوسری علامت یہ ہی کہ محبوب کے ملنے کے جو ذریعہ ہین اون کو پسند کرتا رہی قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله تو کہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری پیروی کرو۔ **تیسری** علامت یہ ہی کہ محبوب کے ملنے سے اولاد اور مال بھی روکتے ہون تو اون سے بچتا رہی انما اموالکم واولادکم فتنة تمہارے مال اور اولاد خراب کرنے والے ہین۔ **چوتھی** علامت یہ ہی کہ محبوب کے ذکر پر نہایت گرویدہ ہو اوسی کا چرچا ہر وقت رکھے یہان تک کہ اگر فرد اوسکی طبیعت اس فعل پر اوسکو ندامت کرے تو بھی اس ذکر سے بیزار نہو بلکہ دولہ بڑھتا رہی **پانچوین** علامت

Marfat.com

یہ ہے کہ محبوب کی فرمان برداری مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نکرے تمام اوامر و نواہی مین اُسکا مطیع رہے کسی طرح محبوب کی رضامندی سے مخالفت نکرے کسی نے رویم سے دریافت کیا کہ محبت کیا چیز ہے جواب دیا الموافقۃ فی جمیع الاحوال یعنی تمام حالات مین موافقت رکھنا کوئی حالت پیش آوے بکشادہ پیشانی اُسے قبول کرنا دلپر شکوہ و ملال نہ آنے دینا اور رویم نے یہ شعر بھی اُس موقع پر کہا تھا ؎ ولو قلت لی مت سمعا و طاعۃ وقلت لداعی الموت اہلا و مرحبا ؛ اے محبوب اگر تو مجکو یہ کہے کہ مرجا تو تیرے اِس حکم کی تعمیل کو بڑی خوشی کے ساتھ حاضر ہون اور ملک الموت کو کہون اہلا و مرحبا۔ اہل عرب کی عادت ہی کہ جب کوئی دور سے آتا ہی تو اہلا و مرحبا بطور اظہار خوشی کے کہتے ہین اور جب کسی کے حکم کے لئے اظہار فرمانبرداری منظور ہوتا ہی تو کہتے ہین سمعا و طاعۃً یعنی سننے کو اور فرمانبرداری کو حاضر ہون۔ رابعہ بصری کا کلام ہی ؎ تعصی الاہ و انت تظہر حبہ ؛ ہذا العمری فی القیاس بدیع ۔ نافرمانی کرتا ہی تو اللہ کی حالانکہ تو ظاہر کرتا ہی محبت اُسکی قسم ہی اپنی جان کی یہ بات قیاس مین نادر ہی۔

لو کان حبک صادقا لاطعتہ ان المحب لمن یحب مطیع

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو ضرور تو اُسکی اطاعت کرتا۔ تحقیق محبت رکھنے والا جس سے محبت رکھتا ہی اُسکا مطیع ہوتا ہی۔ تمام احکام قضا و قدر اور تمام کائنات کے اطوار سب اسی محبت کے قانون پر جاری ہین اگر اسکا سلسلہ درمیان مین نہوتا تو وجود کو بھی ظہور نہوتا۔ ؎ محبت ست کہ دل را امید ہا دہد آرام ؛ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد ؛ محبت کا معاملہ بڑا نازک اور باریک ہی اسکا بیان سہل نہین محبت محمود ہی اور عشق مذموم ہی۔ یہی وجہ ہی کہ عشق کا لفظ قرآن و حدیث مین نہین پایا جاتا ہی ؎ عشق سیری ہی زلف کا مصرع دراز ؛ عشق رویے حسن کا آئینہ ساز ؛ عشق ہی قفس دل تنگ چمن ؛ عشق ہی بوی گل و رنگ چمن ؛ عشقبازی کا سُنا چاہی جو حال ؛ پوچھو انور سے کہ ہی اُسکو کمال ؛ دل کی ہوزش سے وہی آگاہ ہی ؛ اُس کو ہین آتشکدہ مین راہ ہی ؛ لاریسان رکھتا نہین عشرت کا جام ؛ خون دل پیتا ہی جون غنچہ مدام ؛ کون اُسکا ہمنشین غمخوار ہی ؛ ایک پہلو مین خیال یار ہی ؛ کما کو عشق اور اُسکی ماہیت اور حسن و قبح اور مدح و ذم مین اختلاف ہی۔ بعض کہتے ہین کہ یہ خصلت ذمی ہی اور اسکی مذمت کی ہی اور بعض نے کہا ہی کہ یہ نفس کی عمدہ خصلت ہی اور اِس کی تعریف کی ہی اور بعضون کو اسکے حالات اچھی طرح معلوم نہوے اور بعض نے کہا ہی کہ یہ مرض نفسانی ہی اور بعض نے کہا ہی کہ یہ جنون الٰہی ہی مگر نظر دقیق سے اسکے حالات کو دیکھا جاتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ عشق یعنی کسی حسین و جمیل صورت کو دیکھکر شدت کیف لذت پانا اور تناسب اعضا اور شمائل لطیف سے بی اختیار پیدا ہوتا ہی خاصیت کی ساتھ اکثر نفسون مین موجود ہی اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بات اوضاع الٰہی مین سے ہی کہ اسمین کوئی حکمت

اور حکمت رکھی ہی اور بیشک یہ خصلت عمدہ ہی خاصکر جبکہ اسکا وقوع مبادی فاضلہ سے کسی عمدہ غرض کے لئے ہو۔
مبادی کا حال یہ ہی کہ اکثر اہل ملک کے نفوس جو علوم اور صنایع اور اداب وریاضات کے ساتہ متصف ہین اس
عشق لطیفہ سے جو محبوب کے عمدہ شمائل سے پیدا ہوتا ہی خالی نہین اور کسی ایسے شخص کو جسکا قلب لطیف اور طبع رقیق ہی
اور ذہن صاف اور نفس رحیم ہو بہت ایسا نہین پایا کہ اس عشق سے اپنے اوقات عمر مین فارغ ہو ہان جو نفوس
غلیظ اور دل سخت اور طبایع بری ہین وہ اس قسم کے عشق سے خالی پائے جاتے ہین اور ایسے بزرگون نے امرد ونکی
محبت پر اسلئے اقتصار کیا ہی کہ عورتون کے عشق مین فساد پیدا ہونے کا احتمال ہی اسوجہ سے کہ طبایع حیوانی
کا یہان تقاضا یہ ہوتا ہی کہ باہم مباشرت کی جائے جیسا کہ حیوان کی ہر نوع مین یہ قوت موجود ہی اور یہ تقاضا
طبایع مین اسلئے موجود ہوتا ہی کہ نسلین باقی رہین اور صورتین ہیولات مین جنس و نوع کے ساتہ محفوظ رہین اور
جو عشق لطیف لوگون مین ہوتا ہی اسکی غرض یہ ہوتی ہی کہ لڑکون کو تادیب اور بچون کو تربیت اور عورتون
کو تہذیب و تعلیم علوم جزی و صنایع دقیق و عمدہ آداب کی حاصل ہو اور اشعار موزون اور نغمات دلکش اور قصے
اور اور عجیب و غریب حکایتین کہ جو کمالات نفسانی کا سرمایہ ہین سیکہین اسلئے کہ لڑکے اور لڑکیان جب اپنے
والدین کی تعلیم سے فارغ ہو چکتے ہین تو پھر استاد کی تعلیم اور حسن توجہ والتفات کی محتاج ہوتے ہین کہ یہ لوگ انسے مہربانی
اور اشفاق اور محبت کے ساتہ پیش آکر یہ کمالات سکہاتے ہین پس عنایت ربانی نے ان مردون کے دلون مین خوبصورت
صورتونکی محبت کا بیج بو دیا ہی جو انکو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہی کہ نفوس ناقصہ کی تکمیل و تربیت و تادیب مین کوشش
کرین اگر یہ غرض ملحوظ نہین ہوتی تو اللہ تعالی محبت و رغبت کو اکثر افراد عرفا و علما کے دلون مین بے فائدہ نہ ڈالتا
اس لئے نفوس لطیف و قلوب رقیق مین اس عشق کے وجود ہونیکا ضرور ایک بڑا فائدہ حکمی ہی اور ان فضائل کے لحاظ سے
معلوم ہوتا ہی کہ عشق انسان کے لئے ایک اعلی درجہ کی فضیلت ہی قباحت نہین رویت جمال انسانکا شیطان جب ایسے فضائل
رکھتا ہی تو اسی لئے جمال انسانی مین تبت سے جمال و جلال الہی موجود ہین اسی طرف اشارہ ہی اس آیت مین لقد خلقنا
الانسان فی احسن تقویم ہمنے بنایا آدمی کو خوب سے خوب اندازے پر اور دوسری جگہ کہا ہی ثم انشانا خلقا
اخر فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنی پھر پیدا کیا ہمنے اسکو ایک نئی پیدائش مین بڑی برکت والا ہی اللہ بہتر
پیدا کرنے والونکا خواہ اس تیسری پیدائش سے مراد صورت ظاہرہ کاملہ ہو یا نفس ناطقہ اسلئے کہ ظاہر باطن کا عنوان ہی اور صورت
حقیقت کی مثال ہی اللہ بدن اپنے تمام اجزا میت نفس اور صفات نفس کے مطابق ہی اور مجاز ہو یا حقیقت کامل ہی اسی لئے
جب اس عشق نفسانی شخص انسانی کا باعث شہوات حیوانی کی افراط نہین ہوتی بلکہ ایسی صورت اور خلقہ ترکیب اعتدال
مزاج اور حسن اخلاق بمقابلہ جمالات اور کمالات اور انوار الہی کا باعث واقع ہوتے ہین تو الہی فضائل مین سے شمار کرتے ہین اسلئے
کہا ہی کہ جس عشق مین عفت ہی وہ نفس کو منور اور لطیف کرنے مین سریع الاثر ہی اور تفصیل اس مقام کی یہ ہی کہ عشق دو طرح

Marfat.com

کا ہوتا ہی حقیقی و مجازی عشق حقیقی اللہ تعالی اور اُسکی صفات و افعال کے ساتھ محبت رکھنے کا نام اور مجازی کی دو قسمین
ہین نفسانی و حیوانی عشق نفسانی وہ ہی کہ عاشق معشوق کے جوہر نفس مین مشابہت ہونیکی وجہ سے پیدا ہو اور یہ اکثر شمائل
معشوق کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اسلئے کہ نفس کا اثر ہی اور عشق حیوانی وہ ہی کہ شہوت بدنی اور طلب لذت بہیمی کی وجہ سے
پیدا ہو اور اس مین زیادہ تر شیفتگی ظاہر معشوق اور اُسکے رنگ اور اشکال اعضا پر ہوتی ہی اسلئے کہ یہ بدن کا کام ہی اور پہلا
عشق لطافت نفس اور صفات نفس کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اور دوسرا نفس امارہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اور پہلی قسم مین نفس کو وجد
اور حزن اور رونا اور نرم دلی اور صفائی فکر پیدا ہوتی ہی اور دوسری قسم مین فسق و فجور اور حرص فسق پر بڑھتی ہی پہلی قسم مین معشوق
حقیقی کی طرف متوجہ ہو جانا آسان ہی اور دوسری مین بہت سی چیزون سے انقطاع کرنیکی ضرورت پڑتی ہی بلکہ ایک سے رغبت
دوسرے کی طرف پیدا ہوتی ہی اور یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ عشق فضائل مین سے شمار پاتا ہی مگر اُن فضائل مین سے کہ جو کوئی اسکے ساتھ
متصف ہوتا ہے تو عقل مجرد اور نفس حیوانی کے درمیان مین واسطہ بنتا ہی اور ان دونون مین متوسط واقع ہوتا ہی اور عموماً ہر ایک
محمود و شریف آدمی کے لئے ہر وقت اور ہر حال مین فضیلت نہین بلکہ اس کو اُسوقت استعمال کرنا چاہئے جبکہ سلوک عرفانی کے درمیان
مین ہو اور نفس مین رقت ہو غفلت مین نہ پڑا ہوا ہو شہوات حیوانی کے کوچہ سے دور ہو اور جب نفس کو علوم الٰہی اچھی طرح حاصل ہو جائین
اور عقل بالفعل علوم کلیہ پر محیط ہو جائے اور عالم قدس و جمال کے ساتھ اتصال پیدا ہو جائے اُسوقت عشق سے عارف کو سروکار
رکھنا نازیبا ہے کیونکہ جب پل اُتر کر عالم حقیقت تک پہونچ گیا تو پھر لوٹنا بُرا ہی شاید اسی وجہ سے عشق کی مدح و ذم مین اختلاف
کیا ہی یا اس سبب سے کہ عشق پاک شہوت بہیمیہ سے مشابہ ہوتا ہی بہر صورت عشق صفات نفوس مین سے ہی نہ صفات ابدان
مین سے یہ خلاصہ ہی بیان اسفار اربعہ صدر الدین شیرازی کا۔ فائدہ عشق مجازی گرمی دلہائے افسردہ کیلئے آتش الٰہی ہی بشرطیکہ
دونون مین ملاقات نہو تاکہ آب وصال حرارت دل کو سرد نکر دے اسی لئے کہا ہی کہ جسکو عشق شور انگیز حاصل نہین ہر طریقہ اُسپر حرام ہی
اگرچہ وہ راہ تقوی و نور صفا مین ہو لیکن طریق محبت مین سوز و گداز سے عجیب ذوق حاصل ہوتے ہین حدیث شریف مین آیا ہے
مغیث نام ایک آدمی بی بی عائشہ کی لونڈی پر جسکا نام بریرہ تھا عاشق ہو گیا جب بریرہ بازار کو نکلتی اُسکے پیچھے جاتا اور روتا
اور آہ کی نعرے مارتا حضرت صلعم کو اُسپر رحم آیا اور بریرہ سے سفارش کی کہ اُسکے ساتھ نکاح کرے بریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر
اس معاملہ مین وحی آپ پر اُتری ہے تو مجھے قبول ہی ورنہ مین مختار ہون اور اسکی صورت سے بیزار ہون تھوڑے دنون کے بعد مغیث مر گیا
رواہ الدارمی۔ بو علی سینا کا ایک رسالہ خاص عشق کے بیان مین ہی اُسمین لکھا ہی کہ عشق مجردات و فلکیات و عنصریات و معدنیات
و نباتات و حیوانات سب مین پھیلا ہوا ہی یہانتک کہ علماے ریاضی نے کہا ہی کہ اعداد متحابہ ہین یعنی اعداد مین خاصیت ہی کہ
ایکدوسرے سے محبت رکھتا ہی اور یہ مسئلہ اقلیدس نے قلم بند نہین کیا تھا انہون نے زیادہ کیا ہی اور کہا کہ اُسنے اسکو چھوڑ دیا تھا
اور اصحاب عدد کہتے ہین کہ اس خاصیت کو محبت مین ایک عجیب تاثیر ہی اور مجرب ہی جنید کا قول ہی العشق لغۃ ربانیۃ و الہام شوقی
اوجبہا اللہ علی کل ذی روح لیحصل بہ اللذۃ العظمی التی لا یقدر علی امثالہا الا بتلک الالفۃ وہی موجودۃ فی النفس

Marfat.com

مصدوة مرانبها عند اربابها فما احد الا عاشق لا مرتبدل به علی قدر طبقته من الخلق ولذلک کان اشرف المذاهب فی الدنیا
مراتب الذین زهدوا فیها مع کونها معاشة وما لها الی الآخرة مع کونها مخبرا بهم عنها بصورة لفظ انتهی۔ یعنی عشق
ایک الفت رحمانی اور الہام شوقی ہی کہ اللہ نے ہر ذی روح پر اُسے واجب کیا ہی کہ عشق کی وجہ سے انہین بڑا مرتبہ
حاصل ہو جو بجز اس الفت کے اور کسی طرح حاصل نہین کر سکتے تھے اور یہ الفت نفس مین موجود ہی اور اسکے
مراتب صاحبان الفت کے نزدیک مقرر ہین پس کوئی آدمی نہین مگر کسی ایسی چیز پر عاشق ہی جس سے اپنے
طبیعت کی خلق مین سے راہ پاتا ہی اور اپنا مشرب حاصل کرتا ہی اسی لئے اُن لوگون کا مرتبہ دنیا مین اشرف ہی جنھون نے
دنیا کو جو سامنے موجود ہی چھوڑ دیا ہی اور آخرت کی طرف مائل ہو گئے ہین جسکا صرف ذکر ہی سنا ہی۔ ؎
العشق نزار روح مقدس ہا منزل ٭ سودای ترا عقل مجرد محمل ٭ سیاح جہان ہر دست لبنی دل ٭ ہر ذرہ
خمست دست لبر یای محمل ٭ اور بعضے صوفیہ اچھی صورتون کی عشق مین مبتلا ہوئے ہین شیخ محی الدین
نے باب ایکسو ۱۷۷ مین فتوحات کے لکھا ہی کہ شیخ روزبہان ایک گانے والی عورت پر عاشق ہو گئے اور پھر اس
خیال سے کہ لوگ دیکھونگے کہ انکا وجد و جوش و خروش ایسا بھی خدا کے لئے ہی اسلئے حرم مین صوفیہ کے
پاس گئے اور اپنا خرقہ اُتار کر اُنکے سامنے رکھدیا اور سارا حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین اپنے
حال مین جھوٹا ہون پھر مغنیہ کی خدمت کرتے رہے لوگون نے مغنیہ سے کہا کہ یہ بڑے اولیاء اللہ مین سے ہین
اُسنے یہ حال سُنکر توبہ کر لی اور روزبہان کی خدمت گزاری کرنے لگے پھر اُس حال کے پورا ہونے کے بعد روزبہان کے
دل سے مغنیہ کا عشق جاتا رہا اور صوفیہ کی مجلس مین آکر پھر اپنا خرقہ پہن لیا۔ ؎ عاشقان را شادمانی و غم او بہست
عز دکارہ اُجرت خدمت ہم اوست ٭ غیر معشوق ار تماشائی بود ہ عشق نبود ہر زہ سرائی بود ٭ اور نجم الکبری کہتے
ہین عشقت جاریۃ بقریۃ علی ساحل بحر مصر فبقیت ایاما لا اکل ولا اشرب الا ما شاء اللہ حتی کثرت نار
العشق فکنت انفخ بیدی نارا فکلما نفخت خرج نار مثل من السمار بعدد نفسی نارا فخلقی نار ان بین
وبین السماء فما کنت ادری من این للتیقان فعلمت ان ذلک شاہدی فی السماء۔ یعنی ملک مصر مین دریائے
نیل کے کنارے ایک گاؤن ہی وہان مین ایک عورت پر عاشق ہو گیا بہت دنون تک یہی حالت رہی کہ بوجہ
عشق کے کھانا پینا چھوٹ گیا اور آتش عشق نے یہان تک غلبہ کیا کہ میرے سانس سے آگ نکلنے لگی جب
میری سانس سے آگ نکلتی تو آسمان سے بھی ایک آگ میرے سانس کے مقابل نکلتی اور یہ دونون آگین میرے اور آسمان
کے درمیان میں جا تین اور یہ مین نہین سمجھتا کہ یہ دونون کہان سے ملجاتی ہین پس مینے جان لیا کہ یہ میرا معشوقی
ہی آسمان مین ہے شیخ فخر الدین عراقی نے اسی طرف اشارہ کیا ہی۔ ؎ ای ز عشاق گرم بازارت ٭ ہر زمان عالمے
خریدارت ٭ من کیم تا زنم ز عشق تو لاف ٭ نیست دعوی این سخن بگزاف ٭ یکے از عاشقان جمال ما

Marfat.com

بود نجم اکابر کبری ۔ مولانا عبد الرزاق نے شرح منازل السائرین مین کہا ہی العشق العفیف اقوی سبب
فی تلطیف السر والاعداد للعشق الحقیقی فانہ یجعل الہموم ہما واحدا ویقطع توزع الخاطر وتفرقہ وتلذذ خدمت المحبوب
ویسہل التعجب والمشقۃ فی طاعتہ وامتثال امرہ بخلاف العشق المغیث من غلبۃ سلطان الشہوۃ فانہ وسواس ناش
من تسلیط الی الکفر فی استحسان شمائل بعض الصورۃ وعبادۃ للنفس بالحی فی تحصیل لذاتہا وعلی ہذین النوعین
یبتنی مدح العشق الصوری وذمہ فی کلام بعض العرفاء والحکماء یعنی پاک عشق جسمین پرہیزگاری ہو بڑا سبب ہے
سر کے پاک ہونے کا اور عشق حقیقی کے لئے آمادہ کرنے کا اسلئے کہ وہ تمام قصدون کو ایک قصد کر دیتا ہی یعنی سارے
خیالات مٹ جاتے ہین اور ایک خیال پیدا ہو جاتا ہی اور پریشانی خاطری جاتی رہتی ہی یکسوئی حاصل ہوتی ہی محبوب
کی خدمت کرنے مین لذت ملتی ہی تکلیف آسان ہو جاتی ہی اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے مین مشقت نہین
معلوم ہوتی برخلاف اُس عشق کے جو غلبہ شہوات کی وجہ سے پیدا ہوا اسلئے کہ یہ وسوسہ ہی جو کسی عمدہ صورت
مین فکر کرنے سے پیدا ہوتا ہی اور نفس کی پوجا ہی کہ اُسکی لذات اور خواہشات کے حاصل کرنیکی کوشش
کرتا ہی انہین دونون قسمون کی وجہ سے عشق صوری کی مدح اور مذمت کی جاتی ہی یعنی پہلی قسم عشق کی محمود ہے
اور دوسری قسم مذموم اور دونون کو عشق مجازی کہتے ہین ۔

شوق

اللہ تعالی فرماتا ہی من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت ۔ جو کوئی اللہ کی ملاقات کی توقع رکھتا ہی سو اللہ
کا وعدہ آتا ہی اور ادعیہ نبویہ مین آیا ہی اسئلک لذۃ النظر الی وجہک والشوق الی لقائک رواہ النسائی عن عطاء
ابن السائب عن ابیہ یعنی مین تجھسے تیرے منہ کی طرف دیکھنے کی لذت اور تیرے ملنے کا شوق طلب کرتا ہون ۔
شوق اسے کہتے ہین کہ دلون مین محبوب کی ملاقات کا جوش پیدا ہو اور شوق محبت کی مقدار کے موافق ہوتا ہے
وفاق نے شوق اور اشتیاق مین فرق کیا ہی اور کہا ہی کہ شوق محبوب کی ملاقات اور دیدار کے بعد جاتا رہتا ہے
اور اشتیاق نہین جاتا اسی لئے صوفیہ نے کہا ہی شوق کا مقام خلق کو حاصل ہی مقام اشتیاق کم حاصل ہوتا ہی جسکو اشتیاق
پیدا ہوتا ہی وہ بالکل ہی شیفتگی اور بیخبری کے مرتبہ مین آجاتا ہی نہ کوئی اُسکا نشان باقی رہتا ہی نہ اُسکو قرار ہوتا ہی اور شوق
کی علامت یہ ہی کہ موت مین راحت سمجھے اور یحیی بن معاذ نے کہا ہی کہ شوق کی علامت یہ ہی کہ اعضاء کو خواہشات
سے کاٹ دے ابو علی نے کہا ہی کہ اس آیت کے وعجلت الیک رب لترضی معنی یہ ہین مین جلدی آیا تیرے
طرف ای میری رب بسبب شوق کے بس شوق کی جگہ لفظ رضا کو استعمال کیا ہی کہ حسین انصاری نے کہا ہی کہ
خواب مین مین نے دیکھا ہی کہ قیامت قایم ہوئی ہی اور ایک شخص عرش کے تلے کھڑا ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی
ای فرشتو یہ کون ہی تم اسے پہچانتے ہو انہون نے عرض کیا کہ ہمین اسکا حال معلوم نہین فرمایا کہ یہ معروف کرخی ہی

Marfat.com

میری محبت کے نشہ مین ہی میری ملاقات کے بغیر ہوش مین نہین آویگا اور یہ ایک روایت مین ہی یہ معروف کرچکی ہی دنیا سے اللہ تعالی کا مشتاق نکلا ہی۔ اسلئے اللہ تعالی اُسکی طرف دیکھنا روا رکھتا ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ اہل قرب کا شوق محجوبین کے شوق سے کامل ہوتا ہی مشتاقون کو موت مین جو مزہ آتا ہی وہ کسی چیز مین نہین آتا اسلئے کہ روح پر یہ بات منکشف ہوتی ہی کہ اللہ تعالی تک پہونچنگی۔ جنید سے کسی نے دریافت کیا کہ اِسکا کیا سبب ہی کہ محبت وقت ملاقات محبوب کے رونے لگتا ہی کہا کہ شدت شوق کی وجہ سے نہایت سرور اور وجد پیدا ہوتا ہی اسلئے رونا آجاتا ہی۔ عوارف کے ترجمہ مین مذکور ہی کہ محبان صفات کو شوق اس بات کا ہوتا ہی کہ محبوب لطف ورحمت واحسان فرماوے اور محبان ذات کو اس بات کا شوق ہوتا ہی کہ ملاقات اور وصال اور قرب حاصل ہو ایسا شوق کم لوگون کو ہوتا ہے۔ ایک صاحب کا قول ہی کہ بہت سے عبدالرحمن وعبدالرحیم وعبدالکریم ملتے ہین مگر عبداللہ ایک بھی نہین ملتا۔ یعنی رحمت وکرم کے بہت سے طالب ہین اور خدا کے طالب کم ہین۔ خدا کے لئے یہی نسبت ہی کہ اُنکی ملاقات جناب باری سے ہوجاے اسکے سوا کسی چیز کی طلب اُنکو نہین انتہی۔ واضح رہے کہ اگرچہ طلب خدا کا مرتبہ طلب جنت کے مرتبے سے اعلی وافضل ہی مگر شارع علیہ السلام نے فرمایا ہی ان احب الاسماء الی اللہ عبداللہ وعبدالرحمن رواہ مسلم عن ابن عمر۔ تحقیق تمہارے ناموں مین زیادہ پسند اللہ کو عبداللہ وعبدالرحمن ہی اور اس سے معلوم ہوا کہ دونون حالتین پسندیدہ ہین۔ اگرچہ عبداللہ کے عبدالرحمن کے مقدم ہونے مین اُسکے لئے ایک طرح کی فضیلت

خواب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ رسالت ونبوت موقوف ہوئی میرے بعد کوئی رسول ونبی نہوگا۔ تو یہ بات صحابہ پر شاق گذری آپنے اُنکی تشفی کے واسطے فرمایا الا المبشرات یعنی میرے بعد مبشرات ہونگے صحابہ نے عرض کیا مبشرات کیا ہی یارسول اللہ آپنے فرمایا الرویا الصالحۃ یراہا المسلم وہو جزء من اجزاء النبوۃ یعنی مبشرات مسلمانون کی خواب کو کہتے ہین اور یہ نبوت کے اجزا مین سے ایک جزء ہی جیسا کہ ترمذی نے انس سے روایت کیا ہی مراد حضرت کی یہ ہی کہ میرے مرنے کے سبب سے وحی منقطع ہوجاے گی اور کوئی ایسی چیز باقی نہین رہیگی جس سے وافقات آیندہ پر وقفیت حاصل ہو۔ اور بخاری ومسلم نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی الرویا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ۔ یعنی سچی خواب نبوت کے چھیالیس ٹکڑون مین سے ایک ٹکڑا ہی اور بعید اس کلام کا یہ ہی کہ وحی بطور خواب کے حضرت سرور کائنات کو چھ ماہ تک ہوا کی تھی اور مدت نبوت کے ۲۳ سال ہی اور چھ ماہ کو ۲۳ سال کے ساتھ وہ نسبت ہی جو چھ کو چھیالیس کے ساتھ ہی اور خواب ایک قسم کی کرامت ہی اللہ تعالی فرماتا ہی لہم البشری فی الحیات الدنیا وفی الآخرۃ اُنکے لئے خوشی ہی دنیا کی زندگی مین اور آخرت مین موطا مین لکھا ہی کہ عروہ کہتے تھے کہ اس آیت مین مراد بشری سے سچی خواب ہی کہ خود دیکھے یا کوئی اور اُسکے لئے دیکھے اور یہ تفسیر حدیث نبوی مین بھی آئی ہی چنانچہ امام مالک نے موطا مین

Marfat.com

عطا بن یسار سے مبشرات کے معنی اسی طرح روایت کئے ہین - اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
الرویا الصالحۃ من اللہ والحلم من الشیطان رواہ البخاری والمسلم عن ابی قتادۃ یعنی اچھی خواب اللہ کی طرف
سے ہی اور بری خواب شیطان کی طرف سے اور تعبیر واقعہ کے مرتبے بہت عالی ہین بعض خوابین تعبیر کی محتاج نہین
ہوتین ظاہر پر چھوڑ دینے کے قابل ہوتی ہین بیہقی نے دلائل النبوۃ مین ابن عباس سے روایت کی ہی کہ
امام حسین کی شہادت کے دن مینے رسول اللہ صلی اللہ کو نہایت پریشانی کی حالت مین خواب مین دیکھا
اور حضرت کے پاس ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا تھا مینے عرض کی کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یہ کیا ہی
فرمایا یہ خون ہی حسین اور انکے ہمراہیون کا - اور امام غزالی نے احیاء العلوم کے اواخر مین لکھا ہی کہ حضرت
نے عبد اللہ بن عباس کو یہ جواب دیا تھا کہ تمھین نہین معلوم کہ میری امت نے بعد میرے کیا کیا میرے بیٹے حسین
کو قتل کیا یہ خون اسکا اور اسکے دوستون کا ہی اسکو اللہ کے پاس لیے جاتا ہون ۲۴ دن کے بعد امام حسین
کے قتل کی خبر آئی - شیخ نصر اللہ بن یحیی کہ بڑے ثقہ اور نیک گزرے ہین کہتے ہین کہ ایکبار مینے خواب مین حضرت علی
کی زیارت کی اور انسے عرض کیا کہ آپنے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا من دخل دار ابی سفیان فھو آمن یعنی جو ابو سفیان
کے گھر پر پہونچ گیا وہ مامون ہی - اور اولاد ابو سفیان نے آپکے فرزند کے ساتھ کربلا مین کیا کیا فرمایا کہ تم ابن
صیفی کے شعرون کو جانتے ہو مینے عرض کیا نہین جانتا فرمایا کہ اس سے جانکر سن لو آنکھ کھلی تو مین اسکے
پاس گیا اور یہ سارا قصہ بیان کیا وہ بہت رویا اور کہا کہ خدا کی قسم مجھ سے کسی نے ابھی تک ان شعرون کو نہین
سنا ہی آج ہی رات کو نظم کئے ہین پڑھے - ؎ ملکنا فکان العفو منا سجیۃ فلما ملکتم سال بالدم الطبح
ہم مالک ہوئے معاف کرنا ہماری عادت ہوگیا - اور جب تم مالک ہوئے تو بہا خون میدان مین - ؎
وحللتم قتل الاساری وطالما ؛ غدونا علی الاسری فنعفو ونصفح - اور تم نے حلال جانا قتل کرنا
قیدیون کا - اور ہمنے جب صبح کی قیدیون پر یعنی قیدی ہمارے ہاتھ آئے تو معاف کیا اور درگزرے ؎
وحسبکم ہذا التفاوت بیننا ؛ وکل انا بالذی فیہ ینضح - ہمارا تمھارا یہی فرق کافی ہی اور ہر برتن مین
جو کچھ ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہی - اس روایت کو ابن صباغ مالکی نے فصول مہمہ مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ ابن
صیفی کا لقب حیص بیص ہی - اور بعضی خوابین تعبیر کی محتاج ہوتی ہین - ایک سالک نے خدا کو خواب مین دیکھا
کہ اسکی طرف التفات نکیا اور اسکے منہ پر طمانچہ مارا جب پیر سے یہ خواب بیان کی تو اسنے دریافت کیا کہ
یہ حالت کہان واقع ہوئی کہا گھر کی دہلیز مین پیر نے کہا وہ جگہ غضبی ہی جب تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ
مسجد تھی اسے جلا دیا تھا اور حق شرعی خدا تعالی کی صورت مین رکھا بلکہ کبھی انبیا اور صدیقین بھی تعبیر خواب
مین غلطی کر جاتے ہین چنانچہ شیخ اکبر نے فصوص الحکم مین کہا ہی کہ حضرت ابراہیم کو تعبیر خواب مین غلطی واقع ہوئی

Marfat.com

کہ گوسفند کے ذبح کرنے کے لئے خواب مین حکم ہوا اور اُسکو ذبح کیا ہوا اُنکے بیٹے حضرت ابراہیم کی صورت
مین دکھایا اور یہ تعبیر اُسکی صحیح نہ کرسکے اور یہ خیال کرلیا کہ بیٹے کے ذبح کرنے کے لئے مامور ہین اور دلیل اس مدعا
پر یہ ہی کہ جو کچھ اُنھون نے خواب مین دیکھا تھا وہ عالم واقع مین ظہور مین آیا تو ثابت ہوا کہ یہ خواب ضرور قابل تعبیر
تھی کہ حضرت ابراہیم سے اُس مین خطا واقع ہوئی اگر قابل تعبیر نہوتی تو ضرور ہی کہ اُنکے بیٹے کا مذبوح ہونا وقوع مین
آجاتا اور یہ کہہ نہین سکتے کہ جب ذبح فرزند کا واقعہ موافق خواب کے بیداری مین واقع نہوا تو خواب غلط ہوگی اسلئے
کہ انبیاء کی خواب غلط نہین ہوا کرتی ہی پس بہتر ہی کہ تعبیر کی غلطی قرار دیجاے اور یہ بات شان نبوت کے منافی
نہین بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین کہتے ہین کہ جو لوگ اس وجہ سے شیخ پر تشنیع کرتے ہین یہ اُنکی ناسمجھی ہی
قیصری نے کہا ہی کہ حضرت ابراہیم نے جو خواب مذکور کی تعبیر نہین کی اسکا سبب یہ ہوگا کہ انبیا اور کاملین
جو کچھ خواب مین دیکھتے ہین عالم مثال مین سے دیکھتے ہین اور جو کچھ وہان دیکھتے ہین موافق واقع کی ہوتا ہی
پس تعبیر نکی یا گمان کیا کہ اللہ تعالی نے مجکو اسی کام کے لئے حکم کیا ہی اسلئے کہ انبیاء کو خواب مین بھی اکثر وحی
ہوا کرتی ہی پس اُسکی تصدیق کی اور تاویل نکی - اور بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد نے ابن عباس سے روایت
کی ہی کہ ایک آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ آج رات مینے خواب مین دیکھا کہ بادل روغن
و شہد برساتا ہی اور لوگ اُسکو جمع کرتے ہین بعضے زیادہ بعضے کم پھر ایک رسی مین نے دیکھی کہ زمین سی آسمان
تک ملی ہوئی تھی کہ اُسکو پکڑ کر آسمان تک چڑھ سکتے ہین - پس ایک آدمی نے اُسے پکڑا اور چڑھ گیا دوسرے نے
پکڑا اور چڑھ گیا پھر اور آدمی نے پکڑا اور چڑھ گیا پھر اور آدمی نے پکڑا اور چڑھ گیا پھر اور آ.....
اور آدمی نے پکڑا اور رسی ٹوٹ گئی اور اسکو جوڑ دیا اور اوپر چلی گئی حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت
دیجئے کہ اسکی تعبیر بیان کرون فرمایا کہ بیان کرو حضرت ابوبکر نے کہا کہ ابرا اسلام ہی - اور روغن و شہد قران ہی کہ بعضون
کے لئے اُس سے زیادہ فیض ہی اور بعضون کے لئے کم اور رسی وہ حق ہی کہ جسپر آپ ہین آپنے اُسے پکڑ لیا اور اللہ نے آپکو اوپر
اٹھا لیا پھر آپکے بعد دوسرا آدمی پکڑے گا اور اوپر چلا جائیگا پھر اور آدمی پھر اور آدمی پھر اور آدمی پکڑے گا اور وہ حق منقطع
ہوجائے گا اور اُسے جوڑینگے اور اوپر چلا جائیگا یا رسول اللہ فرمائیے کہ یہ تعبیر صواب ہی یا خطا فرمایا کہ بعضا حصہ اسکا صواب
ہی اور بعضا خطا ہی حضرت نے ابوبکر نے قسم دی کہ بیان فرمائیے خطا کونسی بات مین ہی حضرت نے فرمایا کہ قسم مت دو اور جسنے کہ پیغمبر خدا کو
اس صورت مین جو دنیا مین تھے خواب مین دیکھا تو اُسنے ضرور پیغمبر خدا کو دیکھا اور شیطان حضرت کی صورت پر نہین ہوسکتا ابو ہریرہ سے
بخاری و مسلم نے روایت کی ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی یعنی جس شخص نے مجکو خواب مین دیکھا
تو فی الواقع اُسنے مجکو دیکھ لیا اسلئے کہ شیطان میری صورت مین نہین ظہور کرسکتا لیکن شیطان خدا کی صورت بنا سکتا ہی اسلئے
کہ پیغمبر اسم ہادی کا مظہر ہی اور شیطان اسم مضل کا مظہر ہی اور خدا [illegible] دونون کا رب ہی اور بخاری و مسلم نے ابو قتادہ سے روایت کی ہی کہ حضرت نے

فرمایا ہے من رانی فقد رای الحق یعنی جسنے مجھکو خواب مین دیکھا تو اوس نے امر ثابت واقعی کو دیکھا اور وہ مین ہی ہون شیطان بندے کی متخیلہ مین میری صورت کے ساتھہ تصرف نہین کرسکتا۔ نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ فقد رای الحق سے مراد یہ ہے کہ اوس نے حضرت کو خواب مین دیکھنا دو طرح پر ہے ایک رویاے الٰہی ہے اور وہ اس طرح ہے کہ دیکھنے والے کی روح مثل آئینہ کی ہوتی ہے اور عالم قدس کے ساتھہ مناسبت کلی پیدا کرلیتی ہے اور اسوجہ سے حضور سرور عالم کی روح کے انطباع کے قابل ہوجاتی ہے ایسی خواب نہایت عمدہ ہے اور کم واقع ہوتی ہے۔ دوسری رویاے ملکی ہے اور اس طرح ہے کہ دیکھنے والا جناب رسالت مآب کے ساتھہ کمال محبت رکھنے کی وجہ سے اپنی محبت کی صورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کے ساتھہ متمثل دیکھے یا کوئی شخص درود وسلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ بھیجتا رہے اوس تعظیم وتکریم کی صورت کو جناب سرور کائنات کی صورت معائنہ کرے لیکن جب کسی نے حضرت کو خواب مین دیکھا اور کوئی حکم قرآن وحدیث کے خلاف اون کی زبان سے سنا تو سمجھنا چاہیئے کہ اوس نے حضرت کو خواب مین نہین دیکھا بلکہ اوس کے ساتھہ ابلیس نے فریب کیا حضرت کی شکل کے ساتھہ دیکھنے والا متمثل نہین ہوا ہے اور ایسا مغالطہ اکثر اہل علم کو واقع ہوا ہے اور جو کوئی ایسی صورت خواب مین دیکھے جو آپ کی دنیا کی صورت کے بالکل مخالف ہو یا بعض وجہون مین مخالف ہو اور بعض مین موافق اور یہ یقین ہو کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین یا دیکھنے والے سے کہین کہ یہ پیغمبر علیہ السلام ہین تو اوس نے حقیقت مین جناب رسول مقبول کو نہین دیکھا بلکہ اپنی نسبت کی صورت کو شرع کے ساتھہ دیکھا ہے پھر جسنے ساری وجہون کے ساتھہ مخالف دیکھا تو وہ ساری وجہون کے ساتھہ شرع کے مخالف ہے اور جسنے کہ کسیقدر مخالف دیکھا تو وہ شخص کسی قدر شرع کے مخالف ہے +

اب تھوڑے سے حالات اولیاء اللہ کی خوابون کے سند کسی نے سفیان ثوری کو خواب مین دیکھا اور اون سے دریافت کیا کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھہ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ مجھپر رحم کیا پھر ابن المبارک کا حال پوچھا بولے وہ اپنے رب کے پاس دو بار پہونچے ہین۔ اور ابو سہل زجاجی کو خواب مین دیکھا اور یہ وہ عبد دائمی کے قائل تھے ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھہ کیا کیا بولے جیسا ہم جانتے تھے اوس سے بہت سہل پایا اور حسن شیبانی کو خواب مین دیکھا اور اون سے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھہ کیا معاملہ کیا کہنے لگے کریم سے سوا کرم کے کیا ظہور مین آتا ہے اور حبیب عجمی کو خواب مین دیکھا اور اون سے کہا تم اے حبیب عجمی مرگئے اونہون نے کہا کہ ہمارا عجمی پن جاتا رہا اور نعمت باقی رہگئی مالک بن انس کو خواب مین دیکھا اور اون کا حال دریافت کیا کہا مجھکو بسبب اوس ایک کلمہ کے بخشدیا جسکو حضرت عثمان جنازہ دیکھنے کے وقت کہا کرتے تھے اور وہ یہ ہے سبحان الحی الذی لا یموت ابو سہل صعلوکی کو خواب مین دیکھا کہ نہایت اچھی حالت مین تھے پوچھا کیا حال ہے اور یہ حالت تمکو کس طرح حاصل ہوئی کہا حق تعالیٰ کے ساتھہ حسن ظن رکھنے کی وجہ سے اس مرتبہ کو پہونچا ہون جاحظ کو کسی شخص نے خواب مین دیکھا اور اون سے استفسار کیا کہ تمہارے ساتھہ حق تعالیٰ نے کیا برتاؤ کیا جواب دیا ما فکتب بحظك غیر شئ + لیسرك فی القیامۃ ان تراہ + اپنے خط سے

بجز اوس چیز کے مت لکھ جو قیامت کو تجھے خوش کرے۔ جنید نے ابلیس کو خواب مین دیکھا کہ ننگا کھڑا تھا جنید نے کہا کہ تجھکو
شرم نہین آتی بولا کہ مین کس سے شرماؤن بھلا لوگ آدمی کب ہین آدمی وہ ہین جو مسجد شونیزیہ مین رہتے ہین کہ اونہون
نے مجھکو دغا کر دیا ہے اور میرے جگر کو جلا دیا ہے۔ جنید فجر کو مسجد مذکور مین گئے دیکھا کہ کئی آدمی زانو پر سر رکھی ہوئی متفکر بیٹھے
ہین جنید کو اونہون نے دیکھکر کہا کہ کہین تمکو اوس ناپاک کی بات دہوکے مین نہ ڈالے بناجی نے کہا کہ ایک دن ایک چیز
کی مجھے خواہش پیدا ہوئی خواب مین مجھسے کہا گیا کہ کیا آزاد صاحب ارادہ کو یہ بات مناسب ہے کہ اپنے بندون کو ذلیل
کرے اور وہ اپنے مولا سے جو چاہتا ہے وہ پائے گا ابن الجلاء کہتے ہین کہ مین مدینہ مین آیا اور مجھکو فاقہ تھا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گیا اون سے عرض کی کہ مین آپ کا مہمان ہون مجھکو اونگھا آگئی خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھکو ایک روٹی عطا کی آدہی کھانے پایا تھا کہ بیدار ہو گیا باقی آدہی مینے اپنے ہاتھ مین پائی عتبہ نے خواب مین
حور کو دیکھا حور بولی اے عتبہ مین تمپر فریفتہ ہون ایسا کام مت کیجیو جسکے سبب سے میری تمہاری ملاقات نہو سکے
عتبہ نے کہا کہ دنیا کو تین طلاقین دیچکا ہون جس مین رجوع نہین ہے تاکہ تجھسے ملاقات ہو ایوب سختیانی اپنے مکان کے دروازے
کھڑی ہوئی تھے ایک گناہگار کا جنازہ ادہر سے نکلا یہ اندر گھس گئے تاکہ اوسپر نماز پڑھنے سے بچین ایک شخص نے شب کو خواب مین
اوس مردہ کو دیکھا دریافت کیا کہ اللہ تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا بولا مجھے بخشدیا اور ایوب سے کہنا قل لو انتم
تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق اگر تمہارے ہاتھ مین میرے رب کے رحمت کے خزانے
ہوتے تو ضرور بند کر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ ہو جائین جس شب کو مالک دینار دنیا سے گذرے ایک بزرگ نے
خواب مین دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہین اور آواز غیب سے ہوتی ہے کہ مالک بن دینار جنت کے
رہنے والون مین سے ہو گئے کسی نے داؤد طائی کی انتقال کی شب کو خواب مین دیکھا کہ ایک نور پھیلا ہوا ہے
اور فرشتے آسمان سے اوترتے اور چڑھتے ہین اون سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے جواب دیا کہ آج کی رات داؤد
نے دنیا سے کوچ کیا ہے جنت کو اون کی روح کے داخل ہونے کے لئے آراستہ کیا ہے کرز بن وبرہ کا انتقال ہوا تو
خواب مین دیکھا کہ قبرستان کے مردے سفید مکلف کپڑے پہنکر قبرون سے نکلے ہین اون سے دریافت کیا گیا کہ یہ
کیا تقریب ہے بولے کہ کرز کے استقبال کے لئے تیار ہو رہی ہین یوسف بن حسین کو ایک شخص نے خواب مین دیکھا
اون سے دریافت کیا کہ اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا بولے کہ مجھے بخشدیا سائل نے کہا کس وجہ سے
جواب دیا اس وجہ سے کہ مین نے بکی باتون کو ہنسی کے ساتھ کبھی نہین ملایا تھا اوزاعی کو کسی شخص نے خواب مین دیکھا
کہا کہ مین نے یہان علما کے درجہ سے بڑا درجہ کسیکا نہین پایا اون کے دوسرے نمبر پر محزونون کا درجہ ہے زبیدہ کو کسی نے
خواب مین دیکھا اون سے دریافت کیا کہ تمپر کیا گذرا بولین کہ مین بخشدی گئی سائل نے کہا کیا اس وجہ سے کہ تم نے مکہ
کی راہ مین بہت کچھ داد دہش کی تھی بولین صرف میری بیت کی وجہ سے مجھے بخشا ہے سفیان ثوری سے کسی نے خواب مین

Marfat.com

دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ واقع ہوا بولے پہلا قدم مینے صراط پر رکھا اور دوسرا جنت مین کسی نے بشر حافی کو خواب مین دیکھا اور اون سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا بولے مجھے بخشدیا اور فرمایا کہ تجھکو شرم نہین آتی ہو کہ مجھسے اسقدر ڈرتا تھا ابو سلیمان دارانی کو خواب مین دیکھا اور اون کے حالات دریافت کئے کہنے لگے کہ میری بخشش ہوگئی اور کوئی چیز صوفیہ کے اشارات سے زیادہ مینے مضر نہ پائی علی بن موفق کہتے ہین کہ ایک دن مجھکو اپنے عیال کے نان ونفقہ اور محتاجی کی وجہ سے بڑی فکر تھی شب کو خواب مین ایک رقعہ مینے دیکھا جس مین یہ مضمون لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ابن الموفق لا تخشے الفقر وانا ربک - اے علی بن موفق تم فقر سے ڈرتے ہو حالانکہ مین تمہارا رب موجود ہون جب آخر شب کا وقت ہوا تو ایک آدمی ایک تھیلی پانچہزار دینارون کی لایا اور کہا اسے لے اے ضعیف الیقین ابوبکر کتانی کہتے ہین کہ مینے خواب مین ایک نہایت حسین وجمیل جوان کو دیکھا اوس سے دریافت کیا تم کون ہو بولا مین تقوٰی ہون مینے دریافت کیا تیرا مسکن کہان ہے بولا ہر دل حزین مین مین رہتا ہون پھر مینے ایک بدصورت سیاہ فام وحشت ناک عورت دیکھی اوس سے دریافت کیا تو کون ہے بولی مین خندہ ہون مینے دریافت کیا تیرا ٹھکانا کہان ہے بولی مین ہر ایک شاد وخرم دل مین رہا کرتی ہون بیدار ہوا تو مینے عہد کر لیا کہ اب کبھی نہین ہنسون گا مگر بطور غلبہ کے شبلی کو خواب مین دیکھا اور اون سے دریافت کیا کہ تمپر کیا گذرا جواب دیا کہ اللہ پاک نے مجھسے بہت کچھ مناقشہ کیا یہان تک کہ مین مایوس ہونے لگا جب اوسنے میری یاس کو دیکھا تو مرحمت فرمائی اور بخشدیا ابو سعید خراز کہتے ہین کہ مینے ابلیس کو خواب مین دیکھا لاٹھی اوٹھائی کہ اوسے ماروں بولا مین اس سے کبھی نہین ڈرتا مین تو اوس سے ڈرتا ہون جو دل مین ہوتا ہے ابو عثمان مغربی سے خواب مین کہا گیا کہ فقر مین خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے ایک ذرہ بھی اوسکے خلاف نکرنا چاہیئے۔

اس قسم کی سچی اور عمدہ خوابین بہت سی ہین کہ اہل سلوک اور اہل علم کے باب مین صلحا اور اتقیا دیکھتے رہتے ہین +

صوفیہ پر دنیا سے سفر کرنے کے وقت کیا گذرتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین تتوفٰھم الملائکۃ طیبین جنکی جان لیتے ہین فرشتے اور وہ شادمان ہین یعنی نفس ایسے مولا کی طرف مصروف ہین کہ وہ موت سے خوش ہوتے ہین اور مولا کے پاس جانا اون پر شاق نہین گذرتا مسلم نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے تین دن قبل فرماتے تھے لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ - یعنی تم مین سے ہر ایک آدمی کو چاہیئے کہ وہ ایسی حالت مین مرے کہ اللہ کے ساتھ اوس کا گمان نیک ہو اور بیہقی نے شعب الایمان مین عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحفۃ المومن الموت مومن کا تحفہ موت ہے یعنی مومن کے حق مین مرنا بمنزلے تحفہ کے ہے اللہ کی طرف سے کہ اسکے سبب سے ثواب اور درجات آخرت کو پہونچتا ہے اور بریدہ سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المومن یموت بعرق الجبین یعنی مومن پیشانی کے پسینے سے مرتا ہے مراد اس سے یہ ہے کہ مومن پر موت

Marfat.com

کی وجہ سے شفقت اور شدت نہین ہوتی صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اور انس سے ترمذی نے
روایت کی ہے دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی شاب وھو فی الموت فقال کیف تجدک قال ارجو اللہ یا رسول اللہ
و انی اخاف ذنوبی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمعان فی قلب عبد فی مثل ھذہ
المواطن الا اعطاہ اللہ ما یرجو و امنہ مما یخاف۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس اوسکی جان کنی
کی حالت مین گئے حضرت نے اوس سے دریافت کیا کہ تو اس وقت اپنے کو کس طرح پاتا ہے اوسنے کہا ای رسول خدا
مین اللہ سے امید رکھتا ہون اور باوجود اسکے اپنے گناہون سے ڈر رہا ہون آپنے ارشاد کیا کہ ایسے وقت مین جب بندے
کے دل مین امید و بیم جمع ہوتے ہین تو اللہ اوسکو وہ چیز دیتا ہے جسکی وہ امید رکھتا ہے اور اوسکو اس چیز سے امن مین رکھتا
ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔ غرضکہ سالکون کا حال نزع کے وقت مین مختلف ہے بعض پر ہیبت غالب ہو جاتی تھی اور بعض پر امید
غالب ہوتی تھی اور بعض پر ایسی چیز ظاہر ہوتی کہ اون کو اچھی طرح سکون اور اعتبار حاصل ہو جاتا ابو محمد جریری کہتے ہین کہ
نزع کے قریب مین جنید کے پاس بیٹھا ہوا تھا جمعہ کا دن تھا قرآن پڑھتے تھے ختم کے بعد کہنے لگے کہ اس وقت مجھسے زیادہ
قرآن پڑھنے کے کون لایق ہے کہ میرے اعمال کا صحیفہ لپیٹا جاتا ہے اور ابو محمد ہروی کہتے ہین کہ جس شب شبلی نے
انتقال کیا مین اون کے پاس موجود تھا وہ یہ بیتین پڑھتے تھے +

کل بیت انت ساکنہ غیر محتاج الی السرج

جس گھر مین تو موجود ہے وہ چراغون کی احتیاج نہین رکھتا ہے۔

وجھک المامول حجتنا یوم یاتی الناس بالحجج

تیری ذات پاک جسکی امید کی گئی ہے اوس دن ہماری دستاویز ہی جسدن لوگ حجتین پیش کرینگے۔
حمدون قصار نے وصیت کی تھی کہ سکرات کے وقت مجھکو عورتون مین مت رکھیو۔ بشر حافی سے نزع کے وقت
کسی نے کہا کیا تم حیات کو پسند کرتے ہو جواب دیا کہ زندگی کو تو نہین پسند کرتا مگر اللہ کے پاس جانا سخت ہی۔ امام
حسن بن علی علیہما السلام وفات کے وقت روئے کسی نے کہا آپ کیون روتے ہین۔ فرمایا ایسے سردار کے پاس
جاتا ہون کہ جسکو کبھی نہین دیکھا ہے۔ بلال جب مرنے لگے تو اونکی بی بی بولین واحزناہ (یعنی افسوس ہے) بلال نے
کہا بل واطرباہ غدا نلقی الاحبۃ محمدا و حزبہ یعنی بڑی خوشی کا مقام ہے کہ مین کل دوستون یعنی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور اونکی جماعت سے ملاقات کرونگا عبداللہ بن مبارک نے وفات کے وقت آنکھ کھولی اور ہنسے اور کہا
ایسے ہی دن کے واسطے عمل کرنا عمل کرنے والون کو چاہیے کہ اول شامی پر غمگینی چھائی رہتی تھی مرض موت مین ہنسنے لگے
پاس کے آدمیون نے اس خندہ کا سبب پوچھا جواب دیا کہ مین کیون نہ ہنسون جس چیز سے کہ ہمیشہ بچتا رہتا تھا اب اوسکی
جدائی کی گھڑی نزدیک ہے اور جس چیز کی امید رکھا کرتا تھا اوس کی ملاقات عنقریب ہے جنید سے کسی نے دریافت کیا

Marfat.com

اسکا کیا سبب ہی کہ ابو سعید خراز اپنی موت کے قریب بہت کچھہ وجد کرنے لگے تھے جواب دیا کہ اس مین تعجب کس بات کا ہی
اون کی روح اشتیاق کی وجہ سے اوڑنے لگی تھی ایک فقیر ممشاد دینوری کے پاس آیا اور سلام علیک کے بعد کہا کہ کوئی
شاداب جگہہ بھی یہان ہی کہ وہان پر انسان مری اوسکو ایک جگہہ بتا دی جہان پانی کا چشمہ موجود تھا اوس نے وہان
جاکر وضو کیا نماز ادا کی اور پھر اوسی جگہہ پر لیٹ گیا اور مر گیا ممشاد سے انتقال کے وقت حاضرین نے کہا کہ لا الہ الا اللہ
کہو اونہون نے اپنا منہ دیوار کی طرف کرکے کہا مینے اپنے کل کو تیرے کل مین فنا کر دیا یہی جزا ہے اوسکی جو تجھسے محبت رکھتا ہی
ابو محمد رویلی سے جان کنی کے وقت کہا کہ کلمہ پڑھو بولے کہ یہ وہ چیز ہے کہ ہم نے اسکو پہچان لیا ہی اور اسی کے ساتھہ ہم فنا ہوتے
یحیی اصطخری سے ایک شخص نے موت کے وقت کہا کہ کہہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وہ بیٹھہ گئی اور موجودین مین سے
ہر ایک کا ہاتھہ پکڑ کر کلمہ کہا اور مر گئے ابو علی رودباری نے موت کے وقت آنکھہ کھولدی اور کہا یہ آسمان کے دروازے
کھولے گئے ہین یہ جنتین آراستہ کیگئی ہین اور یہ کہنے والا کہہ رہا ہے اے ابو علی ہمنے تمکو مرتبہ اعلی پر پہونچایا ہے اگرچہ
تم وہان نہین آئے ہو پھر کہا کہ پہلی بات ظاہر ہے اور دوسری مین اشکال ہے احمد بن نصر سے کسی نے سکرات کی حالت
مین کہا کہ کلمہ شہادت کہہ اوسکی طرف دیکھکر بولے بیحرمتی مت کر ابو الحسن نوری سے کہا گیا لا الہ الا اللہ کہہ جوابدیا
کیا مین اوسکی طرف عود نہین کر سکتا ابو علی دقاق نے صبح کے وقت کہا یارب کب تک تو مجھکو دنیا مین رکھیگا آفتاب اچھی طرح نکلنے
نہین پایا کہ مر گئے ابو علی رودباری کہتے ہین کہ ایک جوان کو مین نے جنگل مین دیکھا اوس نے کہا کیا اوسکو یہ بات کافی نہین ہے
کہ اپنی محبت مین مجھکو مصروف کیا یہان تک کہ بیمار کر دیا مجھکو پھر وہ مرنے لگا مینے اوس سے کہا لا الہ الا اللہ کہہ اوس نے
یہ شعر پڑہے ؎

ایا من لیس لی عنہ ... وان عذبنی بد

اے وہ ذات جس سے میرے لئے چھٹکارہ نہین - اگر وہ مجھپر عذاب کرے -

ویا من نال من قلبی ... منالا ما لہ حد

اور اے وہ ذات جو پہونچی ہے میرے دل مین - ایسا پہونچنا جسکی کوئی حد نہین ہے -

قوالی کی مجلس

یاد رکھو کہ سماع یعنی قوالی جمہور کے نزدیک جایز ہے یہان تک کہ اہل نقل کی ایک جماعت نے اسپر اتفاق اجماعی کیا ہے
اور اجماع کا دعوی علی الاطلاق اسکی حرمت پر صحیح نہین بعضے کہتے ہین کہ راگ ذکر الہی سے روکتا ہے اور گناہونکی
خواہشات پیدا کرتا ہے ہان جس طبیعت مین یہ خرابیان پیدا نہ کرے بلکہ اوسمین محبت الہی کا جوش ڈالے اوس کے
حق مین مباح ہین - خواجہ بہاء الدین نقشبند کہ سنت رسول کے نہایت متبع تھے کہا کرتے تھے نہ مین یہ کام کرونگا اور
نہ اس سے انکار کرون گا - بعضے اہل حدیث کہتے ہین کہ سماع متشابہات مین سے ہے اور حدیث صحیح مین آیا ہے

Marfat.com

کہ مومنین شبہات کے پاس رک جاتے ہین اور شبہات کا ترک کرنے والا اپنے دین و ناموس کا بری رکھنے والا ہے اور کسی چیز کے
آس پاس گھومنے والے کی نسبت یہہ کھٹکا ہے کہ وہ اوسمین گر پڑے خصوصاً جبکہ گانے بجانے مین ناز و کرشمہ اور غمزہ و اشارہ
اور ہجر و جمال اور وصال اور فراق و اشتیاق اور شراب و کباب کی تعریف اور معشوقون کی مدح اور بعضے ممنوعات کی توصیف
وغیرہ ایسی باتین جمع ہین کہ جن کے سننے سے کچھہ نہ کچھہ خرابی خیالات مین پیدا ہوتی ہے گو کتنا ہی طبیعت مین اس طرف سے
انقطاع اور ذات الہی کی طرف رجوع ہو شوکانی نے کہا ہے وکم لهذه الوسيلة من قتيل دمه مطلول واسير
بهموم وغرامه وهيامه مكبول ولا سيما اذا كان المغني حسن الصوت والصوت كالمرأة الحسنى والغلام
الجميل وما كان الواقع في زمن العرب في الغالب الا باشعار فيها ذكر الحرب وصفات الطعن والضرب و
مدح الشجاعة والكرم والتشبيب بذكر الديار والنعم فليحذر المتحفظ لدينه الراغب في اسلامه
فان للشيطان حبائل ينصب لكل انسان منها ما يليق به وربما كان الغناء على الصفة المذكورة من
اعظم خدائع الخبث ولا سيما لمن كان في زمن السيئة فان نفسه يميل الى المستلذات الدنيوية
بالطبع انتهى - یعنی بہت سے مقتول ایسے ہین کہ بسبب اس سماع و غنا کے اون کا خون معاف ہے اور بہت سے ایسے قیدی
ہین کہ اوسکی شیفتگی اور پریشانی کے غمون کی وجہ سے قید مین ہین خصوصاً جبکہ گانے والا خوبصورت اور خوش آواز ہو جیسے
حسین عورت اور خوبصورت لڑکا اور عرب مین گانا بجانا صرف اون اشعار کے ساتھہ ہوا کرتا تھا جن مین لڑائی کے حالات
اور نیزہ بازی کی صفات اور شمشیر زنی کے معاملات مذکور ہوتے تھے اور شجاعت و سخاوت کی مدح اور مکانون اور گھوڑون
اونٹون وغیرہ چوپایون کی تعریف بیان ہوتی تھی پس اوس شخص کو جو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہو اور اسلام کی طرف
رغبت رکھتا ہو گانے بجانے سے بچنا چاہیئے اس لئے کہ شیطان کے پاس بہت سے قسم کے جال ہین وہ جیسا آدمی دیکھتا ہے
اوسی کے لایق جال لگاتا ہے اور اکثر اس طرح کا گانا بجانا فریب خباثت کا سبب ہوتا ہے خاصکر اوس شخص کے حق مین جو
برائی کے زمانہ مین ہو اور ابن تیمیہ نے کہا ہے اما النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه فعبادتهم ما امر الله
به من الصلوات والقراءة والذكر والدعاء ونحو ذلك والاجتماعات الشرعية ولم يجتمع النبي
صلى الله عليه وسلم على استماع غناء قط لا بكف ولا بدف ولا تواجد ولا سقطت بردته بل كل
ذلك كذب باتفاق اهل العلم بحديثه ولم يكن الصحابة ولا التابعون لهم باحسان ولا سائر
الاكابر من ائمة الذين يجعلون هذا طريقا الى الله ولا يعدونه من القرب والطاعات بل
يدعونه من البدع المذمومة وهو بمنزلة الخمر يؤثر في النفوس اعظم من تاثير الخمر وانما غاية
الكرامة لزوم الاستقامة انتهى حاصله یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے اصحاب کی عبادت وہ چیزین
تھین جن کے کرنے کے لئے اللہ نے حکم دیا ہے جیسے نماز پڑھنا قرآن کی تلاوت کرنا خدا کا ذکر کرنا دعا کرنا اور شرعی معاملات

کرلیوہ جمع ہوا کرتے تھے اور کبھی حضرت گانے بجانے کی مجلس مین جمع نہین ہوئے خواہ وہان گانا بجانا بغیر دف وغیرہ کے
ہوتا یا ان کے ساتھہ اور نہ اونہون نے کبھی وجد کیا اور نہ کبھی کوئی کپڑا اون کے جسم کا ایسی حالت مین گرا۔ محدثین کے
نزدیک یہ سب جھوٹی باتین ہین اور نہ صحابہ اور نہ تابعین اور نہ ائمہ دین نے اس کام کو اللہ کے حاصل ہونے کا طریق
سمجھا اور نہ اسکو معاملات قرب وطاعات مین سے شمار کیا بلکہ بدعت سیئہ جانتے تھے اور سماع وغنا بمنزلے شراب کے
ہین بلکہ نفسون مین شراب سے زیادہ اثر کرتے ہین اعلیٰ درجہ کی کرامت یہ ہے کہ شرع پر مستقیم ہو اور حاشیہ شامی مین
مذکور ہے التحقیق القاطع للنزاع فی امر الرقص والسماع لیستدعی تفصیلا ذکر فی عوارف المعارف
واحیاء العلوم وخلاصۃ ما اجاب بہ العلامۃ التحریر ابن کمال باشا بقولہ ؎

ما فی المواجد ان حققت من حرج ولا الفضائل ان اخلصت من باس
فحقت تسعی علی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس

یعنی قوالی کے باب مین ایسی تحقیق جسکے سامنے ہر ایک ساکت ہو جائے اور نزاع جاتا رہے تفصیل کو چاہتی ہے۔ عوارف المعارف
اور احیاء العلوم مین اسکو ذکر کیا ہے اور خلاصہ سب کا ابن کمال باشا نے ان دو شعرون مین بیان کر دیا ہے جنکا مطلب
یہ ہے وجد کرنے مین کوئی حرج نہین اگر تجھکو تحقیق حاصل ہے اور جھومنے مین کوئی مضائقہ نہین اگر تجھ مین اخلاص ہے تو
کھڑا ہوا پاؤن سے دوڑنے کے لئے اور حق اوس شخص کا کہ جسکو اوسکا مولا بلائے یہ ہے کہ سر کے بل دوڑے اسکے بعد
شامی نے ذکر کیا ہے والرخصۃ فیما اذا ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین الصادقین
اوقاتھم الی آخر الاعمال السالکین لضبط انفسہم عن قبائح الافعال فھم لا یستمعون الا من الالہ
ولا یشتاقون الا لہ ان ذکروہ ناحوا وان شکروہ باحوا وان وحدوہ صاحوا وان شھدوہ
استراحوا فی حضرۃ قربہ ساحوا اذا غلب علیہم الوجد بغلباتہ وشربوا من موارد ارادتہ فمنہم
من طرفتہ طوارق الھیبۃ فخر وذاب ومنہم من برقت لہ بوارق اللطف فتحرک وطاب ومنہم من
طلع علیہ الحب من مطلع القرب فسکر وغاب وھذا ما عن لی فی الجواب انتہی - یعنی جو کچھہ مجلس
قوالی مین شریک ہونے اور گانا بجانا سننے کی اجازت دی گئی ہے وہ ایسے عارفون کے لئے ہے جن کے اوقات اعمال
کے لئے منضبط ہین اور اونہون نے اپنے نفسون کو بُرے کامون سے روک لیا ہے ایسے لوگ جو کچھہ سنتے ہین اللہ
کی طرف سے سنتے ہین اور اونکو سوا اللہ کے کسیکا اشتیاق نہین ہے جب اللہ کا ذکر کرتے ہین تو نوحہ کرتے ہین اور جب
شکر کرتے ہین تو چلاتے ہین اور جب اوسکی توحید بیان کرتے ہین تو روتے ہین اور اوسکو دیکھتے ہین تو راحت پاتے ہین
اور جبکہ اوسکے حضرت قرب مین چرتے ہین تو تیرتے ہین اور جب معاملات اوسوقت ظہور مین آتے ہین جسوقت وجد اونپر بیحد
غالب ہوتا ہے اور اوسکے ارادات کے گھاٹون مین سے سیراب ہوتے ہین پس اون عارفین مین سے جسپر ہیبت طاری ہوتی ہے

Marfat.com

ہی وہ گر پڑتا ہے اور بگھل جاتا ہے اور جسپر لطف الہی کی بجلی چمکتی ہے وہ جھومتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور جسپر مطلع قرب الہی مین سے
سب طلوع کرتی ہے وہ بیہوش ہوجاتا ہے اور گم جاتا ہے یہ جواب علامہ شامی نے اپنی طرف سے دیا ہے ابو حفص حداد نے
کہا ہی کہ جب مرید کو سماع کا شایق پائے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اوسمین خرابی اور بطالت باقی ہے کسی نے ابو بکر رازی سے
سماع کا حال پوچھا تو فرمایا کہ وہ فتنہ انگیز اور طرب خیز ہے اس سے بچتے رہنا چاہیے۔ شاہ محمد یحیی الہ آبادی معروف
بہ شیخ خوب اللہ نے شرح وصایا مین کہا ہے کہ ایک شخص قوالی سننے والون کا بڑا معتقد تہا مجھسے بہی بارہا اصرار کرتا کہ
آپ بہی قوالی مین چلئے اور کہتا تہا کہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا بہی اس سے شوق رکھتے تہے ایک دن مجبور
ہوکر مینے کہا کہ اون مین صرف یہی ایک کمال تہا یا اور بہی کوئی کمال تہا بولا معاذ اللہ آپ یہ کیا کہتے ہین اون کے کمالات
احاطۂ بیان سے باہر ہین تب مینے جواب دیا کہ اون کمالات کی تحصیل مین تم نے کوشش نکی اور صرف یہی ایک کمال
اون کا سیکھہ لیا کہ گانا بجانا سننے لگے وہ شخص شرما گیا اور پہر کبھی ایسی بات زبان پر نہ لایا ایک شخص نے جو اسکا بڑا شایق
تہا اوسکی کراہت کا حال ایک درویش سے پوچھا اوس نے جواب دیا کہ آنحضرت کے موجبات خوشی و ناخوشی سب معلوم ہین
اگر نہ معلوم ہون تو کتب معتبرۂ حدیث و سیر سے معلوم کرلینا چاہیے ملاحظہ کرو کہ قوالی کے وقت نماز کا وقت تنگ ہوگیا اور
مکروہ ہونے لگا اور قوال اجورہ دار ہے اور سامع اس فکر مین ہین کہ ہمکو وجد آئے تاکہ ہمکو اہل مجلس ارباب ذوق مین سے
سمجھین اور معتقد ہون اور اس مجلس مین عورت و مرد حاضر ہون یا کہین دور کھڑے ہوئے دیکھہ رہی ہون اور ایسی وقت
مین قوالی ہو تو فرمائیے کہ حضرت ایسی چیز کو دیکھکر پسند کرتے یا ناپسند اگر رنجیدہ نہوتے تو مبارک رہے اوسمین مشغول
رہنا چاہیے اور اگر یہہ جانتے ہو کہ حضرت اس فعل سے خوش نہوتے تو پہر کونسا ایسا مسلمان ہے کہ اون کی نارضی پر مکروہ طبع کام کا ارتکاب کریگا۔ مصباح الہدایت مین لکہا ہے انصاف یہ ہے کہ اس زمانہ مین سماع قابل اسکے ہوگیا ہے
کہ اوس سے انکار کیا جاوے اور وہ سراسر وبال ہوگیا ہے اکثر مجلسین اس وقت خواہشات نفسانی اور خطوظ طبعی
کے لئے مقرر ہوتی ہین صدق و اخلاص کا اب نام نہین رہا ہے پہلے جس طرح حال کی ترقی کے لئے قوالی ہوتی تہی اب یہہ
کوسون دور ہے بعض اسلئے اوس مجلس مین شریک ہوتے ہین کہ کہانا جو پکے گا وہ کہانے کو ملیگا یا شیرینی پائینگے اور
بعض لہو و لعب و عیش و عشرت کے لئے شرکت کرتے ہین اور بعضے کسی اور قسم کے نفع کی توقع سے شرکت کرتے ہین اور
بعضے وجد اور تلبیس کے ظاہر کرنے کو جاتے ہین اور کچہہ اس نیت سے شریک ہوتے ہین کہ ہمارا شمار مشائخ کے گروہ مین
ہوتا رہے عوام کو ہمپر عقیدت بڑہے اور یہ ساری باتین وبال اور گمراہی کا موجب ہین اہل دین اس وجہ سے سماع سے
انکار کرتے ہین اور جس مجمع مین ایسی باتین موجود ہون اوس سے صفائی باطن اور جمعیت خاطر اور ترقی حال کیا
خاک حاصل ہوگی اور یہ خرابی خاص اسی وقت مین نہین ہے سید الطائفہ جنید کے عہد مین بہی جس وقت مین اولیاء اللہ
نہایت کثرت سے تہے موجود تہی انتہی۔ صاحب کشاف نے اس آیت کی تفسیر مین قل ان کنتم تحبون اللہ

ہون کہ یک لخت دنیا سے دل برداشتہ ہوجائین ان کا نام متنزہد ہی اور زاہدون کے ساتھہ جھوٹی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ اس غرض سے دنیا کو ترک کرین کہ لوگ ہمین اچھا جانین اور اس پردے مین دنیا کے مراتب و مناصب کو حاصل کرین اور ان کے حالات ظاہری سے لوگون کو بھی اشتباہ ہوتا ہے کہ واقعی تارکان دنیا ہین بلکہ کبھی یہ خود بھی اس اشتباہ مین پڑجاتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ جب ظاہر مین ہمکو دنیا طلبی کی غرض نہین تو واقعی ہم نے دنیا کو ترک کردیا ہے بھی لوگ مرائیہ کہلاتے ہین (۶) اور فقرا سے سچی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ اون کا ظاہر فقر کے رسوم سے آراستہ ہو اور باطن مین بھی حقیقت فقر کے طالب ہون لیکن ابھی تک دنیا کی آرایش اور دولت کیطرف سے دل مین میلان ہو اور تکلف کے ساتھہ فقر پر صبر کرتے ہون اور فقر حقیقی کو اللہ کی خاص نعمت جانین اور اوسپر اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہین اور فقرا سے جھوٹی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ ظاہر مین تو فقرا کی سی حالتین پیدا کرین اور باطن مین فقر کی طلب انکو نہو اس دعوے سے اونکی غرض صرف یہ ہو کہ لوگ ہمین قبولیت کی نظر سے دیکھین یہ لوگ بھی مرائیہ کہلاتے ہین (۷) اور خادمون سے سچی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ بندگان خدا کی ہمیشہ خدمت کرتے ہون اور دل سے یہ چاہتے ہون کہ ہماری خدمت کسی دنیاوی غرض کی پابند نہو لیکن ابھی تک زہد کے مرتبہ کو نہ پہونچے ہون پس اس وجہ سے کبھی تو نور ایمان کا غلبہ ہوکر بعضی خدمات خالص نیت سے ادا ہون خاص اللہ کی خوشنودی کے لئے اور کبھی غلبہ نفسانی کی وجہ سے ریاکاری کے ساتھہ خدمت کرین اور جو لوگ مخدوم ہونے کے مستحق ہین اون کی خدمت تعریف اور شاباش کی غرض سے کرین اور بعضے ایسے شخصون کی جو خدمات کے لایق ہین خدمت نہ کرین ایسے شخص کو متخادم کہتے ہین اور جھوٹی مشابہت خادمون سے رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ اون کی غرض خدمت سے آخرت کا ثواب نہو بلکہ اس حیلہ سے دنیاوی منافع چاہتے ہون اور جس سے کام نکلتا نہ دیکھین اوسکی خدمت چھوڑ دین ایسے شخص کو مستخدم کہتے ہین (۸) اور عابدون سے سچی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ اپنی اوقات کو عبادات مین مستغرق رکھین مگر طبیعت کے تقاضے باقی ہون اور نفس کو اچھی طرح تزکیہ حاصل نہونے کی وجہ سے اون کے اعمال داورادمین فتور پڑتا رہے یا ابھی عبادت کی لذت تو حاصل نہوئی ہو مگر جبر دلپر کرکے عبادت کرتے رہین ایسے شخص کو متعبد کہتے اور عابدون سے جھوٹی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ وہ عبادت قبولیت خلایق کے لئے کرتے ہون اور آخرت پر یقین نرکھتے ہون اور جب تک انکو یہ نہ معلوم ہوجاے کہ لوگون کو ہماری عبادت کی خبر ہے تبھی تک عبادت کرین یہ بھی مرائیہ ہین +

عارف متعرف غافل نفس کی قسمین دل نفس کی صفات ذمیمہ روح - ان اقوال مین تطبیق کہ اول عقل پیدا ہوئی کہ قلم یا نور محمدی - عقل کے مراتب قوت نظری قوت عملی اعتدال و عدالت

اللہ تعالیٰ کی معرفت اس بات کے ساتھہ مشروط اور مربوط ہے کہ نفس کی معرفت بھی حاصل ہو جیسا کہ حدیث مین آیا ہی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جسنے اپنے نفس کو پہچان لیا اوسنے اپنے رب کو پہچان لیا پس جو نفس کی بُری صفت مجمل طور پر معلوم ہوا ور جب وہ نفس کے اندر آئی اور اوسکے ظاہر ہوتے ہی سمجھہ لے کہ یہ عادت بُری ہی اور ترک کردے مثلاً کسی نے یہ جان لیا کہ تکبر اور حسد بُرا ہوتا ہے اور یہہ نفس کے اخلاق ذمیمہ مین سے ہین اور جب اوسکے نفس مین تکبر یا حسد پیدا ہووے تو فوراً پہچان جاوے کہ یہہ عادت بُری ہی اس وجہ سے ترک کردے اور پھر کبھی اوسکو نفس مین نہ آنے دی تو ایسے شخص کو عارف کہتے ہین اور یہہ پہچان اوس پہلے علم اجمالی کی تفصیل ہی اور معرفت نفس اسی سے مراد ہی اور اگر باوجود اوس علم اجمالی کے جب نفس مین وہ عادت ظہور کرے اور اول وہلی مین اوسکو اسکا حال معلوم نہو سکے بلکہ کچھہ عرصہ کے بعد اوسکو یہ خیال پیدا ہو کہ یہ عادت میرے نفس مین بُری پیدا ہو گئی ہی اور اوسے چھوڑ دے تو ایسے شخص کو متعرف کہتے ہین اور اگر اپنے نفس مین آنے کے بعد کسی طرح نہ پہچان سکے تو ایسا شخص غافل کہلاتا ہے اور وہ علم مجمل کسی طرح اوسکے لئے مفید نہین بلکہ بے کار ہے عارف کا وظیفہ یہہ ہے کہ قضاے الہی پر راضی رہی اور متعرف کا شیوہ یہ ہی کہ اوسپر صبر کری اور غافل کا شیوہ یہ ہے کہ قضاے الہی سے کراہت اور اضطراب ظاہر کری۔

نفس ذات کو کہتے ہین اور کبھی نفس ناطقہ انسانی پر نفس کا اطلاق ہوتا ہے یعنی نفس بولتے ہین اور نفس ناطقہ مراد ہوتا ہی اور نفس ناطقہ خلاصہ ہی اجزاے ترکیب بدن کا کہ اوسے روح حیوانی وطبعی کہتے ہین اور روح علوی انسانی سے جو نور اسپر فایض ہوتا ہی اوس نور کی وجہ سے نفس ناطقہ پر فجور و تقوی کا الہام وارد ہوتا ہے و نفس وما سوّٰھا فالھمھا فجورھا و تقوٰھا قسم نفس کی اور جیسا کہ اوسکو ٹھیک طور پر بنایا پھر اوس مین اوسکی بدکاری اور پرہیزگاری ڈالدی۔ نفس کو اوسکے تمام صفات کے ساتھہ جان لینا مشکل ہی اس لئے کہ اوسکی صفات رنگا رنگ ہین اور وہ دم بدم اور ساعت بساعت ایک نئی شکل مین ظہور کرتا ہے نفس امارہ اور لوامہ اور مطمئنہ انہین صفات کی وجہ سے اوسکے نام مقرر ہوتے ہین ابتدا مین جب وجود انسان اوسکے قبضہ اقتدار اور تصرف و حکومت مین ہوتا ہے تو اوسی نفس امارہ کہتے ہین اور جب درمیان مین وجود انسان دل کے قبضہ مین آجاتا ہے اور نفس بھی دل کی اطاعت کر لیتا ہے مگر کسی قدر اوسمین خودی اور تمرد اور کچھہ اوسکے صفات باقی رہتی ہین اور اس وجہ سے ہمیشہ اپنے آپکو ملامت کرتا رہتا ہے تو اوسکو نفس لوامہ کہا کرتے ہین اور جب آخر کار بالکل اطاعت قبول کر لیتا ہے اور کسی طرح اوسکو دل کے ساتھہ نزاع باقی نہین رہتا دل کے ساتھہ مخالفت کرنے سے اطمینان پیدا ہو جاتا ہے اور جو کچھہ دل اوسے حکم دیتا ہے بڑی خوشی کے ساتھہ تعمیل کرتا ہے اور کراہت رضا کے ساتھہ بدل جاتی ہے تو اسے نفس مطمئنہ کہتے ہین اور ابتدا مین جب تک نفس مین اپنے اوصاف رذیلہ اور خواہشات باقی رہتی ہین تو یہ چاہتا ہے کہ روح و قلب دونون کو عالم علوی سے عالم سفلی پر جو اوسکا مقام ہی کھینچ لے اسی لئے طرح طرح کی زینتون کے ساتھہ اپنے آپکو ان کی نظرون مین ظاہر کرتا ہے اور اس کام مین

Marfat.com

شیطان نفس کی مدد کرتا ہے اور زبان اشارت مین دل اوس لفظ کو کہتے ہین جسکی وجہ سے دائرہ وجود کمال پاتا ہی اور ازل وابد اوسمین جمع ہوگیا ہے اور جمال وجلال الہی نے اوسپر تجلی فرمائی ہے اور روح ونفس کا ازدواج اوسی کے وجود کا نتیجہ ہی اور ملک وملکوت مین ارتباط اوسی کی صورت پر نظر ڈالنے کے لئے ہوا ہے جب نفس روح سے جدا ہوا تو دونون کی طرف سے عشق ظاہر ہوا اور دونون کے عشق ملنے سے قلب کی صورت مین صمدیت پیدا ہوئی اور دل برزخ کے طور پر دریاے نفس اور دریاے روح کے درمیان مین حائل ہوگیا اور دونون کی جگہ پر ٹھہر گیا تاکہ اون مین سے کوئی خروج مین ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اون کو روکے اور حد معین سے تجاوز نہ کرنے دے اسی آیت مین اسی طرف اشارہ ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ - چلاے دو دریا ایک دوسرے سے بہکر چلتے ہین اون کے درمیان مین ایک پردہ ہی جسکی وجہ سے ایک دوسرے پر زیادتی نہین کرنے پاتا - عرش رحمن عالم کبیر مین قلب اکبر ہے اور دل عالم صغیر مین عرش اصغر ہے سارے دل عرش کے احاطہ مین داخل ہین جیسے ارواح جزی یعنی خاص خاص ردحین روح اعظم کے تحت مین اور نفوس جزی نفس کلی کے تحت مین ہین اور اس دل کی ایک صورت یہی ہی جیسے کہ عرش کی صورت ہی اور وہ صورت ایک گوشت کا ٹکڑا ہے صنوبری شکل پر کہ بدن مین الٹی جانب رکھا ہوا ہے اور حقیقت دل کی وہی لطیفہ ربانی ہی جسکا ذکر ہمنے اوپر کیا اور اوسکی اس صورت اور حقیقت کے درمیان نفس ناطقہ اور روح حیوانی واسطہ ہی اس لئے کہ حقیقت دل کی لطافت خالص ہے اور اوسکی صورت بالکل کثافت ہے اور لطیف مطلق اور کثیف مطلق کے درمیان کسی طرح مناسبت نہین اور نفس ناطقہ اور روح حیوانی کو چونکہ ایک مناسبت عالم لطافت کیطرف ہی اور ایک مناسبت عالم کثافت کے ساتھ ہی اس لئے دونون دل کی صورت اور حقیقت مین واسطہ ہوگئی تاکہ جو اثر کہ حقیقت دل سے صادر ہو اول نفس کو پہونچے اور وہ اوسی مناسبت لطافت کی وجہ سے تو لیلے اور مناسبت کثافت کی وجہ سے روح حیوانی کو پہونچادے اور ایسے ہی روح حیوانی مناسبت لطافت کی وجہ سے تو اوسکو لیلے اور مناسبت کثافت کی وجہ سے صورت دل کو دیدے اور اوس سے تمام بدن مین پہونچے جس طرح اللہ تعالی کا فیض رحمت اول حقیقت عرش پر پہونچتا ہے اور اوس کے ذریعہ سے صورت عرش کو حاصل ہوتا ہے اور وہان سے ساری دنیا مین آتا ہے جسوقت کہ قلوب اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اسی حالت مین دل اور عرش مین محاذات واقع ہوتی ہے تو دل کی حقیقت کو عرش کی حقیقت سے فیض حاصل ہوتا ہے اور دل کی صورت کو عرش کی صورت سے فیض پہونچتا ہی - پس جملہ قلوب عرش سے فیضیاب ہوتے ہین - اور سوا نفس کے اور کوئی چیز بدن انسان مین صفات ذمیمہ و اخلاق سیئہ کا منشاء ومعدن نہین اسی طرح اخلاق حسنہ وصفات حمیدہ کا منبع ومنشاء روح ہی (۱) ہوا وہوس کی تابعداری کہ ہمیشہ لذات حسی کی طلب مین سرگرم رہے اور طبیعت کی مراد کا مطیع ومنقاد رہے اور ہوا نفس کو اپنا معبود سمجھے (۲) نفاق (۳) ریاکاری (۴) دعوی الہیت یعنی اپنی مدح وثنا کی خواہش

اور لوگون پر حکومت کی طلب اور اون سے اپنے امر و نواہی کی اطاعت چاہنا (۵) خود بینی و تکبر (۶) بخل و امساک (۷) حرص (۸) تلون مزاجی اور کسی ایک بات پر قرار نہ پکڑنا (۹) چیز کو بمجنت حاصل کرنا پھر اوس چیز سے جلدی بیزار ہوجانا (۱۰) طاعات و عبادات مین سستی و کسل کرنا۔ یہ ساری نفس کی صفات ذمیمہ ہین لیکن اس سے بھی زیادہ بُری عادتین اوس مین موجود ہین مگر یہ دسون سب کی اصل ہین اور یہ دسون بُرائیان ان باتون سے جانی رہتی ہین ہوا و ہوس کی تابعداری زہد اور محبت الہی سے نفاق صدق سے اور ریا اس بات کے پہچان لینے سے کہ خلق کی مقدار نہایت قلیل ہے اور دعوی الہیت تجلی صفات الہی سے اور خود بینی حقارت نفس کے پہچان لینے سے اور بخل نور یقین کے غلبہ سے اور حرص تقوی اور ورع سے اور تلون مزاجی صبر سے اور جلدی بیزار ہوجانا وظائف شکر سے اور کسالت ریاضت و مجاہدات سے زائل ہوتی ہے اور بعد معرفت الہی کے کوئی معرفت نفس کی معرفت سے زیادہ اشرف اور نافع نہین اسی لئے حق تعالی کی معرفت اوسکی معرفت کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے من عرف نفسه فقد عرف ربه اگر یہان نفس سے نفس ناطقہ مراد ہے تو یہہ مطلب ہے کہ جو کوئی اپنی نفس کو جبودیت کے ساتھہ جان لے ہے وہ پروردگار کو صفت ربوبیت کے ساتھ جانتا ہے اور اگر اس حدیث مین نفس کو ذات کے معنی مین لین تو یہہ مراد ہے کہ جو کوئی اپنی ذات و حقیقت کو اس طرح جانتا ہے کہ مین اپنے سارے اجزاے وجود پر محیط ہون اور سارے لشکر ملکی و شیطانی و حقایق روحانی و جسمانی کو اپنی ذات کے احاطہ مین کہ عالم صغیر ہے جانتا ہے ایسا شخص یہ بھی بخوبی جان لیتا ہے کہ عالم کبیر مین ذات مطلق کو بھی اسی نسبت سارے اجزاے وجود موجودات روحانی و جسمانی و ملکی و شیطانی جنبی و انسی کے ساتھہ حاصل ہے اور جیسا کہ یہ شخص روح جزی و قلب جزی و نفس جزی و عقل جزی کو اپنی ذات کے احاطہ مین جانتا ہے اسی طرح روح اعظم و قلب اعظم یعنی عرش و نفس کلی و عقل کلی کو ذات مطلق کے ساتھہ احاطہ کے اندر پاتا ہے اور کوئی ذات اس صفت کے ساتھہ ساری کائنات کی ذاتون مین سے سوا نفس کے موصوف نہین پس نفس کی معرفت اللہ تعالی کی معرفت کی دلیل ہے۔ اور روح ایک ایسی چیز ہے کہ اوسکی معرفت نہایت مشکل ہے ارباب مکاشفات نے اوس کے ظاہر کرنے سے عبرت کی ہے کچھہ کچھہ بطور رمز و اشارات کے کہدیا ہے اس سے بہتر اور اعظم اللہ کے نزدیک موجودات مین سے کوئی شے نہین ہے اللہ نے اوسکو اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ کہا ہے من روحی و من روحنا آدم کبیر خلیفہ اول اور ترجمان الہی اور مفتاح وجود اور قلم ایجاد ادسی کے اوصاف ہین مشیت قدیم نے عالم خلق مین اوسکو اپنا خلیفہ بنایا اور خزاین اسرار کی کنجیان اوسکے سپرد کین اور بحر الحیات مین سے ایک بڑی سی نہر اوسپر جاری کردی تاکہ اوسمین سے فیض حاصل کرکے اجزاے دنیا مین پہونچاے یہی کلمات الہی کی صورتون کو ذات مقدس الہی سے لیکر عالم خلق مین پہونچاتی ہے کرامت الہی نے روح کو دو نظرین عطا کی ہین ایک واسطے مشاہدہ جلال قدرت ازلی کے لئے اور دوسری ملاحظہ جمال حکمت لم یزلی کے واسطے نظر اول سے مراد عقل فطری

Marfat.com

ہی اور یہ صاحب اقبال و خوش بخت ہی اور نتیجہ اسکا محبت الہی ہے اور دوسری نظر سے مراد عقل خلقی ہی اور یہ بد بخت
ہے نتیجہ اسکا نفس کلی ہی جو فیض کہ روح اعظم کو ذات مقدس سے پہونچتا ہے نفس کلی اوسے قبول کرتا ہے اور اس
اجمال کی اوس مین تفصیل واقع ہوتی ہی اور روح اضافی یعنی روح اعظم اور نفس کلی مین فعل و انفعال اور قوت و
ضعف کی وجہ سے ذکورت و انوثت کی نسبت ہے اور دونون مین تعشق پیدا ہو گیا ہے اور مل گئی ہین اور ان کے ازدواج
سے موجودات پیدا ہوئی پس ساری مخلوقات نتیجہ ان دونون کا ہے اور نفس نتیجہ روح کا ہے اور روح نتیجہ امر کا ہے اس لئے
کہ اللہ تعالی نے روح کو بغیر کسی سبب کے پیدا کیا اور جملہ مخلوقات روح کے توسط سے پیدا ہوئی اس آیت مین الا لہ
الخلق و الامر انہین دونون چیزون کی طرف اشارہ ہے امر مراد روح سے ہے اور خلق مراد نفس سے ہے اور چونکہ
ہر خلیفہ بہت سے مختلف اوصاف رکھتا ہے اس لئے فضل الہی نے روح کو خلافت ایجاد مین سارے اسما و صفات جمالی
و جلالی کا خلعت عطا کیا اور جب ایجاد کا دائرہ نقطۂ انتہا پر پہونچگیا اور نقطۂ ابتدا سے ملگیا تو روح کی صورت آئینہ
وجود آدم خاکی مین منعکس ہوئی اور جملہ اسماے صفات الہی آدم مین ظاہر ہو گئے وعلم آدم الاسماء کلها یعنی
سکھائی آدم کو سارے نام - اسی بات کی طرف اشارہ ہے اور فرشتون کو خطاب ہوا انی جاعل فی الارض
خلیفة - تحقیق مین زمین مین ایک نایب بنانے والا ہون - اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ اوسکو سجدہ کرین کیونکہ ملائکہ مین یہ جمعیت
و کمال نہ تھا بعضے ملائکہ صرف صفت جمال کا مظہر ہین اور یہ ملائکہ رحمت ہین اور بعضے ملائکہ صرف صفت جلال کا مظہر ہین
اور یہ ملائکہ قہر و غضب ہین اور آدم صفت جمال و جلال دونون کا مظہر ہے اس مین مہر و قہر دونون اوصاف ہین یہی مطلب ہے
اس قول الہی کا خلقت بیدی یعنے آدم کو اپنے دونون ہاتھون سے بنایا اور بیہقی نے شعب الایمان مین جابر سے روایت
کی ہی کہ اللہ تعالی نے فرشتون سے حضرت آدم کی نسبت کہا خلقته بیدی و نفخت فیه من روحی یعنی مین نے
آدم کو اپنے دونون ہاتھون سے پیدا کیا اور اوس مین اپنی روح کو پھونکا - آدم نے حق تعالی کو تمام اسما کے ساتھہ پہچانا ہے
اور فرشتون نے صرف اوس اسم کے ساتھہ پہچانا ہے جس جس کے وہ مظہر واقع ہوئے ہین اسی لئے اونہون نے کہا ہے سبحانک لا
ما علم لنا الا ما علمتنا تو سب سے پاک ہے ہمکو معلوم نہین مگر جتنا سکھایا ہے اور آدم کا وجود صورت روح کا مظہر ہے
عالم غیب مین جسکا نام روح تھا اوس نے عالم شہادت مین آدم علیہ السلام مین ظہور کیا اور حوا کا وجود صورت نفس کا
مظہر ہے جسکا نام عالم غیب مین نفس تھا اوس نے عالم شہادت مین حوا مین ظہور کیا اللہ تعالی فرماتا ہے وخلق منها زوجها
اور اوسی سے بنایا اوسکا جوڑا جو اوسکا آدم سے پیدا ہونا نفس کی روح سے پیدا ہونے کی مثال ہے نفس روح کی ذکورت و انوثت
کی نسبت سے آدم و حوا کی صورت مین انتقال کیا ہے آدم و حوا کا وجود روح و نفس کے وجود کی نقل ہی اور جس طرح یہ
دونون روح و نفس کے ازدواج سے صادر ہوئی ہین اوسی طرح ان کی ذریات جو آدم کی صلب مین ودیعت تھے آدم و حوا
کے ذریعہ سے پیدا ہوئے اور آدم و حوا کے وجود مین سے دوسری نقل ازدواج روح جزی و نفس جزی

سبب سے ہر ایک شخص انسانی مین سے منتقل ہوگئی اور مرد کی صورت روح کلی کی صورت سے جو صفت نفس سے آمیز ہو رہی تھی مستفاد ہوئی اور عورت کی صورت نفس کلی کی صورت سے جو صفت روح سے مل رہی تھی ظاہر ہوئی اور اسوجہ سے کوئی نبی عورت کی صورت پر مبعوث نہین ہوا اس لیئے کہ نبوت کو تفوس بنی آدم مین تصرف اور دنیا مین تاثیر حاصل ہے پس نبوت ذکورت کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے۔ قیصری نے شرح فصوص مین کہا ہے کہ بعضی روحین کلی ہوتی ہین اور بعضی جزی انبیا کی روحین کلی ہین اور ارواح انبیا کی کلی ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان لوگون کی روحین اون لوگون کی روحون پر مشتمل ہوتی ہین جو اون کے حکم مین داخل ہوتی ہین اور اون کی امت بنتی ہین جس طرح اسماے کلیہ مین اسماے جزیہ داخل ہوتے ہین اسی مطلب کیطرف اللہ تعالی نے اس قول مین اشارہ کیا ہے ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا۔ تحقیق ابراہیم اللہ کی ایک فرمانبردار امت تھا۔ اور جس طرح زبان دل کی ترجمان ہے اسی طرح عقل روح کی ترجمان اور مفسر ہے جو معنی کہ روح پر غیب سے مکشوف ہوتے ہین اور اونکو بالمشافہ دیکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ اونکی خبر دل کو دے تو عقل اس معنی کو روح سے لیکر دلکو پہونچاتی ہے اور اسکی تفسیر و تقریر دل کے روبرو کرتی ہے مگر بعضے معانی مدرکہ روح کی ایسے بھی ہوتی ہین کہ عقل اونکو دلپر کہونہ اور بیان کرنے سے عاجز آتی ہے جس طرح دل کے ایسے بہت سے مفہوم ہوتے ہین کہ زبان اون کی تقریر نہین کرسکتی پس جو ایسے معانی روح کے ہوتے ہین کہ عقل اونکو نہین کہو سکتی وہ روح کے اسرار کہلاتے ہین کہ دل کو اون کی اطلاع نہین اور جو معانی دل کے ایسے ہوتے ہین کہ اونکی تفسیر سے زبان قاصر ہے وہ دل کے اسرار کہلاتے ہین اور مخاطب کو اونپر اطلاع نہین ملتی یہی وجہ ہے کہ بعضے ایسے لوگ جو صرف عقل کے منبع تھے جیسے فلاسفہ وغیرہ وہ بہت سے ارواح انبیا کی مدرکات پر مطلع نہیں ہوسکے اون سے محروم رہے اور اون کا انکار کیا اس لئے کہ ساری مدرکات روح عقل کے احاطہ مین نہین سما سکتے اور عقل اگرچہ ساری مخلوقات مین اکرم و اشرف ہے اور عالم کی پیدائش کے بارے مین اسکو مرتبۂ صدر حاصل ہے۔ حکما کا قول ہے اول ما خلق اللہ العقل جو چیز اللہ نے اول پیدا کی وہ عقل ہے لیکن روح کا مرتبہ اسکے مرتبہ سے زیادہ ہے اس لئے کہ عقل کو صدارت اور اولیت عالم خلق مین حاصل ہے اور روح عالم امر سے ہے نہ عالم خلق سے اور نیز قیام عقل کا روح کے ساتھ ہے نہ روح کا قیام عقل کے ساتھ۔ عقل کی تمثیل روح کے ساتھ ایسی ہے جیسے نور آفتاب کی قرص آفتاب کے ساتھ اسلئے کہ نور آفتاب اگرچہ شریف ہے لیکن قرص آفتاب کے ساتھ قایم ہے اور جسطرح نور آفتاب سے محسوسات کی صورتین زمین مین ظاہر ہوتی ہین اسی طرح نور عقل سے معلومات و معقولات کی صورتین دل مین روشن ہوتی ہین۔

فائدہ حکما کے اس قول مین اول ما خلق اللہ العقل اور ان احادیث من اول ما خلق اللہ نوری یعنی اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے و اول ما خلق اللہ القلم یعنی اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ قلم ہے بڑا اختلاف ہے کہ ان تینون چیزون مین سے ہر ایک کا اول مخلوق ہونا لازم آتا ہے اس لئے بعضون نے ان اقوال مین توفیق

Marfat.com

اس طرح دی ہے کہ اول جو چیز پیدا ہوئی وہ اس حیثیت سے کہ مجرد ہے اپنی ذات کو اور اپنے مبدء کو جانتے ہی عقل کہلاتی ہے
اور اس وجہ سے کہ وہ تمام عالم کے پیدا ہونے اور علوم کے نفوس اور حروف بننے مین واسطہ ہے قلم کہلاتی ہے اور اس حیثیت
سے کہ وہ انوار نبوت کے حاصل کرنے کے لئے واسطہ واقع ہوئی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے اور نفس حیوانی کیلئے
خواہ انسان ہو یا غیر انسان تین قوتین جدا جدا ہین جنکی وجہ سے اوس سے مختلف آثار و افعال صادر ہوتے ہین **قوت نطق**
جسے نفس ملکی بھی کہتے ہین اس سے معقولات کا ادراک ہوتا ہے اور افعال کے مصالح و مفاسد مین تمیز پیدا ہوتا ہے اور تمام حیوانون
مین سے اس قوت نطق کے ساتھہ نفس انسان ہی مختص ہے اس لئے اسے نفس ناطقہ کہتے ہین اور مراد نطق سے انسان کی
تعریف حیوان ناطق مین ادراک کلیات ہے اور تکلم و گویائی نہین ہے ورنہ گونگا آدمی ہے چاہیئے کہ آدمی نہو اور طوطا مینا
کہ آدمی نہین ہین چاہیے کہ آدمی ہون اور قوت نطق کو قوت عقلی بھی کہتے ہین اور اسکے بھی دو نام ہین جب یہ کلیات کو ادراک
کرتی ہے اور اون مین حکم ایجابی یا سلبی لگاتی ہے تو اسے قوت نظری یا عقلی نظری کہا کرتے ہین اور جب صناعات کو انتظام
امور معاش کے واسطے استنباط کرتی ہے اور افعال کے مصالح و مفاسد مین تمیز کرتی ہے تاکہ انکو کرے یا نہ کرے تو قوت عملی یا
عقل عملی کہتے ہین اور قوت ناطقہ کی ان دو قسمون کی طرف منقسم ہونے کی وجہ سے علم حکمت کی دو قسمین قرار پائی ہین
ایک نظری دوسری عملی عقل نظری کے کام احکام کلی ہین خواہ وہ صادق ہون یا کاذب اور عقل عملی کا کام افعال جزی مین خواہ
وہ خیر ہون یا شر اور حسن ہون یا قبیح یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ نفس ان دونون مین مؤثر ہی ہے بلکہ وہ عقل عملی سے خود بھی متاثر
ہو جاتا ہے اور علامت اوسکی تغیرات حالات بدن کے ذریعہ سے ظاہر ہو جاتی ہے چنانچہ جب عقل عملی کے وسیلہ سے نفس
حیرتناک امور جزی کو جنکے سبب اوسپر مخفی ہوتے ہین ادراک کرتا ہے تو اوسمین ہیئت انفعالی پیدا ہو جاتی ہے اور ہنسی
اوسپر دلالت کرتی ہے اسی طرح خوف اور غم اور شک وغیرہ امور جزی سے نفس منفعل ہو جاتا ہے تو خجالت اور حیا اور
افسردگی کے آثار بدن مین ظاہر ہونے لگتے ہین اور عقل نظری کے چار مرتبے ہین یعنی نفس ناطقہ کے تعقل کے چار مرتبے
ہین پہلا مرتبہ **عقل ہیولانی** کہلاتا ہے اس مرتبہ مین صرف نفس کو معقول کے قبول کر لینے کی استعداد حاصل ہوتی ہے
مگر معقول کے مفہوم اور صورت کا اوس کے آئینہ ذہن مین ابھی عکس منطبع نہین ہوتا اور یہ اطفال کی حالت ہے کہ انکو
ابتدای پیدائش مین استعداد محض ہوتی ہے اور معقولات کے حاصل ہونے کا زمانہ بہت دور ہوتا ہے دوسرے مرتبہ کا
نام **عقل بالملکہ** یا عقل بالملکہ ہے اس مین بعض ضروریات کا علم بھی آجاتا ہے اور یہ بھی استعداد پیدا ہو جاتی ہے
کہ ضروریات معلومہ کے ذریعہ سے نظریات کو سیکھہ سکے جسقدر جزئیات کا احساس بذریعہ حواس اور قوی کے ہوتا ہے
اوسی قدر اس مرتبہ مین ترقی آتی جاتی ہے تیسرے مرتبہ کو **عقل فعلی** یا عقل بالفعل کہتے ہین جو ضروریات حاصل ہو چکتی
ہین اون کے ذریعہ سے اس وقت مین نظریات کے استنباط کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جب چاہے تو اپنی ضروریات سے
نظریات حاصل کر سکے چوتھا مرتبہ **عقل مستفاد** ہے اس وقت مین نفس کے سامنے تمام نظریات جنکو اوس نے

ادراک کیا ہے حاضر رہتے ہین کبھی وقت غایب نہین ہوسکتے اور عقل ہی پر تکلیف کا مدار ہی مگر جس عقل پر تکلیف کا مدار ہے
وہ وہ عقل بالملکہ ہی اور علم اس طرح ہے کہ معلوم عالم کے سامنے حاضر ہے جیسے ہمکو اپنی ذات اور اپنی صفات کا
علم اسے علم حضوری کہتے ہین اور اگر اس طرح ہی کہ عالم مین معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہی تو اس علم کو علم حصولی
کہتے ہین اور کلیات وجزئیات کا مدرک نفس ہی مگر کلیات کی صورتین اور جزئیات مجردہ کی صورتین خود نفس کی
ذات مین مرتسم ہوتی ہین اور جزئیات مادی کی صورتین اوس کے آلات مین مرتسم ہوتی ہین بعض کی راے
یہ ہی کہ اس صورت کی اور معلوم کی ماہیت ایک ہے اختلاف صرف اصلی اور ظلی یعنی غیر اصلی مین ہی یہی راے
صوفیہ کی اور میر سید شریف کی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ دونون کی ماہیت مین اختلاف ہی اور متکلمین نے وجود ذہنی کا
انکار کیا ہے اون مین سے بعض کی مراد انکار سے یہی ہے کہ دونون کی ماہیت مختلف ہی لیکن اکثر کہتے ہین کہ صورت
عقلیہ کوئی چیز نہین بالکل انکار کرتے ہین اور حکیم فرفوریوس صاحب الساغوجی وصاحب سکندر یونانی کہتا
ہی کہ نفس اور صورت معقولہ دونون ایک ہین پس اگر حکیم دونون حقیقتون کو متحد مانتا ہے تو یہ راے اوس کی
غلط ہی کیونکہ دو چیزون کا متحد ہونا محال ہی اور شیخ بوعلی سینا نے اشارات مین فرفوریوس پر بڑی تشنیع کی ہے
مگر کتاب مبدء ومعاد مین خود بھی اس بات کا قائل ہوگیا ہے اس وجہ سے تلویحات مین شیخ مقتول نے
بوعلی سینا پر بڑا رد کیا ہی محقق طوسی نے عذر کیا ہے کہ شیخ نے کتاب مبدء ومعاد کے اول مین لکھدیا ہے کہ مین اسکو
فرفوریوس کی راے کے مطابق لکھتا ہون اور بعضے کہتے ہین کہ نفس صورت معلوم کے ساتھ متشکل ہوجاتا ہے
اور کہا ہی کہ جس طرح موم مین صورت کسی چیز کی بن جاتی ہے اسی طرح عقل مین صورت شے کی ہوجاتی ہی اور آئینہ
مین جو کسی شے کا عکس پڑتا ہے وہ اس کے خلاف ہے کیونکہ آئینہ صورت کے ساتھ متشکل نہین ہوسکتا اور عقل
مثل موم کے متشکل ہوجاتی ہی (۲) قوت غضبی جسے نفس سبعی بھی کہتے ہین یہ قوت منافع کے حاصل کیے جانے
کا اور کھانے پینے اور جماع وغیرہ کی لذتون کے طلب کرنیکا سبب ہی (۳) قوت شہوی جسے نفس بہیمی بھی کہتے ہین
یہ قوت مضرتون کے دفع کیے جانے اور خوفناک کامون پر پیش قدمی کرنے اور ترفع اور تسلط کا شوق پیدا
ہونے کا سبب ہے۔ ان پچھلی دونون قوتون مین حیوان اور انسان سب شریک ہین یہ سب مین موجود ہین
اور قوت شہوی وغضبی اور قوت غاذیہ نامیہ وقوت تولید وغیرہ مین یہ فرق ہے کہ اون دونون مین ارادہ بھی
موجود ہی اور ان مین ارادہ نہین پھر جو کچھ تاثیر وتصرف کرتی ہین وہ طبعی ہے ارادی نہین اسی لیے اون کے کمالات
اوس سے زائد نہین ہوسکتے جو فطرت مین پڑے ہوئے ہین اور قوت نطق اور قوت غضبی اور قوت شہوی مین
نفس کے لیے ایک امر متوسط ہے کہ اوسکا نام اعتدال ہے اسی اعتدال کی وجہ سے نفس کو فضیلت حاصل ہوتی
ہی قوت نطق کا اعتدال حکمت ہی اور اسکی دو طرفین افراط وتفریط ہین افراط مکاری وحیلہ گری ہے اور

Marfat.com

تفریط بیوقوفی ہی اور قوت غضبی کا اعتدال شجاعت ہے اور اوسکی دو طرفین تہور یعنی حد سے زیادہ مردانگی اور بزدلی ہی اور قوت شہوی کا اعتدال عفت ہے اور اوسکی دونون طرفین بدکار ہونا یا رجولیت کا نہونا ہے خلاصہ یہ ہی کہ قوت عقلی کی تہذیب سے حکمت حاصل ہوتی ہی اور قوت عقلی کی تہذیب سے شجاعت اور قوت شہوانی کی تہذیب سے عفت اور سب کے ملنے سے ایک مزاج معتدل متوسط پیدا ہو جاتا ہے اوسے عدالت کہتے ہین اور اس مقام کو اخلاق ناصری مین دوسری عبارت مین بھی بیان کیا ہے اور یہ حکمت کہ ہمنے ذکر کی اوس حکمت سے غیر ہے جسکو نظری اور عملی کی طرف تقسیم کرتے ہین شیخ نے آخر شفا مین کہا ہے راس هذه الفضائل عفة وشجاعة ومجموعها العدالة وهي خارجة عن الفضيلة النظرية ومن اجتمعت له معها الحكمة النظرية سعد ومن فاز مع ذلك بالخواص الطبعية كاد يصير ربا انسانيا ويكاد ان يحل عبادته بعد الله وهو السلطان العالم الارضي وخليفة الله فيه انتهى یعنی اصل ان فضائل کی عفت اور حکمت اور شجاعت ہے اور تینون کا مجموعہ عدالت ہے اور یہ فضیلت نظری سے علیحدہ ہے اور جس آدمی مین عدالت کے ساتھ حکمت نظری بھی جمع ہو تو وہ سعید ہی اور پھر جسکو ان فضائل کے ساتھ خواص طبعی بھی معلوم ہون تو قریب ہے کہ وہ تمام انسانون کا رب ہو جائے اور خداے پاک کے بعد اوسکی عبادت حلال ہو جائے اور وہ روے زمین کا سلطان اور اللہ کا نائب ہوتا ہی۔

انصاف یہ ہی کہ چراغ عقل کے ذریعہ سے راہ حق نہین معلوم ہو سکتی اور برہان کے وسیلہ سی مطلوب اصلی نہین مل سکتا جبتک آفتاب نبوت طالبون کے دل پر نہ چمکے مقصود تک راستہ ملنا دشوار ہی قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری پیروی کرو۔

مصطفی گفتہ علی را کاے علی	شیر حقی پہلوانی پر دلی	لیک بر شیری مکن ہم اعتمید	اندر آ در سایۂ نخل امید
خوش در آ در سایۂ آن عاقلے	کش نبارد برد از رہ ناقلے	ظل او اندر زمین چون کوہ قاف	روح او سیمرغ بس عالی طواف
گر بگویم تا قیامت حال او	ہیچ او را مقطع او غایت مجو	در بشر روپوش گشت است آفتاب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب

وہ شخص نفسانی پیچون اور شیطانی وسوسون سے بچتا ہے جسپر فضل الہی ہو اور سالکان مسالک طریقت اور مالکان ممالک حقیقت کا قدمبوس ہو +

بقیاسات عقل یونانی	نرسد کس بذوق ایمانی	عقل خود کیست تا بمنطق و رای	رو برو با جناب پاک خدای
گر بمنطق کسے ولی بودے	شیخ سینا ابو علی بودے	چشم عقل از حقایق ایمان	ہست چون چشم اکمہ از الوان

فلاسفہ یونان اور علماے اسلام کے نفس و روح کے باب مین اقوال

قل الروح من امر ربی کی تفسیر تجرد نفس کا مسئلہ اور سوای انسان کے

Marfat.com

اور حیوانات کو بھی ادراک کلیات حاصل ہے یا نہین اور نطق کے معنی اور ارواح
ابدان سے پیشتر پیدا ہوئی ہین یا اون سے قبل اور روح بے جسد کے
نہین رہ سکتی وہ برزخ جہان روح بعد مفارقت بدن کے رہتی ہے

اب تھوڑی سی تحقیقات فلاسفہ یونان و علماے اسلام کی نفس و روح کے باب مین لکھتا ہون اور اونکے
مذاہب کو کہوتا ہون۔ علی بن عیسٰی نے کہا ہے کہ ہر بدن کے لئے ابدان حیوانیہ مین سے روح اور بدن ہے یعنی ہر حیوان
روح و بدن سے مرکب ہے مگر بعض وہ ہین جن مین روح ہی بدن پر غالب ہے اور بعض وہ ہین جن مین جسمانیت روحانیت
پر غالب ہے۔ شیخ بوعلی نے رسالہ معراجیہ مین کہا ہے کہ مراد روان سے نفس ناطقہ ہے اور جان سے مراد روح حیوانی
ہے۔ جمہور فلاسفہ کے نزدیک عقل اور روح ایک چیز ہے اور فلاسفہ کے نزدیک نفس ناطقہ بھی روح کا نام ہے اور
اور وہ ایک جوہر ہے کہ ذات اوسکی مجرد ہے مادہ سے مگر فعل اوسکا مادہ کے ذریعہ سے واقع ہوتا ہے اور لفظ انا یا
من یا مین سے اوسی کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نفس ناطقہ اگرچہ بالذات روح سے متحد ہے لیکن فرق
اعتباری ضرور ہے اس لئے کہ لطیفۂ مدرکۂ انسانی کو اس وجہ سے کہ وہ بدن سے تعلق رکھتا ہے اور اوسکا مدبر ہے
نفس ناطقہ کہتے ہین اور اس اعتبار سے کہ اوسے عالم قدس کی طرف بھی توجہ ہے روح کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ عقل اور نفس ناطقہ مین فرق ہے عقل نفس ناطقہ کی قوت کا نام ہے حقیقت مین فاعل نفس ناطقہ ہے اور عقل اوسکا
آلہ ہے جس طرح مقراض درزی کا آلہ ہوتا ہے اور بعضون نے کہا ہے عقل اور ذہن اور نفس تینون ایک چیز ہین فرق
اعتباری ہے اس لئے کہ مدرک ہونے کی وجہ سے عقل کہتے ہین اور متصرف ہونے کی وجہ سے نفس کہتے ہین اور اس وجہ سے
کہ فکر کے ساتھ علوم اور معارف کے ادراک کرنے کے لئے مستعد ہے ذہن کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ ذہن نفس کی
قوت کا نام ہے جو شامل ہے سارے حواس ظاہری اور باطنی کو اور علوم کے سیکھنے کے لئے مددگار ہے قرآن
مین ہے ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ یعنی رسول اللہ لوگ آپسے سوال روح کا کرتے
ہین آپ کہیئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔ جہال و ملحدین اس آیت مین ظاہر معنی سے یہ گمان کرتے ہین کہ
خداوند علام اس سوال کے جواب مین عاجز ہو گیا اس لئے کہ لوگ حقیقت روح سے سوال کرتے تھے تو جواب اسکا
یہ تھا کہ ماہیت روح کو بیان کیا جاتا کہ یہ کہنا مناسب نہ تھا کہ امر رب سے ہے اور خدا کو اس سوال کا جواب معلوم تھا
والا ضرور تھا کہ موقع سوال مین بیان فرماتا اور یہ جو فرمایا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی تم لوگون
کو علم کم ہے تو یہ کلام بھی عجز پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ جب جواب سے عاجزی ہوتی ہے تو دوسرے کو کلمات
ایسے جس سے رنج و ملال اور جو ظاہر ہو ضرور کہتے ہین پس یہ کلمہ یعنی سائل کو کم علمی کی طرف منسوب کرنا اوس حال مین

Marfat.com

کہ سوال وجواب خوب واقع نہو محض عجز پر دلالت کرتا ہے اس شبہ کا جواب چند طور سے ہے **اول** اعراض جواب سے
اس لئے ہوا کہ خداوند علّام اس بات کو جانتا تہا کہ مصلحت سائلین کی اعراض جواب مین تہی اور اگر جواب تحقیقی دیا
جاتا تو فساد و عناد اونکا بڑھ جاتا کیونکہ سوال بہی استفادہ کی راہ سے نہ تہا بلکہ تمرد و فساد کی وجہ سے تہا اور اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ بعض سوال کے جواب مین اعراض کرنا سائل کے لئے مفید ہوتا ہے اور جواب حقیقی اس کا موجب زیادتی
تحیر ہوتا ہے توضیح اسکی یہ ہی کہ سائل کو باریک باتونکا سوال کرنا تو آسان ہوتا ہے مگر چونکہ جواب تحقیقی کے سمجھنے کی قابلیت
نہین ہوتی اس لئے اعراض اسکے جواب سے یا جواب اقناعی و اجمالی بہتر ہوتا ہے کیونکہ اگر مباحث حکمیہ کی باریکیان
اوس سے بیان کی جائین تو بسبب اسکے کہ اوسکو سمجھنے کی قابلیت حاصل نہین ہے اوسکی حیرت بڑہجائے گی اور خبط
ہوجائے گا اور جہلائے عرب جنکو شہوات حیوانیہ و حرکات شہوانیہ مین مبتلا ہونے کے سوا کوئی کام نہ تہا اور جسپر قصائد
امرء القیس شاہد ہین اور کسی قسم کا علم نہین رکہتے تہے ایسے وحشی اور جاہل لوگ باریک مسائل و مباحث کتاب النفس کی
کیونکر سمجہ سکتے پس ان کا جواب انکی فہم ناقص کے موافق یہی جواب اقناعی و اجمالی ان کے حال کے مناسب تہا اگر
رسول اللہ کوئی مسئلہ حکمی جواب مین بیان فرماتے تو وہ غبی و جاہل لوگ معاذ اللہ حضرت کو مجنون کہتے بدون اس کے
کہتے تہے چہ جاے کہ کوئی موقع پاتے - اور جبائی نے لکہا ہے کہ یہود نے قریش سے یہ کہا تہا کہ ہماری کتاب مین یہ لکہا ہے
کہ نبوت کی علامت یہ ہی کہ سوال روح کے جواب سے اعراض کرے - پس اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعراض فرماوین
تو نبی ہین اور اگر جواب تحقیقی دین تو نہین ہین چنانچہ جواب سے یہ اعراض اس تصدیق نبوت کے لئے تہا پس یہ اعراض
ان کے حق مین بہتر تہا کہ اون کے اسلام کا موجب تہا - حقیر کہتا ہے کہ اس روایت مین نظر ہے کیونکہ بیان حقایق
افضل دلائل نبوت ہی حتی کہ موافق تحقیق میر باقر داماد قبسات مین یہ دلیل افضل ہی دلائل معجزہ سے اور نہ بیان کرنا اسکا
باعث ضعف دعواے نبوت ہی اگر غرض صحیح سے خالی ہو اور یہ غرض اعراض جو مروی ہے محض لغو ہے توجیہ اعراض کیلئے
مناسب نہین ہی کیونکہ خدا پر واجب نہین ہے کہ قوم یہود کی لغویات و مفتریات و زیادات کی متابعت کرے - **دوم** لوگون نے
جناب رسالت مآب سے سوال کیا تہا کہ روح حادث و مخلوق ہے یا نہین ہے پس جواب وارد ہوا کہ مخلوق و حادث ہی
اس لئے کہ امر کے معنی فعل کے بہی اکثر مستعمل ہین پس معنی یہ ہوئے کہ روح رب کا فعل ہے یعنی مخلوق خدا و حادث ہی
یہ جواب سید مرتضی نے کتاب درر و غرر مین ایراد کیا ہے اور میرے نزدیک یہی عمدہ جواب ہے اور یہ جواب
دونون مذہبون پر منطبق ہی یعنی حدوث و قدم نفس دونون مسلک کے موافق ہے کیونکہ افلاطون الہی جو روح کے
قدم کا قائل ہے وہ بہی نفس کو مجعول واجب جانتا ہے اور حادث ہونے مین روح کے کسی دیندار کو شبہ نہین ہی
اسواسطے کہ قدیم سواے ذات الہی کے اور کوئی نہین ہے قُل الروحُ من امر ربی کے ایک معنی لطیف اور
بہی ہین جو مناسب تجرد نفس سے ہین وہ یہ کہ من امر ربی یعنی من عالم الامر والبقاء لا من عالم الخلق والفناء

یعنی روح عالم مجردات سے ہے اس عالم کو عالم الغیب وعالم الانوار وعالم الآخرۃ وعالم الامر کہتے ہین خود قرآن مین ہے الا لہ الخلق والامر یعنی عالم جسمانی وعالم روحانی دونون اوسکے مجعول ہین اور روح کی تحقیق مین مذاہب مشہورہ بہت سے ہین (۱) روح عبارت ہی اس ہیکل مخصوص سے جسکو بدن کہتے ہین یہ رائے جمہور متکلمین کی ہی (۲) روح قلب کا نام ہی یعنی وہ پارۂ گوشت جو بشکل صنوبری سینہ مین واقع ہے اور مبدء ہے روح حیوانی کا مذہب تحقیق پر اور یہہ جو جالینوس نے کہا ہے کہ روح حیوانی دماغ مین ہے یہ غلط ہے اس لیئے کہ دماغ سرد ہے اور روح گرم (۳) روح دماغ سے عبارت ہے مگر محققین کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جو لوگ قائل اسکے ہین کہ روح قلب و دماغ کا نام ہی مراد انکی روح قلبی و دماغی یا قوت حیوانی ونفسانی ہی نہ جسم قلب و دماغ اختلاف تعبیرات مین ہے جو غیر معتد بہ ہی چنانچہ شرح مواقف مین ہے المذاہب الثالث انہ قوۃ فی الدماغ وقیل فی القلب (۴) عبارت ہی اجزاے لایتجزے سے جو قلب مین ہین اور یہ مذہب ابن راوندی اور اوسکے اتباع کا ہے (۵) عبارت ہی اعضاے اصلیہ سے اور یہ ہڈیان اور رگین اور پٹھے ہین اور بعضے کہتے ہین اعضاے اصلی وہ ہین جو منی سے پیدا ہوتے ہین تفصیل اسکی طب نظری مین ہے (۶) عبارت ہے مزاج سے (۷) عبارت ہے اوس جسم لطیف سے جو بدن مین ساری ہے اس طرح جس طرح تیل فتیلہ مین اور پانی مٹی مین یہ مذہب نظام کا ہے (۸) پانی کا نام ہے (۹) آگ جو جزو بدن انسانی ہی اور حرارت غریزی بھی بعضون نے اسکو کہا ہے (۱۰) روح نام ہوا کا ہے جو مجاری مثل ناک و منہ سے اندر جاتی ہے اور سانس اسکو کہتے ہین اور یہ مذہب مختار جالینوس امام الاطبا ہے۔ مسئلہ روح مین تفصیل اسکی ردو قدح کی شرح قانون مین مذکور ہے اور یہ مذہب جمہور اطبا کی اصطلاح کے خلاف ہی کیونکہ اون کے نزدیک روح اس طرح پیدا ہوتی ہی کہ خون جب دل کے بائین حصے مین پہونچتا ہے اور اوس مین حرارت پاکر لطیف ہو جاتا ہے تو بعضے اجزا اس خون لطیف کے بخار لطیف بن جاتے ہین اسی کا نام روح ہے (۱۱) روح عبارت ہی خدا سے (۱۲) روح نام عناصر اربعہ کا ہے (۱۳) روح نام صورت نوعیہ کا ہے جو قایم مادۂ بدن مین ہے اور یہہ مذہب طبیعین کا ہی (۱۴) روح عبارت ہے قواے ثلثہ سے قوت حیوانیہ جو قلب مین ہے قوت نفسانیہ جو دماغ مین ہی قوت نباتیہ وطبیعیہ جو جگر مین ہے (۱۵) روح عبارت اخلاط اربعہ خون و بلغم و صفرا و سودا سے ہے اگر کما و کیفا معتدل ہون (۱۶) روح نام خلط خون کا ہے مگر خون معتدل اس لیئے کہ اعتدال و کثرت خون کے موجب قوت حیات ہوتی ہی (۱۷) تفسیر مجمع البیان مین ہے کہ بعضون نے کہا ہے کہ روح عرض ہے۔ پس بعضون نے یہ اختیار کیا ہے کہ وہ حیات بدن کا نام ہے جس سے محل مین استعداد قدرت و علم و اختیار کی آتی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ ایک معنی قلبی ہی (۱۸) اسواری نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ خدا نے روح کو چھ چیزون سے پیدا کیا ہے جوہر و نور و خوشبو و بقاو حیات و علم و علو سے اس لیئے کہ جب تک روح بدن مین رہتی ہی تو بدن

Marfat.com

نورانی رہتا ہے آنکھون سے دیکھتا ہے اور کانون سے سنتا ہے اور جب بدن سے نکلجاتی ہے تو بدن بد بو ہو جاتا ہے اور جب تک
بدن مین رہتی ہے باقی رہتا ہے اور جب مفارقت کرتی ہے تو خراب اور فانی ہو جاتا ہے اور اسی سے حیات بدن ہے کہ جب
نکل جاتی ہے تو میت ہو جاتا ہے اور جب تک بدن مین باقی رہتی ہے تو علم رہتا ہے اور جب نکلجاتی ہے تو وہ معطوم ہو جاتا
ہے اور تا بقا اسکے بدن عالی و لطیف رہتا ہے اور بعد مفارقت یہ بات نہین رہتی (۱۹) روح ایک ایسا جوہر ہے
جسکی ذات مادہ اور مادیات سے مجرد ہے مگر اوسکے افعال مادیات مین ہوتے ہین اسی وجہ سے یہ جوہر مجرد بدن سے متعلق
ہوتا ہے اور تعلق اسکا بدن سے صرف اسی قدر ہے کہ اوسمین تدبیر اور تصرف کرتا ہے اور موت اسکے بدن سے قطع تعلق کا
نام ہے اور یہ مذہب فلاسفہ الہین کا ہے جو معاد روحانی نفس کے لئے ثابت کرتے ہین اور بعض علمائے اہل سنت بھی
اس مذہب پر ہین مثل فاضل عارف شیخ ابو حامد غزالی اور محقق دوانی اور راغب اصفہانی اور شیعہ مین سے محقق خواجہ
نصیر طوسی اور شیخ اجل مفید و شیخ ابن بابویہ و کلینی و سید مرتضیٰ اور ہر طبقہ مین خاص خاص علمای شیعہ کا تا عصر میر باقر
داماد و مولانا صدر الدین شیرازی بھی قول رہا ہے اور فرقہ ہائے معتزلہ مین سے معمر بن عباد سلمی وغیرہ علمائے متکلمین کا یہی
بھی مسلک ہے اگر کسی مقام تصانیف شیخ مفید و سید مرتضے مین جسمیت روح کا قول پایا جاتا ہے تو مراد اس سے نفس ناطقہ
نہین ہے بلکہ روح لطیف بخاری ہے جو مصطلح و مستعمل طب ہے اور ابتدی جانب قلب مین لطیف خون سے بنتی ہے اور صوفیہ
مکاشفین اور حکمای اشراقین بھی تجرد کے قائل ہین قال شیخ الاشراق قدس اللہ روحہ فی کتاب
ھیاکل النور و کیف یتوھم الانسان ھذہ الماھیۃ القدسیۃ جسما و اذا طربت طربا روحانیا
یکاد یترک عالم الاجسام و یطلب عالما لا یتناھی قال المحقق الدوانی فی شرحہ ھذا مما ینتفع بہ
ارباب البصیرۃ من ذوی النفوس المشرقیۃ و ایضا قال رحمہ اللہ فی الھیاکل و لو کنت انت ھذا
البدن او جزءا منہ لتبدلت انانیتک کل حین و لما حاما الجوھر المدرک منک فانت انت لا
بید بک۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ بدن و اجزای بدن ہمیشہ ابتدای ہنگام ولادت سے آخر عمر تک تبدل و تغیر مین
ہین اور ہر لحظہ مین جزو بدن تصرفات قوای غاذیہ وغیرہ کی وجہ سے بدلتا رہتا ہے حالانکہ ہویت باقی رہتی ہے یعنی یہ
کہتے ہین کہ یہ شخص وہی ہے جو صبح کو تھا پس اگر نفس جسم ہوتا تو انانیت و ہویت ہر وقت مین بدلتی جاتی حالانکہ ایسا نہین ہے
اس دلیل سے حکمای اشراق و حکمای قدیم تجرد نفوس حیوانیہ بھی مثل فرس و بقر وغیرہ ثابت کرتے ہین اور شیخ الاشراق اور
بعض اشارات صاحب محاکمات سے معلوم ہوتا ہے کہ نباتات کے لئے بھی نفوس مدرکہ ہین اور ثانی گو بظاہر مستبعد ہے
لیکن محال نہین ہے اور اول یعنی حیوانات غیر انسان کے لئے بھی نفوس مجرد ہونا تو صحیح ہے مگر جمہور مشائین اسکے منکر ہین
لیکن رئیس مشائین اسلام ابن سینا سے جب اوسکے شاگرد حکیم بہمنیار نے اس مطلب پر دلیل طلب کی کہ کس دلیل سے
ثابت ہوتا ہے کہ سوای انسان کے دوسرے حیوانات کے لئے نفوس مجرد نہین ہین تو شیخ نے عجز اپنا ظاہر کیا اور اقرار

Marfat.com

کیاکہ اس بارہ مین تفرقہ انسان اور دوسرے حیوانات مین سخت مشکل ہے فیصری نے شرح فصوص مین لکھا ہے
ما قالہ المتاخرون من ان المراد بالنطق ادراک الکلیات لا التکلم مع کونہ مخالفا لوضع
اللغۃ لا یفیدھم لانہ موقوف علی ان النفس الناطقۃ للانسان خاصۃ ولا دلیل لھم علی
ذلک ولا شعور لھم بان الحیوانات لیس لھا ادراک الکلیات والجھل بالشئ لا ینافی وجودہ
وامعان النظر فیما یصدر عنہ من مثل العجائب یوجب لھا ان یکون ادراک الکلیات انتھی
یعنی متاخرین نے یہ جو کہا ہے کہ مراد نطق سے انسان کی تعریف حیوان ناطق مین ادراک کلیات ہے اور تکلم نہین ہے
تو باوجودیکہ یہ لغت کے مخالف ہے مفید نہین ہے کیونکہ یہ موقوف اس بات پر ہے کہ سوائے انسان کے
دوسرے حیوانات کے لئے نفوس ناطقہ مجردہ نہین ہین اور نہ انکو اس بات کا علم حاصل ہے کہ اور حیوانات مین
ادراک نہین پایا جاتا اور کسی شے کا جہل ہونا اوس کے معدوم ہونے پر دلالت نہین کرتا پس اگر ہمکو علم اس بات کا
حاصل نہو کہ دوسرے حیوانات مدرک کلیات ہین تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ نفس الامر مین اون کو ادراک
نہین ہے بلکہ عجائب وغرایب افعال حیوان مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو بھی ادراک کلیات حاصل ہے مگر زیادہ
تر محققین اہل سنت وجماعت مذہب تجرید کے مخالف ہین اس لئے کہ اون کے نزدیک مجرد موجودات مین سے
سوا خدا کے کوئی چیز نہین ہے اور مجرد اصطلاح حکما مین اوس شے کو کہتے ہین کہ نہ کسی جوہر کا محل ہو اور نہ کسی جوہر کا
حال ہو اور نہ ایسے جوہرون سے بنا ہو اور علماے امامیہ مین سے بھی ایک جماعت نے مثل سید نعمت اللہ جزائری
مؤلف انوار نعمانیہ اور محدث مجلسی وغیرہ کے اس مسلک کو اختیار کیا ہے اور امام فخر الدین رازی بھی اسی مذہب کے
موید ہین اور کتاب ہاے آسمانی واحادیث نبوی ودلائل عقلی ومکاشفات ذوقی بھی اس مذہب کے شاہد ہین۔
اور مولانا بہائی نے کتاب کشکول کے مقام ثانی مین جو مذہب فخر الدین رازی نقل کیا ہے کہ وہ قائل تجرد نفس
انسانی کے ہین اور یہ مذہب اون کا ہے تو میرے نزدیک ابھی تک یہ امر ثابت نہین ہے اس لئے کہ صریح اقوال
انکی کتاب شرح اشارات مین اسکے خلاف پر سراسر دلالت کرتے ہین ادلۂ حکما کو جو قائل تجرد نفس ناطقہ کے
ہین اس طور پر بہ رد وقدح باطل کیا ہے کہ جسکے مافوق کوئی حد ابطال ونقض کی متصور نہین ہے اور بعد تردید کوئی دلیل
جدید تجرد پر قایم نہین کی تاکہ معلوم ہوتا کہ مذہب ان کا تجرد نفس کا ہے علاوہ اسکے تفسیر کبیر مین میل شدید جسمیت
نفس کی جانب کیا ہے چنانچہ ملخص عبارت اوسکی یہ ہے من الناس من یقول الروح عبارۃ عن اجسام نورانیۃ
سماویۃ لطیفۃ الجوھر علی طبیعۃ ضوء الشمس وھو مذاھب قوی شریف یجب التامل فیہ
فانہ شدید المطابقۃ لما ورد فی الکتب الالھیۃ من احوال الملوت والجبات۔ یہ عبارت مجلد پنجم
تفسیر مین واقع ہے جو بقینی تصنیف اونکی ہے اور معنی اسکے یہ ہین کہ بعضے آدمی کہتے ہین کہ روح اجسام نورانی فلکی مین

ہے (یعنی اوس مین تغیر و تبدل واقع نہین ہوتا اور یہہ مطلب نہین ہے کہ وہ فلک کا حصہ و جزو ہے بلکہ جس طرح فلک
قابل تغیر و تبدل نہین ایسے ہی یہہ جسم نورانی بھی نہین) اور اوس کا جوہر نہایت لطیف ہے یہان تک کہ اپنی لطافت کی
وجہ سے اجسام مین حرکت اور نفوذ کرتی ہے مگر اوسکی حرکت اور نفوذ محسوس نہین ہوتا اور وہ روشن ہے مانند روشنی
آفتاب کے جسکی وجہ سے نفس وادراک حاصل ہوتا ہے اور ظلمت ہیولانی جاتی رہتی ہے اور یہہ مذہب نہایت عمدہ ہے کیونکہ
یہ مطابق ہے اوس بیان کے جو روح کی نسبت کتب مقدسہ آسمانی مین وارد ہے کہ روح بدن مین داخل ہوتی ہے
اور اوس مین سے نکلتی ہے۔ اشراقین کا مذہب یہ ہے کہ نفس ازلی یعنی قدیم ہے اور فقہا کے نزدیک یہ کفر ہے اور
مشائین کا مذہب یہ ہے کہ جب نطفہ کو کمال استعداد حاصل ہوجاتی ہے تو اوس وقت مین مبدء فیاض سے اوس نطفہ پر
نفس فایض ہوتا ہے اور قرآن مین جو آیا ہے ونفخت فیہ من روحی یعنی پھونکون مین اوسمین اپنی روح یہ اسی
بات کی طرف اشارہ ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو اشراقین و مشائین کے مذہب مین کوئی نزاع نہین اس لیے کہ مبدء
فیاض کو نفوس کے ساتھہ وہ نسبت ہے جو ابر کو قطرہائے بارش کے ساتھہ ہوتی ہے اگر ابر قدیم ہے تو کہہ سکتے ہین کہ قطرے بھی
قدیم ہین اس لیے کہ ابر عین قطرہ ہے اور یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ قطرے حادث ہین اس لئے کہ صورت قطرون کی اوسوقت
بنتی ہے جبکہ وہ ابر سے جدا ہوتے ہین اور شک نہین کہ مبدء فیاض قدیم ہے پس نفوس کو ایک اعتبار سے قدیم اور دوسرے
اعتبار سے حادث کہہ سکتے ہین اور حکما جسے نفس ناطقہ اور روح حیوانی کہتے ہین صوفیہ اوسے روح اور نفس کہتے ہین محقق
کاشی نے اصطلاحات مین کہا ہے الروح فی اصطلاح القوم ھی اللطیفۃ الانسانیۃ المجردۃ وفی اصطلاح
الحکماء ھو البخار اللطیف المتولد فی القلب القابل لقوۃ الحیات والحس والحرارۃ ویسمی ھذا فی اصطلاح
الاطباء النفس والمتوسط بینھما المدرک للکلیات والجزئیات القلب ولا یفرق الحکماء بین القلب والروح
الاول ویسمونھما النفس الناطقۃ۔ یعنی روح صوفیہ کی اصطلاح مین لطیفہ انسانی ہے جو مجرد ہے اور حکما کی
اصطلاح مین وہ بخار لطیف ہے جو دل مین پیدا ہوتا ہے اور قوت حیات و حس و حرکت کو قبول کرتا ہے اور اس کا
نام اون کی اصطلاح مین نفس ہے اور روح و نفس کے درمیان متوسط کہ کلیات و جزئیات کو ادراک کرتا ہے دل ہے
اور حکما نے دل اور روح انسانی مین کوئی تفریق نہین کی ہے اور ان دونون کا نام نفس ناطقہ رکھا ہے۔ سید شریف
نے تعریفات مین لکھا ہے کہ روح انسانی ایک لطیفہ ہے انسان مین سے جو عالم اور مدرک ہے اور روح حیوانی اوٹھہ
ہوئی ہے یہ لطیفہ عالم امر سے اوترتا ہے عقلین اوسکے بھید کے دریافت کرنے سے عاجز ہین کبھی مجرد ہوتا ہے اور کبھی بدن
مین داخل ہوتا ہے اسکو روح اعظم بھی کہتے ہین اور یہ ذات الہی کا اوسکی ربوبیت کی حیثیت سے مظہر ہے اور وہ بخار لطیف
جو دل مین پیدا ہوتا ہے روح حیوانی کہلاتا ہے اور قیصری نے کہا ہے کہ نفس ناطقہ اس طرح بدن مین ساری ہے جیسے
وجود مطلق موجودات مین دائر سائر ہے اور ایک وجہ سے عین بدن ہے اور دوسری وجہ سے غیر بدن ہے اور

Marfat.com

شیخ جنید نے کہا ہے کہ لفظ قرآن اور جسم انسان دونون توام ہین اور معنی قرآن و حقیقت انسان کے بھی توام بہی ہین اور مناسب اس بات کے ہے یہ کہ قرآن کے سات بطن ہین اور حقیقت انسان بہی سلوک مین سات مرتبے ہین علما کا اس بات مین اختلاف ہی کہ ارواح ابدان کے ساتھہ پیدا ہوئی ہین یا اون سے پیشتر جو یہ کہتا ہے کہ جان بدن کے ساتھہ پیدا کی گئی ہی اوسکی دلیل یہ آیت ہے ثم انشاناہ خلقاً آخر۔ پہر ہمنے اوسکو پیدا کیا دوسری پیدایش بعض تفاسیر مین لکھا ہے کہ مراد اس سے نفس کا بدن پر قابض ہونا ہے لیکن محققین نے اس قول کو رد کیا ہی اس لئے کہ جایز ہی کہ مراد اس سے نفس کا بدن کے ساتھہ متعین ہونا ہو اور یہ بھی ایک طرح کا انشا یعنی پیدا کرنا ہے اور جسکی یہ راے ہے کہ روح بدن سے قبل پیدا ہوئی ہی اوسکی دلیل یہ خبر ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجسام بالفی عام یعنی اللہ تعالی نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے مگر یہ خبر قابل تسلیم نہین ہی اس لئے کہ غریب ہی اور اگر اوسکو تسلیم بھی کرلین تب بھی کہہ سکتے ہین کہ مراد ارواح سے یہان ملائکہ علوی ہون۔ امام غزالی نے اسکی اسطرح تاویل کی ہی غرضکہ کسی طرف تعین نہین ہی اور متقدمین نے کسی طرف اتفاق نہین کیا ہے۔ بعض عرفا نے اسکو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ہر چیز کی حیات کا مبدا تین چیزین ہین ایک نسمہ کہ روح حیوانی ہی مانند آگ کے جلتے ہوئے کوئلے مین دوسرے نفس ناطقہ تیسرے روح سماوی کہ آدم علیہ السلام کی ذریات مین اوسکی نمایش موجود ہے پس نفس ناطقہ دونون حادث ہین جب ابدان حادث ہوتے ہین تو اون کے ساتھہ ہی حادث ہوتے ہین اور روح سماوی ابدان کے حدوث سے بہت زمانہ قبل سے موجود تہی اور روح بے جسد کے نہین رہ سکتی جب بدن عنصری سے جدا ہوتی ہی تو اسے ایک جسد رمثالی عالم برزخ مین ملجاتا ہے جسے بدن مکتسب کہا کرتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے من ورائہم برزخ الی یوم یبعثون۔ یعنی اون کے پیچھے پردہ ہے جس دن تک اوٹھاے جاوین۔ عبدالرحمن نے اپنے باپ کعب بن مالک سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنۃ رواہ احمد یعنی مومنون کی روحین سبز جانورون کے قالب مین بہشت کے درختون پر رہتی ہین۔ ابو جعفر طوسی نے تہذیب الاحکام مین یونس بن ظبیان سے نقل کیا ہے کہ ایک بار مین حضرت امام حسن کے پاس بیٹھا ہوا تہا کہ اونہون نے پوچھا آدمی ارواح مومنین کے بارے مین کیا کہتے ہین مین نے جواب دیا کہ سب پرندون کے پوٹون مین ہونگے قندیلون مین عرش کے تلے فرمایا کہ سبحان اللہ آدمی اس سے بزرگ ہے کہ اوسکی روح پرند کے پوٹے مین ہے تو اوسکی روح کو ویسا ہی قالب ملتا ہے جو قالب دنیا مین اوس کے لئے ہی کہاتا ہے پیتا ہے۔ شیخ محی الدین نے فتوحات کے باب ۳۲۱ مین کہا ہے کہ وہ برزخ کہ روح بعد مفارقت بدن کے وہان منتقل ہوتی ہی اوس برزخ سے جدا ہے جو درمیان عالم ارواح و عالم اجسام کے ہے اور اول کو غیب مجالی کہتے ہین اور دوسرے کو غیب امکانی اور ایسے لوگ کہ غیب امکانی کا مشاہدہ کرین اور حوادث آیندہ سے واقف ہون

بہت ہین بخلاف غیب مجالی کے کہ مکاشفہ احوال موتی کے بہت کم حاصل ہوتا ہے وصایاے فتوحات مین مذکور ہے
کہ شیخ ابوالربیع مالقی نے سنا تہا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ستر ہزار بار کہدی لا الٰہ
الا اللہ اور آتش دوزخ سے کسیکے آزاد ہونے کی نیت کرے تو وہ آزادی حاصل ہوجاتی ہے اور انہون نے یہ ذکر کیا
تہا ایک آدمی اوسکو ضیافت مین لیگیا وہان ایک جوان صاحب کشف بہی موجود تہا کہانا کہاتے مین رو پڑا اور کہا اپنی ماںکو
دوزخ مین دیکہتا ہون ابوالربیع نے اپنے دل مین اوس ذکر کو اوسکی ماں کی نجات کا وسیلہ کیا جوان نے اوسی وقت
کہا کہ الحمد للہ میری ماں کو آتش دوزخ سے نجات ملگئی +

معاد کے باب مین اقوال

معاد کے باب مین زیادہ پانچ قولون سے ممکن نہین (۱) فقط معاد جسمانی کا ثبوت یہ قول اکثر متکلمین کا ہے جو مجرد
نفس ناطقہ کے منکر ہین (۲) معاد روحانی کا ثبوت یہ قول فلاسفہ الہیین کا ہے (۳) معاد روحانی وجسمانی
دونون کا ثبوت یہ قول جمہور اہل سنت واکثر متاخرین امامیہ اور بہت سے صوفیہ کا ہے اور یہ کہتے ہین کہ انسان اصل
مین نفس ناطقہ ہے اور یہی نفس مکلف مطیع وگناہگار ہے اور اسی پر عذاب وثواب ہوتا ہے اور بدن اسکا آلہ ہے
بدن کے خراب ہوجانے کے بعد باقی رہتا ہے جب خدا چاہے گا کہ حشر کرے تو یہ نفس کے لئے بدن متعلق کو پیدا کردے گا
اور نفس اوسمین تصرف کرے گا جیسے دنیا مین کرتا تہا (۴) نہ معاد جسمانی کے قائل ہین نہ معاد روحانی کے اور یہ قول
فلاسفہ طبعیین کا ہے (۵) دونون باتون مین توقف یہ قول جالینوس سے منقول ہے اس لئے کہ اوس نے کہا تہا
مجہکو معلوم نہوا کہ نفس مزاج ہے کہ موت کے بعد معدوم ہوجاتا ہے اور اسکا اعادہ محال ہے یا جوہر ہے کہ فساد بدن کے بعد
باقی رہتا ہے اور معاد اوس کا ممکن ہے - یاد رکہو کہ فلاسفہ کا کلام قابل اعتبار نہین انکو سواے حیرت کے اور کچہہ حاصل
نہین اور تحقیق یہ بات ہے جو انبیا نے بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ روح کا معاد بدن کے ساتہہ ہوگا اور دونون کو
برزخ اور حشر مین رحمت وزحمت پہونچے گی اس قول کے سوا جو کوئی قول ہے وہ باطل ہے امام رازی نے اربعین مین
کہا ہے المعتمد فی ھذہ المسئلۃ ھو انہ تعالیٰ عالم بجمیع الجزئیات والکلیات قادر علی جمیع
الممکنات فیکون لا محالۃ قادرا علی خلق الجنۃ والنار وعلی ایصال مقادیر الثواب والعقاب
الی المطیعین والمذنبین واما تفاصیل تلک الاحوال فلا یمکن معرفتہا الا من القرآن و
الاحادیث انتہی یعنی خداے تعالیٰ تمام جزئیات وکلیات کو جانتا ہے سارے ممکنات پر قدرت رکہتا ہے
تو ضرور اوسکو جنت ودوزخ کے ایجاد کرنے پر اور گناہگارون کو عذاب اور مطیع کو ثواب پہونچانا بہی قدرت ہے
مگر ان باتون کی تفصیل اللہ اور اوس کے رسول کے بیان کے سوا اور جگہ سے نہین معلوم ہوسکتی +

ایمان کی بحث اور اوس کے دورے

ایمان لاتا اوس شئے پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیون پر نازل کی ہے دو قسم ہے **ایک** ایمان لانا آدمی کا اپنے رب کے بیان پر
دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان اپنے رب کے بیان پر ہے اوسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی بادشاہ کے دربار مین
جاے اوسوقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور مہمات ملکی کا حاکم کرے اور اوسکو بھیجے کہ رعایا کو ان احکام کی
خبر کردے اور اوس کے بیان کے ذریعہ سے رعیت کو مکلف کرے اور وہ شخص یہ سب کچھہ دیکھہ رہا ہے اور سُن رہا ہی اور اُنکھون سے خلعت دیتے دیکھا اور کانون سے سُنا جو بادشاہ نے فرمایا اور اوسے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر ایسے حاضر ہے کہ وزیر نہین ہوجانے کا اور نہ لوگون کی طرف مبعوث ہوجاے گا لیکن دیکھکر مکلف ہوگیا اور مامور ہوگیا اور جو ایمان بالغیب لائے اوسکی مثال ایسی ہی جیسے ایک اندہا ہے اوسکو انکہارے نے خبر دی کہ آفتاب چمکا اوس نے اس بات کا اس طرح یقین کرلیا کہ برعکس اوسکے اوسکے دل مین نہین بلکہ کوئی احتمال ضعیف بھی نہین ہے لیکن اوس کے دل کو یقین اوس آنکھون والے کے خبر دینے سے ہوا ہے اور کامل وہ آدمی ہے جسکو دونون قسم کا ایمان حاصل ہو ایسے شخص کو حق تعالیٰ سے اس طرح ارتباط ہوتا ہے کہ کوئی درمیان مین واسطہ نہین ہوتا اور اس ارتباط سے اوسپر وہ سب علوم مترشح ہوتے ہین جو اللہ نے اپنے نبیون پر نازل کئے اور اس نے اونپر یقین کیا کیونکہ اپنے رب کے بیان پر اوسکو ایمان تہا ایسے شخص کو اللہ اپنی حفاظت مین رکہتا ہے اور یہ شخص اس حفاظت الہی کو جانتا ہے اور اس بات کا خیال رکہتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو جہنم میر اٹہکانا ہے اور وہ موافق اسکے علم الہی کا محقق ہے اور سوا اسکے اوس کے لئے تدلی ہے مقابل عوام کے جسکا کمال ایمان بالغیب ہی اور ایسا شخص شریعت کی حفاظت کرتا ہے مخبر صادق کی خبر پر یقین رکہتا ہے اور مخبر صادق کا مطیع و منقاد رہتا ہے۔ لیکن جب پہلی قسم کی ایمان کے نور چمکتے ہین تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہین۔

تنبیہ یاد رکہو کہ ایمان کے سات دورے ہین **پہلا دورہ** ایمان حقیقی ہی کہ اسے کہتے ہین کہ جس قدر شر اور برا ایمان بسبب طغیان قوت عاقلہ و عاملہ کے طبیعت مین ہون اونکو مٹا دینا اور رکن اسکا دو چیزین ہین ایک یہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ عبادت مین کرے اور نہ استعانت مین۔ دوسری یہ کہ بری خصلتین چھوڑ دے اور عبادت پر نہایت رغبت کے ساتہ ثابت قدم رہے جب اس حالت کی بشاشت دل مین آجاتی ہے تو پھر نہین نکل سکتے اور اسی ایمان کے کچھہ اوپر ستر شعبے ہین جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے الایمان بضع وسبعون شعبة اعلیٰها قول لا الٰه الا الله وادناها اماطة الاذی عن الطریق یعنی ایمان کی کچھہ اوپر ستر شاخین ہین ان مین سے افضل لا الٰه الا اللہ کا کہنا ہے اور کمتر اون مین سے ہے یہ کہ راستے مین سے ایذا کی چیزین دور کرے۔ اور یہ ایمان بڑہتا بہی ہی اور گھٹتا بہی ہے **دوسرا دورہ** شرح صدر ہی اور اسکی حقیقت یہ ہی کہ نفس انسانی کا جوہر جذب الہی کے صدمہ کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور نشانی اسکی یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے اعراض کرکے عاقبت کی طرف متوجہ ہونا اسکے ضمن مین بعض کو توحید محبت اور بعض کو دوام حضور میسر ہوتا ہے اور اس دورے کے تمام ہونے پر بعض ذکیون کو لطایف ستہ معلوم ہوتے ہین **تیسرا دورہ** قرب نوافل ہی

بخاریؒ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ میرا قرب نوافل کے ساتھہ چاہتا ہے یہان تک کہ میرا محبوب ہوجاتا ہے تو مین اوسکے کان بن جاتا ہون جن سے وہ سنتا ہی اور اوسکی آنکھین ہوجاتا ہون جن سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکے ہاتھہ ہوجاتا ہون جن سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکے پاؤن بن جاتا ہون جن سے وہ چلتا ہے اور بخاری کی اس روایت کے سوا اورون نے یہ بہی روایت کیا ہے اور اوس کا دل ہوجاتا ہون جس سے وہ سمجھتا ہے اور اوسکی زبان ہوجاتا ہون جس سے وہ کلام کرتا ہے اور اسکا بہید یہ ہی کہ نفس ناطقہ کا جوہر ٹوٹ جاتا ہے اور یہ کئی طور پر ہوتا ہے ۱- اللہ تعالیٰ نفس ناطقہ مین تجلی فرمائے خارج مین متحقق ہو اور یہہ مقام حضرت غوث اعظم کا ہی ۲- جذب الہی کا ثبوت نفس کی سختی کا مقابلہ کرے یہان تک کہ اوسکو بالکل بیکار کردے سوای صورت کے کچھہ اور اوس مین سے باقی نرہے یہ مقام خواجہ نقشبند کا ہے ۳- نفس کا تقرر ذات الہی مین نیست و نابود ہوجای اور یہ بات روشن ہوجاے کہ نفس کا تقرر ذات الہی کی شرح اور نمونہ ہی اور یہہ حالت شیخ احمد ولی اللہ کو عطا ہوئی تہی اور یہ مقام پرتوہ ہے حسین بن منصور حلاج کی معرفت کا اور اس مقام مین عبادت یہی ہے کہ حضوری حاصل ہوجاتی ہی اسی کا نام تجلی ذاتی ہے **چوتھا دورہ** حکمت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا- یعنی جسکو حکمت ملی بہت خوبی ملی اور قرب وجود یہی ہے اور کنہ اسکی یہ ہے کہ بندہ اپنی اوس ہیئت پر باقی رہتا ہے جسپر اوسکا عین ثابتہ ازل الآزال مین تہا یعنی اسکے موجود ہونے سے قبل جو علم اسکا اللہ کو تہا اور وہ صورت علمیہ اللہ سے قربت کی منزلت مین تہی اور تمام برائیون اور گناہون سے پاک تھی سو اسی حال پر بندہ باقی رہتا ہے اس مقام مین جب بندہ پہونچ جاتا ہی تو تمام علوم سابقہ حاصل ہوجاتے ہین اسماے الہی اور موجودات اور قرب باللہ اور شرع اور معاد اور عجائبات انسان کے علوم منکشف ہوجاتے ہین اعلیٰ درجہ کی وجاہت اور شہرت عالم اور خلایق مین قبولیت میسر ہوتی ہی **پانچوان دورہ** قرب فرایض ہی- حدیث قدسی مین جو آیا ہے ما تقرب الی عبدی بشئے احب الی الخ یعنی میرے جس بندے نے فرایض کے ذریعہ سے جو مجھکو بہت محبوب ہین میرا قرب حاصل کیا- اس حدیث مین اسی حدیث کی طرف اشارہ ہے اور کنہ اسکی حق کا بندے کے عین ثابتہ مین تجلی وجوبی کے ساتھہ جو خارج مین متحقق ہے ظہور فرماتا ہے اس مقام مین بندے کا دل اور بدن دونون طاعت الہی کے لئے مستعد ہوتے ہین خیال غیر جاتا رہتا ہے اور یہ لوگون کو یہی مقام قرب الہی کے راستے دکہاتا ہی اللہ کے سوا دوسرون کی عبادت کرنے سے اونکو روکتا ہے اور کسی کے ساتھہ رابطہ محبت باقی نہین رہتا مگر اللہ کے واسطے لوگون سے محبت رکہتا ہے دنیاوی کامون اور غرضون کے لئے لوگون سے غرض نہین رکہتا یہ مقام مرزا مظہر صاحب کا ہے **چھٹا دورہ** قرب ملکوت ہے اور ماہیت اس دورہ کی یہ ہی کہ وہ مقام صادق آجاے جسنے اوس کے سینہ سے طلوع کیا ہے یعنی تجلی الہی کہ اوسکے عین ثابتہ مین متحقق ہوئی ہی اون اسماء کے ساتھہ متحقق ہوئی ہے جنہون نے ملائکہ مقربین و انبیا مرسلین کے سینون سے طلوع کیا ہے اور اون کے انوار و کمالات

اور یہ تجلی

اوسکے اندر ظاہر ہوئے ہین یہہ جو ابوہریرہؓ سے مسلم نے روایت کی ہے اذا احبّ اللہ عبدا دعا جبریل فقال انی احب فلانا فاحبہ الحدیث یعنی جب اللہ اپنے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو پکارتا ہے جبریل کو اور فرماتا ہے کہ تحقیق مین دوست رکھتا ہون فلان شخص کو تو بہی اوسکو دوست رکھ اسی دورے کی طرف اشارہ ہی **ساتوان دورہ** کمال ہی حدیث شریف مین جو آیا ہے کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران واسیۃ امرأۃ فرعون وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمدؐ (تیسیر الوصول جلد دوم قسم ثانی ذکر خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا) یعنی مردون مین سے کامل بہت ہوئے عورتون مین سے کوئی کامل نہین ہوئی سوا ان چار کے ایک بی بی مریم ۲-آسیہ زوجۂ فرعون ۳-بی بی خدیجہؓ ۴- بی بی فاطمہؓ- اسی طرف اشارہ ہی اور ماہیت اس دورے کی یہ ہے کہ بندہ اون کمالات کے ساتھہ متحد ہوجاے جو آدمیون مین پیدا ہوئے ہین اور زبان حال کے ساتھہ خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہو اور یہہ دورۂ کمال گویا اون چھہ دورون کا مجموعہ ہے کہ سب ملکر یہہ کمال بندہ کو ہاتھہ آیا ہے اور صورت مقدسہ اوسپر فایض ہوئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا و انتہا اسی دورے مین سے تہی اور اس دورے کی یہہ خاصیت ہے کہ جو شخص اس دورے مین داخل ہوجاتا ہے وہ حقانیت کا لباس پہن لیتا ہے یعنی اوسکے سارے قوی و ملکات کا انتظام بگڑ جاتا ہے اور تمام صفات حق کا ظہور ہوجاتا ہے اوسکی ذات کی سب نسبتین جاتی رہتی ہین اوسمین اللہ ہی اللہ کا ظہور ہوتا ہی یہان تک کہ اوس کے ساتھہ دوستی عین اللہ کے دوستی اور اوس کے ساتھہ دشمنی عین اللہ کے ساتھہ دشمنی ہوتی ہے شیخ احمد ولی اللہ کہتے ہین ولما ابتدأت بناھذہ الدورۃ وانا جالس بعد العصر کانہ سلب عنی اللباس حتی صرت مجردا عریانا ثم حضر تجلی من تجلیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام علی یساری والبست لباس الحقانیۃ فضاقت النسمۃ وقالت حق حق حق ثم اطمأنت فکان ھذا افاضۃ الحقانیۃ مجملا ثم افیض الوابل المستدیم من فوقی وعن یمینی وعن شمالی وعن یساری بما کلت الالسن عن نعتہ وضاقت الصدور عن وصفہ والحمد للہ رب العالمین انتہی یعنی جب مجہکو یہہ دورہ شروع ہوا اوس وقت مین بیٹہا ہوا تہا عصر کا وقت گذر چکا تہا مجہے یہ معلوم ہوا کہ گویا میرا لباس اوتر گیا اور مین ننگا ہوگیا پہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات مین سے ایک تجلی آئی اور میری الٹی جانب کہڑی ہوگئی اور مین نے حقانیت کا لباس پہن لیا اس سے میری جان تنگی مین پڑ گئی اور کہنے لگی حق ہے حق ہے حق ہے پہر مجہے اطمینان حاصل ہوگیا تو حقانیت کا فیض مجملاً پہونچا تہا بعد اسکے فیض کی جہڑی بندہ گئی کہ ایک طرف سے فیض پہونچنے لگا اور اس فیض کے حال اور وصف کا بیان کسی دل و زبان سے ممکن نہین ہے اور یہہ کمال اوسی شخص کو حاصل ہوسکتا ہے جو ظاہر و باطن مین رسول کا نہایت متبع ہو +

کبھی اللہ اپنے کسی دوست سے وعدہ کرتا ہے اور پہر اوس وعدہ کو پورا نہین کرتا

کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالی اکسی اہل اللہ سے پہر نہین ظاہر کرتا اوس کام کو اوس وعدہ کے موجب باوجودیکہ الہام الہی
حق ہے تو یہ بات اکثر لوگون کو تعجب مین ڈالتی ہے اور اس تعجب کے دفع کرنیمین مشایخ نے کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ اکثر
اوقات لطف الہی اس بندے پر ہوتا ہے کہ ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اوس کا انتظار کرتا ہے پہر
وہ وعدہ وفا نہین ہوتا تو یہ بندہ محنت کی محبت سے ترقی کرکے منعم کی محبت اختیار کرتا اور افعال کی حب کو چھوڑکر ذات وصفات
کی حب کی طرف مائل ہوتا ہے غرضکہ بھی وعدہ وفا نکرنا عیب نہین ہے اللہ تعالی کی تنزیہ ہر عیب سے واجب ہی کیونکہ اکثر وفا نکرنا
بخل وغرور وفریب ہوتا ہے اور یہ عیب ہے اور اللہ تعالی عیب سے پاک ہے اور بندہ پر جب لطف منظور ہوتا ہے اور اوسکی
ترقی خدائے پاک چاہتا ہے تو ایسا کرتا ہے پس اللہ کی طرف سے وعدہ وفا نہونا بندے کے تقرب وترقی کا سبب ہے
تو یہ صفت کمال ہوئی اور اسکے لئے بہت سی نظیرین موجود ہین اون مین سے ایک نظیر یہ ہے کہ کسی لفظ کو عبارت مین
اوسکے محل کے واسطے ضرورت رعایت قافیہ کے مقدم ومؤخر کردیا جاتا ہے اسی طرح جب کسی لفظ کے حقیقی معنی لینے مین
خوبی اور عمدگی نہین ہوتی تو اوسکی جگہ مجاز کو استعمال کرلیتے ہین پس ہم اگر دونون باتون کو قرآن شریف کی عبارت
مین پاوین اور ان باتون کو اضطرار اور عدم قدرت پر حمل کرین تو یہ عیب ہے اور اگر ہم یہ سمجھین کہ قرآن شریف لغت
قریش مین نازل ہوا ہے اور اونکے محاورہ مین تقدیم وتاخیر بسبب رعایت قافیہ وفاصلہ کے جایز ہے یا مجاز کو کسی خوبی
کے لیئے استعمال کرتے ہین اور قرآن لغت قریش مین نہایت فصاحت وبلاغت کے درجہ پر نازل ہوا ہے اور یہ باتین
اوس مین محاورہ کی مناسبت کی وجہ سے رکھی گئی ہین اضطرار کی وجہ سے نہین بلکہ یہ اون پر لطف ہے کیونکہ اون کے
لغت مین ہے جسے وہ جانتے ہین تاکہ اوسمین غور کرین جس قدر غور کرنے کا حق ہے تو یہ صفت کمال ہے غرضکہ مشایخ
نے یون توجیہ کی ہے +

سلسلۂ پیران طریقت کے جداجدا ہونے کا بیان

یاد رکھو کہ پیران طریقت بطور مجتہدان شریعت کے ہین یعنی جیسے مقصود اصلی مجتہدان شریعت کا قرآن وحدیث سے مسائل
شریعت کا نکالنا ہے جس مین لوگ حلال وحرام اور نیک وبد سے واقف ہوون اور ہر ایک کا طریقۂ احکام نکالنے کا جدا
اور فہم جدا اور اون کے زمانے کے لوگ جدے ہین اس سبب سے اختلاف واقع ہوا اور فی الحقیقت اختلاف نہین
ایسے ہی پیران طریقت کا مقصود اصلی تحصیل نسبت اور وصول الی اللہ اور طریقہ اوسکا موافق اللہ جل شانہ اور
اوس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کرنا ہے پس ہر ایک نے مطابق اوس امر الہی کے جو اوس کی طرف
متوجہ ہوا اور جو نسبت اوسپر وارد ہوئی اور جیسے لوگ دیکھے طریقہ تحصیل نسبت اور وصول کی تعلیم کا شروع کیا اسی
جہت سے طریقے پیران طریقت کے مختلف ہوئے اور جو اس طریقے مین کامل مقرر کرنے والا اذکار واشغال کا ہوا
اوسکی طرف نسبت ہوئی شیخ بہاء الدین بن ابراہیم شطاری نے ایک رسالہ مشرب شطار کے بیان مین لکھا ہے

Marfat.com

اوس مین کہتے ہین الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلق۔ یعنی طریقے اللہ کی طرف پہونچنے کے اتنے ہین جتنی خلق کی سانسین ہین۔ یہ ۱۴ طریقے جنہین ۱۴ خانوادے بھی کہتے ہین اصل سب طریقون کی ہین۔ مناقب الاولیا مین کہا ہے کہ حسن بصریؒ ان چودہ خانوادون کے پیر ہین اس لئے کہ حبیب عجمی اور عبدالواحد بن زید دونون اونکے خلیفہ ہین سو نو خانوادے حبیب سے توسل رکھتے ہین اور پانچ عبدالواحد سے اور مالکؒ دینار بھی اون کے خلیفہ ہین۔

تنبیہ نسبت دو طور پر ہوتی ہے ۱۔ نسبت صحبت کی کہ مِن وعَن عالم شہادت مین ثابت ہوتی ہے ۲ نسبت اویسیت کی اور یہ روحی فیض ہوتا ہے اور اویسیت کی نسبت بھی قوی اور صحیح ہے ایسے شخص کو اویسی کہتے ہین جیسے شیخ علی فارمدی کو بہت سے مشایخ سے نسبت صحبت حاصل ہے جن مین سے دو بہت بڑے کامل ہین ایک ابوالقاسم قشیری رسالہ قشیریہ کے مصنف اور دوسرے ابوالقاسم گرگانی اور شیخ علی فارمدی کو روحی فیض ابوالحسن خرقانی سے ہے اور اون کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور اونکو امام جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے چنانچہ رسالہ قدسیہ مین خواجہ محمد پارسا نے ذکر کیا ہے۔

(۱) خانوادہ زیدیان - یہ طریقہ خواجہ عبدالواحد بن زید سے نکلا ہے یہ بزرگ حسن بصری کے خلیفہ تھے اور حضرت کمیل بن زیاد مرید امیرالمومنین حضرت علیؓ سے تربیت اور خرقۂ خلافت پایا تھا یہ خواجہ کمیل اور حسن بصری اون چار بزرگون مین سے ہین جو چار پیر کہلاتے ہین اور باقی دو پیر حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام ہین۔

(۲) خانوادۂ عیاضیان یہ خانوادہ خواجہ فضیل بن عیاض خلیفہ خواجہ عبدالواحد کی طرف منسوب ہے،

(۳) خانوادہ ادہمیان - اس خانوادہ کے مربی ابراہیم ادہم مرید خواجہ فضیل عیاض ہین جنہین سید الطائفہ جنید بغدادی مفاتیح القلوب کہتے تھے اور امام ابوحنیفہ مولانا و سیدنا ابراہیم کہا کرتے تھے لوگون نے اون سے کہا کہ آپ جب ہمیشہ حق کے ساتھ مشغول رہتے ہین تو حدیث کیون نہین پڑھا کرتے جواب دیا کہ صرف ایک اس حدیث سے ابھی تک فارغ نہین ہوا ہون ترک الدنیا رأس کل عبادۃ مگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ کتب احادیث مین مروی نہین ہے شاید بالمعنی آئی ہو حذیفہ مرعشی انکے خلیفہ تھے۔

(۴) خانوادۂ ہبیریان - اسکے مشار خواجہ ہبیرۃ البصری ہین جو مرید اور خلیفہ حذیفہ مرعشی کے تھے۔

(۵) خانوادۂ چشتیان - یہ خانوادہ خواجہ علو ممشاد دینوری چشتی سے ملتا ہے اور خواجہ علو ممشاد دینوری کو خرقہ خواجہ ہبیرہ بصری سے پہونچا ہے۔ دینور کے رہنے والے تھے۔ بغداد مین نشو و نما پایا نام ان کا خواجہ علو ہے اور لقب کریم الدین منعم۔ اقتباس الانوار مین لکھا ہے کہ ممشاد دینوری اور خواجہ علو ممشاد دینوری ایک ہین اور مرآۃ الاسرار مین دونو کو علیحدہ علیحدہ لکھا ہے اور انتباہ مین کہا ہے کہ مشایخ چشتیہ کے شجرون مین شیخ علو ممشاد دینوری لکھتے ہین اور اوسکا مقتضی یہ ہے کہ شیخ ممشاد و شیخ علو ایک شخص ہو اور بعضون

Marfat.com

کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سلسلہ مین شیخ علو ہے اور وہ ممشاد سے جدا ہین علو بکسر عین مہملہ و سکون لام ہے ابتدا اس خانوادہ کی خواجہ ابو اسحاق سے ہے جو علو دینوری کے خلیفہ تھے جب ملک شام سے خواجہ ابو اسحاق اپنے پیر کی خدمت مین مرید ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے تو اونہون نے دریافت کیا کہ تمہارا کیا نام ہے عرض کیا ابو اسحاق شامی حضرت علو دینوری نے فرمایا کہ آج سے تمکو چشتی کہا کرینگے تم چشت کے خواجہ ہو پھر مرید کرکے اور خرقۂ خلافت دیکر چشت مین رہنے کا حکم دیا یہ قصبۂ چشت مین جاکر رہے جو دو منزل ہرات سے درۂ کوہ مین واقع ہے اور اب اوسکو شاقلان کہتے ہین اور خواجہ ابو احمد ابدال نے کہ مشایخ چشت کے سرخیل ہین اون سے صحبت اور تربیت حاصل کی اور ہندوستان مین طریقۂ چشتیہ کے امام خواجہ بزرگ سید معین الدین بن سید غیاث الدین حسنی حسینی سنجری ہین یہ اول اون اولیاء اللہ مین سے ہین جنہون نے اقلیم ہند مین سلسلۂ ولایت قایم کیا بزرگان چشت کا ولایت ہند کی گردن پر بڑا حق ہے اس لئے کہ سلطان محمود غزنوی نے حضرات چشتیہ ہی کی ہمت بندھانے سے ہندوستان پر غزا کے لئے کمر ہمت باندھی تھی اور غزاے سومنات مین خواجہ محمد بن خواجہ ابو احمد چشتی بنفس نفیس سلطان کے ساتھ ہندوستان کو آئے خواجہ معین الدین سنہ ۵۸۳ھ مین اجمیر مین پرتھی راج کے عہد مین آئے تھے اور اونہین کی بددعا کی وجہ سے سلطان شہاب الدین غوری کے ہاتھہ سے پرتھی راج شکست پاکر اسیر ہوا اور اس زمانہ سے اسلام نے ہندوستان مین استحکام پایا اور کفر کی جڑ اوکھڑنے لگی اس لئے حضرت خواجہ کو ساتوین صدی کا مجدد کہتے ہین - خواجہ صاحب کو خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت تھی اور اونکو حاجی شریف زندنی سے اونکو خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے اون کو اپنے والد خواجہ یوسف بن محمد بن سمعان چشتی سے اون کو اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی سے اونکو اپنے والد خواجہ ابو احمد ابدال چشتی سے اون کو خواجہ ابو اسحاق شامی سے اور خواجہ صاحب کو سنجری اس لئے کہتے ہین کہ سیستان کے رہنے والے تھے سنجری بکسر سین مہملہ و سکون جیم و رائے معجمہ منسوب ہے سجستان کی طرف جو معرب ہے سیستان کا - شفاء العلیل مین لکھا ہے چشتیون کے یہان ایک نماز ہے جسکو صلوٰۃ المعکوس کہتے ہین ہمنے سنت مصطفویہ اور اقوال فقہا سے اسکی اصل اوسکی نہین پائی جس سے ہم اوسکی تقویت کرین اسی لئے ہمنے اوسکو ذکر نہین کیا اور علم اوسکے جواز اور عدم جواز کا خدا کے نزدیک ہے چشتیہ کے یہان ایک اور نماز ہے کہ اوسکو صلوٰۃ کن فیکون کہتے ہین اس لئے کہ مطلب برآری مین اوسکی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہے اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ جسکو سخت حاجت پیش آوے تو چاہیے کہ چارشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کی راتون مین دو رکعتین ادا کرے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ ایکبار اور قل ہو اللہ سو بار پڑھے اور دوسری رکعت مین سو بار اور قل ہو اللہ ایکبار اور سو باریون کہے اے دشواریون آسان کرنے والے اور سو باریون کہے اے اندھیریون کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار کرے اور سو بار درود پڑھے اور حق تعالیٰ سے دعا کرے بحضور قلب پھر جب تیسری رات ہو تو بھی یہی کرے جو مذکور ہوا پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے اوتارے اور اپنی آستین کو گردن مین ڈالے اور روئے

Marfat.com

اور حق تعالیٰ سے دعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاء اللہ دعا اوسکی مستجاب ہوگی۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے حاشیہ مین فرمایا ہے کہ بعضے ناواقفون نے اعتراض کیا ہے کہ آستین گردن مین ڈالنا کیونکر جایز ہوگا حالانکہ ادعیہ ماثورہ مین یہ ثابت نہین ہم جواب دیتے ہین کہ چادر کا الٹنا پلٹنا نماز استسقا مین رسول علیہ السلام سے ثابت ہے تاکہ حال عالم کا بدل جاوے تو اسی طرح آستین گردن مین ڈالنا امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے یا اظہار گرفتن حال کے حصول مقصود سے کیونکر ناجایز ہوگا +

(۶) **خانوادۂ عجمیان** - یہ خواجہ حبیب عجمی سے ملتا ہے جو خواجہ حسن بصری کے خلیفہ تھے۔

(۷) **خانوادۂ طیفوریان** - یہ بایزید بسطامی سے ملتا ہے جن کا نام طیفور ہے ابو یزید بسطامی اصحاب رائے یعنی قیاس و اجتہاد مین سے تھے مگر اس وجہ سے کہ اونپر دروازہ ولایت کھل گیا اوسمین مذہب چھپ گیا امام جعفر صادق کے خادم تھے شیخ الاسلام ابو اسمٰعیل انصاری ہروی نے کہا ہے کہ بایزید پر ڈھیرون جھوٹ باندھے ہے ایک یہ کہ مین آسمان پر چڑھا عرش پر ٹھہرا۔

(۸) **خانوادۂ کرخیان** جو خواجہ معروف کرخی سے ملتا ہے۔ معروف کرخی کا شمار صوفیہ کے اول طبقہ مین ہے سنہ دو سو مین انتقال کیا ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے تقصار مین سعدی کا یہ شعر لکھا ہے ؎

شنیدم کہ در کرخ تربت بسے ست + بجز گور معروف معروف نیست + پھر کہا ہے اما جامی قبراد در بغداد نوشتہ مین کہتا ہون کہ کرخ بغداد کا ایک محلہ ہے کوئی بغداد سے علیحدہ بستی نہین معروف نے بہت سے پیرون سے فیض حاصل کیا ہے اون مین سے اعلیٰ درجہ کے دو شخص ہین ایک امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام دوسرے داؤد طائی جنید کہ ۱۶۵ھ مین انتقال ہوا داؤد طائی نے حبیب عجمی کی صحبت پائی تھی اور حبیب نے حسن بصری کی اور حسن بصری نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اوٹھائی تھی جن مین سے ایک انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین +

(۹) **خانوادۂ سقطیان** - جو خواجہ سری سقطی مرید و خلیفہ معروف کرخی سے ملتا ہے +

(۱۰) **خانوادۂ جنیدیان** - جسکے سر حلقہ جنید بغدادی ہین جو اپنے ماموں سری سقطی کے مرید تھے۔

(۱۱) **خانوادۂ گازرونیان** - جو خواجہ ابو اسحاق گازرونی سے ملتا ہے اور یہ مرید و خلیفہ عبداللہ خفیف کے تھے اور وہ خواجہ محمد رویم کے مرید و خلیفہ تھے اور وہ خواجہ جنید بغدادی کے۔

(۱۲) **خانوادۂ طوسیان** - یہ خانوادہ علاء الدین طوسی کی طرف منسوب ہے کہ شیخ وجیہ الدین ابو حفص بن عمر بن عمویہ کے مرید تھے +

(۱۳) **خانوادۂ سہروردیان** یہ خانوادہ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقادر سہروردی مؤلف کتاب

Marfat.com

آداب المریدین سے شروع ہوا ہے یہ مرید شیخ وجیہ الدین ابو حفص کے تھے جو چار واسطہ سے جنید کے مرید ہین اور شیخ ابو نجیب شیخ احمد غزالی سے بھی خرقہ خلافت رکھتے تھے جو پانچ واسطہ سے ابو حفص عمر بن محمد عبری کے مرید ہین شیخ ابو نجیب کا انتقال ۵۶۳ھ مین ہوا ہے شیخ شہاب الدین سہروردی ان کے بھتیجے اور مرید تھے اور فرقۂ سہروردیہ کا طریق ہندوستان مین مخدوم بہاء الدین زکریا مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی جہت سے شائع ہوا ہے اور خراسان مین شیخ نجیب الدین علی بن بزغش (بضم باے موحدہ وسکون زاے معجمہ وضم غین معجمہ وسکون شین معجمہ) مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کی جہت سے پھیلا ہے عوارف المعارف ورشف النصائح واعلام التقی وغیرہ شیخ شہاب الدین کی تصنیفات سے ہین اور اوراد واشغال واعمال اس طریقہ کے عوارف المعارف مین لکھے ہوئے ہین اور کتاب اوصایا رالقدسیہ مؤلفہ شیخ زین الدین خوافی مین بعض آداب اس طریقہ کے مذکور ہین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے اون کے حق مین فرمایا تھا انت اخو المشهورين بالعراق تصوف مین عوارف بھی نہایت عمدہ کتاب ہے شیخ سعدی شیرازی ان کے مرید تھے ان کے حق مین کہتے ہین۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب ‌ ‌ ‌ ‌ دو اندرز فرمود بر روے آب

یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش ‌ ‌ ‌ ‌ دگر آنکہ بر غیر بدبین مباش

سعد الدین حموی سے کسی نے پوچھا کہ ابن عربی کو کس طرح پایا کہا کہ بحر مواج ہے اسکی انتہا نہین پھر سائل نے کہا سہروردی کو کیسا پایا جواب دیا کہ نور متابعت حضرت رسالت پناہ سہروردی کی پیشانی مین چمکتا ہے ان کا انتقال ۶۳۲ھ مین ہوا تھا اور شہاب الدین مقتول سہروردی اور ہین اور یہ مولانا شمس الدین تبریزی کے مرید تھے حکمت مشائیان واشراقیان مین متبحر تھے جب حلب مین پہونچے تو ملک ظاہر بن ملک صلاح الدین ان کے معتقد ہو گئے اس بات سے فقہا کو حسد پیدا ہوا اور اون کے خلل عقیدے پر فتوی دیکر ۵۸۶ھ یا ۵۸۷ھ یا ۵۸۹ھ مین قتل کرا دیا۔

(۱۴) خانوادۂ فردوسیان یہ خانوادہ شیخ نجم الدین کبریٰ کی طرف مشہور ہے جو شیخ وجیہ الدین کے اشارہ سے ابو نجیب سہروردی کے مرید ہوئے اور اونھین سے خرقۂ خلافت پہنا شیخ نے فرمایا کہ تم مشایخ فردوسی ہو اوس دن سے خانوادۂ فردوسیان پیدا ہوا۔ یہ بیان مطابق انوار العارفین کے ہے اور تاریخ سرجان مالکم مین بھی مذکور ہے کہ فردوسیہ مریدان نجم الدین فردوسی ست واو خلیفۂ ابو نجیب سہروردی ست۔ اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھا ہے کہ شیخ مقتدا نجم الحق والدین ابو الجناب احمد بن عمر بن محمد خوارزمی خیوقی معروف بالکبریٰ مشہور ولی تراش کبیر دو جہتون سے سلسلہ تصوف مین خلافت حاصل ہے ایک تو اونہون نے شیخ عمار بن یاسر کی صحبت پائی اور اون سے تصوف کو حاصل کیا اونہون نے شیخ ابو نجیب عبد القاہر بن عبد اللہ سہروردی سے کہ ممشاد دینوری مرید جنید بغدادی تک یہ سلسلہ پہونچتا ہے اور دوسری جہت سے یہ کہ اونہون نے صحبت پائی اور اصل خرقہ پہنا اور طریقہ

علاصل کیا شیخ اسمٰعیل قصری مرید محمد بن مالکیل سے (بہ سکون لام وکسر کاف وسکون یاے تحتانی اور بعض نسخون مین بجاے لام اول نون ہے) جن کا سلسلہ شیخ کمیل بن زیاد تک پہونچتا ہے اور خرقہ اصل سے مراد یہ ہے کہ تبرک کی جہت سے نہ علوم ظاہری مین محی السنۃ کے شاگرد رشید تھے اور طلب علم کے زمانہ مین جسکے ساتھ مناظرہ کرتے اوسپر غالب آتے اس لئے لوگ اونکو طامۂ کبری کہنے لگے جسکے معنی بڑی آفت کے ہین اور یہ لقب اس آیت سے ماخوذ ہے فاذا جاءت الطامۃ الکبریٰ پر لفظ طامہ تو گیا اور فقط کبری رہگیا اور ان کے طریقہ کو **کبرویہ** کہا کرتے ہین اور ولی تراش اس لئے انکا نام ہے کہ غلبۂ حال مین سپر نظر ڈالتے ولی ہوجاتا۔ ابوالجناب نون کی تشدید سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خطاب دیا تھا اس طریقے کے شعبے بہت ہین اون مین سے بہت مشہور ترکستان و کشمیر وغیرہ مین سید علی ہمدانی کا شعبہ ہے اور بہت نادر اوسکا خرقہ کبرویہ خواجہ نقشبند کی جہت سے ہے شیخ کے مرید بہت تھے مگر اون مین سے چند مرید یگانۂ عصر گذرے ہین جیسے شیخ مجدالدین بغدادی۔ شیخ سعدالدین حموی شیخ بابا کمال جندی و شیخ رضی الدین علی لالا و شیخ سیف الدین باخرزی و شیخ نجم الدین رازی و شیخ جمال الدین گیلی۔ ان خانوادون سے چالیس اور خانوادے پیدا ہوگئے ہین اون مین سے جسقدر مشہور ہین وہ بیان ہوتے ہین۔

(۱) **خانوادہ قادریہ غوثیہ** یہ خانوادہ حضرت شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی کی طرف منسوب ہے اور طریقہ قادریہ کے بہت سے شعبے ہین اور بہت پکا طریقہ اہل حدیث کے نزدیک شعبہ اکبریہ ہے شیخ محی الدین ابن عربی کی جہت سے اور عوام مین بہت مشہور شعبہ جیلانیہ ہے۔ سادات جیلان کی جہت سے اور یمن مین بہت مشہور طریقہ قادریہ کا شعبہ مسرعیہ ہے اور کتاب غنیۃ الطالبین و فتوح الغیب و مجالس ستین مین اصل طریقہ انکا مفصل مذکور ہے اور مجالس ستین حضرت شیخ جیلانی کے ملفوظات ہین اور حضرت شیخ اپنے وقت کے مجدد تھے چنانچہ ابن رجب حنبلی کے طبقات مین سنہ نوسو کے اخیر تک کے مجتہدین و مجددین مثل ابن تیمیہ و حافظ ابن القیم اور ابن قدامہ مقدسی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ کا ذکر بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ اور حضرت غوث اعظم کو طریقہ ابو سعید مخرمی (بضم میم و تشدید راے مہملہ) سے ملا ہے اونکو ابوالحسن قرشی سے اون کو ابوالفرج طرطوسی سے اون کو ابوالفضل عبدالواحد تمیمی سے اونکو اپنے باپ شیخ عبدالعزیز تمیمی سے اون کو ابوبکر شبلی سے اور اونکو جنید بغدادی سے اور جو بعضے شجرہ نویس حضرت غوث اعظم کے لئے سلسلہ نسب کا ثابت کرتے ہین اوس مین بقول مؤلف انباہ جاے گفتگو ہے اس لئے کہ کوئی ایسا قرینہ نہین پایا جاتا کہ باطن کی تربیت اس سلسلہ مین ہوئی ہو۔

(۲) **خانوادہ نسویہ** اس خانوادے کی ابتدا حضرت خواجہ احمد یسوی پیر ترکستان سے ہے جو خواجہ ابو علی فارمدی کے خلیفہ سوم ہین جن کا سلسلہ جنید بغدادی تک پہونچتا ہے۔ رشحات مین لکھا ہے کہ ترک انکو اتا یسوی کہا کرتے تھے یسی ایک شہر ہے ترکستان مین اوس کے باشندے ہین۔

Marfat.com

(۳) **خانوادۂ نقشبندیہ**۔ اسکا ظہور خواجہ بہاء الدین نقشبند محمد بن محمد بخاری سے ہوا اون کے پیر محمد بابا سماسی ہین اور خواجہ نقشبند محمد بابا سماسی کے خلیفہ میر سید محمد کلال کی صحبت مین رہے ہین اور خواجہ محمد بابا سماسی کے پیر خواجہ علی رامیتنی ہین جنکا لقب اس سلسلہ مین عزیزان ہے اون کے پیر خواجہ محمود ابو الخیر فغنوی اور اون کے پیر خواجہ ریوگری اور اون کے پیر خواجہ عبد الخالق غجدوانی ہین اور اون کے پیر خواجہ یوسف ہمدانی ہین اور اون کے پیر خواجہ علی فارمدی ہین اور یہ کئی واسطہ سے جنید بغدادی کے مرید ہین عبد الخالق غجدوانی کے وصایا مشہور ہین جنپر شیخ خوب اللہ الہ آبادی نے شرح لکھی ہے ۷۹۱ھ مین خواجہ نقشبند کا انتقال ہوا تھا خواجہ محمد پارسا و یعقوب چرخی اون کے خلفا مین سے ہین۔ طریقہ نقشبندیہ مطابق کتاب و سنت کے ہے جنکا ثبوت قطعی ہے اور جو کچھ منطبق قطعی پر ہو وہ بھی قطعی ہے پس یہ طریقہ قطعی ہے۔ یہ طریقہ قرن اولی کے مشابہ ہے کہ جس مین بالکل تصرف نہین ہوا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مجدد نے فرمایا ہے کہ قیامت تک ہمارا طریقہ رہے گا بشرطیکہ اوس مین کوئی بدعت کی بات مل نہ جائے مولوی روم فرماتے ہین

؎ تو نقش نقشبندان را چہ دانی + تو شکل پیکر و جان را چہ دانی + ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست + حقائقہای ایمان را چہ دانی

مولوی جامی فرماتے ہین ؎ قدر مل و گل بادہ پرستان دانند + نے خود منش و تنگدستان دانند + از نقش تو ان بسوے بے نقش شدن + این نقش غریب نقشبندان دانند + طریقہ نقشبندیہ کے بھی بہت سے شعبے ہین ملک ہندوستان مین دو جہت شائع ہین ایک تو خواجہ محمد باقی کی جہت سے اور دوسرا میر ابو العلی اکبر آبادی کی جہت سے اور ماوراء النہر مین مخدوم اعظم مولانا خواجگی کی جہت سے مشہور ہے اور ان سب مین بہت مشہور بموجب تصوف کے رسالون کے اور اشغال قوم کے بیان مین شعبہ جامیہ ہے اور پھر خواجہ محمد باقی کی جہت سے بہت سے شعبے ہین اون مین سے دو شعبے بہت مشہور ہین ایک شعبہ شیخ محمد معصوم خلف شیخ احمد سرہندی کا جو اپنے باپ سے بیعت رکھتے تھے اور دوسرا شیخ آدم بنوری خلیفہ شیخ احمد سرہندی سے جو خواجہ محمد باقی کے مرید و خلیفہ تھے اور ان دونون شعبون مین ایسے اشغال ہین جو متقدمین کے طریقے مین نہ تھے۔ شیخ تاج الدین سنبھلی خلیفہ خواجہ محمد باقی کا ایک رسالہ ہے مختصر اشغال نقشبندیہ مین اوسمین لکھا ہے کہ حضرات نقشبندیہ کا عقیدہ وہی ہے جو عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے اور طریقہ اون کا یہ ہے کہ ہمیشہ عبودیت مین رہین جو بغیر اداے عبادات کے متصور نہین اور وہ عبارت ہے اس سے کہ ہمیشہ حق تعالی کے خیال مین رہے غیر کا شعور بالکل جاتا رہے بلکہ اس بات کا بھی ذہول ہو جائے کہ مجھکو وجود حق کے ساتھ حضوری حاصل ہے۔ اور یہ سعادت عظمی بغیر جذبۂ الہی کے حاصل نہین ہو سکتی اور طریق جذبہ مین کوئی بہت قوی سبب نہین سوا ایسے شخص کی صحبت کے جسکا سلوک بطریق جذبہ کے ہو شیخ ابو علی دقاق نے کہا ہے کہ جو درخت خود بخود اوگتا ہے اوس سے پھل نہین حاصل ہوتا اور جو اوس مین پھل لگتا بھی ہے تو اوس مین لذت نہین ہوتی اور سنت الہی اس بات پر جاری ہے کہ ہر ایک کام کسی سبب کے ذریعہ سے ہو تو جیسے ظاہر توالد و تناسل بے مان اور باپ کے نہین حاصل ہوتا اسی طرح توالد معنوی کا حاصل ہونا بغیر مرشد کے مشکل ہے۔ اور طریقے وصول الی اللہ

کے بطور حضرات نقشبندیہ سکے تین ہین **پہلا طریقہ** ذکر ہے اور **دوسرا طریقہ** وصول کے سبب اور معرفت کے حصول مین بہت آسان اور بہت قریب ہے اور توجہ اور مراقبہ ہے اور **تیسرا طریقہ** صحبت ہے اوس شیخ سے جو مشاہدہ کے مقام کو پہونچا ہوا ہے اور تجلیات ذاتیہ سے متحقق ہوا ہے اور مشایخ نقشبندیہ کی چند اصطلاحات ہین جن پر نقشبندون کے طریقے کی بنا ہے بعضے کلمون مین تو اون کے اشغال کی طرف اشارہ ہے اور بعضون مین اون کی تاثیر کی شرطون کی جانب اشارہ ہے اور وہ یہ ہین ۱ - ہوش در دم - ۲ - نظر بر قدم - ۳ - سفر در وطن ۴ - خلوت در انجمن ۵ - یاد کرد - ۶ بازگشت - ۷ نگہداشت ۸ یادداشت - یہ آٹھ کلمے خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے منقول ہین اور اون کے بعد ین اصطلاحین خواجہ نقشبند سے مروی ہین ۱ وقوف زمانی ۲ وقوف قلبی ۳ وقوف عددی -

ہوش در دم کے معنی یہ ہین کہ ہر سانس کے ساتھ بیدار اور ہوشیار رہے خیال رکھے کہ نہ غفلت سے کوئی سانس داخل ہو اور نہ غفلت سے کوئی سانس نکلے -

نظر بر قدم سے یہ مراد ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ اوسکی نظر قدم پر ہو شہر مین چلے پھرے یا جنگل مین پھرے اسلئے کہ اوسکی نظر متفرق نہو جاے اور جسے نہ دیکھنا چاہیے اوسے نہ دیکھے اس لئے کہ نقوش مختلفہ کا دیکھنا اور تعجب انگیز رنگون پر نظر کرنا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے اور اوس سے روکتا ہے جس کی وہ طلب مین ہے اور نظر ہی کے حکم مین ہے لوگون کی آواز اور اون کی باتون کی طرف کان لگانا اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ سالک کی نظر اول ہی مرتبہ سلوک کی انتہا پر ہو یعنی فقط حضرت ذات کی طرف اوسکی نظر ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ معنی ہو جو شیخ ادہمؒ نے فرمایا ہے ادب المسافر ان لا یجاوز ہمتہ قدمہ یعنی مسافر کا ادب یہ ہے کہ اوسکی ہمت کا قدم پیچھے نہ پڑے -

سفر در وطن کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی طبیعت بشری مین سے سفر کرے یعنی بری صفتون کو چھوڑ کر اچھی اختیار کرے اور بعضون نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غیب کو شہادت مین دیکھے -

خلوت در انجمن اسے کہتے ہین کہ سالک بظاہر خلقت کے ساتھ ہو اور باطن مین خالق کے ساتھ باہمہ کام مین ہو اور دل حق کی طرف رجوع ہو - بزرگون نے کہا ہے کہ اس طریقہ مین جمعیت ہے مجلس مین اور تفرقہ ہے خلوت مین -

یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اوس ذکر کی تکرار رکھے جسکو مرشد سے سیکھا ہے یہان تک کہ حق جل شانہ کی حضوری حاصل ہو جاے -

بازگشت رجوع کرنا اور پھرنا مراد اس سے یہ ہے کہ ہر دفعہ سے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے اور اللہ سے یون دعا کرے کہ اے رب میرے تو ہی میرا مقصود ہے مینے دنیا اور آخرت کو تیرے ہی لئے چھوڑا اپنی نعمت کو مجھپر پورا کر اور وصال اپنا مجھکو نصیب فرما -

نگاہداشت عبارت ہے اس رجوع کی حفاظت سے -

یادداشت ذکر مقدس کے رہیان کا نام ہے جو بلا ذریعہ تخیلات اور الفاظ کے ہو۔

وقوف زمانی سالک جب سلوک کے درمیان مین آوے تو چاہیے کہ اپنی ذات کا تھوڑی تھوڑی دیر مین تفحص کرتا رہے اس طرح کہ ہر ساعت کے بعد تامل کرے کہ اس ساعت مین غفلت آئی یا نہین سو اگر غفلت آگئی ہو تو استغفار کرے اور آیندہ کو اوسکے چھوڑنے کا ارادہ کرے اسی طرح مدام تفحص کرتا رہے یہان تک کہ دوام حضور کو پہونچ جاوے

وقوف عددی یعنی ذکر قلبی مین تعداد کی رعایت مدنظر رکھے اور خیال رکھے کہ اوس کے دل نے کتنی بار ذکر کیا ہے تاکہ اس خیال مین مبتلا ہونے سے متفرق خطرے نہ آوین۔

وقوف قلبی اس سے مراد ہے کہ قلب اللہ جل شانہ کے ساتھ ایسی وجہ سے حاضر اور ہوشیار رکھے کہ دل کو غیر حق سے کچھ غرض نہو اور یون بھی کہا ہے کہ ذاکر اپنے قلب سے واقف ہو یعنی ذکر کے درمیان قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو جسکو مجازاً قلب کہتے ہین اور بائین طرف پستان کے مقابل ہے اور دل کو ذکر سے اور ذکر کے مفہوم سے مہمل اور بیکار نہ چھوڑے ذکر سے رفع غفلت مقصود ہے اور یہ حاصل نہین بدون وقوف قلبی کے۔

اور نقشبندیہ مین طریقہ **احمدیہ** حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی خلیفہ خواجہ محمد باقی باللہ بن قاضی عبدالسلام سے علاقہ رکھتا ہے اور خواجہ محمد باقی باللہ نے خواجہ امکنگی سے اونہون نے مولانا درویش محمد سے اونہون نے مولانا زاہد سے اونہون نے خواجہ عبیداللہ احرار سے اونہون نے مولانا یعقوب چرخی اور خواجہ علاء الدین غجدوانی سے اور ان دونون بزرگون نے بلا واسطہ و بواسطہ خواجہ نقشبند سے صحبت پائی اور خلافت حاصل کی اور شیخ احمد صاحب کے فضل و کمال کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مرزا مظہر جان جانان اون کے طریق پر تھے۔ اور محمولات مظہریہ مین لکھا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ حضرت مرزا مظہر صاحب کے طریقہ کو بوجہ سنت سنیہ کے بہت پسند کرتے تھے اور خطوط بڑے بڑے القاب کے ساتھ لکھتے تھے اور حاجی محمد افضل الہ آبادی کہ محدث تھے کہتے تھے کہ مرزا مظہر صاحب سنت مین اعلیٰ درجہ کا رتبہ رکھتے تھے اور قدم اون کا اس باب مین مستقیم تھا اور کلام ان دونون بزرگون کا شاہد عادل ہے اس بات پر کہ حضرت مرزا صاحب کو اتباع سنت اور جادۂ شریعت و طریقت مین پورا حصہ حاصل تھا۔

جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع مین ایک حدیث زید ابن جابر کی نقل کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یکون فی امتی رجل یقال له صلة یدخل بشفاعته الجنة کذا وکذا یعنی میری امت مین ایک آدمی پیدا ہوگا جسے صلہ کہا کرینگے اوسکی شفاعت سے جنت مین اسقدر آدمی ہونگے۔ شیخ بدرالدین نے کتاب حضرات القدس مین ذکر کیا ہے کہ یہ بشارت حضرت مجدد الف ثانی کے وجود کی ہے اس لیے کہ وہ درمیان صوفیہ اور علما کے صلہ یعنی پیوند تھے کہ فریقین کے اختلاف وحدت وجود کو اختلاف لفظی کی طرف راجع کر دیا ہے اور آپ تحریر فرمایا ہے الحمد للہ الذی جعلنی صلة بین البحرین ومصلحة بین الفئتین اور اونکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ قیامت مین

تمہاری شفاعت سے اتنے ہزار آدمی بخشے جاوینگے اس حدیث کے مصداق وہی ہین اور اس مدت ہزار سال مین کوئی اور اس لقب کے ساتھ ملقب نہین ہوا ہے اور اس استنباط کی نقلیات اور کشفیات سے تائید ہوتی ہے خطبۃ القدس مین نواب سید صدیق حسن خان نے مجددون کی بحث مین کہا ہے و این مجددان در ہر قطر از اقطار ارض گذشتہ اند چہ عرب و چہ عجم مثلاً در ہند شیخ احمد سرہندی مجدد مسلک صوفیہ بودہ اند و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مجدد تقدیم سنن بر فقہ و مولانا محمد اسمٰعیل شہید مجدد عمل بالحدیث و در یمن حافظ محمد بن ابراہیم وزیر مجدد سنت و سید محمد بن اسمٰعیل امیر مجدد اتباع و قاضی محمد علی شوکانی مجدد توحید و سنت انتہی۔ اسی وجہ سے شیخ احمد صاحب کے خانوادہ کو **مجددی** کہتے ہین مگر شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانہ مین یہ خانوادہ احمدیہ کہلاتا تھا چنانچہ اونہون نے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھا ہے ملا محمد دلیل ذکر کردہ اند کہ بجانب امیر موسیٰ بہٹی کوٹیکے از بزرگان خانوادۂ احمدیہ این ملقب نوشتہ بودند انتہی اور شبلی مین بھی شیخ احمد سرہندی کے سوا اس لقب کو ذکر نہین کیا۔ اور شاہ غلام علی صاحب نے بھی سبحۃ مرجانیہ مین اس خانوادہ کو خانوادۂ احمدیہ کے ساتھ یاد کیا ہے شیخ عبدالحق دہلوی کو اوائل مین شیخ احمد مجدد الف ثانی کے ساتھ عقیدت و صفائی نہ تھی مگر آخر مین اپنے اون خیالات سے رجوع کر لیا تھا اپنے ایک خط مین خواجہ حسام الدین خلیفہ خواجہ باقی باللہ کو لکھتے ہین کہ درین ایام صفائی فقیر بخدمت میان شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ از حد متجاوز ست و اصلا پردۂ بشریت و غشاوۂ جبلیت بمیان نماندہ و قطع نظر از رعایت طریقہ و انصاف و حکم عقل کہ باین چنین عزیزان بزرگان بد نباید بود در باطن بطریق ذوق و وجدان و غلبہ چیزے افتادہ کہ زبان از تقریر آن لال ست سبحان اللہ مقلب القلوب و مبدل الاحوال شاید ظاہر بینان استبعاد کنند من نمیدانم کہ حال چیست و بچہ منوال ست انتہی۔ شیخ احمد صاحب ۹۷۱ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۱۰۳۴ھ مین انتقال کیا شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن شیخ احمد سرہندی کے طریقہ احمدیہ مین بہت عمدہ مکتوب ہین اور نقشبندیہ طریقہ مین طریقہ **احسنیہ** وصول سے بہت قریب ہے اور یہ طریقہ منسوب ہے شیخ آدم بنوری کی طرف جو شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ ہین۔

(۴) **خانوادہ نوریہ** جو شیخ ابوالحسن نوری کی طرف منسوب ہے جنکا نام احمد بن محمد تھا اور ابن نوری عرف اور یہ سری سقطی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

(۵) **خانوادہ خضرویہ**۔ یہ خانوادہ خواجہ خضرویہ سے شروع ہوا ہے جو خواجہ حاتم اصم کے مرید تھے اور وہ شقیق بلخی کے اور وہ ابراہیم ادہم کے۔

(۶) **خانوادہ شطاریہ**۔ یہ خانوادہ عبداللہ شطاری کی طرف منسوب ہے جو شیخ محمد عارف کے خلیفہ تھے شیخ عبداللہ شطار شیخ شہاب الدین سہروردی کے اولاد مین سے ہین سلسلۂ ارادت شیخ عبداللہ کا پانچ واسطہ سے شیخ نجم الدین کبریٰ تک پہونچتا ہے۔ مرآت الاسرار مین لکھا ہے کہ اول سلسلۂ طیفوریان مین شطار کے ساتھ ملقب ہوا

Marfat.com

وہ شیخ عبد اللہ ہین شطار کے معنی لغت مین تیز رو ہین اور صوفیہ کی اصطلاح مین علم شطار ایک قسم کے شغل باطنی کو کہتے ہین
جسکے کسب سے فنا فی اللہ اور بقا باللہ حاصل ہوتی ہین شیخ عبد اللہ کو چونکہ اسکا زیادہ کسب تھا اس لئے شیخ محمد عارف نے یہ لقب
عطا کیا جب یہ لقب اونہین ملا تو سلسلۂ شطاریہ پہلا قلعہ منڈو مین شیخ عبد اللہ شطار کا مزار ہے شیخ بدہن شطاری اونکی اولاد
مین سے سلطان سکندر کے عہد مین اس طریقہ مین بڑے مشہور تھے شیخ محمد غوث گوالیاری ان کے اکمل خلفا مین سے تھے اس
ملک مین انہین کی جہت سے یہ طریقہ جاری ہے اور انتباہ مین ہے کہ فی الحقیقت شیخ محمد غوث گوالیری سے پہلے کچھ اس طریقہ کی
شہرت اس ملک مین نہ تھی اور ہندوستان مین جو پہلے جاری ہوا عبد اللہ شطار سے ہوا اور جسنے پہلے یہ طریقہ جاری کیا ہے
وہ شیخ محمد خدا قلی ماوراالنہری ہین کتاب جواہر خمسہ مؤلفہ شیخ محمد غوث گوالیاری اسی طریقہ کے اعمال و اشغال مین ہے اور
دعاے سیفی بھی وہین سے ہے اور ابو یزید بسطامی کی روحانیت کے ذریعہ سے امام جعفر صادق کی روحانیت تک اسکا سلسلہ
ختم ہوتا ہے اور ابو الحسن خرقانی اس سلسلہ کے رجال مین سے ہین -

(۷) **خانوادہ حسنیہ بخاریہ** کہ سادات کے ذریعہ پہونچتا ہے لطائف اشرفی مین لکھا ہے کہ صوفیہ کے
تمام فرقون کا منشا اور تمام سلاسل کی جڑ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہین خصوصاً اونکا خاندان عالی اور سادات کا سلسلہ اور
سلسلہ سادات بخاریہ کی نسبت کا منشا اور اس سلسلہ کے سید المتاخرین سید جلال الدین حسین بخاریؒ ہین جن کا لقب
مخدوم جہانیان جہان گشت ہے چونکہ بخارا مین رہتے تھے اس لئے سید جلال الدین بخاری کہتے ہین اور سادات بخاریہ ان کی
طرف منسوب ہین ان کے دادا کا نام بھی سید جلال الدین بخاری ہے اور سید جلال سرخ کے نام سے مشہور ہین سید جلال سرخ
شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کے مرید تھے اور بخارا سے بکر مین آئے اور سید بدیع الدین بکری کی دختر سے نکاح کیا تاریخ
فرشتہ مین لکھا ہے کہ نسب اونکا کہ امام علی ہادی تک یون پہونچتا ہے سید جلال سرخ ابن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد
بن محمود بن عبد اللہ بن علی اشقر بن جعفر بن امام علی ہادی اور تذکرۃ السادات مین جعفر زکی ملقب بکذاب کے بعد تین باپ
ذکر کئے ہین یعنی جعفر بن محمود بن احمد بن عبد اللہ بن علی اشقر اور منبع الانساب مین یون لکھا ہے جعفر بن محمد بن محمود بن احمد
بن عبد اللہ اور انوار العارفین مین یون ذکر کیا ہے جعفر بن محمد بن احمد بن عبد اللہ اور رسالۂ زیدیہ مین ایک جگہ لکھا ہے جعفر
بن محمود بن احمد بن عبد اللہ اور دوسری جگہ لکھا ہے جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن محمود بن عبد اللہ اور خزانہ جلالی مین لکھا ہے
جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن عبد اللہ اور رسالۂ اشرفی مین محمد بن محمود کو درمیان سے ساقط کر دیا ہے غرضکہ ایک نسخہ بھی
دوسرے سے متفق نہین اور یہ اختلاف اس طرح ہے جیسے نسب بنوی مین عدنان کے بعد اختلاف ہے غرضکہ سید جلال سرخ
کے بعد اونکے بیٹے سید احمد کبیر سجادہ نشین ہوئے جن کے دو بیٹے مریم بنت سید مجاہد الدین کے بطن سے پیدا ہوئے ایک
مخدوم جہانیان جہان گشت دوسرے سید صدر الدین راجو قتال مخدوم جہانیان جہان گشت کو اجازت و خلافت کچھ اوپر تین سو
چالیس مشایخ سے حاصل ہوئی ہے مگر پورے طور پر تربیت و ارشاد شیخ رکن الدین ابو الفتح سہروردی اور شیخ نصیر الدین

محمود چشتی سے پائی ہی اور اون کے خاندان مین اب تک یہی دو سلسلے جاری ہین سہروردی چشتی اور تیسرا خانوادہ حسنیہ بخاریہ ہی پھر اون کے بعد مقامات مذکورہ خلافتہاے متعددہ کے ساتھ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی کو پہونچی اور یہہ سلسلہ سادات بخاریہ کا سلسلۃ الذہب ہے اسلئے کہ اس سلسلہ مین سوائے اہل بیت نبوت کے کوئی دوسرا درمیان مین نہین ہی کیونکہ سید جلال الدین حسین بخاری مخدوم جہانیان جہان گشت جنکی طرف خانوادۂ حسنیہ بخاریہ منسوب ہے سید احمد کبیر بخاری کے مرید تھے اور وہ سید جلال اعظم بخاری کے اور وہ سید ابو المویّد بخاری کے اور وہ سید جعفر بخاری کے اور وہ سید محمود بخاری کے اور وہ سید احمد کے اور وہ سید عبداللہ کے اور وہ سید علی اشقر کے اور وہ امام علی کے جنکا لقب ہادی و عسکری اور کنیت ابو الحسن اور عرف نقی نون سے ہی اور انہون نے اپنے باپ محمد کی صحبت پائی ہے جنکا لقب جواد اور تقی تاے فوقانی سے ہی اور کنیت ابو جعفر ہے اور انکو ابو جعفر ثانی بھی اسوجہ سے کہتے ہین کہ یہہ کنیت امام محمد باقر کی بھی ہے اور اونہون نے اپنے باپ علی سے تربیت پائی ہے جنکا لقب رضا و مرتضی و صابر و رضی و وفی و کنیت ابو الحسن ہے اور امام علی نے اپنے باپ موسی کی صحبت پائی ہے جنکا لقب کاظم و کنیت ابو الحسن و ابو ابراہیم ہے اور امام موسی نے اپنے باپ جعفر کی صحبت مین تعلیم پائی تھی جنکا لقب صادق اور کنیت ابو عبداللہ ہے اور اونہون نے اپنے والد امام محمد سے تہذیب باطنی حاصل کی تھی جنکا لقب باقر اور کنیت ابو عبداللہ ہے اور امام محمد نے اپنے باپ علی سے تعلیم حاصل کی تھی جنکا لقب زین العابدین اور کنیت ابو بکر و ابو الحسن و ابو محمد ہے اور امام زین العابدین نے اپنے والد امام حسینؓ کی صحبت پائی تھی اور اونہون نے حضرت علی مرتضی سے حاصل کیا تھا اور جناب مرتضی نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔

(۸) **خانوادۂ زاہدیہ** یہہ سلسلہ خواجہ بدر الدین زاہد سے چلا ہے جو مرید و خلیفہ خواجہ فخر الدین زاہد کے تھے جنکا واسطہ خواجہ ابو محمد رویم کے ذریعہ سے سید الطائفہ جنید بغدادی تک پہونچتا ہے۔

(۹) **خانوادۂ انصاریہ** یہہ خانوادہ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی سے منسوب ہے جو خواجہ ابو الحسن خرقانی کے خلفا مین سے تھے۔

(۱۰) **خانوادۂ صفویہ** یہہ سلسلہ شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی سے جاری ہے جو مرید و خلیفہ دوم شیخ زاہد ابراہیم گیلانی کے تھے جنکا سلسلہ شیخ ابو نجیب نجم الدین سہروردی سے جنید بغدادی تک پہونچتا ہی۔

(۱۱) **خانوادۂ مدینیہ** جو شیخ ابو مدین شعیب بن حسین بن ابو الحسن مغربی تک اون کے خلیفہ شیخ والدین بن عربی کی جہت سے منتہی ہوتا ہے شیخ نے فتوحات مین ابو مدین کا ذکر کیا ہے طریقہ مدینیہ کے شعبے بہت ہین اون مین سے بہت مشہور مغرب مین شعبۂ **مغاربہ** ہے اور حضرت موت مین شعبۂ **عیدروسیہ** ہی سید عبداللہ ملکی کی جہت سے جنکا لقب عیدروس تھا اور دوسرا شعبہ فقیہ محمد بن علی کی جہت سے ہی کہ وہ آل سادہ باعلوی کے موسس اعلی ہین اور شیخ ابو مدین کا سلسلہ طریقہ ابو بکر بن العربی شارح موطا و ترمذی کی جہت سے امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی

Marfat.com

ملتا ہوا جنید تک پہونچتا ہے اور فقیہ محمد بن علی کا دوسری جہت سے ایک طریقہ آبائی واجدادی ہے کہ امام جعفر صادق تک منتہی ہوتا ہے اور ابو مدین کا ایک اور طریقہ ابو الحسین نوری تک پہونچتا ہے جنکا لقب امیر القلوب ہے اور نوری سری سقطی کے خلیفہ ہین جنید نے کہا ہے ذھب نصف العلم بموت النوری اس طریقے والے اہل سنت وجماعت کے موافق ہین اور فقہ مین ان کا مذہب شافعی ہے اور سلوک مین جو کچھ احیاء العلوم مین ہین اوسپر پابند ہین -

(۱۱) **خانوادہ مداریہ** - سرغنہ اس سلسلے کے بدیع الدین مدار ہین جن سے ایسے ایسے عجائبات نقل کرتے ہین کہ عقل مین نہین آتے کہتے ہین کہ مقام مسعدیت مین تیہ بارہ برس تک کھانا نہ کھایا اور لباس کو ایکبار پہنا دوبارہ محتاج تجدید غسل کے نہوئے انکا سلسلہ کبر سنی یا کسی اور وجہ سے پانچ یا چھ واسطے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے - قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے اون کے زمانہ مین اونہین خط لکھا تہا - شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی سے کسی نے ان کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ شیخ نصیر الدین محمود کے زمانہ کے بعد ہندوستان مین آئے تہے اور طیفور شامی معروف بہ ابو یزید بسطامی کے مرید تہے اور بایزید بسطامی شیخ یمین الدین شامی کے مرید تہے اور وہ شیخ ابو عبد اللہ کے مرید تہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان بردار تہے اور شیخ عبد اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق سے حاصل کیا تہا اور اونہون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تہی - اور نسب آبائی اون کا یون بیان کرتے ہین بدیع الدین مدار بن بہاء الدین بن ظہیر الدین بن سعید بن احمد بن امام جعفر صادق کشف اللغات مین لکھا ہے کہ شاہ مدار کا نام شیخ بدیع الدین ہی اور مرید شیخ عبد اللہ مکی کے تہے اور شیخ عبد اللہ مکی شیخ ابو رب المقدس کے مرید تہے اور شیخ رب المقدس طیفور شامی کے مرید تہے اور طیفور شامی حضرت عیسی علیہ السلام کے مصاحب تہے حضرت عیسی نے شیخ طیفور کو کہا تہا کہ تم اس غار مین رہا کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر آخر الزمان مبعوث ہونگے تم اون سے بیعت کرنا یہ بیان شیخ فاضل سے منقول ہے اور اونہون نے حسام الدین بنارسی سے نقل کیا ہے انتہی یہ بیان صحت سے عاری معلوم ہوتا ہے مناقب الاولیا مین لکھا ہے کہ شاہ مدار کے باپ حلب مین رہا کرتے تہے - شاہ نے خردسالی مین ترک وطن کیا طریقہ ان کا اویسی تہا روحانیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پایا تہا کمن پور مین انتالیس ۳۹ برس تک رہے ۸۳۸ھ مین اور مدار الاسرار مین لکھا ہے ۸۱۳ھ مین وفات پائی ہے نواب صدیق حسنخان مرحوم تقصار مین کہتے ہین کہ اہل علم وشعور کو اسمین کلام ہے کہ کمن پور مین اونکی زیارت ہے عوام کی اگرچہ یہی راے ہے مگر محققین کہتے ہین کہ مکہ مین صفا اور مروہ کے درمیان اون کی قبر ہے - ایمان محمودیہ مین جو شیخ محمود مرید شاہ مدار کی تصنیف ہے لکھا ہے کہ مدار انہین اس لئے کہتے تہے کہ اپنے وقت کے مدار تہے اور اونکو تکمیل و ارشاد حضرت علی کی روح سے پہونچا تہا اور جنہون نے کہا ہے کہ طیفور شامی کے مرید تہے یہ غلط ہے اس لئے کہ دونون

Marfat.com

کے عہد مین بڑا فرق ہے شاید اون کی روح سے تربیت پائی ہو جو خانوادہ ان سے ظاہر ہوتا ہے اوسے مداریہ اویسیہ بھی بھی کہتے ہین۔

(۱۳) **خانوادۂ صابریہ** یہ طریقہ چشتیہ کا شعبہ ہے اور منسوب ہے طرف علاء الدین علی احمد صابر کی جو شیخ فریدالدین گنج شکر کے بہانجے اور داماد اور خلیفہ تھے حضرت گنج شکر کہا کرتے تھے کہ میرا علم ظاہر و باطن شیخ نظام الدین بدایونی اور شیخ علاء الدین علی احمد صابر کو پہونچا ہے۔ سیر الاقطاب مین لکھا ہے کہ حضرت فرید گنج شکر کی طرف سے ابتدا مین اونکی سپرد لنگر تقسیم کرنے کی خدمت بارہ برس تک رہی مگر یہ اوس لنگر مین سے کچھ نہ کھاتے تھے روزہ ہی رکھتے تھے حضرت گنج شکر نے کشف سے معلوم کر کے کہا کہ علاء الدین تم لنگر کا کھانا بانٹتے ہو خود بھی کھاتے ہو یا نہین عرض کیا کہ بندہ کو بغیر ارشاد مرشد کے مجال نہ تھی کہ ایک دانہ کھائے حضرت گنج شکر نے کہا کہ علاء الدین علی احمد صابر ہے اوس دن سے ان کا لقب صابر مقرر ہو گیا مرشد سے اجازت پاکر کلیر مین جا رہے ۱۳- ربیع الاول ۶۹۰ھ کو اور بقول ۶۰۴ھ کو جلال الدین خلجی کے عہد مین انتقال کیا۔ نظام الدین اولیا کے معاصر تھے اور اون کے ساتھ محبت رکھتے تھے زیارت اون کی کلیر مین ہے۔

(۱۴) **خانوادۂ فریدیہ**۔ یہ خانوادہ شیخ فریدالدین گنج شکر کا ہے جن کا نام مسعود ہے وہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے خلیفہ ہین جو خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ ہین اور خاص خواجہ معین الدین چشتی سے بھی شیخ فریدالدین گنج شکر نے نعمت پائی تھی۔ مناقب الاولیا مین لکھا ہے کہ شیخ حماد نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے مشاہدہ کرایا کہ مریدان سلسلہ قادریہ قیامت تک توبہ کے بغیر نہ مرینگے اور ان کا خاتمہ اچھا ہوگا اور قول شیخ فریدالدین شکر گنج کا یہ ہے کہ متوسلان خانوادہ فریدیہ پر آتش دوزخ حرام ہے انتہے۔ میرے نزدیک ان مریدان سے شاید مراد وہ لوگ ہونگے کہ پیر کے طریقہ پر دنیا سے گذرین ورنہ صرف پیر سے ارادت کا ہونا بدون حسن عقیدت اور صلاح عمل اور حسن خاتمہ کے بیکار ہے اور شرع شریف سے اسکی سند نہین ملتی کسی کو جنتی یا دوزخی بدون اسکے کہ اوس کے حسن خاتمہ کا حال معلوم ہو قطعی طور پر نہ کہنا چاہیے اور اس حکم کو قیامت تک کے لئے لپیٹ کر دینا تو اور بھی سمجھ مین نہین آتا۔

(۱۵) **خانوادہ نظامیہ**۔ یہ شعبہ خانوادہ چشتیہ کا ہے جو شیخ نظام الدین اولیا بدایونی کی طرف منسوب ہے اور یہ خلیفہ ہین شیخ فریدالدین گنج شکر کے اور نام انکا محمد بن احمد بن علی بخاری ہے اور لقب سلطان المشائخ نظام الدین اولیا ہے اگرچہ اولیا جمع ولی کی ہے لیکن انکا اس لئے لقب ہوا گویا کہ ایک ولی اولیای کثیر کی مانند ہے چنانچہ قرآن مجید مین ابراہیم علیہ السلام کو امت فرمایا ہے اور اسکی مثالین بہت ہین جیسے خواجہ عبداللہ کا لقب احرار ہے اور کعب کا لقب احبار ہے جو کچھ اس ملک مین خانوادۂ نظامیہ کے سلاسل

مشہور ہین وہ سراج الدین عثمان مشہور باغی سراج الدین اودہی اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خلفاے شاہ نظام الدین
دلیا کی جنون سے جاری ہین انہین دونون خانوادون کو **سراجیہ** اور **نصیریہ** کہا کرتے ہین -

(۱۶) خانوادۂ شاذلیہ - دال مہملہ یا ذال معجمہ کے ساتھہ یہ طریقہ حضرت ابوالحسن شاذلی علی بن عبداللہ
بن عبدالجبار سید حسینی ساکن اسکندریہ کی طرف منسوب ہے اور شاذلہ ملک سوڈان مین ایک مقام کا نام ہے ان کی شان
مین ابوالعباس عطا نے کہا ہے ؎

تَمَسَّكْ بحب الشاذلية تلق ما ... تَرُومُ فَحَقِّقْ ذَالِكَ منهم وحصل

شاذلیہ سے محبت رکھو کہ پاؤ گے تم اوس شے کو جس کو تم چاہو گے -
تحقیق کرو اون لوگون سے جو تمہارا مقصد ہے اور اوسکو حاصل کرو -

وَلَا تَزْوِيَنَّ عَيْنَاكَ عنهم فانهم ... شموسٌ هدًى فى اَعْيُنِ المتأملِ

اور اپنی آنکھین اون سے مت پھیرو اس لیے کہ وہ ... مناہل کی نظرون مین وہ ہدایت کے سورج ہین -

شیخ ابوالحسن شاذلی نے ۶۵۶ھ مین انتقال کیا ہے اون کا قول ہے کہ جس مین یہ چار آداب نہون وہ درویش نہین ہے
وہ اور مٹی دونون برابر ہین (۱) چھوٹون پر رحمت (۲) بڑون کی حرمت (۳) خود انصاف کرنا (۴) دوسرون
سے عوض نہ چاہنا اور شیخ شاذلی عبدالسلام بن مشیش سید عبدالرحمن بن زیات مدنی کے مرید و خلیفہ تھے جنکا سلسلۂ طریقت
شیخ ابومحمد جابر تک پہونچتا ہے جنہون نے سید شہید امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی سے فیض طریقت حاصل کیا تھا
شیخ ابومحمد جابر کی نسبت امام ابوحنیفہ نے کہا ہے ما رایت اکذب من جابر ولا اصدق من عطا یعنی جابر سے
زیادہ جھوٹا اور عطا سے زیادہ سچا کوئی دوسرا آدمی میری نظر سے نہین گذرا مگر یاد رکھو کہ حدیث مین دروغ بہت سی
وجوہ سے داخل ہو گیا ہے کہ اون مین سے بعضی وجہین شخص راوی کی صلاح اور نیکی کو خراب نہین کرتین اور اون سے اوسکی
دین مین طعن پیدا نہین ہوتا کیونکہ شاید اون کے کلام کی باریکی کی وجہ سے امام صاحب نے ایسا فرمایا ہو کہ اوس باریکی
کی وجہ سے معنی فاسد کا وہم پیدا ہوتا ہو جیسا کہ سمعانی نے انساب مین ابوطالب کی کا قصہ ذکر کیا ہے حالانکہ ابوطالب
کی طریقہ تصوف کے اکابرین مین سے ہین مگر مشائخ حدیث ان کی روایات کو فن حدیث کے اعتبار سے تسلیم نہین کرتے
شیخ ابوالحسن شاذلی کے سب مریدون مین اعلی درجہ کے شیخ ابوالعباس تھے اور شیخ علی بن حسام الدین عبدالملک معروف
بعلی متقی بھی طریقہ شاذلیہ وچشتیہ پر تھے شیخ ابن حجر کی ان کے مرید تھے اور عبدالوہاب متقی اون کے خلیفہ تھے محمد طاہر
صاحب مجمع البحار علی متقی کے شاگرد ہین مجمع البحار کے اوائل مین انکی بہت مدح لکھی ہے اور شیخ عبدالوہاب متقی نے
اتحاف المتقی فی فضل الشیخ علی المتقی اپنے مرشد کے مناقب مین کتاب لکھی ہے شیخ عبدالحق دہلوی عبدالوہاب متقی کے
مرید و خلیفہ تھے - زاد المتقین مین شیخ نے ان دونون بزرگون کا مفصل حال لکھا ہے ان کا طریقہ کتب توحید و حقایق

Marfat.com

کے باب مین مثل فصوص وغیرہ کے توقف وتسلیم ہے نہ ان کو پڑہانے اور نہ ان سے شغل رکھتے اور ان سے انکار بہی نہین کرتے برا نہین کہتے اور جیسا کہ بعض صاحبون کی عادت ہے طعن وتشنیع سے پیش نہین آتے۔

فائدہ سب طریقون سے قادریہ طریقہ عرب اور ہندوستان مین بہت مشہور ہے اور حرمین مین بہی شائع ہوا ہے اور چشتیہ طریقہ ہندوستان مین بہت مشہور ہے اور نقشبندیہ ہندوستان اور ماوراالنہر مین بہت مشہور ہے اور سہروردیہ خراسان وکشمیر وسندکی نواحی مین اور کبرویہ طریقہ توران اور کشمیر مین اور شطاریہ ہندوستان مین اور شاذلیہ سوڈان اور مصر اور اودہر کے ملک مین مشہور ہے اور کسی قدر مدینہ مین بہی رایج ہے اور کسیقدر مدینہ سوڈان کی طرف اور عیدروسیہ طریقہ حضرموت مین جاری ہے۔

اور سلسلہ صحبت ان طریقون مین تہذیب باطن ہے جسکی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مستفیض متصل یقینی الوقوع ہے کہ سلسلہ کے ہر ایک آدمی نے اپنے پیر کے ساتھہ صحبت رکہی ہے اور آداب طریقہ حاصل کئے ہین اگرچہ اون آداب واشغال کا متعین ہونا یقینی نہین ہے اور جو طریقہ آج کے دن محفوظ ہے اوسکا منشا جنید بغدادی ہین اور خرقہ بہی محفوظ وہی ہے جو جنید بغدادی کے ذریعہ سے ہے اور جنید اپنے ماموں سری سقطی کے مرید تہے اور وہ معروف کرخی کے اور معروف نے اگرچہ بہت سے پیرون سے فیض حاصل کیا ہے مگر اون مین سے اعلیٰ درجہ کے دو شخص ہین ایک امام علی بن موسیٰ رضا دوسرے داؤد طائی اور داؤد طائی نے حبیب عجمی کی صحبت پائی تہی اور حبیب نے حسن بصری کی اور جنید بغدادی کے سلسلہ کے سید عبداللہ حائل تہے اور اون سے اوپر خواجہ محمد باقی تک ہند مین صوفیہ کے مقتدا گذرے ہین جن کے ارشاد سے ایک عالم منزل مقصود کو پہونچا ہے اور خواجہ محمد امکنکی سے خواجہ عبدالخالق تک ماوراالنہر کے ملک مین صوفیہ ہوئے ان مین سے ہر ایک صوفی اپنے عہد مین اہل اللہ کا مرجع اپنے زمانہ مین صوفیون کا اور طالبون کا مقتدا اور فضل وارشاد مین مشہور تہا اور یہ طریقہ خواجہ نقشبند سے اوپر **طریقہ خواجگان** کہلاتا تہا اور اس طریقہ والے ملکر ذکر جہر کیا کرتے تہے اور خواجہ نقشبند سے اس طرف **طریقہ نقشبندیہ** کہلاتا ہے اور ان لوگون نے خفیہ ذکر پر اکتفا کیا ہے۔

مصطلحات صوفیہ

صوفیہ کے خاص الفاظ اور مصطلحات ہین کہ کتب تصوف مین وہ جابجا لکہتے ہین اور اکثر علماے ظاہر جو علم باطن کے ساتھہ مزاولت نہین رکہتے ہین اونکی سمجہہ مین وہ الفاظ نہین آتے۔ محمد بن علی حاتمی معروف بابن عربی کا ایک مختصر رسالہ خاص الفاظ مصطلحہ صوفیہ کے ذکر مین ہی جس مین اونہون نے بہت ہی اختصار کے ساتھہ الفاظ کو جمع کیا ہے اور ابوالقاسم قشیری نے رسالہ قشیریہ مین ایک مستقل باب مین ایسے الفاظ کو بیان کیا ہے جو صوفیون مین دائر سائر ہین اگرچہ یہ الفاظ نہ منقول شرعی ہین نہ لغوی مگر اصطلاح مین کوئی مضائقہ نہین اہل سنت کے ہر فرقہ مین کچہہ الفاظ ایسے مصطلح ہوگئے ہین کہ شرع مین اون کا اطلاق نہین جیسے واجب الوجود متکلمین اہل سنت کی اصطلاح مین اور جیسے

Marfat.com

وجود مطلق اور حقیقۃ الحقایق صوفیہ اور اہل سنت کی اصطلاح مین خصوصًا قیصری اور فرغانی اور مولوی جامی کے کلام
مین بہت وارد ہین اور شرع مین انکا اطلاق نہین پس اطلاق ان الفاظ کا اگرچہ بدعت ہے مگر بدعت سیئہ نہین
اس لئے کہ اسقدر علماے باديانت وتقوٰی نے استعمال کیا ہے مگر ایسے الفاظ کو عوام الناس کے سامنے استعمال
نہ کرنا چاہیے کہ کم فہمی کی وجہ سے فتنہ مین پڑنے کا خوف ہے خاصکر اتنا ضرور ہے کہ جب ایسے کسی لفظ کی معنی ظاہر
شریعت کے بالکل مخالف ہون تو اوسکو قبول نہ کرنا چاہیئے مثلًا مجمع البحرین صوفیہ کی اصطلاح مین وجوب وامکان
کے اجتماع کا نام ہے حالانکہ شرع اسکے خلاف ہے امکان کی کیا مجال ہے کہ وہ وجوب کے ساتھہ جمع ہو اور نیستی کی کیا
مجال ہے کہ وہ ہستی مطلق کے ساتھہ جمع ہو حق یہ ہے کہ حکمت تصوف ومعرفتِ سلوک کا مدار میرے تمہارے اعتبارات
ہے شرع کو اس سے کوئی تعلق نہین لولا الاعتبار لبطلت الحکمۃ بعضے الفاظ ان مین ایسے بھی ہین کہ جن کے
معانی شریعت وطریقت دونون مین ایک طور پر ہین اور صوفیہ کے کلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بعض
محاورات مین یہ باہم مختلف ہین اسی طرح بعض مطالب قلبی کے بیان کرنے مین ہر ایک نے ایسے استعارون اور
تشبیہون کو استعمال کیا ہے جو دوسرے کے بیان سے جدا ہین قشیری نے اپنے رسالہ مین کہا ہے کہ علما کے
ہر ایک جماعت کے لئے الفاظ مقرر ہین جنکو وہ لوگ استعمال کرتے ہین اور ہر ایک جماعت کے لئے جدا جدا الفاظ مقرر
ہوتے ہین اور غرض اون کی اس سے یا تو یہ ہوتی ہے کہ مطلب اچھی طرح مخاطب کی سمجھہ مین آجائے یا ہمارے معانی
ومطالب سمجھنے مین آسانی پیدا ہوجاے اور صوفیہ نے جو خاص اپنے لئے الفاظ مقرر کئے ہین تو اون کی غرض یہ ہے
کہ مطالب تصوف اہل تصوف پر کھل جائین اور جو لوگ تصوف کے کوچہ سے نابلد ہین اون سے یہ مطالب چھپے رہین
اور انہون نے اس لئے غیرون سے ان مطالب کو چھپایا کہ اون کو ان نفیس مطالب کے ظاہر کرنے سے نااہلون اور غیرون
غیرت آتی ہے کیونکہ اون کے مطالب ایسے نہین ہین جنکو تکلف اور تصرف کے ساتھہ جمع کرلیا گیا ہے بلکہ یہ ایسے معانی
ہین جنکو اللہ نے اپنے خاص بندون کے دلون مین رکھا ہے یہ اسرار معرفت ہین۔
مین بھی مصطلحات صوفیہ کو کہ اون مین مروج ہین یہان ذکر کرتا ہون تاکہ طالب کو اون سے اس مختصر مین اطلاع
ہوجاے مگر اتنا خیال رکھنا چاہیے کہ حضرات صوفیہ نے ان الفاظ کو اپنے معانی ومطالب کے سمجھنے کے لئے مقرر کیا ہے
اور اللہ تعالٰی کی شیون کو ان جاون مین پہانسا ہے لیکن واجب الوجود کی ہر دم ایک نئی شان اور نیا حال ہے
پس اوس ذات کے شیون اور احوال کو بیان کرنا بشر کے امکان سے باہر ہے کل یوم ھو فی شان یعنی ہر دن
وہ ایک شان مین ہے ہمنے مانا کہ بعضے اوسکے احوال صوفیہ کو معلوم ہوگئے ہین مگر اوسکی روز افزون نیرنگیون کا کیا علاج ہے
کہ اون کا حصر مشکل ہے اور سارے خلق کے علم کو علم الہی کے سامنے وہ نسبت بھی تو نہین جو قطرہ کو دریا سے اور ذرے کو
آفتاب سے ہے اس لئے ایمان غیب پہ لانا چاہیے اور ایسے حالات ومعاملات مین خوض نہ کرنا چاہیے اس لئے کہ شرع نے

ہمارے اوپر اوسکی تکلیف نہین رکہی ہی اور جس چیز کی شرع کی طرف سے انسان پر تکلیف نہو وہ چیز مرفوع القلم ہی۔

آبرو حجاب ربوبیت وعبودیت کو کہتے ہین یعنی مراد اس سے اسماے الہی ہین اور کبہی آبرو کو حاجب کہتے ہین اور مراد اس سے مرتبہ صفات ہوتا ہے اور صفات حجاب ہین ذات کے اور شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے آبرو سے قاب قوسین کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابدال یہ چالیس آدمی ہین جب ان مین سی ایک شخص اپنے مقام سے جاتا ہے تو ظاہری صورت اپنی چہوڑ جاتا ہے کہ دوسرون کو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اگلا یہان سے چلا گیا ہے اور یہہ جو بعض کتب جیسی کشف اللغات وغیرہ مین لکہا ہے کہ ابدال سات تن ہین یہ غلطی ہے وہ بدلاء سبعہ ہین کہ ابدال سے علٰحدہ ہین۔

آب حیات عشق ومحبت کا چشمہ جو شخص اوسمین سی جگہ لے وہ کبہی فانی ومعدوم نہو۔

اثبات احکام عبادت کو بجا لانا اور بعضے کہتے ہین کہ اسکے معنی ملنے کی چیزون کا ثابت کرنا ہین۔

اتحاد دو ذاتون کا ایک ہو جانا اور یہ صرف اعداد مین ہوتا ہے اور یہ بات محال ہے۔ فتوحات کے باب ۲۲۳ مین مذکور ہی مینی نبی علیہ السلام کو دیکہا کہ اونہون نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ابو محمد حضرت مین غائب ہو گئے اور ایک ہی ذات دکہنی لگی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہے یہ ملنے کی انتہا ہی اور اسی کو اتحاد کہا کرتے ہین ؎ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی + تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری + کشف اللغات مین لکہا ہے کہ اتحاد سالکون کی اصطلاح مین اسکا نام ہی دیکہنا واحد مطلق کے وجود کو اس حیثیت سے کہ ساری اشیا حق تعالی کے ساتہہ موجود ہین اور بذات خود معدوم ہین اور اتحاد اسے کہتے ہین کہ اشیا کا کوئی وجود مستقل ہی جو حق تعالی کے ساتہہ متحد ہو جاتا ہے ؎ حاش للہ کہ اینچنین گویند تا باین اتحاد آن جویند +

احسان عبودیت کے تحقق اور حضرت ربوبیت کو نور بصیرت کے ساتہہ مشاہدہ کرنے کا نام احسان ہے مطلب یہ ہے کہ حق تعالی کو ایسے حال مین دیکہنا کہ موصوف اپنی صفات کے ساتہہ عین اپنی صفت سے ہے پس یہ اوسکو یقینا دیکہنا ہے نہ حقیقۃً اس لئے کہ اوسکو حجاب صفات کے پردہ مین دیکہنا ہی حقیقت کو فی الحقیقت نہین دیکہتا ہے اور لغت مین احسان کہتے ہین اوس نیک کام کے کرنے کو جسکا بجا لانا چاہیے اور شریعت مین احسان اسے کہتے ہین کہ اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرنا کہ عابد گویا اللہ کو دیکہتا ہے اور اگر اوسے نہین دیکہتا ہے تو یہ سمجہے کہ اللہ مجہے دیکہتا ہے۔

احد اسم ذات ہی کہ جسکے ساتہہ صفات واسما ونسبت وتعینات کا تعدد نہین ؎ اینجا صفت وتعدد اسما نیست + آری نسب تعینات اینجا نیست۔

احدیت جمع اسکے یہ معنی ہین کہ کثرت اوسکے منافی نہین ہے۔

احدیت الکثرت معنی اسکے یہ ہین کہ وہ واحد ہے جس مین نسبتون کی کثرت پائی جاتی ہے اور اسکو مقام جمع واحدیت الجمع کہتے ہین۔

اخیار سات اولیا ہین ۳۵۶ مردان غیب مین سے۔

اخلاص لغت مین اسے کہتے ہین کہ طاعات مین ریا کو ترک کر دینا اور اصطلاح مین اخلاص اسے کہتے ہین کہ قلب کا خالص کرنا اون آمیزشات سے جو صفائی مین کدورت پیدا کرتی ہون اور تحقیق یہ ہے کہ جس چیز مین غیر کی آمیزش پائی جائے اور جب وہ آمیزش دور ہو جائے تو اوسے خالص کہتے ہین اور مخلص کے فعل کا نام اخلاص ہے فضیل بن عیاض نے کہا ہے اخلاص اوس عمل کے ترک کرنے کو کہتے ہین جو لوگون کے دکھانے کو کیا جائے اور لوگون کے لئے عمل کرنے کو شرک کہتے ہین اور اخلاص کہتے ہین ریا اور شرک سے خلاص ہونے کو اور بعضے کہتے ہین کہ اخلاص اعمال کا تصفیہ کدورت سے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اخلاص ایک پردہ ہی خدا کے اور بندے کے درمیان مین جسے نہ فرشتہ جانتا ہے کہ لکھ سکے اور نہ شیطان جانتا ہے کہ تباہ کر سکے اور نہ خواہش نفسانی جانتی ہے کہ اوسکو اپنی طرف مائل کر سکے اور فرق اخلاص اور صدق مین یہ ہے کہ صدق اصل ہی اور وہ اول ہوتا ہے اور اخلاص فرع ہے اور وہ تابع ہوتا ہی اور فرق دوسرا یہ ہے کہ اخلاص عمل مین داخل ہونیکے بعد ہوتا ہے اور صدق اوس سے پہلے۔

آدم خلیفۂ خدا اور جو کچھ عالم اور جو کچھ خدا پر اطلاق کرتے ہین اطلاق اوس کا خلیفہ خدا پر بھی روا ہے۔

ادب اس کا اطلاق کئی چیزون پر ہوتا ہے کبھی اور کئی چیزون کے ساتھ اوسکو استعمال کرتے ہین کبھی ادب شریعت بولتے ہین اور کبھی ادب خدمت کہتے ہین اور کبھی ادب حق استعمال کرتے ہین غرضکہ جس چیز کے ساتھ لفظ ادب استعمال پاتا ہی اوسی چیز کا ادب مراد ہوتا ہے شریعت کا ادب جدا ہے خدمت کا ادب جدا ہے حق کا ادب علیحدہ ہے۔

ادب شریعت کے یہ معنی ہین کہ شریعت کے رسوم پر خاموش رہے چون وچرا نہ کرے اور ادب خدمت سے یہ مراد ہے کہ بہت سی خدمت کرنے پر بھی اپنی خدمت کو کچھ نہ جانے اور ادب حق اسے کہتے ہین کہ اس بات کو پہچان لے کہ اللہ کا کیا رتبہ ہے اور میرا کیا رتبہ ہے اور ادب ہم نشین کو کہتے ہین۔

ادراک۔ بالکسر صوفیہ کے نزدیک ادراک کی دو قسمین ہین ایک ادراک بسیط اوسے کہتے ہین کہ حق کے وجود کو جانے مگر اس ادراک سے غفلت رہے اور اس بات سے بھی غافل ہو کہ جو کچھ ادراک کیا گیا ہے وہ حق تعالی کا وجود ہے اور وجود حق کے ظہور مین ادراک بسیط کے موافق کسی طرح اخفا نہین اس لئے کہ جو کچھ ادراک کیا جاتا ہے اونمین اول حق تعالی کی ہستی مدرک ہوتی ہے اگرچہ اس ادراک کے ادراک سے انسان کو غفلت ہو اور نہایت ظہور کے ساتھ مخفی ہو۔ دوسرا ادراک مرکب ہے اور وہ اوسے کہتے ہین کہ حق تعالی کے وجود کو جانے اور اس ادراک کا شعور بھی رہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ جو کچھ ادراک ہوا ہے وہ حق تعالی کا وجود ہے بھی ادراک مرکب مگر وہ خطا اور صواب کا محل ہے اور اسی کی بنیاد پر کفر و ایمان کا حکم کیا جاتا ہے اور اسکے مراتب متفاوت ہین جسکا مفصل بیان کتب صوفیہ مین ہے۔

ارادہ دل کا روح کی غذا کو چاہنا ہی ہے نفس کی خوشی سے اور ارادہ کے معنی یون بھی بیان کرتے ہین کہ اوسکی مرادات سے دور کرنا اور خدا کے احکام پر مصروف ہونا اور اوسی

Marfat.com

راضی ہونا اور بعضون نے کہا ہے کہ ارادہ آتش محبت کی
چنگاری ہے کہ حق کی طرف بلانے والے کی اجابت کرتی ہے۔

ارین اشیا مین جو اعتدال کا محل ہے اسکو ارین
کہتے ہین۔

استقامت ساری عہود و پیمان کو پورا کرنا اور
صراط مستقیم پر قایم رہنا اور ہر ایک دنیا و دین کے کام
مین حد اوسط اور اعتدال کی رعایت رکھنا اور بعضون نے
کہا ہے کہ استقامت اسے کہتے ہین کہ ادا ء طاعت
اور اجتناب معاصی کو جمع کرے۔

اعوجاج استقامت کی ضد کا نام ہے۔

اسم جو کوئی اللہ کے ناموں مین سے بندہ کے حال پر
حاکم ہووے اوسکو اسم کہتے ہین جیسے کہ صوفیہ کہتے ہین کہ یہ
قہار کا دورہ ہے اور فلان وقت رحیم کا دورہ ہے اور
اسی کے تصرف سے سب کام ہوتا ہے اور سالکون کے
نزدیک اسم اوس لفظ کو نہین کہتے ہین جو شی پر دلالت کرنیکے
لئے موضوع ہو بلکہ اسم ایک ذات ہے کہ صفت کے اعتبار کے
ساتھ مسمی ہوتی ہے اور صفت یا وجودی ہے جیسے علیم و قدیم
یا عدمی ہے جیسے قدوس و سلام ؎ عارفانے کہ
علم ما دانند + صفت ذات اسم را دانند

اسلام جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے
لائے ہین اوسکو تسلیم کرنا انقیاد و خضوع سے پیش آنا۔

اشارہ کبھی نزدیک کی طرف ہوتا ہے اور کبھی حضور کی
جانب ہوتا ہے اور کبھی دور کی طرف ہوتا ہے۔

اصطلام ایک قسم کی حیرانی اور تحیر ہے کہ دل پر
وارد ہوتا ہے اور دل اوسکے غلبہ سے ٹھہر جاتا ہے۔

اعیان بالفتح عین کی جمع ہے عین اسے کہتے ہین جو اپنے
ذات سے قایم ہو بخلاف عرض کے کہ وہ اپنی ہستی مین دوسرے
کا محتاج ہوتا ہے جیسے رنگ کپڑے کے بغیر نہین پایا جاتا
ہے پس رنگ عرض ہے اور کپڑا عین ہے اور سالکون کی
اصطلاح مین اعیان صور علمیہ کو کہتے ہین اور اعیان اسمائے
الہیہ کی صورتین ہین اور ارواح اعیان کے مظاہر ہین اور
ابدان ارواح کے ہین پس انسان کی حقیقت نے اول
اعیان ہین تجلی کی پھر ارواح مجرد مین تجلی کی ذات و صفات
و افعال کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔

اعیان ثابتہ علم الہی مین جو ممکنات کی حقیقتین ہین
اون کا نام اعیان ثابتہ ہے اور وہ اسمائے الہی کی حقیقتون
کی علم الہی مین صورتین ہین اور اونکو تاخر حق تعالی سے بالذات
ہے زمانہ کے اعتبار سے تاخر نہین پس اعیان ازلی و ابدی
ہین اس لئے کہ کوئی زمانہ ایسا نہین نکل سکتا جس مین ذات
الہی ہو اور یہ نہون اعیان ثابتہ علم الہی کے مخزن ہین اور
اعیان ثابتہ حقیقت مین اسمائے الہی کی صورتین ہین کہ
وہ صورتین علم الہی مین معقول ہین اور اعیان ثابتہ کے
یہان دو اعتبار ہین ایک یہ کہ وہ اسمائے الہی کی صورتین
ہین دوسرے اعیان خارجی کی حقیقتین ہین پس پہلے
اعتبار سے ارواح کے لئے مثل بدنون کی ہین اور دوسرے
اعتبار سے بدنون کے لئے ارواح کی مثل ہین۔

اعتکاف دل کا دنیا کے شغل سے خالی کرنا اور
نفس کا مولی کو تسلیم کرنا بعضے کہتے ہین کہ اعتکاف اور
عکوف کے معنی اقامت ہین اور مراد اس سے یہ ہے کہ
دروازے سے نہین ہلنے کا جب تک نہ بخشدے۔

Marfat.com

افراد الناس وہ ہین جو کہ قطب کے دائرہ سے خارج ہین اور اپنے اپنے کامون پر مصروف ہین۔

افق اعلیٰ روح کے مقام کی انتہا کو کہتے ہین اور وہ واحدیت اور الوہیت کا مقام ہے۔

افق مبین دل کے مقام کی انتہا کو کہتے ہین۔

آفتاب روح کو کہتے ہین اس لئے کہ روح بدن مین بمنزلے آفتاب کے ہے اور نفس بمنزلے ماہتاب کے اسی لئے کہا ہے کہ جب سالک مثل ماہتاب کے کوئی نور دیکھے تو وہ ظہور نفس کا ہی اور جب مثل آفتاب کے کوئی نور دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ نور روح کا ہی مگر اسمقدر پر قانع نہو جب تک ذات حق تک نہ پہونچ جاے اور جب نور ذات حق تک پہونچ جاے تو اپنی جان کو اور ساری مخلوق کو اوسمین گما دے اس گم ہو جانے کو بھی آفتاب کہتے ہین ؎ نور تو گم شو کہ تفرید این بود + گم شدن گم کن کہ تجرید این بود۔

اِلیاس حالت قبض۔

اللہ یہ علم ہے کہ دلالت کرتا ہے حق تعالیٰ کی معبودیت پر ایسی دلالت کے ساتھ جو سارے اسماے حسنیٰ کی جامع ہے۔

اِلٰہیت ایسی احدیت جو تمام حقایق وجود کی جامع ہو جیسے آدم علیہ السلام کہ اون مین ساری بشری صورتین جمع تھین اور یہی تمام بشری صورتون کی احدیت جمع ہے اور اللہ تعالیٰ کے اوس نام کو بھی کہتے ہین جو بندی سے متعلق ہو۔

آلیہ جو خدا کا نام فرشتے یا عالم ارواح سے متعلق ہو۔

امامان یہ دو شخص ہین ان مین سے ایک غوث کی بدہی طرف ہوتا ہے اور دوسرا الٹی طرف بطور نائب کے جو سیدہی طرف ہی اوسکی توجہ عالم بالا کی طرف ہوتی ہی اور جو الٹی طرف ہے اوسکی توجہ عالم دنیا کی طرف ہوتی ہی اور کبھی دوسرے امام سے اعلیٰ رتبہ پر ہوتا ہے اور کوئی موقع آجاے تو یہی غوث کا قایم مقام ہوتا ہے۔

امنا ملامتیہ کو کہتے ہین۔

امہات الاسماء خدا کے ان چار ناموں کو کہتے ہین اول آخر ظاہر باطن۔

ام الکتاب عقل اول کو کہتے ہین کہ مرتبہ وحدت کی طرف اشارہ ہے ؎ عقل اول نام او ام الکتاب فہم کن واللہ اعلم بالصواب۔

امر اوس عالم کو کہتے ہین جو بے مادہ و مدت کے موجود ہوا ہے جیسے عقل و نفوس اسکو عالم ملکوت اور عالم غیب کہتے ہین۔

امور کلی اوس چیز کو کہتے ہین جسکا دور کرنا عقل سے ممکن نہو اور نہ اوسکو عین مین پاسکین یا یون سمجھو کہ امور کلی وہ ہی کہ عقل مین موجود ہو اور خارج مین معدوم ہو کوئی ذات نہو کہ اوسکو علم کہہ سکین۔

انابت دل کو ظلمات شبہات سے نکالنا اور بعضون نے کہا ہے کہ کل کی طرف سے پھر کر اوس ذات کی طرف رجوع کرنا جسکے لئے یہ کل ہین یا غفلت سے ذکر کی طرف یا وحشت سے انس کیطرف دل کو پھیرنا۔

انزعاج دل مین وعظ یا سماع کی تاثیر ہونے سے اوس کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور کبھی متاثر ہونے

Marfat.com

اعضا کے ہلانے کو کہتے ہین جیسے کوئی عمدہ غزل سنکر وجد مین آتے ہین۔

انصداع جمع کے بعد فرق پیدا ہونا ظہور کثرت اور اعتبار صفات کثرت کی وجہ سے۔

آن مراد اوس وقت سے ہے جس مین سالک موجود ہے اور وہ وقت ٹہرا ہوا نہین۔

انیت مرتبہ ذاتیہ کی حیثیت سے وجود عینی کا متحقق ہونا۔

انس اللہ کے جمال کے مشاہدہ کا تمنا دل پر ہو اوسے انس کہتے ہین یہی جمال جلالی ہے۔

انتباہ اللہ تعالیٰ کا بندے کو تنبیہ کرنا بطور مہربانی کے۔

انانیت انا یعنی مین ہون کرنا۔

انانیت حقیقت عین۔

انسان کامل مراد اس سے وہ ہے جو جامع ہو ساری علوم الہی اور علوم موجودات کلی وجزئی کا اور وہ اک کتاب ہے جو کتب الہی اور کونی کا مجموعہ ہے اور یہی روح وعقل کی حیثیت سے کتاب عقلی ہے اور نام اس کا ام الکتاب ہے اور قلب کی حیثیت سے کتاب لوح محفوظ ہے اور نفس کی حیثیت سے کتاب محو اثبات ہے اور یہ وہ صحیفے مکرم اور بلند اور پاک ہین جنکو ایسے آدمیون کے سوا جو حجابون سے پاک ہون اور کوئی نہین چھو سکتا ہے اور نہ اون کے مطالب معلوم کر سکتا ہے پس عقل اول کو عالم کبیر اور اوس کے حقایق کے ساتھ وہ نسبت ہے جو روح انسانی کو بدن اور قوائے بدن کے ساتھ ہے اور دل کا نفس کلی عالم کبیر ہے جیسا کہ دل کا نفس ناطقہ انسان ہے یہی وجہ ہے کہ عالم کو انسان کبیر کہتے ہین۔

اوتاد اُن چار شخصون کو کہتے ہین جو عالم کے چار دانگ یعنی شرق وغرب وشمال وجنوب مین رہتے ہین اور ہر ایک ان مین سے اوسی طرف کے ملک کا نگران ہوتا ہے۔

اولیا دوستان خدا کتابون مین لکھا ہے ان کی کئی قسمین ہین تین سو شخص ہین جنکو اخیار اور ابرار کہتے ہین اور چالیس شخص ایسے ہین جنہین ابدال کہتے ہین اور چار شخص ایسے ہین کہ اونہین اوتاد کہتے ہین اور تین شخص ایسے ہین کہ اونہین نقبا کہتے ہین اور ایک شخص ایسا ہے کہ اوسے قطب وغوث کہتے ہین۔

اہل ذوق اون لوگون کو کہتے ہین جنکی تجلیات کا حکم اون کے قلب وروح کے مقام سے نفس وقوی کے مقام پر نازل ہو گویا کہ اوسکو حس سے پاتے ہین اور ذوق سے معلوم کرتے ہین بلکہ یہ حال اونکی پیشانیون سے ظاہر ہے۔

ائمۃ الاسما اللہ تعالیٰ کے ان سات نامون کو کہتے ہین حی۔ عالم۔ مرید۔ قادر۔ سمیع بصیر۔ متکلم۔

ایمان۔ اصطلاح صوفیہ مین ایمان اسمای جمالیہ کے مقتضیات کو کہتے ہین اور علم بقا کے مرتبہ کو بھی کہتے ہین اور ایمان کے پانچ مرتبے ہین (۱) مطبوع یہ ایمان ملائکہ کا ہے (۲) معصوم یہ ایمان انبیا کا ہے (۳) مقبول یہ ایمان مومنون کا ہے (۴) موقوف یہ ایمان اہل بدعت کا ہے (۵) مردود یہ ایمان منافقون کا ہے۔

ایمان حقیقی حق تعالیٰ کی وحدانیت کی تصدیق کرنا

Marfat.com

جس مین کسی قسم کا شبہ نہو اور یہہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے کہ اپنے کو فنا کرکے حق تعالی کے ساتھ باقی رہے اور عین وحدت ہوجاے۔

باب الابواب توبہ کو کہتے ہین اس لئے کہ توبہ اون چیزون مین سے پہلی چیز ہے جسکی وجہ سے بندہ جناب الہی کے قرب مین داخل ہوتا ہے۔

بارقہ ایک روشنی ہے جو جناب الہی سے آتی ہے اور جلدی بجہہ جاتی ہے اور کشف کے مبادی مین سے بارقہ بہی ایک چیز ہے

باطل معدوم ناچیز اور سوا خدا کے جو کچہہ ہے اوسے بہی سالکون کی اصطلاح مین باطل کہتے ہین ؎

ما سوی الحق عدم کو دہ بیقین + ترک باطل بگوے حق را ہین۔

بت ہستی مطلق کے مظہر کا نام ہے اور ہستی مطلق حق ہے پس بت حقیقت مین حق ہوا باطل اور عبث بت نہ ٹہرا اور بت پرست کو حق پرست کہتے ہین اس سبب سے کہ حق نے بت کی صورت مین ظہور کیا ہے۔

بُدلا بالضم اللہ کے مخلص بندے ہین جو سات ہین اور یہہ لفظ بدیل کی جمع ہے ان مین سے جب کوئی شخص مسافرت کرتا ہے تو اپنے جسد کو اس صورت پر وہان چہوڑ جاتا ہے جو اوسکی ہے کہ کوئی یہ نہین جانتا کہ وہ یہان سے چلا گیا بدیل کے بہی معنی ہین ؎ شیخ در مصر خرقہ در کرمان + خرقہ بازی چنین کند ایشان۔

بدعت اوس کام کو کہتے ہین جو سنت کے مخالف ہو اور وہ اک نیا فعل ہوتا ہے جسپر نہ صحابہ کا عمل درآمد ہو نہ تابعین کا اور نہ دلیل شرعی اوسکی صحت پر قایم ہو۔

برزخ سالکون کی اصطلاح مین برزخ روح اعظم کو کہتے ہین اور عالم مثال کو بہی جو اجسام کثیف اور ارواح مین اور دنیا و آخرت مین حائل ہے برزخ کہتے ہین ؎

میان صورت و معنی و دنیا و عقبی + لطیف و خوب مثالیست برزخے یعنی + اور پیر و مرشد کو بہی کہتے ہین اور برزخ شطاریون کی اصطلاح مین مرشد کی صورت محسوسہ کا نام ہے کہ وہ واسطہ ہے حق تعالی کے اور مرشد کے درمیان مین پس ذاکر کو چاہیے کہ ذکر کرنے کے وقت مین صورت مرشد کو اپنی نظر مین رکہے تاکہ اوسکی برکت سے حق تعالی کی حقیقت تک پہونچ جاے اور اپنے آپ کو اور تمام کائنات کو ہستی حق مین گم کردے۔

پردگی حاجب اور پردہ دار۔

بسط اوسے کہتے ہین جو سب اشیا پر مشتمل ہو اور اوسے کوئی چیز شامل نہو اور بعضون نے کہا ہے کہ بسط امید کی حالت کو کہتے ہین مشہور ہے دنیا بامید قائم ست اور بعضون نے کہا ہے کہ بسط ایک القا ہے دل پر جس سے رحمت اور انسیت کا اشارہ ہوتا ہے یعنی دل پر اللہ کی رحمت کی آس بندہتی ہے اور وہ پیدا ہوتی ہے۔

بصیرت ایک قوت ہے دل کی جو نور قدس کے ساتھ روشن ہوتی ہے اور اس قوت کے ذریعہ سے اشیا کے حقایق اور اندرونی حالتین دل پر کہلتی ہین اور یہہ قوت دل کے لئے اس طرح ہے جس طرح نفس کے لئے قوت بصر کہ نفس اوس کے ذریعہ سے اشیا کی صورتون اور اون کے

ظاہر کو دیکھتا ہے اسی قوت بصیرت کا نام حکمانے عاقلہ و نظریہ اور قوت قدسیہ رکھا ہے۔

بُعد حق تعالیٰ کی مرضی کی مخالفت کرنے کا نام ہے۔

بقا اللہ کی قدرت کو ہر شے پر دیکھنا۔

بوادہ خوشی و غم کی باتین جو دل پر یکایک نوبت بہ نوبت آئین۔

پیر خرابات مرشد کامل و مکمل کو کہتے ہین جو مرید سے رسوم و عادات ترک کراتا ہے فقر و فنا کی طرف لاتا ہے اور سالک اور عاشق لاابالی کو بھی کہتے ہین جو تمام اشیا کے افعال و صفات کو افعال و صفات الٰہی مین محو جانتا ہے اور کوئی صفت اپنے یا غیر کی نہین سمجھتا۔

پیر مغان پیر و مرشد۔

تاشطاریون کی اصطلاح مین اسے کہتے ہین کہ سانس کو ناف کے نیچے سے سختی کے ساتھ لمبا کھینچے اس سے حرارت بڑھتی ہے اور عبدالرزاق کاشی کی اصطلاحات مین مذکور ہے

تبارک کہ بھی کنایہ ہے ذات سے باعتبار تعینات اور تعددات کے

تجلی جو کچھ دلون پر غیب کے نورون سے کھلے اوسے تجلی کہتے ہین۔

تجلی اعظم شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے مکتوبات مین کہا ہے کہ نبض واجبی ہماری اصطلاح مین تجلی اعظم سے مراد ہے اور صاحب فتوحات کی اصطلاح مین اسکا نام حقیقت محمدی ہے

تجلی ذاتی اوس تجلی کو کہتے ہین جسکا مبدء ذات ہو اور کسی صفت کا صفات مین سے اوسکے ہمراہ اعتبار نہ کیا جاوے اگرچہ وہ بغیر ذریعہ اسما و صفات کے حاصل نہو سکے اسلئے کہ خاص ذات حق کسی موجودات پر تجلی نہین فرماتی بلکہ کسی اسم یا صفت کے پردہ مین متجلی ہوتی ہے۔

تجلی شہودی وجود حق کا ظہور ہے کہ جسکو اسم النور کہتے ہین اور یہ اسما کی صورتون کے ساتھ موجودات مین حق کا کہ اسما صور الٰہی ہین اور ان کا ظہور نفس الرحمن ہے ہمہ اشیا باین نفس موجود + گویا ہست این خزانہ جود۔

تجلی صفاتی اوس تجلی کو کہتے ہین جسکا مبدء صفات الٰہی مین سے کوئی صفت ہو اس حیثیت سے کہ وہ صفت ذات الٰہی سے متعین ہے۔

تجرید اپنی ہستی کے اور غیر کے خیال کو اپنے دل اور سر سے مٹا دینے کا نام تجرید ہے بعضے کہتے ہین فرق تجرید اور تفرید مین یہ ہے کہ علایق اور خلایق کے مٹا دینے کا نام تجرید ہے اور اپنے ہستی کے مٹا دینے کا نام تفرید ہے۔

تخلی جو چیز کہ حق تعالیٰ سے روکے اوس سے عزلت اختیار کرنا۔

تختم عارفون کے دل پر حق کی علامت ہو جانا۔

تدبر اپنے کامون کے انجامون پر غور کرنا اور یہ تفکر کے قریب ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ تفکر دل کے تصرف کرنیکے غور کے ذریعہ سے کہتے ہین اور تدبر دل کا تصرف کرنا ہے غور کے ذریعہ سے کامون کے انجام مین۔

تدانی مقربین کا معراج۔

تدلی اوترنا مقربین کا اور کبھی اس کا اطلاق اوس حالت پر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کی طرف اون کی معراج مین نزول فرمائے۔

ترقی احوال اور مقامات اور معرفتون کا بدلنا۔

Marfat.com

تعین اوس چیز کو کہتے ہین جسکی وجہ سے ہر ایک شے کو اپنی غیر سے امتیاز حاصل ہوتا ہے تو ایک شے کا جو چیزین تعین ہوتی ہین وہ دوسری شے کا تعین نہین ہو سکتین پس ہر ایک شے کے تعین مین اوس کا غیر شریک نہین ہو سکتا ہی دیکھو آدمی کے ہر ایک فرد کو وہ تعین اور شخصیت حاصل ہی کہ وہ دوسرے کو حاصل نہین اسی لئے ہر ایک شخص دوسرے سے ممتاز ہے کرورون آدمی ہین مگر یہ نہین ہوتا کہ دو آدمی بہی پورے طور پر ایک سی شخصیت رکھتے ہون ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ انہین تعینات مخصوصہ کی وجہ سے شناخت ہوتی ہی۔

تفکر دل کا چراغ ہے کہ اوس سے خیر و شر اور منافع و مضار کو دیکھتا ہے جس دل مین تفکر نہین وہ تاریکی مین پہسا ہوا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر معرفت اشیا کے حاضر کرنے کو جو دل کے اندر ہے کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ تفکر فوائد کے وارد ہونے کے ساتھ دل کا صاف کرنا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر عبرت کا چراغ اور سمجہداری کی کنجی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر اشجار حقایق و دقایق کا باغ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ حقیقت و طریقت کی کہیتی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر دنیا کے زوال اور عقبی کی بقا کے پہونچنے کا نام ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر ان سارے احوال کا مجمع ہے۔

تفرید اس بات کا جاننا کہ حق تعالی ہمراہ ہی۔

تفرقہ پریشان خاطری عالم غیب سے اشتغال کیلئے جس طرح کہ ممکن ہو اور بعضے کہتے ہین کہ تفرقہ وہ چیز ہے جس مین اختلاف کرین اور بعضے کہتے ہین کہ تفرقہ کہتے ہین حالات و تفرقات و معاملات کو۔

تقلید غیر آدمی کے قول و فعل کو حق سمجہکر اوس کی پیروی کرنا اور اوس کے دلیل پر خیال نہ کرنا اور بعضون نے کہا ہے کہ غیر کے قول کو بلا دلیل و حجت قبول کر لینے کو تقلید کہتے ہین۔

تلقی جو کچہہ حق تعالی کی طرف سے وارد ہو اوس کے لینے کو کہتے ہین۔

تلوین بندے کا اپنے حالات مین نقل کرنا کہ کبہی کچہہ ہونا اور کبہی کچہہ اور یہ اکثر صوفیہ کے نزدیک نقصان سے خالی نہین مگر شیخ اکبر کے نزدیک یہ تمام مقامات سے کامل ہے اور بندہ کا حال یہان ایسا ہے جیسے کہ اللہ کا قول ہے کل یوم ھو فی شان ہر دن وہ ایک نئی حالت مین ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تلوین اسے کہتے ہین کہ طریق استقامت مین کوئی مقام تلاش کرنا۔

تمکین تلوین مین قایم ہونے کا نام تمکین ہے اور جب تک بندہ راہ مین ہے صاحب تلوین ہے اس لئے کہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف اور ایک وصف سے دوسرے وصف کی طرف ترقی کرنے والا ہے اور جب واصل و متصل ہو گیا تو تمکین حاصل ہو گئی اسی لئے بعضے کہتے ہین کہ تمکین واصل باللہ کا ایک حال ہے۔

توحید فرق و جمع کی احدیت کو کہتے ہین اور یہ وہ توحید ہی جو اللہ تعالی نے اپنی ذات کی آپ کی ہے چنانچہ صورت اوسکی یہ ہے شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو ؎

جمع کن خلق و حق بیکدیگر + عین او را بعین او بنگر

بعضون نے یون معنی کئے ہین کہ دل کو دوسرون کے شغل سے

خالی کرنا۔

تواجد وجد کے چاہنے کا نام ہے اور بعضے کہتے ہین کہ تواجد اسے کہتے ہین کہ وجد نہو مگر بہ تکلف وجد ظاہر کرے۔

تولی بندہ کا خدا کی طرف سے اپنی جانب لوٹنا۔

توجہ اسکے یہ معنی ہین کہ اپنی ہمت مرید کے قلب کیطرف لگائے اور اپنے قلب کا دہن مرید کے قلب کے دہن پر تصور کرے اس طرح سے کہ اور کوئی خطرہ اپنے قلب مین نہ آنے دے اور خوب خشوع کے ساتھ جناب حق سبحانہ تعالیٰ سے التجا کرے کہ وہ سالک کے دل کے نور کو قوت بخشے اور مرشد کو چاہیئے کہ جذبۂ قلبی اور ہمت باطنی سے مرید کے قلب کو اپنی طرف کھینچے ایک ساعت کم و بیش اسی طور پر مرید کے حال پر متوجہ رہے اور اس طریقہ کے بندگون کی ارواح مبارک کو اپنے شامل حال سمجھے اس تصرف کو ہر وقت اون کی امداد جانے

توبہ اسکے معنی یہ ہین کہ قلب سے عقدۂ اصرار حل ہو کے خدا کی طرف لوٹنا۔ اور رب کے شوق کے ساتھ ٹھہر جانا اور بعضے کہتے ہین کہ توبہ اعتراف اور ندامت اور ارادہ کا نام ہے اور رکن اسکی تین چیزین ہین ایک ندامت دوسری عود نہ کرنے کا عزم کرلینا۔ تیسری جو ظلم اس سے واقع ہوا ہے اوسکی عوض پورا کرنے مین کوشش کرنا۔

توبہ نصوح عزم کو اس بات پر مضبوط کرنا کہ پھر یہ کام نہ کرون گا اور اسکی اور بھی تعریفین کی گئی ہین اور شرع مین توبۂ نصوح اسے کہتے ہین کہ بری عادتون کو ترک کرکے اچھی اختیار کرے اور یہ عامۂ علما کے نزدیک فوری طور پر واجب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ اوسکے بعد کسی طرح گناہ کا کوئی اثر علانیہ یا خفیہ باقی نہ رہے اور اس سے صاحب توبہ مین صلاح و فلاح جلدی یا دیر مین پیدا ہو جاتی ہے۔

جامع و جامع البقا شیخ اکبر اور دوسرے محققین کہتے ہین کہ یہ دو شہر عالم مثال مین ہین۔

جان روح انسانی کو کہتے ہین جو معانی کو ادراک کرتی ہے اور علوم ربانی بتاتی ہے۔

جبروت ابو طالب مکی کہتے ہین کہ جبروت عالم علوی کا نام ہے اور اکثر کی رائے یہ ہے کہ عالم ربانی کا نام ہے اور سالکون کی اصطلاح مین مرتبۂ ولایت کا نام بھی ہے جو حقیقت محمدی اور مرتبۂ صفات سے متعلق ہے۔

جرس - اللہ کے خطاب کا مبہم طور پر ایک ہوڑے سے فہم کے ساتھ دل پر وارد ہونا ؎ مراد منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم + جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا۔

چشم حق تعالیٰ کا اعیان کو اور اون کی استعدادات کو مشاہدہ فرمانا اس شہود کو صفت بصری کے ساتھ تعبیر کرتے ہین۔

جلوہ بندے کو خلوت سے اوصاف الٰہی کی طرف نکلنا یعنی اوس کے سے اوصاف پیدا کرنا۔

جلال اللہ تعالیٰ کے قہر کی صفتین۔

جمع محض حق تعالیٰ کا خیال جس مین خلق کا تفرقہ خاطر پر نہو۔

جمع الجمع بالکل فنا فی اللہ ہو جانا۔

Marfat.com

حال اوس چیز کو کہتے ہین جو بغیر ارادہ اور کوشش کے دل پر وارد ہو اور اوسکی شرط یہ ہی کہ صفات نفس کے ظاہر ہونے سے یہ جاتا رہتا ہی اور جب ایک حال جاتا رہتا ہے تو دوسرا حال پیدا ہو جاتا ہے اور جبکہ باقی رہتا ہے تو پھر اوس کا مثل نہین آتا پس جس شخص پر کہ اوس حال کا مثل آتا رہتا ہی تو وہ اوس کے دوام کا قائل ہے اور جسپر کہ اوس کا مثل نہین آتا وہ کہتا ہے کہ ہمیشہ رہنے والی چیز نہین اور کبھی حال بندے کے حالات کے متغیر ہونے کو کہتے ہین اور حال جب دایم رہتا ہے تو اوسکو مقام کہتے ہین پس احوال وہبی یعنی خداداد ہین اور مقامات کسبی ہین کیونکہ احوال عنایت الہی سے حاصل ہوتے ہین اور مقامات اپنی کوشش سے پیدا ہوتے ہین۔

حجاب جو چیز بندے کے مطلب کو اوسکی آنکھ سے چھپا دے اوسے حجاب کہتے ہین۔ حجاب کی دو قسمین ہین ایک حجاب ظلمانی یہ بندے کی طرف سے ہوتا ہے جو کچھ اس مین بری عادتین ہون یا اشغال صوری رکھتا ہو وہی حجاب واقع ہوتی ہین ؎ حجاب چہرۂ جان میشود غبار تنت + تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز۔ دوسرا حجاب نورانی یہ حجاب حق تعالیٰ کی جانب سے ہوا کرتا ہے اس لئے کہ افعال کا حجاب آثار ہین اور افعال صفات الہی کا حجاب ہین اور صفات ذات الہی کا حجاب ہین۔

حجاب العزت پریشانی اور اندہا ہین اسلئے کہ ادراکات کشفی کو کنہ ذات مین کوئی تاثیر نہین پس ادراکات کشفی کا اوس مین نہ پہونچنا ایک حجاب ہے کہ غیر حق ہین کسی وقت مین مرتفع نہین ہوتا۔

حد جدائی اللہ کے اور بندے کے درمیان مین جیسے کہ عبادت کہ اوسکی وجہ سے اللہ مین اور بندے مین فصل واقع ہے۔

حدیث قدسی اوس حدیث کو کہتے ہین جس کا مضمون خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ رسول خدا کی جانب سے اور یہ وہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ سے یا خواب مین پہونچاتا ہے اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عبارت مین اوسکو بیان کرتے ہین اور فرق قرآن مین اور اس مین یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ بھی نازل ہوتے ہین اور حدیث قدسی کے صرف معانی نزول فرماتے ہین۔

حروف وہ بولی جس مین رب اپنے بندے کے ساتھ خطاب کرے اور بعضے کہتے ہین اعیان مین سے جسقدر حقایق بسیطہ ہے اونہین حروف کہتے ہین۔

حروف عالیات یہ شیون ذاتی جو غیب الغیوب مین چھپے ہوئے ہین جیسے درخت بیج کے اندر ہوتا ہے۔

حریت اہل حقیقت کی اصطلاح مین اوسے کہتے ہین کہ دنیا کے سارے جھگڑون سے قطع تعلق کرنا اور سارے عالم سے آزادی اختیار کر لینا اور اسکے مراتب مین عام آدمیون کی آزادی یہ ہے کہ وہ شہوتون اور خواہشون سے رہا ہو جائین اور خاص آدمیون کی آزادی یہ ہے کہ اپنی مرادات سے چھٹ جائین اس لئے کہ ایسے لوگون کا ارادہ اللہ کی راہ مین فنا ہو جاتا ہے اور جو لوگ

Marfat.com

نہایت خاص ہین اون کی آزادی یہ ہے کہ اپنی عادات اور رسوم سے آزاد ہو جائین اس لئے کہ ایسے لوگ نور الانوار مین بالکل چھپ جاتے ہین۔

حرق اون تجلیات کا جو فنا کی طرف جذب کرتی ہین درمیانی مرتبہ ہے اور پہلا مرتبہ اونکا برق ہے اور سب سے آخر کا مرتبہ ذات مین محو اور ناپید ہونا ہے۔

حضور جسوقت دل خلق سے غائب ہو کر اللہ کی طرف حاضر ہو اوس حالت کو حضور کہتے ہین ؎ مرا بیگانگی از خلق با حق آشنا کردہ است + بطبع من بکس کم ساختن بسیار مے سازد + اور مقام وحدت کا نام بہی حضور ہے۔

حضرات خمس الٰہیہ پانچ چیزین ایسی ہین جنہین صوفیہ کی اصطلاح مین حضرات خمس الٰہیہ کہتے ہین اور ان مین سے ہر ایک چیز کے لئے ایک عالم بہی قرار دیا ہے اور دوسری تقریر مین یون کہنا چاہیے کہ خود ہر ایک حضرت کو ایک عالم فرض کر لیا ہے اون کی تفصیل یہ ہے (۱) حضرت غیب مطلق اسکا عالم اعیان ثابتہ کا عالم ہے اور وہ علم الٰہی مین ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت غیب مطلق کا عالم اعیان ثابتہ کا + (۲) حضرت شہادت مطلقہ عالم اسکا عالم ملک ہے اور حضرت شہادت حضرت غیب مطلق کے مقابلہ مین ہے پہر حضرت غیب مضاف ہے جسکی ذیل کی دونون قسمین ملکر وہ پانچ قسمین اس طرح پوری ہوتی ہین (۳) حضرت غیب مضاف کا وہ پہلو جو غیب مطلق سے بہت قریب ہے اور عالم ارواح جبروتیہ و ملکوتیہ یعنی عالم عقول و نفوس مجردہ اس کا عالم ہے (۴) حضرت غیب مضاف کا وہ پہلو جو شہادت مطلقہ سے بہت قریب ہے اور عالم مثال اوس کا عالم ہے جسے عالم ملکوت کہا کرتے ہین (۵) پانچوان حضرت ان چارون حضرات کا جامع ہے یعنی حضرت غیب مطلق و حضرت شہادت مطلقہ اور دونون عالم حضرت غیب مضاف کے اوس مین موجود ہین اور عالم اسکا عالم انسان ہے جس مین سارے عالم اور اون کی چیزین موجود ہین پس عالم ملک مظہر ہے عالم ملکوت کا اور عالم ملکوت عالم مثال مطلق ہے اور ہر عالم مثال مطلق عالم جبروت یعنی عالم مجردات کا مظہر ہے اور عالم مجردات مظہر ہے عالم اعیان ثابتہ کا اور عالم اعیان ثابتہ مظہر ہے اسماے الٰہیہ و حضرت واحدیت کا اور حضرت واحدیت مظہر ہے حضرت احدیت کا۔

حق جو چیز بندے پر من جانب اللہ واجب ہے اوسے حق کہتے ہین اور جو کچھ اللہ نے اپنی ذات پر واجب کر لیا ہے اوسے بہی حق کہتے ہین۔

حق الیقین بندے کا حق تعالیٰ مین فانی و باقی ہونا اور یہ دونون باتین اوسکو علم اور شہود اور حال تینون کے ساتھ حاصل ہون صرف علم اس بات کا ہونا کہ مین حق مین فانی ہون اور حق مین باقی ہون کافی نہین اسلئے کہ ہر ایک عاقل کو موت کا علم۔ علم الیقین ہے اور جب موت کے فرشتون کو دیکھ لیتا ہے تو موت کا علم عین الیقین ہو جاتا ہے اور جب موت کا مزہ چکھ لیتا ہے تو اوسوقت عین الیقین پیدا ہو جاتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ علم الیقین ظاہر شریعت کو کہتے ہین اور عین الیقین شریعت مین اخلاص پیدا کرنے کا نام ہے اور حق الیقین اوسمین مشاہدہ پانے کو کہتے ہین اور بعضون نے

Marfat.com

حق الیقین کی یون تعریف کی ہے جو چیز مشاہدہ سے معلوم ہو جاے اوس کے حاصل ہونے کا نام حق الیقین ہے۔

حقیقۃ الحقایق وہ مرتبہ احدیت جو ساری حقایق کو جامع ہے اسکو حضرت المجمع و حضرت الوجود بھی کہتے ہین

حقایق الاسما ذات کے تعینات اور نسبتون کو کہتے ہین مگر اسقدر ہے کہ یہ وہ صفات ہین جنکے ذریعہ سے انسان اون مین سے بعض کو بعض سے تمیز کرتے ہین۔

حقیقت محمدیہ ذات تعین اول کی ہمراہ اور بھی اسم اعظم ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتابات مین کہا ہے کہ صاحب فتوحات کی اصطلاح مین تجلی اعظم کا نام حقیقت محمدیہ ہے۔

حقیقت - بندے کے اوصاف کے آثار کو بندے سے حق تعالیٰ کے اوصاف کے ساتھ سلب کر لینے کو حقیقت کہتے ہین مطلب یہ ہے کہ کوئی کام اپنے اوصاف کی وجہ سے نہ سمجھے سب کو من جانب اللہ جانے اور صورت اوسکی یہ ہے کہ یہ سمجھ لیا جاے کہ جو کچھ بندہ کرتا ہے اور بندے سے وقوع مین آتا ہے اور بندے مین ہوتا ہے اس سب کا اللہ فاعل ہے اور حقیقت ماہیت کو بھی کہتے ہین یعنی چیز کا وہ جز جو اصل ہے اوس چیز کی اسی وجہ سے کہا ہے ہر شے کی حقیقت حق تعالیٰ ہے اور بعضون نے ماہیت اور حقیقت مین فرق کیا ہے اور گلشن راز کی شرح مین ہے کہ حقیقت ذات حق کے مظہر کو کہتے ہین کہ تمام تعینات اور کثرات انوار ذات کے سامنے محو و معدوم ہون۔

خال نقطۂ وحدت کو کہتے ہین پوشیدگی کی حیثیت سے کہ اوسی سے سب کی ابتدا اور اوسی کی طرف انتہا ہے اور صاحب طارق نے فرمایا ہے کہ خال گناہ کی ظلمت کا نام ہے جو طاعت کے انوار مین پایا جاے بعضے کہتے ہین کہ اگر بہت کم ہو تو خالی کہتے ہین اور شیخ جمال کہتے ہین کہ خال نقطہ روح انسانی سے مراد ہے۔

خاطر وہ بات جو دل پر آئے عام ہے اس سے کہ بری ہو یا اچھی مگر دل پر قائم نہ رہے اور کبھی خاطر اوسے کہتے ہین کہ ایک بات ناگہانی پیدا ہو جاے پہلے سے اوسکا منصوبہ نہو۔

خرابات مظہر جلالی کو کہتے ہین کہ سالک تجلی قہاری کی وجہ سے فانی ہو جاے قرآن مین جو آیا ہے فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا یعنی جب ظاہر ہوا اوسی کا رب پہاڑ پر تو اوسکو ریزہ ریزہ کیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے اس آیت مین اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے اور خرابات سے مراد مرشد کا عزلت خانہ بھی ہے کہ مرید اپنی پیشانی اوسکے آستانہ پر رگڑے تو اوسکے اندر سے آواز مرید کے کانون مین آئے جس سے وہ مست و لایعقل ہو جاے اور گلشن راز کی شرح مین ہے کہ خرابات مراد ہے مقام وحدت سے اس لئے کہ مرتبہ محو تمام صورتون سے پاک اور منزہ ہے نہ وہان صورتین خیالی ہین نہ حسی نہ معانی تمام نفوس اور اشکال وہان فنا ہین اس لئے کہ غیر کا توہم اور دوئی کا گمان مقام توحید مین محال ہے اور خرابات لامکان کی چوکھٹ ہے اور بھی اون عاشقان جان باز اور کلا اُبالی کا مقام ہے جو کسی قید صوری اور معنوی مین مقید نہین اور نہ کسی مقام مین ٹھہرتے ہین۔

خشوع اصطلاح صوفیہ مین خشوع اسے کہتے ہین کہ جو تمام

Marfat.com

کی اطاعت کرنا اور بعضے کہتے ہین کہ ہمیشہ دل مین خوف کرنا
اور علامت خشوع کی یہ ہے کہ جب بندے پر غصہ ہون یا اوسکے
خلاف کرین یا اوسکی کسی بات چیت کا رد کرین تو وہ
چین برجبین نہو۔

خصوص لیک ہونا ہر شے کا۔

حضر حالت بسیط سے مراد ہے۔

خضوع و تواضع - دونون خشوع کے معنی
مین ہین۔

خطرہ - اندیشہ جو دل مین آوے اسکی چار قسمین ہین
خطرہ نفسانی اور خطرہ شیطانی اور خطرہ ملکی اور
خطرہ رحمانی اور متصوفہ خطرہ اوس خواہش کو کہتے ہین
جو بندہ کو ریا کی طرف بلاوے اور بندہ اوس کے دفع
کرنے پر قادر نہو ؎

بندۂ حق بسوی حق خواند ؛ دفع آن خطرہ بندہ نتواند

خفی صوفیہ کی اصطلاح مین ایک لطیفہ ربانی کا نام ہے
جو روح مین بالقوہ موجود ہے بالفعل حاصل نہین ہو سکتا
مگر جب واردات ربانی کا غلبہ ہو جاوے تو اوسوقت
یہ بالفعل حاصل ہوتا ہے تاکہ روح مین اور حضرت
حق مین ذریعہ اور واسطہ بن جاوے کہ روح اس ذریعہ سے
صفات ربوبیت کی تجلی اور فیض الہی حاصل کرے۔

خلق وہ عالم جو مادہ کے ذریعہ سے موجود ہو جیسے افلاک
اور عناصر اور موالید ثلاثہ یعنی جمادات و نباتات و حیوانات
اسی کو عالم خلق و عالم ملک و عالم شہادت کہتے ہین

خلوت - عبد کی مانگین کرنا اللہ تعالی سے اس طور پر
کہ ماسوای اللہ کے اور کوئی بادشاہ دوسرا نہین ہے۔

خوف جس بری چیز سے بندہ فی الحال ڈرے اوسے
خوف کہتے ہین۔

خیال عالم مثال کو کہتے ہین جو عالم ارواح اور
کے درمیان مین برزخ ہے۔

درۃ البیضا - عقل اول۔

دل صوفیہ کی اصطلاح مین لطیفہ ربانی و روحانی
نام ہے اور وہ انسان کی حقیقت ہے اور مدرک او
عالم اور عارف اور عاشق اور مخاطب اور معاتب
وہی ہے جس نے اوسے جان لیا اور پا لیا اوس نے
خدا کو جان لیا اور پا لیا اور وہ گوشت کا ٹکڑا جو صنوبری
شکل ہے اور سینہ مین اوسکی طرف ہے بھی مجازاً دل کہتے
ہین ؎

دل اگر این خانۂ آب و گل ست ؛ خرہم از اقبال تو صاحب دل ست

ذوق - تجلیات الہی کے شروع کو کہتے ہین۔

ذوق فی معرفۃ اللہ - نور عرفانی جو حق تعالی
اپنی تجلی کے ساتھ اولیا کے دل مین ڈالتا ہے او
اوسکے ذریعہ سے تفرقہ حق و باطل مین ہوتا ہے۔

ذوالعقل اوس آدمی کو کہتے ہین کہ ظاہر مین خلق
دیکھتا ہے اور باطن مین حق کو دیکھتا ہے گویا اوسکے نزدیک
حق خلق کا آئینہ ہے اسلئے کہ آئینہ ظاہری صورتون مین
چھپ جاتا ہے۔

ذوالعین اوس شخص کو کہتے ہین کہ حق کو ظاہر مین او
خلق کو باطن مین دیکھتا ہے گویا اوسکے نزدیک خلق حق
آئینہ ہے اس لئے کہ حق اوسکے نزدیک ظاہر ہے اور خلق
اوسمین چھپی ہوئی ہے جس طرح آئینہ صورتون سے چھپ جاتا

Marfat.com

والعقل والعین اوس آدمی کو کہتے ہین جو حق کو
ق کے اندر دیکھتا ہے وہ قرب فرائض کا مرتبہ ہے اس
رتبہ مین انہین مراتب کی طرف اشارہ ہے ما تقرب
الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ و
لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل الحدیث اس حدیث
کے معنی کرامات کی بحث مین دیکھو بہرصورت حق تعالی خلق کے
اندر دیکھے یا خلق کو حق کے اندر دونون صورتون مین
ایک دوسرے سے جدا نہین سکتا بلکہ ایک وجود معین ہوتا ہی
ایک وجہ کے ساتھہ اوسے حق دیکھتا ہے اور دوسری
وجہ سے اوسے خلق دیکھتا ہے کثرت خلق کی وجہ سے
حق دیکھنے کی ذات جدا نہین سکتی جیسے کہ آئینے بہت سے
ہون تب بھی ایک شخص دیکھنے والے کا مُنہ برابر دیکھتا
ہے جدا نہین سکتا باوجودیکہ خلق مین کثرت ہے مگر اونکے
مشاہدہ مین کسی طرح خلل نہین پڑتا ایک دوسرے کے دیکھنے
مین مزاحمت نہین کرسکتا اسی طرح خلق کی کثرت سے اوس
ذات یکتا کی تجلیات کے دیکھنے مین مزاحمت واقع نہین
ہوسکتی اگرچہ خلق کثیر ہے مگر وہ برابر مشاہدہ مین آتی ہی
اور یہہ مسلک وحدت وجود کا ہے جو ابن عربی اور اونکے
کے متبعین کا مختار ہی

ذہاب محبوب کے مشاہدہ سے جو حال طبیعت پر پیدا ہو
اوسکا دل سے جاتا رہنا گو کیسا ہی محبوب ہو

سالک اوسے کہتے ہین جسنے اپنے مقامات کو اپنے حال سے
طے کیا ہو بغیر علم کے اس صورت مین اوس کا حال اور
مقام ایک ہوجائیگا۔

سبحہ ہمارا نام ہی کہ ہیولی کو کہتے ہین۔

ستر جو چیز کہ فنا سے بندہ کو بچاوے اوسے ستر کہتے ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ پردہ ہستی سے مراد ہے کہ آدمی
اپنے رب کو موجود دیکھتا ہے پس غفلت مین پڑا ہوا ہے
اور کبھی پردہ عادت کے سبب سے ہوتا ہے اور کبھی اعمال
کے نتیجون کی وجہ سے پردہ واقع ہوتا ہی

سحق بندی کو مزاج کافر کے تلے آکے جاتا رہنا۔

سر اسکے کئی معنی ہین جیسے اضافت اس لفظ کی
ہووی ویسے ہی معنی لگاتے ہین سر العلم جاننے والا جس علم کو
جانتا ہے اوسکی حقیقت کو کہتے ہین سر الحال علم مین
اللہ کے ارادہ کو جان لینا جیسے ہمنے نماز کو جان لیا پر
یہہ جاننا کہ ارادہ الہی یہہ ہے کہ ہم نماز پڑہین تو یہہ سر الحال
ہی اور سر الحقیقت اوسے کہتے ہین جس سے اشارہ
واقع ہو۔

سر القدر اوسے کہتے ہین جس بات کی وجہ سے بندی
مین اور حق تعالی مین غیریت ثابت ہوتی ہے جیسے کہ حق
تعالی کو حقائق کا علم تفصیلی حاصل ہے اور وہ سب
کی کنہ اور باریکیون کو جانتا ہے اور بندہ کو یہہ بات
حاصل نہین ہے پس ایسی چیز سر السر کہلاتی ہی۔

سفر۔ دل کی سیر سے مراد ہے اس طرح کہ وہ اللہ
کے ذکر مین مصروف ہو۔

سکینہ غیب سے جو بات دل پر نازل ہو اور اس
سے دل جمعی ہووے اوسے سکینہ کہتے ہین

سکر کسی قوی خیال کے دل پر آجانے کی وجہ سے
غفلت پیدا ہوجانے کو سکر کہتے ہین اور اس سے
بڑی لذت اور مزہ حاصل ہوتا ہے اور غیبت سے نہایت

Marfat.com

قوی اور کامل ہے۔

سمسمہ معرفت جو بیان میں نہ آسکے۔

سُنّت ترک کر دینا۔

سوی جو روح جسم عنصری کے سوا جسم ناری یا نوری سے متعلق ہوا اوسے کہتے ہیں۔ اور سوی غیر کو بھی کہتے ہین اور وہ اعیان ہیں تعینات کی حیثیت سے۔

سوار پوشیدہ ہونا اللہ کا خلق مین اور خلق کا اللہ مین۔

سواد الوجہ فی الدارین اللہ مین پوری طور پر فنا ہوجانا کہ کچھ بھی اپنے وجود کی خبر نہ رہے نہ ظاہر مین نہ باطن مین نہ دنیا مین نہ آخرت مین۔ فقر حقیقی اسی سے مراد ہے اور عدم اصلی کی طرف رجوع کرنا اسی سے عبارت ہے۔

شاہد جس کے مشاہدہ کا اثر دل پر ہو اوسے شاہد کہتے ہین اور حقیقت میں شاہد وہ چیز ہے کہ انسان کے دل مین آجائے اور اُسکا ذکر دل پر غالب ہوجائے پس اگر اوسپر علم غالب ہے تو اوسے مشاہدہ علم کہتے ہین اور اگر وجد غالب ہے تو شاہد وجد کہلاتا ہے اور اگر وقت غالب ہے تو شاہد حق کہلاتا ہے

شجرۂ موسیٰ و شجرۂ کلیم اللہ اور نخل طور اوس درخت سے عبارت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے وادی ایمن مین کوہ طور مین اوس درخت پر تجلی انوار الٰہی کو مشاہدہ کیا تھا۔

شجرہ انسان کامل کو کہتے ہین جو ہیکل کلی کا مدبر ہے اور اوس درخت کی مانند ہے جو اپنی جڑ سے اوپر کی طرف بڑھتا ہے اور اوسکی شاخین آسمانون کے اندر پہونچگئی ہے اور اوسکی جڑین کیا ہین یہی اسکے جمعیت کے حصے ہین اور اوسکی روحانیت کے مطابق اوسکی شاخین ہین اور وہ تجلی ذاتی جو احدیت کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے اوسکی حقیقت ہے اور اوس مین سرایتی انا اللہ کا نتیجہ پیدا ہوجانا اوسکا ثمرہ ہے۔

شرب تجلیات کی درمیانی حالت جنکی انتہا ہر مقام مین ہے۔

شطحیات درویشونکی وہ باتین کہ مستی و ذوق و غلبہ حال کے وقت مین بے اختیار اونکے مونہ سے صادر ہوتی ہین۔ جیسے انا الحق حسین منصور نے کہا اور سبحانی ما اعظم شانی اور لا الٰہ الا اللہ انا فاعبدونی بایزید نے کہا۔ ولیس فی جبتی سوی اللہ خواجہ جنید نے کہا و قدمی ھذہ علی رقاب اولیاء اللہ حضرت سید محی الدین نے فرمایا کہ یہ باتین ظاہر مین خلاف شرع ہین اور باطن مین خدا جانے کہ کیا ہین اور مشایخون نے نہ اُنھین رد کیا ہے نہ قبول۔

(منقول از معدن المعانی مخدوم)

شوق دل کو اوس کی خواہشات سے

Marfat.com

چھوڑ اکر لقاء محبوب کی طرف کھینچتا ہے۔

شواہد حق موجودات کی حقیقتین جن سے اُنکی پیدا کرنیوالیکا حال معلوم ہوتا ہے۔

شیون انتباہ مین ایک خط طریقہ احمدیہ کا لکھا ہوا ہے اُسمین ہے کہ شیون ہماری اصطلاح مین اوسے کہتے ہیں جو عبارتین حضرت واجب تعالی مین مندمج[1] ہون۔ کہ ذات پر معانی زاید نہون۔ اور وہ جو معانی زاید ذات حق حقتعالی پر ہون اور خارج مین موجود ہون وہ صفات کہلاتے ہین۔

حضرت مجدد الف ثانی نے رسالہ معارف لدنیہ مین لکھا ہے کہ شیونات آلہی خاص ذات آلہی کی فرع ہین اور صفات آلہی ان شیونات کی فرع ہین اور اسماء آلہی جیسے خالق اور رازق وغیرہ ان صفات کی فرع ہین اور افعال آلہی ان اسماء کی فرع ہین۔ اور تمام موجودات انہیں افعال آلہی کی فرع اور نتیجہ ہین۔ پس معلوم ہوا کہ شیون اور چیز ہین اور صفات اور چیز دونون میں فرق ہے اور شیون خارج مین ذات آلہی کے عین ہین اور صفات خارج مین ذات آلہی پر زاید ہیں۔ اور جن لوگوں کو یہ فرق معلوم نہین وہ شیون اور صفات کو ایک چیز جانتے ہین۔ اور اسلئے خیال کرتے ہین کہ صفات عین ذات ہیں جسطرح شیون خارج مین عین ذات ہین۔ اور اس وجہ سے ان لوگونکا صفات آلہی سے انکار کیا اور کہا کہ صفات آلہی ذات آلہی سے کوئی علیحدہ چیز نہین ہین۔ حالانکہ اہل حق کے نزدیک صفات آلہی ذات آلہی پر خارج مین زاید ہین۔

صاد شطاریون کی اصطلاح مین صفات آلہی اشارہ ہے کہ اسم ذات مین کوئی صفت صفات مین سے درج کرین جیسے سمیع بصیر علیم وغیرہ۔

صحو کسی خیال کے دل پر آنے کسے جو غفلت ہوتی تھی اُس سے سنبھل جانے کو صحو کہتے ہیں۔

صدا ہیئت نفس کی ظلمت کے سبب سے ایک تھوڑا سا پردہ دل پر واقع ہوجانا جو دل کو قبول حقائق اور تجلیات انوار آلہی سے محجوب کردے

صعق نور آلہی کی تجلی کے وقت فنا ہوجانا۔

صفت عالم کی طرح معنی کا طلب کرنا۔

صفات ذاتیہ اون اوصاف آلہی کو کہتے ہین جنکے ساتھ وہ موصوف ہے اور اونکی اضداد کے ساتھ اُسکا وصف نہیں ہوسکتا جیسے قدرت وعزت وعظمت وغیرہ کہ اُنکی ضدون کیساتھ توصیف ممنوع ہے۔

صفات فعلیہ اُن اوصاف آلہی کو کہتے ہین جنکی ضد کیساتھ بھی اللہ تعالی موصوف ہوسکے جیسے رضا ورحمت وغضب وغیرہ کہ اللہ تعالی انکی اضداد کے ساتھ بھی متصف ہوتا ہے۔

صفات جمالیہ اون صفات آلہی کو کہتے ہین جو رحمت ولطف کیساتھ تعلق رکھتی ہین جیسے رحم وکرم وعفو وغیرہ۔

صفات جلالیہ وہ صفات آلہی جنکا تعلق قہر وعزت وعظمت سے ہے۔

[1] مندمج اچھی طرح لپٹا ہوا اور گھٹا ہوا ۱۲

حضنائن اللہ تعالی کے مقبول بندے ہین کہ جنکو
اللہ تعالی اتنا عزیز رکھتا ہے کہ عام طور پر لوگون پر
ظاہر نہین کرتا کیونکہ اُسکو غیرت آتی ہے کہ عام طور پر
لوگ اُن سے واقف ہو جائین۔

حضیارہ ماسوی اللہ کو حق تعالی کے ذریعہ سے
دیکھنا۔ اور صورت اوسکی یہ ہے کہ حق تعالی کی
ذات ایک ایسا نور ہے کہ نہ وہ خود کسی طرح
دیکھ سکتا ہے نہ کسی اور چیز کو اوسکے ذریعہ سے
دیکھ سکتے ہین مگر اوسکے اسما ایسے نور ہین کہ وہ
خود بھی دیکھ سکتے ہین اور اُنکے ذریعہ سے
دوسری چیزین بھی دیکھ سکتے ہین۔ پس جسوقت قلب
اسوجہ سے ظاہر ہو جاوے کہ وہ نور الٰہی کو دیکھتا ہے
تو اسوقت مین دل کی بصیرت منورہ ماسوی اللہ
کا مشاہدہ اوس نور کے ذریعہ سے کرلیتی ہے اسلیے
کہ جب انوار اسمار الٰہی ممکنات مین ظہور کرتے ہین
تو اوسپر اون ممکنات کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو وہ
مظاہر بھی جن مین ان اسمار نے ظہور کیا ہوتا ہے
معلوم ہو جاتے ہین۔ جسطرح قرص شمس جب کسی
ہلکے سے بادل کی آڑ مین آجاتا ہے تو دکھنے لگتا ہے۔

طالب وہ شخص جو شہوات طبعی ولذات
نفسانی کو عبور کرے اور خودی اور دہوکہ کا پردہ
حقیقت کے چہرہ سے اُٹھادے، اور تقید سے
اطلاق کی طرف اور کثرت سے وحدت کی طرف
آجائے تاکہ انسان کامل ہو جاوے۔ اور اس
مقام کو فنا فی اللہ کہتے ہین کہ طالبون کے سیر کی
یہ انتہا ہے۔ اور شیخ شرف الدین منیری نے اپنے
مکتوبات مین لکھا ہے کہ طالب کو کسی مقام مین قیام
نہین اور کسی منزل مین آرام نہین دونون جہان
مین سکون اوسپر حرام ہے۔

طاہر وہ آدمی جسکو اللہ نے اپنی مرضی کی مخالفت
کرنے سے معصوم کردیا ہے۔

طاہر ظاہر وہ آدمی جو گناہون سے پاک ہے۔

طاہر باطن وہ آدمی جسکے دل مین وسوسے بھی کبھی
پیدا نہین ہوتے۔ گناہ کرنا تو درکنار۔

طاہر السر وہ آدمی جو ایک لمحہ بھی خدا سے غافل نہین رہتا

طاہر السر والعلانیہ وہ آدمی جو اللہ تعالی اور اُسکی
مخلوق دونون کے حقوق پورے پورے ادا کرتا ہو۔
کیونکہ اسمین دونون طرف کی رعایت رکھنی کی گنجایش ہوا
کرتی ہے۔

طب روحانی — دلونکے کمالات اور آفات
اور امراض اور اُسکی دواؤن کا جاننا اور دلونکی صحت
اور اعتدال قایم رکھنے کی کیفیت کو پہچاننا۔

طبیب روحانی وہ شیخ کامل جو طب روحانی کا ماہر ہو
اور مرید کے تکمیل اور ارشاد پر قادر ہو۔

طبع ہر شخص کی نسبت جو علم الٰہی ازل مین مقرر ہو گیا ہے۔

طریق اُن مراسم سے مراد ہے جنکو اللہ نے مشروع کیا ہو
اور اُن کی مخالفت کی اجازت نہو۔

طریقہ اولیار اللہ کی ایک خصلت کو کہتے ہین کہ وہ ترقی
مقامات کی اور طے کرنا منازل کا ہے۔

طلب سالکون کی اصطلاح مین اُسے کہتے ہین کہ شب و روز

Marfat.com

اُسکی یاد مین رہے ۔خلا ہو یا ملا۔ گھر ہو یا بازار اگر دنیا
اور اد سکی نعمت اور عقبیٰ اور جنت اُسکو دین تو وہ قبول نکرے
اور اُسکی نعمت کو کافرون کے لئے چھوڑ دے اور عقبیٰ اور
جنت کو مومنون کے لئے ۔ اور ساری خلق توبہ گناہ سے
کرتی ہی تاکہ دوزخ سے بچے اور وہ توبہ جلال سے کرتا ہی تاکہ
بہشت مین نہ ڈالا جائے اور تمام اہلِ جہان راحت اور
مراد کی جستجو کرین اور وہ مولا کی اور دیدار الٰہی کی جستجو مین
ہو اور تمام خلق اپنے کاروبار مین زیادتی چاہے اور وہ
ہر حال مین کمی چاہے ۔ اگر پائے تو جمع نکرے اور اگر نہ پائے
تو شکر کرے ۔ اور مراد کے نہ پانے سے شاد ہو تاکہ تمام
قیدون سے آزاد ہو جاے اور توکل مین قدم رکھے
نہ خلق سے سوال کرے نہ حق سے چاہے کہ سوال خلق
سے شرک سمجھے اور حق سے سوال شرم جانے اور بلا اور محنت
اور آرام اور عطا اور منع اور رد و قبول خلق کا سبب اُسکے
نزدیک یکسان ہو۔

طمس بندے کے صفات کا صفات حق تعالیٰ مین فنا
ہو جانا۔

طوالع توحید کی روشنیان جو پیدا ہون اہل معرفت
کے دلونپر اور یہ روشنیان سارے نورون کو مشارق ہین

ظاہر العلم اہلِ معرفت اعیان ممکنات کو کہتے ہین

ظاہر الوجود اسماے الٰہی کے ظہورات کو کہتے ہین

ظاہر الممکنات حق تعالیٰ کا اعیان کی صورتون
اور صفات مین ظہور کرنا اسی کو وجود الٰہی کہتے ہین اور
کبھی اسپر ظاہر الوجود کا بھی اطلاق ہوتا ہی۔

ظلمت نورانی اور چمکدار چیز کی نور کا معدوم ہو جانا
اور اجسام کثیف کے سایہ کو بھی ظلمت کہتے ہین اور کبھی اُسکا
استعمال ذات الٰہی کے علم پر ہوتا ہی اسلئے کہ اُسکے ساتھ
غیر نہیں کھلتا ہی۔

ظل غیر کے خیالات کا بغیر وجود خدائے تعالیٰ کے حجابون
آڑ مین دلپر گزرنا یعنی خدا کے وجود کا تو خیال نہ آوے
بلکہ حجابون مین غیرون کا خیال آوے اور مشایخ کی اصطلاح
مین **وجود اضافی** کو بھی کہتے ہین جو ممکنات مین ظاہر
ہوا ہے۔

ظل اول عقل اول اسلئے کہ ممکنات مین سے سب سے
اول نور حق تعالیٰ سے عقل اول ہی نے ظہور پایا ہی۔

ظل آلہ انسان کامل کہ حضرت وحدیت کی ساتھ متحقق
ہوا ہے۔

عارف وہ شخص ہی جو حال اور شہود کے طور پر شاہد
ذات اور صفات اور اسماے آلیہ کرے اور وہ صاحب
نظر جسکو اللہ تعالیٰ اپنے ذات و صفات و اسمار و افعال
کے ساتھ بینا کرے ایسے شخص کی معرفت دیکھی ہوئی ہوتی ہی
اسی لئے کہا ہی کہ عارف دیکھی ہوئی بات کہتا ہی اور عاقل
سنی ہوئی۔

عاشق وہ شخص ہی کہ عقل سے دور ہو اپنے سر دیکی
خبر نہ رکھتا ہو اور بالونمین کنگھی نکرے نیند اور کھانا پینا اپنے
اوپر حرام کرے زبان ذکر کے ساتھ اور دل فکر کے ساتھ اور
جان مشاہدہ معشوق کیساتھ مشغول رکھے دل بریان ہو
چشم گریان ہو نہ زرد ہو بال پریشان ہون سر و پا برہنہ
ہون ۔ دوست کے سوا جو کچھ ہی اُس سے بیزار ہو ۔ مگر اس زمانہ
مین ایسے عاشق پیدا ہوے ہین کہ راتون اِن کا کام

Marfat.com

کھیل کود ہنسی مذاق عورتون سے اور خوبصورت لڑکونسے
صحبت ہی۔ کھانا سونا انکا کام ہی اور ان افعال پر عاشق
ہونے کا دعوی کرتے ہین۔

عالم بفتح لام۔ ماسوی اللہ یعنی ممکنات سے عبارت
ہی اور صفات باری تعالی اس سے خارج ہین کیونکہ صوفیہ
کے نزدیک وہ عین ذات ہین فصوص مین فصہ نوح علیہ السلام
مین لکھا ہی کہ عالم لام کے فتح سو جہان اور ق کی صورت ہی
اور ق اُس صورت کی ارواح ہی۔ اور نفس آدم علیہ السلام
مین کہا ہے کہ روح عالم کی آدم ہی اسلئے کہ آدم خدا کا
خلیفہ ہی اور جو کچھ خدا پر اطلاق کیا جاتا ہی اُسکا اطلاق خلیفہ
پر بھی روا ہے۔ شاہ مدار بدیع الدین سے قاضی شہاب الدین
نے دریافت کیا کہ اٹھارہ ہزار عالم جو خدا نے پیدا کئے ہین
اُسکو کہان رکھا ہی جواب دیا کہ آٹھ ہزار عالم آسمان مین ہین
اور آٹھ ہزار عالم دریا مین اور زمین کے اندر ہین اور دو
ہزار عالم دنیا مین رہتے ہین۔ اور قاضی صاحب نے
شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ عالم کسے کہتے ہین۔ حضرت
بدیع الدین نے جواب دیا سرشت کو کہتے ہین اور دنیا مین
جو دو ہزار عالم ہین اُن مین ایک ہزار بچے دیتا ہی اور ایک
ہزار انڈے کے ذریعہ سے پیدا ہوتا ہی۔

عالم امر جو اللہ سے بغیر سبب اور ذریعہ کے پیدا
ہوا ہے اُسے عالم امر کہتے ہین اور کبھی عالم ملکوت بھی
کہتے ہین۔

عالم خلق جسے اللہ نے کسی چیز کے ذریعہ سے پیدا
کیا اور اسکا اطلاق دنیا پر ہوتا ہی

عالم لام کے کسرہ سے وہ شخص جو علم الیقین کے ساتھ
اللہ کی ذات و صفات و اسمار سے مطلع ہو بکشف و شہود
کے طور پر۔ اور شیخ اکبر کے رسالہ مصطلحات مین لکھا ہی
کہ عالم وہ شخص ہی جسکو اللہ نے اپنی ذات کی الوہیت پر
حاضر کیا ہی اور اُسپر کوئی حال ظاہر ہوا ہی اور علم اُسکے
حال کا نام ہی۔

عبودیت اپنے رب کے مقام عبودیت مین اپنی
جان کو دیکھنا۔

عدل اور حق مخلوق یہ مراد اُس مخلوق سے ہے
جسکو اول اللہ نے پیدا کیا ہی۔

عرش ایک جسم ہی کہ ساتوے اجسام کا احاطہ کئے ہوئے
ہی وہین سے احکام قضاء قدر آسمانی نازل ہوتے ہین
دنیا پر نکوئی صورت ہی نہ کوئی جسم۔ جمہور اہل شرع
کہتے ہین کہ عرش کا فلک اطلس بھی نام ہی اور فلک ثوابت
کرسی کا نام ہی۔ اور شیخ محی الدین کی رائے ہی کہ عرش
و کرسی نو افلاک کو محیط ہین اور شیخ کا مذہب یہ ہے کہ
عرش و کرسی و فلک اطلس یعنی فلک الافلاک اور فلک ثوابت
قابل خرق و التیام نہین ہین اور باقی افلاک عنصری
ہین اور استعداد و قبول باتون کی رکھتے ہین۔ اور
حکما کی رائے یہ ہے کہ فلک قابل خرق و التیام نہین ہے
مگر انکی دلیل صرف فلک الافلاک کی باب مین ہی اور وہ بھی
ناتمام ہے اور جو لوگ حکما کے طرفدار ہین وہ قرآن کی
اس آیت سے افلاک کے قابل خرق و التیام ہو
نہونے پر استدلال کرتے ہین وبنینا فوقکم سبعا
شدادا یعنی ہمنے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان
بنائے لیکن اذا السماء انشقت یعنی جب

Marfat.com

آسمان بھیت جاوین اسکے خلاف پر دال ہی اور یہ آیت شیخ کے مذہب کے مخالف نہین اسلئے کہ سما کا لفظ کو اکب سیارہ کے افلاک کے سوا استعمال نہین پاتا چنانچہ آیات قرآن مین سبع سمٰوات اکثر آیا ہے اور شیخ اِنکے فرق والتسیام کے منکر نہیں۔

عشق کمالات کی جمعیت کو کہتے ہین جو ایک ذات مین جمع ہون اور یہ سوا حق کے کسی مین نہین اور شیخ فخر الدین عراقی نے عشق سے ذات احدیت مطلق کی طرف اشارہ کیا ہی اور تمام متاخرین کا بھی مختار ہے

عقاب اِسی کو عقل اول بھی کہتے ہین۔

علم الیقین جو بات دلیل سے ثابت ہو۔

علمت اللہ تعالیٰ کا خبردار کرنا بندے کو کسی ذریعہ سے یا بغیر ذریعہ کے۔

عمار مرتبہ احدیت کو کہتے ہین۔

عموم شرکت کی بات کو کہتے ہین۔

عنقاء عبارت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسمین جسم عالم کو کھولا ہے مراد یہ ہی کہ جب عالم کی پیدائش شروع کی تو ایک غبار سا تھا اور اصل مین عنقا کنایہ ہیولی سے ہی۔

عین ثابتہ ایک حقیقت ہی اللہ تعالیٰ کے علم مین اور یہ خارج مین موجود نہین بلکہ علم الٰہی مین ثابت ہی

عین الیقین جو بات مشاہدہ سے پیدا ہو۔

عین التحکم اُسے کہتے ہین کہ کرامت کے اظہار کا اپنی ولایت کے ظاہر کرنے کے لئے دعوی کرے۔

عید اعمال کے اعادہ کرنے سے جو کچھ اللہ کی تجلیات بندہ کے دلپر پھیرین اُسکا نام عید ہے

غراب جسم کلی کو کہتے ہین اور وہ اول صورت ہی کہ ہیولی نے اُسکو قبول کیا ہی اور جب یہ غراب اور ہیولی ملگئے تو ظلا عام ہوگیا اور وہ ایک استداد موہوم ہے جسم مین نہین اور جب جسم کلی نے شکل کردی قبول کی اور کوئی دوسری شکل قبول نہ کی تو اس سے معلوم ہوا کہ ظلا ستدیر ہے اور یہی صورت جسمیہ کی اصل ہی اور صورت جسمیہ پر امکان کے سیاہی چھائی ہوئی ہی اسلئے عالم قسم ہین اور حضرت احدیت سے اُسکو بہت دوری ہے اسلئے اسے غراب کہنے گئے اسواسطے کہ دوری اور سیاہی مین مشابہت کی ہی۔

غربت کبھی اسے کہتے ہین کہ اپنے وطن کو مقصود کی طلب مین چھوڑ دینا اور حق تعالیٰ کی معرفت سے دور ہوجانے۔ غربت یہ ہی کہ اُسکی معرفت سے دور ہوجائے۔

غوث یہ ایک مرتبہ ہی اولیاء کا کہ ہر زمانہ مین یہ ایک ہی شخص معین ہوتا ہی مگر جبکہ ایسا وقت اور موقع آوے کہ دوسرے غوث کی ضرورت واقع ہو تو یہ عنایت الٰہی پر موقوف ہی۔

غیرت فی الحق اسے کہتے ہین کہ اللہ کی حدود مین تجاوز کرے مثلاً اسنے شراب پینا منع کیا ہی۔ اور پھر پیے تو یہ غیرت حق کی جگہ ہی اور یہ بھی

Marfat.com

غیرت حق ہے کہ جو چھپانے کی باتین ہین اُنکو ظاہر کر دیا جائے۔

غیر بالفتح عالم موجودات کہ غیریت کا لفظ اسپر اطلاق کرتے ہین اور اُسکی دو قسمین ہین ایک عالم لطیف جیسے ارواح اور عقول اور نفوس دوسرا عالم کثیف جیسے عرش و کرسی فلک و ملک و خاک و آب و باد و آتش و نباتات و حیوان و جماد وغیرہ اور اِس مرتبہ کو ماسوی اللہ اور کائنات کہتے ہین۔

غیبت دل کا اُس حال کو دیکھنا جو خلق پر جاری ہو بلکہ اُس حال سے بھی غافل ہو جو اپنے نفس پر جاری ہو اِسوجہ سے کہ حواس اِن باتون کیطرف مشغول ہوتے ہین جو اُنپر زور و شور کے ساتھ وارد ہوتے ہین جیسے کہ زنان مصر نے یوسف علیہ السلام کے مشاہدہ کے وقت لیمون کی جگہ اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

غیب اُسے کہتے ہین جسے اللہ نے بندے سے چھپا دیا ہو مگر اللہ سے چھپی ہوئی نہو۔

غیب ہویت اور غیب مطلق ذات تعالی اِس اعتبار سے کہ اسکے ساتھ کوئی تعین نہین۔

غیب مکنون اور غیب مصون ذات کا وہ بھید ہے جسے سوا اپنے کوئی دوسرا نہ جانتا ہو اسلئے السابقیہ غیرون سے چھپا ہوا ہوتا ہی اور عقلین اور نظرین اُسکو نہین پا سکتین۔

غین ایک ہلکا سا حجاب ہی جو دل کی صفائی کے بعد نور تجلی کے پیدا ہونے سے دور ہو جاتا ہی کیونکہ ایمان اُسکے ساتھ باقی ہوتا ہی اور اعتقاد کی صحت قایم ہوتی ہی۔

فانی وہ شخص جو دریاے وحدت مین غوطہ مارے اور بالکل محو ہو جائے اور بے نام و نشان ہو جائے اور اُس مین ہستی کا اثر باقی نرہے۔

فتوح یہ کئی طرح پر ہی۔ ایک فتوح عبادت ہی کہ ظاہری اعضا کے حالات کھل ہو جاوین اور ایک فتوح خلافت ہی کہ باطن مین مزا آوے۔

فترت آثار طبعیت کی وجہ سے ابتدائی تعلق اور طلب کی آگ کا بجھ جانا۔

فتوت اپنی جان پر دوسرون کو دنیا و آخرت مین ترجیح دینا۔

فرق خلق بدون حق تعالی کے اور بعض کہتے ہین کہ عبودیت کے مشاہدہ کو کہتے ہین۔

فرق اول اللہ تعالی سے خلق کی پردے مین ہونا اور عادات خلیقہ کا اپنے حال پر باقی رہنا۔

فرق ثانی خلق کے قیام کو حق تعالی مین مشاہدہ کرنا یعنی ساری خلق مین اللہ ہی اللہ نظر آوے اور وحدت کثرت مین اور کثرت وحدت مین معلوم ہو اور ایک دوسرے کے پردہ مین نہ چھپے۔

فرق وصف ذات احدیت کا اپنی اوصاف کے ساتھ حضرت واحدیت مین ظہور کرنا۔

فرق الجمع واحد کا مراتب مین ظہور کر کے کثیر ہو جانا۔ اور مراد اِس سے یہ ہی کہ ذات احدیت کے

احوال ظاہر ہون اور یہ احوال محض اعتباری چیزین
ہین کسی طرح کا تحقق اور وجود انکو نہین مگر جبکہ واحد
انکی صورتون مین ظہور کرتا ہی تو اُسوقت اِنکو تحقق
حاصل ہوتا ہی۔

فراق غائب ہوجانا مقام وحدت سے۔ ای عزیز
سالک کا عالم بطون سے عالم ظاہر کی طرف آجانا
یہی اسکا فرق ہی اور پھر عالم ظہور سے عالم بطون کی
طرف لوٹنا اُسکا وصال ہی اور یہ وصال اُسوقت
تک حاصل نہین ہوسکتا جب تک مرگ صوری حاصل نہو

فضل جس پسندیدہ چیز کی تجھے امید ہو اُسکو کھونا
اور مراد اُس سے یہ ہی کہ کسی پسندیدہ چیز کو پالینے کے
بعد اُس سے جُدا ہوجانا۔

فقر فنا فی اللہ کو کہتے ہین اور یہ جو کہا ہی کہ الفقر
سواد الوجہ فی الدارین مراد اِس سے یہ ہی کہ سالک
بالکل فنا فی اللہ ہوجاتا ہی کہ ظاہر و باطن اور دنیا و آخرت
مین اُسکا وجود نہین رہتا اور عدم اصلی اور ذاتی کی
طرف رجوع کرتا ہی اُسکو فقر حقیقی کہتے ہین اِسی لیے
کہا ہی اذا تم الفقر فھو اللہ۔ یعنی جسوقت فقر تمام
ہوا تو وہ اللہ کے سوا کچھ باقی نہین رہتا ہے اسلئے
کہ یہ مقام ذات حق کے اطلاق کا ہی اور یہان غیر کو
گنجایش نہین ہی اور سواد الوجہ سواد اعظم ہی
اسلئے کہ سواد اعظم اِسے کہتے ہین کہ جو کچھ پایا ہین
اُسمین موجود ہو اور جو کچھ تمام موجودات مین مفصل
ہی اِس مرتبہ مین اِجمال کے طور پر ہی۔

فقیر وہ آدمی جو کسی کا محتاج نہو اِسلئے کہ احتیاج
صفت موجود ہی اور فقیر جب بحر نیستی مین غوطہ
مارتا ہی تو احتیاج جاتی رہتی ہی اور جب احتیاج
نرہی تو فقر تمام ہوگیا۔

فکر سالک کا سیر کشفی مین کثرات اور تعینات سے
جو حقیقت مین باطل ہین وحدت وجود مطلق کی
طرف جانا جو حق حقیقی ہی اور مراد اِس جانے سے یہ ہی
کہ سالک مقام فنا فی اللہ مین پہونچ جاتے جیسے قطرہ
دریا مین محو ہوجاتا ہی ایسے ہی سالک نور وحدت
مین محو ہوجاتا ہی۔

فنا معارف لدنیہ مین حضرت مجدد صاحب نے فرمایا ہی
کہ فنا اسے کہتے ہین کہ جو کچھ حق تعالی کے سوا ہے
اُسکا نسیان ہوجاوے اور یہ نسیان وجود حق تعالی
کے ظہور کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہی اور کتب قوم مین
لکھا ہی کہ اسکی دو قسمین ہین۔ ایک بندے کو اپنا
فعل کچھ نہ دیکھنا سب کو خدا کی قدرت جاننا۔
دوسرے بُری خصلتون اور عادات کا دور ہوجانا
اسطرح بقا اسے کہتے ہین کہ اچھی عادتین موجود
ہوجانا۔ اور بعض نے کہا ہی کہ فنا یہ ہی کہ تفرقہ
اور تمیز قدم و حدوث مین نرہے اسلئے کہ جب
روح کی بصیرت مشاہدۂ ذات الٰہی کے ساتھ
منجذب ہوگئی تو عقل کا نور جو اشیا مین فرق
کرتا تھا غلبۂ نور ذات مین چھپ گیا جسطرح تارون کا
نور آفتاب کے نور کے سامنے چھپ جاتا ہی سالک
کی ہستی مجازی اور تمام کثرات پر تو تجلی ذاتی مین
بالکل محو و نابود ہوجاتی ہین اور اِس حالت کو جمع

کہتے ہین اسلئے کہ تمام کثرات نے اس تجلی مین
رنگ وحدت کا حاصل کر لیا ہے اور کثرات اور
اغیار فانی ہو گئے ہین اس حالت مین جو کچھ
سالک سے صادر ہو حقیقت مین اسکا فاعل
اللہ ہے اسلئے کہ سالک درمیان سے اُٹھ جاتا ہی
اسی مرتبہ مین منصور نے انا الحق کہا ہی۔ اور کبھی
فنا کے معنی اس طرح بیان کرتے ہین کہ باطن پر
ظہور حق کا غلبہ اتنا ہو کہ ماسوی اللہ کا شعور نرہی
اور فنائے فنا اسی کہتے ہین کہ اس بے شعوری کا
بھی شعور نرہے اور یہ فنا بھی فنا مین داخل ہی اسلئے
کہ صاحب فنا کو اگر اپنے فنا کا شعور ہوگا تو وہ صاحب
فنا نہین اور بوجہ اسکے کہ صفت فنا اور موصوف
فنا یہ دونون ماسوی حق کے قسم سے ہین پس
شعور فنا کا فنا کے منافی ہی۔ کشف المحجوب مین
لکھا ہی کہ ایک جماعت کو فنا مین غلطی واقع ہو گئی
ہی لکھتے ہین کہ فنا شخص کے گم ہو جانے اور نیست
ہو جانے کا نام ہی اور بقا اسے کہتے ہین کہ حق تعالی
اُس سے بلجائے اور یہ دونون باتین محال ہین
بعضے جہال صوفیہ ایسے بھی ہین کہ فنائے کلیت کو
روا رکھتے ہین۔ اور یہ بدیہی مکابرہ ہی اسلئے کہ
اجزاے طینت کی فنا اور اسکا انقطاع ہرگز درست
نہین۔

فہوانیہ عالم مثال مین اللہ بندے سے بات
بالمشافہ کرے تو اُسے فہوانیہ کہتے ہین۔

فیض اقدس حیثیت ذاتی کی تجلی کو کہتے ہین
جسکے سبب سے اشیا اور انکی ذاتون کو علم الٰہی مین
وجود حاصل ہوتا ہی۔

فیض مقدس اسماء الٰہی کی تجلیات کو کہتے ہین
جنکے سبب سے اعیان کے استعدادات خارج مین
ظہور پذیر ہوتے ہین اور یہ فیض فیض اقدس کے بعد
ہوتا ہی فیض اقدس کی وجہ سے اعیان ثابتہ
اور انکی استعدادات اصلی علم الٰہی مین حاصل ہوتی
ہین اور فیض مقدس کی وجہ سے یہ اعیان خارج مین اپنے
تمام حالات اور لوازمات کے ساتھ موجود ہوتے ہین

فیض واجبی شاہ ولی اللہ کی اصطلاح مین
تجلی اعظم سے مراد ہی۔

قاب قوسین اللہ تعالی کے اسما کے قرب کا
ایک مقام ہی کہ اسما کے درمیان مین جو تقابل امر الٰہی
مین ہی اُسکی وجہ سے یہ مقام ہوتا ہی اسکو دائر الوجود
کہتے ہین جیسے ظاہر کرنا اور لوٹانا اور چڑھاؤ اُتار
اور فاعلیت اور قابلیت اور یہ حق کیساتھ متحد ہوتا ہی مگر تمیز
باقی رہتا ہی جسکو اتصال کے ساتھ تعبیر کرتے ہین کوئی
مقام اس مقام سے اعلے نہین مگر مقام ادنی اس سے
بلند رتبہ ہی اور ادنی احدیت عین جمع ذاتیہ کو کہتے ہین
اس لئے کہ مقام او ادنی مین تمیز اور جو محض اعتباری ہی بالکل
فانی ہو جاتی ہی اور سارے رسوم جاتے رہتے ہین۔

قبض اُس حال کو کہتے ہین جو کسی وقت سالک کو
خوف کا حال پیش آتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ
قبض اُس اندیشے کو کہتے ہین جو دلیر پیدا ہو اور
اُس سے خوف کا یا عذاب کا اشارہ نکلے اور بعضون نے

Marfat.com

کہا ہی کہ جو اندیشہ دل پر آئے اُسکے لینے کو قبض کہتے ہین

قدم جو بات علم حق مین بندے کے لیے ثابت ہی
اُسکو کہتے ہین خواہ سعادت کی بات ہو یا شقاوت کی
پس جو خاص سعادت کی بات علم حق مین مقرر ہو چکی
ہی تو اُسے قدم صدق کہا کرتے ہین اور اگر شقاوت
ہی تو اُسکا نام قدم جبار ہی اور یہ دونون قدم علم حق
مین سعیدون اور شقیون کے منتہی ہین جو احاطہ ہادی
و مضل کا مرکز ہی۔

قرب عبادت پر قایم ہونے کو کہتے ہین اور کبھی
قرب سے مراد اقتراب قوسین کا رتبہ ہوتا ہی۔

قرب نوافل شیخ عبدالاحد نبیرہ مجدد الف ثانی
کہتے ہین کہ قرب نوافل اسے کہتے ہین کہ سالک اپنے
آپکو فاعل پائے اور حق کو اپنے اعضا۔

قرب فرائض اسے کہتے ہین کہ سالک اپنے
آپکو اعضا پائے اور حق کو فاعل۔ اور یہ قرب
فنای وجود سالک کا ثمرہ دیتا ہی بخلاف پہلے قرب کے
اور جمع بین القربین یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو
درمیان مین کچھ پتا دے نہ فاعل نہ اعضا اور
آیہ کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ
رمی اگویا تینون مقام کی خبر دیتی ہی کیونکہ ما رمیت
قرب فرائض سے مراد ہی اور اور رمیت قرب نوافل
سے کنایہ ہے ولکن اللہ رمی اشارہ ہے
جمع بین القربین سے۔

قشر چشم محقق کو جو علم اپنی تجلی کے سبب سے
فساد سے روکے یعنی جب اسکا ظہور اُسپر ہوتے

تو خراب باتون کو روک دیوے اسکا نام قشر ہی۔

قطب اُس شخص کو کہتے ہین جسپر اللہ تعالی کا خاص
التفات ہی اور ایسا شخص ہر زمانہ مین تمام عالم مین
سے ایک ہوتا ہی اسی کا نام غوث ہی اور یہ قلب اسرائیل
پر ہوتا ہی۔

قطبیت کبری ایک مرتبہ ہی جو خاص قطب الاقطاب
کو حاصل ہوتا ہے اور وہ مرتبہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا باطن ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت سے
اور انکے کمالات کے ساتھ پورے طور پر اختصاص حاصل
کرلینے سے یہ نصیب ہوتا ہی۔

قلب ایک لطیفہ روحانی ہی جسکا تعلق اس دل سے
ہی جو بدن مین الٹی جانب موجود ہی اور یہی لطیفہ انسان
کی حقیقت ہی حکیم اسکو نفس ناطقہ اور روح باطنہ اور
نفس حیوانیہ مرکبہ کہتا ہی اور انسان کے جس دل کی
طرف خطاب الٰہی اور عبادت اُس کو چاہی گئی ہی اور
ترک عبادت پر اُسکو عتاب ہوتا ہی وہ وہ ہے
جو مضغہ گوشت مین موجود ہے

قلم علم تفصیل کے جاننے کو کہتے ہین۔

قناعت جو چیز بن مرضی کے خلاف ہون
اُنپر ٹھہر جانا۔

قواسع وہ چیز جو انسان کو اُسکی خواہشات
نفسانی و طبعی سے اکھیڑ دے اُسے قواسع کہتے ہین
اور اولیاء کو سیر الی اللہ مین جو چیز کو ان باتون سے
اکھیڑتی ہے وہ امداد آسمانی و تائیدات
الٰہیہ ہین۔

قیام باللہ اسے کہتے ہین کہ تمام منازل کو جبور کرکے اور فنا ہوکے اور تمام رسومات دعاوات کو چھوڑ کر بقا کے نزدیک ٹہر جانا۔

قیام للہ سیر الی اللہ مین شرع کی طرف سے جو غفلت واقع ہوجاے اُسکا دفع ہوجانا۔

کرامت کسی نیک آدمی سے خرق عادات ظہور جسکے ساتھ نبوت کا دعوی نہو پس جو خرق عادت ایسی ہو کہ نیک آدمی کے ہاتھ سے ظہور مین نہ آئو وہ استدراج ہی کرامت نہین۔ اور جسکے ساتھ دعوی نبوت بھی ہو وہ معجزہ ہی کرامت نہین۔

کرسی امر و نہی کی جگہ۔

کشف جو کچھ معانی غیبی اور امور حقیقی پردہ مین چھپے ہوئے ہین اُنپر واقف ہوجانا۔

کفر بالضم چھپانا کثرت کا وحدت مین کہ تعینات اور کثرات موجودات کو بحر احدیت مین فنا کردے بلکہ اپنی ہستی اور تعین کو بھی ذات الٰہی مین محو کردے اور بغیر حق تعالی کے ساتھ باقی نہ رہکر جذب ہوجاوے اور اصطلاح عبد الرزاق کاشی مین لکھا ہی کہ کفر اسماء جلالی کا مقتضا ہی۔

کل واحد مطلق یہ اللہ کا نام ہی اور تمام اسما کا جامع ہی اسوجہ سے کہا ہی اللہ بالذات کل بالاسماء چونکہ ذات باری تمام اسما کی جامع ہی اسلیے اُسے کل کہتے ہین

کلمہ اُسے کہتے ہین جسکے ساتھ اقسام ماہیات کی ہر قسم کی طرف اشارہ کرسکین اسیوجہ سے اسکی قسمین ہین مثلاً ماہیات اور اعیان کی طرف کلمہ سنویہ کے ساتھ اشارہ کرتے ہین اور امور غیبیہ و خارجیہ کی طرف کلمہ وجودیہ کی ساتھ اشارہ کرتے ہین اور مجردات کی طرف کلمہ مفارقات کے ساتھ اشارہ کرتے ہین مطلب یہ ہی کہ اعیان کو کلمہ سنویہ کہتے ہین اور امور غیبیہ و خارجیہ کو کلمہ وجودیہ اور مجردات کو بولتے ہین۔

کلمۃ الحضرت کلمہ کن کو بولتے ہین جو کہکر اللہ نے خلق کو ایجاد کیا ہے اور یہ ارادہ کلی کی صورت ہی۔

کلمات قولیہ اور **کلمات وجودیہ** اُس شخص کو کہتے ہین جو انسانونکی نفس کو عارض ہی اسلیے کہ کلمات قولیہ عبارت ہی نفس انسانی ہی اور کلمات وجودیہ عبارت ہی نفس رحمانی سے وہ نفس انسانی جو خود صورت عالم کی ہی اور وہ نفس رحمانی بمنزلہ جوہر ہیولے کے ہی۔ ماحصل مطلب یہ ہی کہ گویا نفس انسانی نفس رحمانی کو تشخص دیتا ہی۔

کلمات الٰہیہ حقیقت جوہری کہ متعین اور موجود ہو۔

کمال صفتون اور اُنکے آثار سے پاک کرنا۔

کنز مخفی اُس احدیت کی حقیقت جو غیب مین کلی ہی احدیہ نہایت پوشیدہ ہی اسلیے کہ جب اسکا کہلنا غیر مین ہی تو سب سے مخفی ہوگی۔

کون ہر امر وجودی کو کہتے ہین۔

کیمیائے عوام عالم آخرت کی بیش بہا چیزون سے جو باقی رہنے والی ہین دلکو توڑ کر دنیائے فانی کی چیزون کی طرف لگانا۔

کیمیائے خواص دنیا کی ہستی کو دل سے دور کرکے خالق عالم کو اختیار کرنا۔

کیمیائے سعادت نفس کی بری خصلتین دور کرکے اور اچھی عادتین اُسمین جمع کرکے مہذب بنانا۔

لاہوت ایک حیات ہی کہ اشیاء مین ساری ہی اور محل اُسکا ناسوت ہی۔ اور مرتبہ ذات کو بھی لاہوت کہتے ہین اور مرتبہ اسماء کو ملکوت بولتی ہین

لایح اُس شئے کو کہتے ہین جو جس پر عالم مثال سے ظاہر ہو اور یہ کشف صوری ہی۔

لُب وہ علوم جو ایسے دلون مین محفوظ ہین جو ہستی سے متعلق ہین اور نور آلہی کے مادہ کو بھی لُب کہتے ہین۔

لسان الحق وہ انسان کامل جو اللہ کے اسم متکلم کا مظہر ہے۔

لسن عارفونکے کان مین جس سے پیغام آلہی پہونچے۔

لطیفہ انسانیہ نفس ناطقہ جسے قلب بھی کہتے ہین اور یہ حقیقت مین روح کا تنزل ہی اس رتبہ کی طرف جو نفس سے قریب ہی کہ ایک وجہ سے تو یہ رتبہ نفس کے مناسب ہی اور دوسری وجہ سے روح کے مناسب ہی۔ اور اول کو صدر اور دوسرے کو فواد کہتے ہین۔

لطایف ستہ بکسر سین مہملہ و تشدید تائے فوقانی۔ مقرر ہی کہ سالک مراتب علیا اور معرفت کو نہین پہونچ سکتا جب تک یہ چھ لطیفہ اُسپر روشن نہو جائین۔ اول لطیفہ نفس ہی اُسکا محل ناف ہی۔ دویم لطیفہ قلب ہی محل اُسکا دل ہی کہ سینہ مین اُلٹی طرف ہی سوم لطیفہ روح ہی کہ محل اُسکا سینہ کی سیدھی طرف ہی۔ چہارم لطیفہ سر محل اُسکا فم معدہ ہی۔ پنجم لطیفہ خفی ہی کہ محل اُسکا پیشانی ہی ششم لطیفہ اخفی ہی محل اُسکا سر کی کھوپڑی ہی۔ انکو اطوار ستہ کہتے ہین۔

لوائح اُن اسرار کو کہتے ہین جو ترقی بہ ترقی ظاہر ہون۔ اور شیخ محی الدین ابن عربی کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک اُن حالات کو کہتے ہین جو بصیرت کو معلوم ہون بغیر امداد اعضا کے اور یہ حالات انوار ذاتی ہون دل کے خیالات نہون۔

لوامع وہ انوار تجلی جو دو وقتون مین ثابت ہون یا اُس سے کم۔

لوح اجلون کی ایک حد معلوم تک جمع کرنے اور لکھنے کی جگہ۔ کہ فلان بات فلان وقت پر ہوگی اور نفس کلیہ کو بھی کہتے ہین اور لوح کی چار قسمین ہین۔

(۱) لوح قضا یہ محو و اثبات سے بھی پہلے ہی اور یہ لوح عقل اول ہی۔

(۲) لوح قدر یعنی لوح نفس ناطقہ کلیہ اس مین لوح اول کی کلیات کی تفصیل ہوتی ہی۔ اور اپنی

اسباب کے ساتھ متعلق ہوتی ہین اسکا نام لوح محفوظ ہی
(۳) لوح نفس جزئیہ و سماویہ کہ اس لوح مین جو کچھ
عالم مین ہی اپنی شکل و ہیئت و مقدار کے ساتھ
منقش ہوتا ہی اور اسکا نام آسمان دنیا ہی
گویا یہ لوح عالم کا خیال ہی جسطرح لوح اول عالم کی
روح کی طرح ہی اور لوح دوم عالم کے دل کی طرح۔
(۴) لوح ہیولی جو عالم شہادت مین صورتون کو
قبول کرتی ہی۔

لیلۃ القدر ایک رات ہی جسمین سالک کو ایک
خاص تجلی الٰہی کے ساتھ خصوصیت حاصل ہوتی ہی
اور اس تجلی سے یہ معلوم ہوجاتا ہی کہ اسکا رتبہ
اور قدر اسکے محبوب کے نزدیک کتنی ہی اور اس تجلی
خاص کا ظہور کا وقت سالک کے عین جمع اور مقام
معرفت مین پہونچنے کی ابتدا ہی۔ سورۂ قدر مین
اسی کے حال کے طرف اشارہ واقع ہی۔
شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ مین ذکر
کیا ہی کہ لوگون نے لیلۃ القدر کی تاریخ مین اختلاف
کیا ہی۔ سو بعض کہتے ہین کہ تمام سال مین دائر ہی
اور مین بھی یہی کہتا ہون کیونکہ مین نے اسکو کبھی
شعبان مین دیکھا اور کبھی ماہ ربیع الاول مین
اور اکثر رمضان کے عشرہ آخیرہ مین اور ایکبار عشرہ
اوسط مین اور کبھی جفت راتون مین اور کبھی طاق مین
سو مجکو یقین ہی کہ وہ سال بھر مین دائر ہے مہینے کی
جفت رات ہو یا طاق انتہی۔
اور اس باب مین علما کے اور اقوال بھی ہین جو
شمار مین چھیالیس ۴۶ کو پہونچتے ہین اور عوام ستائیسوین ۲۷
رمضان کو شب قدر رکھتے ہین۔ اور ان اقوال مین سے
ایک قول یہ بھی ہی اور احادیث کثیرہ بھی اسپر دلالت
کرتی ہین۔ اور شیخ موصوف نے شب قدر کی شناخت
مین ایک نظم لکھی ہی۔ جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ اگر
جمعہ کو یکم رمضان ہو تو انتیسوین ۲۹ رمضان کو شب قدر
واقع ہوگی اور روز شنبہ کو پہلا روزہ واقع ہی تو
اکیسوین ۲۱ رمضان کو لیلۃ القدر ہی اور یکشنبہ کو
یکم رمضان ہو تو ستائیسوین ۲۷ کو شب قدر ہی۔
اور اگر دوشنبہ کو پہلی رمضان ہی تو انیسوین ۱۹
رمضان کو لیلۃ القدر ہی۔ اور اگر سہ شنبہ کو پہلی
رمضان ہو تو پچیسوین ۲۵ کو لیلۃ القدر ہی اگر
چہارشنبہ کو پہلی رمضان ہو تو سترہ ۱۷ رمضان کو
لیلۃ القدر ہی۔ اور اگر پنجشنبہ کو یکم رمضان ہی
تو دہم رمضان کے بعد جو رات طاق ہو اسمین سے
کسی ایک رات مین شب قدر واقع ہوتی ہی۔ مثلاً
دہم رمضان کے بعد گیارہوین تاریخ طاق
ہی تو گیارہوین تاریخ کو لیلۃ القدر ہی۔ اسیطرح
تیرھوین اور پندرہوین اور اکیسوین اور
تیئیسوین ۲۳ وغیرہ جتنی طاق تاریخون کی راتین
ہین انمین سے ایک نہ ایک مین لیلۃ القدر ہوتی
ہی مگر یقین نہین ہی۔

مالک الملک جس بات کا بندے کو حکم
کیا ہو اور وہ بات اللہ کے علم مین موجود ہو
اسکے جزا دینی کی حالت کا نام مالک الملک ہی۔

مبدار بفتح اول نکلنے کی جگہ صوفیہ کی اصطلاح مین مبدار اسمار کونی کو کہتے ہین اور معاد اسمار کلی الٰہی کو اور سالک کا آنا اسمائے کلی کونی کی راہ سے ہوتا ہی جو اُسکا مبدار ہی اور لوٹنا اُسکا اسمار کلی الٰہی کی راہ سے ہوتا ہی کہ جو اسکا معاد ہی۔ اور شرح گلشن راز مین آیا ہی کہ مبدار ہر ایک آدمی کا وہ اسم ہے جس سے اُسنے ظہور پایا ہی کما بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ یعنی جیسا کہ تمکو پہلے بنایا دوسری بار بنوگے۔ ای برادر ہر ایک چیز ایک اسم کا مظہر ہی جو چیز جس اسم کا مظہر ہے وہی اسکا مبدار و معاد ہی اور عارف اُسی اسم کا عارف ہوتا ہی جسکا وہ مظہر ہی مگر انسان کامل سارے اسمار کا عارف و مظہر ہی۔

مثل انسان کو کہتے ہین جس صورت پر کہ وہ ظاہر ہو۔

مثال صوفیہ کے نزدیک مثال عینیت ہی اور اہل شرع کے نزدیک غیریت اور بعضے کہتے ہین کہ نہ عین ہی نہ غیر اور بعضون نے فرق کیا ہی یعنی مثال مین ایک قسم کی مشابہت ثابت ہی اور مثل مین پوری اور بخوبی مشابہت ہوتی ہی اسلئے کہ کثرت حروف کی معنی کی کثرت پر دلالت کرتی ہی اور بعضون نے اسکے برعکس بیان کیا ہی اور عالم مثال عالم شہادت سے بالا ہی اور عالم ارواح سے نیچے ہی اور عالم شہادت عالم کا مثال ہی کا سایہ ہی۔ اور عالم مثال سایہ عالم ارواح کا ہی اور جو کچھ اس عالم مین ہی وہ سب عالم مثال مین موجود ہی اسے عالم نفوس بھی کہتے ہین اور جو کچھ خواب مین دیکھا جاتا ہی اُسے عالم مثال کہتے ہین۔

مجذوب اُس شخص کو کہتے ہین جسے اللہ تعالیٰ نے خاص اپنی ذات کے لیئے منتخب کر لیا ہو اور اپنی جناب مقدس پر مطلع کیا ہو ایسا شخص بغیر کسب اور تکلیف کے تمام مراتب و مقامات کو پہونچ جاتا ہی۔

مجمع البحرین حضرت ثابت قوسین کو کہتے ہین اسلئے کہ اُس مین وجوب اور امکان کے دو دریا جمع ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت جمع وجود کا نام ہے اسلئے کہ اُس مین اسمار الٰہی اور حقایق موجودات مجتمع ہین۔

مجمع الاضداد نفس ذات شئے کو کہتے ہین بغیر لحاظ کسی اور بات کے خواہ نفس شخص کو خواہ نفس طبیعت کو اسی لئے اسے مجمع الاضداد کہا کرتے ہین کیونکہ وہ ایک شخص سب عوارض مختلفہ کا مثل حرارت و برودت وغیرہ کے محل ہی۔

مجاہدہ نفس کو مشقت بدنی کا برداشت کرنا اور اپنے خواہشات کو مٹانا۔

محبت دو معنی خاص اللہ تعالیٰ کی کہ نہ اُس مین کوئی علاقہ ہو نہ کوئی حرکت اور جسے محبت مین مراد کو چاہا وہ عاشق مراد کا ہی نہ عاشق محبوب کا۔

محو الجمع اور محو الحقیقی کثرت کا وحدت مین فنا ہونا۔

محو العبودیت اور محو عین العبد وجود کو جو اعیان کی طرف منسوب ہی اُسکا سا فنا کرنا۔

Marfat.com

محو عارف کے حالات کا دفع کر دینا۔ اور بعضے کہتے ہین کہ محو علت کے دور کر دینے کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ محو یہ ہی کہ بندے کے افعال کا اللہ تعالی کے فعل مین فنا ہونا۔

محقق وہ شخص جسپر اشیاء کی حقیقت پوری طور پر کھلگئی ہو اور یہ مرتبہ ایسے شخص کو ملتا ہی جو دلیل و برہان کے کوچہ سے نکلکر کشف الٰہی کے مرتبہ مین پہونچ گیا ہو اور اچھی طرح یقین کر لیا ہو کہ ساری اشیاء کی حقیقت حقتعالی ہی اور واحد مطلق کے سوا کوئی اور موجود نہین دوسری چیزونکی موجودیت سوا اعتباری ہونیکے اور کچھ نہین

محق اللہ کی ذات مین بندے کی ذات کا فنا ہو جانا

محاضرہ پے در پے دلیل آنے کے اور اسمار الٰہی کے جاری ہونے سے حقیقت اشیاء سے خبردار ہو جانا۔

محادثہ اللہ تعالی کا عارفونکے ساتھ دنیا مین خطاب کرنا جیسے حضرت موسی کو درخت سے آواز آئی تھی۔

مخدع میم کے کسرہ سے واصلین باللہ سے چھپکر جس مکان مین قطب رہتا ہی اسکو مخدع کہتے ہین یہ واصلین باللہ قطب کے اوپر تصرف کے دائرہ سے خارج ہونے ہین اسلیے کہ قطب اصل مین انہین افراد مین سے ایک شخص ہی فرق اسقدر ہی کہ قطب کو تصرف و تدبیر کے لیے انتخاب کر لیا ہی۔

مخلص لام کے فتح سے اُن لوگون کو کہتے ہین جنہین باری تعالی نے شرک و گناہ سے پاک و صاف کر دیا ہو اور لام کے کسرہ سے مخلص اُن لوگون کو کہتے ہین جنہون نے خالص طور پر اللہ کے لئے عبادت کی ہو اور اُسکی کبھی نافرمانی نہ کی ہو نہ اُسکا کبھی کسی کو شریک بنایا ہو۔ اور بعضے کہتے ہین کہ اُس شخص کو کہتے ہین جو اپنی نیکیان بھی اسطرح چھپائے جس طرح گناہون کو چھپاتے ہین۔

مرید وہ شخص جو ارادہ سے خالی ہو اور ابو حامد کہتے ہین مرید وہ ہی جسکے لئے اسمار کا باب کھل گیا ہو اور متوصلین الٰہی کے زمرہ مین بسبب اسم کے داخل ہو گیا ہو۔ اور فتح الباری مین ابن حجر کی نے کہا ہے کہ مرید وہ ہے جسکی نظر خدا کی طرف منقطع ہو گئی اور اپنے ارادہ سے نکل گیا اسلیے کہ جانتا ہی کہ جو کچھ پیدا ہوتا ہی وہ خدا کے ارادہ سے ہوتا ہے غیر کو اسمین دخل نہین پس اُسکا ارادہ ارادہ الٰہی مین محو ہو جاتا ہی اور یہی بات ہے کہ جو خدا چاہتا ہی۔

مراد وہ شخص جسکا ارادہ سلب کر لیا گیا ہو اور پھر بھی اُسکے سب کام تیار ہون اس صورت مین تمام رسوم اور مقامات کے مرتبے طے کر لیے ہون اور اسکو اسمین کوئی مشقت بھی نہ پڑی ہو۔

مرشد وہ شخص جو گمراہی سے قبل راہ راست بتلائے۔

مرتبہ احدیت جب وجود کی حقیقت اس شرط کے ساتھ لیجاین کہ اُسکے ساتھ کوئی شے نہین تو وہ مرتبہ ہے کہ اُس مین سارے اسما و صفات فنا ہین صرف وجود ہی وجود باقی ہی اسی کو جمع الجمع اور حقیقۃ الحقایق اور عما بھی کہتے ہین۔

مرتبۂ الٰہیہ جب وجود کی حقیقت کو اسطرح لیا جاوے کہ اُسکے ساتھ کوئی شے ہی نہ اُس کی کئی صورتین ہین۔ ایک یہ کہ حقیقت وجود کو ساری اشیاء کے ساتھ جو اُنکو لازم ہون لیا جاوے اور وہ اشیاء لازمہ کلی اور جزئی سب ہون جنکو اسما اور صفات کہا کرتے ہین تو ایسے مرتبہ الٰہی کا نام صوفیہ کی اصطلاح مین واحدیت اور مقام جمع ہی اور اس مرتبہ کا ایک اور اعتبار سے دوسرا نام بھی ہی اور وہ یہ ہی کہ مرتبہ اسماء کا مظاہر یعنی اعیان و حقایق کو اُنکے کمالات جو استعدادات کے مناسب ہوا کرتے ہین خارج مین پہونچا دیتا ہی اسلئے مرتبہ ربوبیت کہلاتا ہی اور جب اُس حقیقت وجود کو صرف کلیات اشیاء کے ساتھ لیا جاوے تو وہ مرتبہ اسم رحمن کہلاتا ہی اور یہ رب عقل اول کا ہی جسکو لوح قضا اور ام الکتاب اور قلم اعلیٰ کہتے ہین اور جب حقیقت وجود کو کلیات کے ساتھ اسطرح لیا جائے کہ اُن کلیات مین جزئیات تفصیل کے ساتھ ثابت ہین کسی طرح جزئیات کلیات سے پوشیدہ نہین تو اس مرتبہ کا نام اسم رحیم ہی اور یہ رب نفس کلیہ کا ہی جسکو لوح قدر و لوح محفوظ اور کتاب مبین کہتے ہین اور جب حقیقت وجود کو اس شرط سے لیا جائے کہ صور تفصیلا یہ جزئیات ہین کہ جنمین تغیر واقع ہی تو اس مرتبہ الٰہی کو مرتبہ اسم ماحی و مرتبہ اسم مثبت و مرتبہ اسم محی کہتے ہین اور یہ مرتبہ رب اُس نفس کا ہی جو جسم کلی مین موجود ہی جسکو لوح محو و اثبات کہا کرتے ہین اور جب حقیقت وجود کو اس شرط سے لیا جاوے کہ وہ صور تہائے نوعیہ روحانی و جسمانی کو قبول کرتا ہے تو یہ مرتبہ الٰہی اسم قابل مجاز مرتب کہلاتا ہی اور یہ رب ہیولی کلیہ کا ہی جسکو کتاب مسطور اور رق منشور بھی کہتے ہین اور جب حقیقت وجود کو صور تہائے جسمیہ نوعیہ کی ساتھ لیا جاوے تو یہ مرتبہ الٰہی اسم مصور کا مرتبہ کہلاتا ہی اور یہ عالم خیال مطلق و مقید کا رب ہی اور جب اُسکو صور تہائے جسمیہ شہادیہ کے ساتھ لیا جاوے تو یہ مرتبہ الٰہی اسم ظاہر مطلق و اسم آخر کا مرتبہ کہلاتا ہی اور رب عالم دنیا کا ہی۔

مراتب ستہ: یہ چھ مرتبے ہین جنکی یہ تفصیل ہی (۱) مرتبہ احدیت کہ یہان تعینات کا اعتبار ہی اور اسکو عالم غیب بھی کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین وہ وحدت جسکا نام یقین ازل اور برزخ کبریٰ اور قابلیت محض ہی۔

(۲) واحدیت یہان ذات کا اعتبار اسماء و صفات کے ساتھ تفصیلی طور پر ہی۔

(۳) ارواح مجردہ کہ عقول عالیہ اور ارواح مدبرہ کو کہتے ہین (۴) ملکوت جو حاوی ہی نفوس سماوی و بشری کو اس کو عالم مثال بھی کہتے ہین۔

(۵) عالم ملک عالم اجسام و اعراض سے کنایہ ہی اسکو عالم شہادت بھی کہتے ہین۔

(۶) عالم انسان۔ کامل جسمیں سارے مراتب جمع ہون۔

Marfat.com

مراتب چہارگانہ شریعت طریقت معرفت حقیقت۔

مراتب کلیہ اور مظاہر کلیہ یہ چھ مرتبے ہین (۱) مرتبہ وحدت حقیقی یعنی صفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کہ فقط ظہور ذات مین ہی اور اعیان اشیا اس مرتبہ مین نہین ہین۔ (۲) مرتبہ واحدیت یعنی مرتبہ اسما اور حضرت آدم کا اسی مقام کو فاب قوسین کہتے ہین۔ (۳) مرتبہ عالم ارواح مجرد کا اس مین ایک روح کا ظہور ہی (۴) مرتبہ عالم مثال وخیال کا ہے کہ اس مین مرکبات لطیف کا وجود ظاہر ہوا۔ (۵) مرتبہ عالم اجسام کا ہی اسمین مرکبات نے ظہور کیا۔ (۶) مرتبہ حقیقت انسانی کا ہی کہ تمام مراتب کا جامع ہی۔

مراقبہ بندہ کا ہمیشہ یہ بات جانتے رہنا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ میرے ہر حال پر مطلع ہی اور دل کو خدا کی حضوری مین حاصل ہونے اور ماسوی اللہ سے غیب پیدا ہو جانے کا نام بھی مراقبہ ہی۔

مستریح بندگان خدا مین سے اس آدمی کو کہتے ہین جسکو اللہ نے اپنی قدرت کے بھید پر مطلع کر دیا ہو اسلیے کہ یہ شخص جانتا ہی کہ ہر ایک مقدور خاص اپنے وقت پر جو اسکے لیے اللہ کے علم مین ہو پیدا ہوگا اپنے وقت سے آگے یا پیچھے وقوع مین نہین آسکتا اور جو کچھ مقدور نہین ہی اسکا پیدا ہونا محال ہی یہ شخص ایسی شے کی انتظار سے جو وقوع مین آنیوالی نہین ہی استراحت مین ہوتا ہی

مسافر وہ آدمی جسنے اپنے فکر کے ذریعہ سے معقولات اور اعتبارات کو طے کیا ہو پس دنیا کے کنارہ سے آخرت کے کنارہ تک عبور کر گیا ہو۔

مسامرہ اللہ تعالیٰ کا اپنے دوستون کو اپنے اسرار اور غیب کی باتین بتانا خواہ روح الامین کے ذریعہ سے یا دوسرے طور پر ؎

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید ؎
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد ؎

مشاہدہ پھر دلکا دلائل توحید کے ساتھ دیکھنا اور اس لفظ کو اس موقع پر استعمال کرتے ہین کہ خدا اشیا کو دیکھتا ہی اور کبھی وہان اطلاق کرتے ہین جہان بالکل یقین آجانے شک باقی نرہے۔

مطالعہ جو حوادث کائنات مین پیدا ہونے کو ہون انکی خبر دینا اللہ تعالیٰ کا اپنے عارفون کو انکے سوال کرتے ہی۔

مطلع عالم دنیا کی طرف نظر کرنے کو مطلع کہتے ہین اور ناظر عورت الٰہی کے حجاب کا نام ہی اور اسی کا نام عماء یعنی نابینائی وحیرت ہی۔

مفردین۔ فتوحات مکیہ مین کہا ہی کہ مفردین ایک جماعت ہی کہ قطب کے دائرہ سے خارج ہین اور خضر علیہ السلام انمین سے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے انمین سے تھے۔

مقام اس شے کو کہتے ہین جس کو کسی قسم کی کوشش اور تکلیف کے ساتھ آدمی پہونچتا ہین

پس مقام ہر ایک کا وہ ہی جہان اُسکی کوشش کی منتہا ہی۔

مکاشفہ چیز کی جو حالت ہو اسکو ویسی ہی سمجھنا اسکا نام مکاشفہ ہی اور کبھی مکاشفہ اُسے کہتے ہین کہ چیز کا بخوبی حال کھل جاوے اور کبھی وہان اُسکو بولتے ہین جہان اشارہ ثابت ہو سکے اور چیز کھل جائے۔ اور بعضے کہتے ہین مکاشفہ ایک ایسی حضوری ہے کہ وہ بیان سے سمجھ مین نہین آسکتی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ ناسوت و ملکوت و جبروت و لاہوت کے ظاہر ہو جانے کو مکاشفہ کہتے ہین۔ یعنی نفس اور دل اور روح اور سر سے واقف ہو اور جو واقعہ کہ دنیا مین ہونے والا ہوتا ہے اول اللہ تعالیٰ اُس سے اپنے دوستون کو مطلع کرتا ہی پھر دنیا مین اُسے موجود کرتا ہی۔

مکان بساط درویشی کے درجون کو کہتے ہین اور یہ منازل اُنہین کو میسر آتے ہین جنہون نے مقامات اور احوال کا درجہ پالیا ہی مگر ابھی اُن مقامات کو نہین پایا ہی جو جلال اور جمال سے فوق ہین۔

مکر اور مکر اللہ اسکے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ کو باوجودیکہ کسی سے مخالفت ہو مگر پھر بھی اُسکے غرور کو بڑہانے کے لئے نعمتین اُسی دے اور اُسکے مرتبہ اور شان کو بنا رکھے۔ اُسکے ہاتھ سے کرامات بیحد ظاہر کرائے۔

ملک بالضم اُس عالم کو کہتے ہین جو حواس ظاہری سے معلوم ہو سکتا ہی۔ اور اُس چیز کو بھی کہتے ہین جو عناصر سے مرکب ہی جیسے موالید ثلثہ یعنی حیوانات و نباتات و جمادات اور اُس جسم کو بھی کہتے ہین جو ان کیفیات مختلفہ یعنی حرارت و برودت وغیرہ سے بری ہو خواہ باعتبار خیال کے بری ہو یا باعتبار اپنی پاکیزگی و ریاضت کے۔

ملکوت عالم غیب جو ارواح و نفوس کے ساتھ مختص ہی۔

ملکات فاضلہ چہارگانہ حکمت و شجاعت و غضب و عدالت۔

ملکات ردیہ ہشتگانہ حسد و بغض و حرص و کذب و غضب و کبر و بیحیائی۔

ملاء الاعلیٰ بفتح میم و ضم ہمزہ کہ تیسرا حرف ہی و سکون لام و فتح ہمزہ و سکون عین و فتح لام اواخر مین الف صورت یا پُر ہے یہ فرشتون کے ایک گروہ کا نام ہی جو عالم علوی مین موجود ہین یا اسلئے کہ ملا بفتحتین مردم اشراف کے گروہ کو کہتے ہین اور اعلیٰ کے معنی برتر کے ہین

ملامتیہ اُن درویشون کو کہتے ہین جنکے باطن کا حال ظاہر سے نہین معلوم ہو سکتا کیونکہ ظاہر کو خلاف شرع کہتے ہین

مُنَصَّہ مراد اس سے باطنی تجلیات ہین۔

موت خواہش نفسانی کا دور کر دینا پس جو شخص اپنی خواہش نفسانی سے مرجاتا ہی وہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کے ساتھ زندہ ہوتا ہے۔

موت احمر نفس کی مخالفت کو کہتے ہین۔

موت ابیض بھوک کا نام ہی اسلئے کہ بھوکے رہنے سے باطن منور اور قلب صاف ہوتا ہی۔

Marfat.com

موت اخضر اپنے نفس کو آرام دینا قناعت کے ساتھ۔ اور اسے موت اخضر اسلئے کہتے ہین کہ فقراء کا قاعدہ ہی کہ سبز رنگ اور پیوندار کپڑے پھٹے پرانے پہنکر بسر اوقات کیا کرتے ہین اور اسمین نفس کو مارا کرتے ہین۔

موت اسود خلق سے ایذاء کو اٹھانا اور یہ حقیقت مین فنا فی اللہ ہی کیونکہ ایسا شخص جو خلق کی اذیت کو برداشت کرتا ہی تو وہ یہ سمجھتا ہی کہ سب اللہ کی طرف سے ہی اور اپنے افعال کو محبوب کے افعال مین فنا جانتا ہی حاتم اصم نے کہا ہی کہ جو کوئی اس طریق مین آوے اُسے چاہئے کہ چار موتین قبول کرے۔ (۱) موت ابیض اور وہ بھوک ہی (۲) موت اسود اور وہ یہ ہے کہ جب لوگ اسے ایذا دین تو صبر کرے (۳) موت احمر وہ یہ ہے کہ نفس سے مخالفت کرے (۴) موت اخضر وہ یہ ہے کہ پیوند لگے پھٹے پرانے کپڑی پہنے۔

ناموس حرمت اور جاہ کی توقع رکھنی خلق سے اور شہرت و توصیف اور نیکنامی و ناموری چاہنا اور یہ اخلاص سے بعید ہے۔

نجبا یہ چالیس آدمی ہین کہ عالم کے کاروبار مین مصروف ہون اور یہ جو کچھ کرتے ہین غیر کے لئے کرتے ہین۔ ؎ چہل تنا نند ہر چہل دایم ؛ بامور جہانیان قایم ؛

نصح عمل کو فساد کی آمیزش سے خالی کر دینا۔

نصیحت جس چیز مین صلاح ہو اسکی طرف بلانا۔ اور جس چیز مین فساد اور برائی ہو اس سے منع کرنا۔

نعت نسبت کا پہلی کی طرح طلب کرنا۔

نفس ایک روح ہی کہ اسکو اللہ دل پر غالب کرتا ہی تاکہ دل کی آگ بجھ جائے۔

نفس وہ چیز جو بندے کے اوصاف مین سے دل پر پیدا ہو

نفس امارہ وہ جو طبیعت بدنی کی طرف میل کرتا ہی اور لذتون اور خواہشات حسیہ کے لئے حکم دیتا ہی اور قلب کو اسکے مدارج اور عروج سے روک کر دنیا کی طرف کھینچتا ہی اُسے نفس امارہ کہتے ہین پس اسی سے ساری برائیان اور بد اخلاقیان پیدا ہوتی ہین۔

نفس لوامہ وہ نفس جو نور دل کیساتھ منور ہو گیا ہو مگر اسی قدر جس قدر خواب غفلت سے متنبہ ہو جاے اور اگر اُس سے کوئی برائی کسی وقت صادر ہو جاے تو شرمندہ اور پشیمان ہو اور اپنے آپکو ملامت کرے اور اس فعل بد سے توبہ کرے۔

نفس مطمئنہ وہ نفس جو نور قلب سے بالکل منور ہو جاے یہانتک کہ اُسکی ساری برائی اور بد اخلاقیان جاتی رہین عمدہ عادات اُسمین آجائین

نفس قدسیہ جس مین اُن تمام باتون کے مختص کر لینے کا ملکہ یقینی طور پر موجود ہو جتنی باتون پر واقفیت نفس کے لئے ممکن ہی اُسے نفس قدسی کہتے ہین۔

Marfat.com

نفس حیوانی وجود کو کہتے ہین جو سودات
مین پھیلا ہوا ہی - اور ہیولی کو بھی کہتے ہین -

نون علم اجمالی - ؎ علم اجمالی و تفصیلی بخوان
معنی نون و قلم ہر دو بدان -

نوالہ وہ معزولی جو افراد سے مخصوص ہی اور کبھی اس لفظ
کو عام طور کے معزولی اور دور کرنے کے معنی مین
استعمال کرتے ہین افراد کی خصوصیت نہین رہتی

نور جو اللہ کی طرف سے دل پر کوئی بات نازل ہو اور وہ
ہستی کو دل سے مٹا دے -

واقعہ اس بات کو کہتے ہین جو آدمی کے دل پر عالم
دنیا سے القا ہو کوئی فرشتہ یا ہاتف کہے یا عالم
مثال سے معلوم ہو جائے -

واصل اپنے آپے مین سے نکلکر خدا سے ملگیا ہو
بے نام و نشان ہو گیا ہو بحر ہستی مین ڈوب گیا ہو کہ
اثر اسکا باقی نہ رہے جیسے قطرہ دریا مین محو ہو جاتا ہی

وجود بندے کا اوصاف بشری اور وجود حق مین
گم ہو جانا اسلئے کہ جب حقیقت کا سلطان ظہور کرتا ہی تو
بشریت بالکل جاتی رہتی ہی اور حق تعالی کا اپنی ذات کو
اپنی ذات سے پانا اور اس معنی کی وجہ سے حضرت جمع کو
حضرت وجود کہتے ہین اور وجود حقتعالی کو وجد مین
پانے کا نام بھی ہی - **وجود الٰہی** حقتعالی کا
اعیان کی صورتون اور صفات مین ظہور کرنا -

وجد قلب سے ایسے احوال کا پیدا ہونا جو شہود
کے منافی ہین سو یہ برائی ہی - **وجہ الحق** اس پہلو
کو کہتے ہین جس سے شئے کی حقیقت موجود ہے

چونکہ ممکن کے لئے دو جہتین ہین - ایک جہت اپنی
ذات کی وہ تو اسکے حساب سے معدوم محض ہی اور
دوسری جہت اسکی یہ ہی کہ اسکو ذات حق کی طرف
نسبت ہی اس حساب سے وہ موجود ہی سو جس جہت سے
وہ موجود ہے اسی جہت کو وجہ الحق کہتے ہین -

ورقاء نفس کلیہ کو کہتے ہین اور اسی سے لوح محفوظ
مراد ہے - **وصل** غائب چیز کا پانا اور وحدت
حقیقی کو بھی کہتے ہین جو ظہور اور بطون مین ہے اسطرح
ہی اور فنا ہونا سالک کا مع اپنے اوصاف کے
حق تعالی مین اور اسماء الٰہی کے ساتھ متحقق ہونا
اور بعضے کہتے ہین کہ وصل یہ ہی کہ کسی وقت اس سے
جدا نہو اور اسکی یاد سے غافل نہ رہے زبان
اسکے ذکر مین اور دل اسکی فکر مین جان اسکے مشاہدہ مین
مشغول ہو اور سوتے جاگتے چلتے اور بیٹھتے اسی
ساتھ ہو اگر سو برس اس حال مین ہو تو ایک لحظہ سمجھی
اور سیر نہو **وقت** وہ بش کے اس حال کو
کہتے ہین جسپر موجودہ زمانہ مین ہو یعنی ماضی اور مستقبل
سے کوئی غرض نہین اگر دنیا مین ہی تو اسکا وقت دنیا ہی
اور اگر عقبی مین ہی تو وقت اسکا عقبی ہی اور اگر حضور مین ہی
تو اسکا وقت حضور ہی - **وقفہ** دو مقامون کے
درمیان مین رک جانا **ولہ** وجد کی زیادتی -

ولایت بندے کا حق کیساتھ قایم ہونا اور
اپنے نفس سے فنا ہو جانا - **ھاجس** خطرہ زبانی
کو کبھی خطا نہین کرتا اور اسکو خاطر اول اور سبب اول
اور نظر خاطر بھی کہتے ہین جب یہ نفس کے اندر متحقق

ہوتا ہی تو اُسکو ارادہ کہتے ہین اور یہ دوسرا درجہ ہی اور جب
تیسری بار پھرتا ہی تو ہمت کہتے ہین اور چوتھی بار مین عزم نام
رکھتی ہین اور جب دل پر متوجہ ہو اور وہ کرنے کی بات ہو تو اُسے
قصد کہتی ہین اور جب کام کو شروع کرنے کو ہوتی ہین تو اُسے
نیت کہتے ہین **ہبا** وہ چیز جس مین اللہ تعالی نے ساری
عالم کے جسدونکو کھولا ہی یعنی اُس سی اجساد عالم بنی ہین مگر
اُسکا اپنا وجود خود متعین نہین ہان جب صورت اُسمین ملجاتی ہی
تو اُسکا وجود مقرر ہوتا ہی اور اُسکو عنقا بھی کہتی ہین اسوجہ سے کہ
سننے مین آتا ہی مگر اُسکا وجود معین نہین اور اُسکو ہیولی بھی کہتے
ہین اور مراتب وجود کی جو ترتیب ہی تو اُس مین اسکا چوتھا نمبر ہی
پہلا مرتبہ وجود مین عقل اول کا ہی۔ دوسرا نفس کلیہ کا تیسرا طبیعت کلیہ
چوتھا ہبا کا اسلئے یہ اجسام کی صورتونکی کھولنی کی لئی مخصوص کیا گیا
ہی کیونکہ اس سے کمتر مرتبہ جسم کلی کا ہی جو ہبا اور صورت سے تیار ہوتا ہے
اور یہ مرتبہ ہبائیہ مدرک نہین ہو سکتا مگر اتنا ہی کہ سمجھا جا سکتا ہی جیسے
سیاہی و سفیدی سیاہ و سفید مین سمجھی جاتی ہین پس سیاہی و سفیدی کی
اپنی سمجھے جانی مین سیاہ و سفید کیساتھ متعلق ہین **ہجوم** وہ چیز جو
وقت کے سبب سے دل پر وارد ہو اور سالک کی تصنع کو اُسمین دخل نہو
ہفت منزل سات وادی ہین جنکا ذکر خواجہ فریدالدین
عطار نے منطق الطیر مین کیا ہی اول وادی طلب دوسرا وادی عشق
تیسرا وادی معرفت چوتھا وادی استغنا۔ پانچوان وادی توحید چھٹا
وادی حیرت۔ ساتوان وادی فقر و فنا **ہمت** دلکو خواہشون سے
خالی کرنا اور کبھی اُس حال کو کہتی ہین جو ابتدائے صدق مین مرید کو پیدا
ہوتا ہی اور کبھی اسی کہتے ہین کہ صفائی الہام کے لئی ہمتون کو جمع کیا جائے
ہویت حقیقت مطلقہ جو تمام حقایق کو غیب مین اسطرح
مشتمل ہو جیسے گٹھلی یا بیج مین درخت موجود ہوتے ہین اور وہ ہویت

جو تمام موجودات مین دائر و سایر ہے اور حقیقت وجود کو کہتی ہین جبکہ
اطلاق کے مرتبہ مین ہو کہ نہ اُسکے ساتھ کوئی شئے مشروط ہو
نہ غیر مشروط ہو۔ **ہو** وہ غیب کی بات جسکا ظاہر ہونا
درست نہو۔ **ہیبت** اللہ کے جلال کے مشاہدہ کا اثر
دل پر ہو اُسے ہیبت کہتے ہین۔ اور کبھی یہ اثر جلال الٰہی کے جمال
کی وجہ سے ہوتا ہے۔ **ہیبت و انس** یہ دو حالتین
قبض و بسط سے علیحدہ ہو جیسے کہ قبض و بسط خوف و رجا سے
علاوہ ہین ہیبت اور بیہوشی غیب کو چاہتے ہین اور انس و ہوش
افاقہ کو۔ **یاقوتہ حمرا** نفس کلیہ کو کہتی ہین اسلئے کہ اُسکی
نورانیت مین کسی قدر ظلمت بھی ملی ہوئی ہی اور یہ ظلمت جسم کیساتھ
متعلق ہونیکی وجہ سے ہی **یقین** اہل حقیقت کی اصطلاح مین
اسی کہتے ہین کہ عیان طور پر دیکھ جانا قوت ایمان کی وجہ سے نہ دلیل و
برہان کے ذریعہ سے اور بعضون نے کہا ہی کہ غیب کی چیزونکا صفائی قلب
کیساتھ دیکھنا اور فکرون کے بدو سے بھید اسرار کے ملاحظہ کرنیکا نام یقین ہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ حقیقت شئے پر قلب کے اطمینان پکڑ لینی کو
یقین کہتی ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ تصدیق بالغیب کے تحقیق
ہو جانے اور تمام شکوک کے مٹ جانے کا نام یقین ہی۔ اور بعضون نے
کہا ہی کہ غیب کی چیزون سے شک اُٹھ جانے کو یقین کہتی ہین
اور بعضون نے کہا ہی کہ یقین اُس علم کا نام ہی جو شک کے
بعد حاصل ہو۔ **یقظہ** خدا ہی کی طرف سے سمجھنا جو
کچھ اُسکے زجر مین مقصود ہی۔ **یوالجمع** ملاقی ہونے
اور عین جمع سے ملجانیکا وقت۔

تمت بالعافیۃ والخیر

Marfat.com

فتوی مرجوعہ بابت ماہ رمضان ۱۳۱۴ھ

آمدہ از اُودے پور میوار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علماے دین و مفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل مین کیا فرماتے ہین۔

مسئلہ اول ۔ ماہ رمضان مین ہر سال آخری جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد نماز پنجگانہ بطور قضا مع اذان و اقامت کے پڑہنا کیا حکم رکھتا ہی اور یہ تخصیص آخری جمعہ کی کیسی ہی۔

مسئلہ دوم اسقاط کرنا کیسا ہی یعنی موتی کے واسطے قضا نمازون کا حساب لگاکر اُسکے عیوض قران شریف بے بہا سمجھکر دیدینا اور نماز کی معافی کا نعم البدل جاننا کیسا ہی۔

مسئلہ سوم ۳۰ رمضان کو اگر بذریعہ تار برقی کسی معتبر شخص مسلمان کے تار دینے سے یہ بات ثابت ہوجائے کہ فلان شہر مین رویت ہلال ۲۹ تاریخ کو ہوگئی اور وہان کے معتبر شخصون نے رویت ہلال ۲۹ کو مانی ہی اس صورت مین آیا اس تار کا اعتبار ہوسکتا ہی یا نہین اور روزہ افطار کرسکتے ہین یا نہین۔ بینوا بالکتاب و توجروا یوم الحساب۔

جواب از سوال اول

آخری جمعہ کی قضاے عمری کو سنت نہ سمجھنا چاہیے اسلیے کہ نہ تو جناب سرور کائنات نے ایسا کیا نہ صحابہ رض نہ تابعین نہ تبع تابعین نے اسی وجہ سے کتب معتبرہ فقہ جیسے بزازیہ اور خلاصہ اور فتاوی قاضی خان اور محیط اور ذخیرہ اور خزانۃ المفتیین اور واقعات اور نوازل اور ہدایہ اور اسکی شروح یعنی کفایہ و عنایہ و فتح القدیر اور معراج الدرایہ اور غایۃ البیان اور وقایہ اور شرح وقایہ اور مختصر وقایہ اور شرح مختصر وقایہ اور کنز اور بحر الرائق و نہر الفائق شروح کنز اور درمختار اور شامی اور جامع الصغیر اور جامع کبیر اور ان کی شروح وغیرہ مین اسکا ذکر نہین ہی اگر اسکی

کچھ اصل سلف صالح سے ثابت ہوتی تو یہ اکابر دین ضرور اس کو بیان کرتے البتہ ایک حدیث صاحب نہایہ شرح ھدایہ نے لکھی ہی اور وہ یہ ہی من قضی صلوۃ من الفرائض فی اٰخر جمعۃ من رمضان کان ذلک جابرًا لکل صلوۃ فائتۃ فی عمرہ الی اسبعین سنۃ یعنی جس کسی نے ایک نماز بھی اپنے فرائض فائتہ مین سے ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو قضا کی تو یہ پورا کرے گی ہر ایک نماز کو جو اسکی عمر مین فوت ہوئی ستر برس تک مگر ملا علی قاری حنفی کہتے ہین کہ یہ حدیث موضوع ہی چنانچہ انھون نے اپنے رسالہ تذکرۃ الموضوعات مین اس کے ابطال مین طول طویل تقریر لکھی ہی خلاصہ انکے بیان کا یہ ہی کہ مضمون اس حدیث کا اجماع کے خلاف ہی اسلئے کہ اجماع اس بات پر ہو چکا ہی کہ کوئی شئے عبادت مین سے قایم مقام برسون کی فوت شدہ عبادت کے نہین ہو سکتی اور اس حدیث کی سند بھی محرجین حدیث تک نہین پہونچتی ہی اور محدث محمد طاہر حنفی گجراتی مولف مجمع البحار نے بھی اس حدیث کو غلط بتایا ہی۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنے رسالہ عجالہ نافعہ مین قراین وضع کے ضمن مین لکھا ہی۔ پانچوان قرینہ وضع کا یہ ہی کہ مقتضائے عقل کے مخالف ہو اور قواعد شرع سے بھی اسکی تکذیب پیدا ہوتی ہو جیسے قضائے عمری اور سوا اسکے انتہی۔ یعنی قضائے عمری عقل اور قواعد شرع دونون کے خلاف ہی اسلئے کہ نہ عقل سلیم یہ تجویز کر سکتی ہی کہ ایک وقت کی یا پانچون وقت کی قضا پڑھنے سے عمر بھر کی قضائے فائتہ ساقط ہو سکتی ہی اور نہ شرع اسکو جایز کر سکتی ہی اور اسکے عدم جواز کی کئی وجہ ہین (۱) شرع مین اسکی نظیر نہین ملتی۔ (۲) قضا اللہ تعالی کا قرض ہی بندے کے ذمہ اور یہ مقرر ہو چکا ہی کہ دین مدیون کے ذمہ سے بدون ادا یا ابرار کے معاف نہین ہو سکتا اور یہ ظاہر ہی کہ ایک نماز یا پانچ نمازون کے ادا کرنے سے لے عمر بھر کی نمازین ادا نہین ہو سکتین اور نہ ابراء پایا گیا پس بریت اسنے اور سقوط فرائض صحیح نہین۔ (۳) ظہیریہ اور بحر الرائق وغیرہ مین ہی اگر نماز فائتہ بہت ہون اور انکی قضا پڑھنا چاہے تو مناسب یہ ہی کہ سہولت کے لئے نیت کرے اول ظہر کی اپنی یا آخر ظہر کی مثلاً ہفتہ بھر کی نمازین قضا ہو گئین تو سہولت کے لئے تعین قضا مین ضرور ہی کہ کون سے دن کی ظہر پڑھتا ہی اسلئے چاہئے کہ سب سے اول ظہر کی نیت کرے تو سب سے پہلے دن کی نماز ذمہ سے ساقط ہو گی بعد اس کے دوسرے روز کی ظہر اول ہو جاوے گی اور آخر ظہر کی نیت سے بھی یہی فائدہ ہی۔ اب خیال کر لینا چاہئے کہ ایک وقت یا پانچ وقت کی قضا پڑھ لینے سے بہت سی غیر متعین فائتہ سے کیسے بری الذمہ ہو سکتا ہی (۴) قضا کا اعلان مکروہ تحریمی ہی چنانچہ در مختار مین لکھا ہی وینبغی کما یطلع غیرہ علی قضائہ لان التاخیر معصیۃ فلا یظہرہا انتہی یعنی چاہئے کہ اپنی قضا پر دوسرے شخص کو اطلاع نہ کرے یعنی قضا نماز

کو چھپا کر پڑھے کیونکہ نماز کو وقت سے ٹالنا گناہ ہے تو اس کو ظاہر نہ کرے شامی نے اس عبارت کے حاشیہ مین لکھا ہی کہ ظاہرا قضا نماز کا اعلان کرکے پڑھنا مکروہ تحریمی ہی انتہی - اور مکروہ تحریمی امام ابو یوسف اور زفر کے نزدیک حرام نہین حرام سے قریب ہی اور امام محمد کے نزدیک مکروہ تحریمی حرام ہی اور ظاہر ہی کہ رمضان مین آخری جمعہ کو اذان اور اقامت اور جماعت کے ساتھ نماز کو مسجد مین پڑھنے مین بہت بڑا اعلان ہی (۵) قضا فوائت کے واسطے اذان و اقامت آہستگی کے ساتھ اگرچہ جنگل وغیرہ مین سنون ہی مگر زور سے کہنا خصوصًا مسجد مین قطعًا منع ہی اسطرح کہ دوسرے آدمی آواز سن سکین چنانچہ در مختار مین مذکور ہے وکرہ فیما تقضی من الفوائت فی مسجد کان فیہ تشویشًا وتغلیطًا یعنی نہین سنون اذان اور اقامت اس نماز مین فوائت سے جس کو قضا کرتے ہون مسجد مین اس لیے کہ اسمین لوگون کی پریشان خاطری اور غلط اندازی ہی یعنی وہ وقت کی اذان سمجھینگے - (۶) چونکہ قضا کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا مکروہ ہی اسلیے کہ معصیت ہی اسی واسطے جماعت کے ساتھ مسجد مین قضا کا پڑھنا منع ہی مکان مین یا کسی اور جگہ بلا جماعت کے پڑھنا چاہیے چنانچہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین موجود ہی اور در مختار مین بھی بزازیہ سے یونہی نقل کیا ہی اسکے محشی کہتے ہین کہ اگر قضا کرنہ پڑھے تو مسجد مین مکروہ نہین جایز ہی - بحر الرائق کی عبارت یہ ہی اذا قرغوا صلوا عن وقتہا ینبغی ان یقضیہا فی بیتہ ولا یقضیہا فی المسجد انتہی خلاصہ کلام یہ ہی کہ اس نماز سے یہ ارادہ کرنا کہ مضمنہ قضا ہے تمام فوائت کی صحیح نہین اسلیے کہ تعریف قضا کی اس پر صادق نہین آتی اور اگر اسکے پڑھنے سے یہ ارادہ کیا جائے کہ حق تعالی اپنے فضل و کرم سے اس کو تمام فوت شدہ نمازون کی قضا گردان لے اور اس کی وجہ سے ایسا ثواب عطا کرے جو ان فوائت کا مقابل اور بدل واقع ہو جائے تو اس صورت مین کوئی مضائقہ نہین اللہ تعالے کریم ہی اسکے کرم کے آگے یہ مشکل نہین آسان ہی - بہرصورت ایسی نماز کو نفل کی نیت سے اور نفل پڑھنا ناجایز نہین - مگر یاد رہے کہ اس نفل کو فرائض کی قضا نہ سمجھے اسلیے کہ نفل کی نیت کے ساتھ فرض ادا نہین ہو سکتا چنانچہ فتح القدیر کے باب الوتر مین تجنیس وغیرہ سے لکھا ہی ان الفرض لا یتادی بنیۃ النفل اور نفل کی صورت مین جماعت کے ساتھ پڑھنے مین بھی مباحث نہین اسلیے کہ نفل کا جماعت کے ساتھ پڑھنا رمضان مین جایز ہے - در مختار مین باب الوتر والنوافل کے آخر مین لکھا ہی ولا یصلی الوتر والتطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک یعنی نہ پڑھنا چاہیے وتر اور نفل جماعت سے رمضان کے سوا اور دنون مین یعنی وتر اور

Marfat.com

اور نفل کی جماعت اور دنون مین مکروہ ہی۔ رمضان مین نہین۔

جواب از سوال دویم

جو حیلہ اسقاط کے نام سے ہندوستان مین مشہور ہی اُسکی صورت فقہا نے یون لکھی ہی۔

والعمل الاقصر ما تعورف انه یحاسب تمام عمره ثم یبیع مصحفًا او شیئًا آخر بمقدارهما من الفقیر فیقبض الفقیر المبیع ویصیر المقدار المذکور دینًا علی ذمته ثم یقول المفدی اعطیتك هذا القدر الذی من الحنطة فی عوض فدیة فلان المیت ویقول الفقیر قبلت ۱۲ العشور علی دار السرور یعنی اسقاط کا عمل مختصر جیسا کہ متعارف ہی اسطرح ہی کہ میت کے تمام عمر کا حساب لگا کر جس قدر مقدار معین ہو اُسکے بدلے قران مجید یا کوئی اور چیز فقیر کے ہاتھ بیچی جائے پس فقیر اُس مبیع پر قبضہ کرلے اور وہ مقدار واجب الادا اُسکے ذمہ ہوگی پھر فدیہ دینے والا فقیر کو یون کہے کہ مین نے اسقدر گیہون عوض مین فدیہ فلان میت کے دیئے اور فقیر قبول کرے۔ اور غایۃ الاوطار کے باب قضاء الفوائت مین لکھا ہی اہل ہند اسقاط کے باب مین بالفعل یہ حیلہ استعمال کرتے ہین کہ عمر بھر کی نماز روزہ کا حساب کرکے کفارہ کا نقد دام ٹھرایا یا اناج معلوم کرلیا پھر فقیر کو وہ نقد غلہ زبانی دیکر اپنے ذمے قرض لیا بعد اسکے اُس قرض کے عوض ایک قران مجید فقیر کے حوالہ کرتے ہین اور اسقاط وارث کے ذمہ واجب نہین تبرع ہی مگر اس طریق کا تبرع خالی تکلف سے نہین۔

جواب از سوال سوم

اگر کسی شہر مین بقواعد شرع ثابت ہوجاے اور دوسرے شہر مین اُسکی خبر بذریعہ تار کے آئے اور خبر بھیجنے والے مسلمان ہون اگرچہ تار کی روانگی کفار کے ہاتھ مین ہو اور یقین ہو کہ اس شخص کافر نے کوئی تصرف اسمین نہین کیا ہی اور یہ خبر مرتبہ افاضہ کو پہونچ جائے تو اعتبار اس خبر کا کیا جائے گا اور افطار کرلیا جائے گا اور معنی افاضہ خبر کے یہ ہین کہ اتنے آدمیون کی طرف سے خبر آئے کہ ظن غالب صدق کا ہوجاے اور اسطرح شائع ہوجانا خبر کا کہ جسنے اُسکو شائع کیا اُسکا حال معلوم نہو معتبر نہین بلکہ اُسکے شایع کرنے والے معین ہون کذا فی رد المحتار۔ اور درمختار کی کتاب الصوم مین ہی لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذاهب انتهی یعنی اگر کسی دوسری شہر مین بکثرت خبر شائع ہوجاے تو اُنکو لازم ہوگا روزہ رکھنا بنا بر مذہب صحیح کے ظاہر ہے کہ جب

Marfat.com

روزہ رکھنا ثابت ہوا تو روزہ افطار کرنا بھی ثابت ہی شامی نے اس قول پر یون حاشیہ لکھا ہی
عن الذخیرۃ قال شمس الائمۃ الحلوانی الصحیح من مذھب اصحابنا
ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اھل البلدۃ یلزمھم حکمہ ھذہ
البلدۃ انتھی یعنی ذخیرہ مین ہی کہ شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ صحیح ہمارے مذہب مین
یہ ہی کہ جب خبر پھیل جاے اور متحقق ہو جاے دوسرے شہر مین تو انکو بھی لازم ہوگا اس شہر کا حکم
یہی مضمون جامع الرموز کا ہی اور فتاوی تاتارخانیہ مین بھی اسیطرح آیا ہی - اور مراقی الفلاح مطبوعہ
مصر مین ہی اذا ثبت الھلال فی بلدۃ لزم سائر الناس فی ظاھر المذھب وعلیہ
الفتوی انتھی شرح مشکوۃ مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی کہتے ہین کہ جب چاند ایک جگہ ہوگا
تو سبھو پر روزہ رکھنا بموجب ظاہر روایت کے لازم ہوگا انتہی - پس اسی پر افطار کو قیاس کر لینا چاہیے
مگر یہ بھی یاد رہے کہ اختلاف مطالع کے اعتبار کرنے نکرنے مین بھی علما نے تحقیق کی ہی سو بعض مشایخ
حنفیہ کا قول یہ ہی کہ موافق ظاہر الروایات کے اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہین ہی - ایک شہر کی رویت
دوسرے شہر مین اگرچہ اُن کے درمیان فاصلہ بعید ہو حتی کہ اہل مشرق پر رویت ہلال اہل مغرب
وہان کی بطریق شرعی پہونچ جانے کے بعد قابل تسلیم و اعتبار ہی اور بعض کے نزدیک اختلاف مطالع
معتبر ہی فتاوی تاتارخانیہ مین ہی - اھل بلدۃ اذا رأوا الھلال ھل یلزم فی حق
کل بلدۃ اختلفوا فیہ فبعضھم قالوا لا یلزمہ فانما المعتبر فی حق اھل
بلدۃ رویتھم وفی الخانیۃ وغیرہ باختلاف المطالع فی ظاھر
الروایۃ انتھی - اور تبیین الحقایق شرح کنز الدقایق مین زیلعی نے کہا ہی کہ وغیرہ
باختلاف المطالع بینھما ومعناہ اذا رأی الھلال اھل بلدۃ ولم یرہ اھل
بلدۃ اخری ویجب ان یصوموا برویۃ اولئک کیف ما کان علی الاصح من قال
لا عبرۃ باختلاف المطالع اور محققین حنفیہ کے نزدیک اصح المذاہب یہی ہے کہ جن شہرون مین موافق قواعد علم ہیئت کے اختلاف مطالع کا ثابت ہی اور مقدار اسکی ایک
نزدیک ایک مہینے کی راہ ہی وہان اختلاف مطالع معتبر ہوگا اور رویت کے باب مین ایک شہر کا حکم دوسرے
شہر مین معتبر نہوگا جن مین ایک مہینے کی راہ کا فاصلہ ہی اور جو شہر قریب ہین اور اُنمین فاصلہ ایک ماہ
کی راہ سے کم ہے وہان ثبوت رویت ایک شہر کی دوسرے شہر مین معتبر ہے مراقی الفلاح مین
لکھا ہی کہ یہی رائے صاحب بحر ید کی ہی طحطاوی نے شرح مراقی الفلاح مین کہا ہی کما ذہب

Marfat.com

الیہ صاحب التجرید اھو اشبہ کان الفصال الھلال من شعاع الشمس
یختلف باختلاف الاقطار کما فی دخول الوقت وخروجہ وھذا ثبت
فی علم الافلاک و الھیئۃ واقل ما اختلف للطالع مسیرۃ شھر کما
فی الجواھر اور قدوری مین ہی ان کان بین البلدین تفاوت لا یختلف
بہ المطالع یلزمہ و ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ الصحیح من مذھب
اصحابنا اور صاحب ہدایہ نے مختارات النوازل مین بیان کیا ہی اھل بلدۃ صاموا
لتسعۃ وعشرین یومًا بالرؤیۃ واھل بلدۃ اخری صاموا ثلثین بالرؤیۃ
ففی کل ولی قضاء یوم اذا لم یختلف المطالع بینھما واما اذا اختلف
لا یجب القضاء یعنی ایک شہر کے آدمیون نے چاند دیکھکر ۲۹ روزے رکھے اور دوسرے
شہر والون نے چاند دیکھکر ۳۰ روزے رکھے تو اپنپر لازم ہی کہ ایک روزے کی قضا کرین مگر یہ اُس
صورت مین ہی کہ وہان اختلاف مطالع نہو اور اگر اختلاف مطالع ہی تو قضا نکرنا چاہئے۔

خلاصہ یہ ہی کہ جن شہرون مین ایک ماہ کی راہ کا فاصلہ ہی وہان ایک شہر کی رویت کا
اعتبار دوسرے شہر مین نہین اور جہان اس سے کم کا فاصلہ ہی وہان ایک جگہ کی رویت کا اعتبار
دوسری جگہ بھی کیا جائے گا خواہ خبر اُس شرائط کے ساتھ بذریعہ تار کے آئے یا بدون تار
کے کئی قاصد خواہ خط کے ذریعہ سے اور یہ جو سب مین مشہور ہے لکل اہل البلد رویتھم اس سے
یہ مراد نہین ہے کہ مطلقاً ایک جگہ کی رویت دوسرے مقام پر معتبر نہین ورنہ لازم آئے گا
کہ اگر ایک شہر مین رویت ہو اور دوسرے شہر مین کہ اس سے صرف دو ایک منزل دور ہو رویت
نہو تو وہ رویت اُن لوگون کے حق مین معتبر نہو اور یہ امر کوئی عاقل جسکو کتب حدیث سے معارفت
اور فن ہیئت کے ساتھ مناسبت ہی تجویز نکریگا بلکہ مراد اس سے یہی ہی کہ جن دو بلاد مین اختلاف
مطالع ہوتا ہے اور یہ ممکن ہی کہ ایک جگہ ہلال دیکھا جائے اور دوسری جگہ نہین ایسے دو بلد و مین
ایک جگہ کا حکم دوسری جگہ لازم نہوگا اور اگر ایسا نہو جیسے دونون شہرون مین مسافت ایک
مہینہ سے کم ہو تو ضرور حکم ایک جگہ کا دوسری جگہ پر لازم ہوگا اور یہ لفظ حدیث کا نہین بلکہ کسی کا قول
ہی لکل اہل البلد رویتھم - فقط ۲۹ - شوال سنہ ۱۳۱۴ ہجری۔

مجیب احقر العباد محمد یحیم العنی خان رامپوری ابن مولوی محمد عبد العنی خان۔

الاجوبۃ صحیحۃ

بہر مولوی عبد الغفار خان

نماز پنجگانہ کا بہ نیت قضائے فوائت جیسے عوام مین مروج ہی استناد کسی اصل شرعی کی طرف نہین
اور حدیث اُسکے ثبوت مین موضوع ہی کما فصلہ المجیب المصیب اور حیلہ اسقاط شرعی جایز ہے
کما حررہ المجیب المصیب من الشور علی دار السرور - العبد

محمد ظہور الحسین عفا عنہ مدرس دوم مدرسہ
عالیہ رامپور

مہر

خصوصیت آخری عشرہ رمضان اور قضائے عمری باین طور کہ پانچ وقت کی نماز اور نماز جمعہ پڑھ لے
تو تمام قضائے عمری ادا ہوگی صحیح نہین ہان اگر نماز پنجگانہ بطور قضا کوئی شخص بعد فراغ نماز
وقتی یا قبل اگر وقت مین گنجایش ہو کسی روز بھی ادا کرے جایز ہے اور قضا ماسبق کی ہو جایگی
مگر ایک دن کی نہ تمام عمر کی - فبروا ثق در باب رویت ہلال سفید اس امر کی ہو کہ روزہ رمضان نہ
رکھا جاے اور نیز افطار اور یوم عید کے بارہ مین معتبر ہوگی اور حیلہ اسقاط بھی جایز ہے کما نقلہ
المجیب المصیب العبد

محمد اعجاز حسین مجددی عفا عنہ

مہر

الجواب صحیح والمجیب مصیب

دستخط مولوی محمد نثار علی -

سند از جانب استاد علامہ
مولانا عبد الحق صاحب خیر آبادی ابن مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی - الجواب صحیح
الجواب صحیح والمجیب مثاب دستخط مولوی محمد ارشد علی صاحب مہر محمد عبد الحق عفا عنہ
اصاب واجاد فیما اجاب وافاد محمد فضل حق اصلح اللہ حالہ

مہر

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ مہر مولوی محمد نبی صاحب

ذلک کذلک وانا علی ذلک من الشاہدین والمعترفین - فقیر در آلہی محمد عبد النبی ولی اللہی عفا عنہ

مہر

۱۳-۴۰-۰
نیر اعظم بک ایجنسی مرادآباد کی قابل دید کتابین

عدد التاریخ معروف زنبیل تاریخی۔ اسکی ضخامت ۳۴۰ صفحہ ہے کاغذ چھپائی لکھائی اعلےٰ درجہ کی۔ اسمین کئی لاکھ تاریخی مادے جمع کئے گئے ہین۔ نین عددون کے نقطون سے لیکر دو ہزار برس تک کے تاریخی الفاظ۔ فقرات۔ محاورات۔ ضرب الامثال۔ آیات۔ حدیث۔ اور نام وغیرہ درج ہین خوبی یہ ہے کہ تمام موضوع لفظ لئے گئے ہین اور ہر ایک عدد کے اسقدر مادے لکھے گئے ہین کہ اس سے زیادہ ہونا ناممکن ہے قیمت ۸ ر ہے۔

محمد صادق صاحب مجدد
ذخیرہ لاہور

گنج شائیگان معروف ٹکسال۔ یہ کتاب ایک ذخیرہ ہے جسمین قدیم شاہان ایران سے لے کر حال تک کے زمانہ کے تمام چھوٹے بڑے بادشاہون۔ ریاستون اور جہان کہین بھی جس کسی قسم کا سکہ جاری ہوا ہے۔ سونے چاندی وغیرہ کا اُس سکہ کے دونون رخون کی اصلی تصویر بمنبہ اس کتاب مین دی گئی ہے۔ ہزارہا سکہ جات۔ ہندوستان۔ ایران۔ قسطنطنیہ۔ شاہان مغلیہ اور تمام شاہان یورپ۔ غرضکہ کوئی حصہ دنیا کا باقی نہین جہانکا سکہ اسمین موجود نہین۔ اکثر سکہ جات کے وزن اور انکی اصلی ہیئت دکھادی گئی ہے۔ شروع کتاب مین لفظ سکہ کی پوری تحقیق کے ساتھ تشریح کردی گئی ہے۔ حقیقتاً اردو کے لئے یہ کتاب سرمایۂ ناز ہے ہر سکہ کے دونون رخون کی عبارت علیحدہ لکھی گئی ہے عصر حاضر مین **تذکرۃ السلوک**۔ صدہا کتابین اسوقت تک اردو۔ فارسی۔ عربی مین۔ تصوف کی شائع ہوئی ہین مگر یہ کتاب جو اردو مین ہمنے چھاپی ہے حقیقتاً اس فن کے دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے کوئی بات ایسی نہین بچی ہے کہ جو آپ کو اس کتاب مین نہ ملے۔ سلیس اردو مین لکھی گئی ہے۔ اخیر کتاب مین کئی جز تک مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی ہے۔ صوفیون کے واسطے اس سے بہتر ذخیرہ اردو مین ملنا مشکل ہے کتاب کی ضخامت قریب چار سو صفحہ کے ہے اور قیمت صرف ۱ ر ہے۔ **احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار**۔ اسمین حضرت غوث پاک کے مناقب صحیحہ و خوارق عادۃ و سوانح عمری مفصل مذکور ہے اور اس قول کو بڑی تقویت دی ہے کہ آپکا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ بعدہٗ نسب شریف اور آباے کرام کا تذکرہ ہے۔ پھر حضرت کے طریق و ارشاد اور اخلاق و مریدو اصحاب وغیرہ کا مفصل بیان ہے۔ غوث پاک کے حالات مین ایسی جامع کتاب سلیس اردو مین آجتک نہین لکھی گئی۔ یہ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے قیمت ۱۲ ر ہے۔

اخبار نیر اعظم مرادآباد۔ یہ اخبار مہینے مین چار بار ۲۸ سال سے بڑی کامیابی سے برابر شائع ہوتا ہے اسلامی۔ ملکی۔ فوجی۔ مذاہبی۔ تجارتی۔ تعلیمی۔ اخلاقی اور تمدنی معاملات پر بحث کرتا ہے اور دنیا بھر کے ہر مذاق کی خبرین سرکاری گزٹ کا خلاصہ دلچسپ معلومات اور کبھی کبھی چیدہ حضرات کا نظم کلام بھی درج ہوتا ہے ایک مرتبہ منگا کر مقابلہ مین تجربہ کیجئے۔ قیمت تین روپیہ سالانہ۔ المشتہر الیس ابن علی مالک و ایڈیٹر اخبار نیر اعظم مرادآباد و بک ایجنسی۔

Marfat.com